

# **TIGHT BINGING BOOK**

BROWN BOOK

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_226392**

UNIVERSAL  
LIBRARY





**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. 104542

Accession No. 10421  
10771

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

---



# فہرست مضامین تذکرہ اولیا ہند جلد اول

Checked 1965

بشمار	۱۰ اسماء اولیا اللہ	جلد اول صفحہ	بشمار	اسماء اولیا اللہ	جلد اول صفحہ
	تمہید	۲	۱۲	مولانا سعدوقا ضی	۵۰
	سلسلہ چشتیہ		۱۳	شیخ نظام الدین ابوالموئید	"
	خواجہ بزرگ معین الدین حمیری	۴	۱۴	شیخ معز الدین دہلوی	۵۱
	قصیدہ در بیان حضرت اجیر	۱۹	۱۵	خواجہ محمود موئینہ دوز	"
۱	خواجہ قطب الدین ادشی	۲۴	۱۶	شیخ فرید الدین ناگوری	"
۲	مولانا جلال الدین بظامی د	۲۶	۱۷	حضرت دانی من میل	۵۲
۳	شیخ نجم الدین صغیر شیخ الاسلام	۲۶	۱۸	شیخ احمد رئیس	"
۴	بابا فرید الدین گنجشکر	۴۳	۱۹	شیخ امام الدین ابدال	"
۵	سلطان شمس الدین التمش	۴۶	۲۰	شیخ شہاب الدین عاشق خدا	۵۳
۶	مولانا بدر الدین غزنوی	۴۷	۲۱	شیخ حسن دانا	"
۷	قاضی حمید الدین ناگوری	۴۸	۲۲	خواجہ حسن خیاط	"
۸	شیخ علی سنجر	۴۹	۲۳	سید امجد و سید زین الدین	"
۹	صاحبزادہ عالیقدر خواجہ احمد	۵۰	۲۴	شیخ احمد ہنسروالی	۵۴
	بابا حاجی روز بہ	"	۲۵	شیخ جلال الدین تبریزی	"
			۲۶	شیخ محمد ترک نارنولی	۵۶
			۲۷	خواجہ فرید الدین گنجشکر	۵۷

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد اول صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد اول صفحہ
۲۸	شیخ نجیب الدین متوکل	۸۲	۴۹	مولانا ضیاء الدین برنی	۰۸
۲۹	شیخ داؤد بالہی	۸۳	۵۰	شیخ برہان الدین غریب	۱۱۰
۳۰	سید امام علی لاحق بالکوٹی	۸۴	۵۱	شیخ حسام الدین سوختہ	۱۱۱
۳۱	شیخ برہان الدین محمود ابی الخیر	۸۵	۵۲	شیخ عزیز الدین صوفی	۱۱۲
۳۲	شیخ بدر الدین بن علی اسحاق	۸۶	۵۳	شیخ شمس الدین یحییٰ	۱۱۳
۳۳	شیخ منتخب الدین چشتی	۸۷	۵۴	شیخ اخگر سراج الدین بدایونی	۱۱۴
۳۴	سید محمد بن سید محمود کرمانی	۸۸	۵۵	شیخ حمید قلندر	۱۱۵
۳۵	خواجہ علاء الدین بن شیخ بدر الدین	۸۹	۵۶	شیخ علاء الدین بینلی	۱۱۶
۳۶	شیخ ضیاء الدین بخشی	۹۰	۵۷	مولانا فخر الدین زراوی	۱۱۷
۳۷	شیخ جمال الدین قطب السنوی	۹۱	۵۸	قاضی محی الدین کاشانی	۱۱۸
۳۸	سلطان المشائخ نظام الدین اولیا	۹۲	۵۹	خواجہ شمس الدین ہاروی	۱۱۹
۳۹	شاہ عبداللہ کرمانی بنگالی	۹۳	۶۰	مولانا جلال الدین اودھی	۱۲۰
۴۰	حضرت پیر کریم سیلوئی	۹۴	۶۱	شیخ نظام الدین شیرازی	۱۲۱
۴۱	شیخ برہان الدین صوفی بن شیخ جمال السنوی	۹۵	۶۲	خواجہ شمس الدین دہاری	۱۲۲
۴۲	خواجہ امیر خسرو دہلوی	۹۶	۶۳	خواجہ احمد بدایونی	۱۲۳
۴۳	میر حسن علانی سجری	۹۷	۶۴	شیخ شہاب الدین حق گوئی	۱۲۴
۴۴	مولانا موید الدین	۹۸	۶۵	پسر مولانا فخر الدین زراوی	۱۲۵
۴۵	شیخ وجیبہ الدین یوسف	۹۹	۶۶	شیخ وجیبہ الدین پارکلی	۱۲۶
۴۶	خواجہ محمد امام	۱۰۰	۶۷	شیخ شہاب الدین امام مسجد	۱۲۷
۴۷	شیخ حسام الدین ملتانی	۱۰۱	۶۸	شیخ حیدر	۱۲۸
۴۸	حضرت خواجہ فخر الدین بزمی	۱۰۲	۶۹	شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین	۱۲۹

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلداول صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلداول صفحہ
۶۹	حضرت مسعود یک	۱۱۶	۹۰	حضرت قاضی سعدی چشتی	۱۳۵
۷۰	سید الحجاب	"	۹۱	شیخ سعد الدیکبہ دار	"
۷۱	شیخ قطب الدین منور ہالوسی	۱۱۷	۹۲	حضرت مولانا خواجگی	۱۳۶
۷۲	مولانا علی شاہ جاندار	۱۱۹	۹۳	شیخ احمد صاحب تھانیسری	"
۷۳	خواجہ تقی الدین نوح	"	۹۴	میر سید محمد گیسو دراز دہلوی	۱۳۷
۷۴	خواجہ علاء الدین بن شیخ بد الدین سلیمان	"	۹۵	شیخ محمد متوکل کنتوری	۱۳۸
۷۵	قاضی ضیا الدین بخش	۱۲۰	۹۶	شیخ قوام الدین چشتی	۱۳۹
۷۶	شیخ محمد صاحب	"	۹۷	حضرت سید جعفر کتکی	۱۴۰
۷۷	شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر بانی	"	۹۸	شیخ حمید الدین صوفی ناگوری	۱۴۱
۷۸	مولانا صبح الدین	۱۲۳	۹۹	شیخ عبدالعزیز علی	۱۴۲
۷۹	حضرت شاہ خضر	"	۱۰۰	شیخ محمد صابر چشتی	"
۸۰	شیخ نصیر الدین محمد چراغ دہلی	۱۲۴	۱۰۱	سید تاج الدین شیر سوار	"
۸۱	مولانا خواجہ کمال الدین خلیفہ عظیم	۱۳۲	۱۰۲	حضرت شیخ ابدال	"
۸۲	خواجہ ملک زادہ احمد	"	۱۰۳	شیخ علاء الدین علاء الحق	۱۴۳
۸۳	حضرت شیخ دانیال	۱۳۳	۱۰۴	میر سید اشرف جہانگیری سمنانی	۱۴۴
۸۴	شیخ صدر الدین حکیم	"	۱۰۵	مخدوم حسام الدین فتحپوری	۱۴۹
۸۵	خواجہ معین الدین خرد	۱۳۴	۱۰۶	شیخ اختیار الدین عمر ارجی	۱۵۰
۸۶	شیخ سراج الدین چشتی	"	۱۰۷	شیخ فتح الداد دہلی	"
۸۷	سید محمد بن سید مبارک	"	۱۰۸	شیخ عین الدین قتال	"
۸۸	شیخ یوسف چشتی	۱۳۵	۱۰۹	شیخ یوسف بدہ ارجی	۱۵۱
۸۹	شیخ عبدالمقدر	"	۱۱۰	شیخ شیر خاں بک	"

# تذکرہ اولیائے ہند

## فہرست مضامین جلد دوم

نمبر شمار	اسمائے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ
۱	مخدوم علاء الدین علی احمد صاحب کبری	۲	۱۹	شیخ علم الحق والدین	۳۷
۲	شیخ شمس الدین ترک	۹	۲۰	شیخ محمود راجن	"
۳	شیخ جلال الدین کبیر لاویا پانی پتی	۱۳	۲۱	شیخ جمال الدین عرف جنم	۳۸
۴	شیخ احمد عبد الحق ترشہ رودوی	۲۵	۲۲	شیخ سعد الدین خیر آبادی	"
۵	شیخ قوام الدین سارنگ چشتی	۳۰	۲۳	شاہ میا نجی بیگ	"
۶	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۳۱	۲۴	شیخ ملا ملاوہ	۳۹
۷	میر سدید اللہ نیرہ سید محمد گیسو دراز	"	۲۵	شیخ جنید حصاری	۴۰
۸	شیخ نور الدین قطب عالم بنگالی	۳۲	۲۶	شیخ حسین ناگوری	"
۹	شیخ علاء الدین قریشی	"	۲۷	راجی حامد شاہ	۴۱
۱۰	شیخ کبیر چشتی	۳۳	۲۸	شیخ حسن طاہر	۴۲
۱۱	شیخ ابوالفتح جوہوری	"	۲۹	شیخ بختیار	"
۱۲	شیخ عارف نرزد شیخ احمد عبد الحق	"	۳۰	شیخ محمد علی جوہوری	۴۳
۱۳	شیخ ابوالفتح علانی قریشی	۳۴	۳۱	شیخ عزیز اللہ متوکل	"
۱۴	شیخ مینا چشتی لکھنوی	۳۵	۳۲	مولانا الہ داد	۴۴
۱۵	شیخ شمس الدین طاہر	۳۶	۳۳	شیخ احمد مجدد شیبانی	"
۱۶	شاہ جلال الدین گجراتی	"	۳۴	حضرت شاہ سیدو	۴۵
۱۷	حضرت شاہ ساکو	"	۳۵	شیخ محمد حسن	"
۱۸	شیخ دھام الدین ناکیوری	"	۳۶	شیخ محمد بن شیخ عارف	۴۶

نمبر شمار	اسماء اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ
۳۷	شیخ ادیب عرف شیخ بدھ	۳۸	۵۸	شیخ محمد عظیم حسنی نظامی	۷۱
۳۸	شیخ عبد القدوس گنگوہی	۴۹	۵۹	شیخ سلیم حسنی بن بہاء الدین حسنی	۷۳
۳۹	شیخ بہاء الدین جوہوری	۵۵	۶۰	شیخ تقی چاکب	۷۶
۴۰	شیخ خانو کو ایاری	۵۶	۶۱	شیخ محمد طاہر گجراتی	۷۷
۴۱	شیخ علاء الدین بن شیخ نور الدین	"	۶۲	شیخ نظام الدین بکھاری	۷۸
۴۲	سلطان جلال الدین قریشی	"	۶۳	شیخ پیارا حسنی	۷۹
۴۳	سید سلطان بھراچی	۵۷	۶۴	شیخ رزق العبد	"
۴۴	سید علی قوام	۵۸	۶۵	شیخ اسحاق	۸۰
۴۵	شیخ عبد الرزاق جھنجھانہ	"	۶۶	شیخ زندہ پیر	"
۴۶	شیخ یوسف مصروف بہ شاہ جوہی	"	۶۷	شیخ دانیال	۸۱
۴۷	شیخ جلال مٹھانیسی	۵۹	۶۸	شیخ فتح اللہ تر بن سنہلی	"
۴۸	شیخ نظام الدین عبد الشکور	۶۱	۶۹	شیخ نظام الدین نازولی	۸۲
۴۹	شیخ امان پانی پتی	۶۵	۷۰	شیخ طاہر حسنی	"
۵۰	شیخ حمزہ ہر سو قریشی	۶۶	۷۱	شیخ مٹھہ گارونی	۸۳
۵۱	شیخ حسام الدین متقی	۶۷	۷۲	شیخ کبیر جولاہہ	"
۵۲	میر سید عبد الاول بن سید علانی	۶۸	۷۳	شیخ دلی حسنی	۸۴
۵۳	شیخ قاضی خاں ظفر آبادی	"	۷۴	مولانا عبد اللہ انصاری	"
۵۴	شیخ عبد العزیز بن شیخ صن طاہر	"	۷۵	شیخ اختیار الدین مردانی	"
۵۵	شیخ علی متقی بن حسام الدین	۶۹	۷۶	شیخ جلال الدین کاسی	"
۵۶	شیخ اجودھن جوہوری	۷۱	۷۷	شیخ منزل حسنی	۸۵
۵۷	شیخ صن محمد حسنی	"	۷۸	شیخ سید چوہدری	"



نمبر شمار	اسمائے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ
۷۹	شاہ نعمان چشتی	۸۶	۱۰۰	میر سید احمد گیسو دراز	۹۷
۸۰	شیخ حاجی ادیس دلوڑی	۸۷	۱۰۱	مولانا لقی الدین اودمی	۱۰۰
۸۱	اغوند سعید شور یانی	۸۷	۱۰۲	شیخ ابوسعید چشتی صابری	۱۰۱
۸۲	شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زنگی	۸۸	۱۰۳	حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی	۱۰۰
۸۳	شیخ رحمت شور یانی	۸۸	۱۰۴	شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق	۱۰۱
۸۴	شیخ محمد بن فضل اللہ	۸۸	۱۰۵	شاہ ابوالمعالی چشتی صابری	۱۰۸
۸۵	مولانا شیخ احمد شور یانی	۸۹	۱۰۶	شیخ عبدالحق چشتی لاہوری	۱۱۰
۸۶	شیخ محمد سلیم صابری	۸۹	۱۰۷	شیخ عارف لاہوری	۱۱۰
۸۷	میر سید محمد کالیدی	۹۰	۱۰۸	شیخ اسماعیل چشتی اکبر آبادی	۱۱۰
۸۸	شاہ اعلیٰ چشتی پانی پتی	۹۰	۱۰۹	حضرت سعید خاں میانہ چشتی	۱۱۰
۸۹	حضرت بایزید تیک زئی	۹۱	۱۱۰	شیخ بھوگی افغان عزیز زئی	۱۰۹
۹۰	شیخ جان اللہ لاہوری	۹۱	۱۱۱	شیخ عارف صابری لاہوری	۱۱۰
۹۱	سید علی غواص ترمذی	۹۱	۱۱۲	مولانا عبد الکریم پشاور	۱۱۱
۹۲	مولانا درویشی پشاور	۹۲	۱۱۳	شیخ پنجو پشاور	۱۱۱
۹۳	سید محمد مہدی	۹۲	۱۱۴	شیخ پیر محمد سدن	۱۱۲
۹۴	شیخ حاجی گلن شور یانی فغوری	۹۳	۱۱۵	شیخ عیسیٰ گجراتی	۱۱۲
۹۵	حاجی عبد الجلیل چشتی مکنوی	۹۴	۱۱۶	شیخ جنید دہانی چشتی	۱۱۳
۹۶	شیخ حاجی عبد الکریم چشتی لاہوری	۹۴	۱۱۷	شیخ حبیب چنبری	۱۱۳
۹۷	شیخ الہ داد دلوڑی	۹۴	۱۱۸	شیخ پیر محمد لکنوے	۱۱۳
۹۸	ملک محمد جاسی	۹۴	۱۱۹	شیخ محمد صدیق چشتی	۱۱۳
۹۹	محمد دم شیخ عبدالرشید	۹۴	۱۲۰	شیخ محمد چشتی صابری دہلی	۱۱۳

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۲۱	شیخ عبدالرشید جالندھری	۱۱۳	۱۴۲	سید محمد اعظم روپڑی	۱۳۲
۱۲۲	سید میراں بھیکہ	۱۱۴	۱۴۳	شاہ نصیر کوکہ ذکر اللہ	۱۳۳
۱۲۳	شاہ بجلول برکی صابری	۱۱۸	۱۴۴	شاہ غلام حسینی صابری	۱۳۴
۱۲۴	شیخ شاہ لطف اللہ	۱۱۹	۱۴۵	سید صابر علی شاہ حسینی دہلوی	۱۳۵
۱۲۵	شیخ محمد سلیم صابرے	۱۲۰	۱۴۶	سید میر عبد اللہ شاہ	۱۳۶
۱۲۶	شیخ یحییٰ مدنی	۱۲۱	۱۴۷	مولانا قاضی محمد عاقل حسینی فخری نظامی	۱۳۷
۱۲۷	شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی	۱۲۲	۱۴۸	مولانا خواجہ قاضی خدابخش	۱۳۸
۱۲۸	شیخ نظام الدین ولی اوزنگ آبادی	۱۲۳	۱۴۹	مولانا خواجہ فخر الدین	۱۳۹
۱۲۹	مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی	۱۲۴	۱۵۰	خواجہ محمد سلیمان حسینی	۱۴۰
۱۳۰	مولوی کرم خلیفہ مولانا فخر	۱۲۵	۱۵۱	مولانا غلام نصیر الدین مہر دکانیہ	۱۴۱
۱۳۱	مولانا نور محمد بھیل مہاروی	۱۲۶	۱۵۲	شیخ حاجی رمضان حسینی	۱۴۲
۱۳۲	مولانا ضیا الدین چیمپوری	۱۲۷	۱۵۳	حضرت بندگی حافظ موسیٰ حسینی	۱۴۳
۱۳۳	مولانا سید عہد الدین میر محمدی دہلوی	۱۲۸	۱۵۴	مولوی امانت علی حسینی	۱۴۴
۱۳۴	مولانا سید شاہ نیاز احمد حسینی	۱۲۹	۱۵۵	محمد حسن عرف حافظ بانکے	۱۴۵
۱۳۵	مخدوم زادہ شیخ یار علی	۱۳۰	۱۵۶	سید غلام معین الدین شاہ خاموش	۱۴۶
۱۳۶	سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ	۱۳۱	۱۵۷	میاں گھوڑا شاہ سردہنجی	۱۴۷
۱۳۷	سید علی شاہ حسینی جالندھری	۱۳۲	۱۵۸	مولوی غلام مصطفیٰ وزیر آبادی	۱۴۸
۱۳۸	شیخ محمد سعید حسینی	۱۳۳	۱۵۹	شیخ فیض بخش لاہوری	۱۴۹
۱۳۹	شیخ محمد سعید صابری مشرقپوری	۱۳۴	۱۶۰	مرزا روشن بخت گورگانی	۱۵۰
۱۴۰	شیخ خیر الدین خیر شاہ حسینی	۱۳۵	۱۶۱	مولانا ظہیر الدین کیراڑی	۱۵۱
۱۴۱	شیخ محمد سالم روپڑی	۱۳۶	۱۶۲	مرزا ولی شاہ	۱۵۲
			۱۶۳	مولوی رحمت اللہ آنندی مہاروی	۱۵۳

تذکرہ اولیائے ہند

## فہرست مضامین جلد سویم

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سویم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سویم صفحہ
۱۵	حنا زادہ	۱۶	۱	سلسلہ خواجگان قادریہ	
۱۷	حضرت شاہ نعمت اللہ ولی	۱۷	۲	غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی	۲
۱۸	شیخ بہاء الدین جنیدی	۱۸	۳	فرزند ان غوث پاک	۳
۱۹	سید محمد غوث گیلانی	۱۹	۴	سید سیف الدین عبدالوہاب	۴
۲۰	میر سید شاہ فیروز	۲۰	۵	شیخ شرف الدین عیسیٰ	۵
۲۱	سید عبدالقادر ثنائے	۲۱	۶	شیخ شمس الدین ابوبکر	۶
۲۲	سید محمود حسنوری لاہوری	۲۲	۷	شیخ سراج الدین عبدالجبار	۷
۲۳	سید عبدالقادر گیلانی لاہوری	۲۳	۸	شیخ تاج الدین ابوبکر	۸
۲۴	سید عبدالرزاق گیلانی	۲۴	۹	شیخ ابواسحاق ابراہیم	۹
۲۵	میران سید مبارک حقانی اوچی	۲۵	۱۰	شیخ ابو الفضل محمد	۱۰
۲۶	سید محمد غوث بالا پیر	۲۶	۱۱	شیخ عبدالرحمن	۱۱
۲۷	سید بہاء الدین گیلانی	۲۷	۱۲	شیخ ابو فکر یا یحییٰ	۱۲
۲۸	حضرت مخدوم جی قادری	۲۸	۱۳	شیخ ابوالنضر موسیٰ	۱۳
۲۹	سید عبداللہ ربانی	۲۹	۱۴	خلفائے حضرت غوث الثقلین	۱۴
۳۰	سید اسماعیل گیلانی	۳۰	۱۵	ذکر نبیرگان حضرت غوث الثقلین	۱۵
۳۱	حضرت سید ماند (حامد گنج بخش)	۳۱	۱۶	دوستان و محبان حضرت غوث پاک	۱۶
۳۲	شیخ مہلول دریائی	۳۲	۱۷	سلسلہ پیران حضرت محبوب بجان	۱۷
۳۳	شیخ ابواسحاق قادری لاہوری	۳۳			

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ
۳۳	سید میر سیراں	۲۶	۵۵	سید جیو عبد القادر ثالث	۳۷
۳۵	شاہ معروف حشتی	"	۵۶	سید خیر الدین ابوالعالی	۳۸
۳۶	سید محمد نور	۲۷	۵۷	میاں نعمت شاہ قادری	"
۳۷	حضرت شاہ قمیص	"	۵۸	حاجی مصطفیٰ سرہندی	۴۰
۳۸	سید اسماعیل بن سید ابدال	"	۵۹	سید عبد الوہاب گیلانی	"
۳۹	سید الہ بخش گیلانی	۲۸	۶۰	سید شیخ عبد اللہ	"
۴۰	شیخ نصر سیستانی	"	۶۱	حضرت ملا حادق قادری	"
۴۱	سید شاہ نور حضورے	۲۹	۶۲	شیخ محمد میر میاں بالاپیر	"
۴۲	سید موسیٰ پاک شہید	"	۶۳	سید غلام غوث شاہ حاکم	۴۷
۴۳	حضرت سید حسین	"	۶۴	سید شاہ بلادل لاہوری	۴۸
۴۴	شیخ عبد الوہاب متقی قادری	"	۶۵	سید عبد القادر بخاری اکبر آبادی	۴۹
۴۵	سید عبد الوہاب محبوب اکری	۳۲	۶۶	مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی	"
۴۶	سید ابراہیم حسینی	"	۶۷	سید محمد مقیم محکم الدین	۵۰
۴۷	شیخ محمد حسن قادری	"	۶۸	شیخ مادھو قادرے لاہوری	۵۱
۴۸	سید صوفی بن سید بدر الدین	"	۶۹	حضرت خواجہ بہاری	۵۳
۴۹	سید کامل شاہ لاہورے	"	۷۰	حضرت شاہ سلیمان قادری	"
۵۰	شیخ سید حسین لاہوری	۳۳	۷۱	سید جان محمد حضور	۵۵
۵۱	شیخ حسین قادری	۳۶	۷۲	حضرت محمد صالح اکبر آبادی	"
۵۲	شیخ نعمت اللہ سرہندی	"	۷۳	سید عبد الزاق شاہ چراغ لاہورے	"
۵۳	حضرت شاہ بدر گیلانی	۳۷	۷۴	شاہ محمد ملا شاہ قادری	"
۵۴	شاہ شمس الدین قادری لاہوری	"	۷۵	حضرت داراشکوہ قادری خلیفہ شاہجہاں شاہ	۷۷

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ
۷۶	سید شاہ کر دیر	۵۷	۹۶	سید ناصر الدین محمود نوشہ	۶۹
۷۷	حضرت سید مولا	۵۸	۹۷	سید سرور دین لاہوری	۷۰
۷۸	شیخ وجہیہ الدین	۵۹	۹۸	سید محمد امیر	۷۱
۷۹	شاہ عبد اللہ قریشی	۶۰	۹۹	حاجی بنو شاہ گنج بخش	۷۲
۸۰	سید رفیع الدین صوفی	۶۱	۱۰۰	حضرت میان غیاث	۷۳
۸۱	حضرت مخدوم جیو قادری دکنی	۶۲	۱۰۱	شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ	۷۴
۸۲	شاہ عفی اللہ سیف الرحمن	۶۳	۱۰۲	سید جعفر ہاشم	۷۵
۸۳	حاجی عبد الجلیل لاہوری	۶۴	۱۰۳	سید عبد الحکیم گیلانی	۷۶
۸۴	حاجی محمد ہاشم گیلانی	۶۵	۱۰۴	سید محمد فاضل متوکل	۷۷
۸۵	میر سید طاہر قطب الدین کوتانوی	۶۶	۱۰۵	خواجہ محمد فصیل قادری نوشاہی	۷۸
۸۶	ذکر ان حضرات کا جو فیضانِ صحبت سید طاہر سے با کمال ہوئے	۶۷	۱۰۶	شیخ رحیم داد قادری	۷۹
۸۷	ذکر پیرانِ سلسلہ سید طاہر کوتانوی	۶۸	۱۰۷	حضرت سید عمر گیلانی	۸۰
۸۸	میر سید حسین بخاری	۶۹	۱۰۸	سید حسن گیلانی پشاور	۸۱
۸۹	میر سید علاء الدین	۷۰	۱۰۹	شاہ رضا قادری شکاری	۸۲
۹۰	شیخ عبد الغفور اعظم پوری	۷۱	۱۱۰	سید محمد صالح قادری	۸۳
۹۱	میر سید عبد الباقی	۷۲	۱۱۱	شیخ صدر الدین قادری	۸۴
۹۲	سید عبد القادر قطب شکار پوری	۷۳	۱۱۲	حضرت شاہ درگاہی قادری لاہوری	۸۵
۹۳	سید صدر الدین سلطان	۷۴	۱۱۳	شیخ تاج محمد قادری	۸۶
۹۴	سید فضل اللہ	۷۵	۱۱۴	شیخ عبد الحمید قادری نوشاہی	۸۷
۹۵	سید حامد قطب نوبہار	۷۶	۱۱۵	سید نور محمد گیلانی	۸۸
			۱۱۶	شیخ خوش محمد قادری	۸۹

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۱۷	حضرت حافظ برجوار دار	۷۶	۱۳۸	سید شاہ حسین بن سید نور محمد سیالپوری	۸۲
۱۱۸	سید عبدالوہاب بن سید سرور الدین	۷۷	۱۳۹	میاں حرمت اللہ بن حافظ برجوار دار	"
۱۱۹	شیخ محمد تقی نوشاہی	۷۸	۱۴۰	شاہ نصرت اللہ نوشاہی	"
۱۲۰	خواجہ بہار ششم دیال	۷۹	۱۴۱	حضرت میر سہلی شاہ قصوری	"
۱۲۱	سید احمد شیخ الہند گیلانی	۸۰	۱۴۲	شیخ سعد اللہ نوشاہی	"
۱۲۲	سید بدر الدین گیلانی	۸۱	۱۴۳	شیخ محمد عظیم قادری	"
۱۲۳	شیخ عصمت اللہ نوشاہی	۸۲	۱۴۴	حضرت غلام شاہ سردار	"
۱۲۴	شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری	۸۳	۱۴۵	سید محمد شاہ رزاق گیلانی	"
۱۲۵	شیخ احمد بیگ نوشاہی	۸۴	۱۴۶	شیخ مصباحی خان خورولاہوری	"
۱۲۶	شاہ عنایت قادری شطاری	۸۵	۱۴۷	شاہ صدر الدین	۸۳
۱۲۷	سید حاجی عبداللہ گیلانی	۸۶	۱۴۸	سید سعد الدین حجبہ	"
۱۲۸	شیخ جمال اللہ نوشاہی	۸۷	۱۴۹	شیخ جان محمد لاہوری	"
۱۲۹	حضرت حافظ معموری نوشاہی	۸۸	۱۵۰	شیخ عبداللہ شاہ بلوچ	"
۱۳۰	شاہ محمد غوث لاہوری گیلانی	۸۹	۱۵۱	حضرت شیخ محمود	"
۱۳۱	شیخ پیر محمد المشہور بسچیار	۹۰	۱۵۲	سید عادل شاہ گیلانی	"
۱۳۲	شیخ عبدالرحمن المشہور بپاک رحمان	۹۱	۱۵۳	سید شادی شاہ قادری	"
۱۳۳	سید عبدالقادر شاہ گدا گیلانی	۹۲	۱۵۴	حضرت شاہ سردار قادری	"
۱۳۴	حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری	۹۳	۱۵۵	سید علی شاہ قادری	۸۵
۱۳۵	شیخ فتح محمد نوشاہی	۹۴	۱۵۶	سید سردار علی شہید	"
۱۳۶	شیخ غیاث بن حافظ برجوار دار	۹۵	۱۵۷	حضرت شاہ غلام نبی	"
۱۳۷	شیخ محمد سلطان لاہوری	۹۶	۱۵۸	سید قطب الدین گیلانی	"

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۵۹	شیخ مسلم خان	۸۵	۱۸۰	شیخ محمد سلطان پوری	۱۰۷
۱۶۰	سید شاہ طرے صاحب دہلوی	"	۱۸۱	شیخ محمد معصوم	"
۱۶۱	حضرت حافظ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی	۸۷	۱۸۲	سید علیم اللہ	۱۰۸
۱۶۲	مولانا سید غوث علی شاہ قادری	۸۹	۱۸۳	شیخ محمد انبالوی	۱۰۹
۱۶۳	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی	۹۰	۱۸۴	شیخ محمد شریف شاہ آبادی	"
۱۶۴	نقشبہ سلسلہ پیران حضرت خواجہ باقی باللہ	۹۲	۱۸۵	خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند محمد	"
۱۶۵	دوسرے سلسلہ پیران خواجہ باقی باللہ	۹۳	۱۸۶	شیخ عبدالخالق حصوری	"
۱۶۶	شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی	۹۴	۱۸۷	خواجہ داؤد مشکوٹی	۱۱۰
۱۶۷	شیخ محمد طاہر لاہوری نقشبندی	۹۹	۱۸۸	شیخ محمد امین کشمیری	"
۱۶۸	حضرت خواجہ سیرنگ	۱۰۰	۱۸۹	شیخ یوسف الدین	"
۱۶۹	اخوند ملا حسین خباز کشمیری مجدد	"	۱۹۰	شیخ سعدی مجددی لاہوری	۱۱۱
۱۷۰	خواجہ خاوند حضرت ایشان	"	۱۹۱	مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری	۱۱۲
۱۷۱	حاجی خضر اوعالی	۱۰۳	۱۹۲	مخدوم حافظ عبدالغفور پشادری	۱۱۳
۱۷۲	خواجہ سید آدم بنوری	"	۱۹۳	خواجہ حافظ تونسوی	"
۱۷۳	شیخ حامد لاہوری	۱۰۴	۱۹۴	شیخ محمد راد کشمیری	"
۱۷۴	شیخ نور محمد پشادری	۱۰۵	۱۹۵	سید نور محمد بدایونی	"
۱۷۵	حضرت میر نعمان مجددی	"	۱۹۶	خواجہ محمد صدیقی مجددی	"
۱۷۶	سید امیر ابو العلی نقشبندی	"	۱۹۷	خواجہ عبداللہ بلخی	۱۱۴
۱۷۷	شیخ ابوالفتح	۱۰۶	۱۹۸	خواجہ عبداللہ بخاری	"
۱۷۸	شیخ عبدالحی	"	۱۹۹	شیخ عبدالاحد بن احمد سعید	"
۱۷۹	شیخ احمد سعید	"	۲۰۰	شیخ محمد فرخ	"

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۲۰۱	حاجی محمد افضل	۱۱۴	۲۲۲	مولوی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۱
۲۰۲	حافظ محمد حسن نقشبندی	"	۲۲۳	حضرت مشاہد گاہی	"
۲۰۳	سید محرم علی نقشبندی	"	۲۲۴	مولوی صفی اللہ صفی القدر	"
۲۰۴	نواب کرم خاں مجددی	۱۱۵	۲۲۵	شاہ عبد اللہ غلام علی شاہ دہلوی	"
۲۰۵	شیخ محمد فاضل پٹیلوی	"	۲۲۶	مولانا خالد مجددی	۱۲۶
۲۰۶	خواجہ حافظ سعد الد	"	۲۲۷	شاہ ابوسعید مجددی	"
۲۰۷	شیخ محمد زبیر	"	۲۲۸	حضرت شاہ رؤف	۱۲۸
۲۰۸	خواجہ شاہ گلشن	۱۱۶	۲۲۹	شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید	"
۲۰۹	شیخ عبد الرشید مجددی	"	۲۳۰	نقشہ باقی بزرگان مشہور مجددیہ	"
۲۱۰	خواجہ نور الدین محمد آفتاب کشمیری	"	<b>سلسلہ سحروردیہ</b>		
۲۱۱	حافظ محمد عابد	"			
۲۱۲	حاجی محمد سعید لاہوری	"	۲۳۱	شیخ شہاب الدین ابوصفی عمر سہروردی	۱۲۸
۲۱۳	خواجہ عبد السلام کشمیری	"	۲۳۲	نقشہ پیران عظام شیخ شہاب الدین سہروردی	۱۳۱
۲۱۴	شاہ محمد صادق قلندر کشمیری	۱۱۷	۲۳۳	خلقاء	"
۲۱۵	شیخ محمد رضا الہامی	"	۲۳۴	سید نور الدین مبارک غزنوی	۱۳۲
۲۱۶	خواجہ محمد اعظم دومی	"	۲۳۵	شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی دہلوی	"
۲۱۷	خواجہ کمال الدین	"	۲۳۶	شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی	۱۳۳
۲۱۸	شاہ شمس الدین حبیب اللہ	"	۲۳۷	حضرت صدر الدین عارف	۱۳۸
۲۱۹	مولوی احمد اللہ مجددی	۱۲۰	۲۳۸	شیخ جمال خنداں رو	۱۳۹
۲۲۰	شیخ محمد احسان	"	۲۳۹	شیخ حسن افغان	"
۲۲۱	مولوی علیم اللہ گنگوہی	"	۲۴۰	سید جلال الدین میر شاہ	"



نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۲۴۱	شیخ احمد مشوق	۱۳۱	۲۶۱	ابوالبرکات سید شاہ عالم	۱۵۳
۲۴۲	شیخ ضیاء الدین رومی	۱۳۲	۲۶۲	شیخ عبد اللطیف داؤد الملک	۱۵۴
۲۴۳	حضرت لال شہباز سندھی بہانی	۱۳۳	۲۶۳	سید کبیر الدین حسن	۱۵۵
۲۴۴	شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی	۱۳۴	۲۶۴	شاہ عید اللہ قسری ملتان	۱۵۶
۲۴۵	شیخ حمید الدین ابوالحاکم	۱۳۵	۲۶۵	شیخ سماء الدین سہروردی	۱۵۷
۲۴۶	تسریٰ انکار	۱۳۶	۲۶۶	شیخ عبد الجلیل قطب عالم چوہدری	۱۵۸
۲۴۷	شیخ وجہیہ الدین عثمان سیاح سنائی	۱۳۷	۲۶۷	قاضی نجف الدین گجراتی	۱۵۹
۲۴۸	شیخ صلاح الدین	۱۳۸	۲۶۸	سید عثمان شاہ جہول لاہوری	۱۶۰
۲۴۹	شیخ علاء الدین ملتان	۱۳۹	۲۶۹	حضرت علیم الدین	۱۶۱
۲۵۰	سید میراہ سہروردی	۱۴۰	۲۷۰	قاضی محمود گجراتی	۱۶۲
۲۵۱	شیخ حاجی چہرہ غ ہند	۱۴۱	۲۷۱	حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری	۱۶۳
۲۵۲	میر سید جلال الدین مخدوم	۱۴۲	۲۷۲	سید حاجی عبد الوہاب	۱۶۴
۲۵۳	جہانیاں جہاں گشت بخاری	۱۴۳	۲۷۳	شیخ عبد اللہ بیاباتی	۱۶۵
۲۵۴	حضرت شاہ کرک سہروردی	۱۴۴	۲۷۴	حضرت شیخ جمال	۱۶۶
۲۵۵	مخدوم شیخ اختری راجگری	۱۴۵	۲۷۵	شیخ آودھن زین العابدین	۱۶۷
۲۵۶	سید علم الدین یلانی	۱۴۶	۲۷۶	سید جمال الدین	۱۶۸
۲۵۷	شیخ کبیر الدین اسماعیل سہروردی	۱۴۷	۲۷۷	ملا فیروز مفتی کشمیری	۱۶۹
۲۵۸	سید صدر الدین راجو قنطال	۱۴۸	۲۷۸	مخدوم سلطان شیخ حمزہ کشمیری	۱۷۰
۲۵۹	شیخ سراج الدین حافظ	۱۴۹	۲۷۹	شیخ نوروز ریشی کشمیری	۱۷۱
۲۶۰	سید برہان الدین قطب عالم	۱۵۰	۲۸۰	بازا داؤد خاکی کشمیری	۱۷۲
۲۶۱	حضرت شاہ موسیٰ سہاگ	۱۵۱	۲۸۱	سید جہولن شاہ گھوڑی بخاری لاہوری	۱۷۳

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ
۲۸۲	سید شاہ محمد الدسید جھون شاہ	۳۰۳	شیخ عبد الرحیم کشمیری
۲۸۳	شیخ حسن کنجدی لاہوری	۳۰۴	حضرت بابا عبد اللہ
۲۸۴	میراں محمد شاہ موج دریا بخاری	۳۰۵	شیخ جان محمد لاہوری
۲۸۵	سید سلطان جلال الدین حیدر	۳۰۶	شیخ حادث ادری
۲۸۶	خواجہ مسعود کشمیری	۳۰۷	شیخ کرم شاہ قریشی
۲۸۷	بابا ربوبی ریشی کشمیری	۳۰۸	شیخ سکندر شاہ بن کرم شاہ
۲۸۸	سید عمار علی الملک	۳۰۹	شاہ مراد بن کرم شاہ
۲۸۹	شاہ ارزاقی قادری	۳۱۰	شیخ قلندر شاہ قریشی عارفی ہیکار
۲۹۰	بابا نصیر الدین کشمیری	۳۱۱	سائیں پوٹن شاہ سدا سہاگ
۲۹۱	سید شہاب الدین مہر	۳۱۲	خواجہ نجم الدین مہدانی دہلوی
۲۹۲	سید عبدالرزاق مکی	۳۱۳	حضرت خاکشاہ
۲۹۳	شاہ جمال قادری	۳۱۴	حضرت سرد شہید مجذوب
۲۹۴	سید محمود شاہ نورنگ		
۲۹۵	مولانا حمید کشمیری نقشبندی		
۲۹۶	شاہ دولہ دریائی گجراتی پنجابی		
۲۹۷	حضرت شیخ جان بہروردی لاہوری		
۲۹۸	شیخ محمد اسماعیل مدرسی		
۲۹۹	شیخ حسن لاکو کشمیری		
۳۰۰	شیخ مہرام کشمیری		
۳۰۱	شیخ یحییٰ کشمیری		
۳۰۲	سید زندہ علی		

تمت

# شکریہ

صدر وزارت کمرس پروردگار بانی کا جس نے اپنا نور بذریعہ انبیاء و اولیاء اہل دنیا پر ظاہر فرمایا اور صدر ہزار مرجا ان چشمنہائے بصیرت کو جنہوں نے فانی ہونے کے باوجود اس نور کا مشاہدہ کیا جو کل عالم پر پرتو لگن نیز ساری و طاری ہے۔

صدر آفریں اس ذی وقار ہستی کو جس نے بنام جدی مرزا احمد اختر صاحب قدس ہندوستان میں پیدا ہو کر اہل ہند و دیگر ممالک کے خدا پرست اصحاب کے سکون طبع کے لیے اُن بزرگان حق نما کے حالات بصورت کتاب محنتِ شاقہ برداشت کر کے یکجا کیے۔ جو بظاہر فنا ہو چکے ہیں مگر یہ باطن اُس نور سے جو باقی ہے اہل دنیا کو فیضیاب کرتے رہے ہیں اور تا ابد طالبان حق کے لیے شمع ہدایت بنے رہیں گے۔

نیز شکریہ والد ماجد منشی بلال فی داس صاحب آنجنہانی کا جنہوں نے صوفیائے طبعیت کی بدولت اس کتاب کو بہ صرف زرِ کثیر طبع کر اگر عوام تک پہنچایا اور عوام نے خیالِ سحرِ زیادہ اس کو شرفِ قبولیت بخشا۔

چنانچہ یہ چوتھا ایڈیشن تذکرہ اولیائے ہند کا آپ کے ہاتھوں میں ہے جن اصحاب نے سابقہ ایڈیشن کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ اسکی موجودہ اور کامل حالت کی بنا پر ان کوششوں کی قدر فرمائیں گے جن کو مد نظر رکھ کر کتاب ہذا کو زمانہ موجودہ کے حسبِ پسند بنانے کی امکانی جدوجہد کی گئی ہے۔

بشن دیال۔ جولائی ۱۹۲۹ء

# سندھ اور ویاہندو

جزء

من تالیف مرزا محمد اختر صاحب ہلوی

جس کو

حب ایماے منشی بلاتی واس صاحب مالک مطبع تالیفیا

اور

بغرض فائدہ رسانی عوام

کتبخانہ میسورپریں ہلی محلہ پیل مہادیویں باہتمام

منشی بشن دیال مالک کتبخانہ چھپکر

تازگی بخش خاص عام ہوا

قیمت چار روپے (لگہ)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کتاب پر واضح ہے کہ جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین  
 یہ شب معراج حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے وہیں  
 تشریف لائے صبح کو محفل صحاب میں بموجب فرمان الہی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرما کر علم معرفت  
 کی تعلیم فرمائی وہ خرقہ کلیم سیاہ تھا حضرت نے ستر ضاجوں کو مرید فرمایا اور چاروں صاحبوں کی اپنا خلیفہ کیا وہ چار تہ  
 کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے خواجہ کبیر  
 بن زیاد قدس سرہ جو تھے حضرت خواجہ حسن بصری کہ ان حضرت کو امیر المؤمنینؑ وہ خرقہ رویشی عطیہ سول مقبول  
 عنایت فرما کر مقتدلے مشائخ فرمایا جب وہ خرقہ خواجگان چیت میں منتقل ہوئے خرقہ خواجگان چشت کہلایا چنانچہ  
 حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی تک سلسلہ دار پہنچا اُن حضرت نے اُس کو اپنے ہمراہ اپنے مرقد مقدس  
 میں رکھوایا اور کیفیت ہفت گروہ کی اس طرح برہے کہ جب فقر بڑھا اُس وقت سات گروہ مشہور ہوئے  
 اول گروہ کیلیہ خواجہ کبیر بن زیاد سے دوسرا گروہ بصریہ خواجہ حسن بصری سے تیسرا گروہ ادبسیہ خواجہ  
 اویس قرنی سے چوتھا گروہ قلندرہ خواجہ بدالبونی قلندر یہ سے بدایون مکہ معظمہ میں ایک محلہ کا نام ہے  
 یہ اُس محلہ کے رہنے والے تھے انہوں نے گروہ سلیمانہ خواجہ سلیمان فارسی سے جاری ہوا چھٹا گروہ دینسہ  
 خواجہ یحییٰ الدین شامی سے جاری ہوا کہ یہ بھی مرید اور اجازت یافتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کے تھے ساتواں گروہ نقشبندیہ  
 حضرت قاسم بن محمد بابا کبیر صمدی رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا اور چودہ خالواہوں کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری  
 مسبوق الذکر آپ کے دو خلیفہ کمال ہوئے یعنی خواجہ حبیبؒ ہی کہ ان سے جو خوانو زادہ ہیں وہ عموماً قادر یہ کہلاتے ہیں

اول حبیبہ خواجہ حبیب عجمی سے دوسرا طیفور یہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی سے جاری ہوا۔  
تیسرا خوانوادہ کرنیہ معروف کرنی سے جاری ہوا، چوتھا خوانوادہ سقیطہ خواجہ حسن سری سقیطی سے جاری ہوا۔  
پانچواں خوانوادہ بنید یہ خواجہ بنید بغدادی سے، چھٹا خوانوادہ گزرونہ خواجہ ابواسحاق گزرونہ سے  
ساتواں خوانوادہ طوسی خواجہ ابوالغریح طوسی سے آٹھواں خوانوادہ فردوسیہ شیخ نجیب الدین بکر فردوسی  
سے نواں خوانوادہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے جاری ہوا، مفصلًا جن کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آویگا  
اور خواجہ عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں خواجہ حسن بصری کہ ان سے پانچ خوانوادہ جاری ہوئے عموماً بحث  
کہلاتے ہیں۔ اول خوانوادہ زید یہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے دوسرا خوانوادہ عیاضیان خواجہ فضیل بن عیاض سے  
تیسرا خوانوادہ ادہیمہ خواجہ ابراہیم بن خواجہ ادہم بلخی سے، چوتھا خوانوادہ ہیرہ البصری سے پانچواں خوانوادہ حشینیہ  
خواجہ ابواسحاق حشینی سے لقب پایا، دہم حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن بنجر حشینی ششم اجمیری تک ہوا بعد میں  
ہر ایک خوانوادہ سے کئی کئی گروہ جاری ہوئے۔ چنانچہ خوانوادہ ادہیمہ سے گروہ خضر یہ نکلا اور خوانوادہ حشینیہ سے  
چودہ گروہ نکلے یہ ہیں حشینیہ کرمانیہ، کریمیہ، صابریہ، قلندر یہ، نظامیہ، مخدومیہ، حاتمہ نظام شاہی، قلندر شاہی  
حمزہ شاہی، مخزنیہ، جلیلیہ، چوکھا شاہی اور وہ فرقے کہ جو خوانوادوں قادری سے جاری ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے  
کہ خوانوادہ طیفور یہ سے چہاٹم گروہ جاری ہوئے۔ یہ دوسرے طبقات میں جس کے پنیٹھ جزو ہیں۔  
سات عاشقان کہلاتے ہیں چار خادمان دو طالبان باون دیوان گان مشہور ہیں۔ خوانوادہ بنید یہ  
تین فرقے انصاریہ، رفی، بسویہ جاری ہوئے۔ خوانوادہ گزرونہ سے دو گروہ جاری ہوئے، زہرید اور  
اولیائے اور خوانوادہ سقیطیہ سے گروہ نوریہ جاری ہوا۔ خوانوادہ طوسی سے اکیس گروہ نکلے۔ اول قادریہ دوم  
رزاقیہ سوم دایہ چہارم قیشیہ پنجم میاں خیل ششم محمد شاہی ہفتم خفوش شاہی، ہشتم نعمت اللہ شاہی  
نہم سید شاہی، دہم بہلول شاہی، گیارہویں قبیسیہ بارہویں میاں خلیل، تیرھویں حسین شاہی، چودھویں  
باشم شاہی، پندرھویں تقیم شاہی، سولہویں نوشاہی، سترھویں جباریہ، اٹھارھویں محمود شاہی، انیسویں  
سید شاہی، بیسویں خاکسار شاہی، اکیسویں قاسم شاہی خوانوادہ فردوسیہ سے ایک گروہ دونام سے  
مشہور ہوا، سند شاہی اور جڑ بن شاہی خوانوادہ سہروردیہ سے سترہ گروہ جاری ہوئے۔ پہلا صونیہ  
دوسرا جلایہ، تیسرا اعلیٰ شہبازیہ، چوتھا مخدومیہ، پانچواں کرم علی جلی، چھٹا موسیٰ شاہی کہ سدا سہاگ شہو  
ہیں۔ ساتواں رسول شاہی، آٹھواں میراں شاہی، نواں عدروسیہ، دسواں قاسم شاہی، گیارھواں

رزاق شاہی، بارہواں دولا شاہی، تیرھویں سید شاہی، چودھویں اسماعیل شاہی، پندرھویں حبیب شاہی، سولہویں مرتضیٰ شاہی، سترھویں ناتہ شاہی اور خاندان نقشبندیہ اہل مہنت گروہ اولیٰ ہی۔ اس میں تین فریق ہیں نقشبندیہ نقشبندیہ مجددیہ نقشبندیہ ابو العلاءؒ۔ واضح ہو کہ اس کتاب میں ان اولیاء اللہ کا ذکر کیا ہے کہ جو ہندوستان میں گذرے ہیں یا ہندوستان سے کرامت حاصل کر کے دیگر ممالک میں چلے گئے ہیں۔ علاوہ ان کے جو اور بزرگوں کا ذکر ہوا ہے ضمیمہ ہوا ہے۔

## حصہ لاتنکر اولیاء الشیختیہ میں کہ جن کی تعداد ستمائیں ہو

ذکر حضرت سلطان العارفین سراج الدین خواجہ بزرگ معین الدین جن بنجری ہند اولیٰ عظمائے رسول نام احمدی قدس اللہ سرہ العزیز کے عظمائے اولیاء و کبریٰ مثل شمس چشتیہ ہیں۔ اوصاف جمیدہ و کرامات عجیبہ مشہور و دور نزدیک ہیں۔ آپ کے مرید اور مریدوں کے مریدوں ہزاروں دلیا ہندوستان میں آسودہ ہیں اور موجود ہیں۔ روضہ متبرکہ حضرت خواجہ اور ان کے غلامان سے فیض عام جاری ہیں۔ حضرت صحیح النسب اہل حنفی حنفی ہیں یعنی حضرت خواجہ بزرگ معین الدین بن حضرت غیاث الدین بن سید کمال الدین، بن سید احمد بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن سید الکونین حضرت امام حسین بن حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ولادت باسعادت حضرت خواجہ بزرگ کی بمقام بنجرستان بنجائے سید غیاث الدین جس بنجری ۸۵۷ھ میں ہوئی آثار ولادت و کرامت یمانی نورانی حضرت سے ہویدا تھے، گیارہ برس تک نہایت ناز و نعمت پرورش پائی جب عمر شریف گیارہ برس کی بقولے چودہ برس کی ہوئی آپ کے والد بزرگوار سید غیاث الدین نے رحلت فرمائی، آپ یتیم ہو گئے، آپ کے دادا اور برادر حقیقی تھے جائداد پدر آپس میں تقسیم ہوئی، حضرت کے ترکہ میں ایک باغ اور بچھلی آئی، جس کی آمدنی سے حضرت نے چندے ایام گذاری کی، ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اپنے باغ میں تشریف فرما تھے ایک مجذوب سمس بہ ابراہیم قلندر اُس باغ میں آگئے، حضرت نے اُن کو دیکھتے ہی کھڑے ہو کر سلام کیا اور اُن کے دست مبارک پر بوسہ دیا اور ایک سایہ اردخت کے نیچے لاکر اُن کو بٹھایا اور خوشہ انگور کے پیش کئے اُن مجذوب نے بر غبت تمام اُن کو کھائے، اور تھوڑی سی کھلی اپنی بغل میں سے نکال کر اپنے منہ میں لی۔

اور اس کو قدسے چاکر اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ کے دہن مبارک میں دی۔ معاً اُس کے کھاتے ہی انوار الہی جلوہ گر ہوئے اور دنیا سے تنفر ہوا، اُسی وقت اُس بنا اور تمام جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کو فروخت کر کے مساکین کو تقسیم فرما کر طلبِ معبود حقیقی میں مسافر ہو کر اول رزق بخش سمرقند ہوئے، اور چندے قیام فرما کر علوم ظاہری کی تکمیل کر کے عراق و عرب کی طرف متوجہ ہوئے، اور اہل شہر کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے لوحِ نیشاپور میں وارد در قصبہ ہارون ہوئے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت ابرکت میں پہنچ کر شرفِ حضوری حاصل کیا، اور مرید ہوئے۔ اور ساہا سال خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر رہ کر خدماتِ شائستہ بجا لاکر اور محنتِ شاقہ فرما کر علم الہی کی تکمیل کی۔ لکھا ہے کہ بیس سال چہلہ اپنے مرشد برحق کی خدمت میں رہے، اور ساٹھ برس کے سفر میں مرشدِ کامل سامانِ سفر اپنے کندے پر لے گئے اور اس عرصہ میں کئی حج بھی کئے، اور بعض نے تحریر کیا ہے کہ مرید ہونے کے ڈھائی برس بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خرقہ خلافت عطا کر دیا تھا۔ الغرض قصبہ ہارون سے پہلا سفر قصبہ بخان کا ہوا اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات ہوئی، ڈھائی ماہ وہاں رہ کر بغداد شریف میں آئے وہاں کوہِ جودی پر آئے۔ یہ وہ کوہ ہے کہ بعد طوفان کے کشتی نوح علیہ السلام اسی کوہ پر قائم ہوئی تھی، وہاں حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ہم صحبت رہے، پانچ ماہ سات روز ایک جدی حجروں میں مقیم رہے، وہ حجرہ زیارت گاہِ خاص عام ہے اور حضرت غوثِ پاک کے ہمراہ جیلان اور بغداد کی سیر کی اور بغداد میں حضرت شیخ ضیاء الدین سے ملے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے بہت کچھ ربط و ضبط رہا، اور وہاں سے حضرت ہمدان بن شریف اور محبوب جانی خواجہ و احد الدین کرمانی کی صحبت میں چندے رہ کر حضرت یوسف ہمدانی سے ملاقات فرمائی، وہاں سے عازمِ تبریز ہوئے اور حضرت ابوسعید تبریزی کے ہم صحبت رہے، بعدہ اصفہان میں تشریف لاکر خواجہ محمود اصفہانی سے ملے اُس کے بعد چند میں رزق افروز ہوئے اور خواجہ ابوسعید ہمدانی سے ملے، وہاں سے استرآبادی کی زیارت سے مشرف ہوئے جہاں خواجہ ناصر الدین صاحبِ ولایت جو حضرت بابزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور اُس وقت اُن کی عمر ایک سو تیس برس کی تھی وہاں سے چلکر غزنی میں تشریف لائے، چند ایام حضرت شمس العارفین شیخ عبدلہ غزنوی سے ملاقاتی ہوئے، علاوہ انہیں صد ہا اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کیں بعض سے فیضانِ حاصل کیا۔



اُس کے بعد عازم طرف ہندوستان کے ہوئے۔ وجہ عزم ہندوستان کی انیس لارواح میں تحریر ہے کہ حضرت نے خود فرمایا کہ ایک بار دعا گو ہمراہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی مکہ معظمہ میں پہنچا۔ خواجہ عثمان قدس سرہ نے زیرِ نواوان کعبہ کے میرے واسطے دعا کی اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر سپردِ بخدا کیا غیب سے آواز آئی کہ معین الدین ہم نے قبول کیا اس آواز کو سننے سے شیخ شکر بدرگاہ حجاز بجالائے بعد ازاں حج مدینہ طیبہ میں آئے جب دعا گو نے روضہ مطہرہ رسول مقبول پر سلام عرض کیا، آواز آئی علیک سلام یا قطبِ لیلٰی ہند کی ولایت تجھ کو دی۔ یہ آواز سن کر میرے شیخ بہت خوش ہوئے اور دعا گو سے فرمایا کہ جاؤ کمال کو پہنچا بعدہ ہمراہ شیخ پھر بغداد شریف میں آیا حضرت خواجہ عثمان نے خلوت قبول کی اور بندہ کو با مر رسول علیہ السلام واسطے اجرائے دین متین ہندوستان کی طرف مخص فرمایا

خواجہ اپنے پیرِ مرشد سے حضرت ہو کر تبریز استر آباد اور ہرات میں چند مدت قیام پذیر ہے اکثر شب کو شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ شریف میں بہتے تھے دن بھر سیر فرمایا کرتے تھے اکثر قبرستانوں میں بہتے اپنی خوارق اور اظہارِ کرامت نہ فرماتے تھے اگر کہیں کسی پر کچھ حال کھن مانا تو وہاں سے چلے جاتے تھے ہمیشہ ایک خادم ہمراہ رکھتے تھے اور صبح کی نماز عشا کے وضو ادا فرماتے تھے اور ایک دن میں دو قرآن ختم فرماتے جب ہرات میں حضرت کا شہرہ کرامت بلند ہوا وہاں سے شہر سبز میں تشریف لائے اس شہر میں یادگار میرزا کا شیعہ تھا اور کاتبِ حروف کا مسجد تھا اس کا تعصب یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ اس کی رعایا سے جو شخص نبی اولاد کا نام ابو بکر یا عمر رکھتا فوراً قتل کر دیتا تھا ایک روز حضرت خواجہ بھی یادگار میرزا کے باغ میں تشریف فرما ہوئے اور کنارہ حوض پر جلوہ افروز تھے قدرتِ خدا سے وہ بھی آگیا حضرت کو دیکھتے ہی اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور بیوقوف ہو کر گر پڑا اور جو ملازم اور ملائے دولت اُس کے ہمراہ تھے سب پر خوف طاری تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے قدمے پانی اُسی حوض سے لیکر یادگار میرزا کے منہ پر چھڑکا۔ وہ ہوش میں آیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو نے توبہ کی اُس نے قدموں پر سر رکھا باعجز عرض کیا کہ میں اپنے افعالِ ماضیہ سے توبہ کرتا ہوں اور صدقِ دل سے حضور کا غلام بننا ہوں آخر یادگار میرزا اور تمام اراکین سلطنت نائب ہو کر بیعت میں آئے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی ہی حضرت کے ہمراہ تھے

الغرض یادگار میزرائے تمام خزانہ اور غلام اور باندیاں لے کر اوسیں اسباب ظاہری جس قدر تھارہ خدایں  
بذل درویشاں کیا چند ہی روز میں کمال لایت فائز ہو کر فرقہ حاصل کر کے خلافت ظاہری اور باطنی ملک ہر  
پر معمور رہا، حضرت ہرات کے بلخ میں تشریف فرما ہوئے، چندے حضرت شیخ احمد خضر ویکے مہمان ہوئے، اُس شہر  
حکیم ضیاء الدین بہت بڑا عالم اور درویشوں کا منکر تھا، ایک بار موقع شکار میں حضرت درت مبارک کے ایک کلنگ کا  
شکار کر کے کباب تیار کئے اُسی وقت حکیم ضیاء الدین بھی وہاں گیا اور حضرت کے نزدیک بیٹھا، حضرت نے کسی قدر  
کباب حکیم کو عنایت فرمائے کہاتے ہی حکیم بیہوش ہو کر زمین پر گر کر جب ہوشیار ہوا خلوص دل سے معقد ہوا اور  
کتب ہائے فلاسفہ دریا میں ڈالیں چند عرصہ تک کل وقت ہوا، بعد حضرت بار دیگر رونق افروز بلخ ہوئے  
چندے قیام فرما کر کوہستان افغانہ کی سیر فرماتے ہوئے شہر لاہور میں رونق افروز ہوئے اور دو ماہ تک مراگھڑا  
حضرت مخدوم علی غلوی بجوری داتا گنج بخش قدس سرہ پر متکلف رہ کر بعد حصول فوائد باطنی عازم طرف  
شہر دہلی کے ہوئے، بعد قطع مراحل منازل بہر اہی چل اشخاص غل دہلی ہوئے اور چندے قیام فرمایا،  
مورخان صادق نے لکھا ہے کہ جب حضرت اپنے مرشد کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں تھے اور سلام عرض کیا تو  
آواز ہوئی کہ علیک السلام یا قطب الاشیخ اے معین الدین تو ہمارے دین کا معین ہو، ہندوستان کی  
ولایت تجھ کو دی، جمیر میں جا کر اقامت کرو، ہاں کفر کا غلبہ ہو تیرے جانے سے اسلام ہوگا۔ یہ سن کر  
حضرت کو تحیر تباہ، جمیر کہہ رہے اسی فکر میں آپ کو کچھ غنودگی آگئی، حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ معین الدین کچھ تمام مشرق اور مغرب کے دروازے تیرے کھلے ہیں، جمیر اور وہاں کے  
تمام پہاڑوں کے نشان دئے، اور ایک امار عطا کیا، اور فرمایا کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا، اور یہ بھی لکھا کہ  
حضرت کو فرقہ خلافت جب ملا تو عمر شریف حضرت کی باؤں سال کی تھی، الغرض دہلی سے کوچ فرما کر  
دسویں محرم الحرام ۷۷۵ ہجری میں رونق افروز دارالخیر جمیر ہوئے، جمیر کی کیفیت یہ ہے کہ حاکم جمیر  
راجہ پر بھی راج تھا، اُس کی والدہ بہت بڑی نجومی تھی، اس نے بارہ برس پہلے حضرت کی تشریف آوری  
سے اپنے فرزند سے کہا تھا کہ ایک مرد بزرگ پیدا ہوگا جس کے سبب تیری دولت اور سلطنت زوال پڑے  
ہوگی، بعض نے لکھا ہے کہ رانی محل پر ایک مرغ آکر بیٹھا اور اُس نے بانگ دی یہ کچھ جانوروں کی  
بولی بھی سمجھتی تھی اس نے جابا کہ اُس مرغ کو ہلاک کر لے، مگر وہ ہاتھ نہ لگا، اُس وقت اس نے کہا تھا  
کہ اب یہاں دوسرا سلام ہوگا اور ہمارا راج جاوے گا، اور طیبہ شریف حضرت خواجہ کا لکھ کر اپنے فرزند پر بھی راج کو

دیا تھا، پر تھی راج ہمیشہ متفکر رہا کرتا تھا۔ اور اُس نے حکم جاری کیا تھا کہ جو شخص اس حلیہ کے آدمی کو  
 گرفتار کر لائے گا وہ ہمارے دربار سے انعام جاگیر پائیگا، لکھا ہے کہ جب حضور بمقام سمانہ پہنچے ملازمان  
 راجہ مطابق حلیہ شہرہ کے پا کر ازراہ فریب عرض کیا کہ آپ بزرگ شخص معلوم ہوتے ہیں، آپ کے ٹھہرنے کو  
 معقول جگہ بتاتے ہیں آپ وہاں ٹھہریں، حضرت نے اُسی وقت مراقبہ کیا، معلوم ہوا کہ حضرت  
 رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ معین الدین اس گروہ کا اعتبار نہ کرنا یہ تجھ کو تکلیف  
 دینا چاہتے ہیں، حضرت نے اس مرے آگاہ ہوتے ہی اپنے ہمراہیوں کو مطلع فرمایا اور بطرت  
 اجمیر راہی ہوئے، جب اجمیر میں داخل ہوئے چاہا کہ ایک درخت کے نیچے استراحت فرامیں۔ معاً  
 ایک شخص نے آواز دی کہ اس جگہ ہمالیج کے شتر بہتے ہیں یہاں نہ ٹھہرو، حضرت وہاں سے اٹھ کر  
 انا ساگر پر تشریف لائے، اُس جگہ صدابت خانہ تھے، وہاں مقام فرمایا جب رات گزری اور صبح ہوئی  
 شتر بانان سرکاری نے چاہا کہ شتروں کو اٹھا کر چراگاہ پر لے جاویں، ہر چند شتر دکن اٹھایا وہ اپنی جگہ سے  
 نہ اٹھے گویا سینے اُن کے زمین سے چپک گئے تھے، آخر سب مشورہ کیا کہ جس فقیر کو ہم نے یہاں نہ ٹھہر  
 دیا تھا اُس کی بد دعا لگی یہ بھکر حضور کی خدمت میں گئے اور عذر چاہا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ  
 حکم خدا تھا اے شتر کھڑے ہو جاویں گے جس وقت ساربان لگہ میں گئے فوراً شتر کھڑے ہو گئے۔  
 پس یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہوئی، جو لوگ دشمن اسلام تھے راجہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یہ شخص  
 پر دسی غیر مذہب قریب ہماری پرستش گاہ کے ٹھہرا ہے یہ نامناسب ہے۔ یہ سن کر راجہ نے حکم دیا کہ اُس  
 وہاں سے نکال دو، اس امر پر چند سرہنگان راجہ مقرر ہوئے کہ اُس فقیر کو تالاب پر لے اٹھاویں اور  
 ہماری مملکت سے بدر کریں، الغرض وہ لوگ باجماع کثیر نزدیک حضرت خواجہ کے پہنچے چاہتے تھے  
 کہ حضرت کو کچھ تکلیف دیں حضرت نے قدمے خاک اٹھا کر اُس پر آیت الکرسی دم کر کے اُن کے منہ پر  
 ڈالی جس پر وہ خاک پڑی اُسی وقت جسم اُس کا خشک ہو گیا، اور وہ سجس و حرکت ہو گیا، باقی بہاگ کر  
 شہر میں آئے، دو سو روز راجہ اور تمام مخلوق اجمیر واسطے پرستش کے تالاب پر آئے، اور اُس وقت  
 رام دیو جہنت مجمع کثیر لیکر حضرت کے نزدیک آیا مگر جمال جہاں اُس پر نظر پڑتے ہی سب کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا  
 مثل بید کا پھٹنے لگے۔ مگر جہنت مذکور حضور کے نزدیک آیا اور مشرف باسلام ہوا، اور مخالفوں سے مقابلہ کر کے  
 اُن کو پریشان کیا، حضرت نے جب جہنت مذکور کی یہ جانفشانی دیکھی ایک پیالہ پانی کا اُس کو

مرحمت فرما کر حکم کیا کہ اس کو پی لے، اُس پانی کے پیتے ہی زنگ کفر دور ہوا، اور آئینہ دل اس کے رون اور مٹجی ہوا اور بارادست تمام مرید ہوا، حضرت نے اس کا نام شادی دیور کہا اور اس کی تکمیل علم الہی کی کرادی۔ جب اہل جمیر نے کیفیت دیکھی کہنے لگے یہ بہت بڑا جادوگر ہے اس سے مقابلہ کوئی ٹرا ہی جادوگر کرے گا۔ یہ سمجھ کر جیپال جوگی کہ ہندوستان میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا لے پتھور لے اُس کو بلایا، جیپال اپنے ڈیڑھ ہزار اُن چیلوں کو کہ جو اُس کے ہم پلہ تھے ہمراہ لیکر راجا جمیر کے پاس آیا، آخر با جمیع کثیر اناساگر کی طرف چلا، جب حضرت اُس کے آنے سے آگاہ ہوئے پہلے وضو کیا اور گردن پہنے ہلڑیوں اپنے عصائے مبارک سے دائرہ حصار کیا، اور زبان فیض ترجان سے ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اِس دائرہ کے اندر نہ آسکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب جیپال نزدیک آیا اُس کے ہمراہ ہوں جس کی پیر اُس دائرہ کے اندر پڑا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا، اور اُنہوں نے یہ بندوبست کیا کہ ہمراہیان حضرت کو تالاب ناساگر سے پانی نہ لانے دیں، یہ حرکت اُن کی معائنہ فرما کر شادی کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو ایک پیالہ پانی اس تالاب میں سے لے چنانچہ بموجب حکم عالی شادی نے پیالہ بھر لیا، پیالہ کے بھرتے ہی تمام پانی تالاب کی ایسا گم ہوا کہ گویا کہی اس میں پانی ہی نہ تھا اور پیالہ کی کیفیت تھی کہ ہر چند اسمیں سے پانی خج ہوتا تھا کہ گم نہ ہوتا تھا، بعض نے لکھا ہے کہ پانی کی چٹاگل بھرتے ہی جب پانی تالاب گم ہوا دشمنوں کی بہت تکلیف ہوئی، جیپال یہ حال دیکھ کر قریب اترہ حصار کے آیا اور کھڑے ہو کر آواز دی کہ بندگان خدا پیالہ سے مرے جاتے ہیں اور تو اپنے کو فیر کہتا ہے، فقیر کو رحم اور کرم چاہیے نہ کہ ظلم، فقروں کا کام نفع پہنچانا اور ہر قسم کی پیاس بندگان خدا کی بجھانا ہے یا بندگان خدا کا ستانا، مردانگی سے یہ بعید ہے، یہ کلام جیپال کے سن کر شادی کو حکم دیا کہ وہ چھاگل پانی کی پھر تالاب میں ڈال دے، معاً تالاب بدستور لہریں مارتے لگا۔ اب جادوگروں نے جادو کرنا شروع کیا، یہ کیفیت بہم پہنچی کہ پیالہ سے ہزار ہا ماریاہ کلکر حضرت کی طرف اتنے شروع ہو گئے مگر جو ساق قریب اترہ کے آیا لیکر دایرہ پر سر رکھ کر رہ گیا، جب یہ عمل کارگردن ہوا تو پھر آسمان آگ برسی شروع ہوئی، آگ کے ڈھیر لگ گئے ہزاروں درخت سبز جل گئے مگر دایرہ حصار میں کچھ آسیب نہ پہنچا، آخر جیپال نے اپنا مرگ چھلا ہوا پرچہ ڈالا اور اُس پر سوار ہو کر نظر سے غائب ہوا، حضرت نے جو یہ کیفیت دیکھی اپنی کھڑاؤں چوٹی سے فرمایا کہ جیپال جوگی کو گوشالی کر کے بلا معاوہ کھڑاؤں ہوا پڑاؤں، سر جیپال کو کوٹتی ہوئی نزدیک خواجہ کے لائی، جیپال اپنا حال دیکھ کر رویا اور حضرت کے قدموں پر ڈاڑھ بھتی لے

مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میں مر ہو جاؤں یعنی تاقیامت زندہ رہوں، حضرت نے اُس کے واسطے دعا کی کہ الہی اس بندہ کی دعا قبول فرما۔ تھوڑی دیر بعد جب شرا جابت دعا حضرت کو معلوم ہوا، جیپال سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہکو حیات دائمی بخشی مگر پوشیدہ رہ، چنانچہ جیپال اجمیر کے پہاڑوں میں موجود ہے، جو زیارتی راہ گم کر جاتا ہے جیپال رہبری کرتا ہے، بھوکے زیارتی کو کھانا پہنچاتا ہے۔ ہر شب جمعہ روضہ معلیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتا ہے، حضرت نے اُس کا نام عبداللہ رکھا، قصہ جب رائے پتھورائے جیپال کی یہ کیفیت دیجی بہت شرمندہ ہو کر شہر میں آیا اور خواجہ کے ستانے سے باز آیا۔ جب یہ حال اُس کی والدہ کو معلوم ہوا اُس نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کی خبر مینے بارہ برس پہلے دی تھی۔ صاحب منسل للارواح نے لکھا ہے کہ جب قریب پرستش گاہ اُن کے کے اذانیں ہوتیں اہل جمیر کو جوش پیدا ہوتا تھا، بعض نے لکھا ہے کہ یہ شادی ہمت نہ تھا اصل میں یہ جن تھا کہ اہل شہر سے پوجا رہا یا کرتا تھا، چنانچہ شادی دیو آج تک حضور کے مُرید یوں کی خدمات بجالاتا ہے مینے کچشم خود بیڈولی شریف ضلع مظفرنگر میں جو حضرت بہرام جتشی کا مزار ہے دیکھا ہے سینکڑوں مجنوں اور سحر اود آتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر گریہ و بکا کرتے ہیں اور خود چڑھ کر درختوں پر اُن کی شافیں پکڑ کر ٹٹک جاتے ہیں اور بکا کر کہتے ہیں کہ شادی دیو تیرا ناس جائے کوڑے مار مار کر کھال اڑادی اور آگ لگا دی اور یہ بھی لکھا ہے کہ راجہ پرچی راج جیپال کے لینے کو خود گیا تھا، راستہ میں جب حضرت کی ایذا رسانی کا خیال کرتا آنکھوں سے دکھائی دینا موقوف ہو جاتا تھا۔ جب اس ارادہ سے باز آتا پھر بدستور دکھائی دینے لگتا۔ اس طرح سات بار اندھا اور بینا ہوا۔ صاحب منسل للارواح سے روایت ہے کہ جیپال لاچار ہوا عرض کرنے لگا کہ حضرت کو سیر مقامات میں کہا تک سائی ہے، آپ نے مراقبہ کیا اور روح پاک کو عالم ملکوت میں داخل کیا، جیپال بھی مجاہدے کے ہوئے تھا، اُس کی روح بھی روح اقدس کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آسمان اول تک پہنچی، روح جیپال رہ گئی آگے نہ جاسکی اس وقت اس کی روح نے روح پاک سے الحاح کی کہ تنہا نہ چھوڑیے میں بھی قدرت حق کا تماشہ دیکھوں روح اقدس نے اس کی روح کو ہمراہ یا دیکھا کہ نمشتے روح مبارک کی تکمیل کرتے ہیں، عرش معلیٰ کا جالٹھ گیا تھا، جب روح پاک منزل قرب پر پہنچی پھر جیپال کی روح رہ گئی پھر اس نے گریہ و زاری سے عرض کی حضرت نے فرمایا کہ یہ مقام محمدی ہو تا وقتیکہ

صدق دل سے کلہ طیبہ نہ کیگی دخل نہ پائیگی، اُس وقت اس کی روح صدق دل سے مسلمان ہوئی۔ آخر کار تمام اہل شہر اور راجہ جنت وغیرہ حضور کو شہر میں لائے ایک مکان واسطے پہنچے حضور کے تیار ہوا اب جس جگہ حضرت کار و صنفہ مطہرہ ہے یہاں حضرت کا باورچی خانہ تھا، حضرت راجہ کو اکثر فہمائش فرمایا کرتے تھے وہ مانتا تھا۔ ایک بزرگ سے روایت ہے کہ میں بینا برس حضور کی خدمت میں رہا، حضرت کبھی کسی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیتے تھے ہمیشہ اخلائے کرامت کرتے تھے نہ کسی سے کچھ لیتے تھے جب بھنڈا میں کچھ نہ رہتا اور خادم عرض کرتا کہ آج خراج نہیں ہے آپ مُصلّے کے نیچے سے نکال کر موافق حاجت کے مرحمت فرماتے۔

**حضرت قطب لا قطاب** سے روایت ہے کہ ملازمانِ امرائے رائے پتھور سے ایک شخص مرید ہونے آیا، حضرت نے اُس کو مرید نہ فرمایا وہ بد دل ہو کر راجہ کے پاس گیا اور حضرت کا شکوہ کیا، راجہ نے ایک شخص کو حضور کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ اپنے اس کو مرید کیوں نہ کیا، جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک تو یہ بہت گنہگار ہے، دوسرے ہم اس کو کلاہ درویشی نہیں دیتے جو سولے خدا کے دوسرے کے آگے سر جھکا تا ہے، تیسرے ہم نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہاں فانی ہو جائے، چارواں راجہ یہ جواب سن کر غصہ ہوا اور کہا کہ یہ فقیر غیب کی باتیں بتاتا ہے، اس کو کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جاوے، جب یہ حکم حضور کے گوش زد ہوا تب مکر کے فرمایا کہ راجہ سے کہہ دو کہ تیرے کی مہلت ہے یا فقیر اجیر سے نکل جاوے یا راجہ چلا جاوے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۵۸۸ھ ہجری میں سلطان شہاب الدین غوری بادشاہ غزنوی اجیر پر آپہنچا، راجہ زندہ گرفتار ہوا ہانسی کے قلعہ میں قید کیا گیا۔ جو شخص کہ مرید ہونے آیا تھا اسی تہلکہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا، بعض نے لکھا ہے کہ راجہ پر بھی راج نے ایک مسلمان پر ظلم کیا تھا، حضرت نے راجہ کو اس حرکت سے منع فرمایا، جب اُس سے باز نہ آیا حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے پر بھی راج کو زندہ گرفتار کر دیا، اُسی عرصہ میں سلطان سے مقابلہ ہوا، راجہ زندہ گرفتار ہوا۔ جاننا چاہیے کہ آدم علیہ السلام سے تا قدمِ مہمنت لزوم حضرت خواجہ بزرگ کے کوئی انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام سے وارد ہندوستان نہیں ہوا۔ تمام ہندو ظلمت کفر سے تیرہ و تاریک تھا، حضرت نے بحکم رسول مقبول و حرقت ولایت خود گرامان ہند کو راہ راست پر لا کر اُن کے دلوں کو نور ایمان سے نور فرمایا۔ انظم از فیض و بجائے صلیب کلیساؤں در کفر

محرابِ ممبر است بہ آسجا کہ بود نعرہ فرماید مشرکاں ؛ انکو خروش غمزدہ السد الکبر است ؛ صاحب  
اقتباس الانوار قطر از میں کہ جب حضرت ہندوستان لگے اُس وقت دوبارہ حضرت غوث پاک سے  
ملاقات کی اور حضرت غوث پاک نے بھی حضرت کے واسطے جناب باری میں عاکر کے رخصت فرمایا تھا اور صاحب  
سیر الاقطاب لکھا ہے کہ جب حضرت بغداد شریف میں آئے تھے وہاں سات شخص کہ آتشکدے میں معبد  
اور مشہور زمانہ تھے ایک بار حضرت کے ملنے آئے روئے انور پر نظر پڑتے ہی بدن اُن کا نپ اٹھا اور  
حضرت کے قدموں پر گرے اور حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم عابد کہلاتے ہو سو اُسے خدا کے مخلوق کو  
سجدہ کرتے ہو بڑی شرم کی بات ہے، انہوں نے عرض کیا کہ آتش کو اس جگہ سجدہ کرتے ہیں کہ یہ ہم کو  
جلاتے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے حکم خدا کے یہ بیچاری کیا کر سکتی ہو نہ کہو یہ ہماری جونی کو بھی نہیں  
جلتا سکتی یہ فرما کر جونی اگ میں ڈاکر ارشاد کیا کہ لے آتش ہماری جونی کو نگاہ رکھنا۔ الغرض وہ پاپوش اگ سیا  
سے سلامت نکلی وہ سب سلمان ہو کر کامل ہوئے، اور صاحب اقتباس الانوار زبدۃ الحقائق سے ناقل  
ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ نے حکم رسول مقبول جناب غوث پاک سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ صاحب  
اقتباس الانوار راقم ہیں کہ جب حضرت ٹہلی میں پہلے پہل تشریف فرما ہوئے ایک شخص چھری بغل میں  
چھپا کر واسطے ہلاکی حضور کے آیا، حضرت نے ازراہ کشف معلوم فرما کر فرمایا کہ فلاں کیا قصد رکھتا ہو  
بندہ حاضر ہے یہ کہتے ہی وہ کانپ اٹھا اور قدموں پر گرا اور سلمان ہوا اس عرصہ میں ہزاروں سلمان  
ہوئے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت ہر شخص کے ساتھ ہر بانی سے پیش آتے تھے جو غالب سلام تا انکی ارکان اسلام  
تعلیم فرماتے جو طلب حق میں حاضر ہوتا اُس کو کمالِ لایت پہنچاتے تھے چنانچہ مریدان حضور سے اکثر صاحب  
ملک ہند میں صاحبِ لایت ہیں، بعضے دوسرے سلسلوں کے ہی حضرات ہیں جو روحانی طور پر حضرت سے  
فیضیاب ہوئے اور حضرت کے خاندان سے جتنے صاحب سجادہ ہوئے ہیں سب صاحبِ ولایت گندے ہیں۔  
اُمید ہے کہ تا قیام قیامت یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ جو ولی اللہ دیگر ولایت دار ہند میں ہیں سب نے  
روح پاک حضرت سے استفادہ حاصل کیا ہو۔ چنانچہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ جب  
وارد ہندوستان ہوئے تو کلا پہاڑی پر متکلف رہ کر حسبِ جازت وصول استفادہ کے کاپی اور  
کمن پور میں رونق افروز ہوئے۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ مکہ معظمہ میں مشغول تھے  
آواز ہونی کہ لے معین الدین ہم تجھ سے بہت خوش ہیں ہم نے تجھ کو بخشا جو انگنا ہوا ناگ حضرت نے

عرض کی کہ الہی مریدان معین الدین و مریدان مریدین الدین کو کہ سلسلہ معین میں ملتے ہیں بخش دے۔  
فرمان ہوا کہ اے معین الدین بختا تیری دعا قبول کی جو تیرے سلسلہ میں پہنچا کہ ہم نے بختا۔ چنانچہ حضرت نے  
بھی کئی بار زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تک مریدان مرید بہشت میں نہ جائیں گے ہرگز معین الدین جنت  
میں قدم نہ رکھیگا۔ صاحب مرآۃ الاسرار نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت خواجہ بزرگ کے مرتبہ اور کرامات کا ذکر  
کیا جائے تو ایک کتاب کلاں تیار ہو کر جو کیفیت کہ مجھ پر گزری ہو یہ حضرت کی کرامات کا شمع ہے۔ یعنی سینے  
عالم باطن میں کیا کہ حضرت نے کمال ذرہ پروردی سے دست حق پرست اپنا میرے دست پر رکھا اور فرمایا کہ  
اگرچہ تو میرے سلسلہ میں ہوا الا الحال میں بچھو کہ جو اسطرح مرید اپنا کرتا ہوں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب  
خواجہ عثمان ہارونی نے حضرت کو مرید فرمایا کہ مغمہ میں لیجا کر دعا کی تھی جس کے جواب میں آواز ہوئی تھی کہ معین  
ہم نے قبول کیا اُسی وقت روحانیت خواجہ نے بندہ پر تصرف کیا کہ میں نے اپنے کو حرم شریف میں پایا زیارت خانہ کعبہ  
سے مشرف ہوا اور ایک صاحب وقار کو چاہہ فرمزم بردیکھا، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تیرے  
تئیں بھی میں نے قبول کیا، اُس وقت میں یہ بزرگی اور کمال حضرت خواجہ کا دیکھ کر متحیر ہوا اور سجدہ شکر بحال لیا۔  
صاحب اسرار الالکین ناقل ہیں کہ حضرت کو ہمیشہ استغراق رہتا تھا کچھ خبر نہ رہتی تھی نماز کے وقت  
حضرت خواجہ قطب الدین یا قاضی حمید الدین رو برو استادہ ہو کر آواز بلند صلوٰۃ کہتے حضرت کہ  
کچھ معلوم نہ ہوتا، دوسری بار حضور کے کان میں صلوٰۃ پڑھتے اس پر بھی حضرت کو کچھ آگاہی نہ ہوتی  
تو پھر حضرت کے دوش مبارک کو جنبش دیتے جب چشم وا ہوتیں اس وقت ارشاد کرتے شرع محمدی سے  
چارہ نہیں سبحان اللہ کہاں سے کہاں آتے تھے اور پھر منور کے نماز گزار لائے۔ جس وقت حالت  
مستولی ہوتی دروازہ حجرہ بند کر کے مشغول ہوتے۔ اُس وقت حضرت خواجہ قطب الدین و قاضی حمید الدین  
یہ دونوں صاحب درجہ حجرہ کے آگے سنگ خارہ ڈال دیتے اور خود پس حجرہ پہنتے جس وقت حضرت حجرہ سے  
باہر تشریف لاتے تھے اول نظر اُن پتھروں پر پڑتی تھی معاوہ خاکسرا ہو جاتے تھے صاحب اقتباس الانوار کہتے  
ہیں کہ سینے پیروں سے سُنا ہے کہ ایک روز حضور مراقبہ میں مشغول تھے عالم تنزیہ جسد منور پر ہوا اور  
چالینسی روز تک جسد مبارک کسی کو نظر نہ آیا، بعد چالیس روز کے ظاہر ہوا شیخ قطب الدین بندگی  
شیخ سوندھ جاشتی اس حکایت سے اتفاق تمام کہتے ہیں۔ صاحب اقتباس الانوار ناقل ہیں  
کہ ایک روز میرے شیخ کے رو برو قال حاضر تھے۔ عین سماع میں سر میرے شیخ کا نظر مردان



سے غائب ہو گیا تھا، تیسرے روز ظاہر ہوا، پس جب غلامان غلام حضور کے یہ رتبہ عالی مقامات متعالیٰ ہیں تو حضور کو سمجھ لینا چاہیے کہ شیخ المشائخ اور بادشاہ ہست میں۔

صاحب سیر الاقطاب ناقل ہیں کہ حضرت کے باورچی خانہ میں اس قدر رکھنا تیار ہوتا تھا کہ تمام شہر اور مسافران کو کافی اور وافی ہوتا تھا جو بیچ درکار ہوتا تھا خاصہ پز کو زیر مصکلی سے مرحمت ہوتا تھا، دوستوں یہ کہ ایک روز ایک عورت گریہ کن خدمت خواجہ میں آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے فرزند کو حاکم شہر نے ناحق قتل کیا، اس کا سر کٹوا دیا، حضرت کو اس عورت پر رحم آیا اور عصلے مبارک لیکر بہر اسی چند خادمان قتل گاہ میں تشریف لائے اور سر مقتول اس کا دہڑے ملا کر فرمایا کہ اے مظلوم اگر تجھے بیکجاہ مارا ہے تو حکم خدا کھڑا ہو بجز و ارشاد والا مقتول کو جنبش ہوئی اور کہڑے ہو کر اس نے اپنے سر کو حضرت کے قدموں پر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ اپنے گھر گیا۔ حضرت نے بطرف خانقاہ شریف مراجعت فرمائی، نقل ہے کہ ایک روز حضرت اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ واحد الدین کرمانی ایک جگہ دہلی میں قیام پذیر تھے، ناگاہ ایک لڑکا شمس الدین نام تیرو کمان ہاتھ میں لئے سامنے سے نکلا حضرت نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا بادشاہ دہلی ہوگا، کس واسطے کہ میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہی اور میرے سلسلہ میں نامزد ہوگا چنانچہ بعد چند مدت کے اُس کا ظہور وہی ہوا، طفل شمس الدین بادشاہ دہلی ہو کر سلطان شمس الدین لہنس ہوا اور داخل غلامان حضور ہو کر سعادت دارین حاصل کی، یہ بادشاہ ۱۲۱۰ء میں تختِ دہلی پر بیٹھا اور ۲۶ سال حکمرانی کر کے داخل جنت ہوا۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز کی خدمت میں آیا اور عرض کی ایک بار بندہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ نے چھ روٹیاں عنایت فرمیں اُس روز سے آج تک کہ عرصہ ساٹھ برس کا گذرتا ہے ہر روز بیچ مل جاتا ہے، کہیں کسی قسم کی تنگی نہیں ہوتی، تمام اہل خانہ آسودگی سے ایام گذاری کرتے ہیں، حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا اللہ کا کرم تھا کہ سرِ علقہ اولیا نے تجھ پر مہربان ہو کر توجہ خاص فرمائی، مقام خوشی کا ہو۔ صاحب تذکرۃ المتعلق بھی ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی حق تعالیٰ کے مقام انبساط میں تھے کہ ہاتھ غیب نے ندادی کسے عثمان کچھ جانتا ہے کہ مقصود ہمارا پیدا کرنے تیرے اور جملہ مخلوقات سے کیا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ خداوند میں نہیں جانتا تو ہی عالم الغیب ہے، اپنی حکمتوں کو تو ہی خوب جانتا ہے، پھر فرمان ہوا

مقصود ہمارا وجود معین الدین ہے، اگر اُس کو نہ پیدا کرتا سوائے محمد علیہ السلام کے کسی کو پیدا نہ کرتا، اور  
 راقم نے اپنے ہادی سے نقل اس طرح سنی ہو کہ خواجہ عثمان ہارونی سے ارشاد ہوا کہ ہم نے اپنے گنج مخفی کو  
 تجھ پر اور دیگر اولیاء پر انہما کیا۔ اس سے ہمارا کیا مقصد تھا انہوں نے عرض کیا کہ مالا علم فرماں ہو اگر مقصد ہمارا  
 انہما کرنا گنج مخفی کا معین الدین کی ذات پر تھا اگر ہم اس پر انہما نہ کرتے تو کوئی ہمارے سر مخفی سے آگاہ نہ ہوتا  
 صاحبِ مرآۃ الاسرار تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین تمام مقامات غوثی اور قطبی اور قطبِ لطابی کے  
 گذر کر بمقامِ قطبِ حدت یعنی مرتبہ محبوبیت سے فایز تھے، اور نہایت استغراقِ فنا کے امدیت یا دورست حقیقی سمی  
 یک رنگ ہو چکے تھے نقل ہے کہ ایک روز حضرت قربتِ حق میں بہت محو تھے، عالمِ علویٰ منکشف تھا کہ ایک  
 مرید آیا اور حاکمِ وقت کا شکوہ کیا کہ بندہ کو شہر بدر کرنا ہے، آپ نے ارشاد کیا کہ وہ کہاں ہو اُس نے عرض کیا کہ سوا  
 ہو کر باہر گیا ہے، فرمایا وہ تو گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید حضرت کے پاس باہر آیا اُس کا حاکم فوت ہوا  
 حضرت خواجہ قطبِ لدین فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اکبر دعا کیا کرتے تھے کہ اگلی جو در درجہ ہو معین الدین کے  
 نام کرینے اس کا سببِ ریافت کیا فرمایا کہ مبتلا ہونا بللے سخت و در بیماری میں لیلِ صحتِ یمان کی ہو، اور  
 حضرت کی ازواج اور اولادِ مطہرات کا ذکر اکبر نامہ اور قبائلِ مرہ جہانگیری مفوضہ نے پیرانِ چشت سے ظاہر ہے  
 مگر حضرت سلطانِ اعارفین شیخ حمید الدین ناگوری کو خلیفہ حضرت کے تھے اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ایک  
 بار عالمِ رویا میں حضرت نے رسولِ مقبول علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں کہ اے معین الدین تو ہمارے دیر کا معین  
 ہماوی سنّتِ عقد و نکاح کو نہیں ادا کرتا، شب کو تو یہ باجر اگذا صبح اُجس جگے کے حاکمِ قلعہ ٹلی کہ حضرت کے  
 مریدوں میں سے تھا اُس نے ایک خزنِ نیکل ختر کو کہ اُن کا نام بی بی امۃ اللہ تھا حضور کی خدمت میں  
 بھیجا، حضرت نے واسطے ادا کے سنّتِ نبوی باشارہ شب اُن سے نکاح کیا، اُن سے حضرت  
 بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں۔ یہ بی بی نہایت پارسا صائمہ الدہر قائمِ لیل تھیں اور اپنے والد کی مرید تھیں اُن کو  
 حضرت نے خرقہ خلافت عطا فرما کر برائے تعلیمِ ستورات ارشاد فرمایا تھا، ان کی توجہ سے ہزاروں ستورات  
 صاحبِ لایت ہوئیں اور شیخِ رضی الدین سے اُن کی شادی ہوئی تھی، اور لکھا ہو کہ حاکمِ قلعہ ٹلی کا ملک  
 خطاب تھا، اور یہ کسی راجہ کی دختر تھیں کسی معرکہ میں اس کے ہاتھ اُگئیں تھیں اُسے عالی نسب سمجھ کر حضور کی خدمت  
 میں اُن کو ارسال کیا تھا، مزارِ ان عفت مابکِ قریبِ روضہ مقدس کے ہے اور مزارِ شیخِ رضی الدین کا بمقام  
 ناگور حوضِ منلا پر ہے، ان بی بی کے دو فرزند تولد ہوئے، اور دونوں نے خود دوسالی میں انتقال کیا، اور

دوسری اہلیہ کا نام جنابہ بی بی عصمت تھا اور یہ دخترید وجیلہ لدین عم سید حسین خٹک سوار کی تھیں اس کی کیفیت یہ ہو کہ اُن کے والد سید وجیلہ لدین حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر کا نکاح خواجہ بزرگ سے کرے۔ سید وجیلہ لدین بھی صاحب باطن تھے انہوں نے یہ کیفیت حضور کے روبرو عرض کی حضرت نے تعمیل حکم امام برحق ان بی بی سے نکاح ثانی کیا اُن کے تین فرزند تولد ہوئے اول حضرت خواجہ ابوسعید دوم خواجہ فخر الدین سوم خواجہ حسام الدین <sup>مصلیٰ بن خواجہ ابوسعید</sup> میں دیگر غائب ہو گئے اُن سے کچھ تولد اور تناسل وقوع میں نہ آیا اور شیخ فخر الدین حضرت کو بہت محبوب تھے یہ حضرت بکسب زراعت ایک موضع میں قریب جمیر کے تشریف فرما تھے یہ جیلہ اُن کا بہت بڑا پردہ تھا اولیائے جاہ کو ترک کیا ہے ہمیشہ مشقت گذران کی جو کس واسطے کہ اللہ صاحب ل کو دیکھتے ہیں نہ کہ اغال کو یہ حضرت بھی صاحب لایت تھے اور بعد وفات خواجہ کے بیس سال زندہ رہے عمر شریف ان کی ساٹھ برس کی ہوئی اور اُن کے پانچ فرزند تھے جن میں شیخ حسام الدین سوختہ کا لکل سہے ہیں اور حضرت سلطان الملتح کے ہم صحبت رہے ہیں اور خواجہ حسین لدین خولہ اور خواجہ قیام الدین یہ دونوں صاحب بھی فرزند خواجہ فخر الدین کے تھے بڑے اکمال گزے ہیں مزار خواجہ فخر الدین کا جمیر سے سولہ کوس کے فاصلہ پقبضہ سردار میں ہے اور مزار خواجہ حسام الدین کا قصبہ انجھریں بطون غرب سر راہ واقع ہے اور خواجہ حسین لدین خور و فرزند خواجہ فخر الدین کی یہ کیفیت ہو کہ مرید ہونے سے پہلے اپنے کسب درویشی کو یہاں تک بڑھایا تھا کہ روحانی طور پر حضرت جد بزرگ اپنے نعمت معرفت فائز ہوئے آخر میں حضرت شیخ ضیاء الدین چراغ دہلوی سے خرقہ خلافت پہنچا اور نواید الفوائد سے نقل ہو کہ خواجہ احمد میرہ حضرت خواجہ بزرگ بٹے صالح ہوئے ہیں اُن کے دو سر براہ حقیقی خواجہ وحید ایک بابا صاحب کے پاس مرید ہوئے اُن کے حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ نعمت تمہارے خاندان کے دیوارہ کی ہو میری کیا مجال کہ میں تمہارا ہاتھ پکڑوں خیر بہت اسرار سے مرید ہوئے صاحب سیر الاقطاب نقل ہیں کہ خواجہ شیخ بایزید خلف خواجہ قیام الدین بن خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن حضرت خواجہ بزرگ خور دہ سال میں کہیں غائب ہو گئے تھے چندے سلطان محمود غازی کے محل میں رہے بعد میں جمیہ وارہ ہوئے جو لوگ بد عقیدہ تھے انہوں نے اس خاندان عالیہ میں ہونے سے انکار کیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ نے مولانا رام کو کہہ دیا وہ اہل تھے اور شیخ حسین ناگوری اور دیگر علماء و اصفیہ کو جمع کیا سب نے بالاتفاق گواہی دی کہ یہ حضرت خواجہ بزرگ کا اولاد ہیں مسیح انبیا ہیں در شیخ حسین ناگوری نے اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا اور اولاد خواجہ قیام الدین بن خواجہ حسام الدین احمد شریف میں کونٹ پذیر رہی اور صاحب مجاہدہ ہوتی رہی اور خواجہ قیام الدین کی سوبرس کی بی بی بعد ان کے

ان کے برادرزادہ شیخ معین الدین صاحب سجادہ ہوئے اُن کے بعد شیخ علاؤ الدین اُن کے برادر صاحب سجادہ ہوئے اور حضرت شاہ عالم بہار شاہ کے عہد میں شیخ سراج الدین صاحب سجادہ تھے اور آج تک صاحب سجادگی اسی دودمان والاسان میں چلی آتی ہے۔

صاحب قتب اس لائوار و مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ مجاوران آستانہ حضرت خواجہ ولاد سے سید فخر الدین ہیں سید فخر الدین اکابر سادات عالی نسب در پہنے والے قصبہ کر کے تھے اور سید صاحب موصوف کو روح پاک حضرت خواجہ سے نہایت ارادت و محبت تھی بعد انتقال حضرت کے اپنا وطن ترک کر کے اجیر شریف آئے تھے۔ چنانچہ آج تک ولاد حضرت سید صاحب کی خدمات آستانہ شریف بجالاتی ہے صاحب اخبار الاخبار وجہ تسمیہ جمیر کی اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ آج نام ایک راجہ کا تھا اُس کے نام پر یہ شہر آباد ہے ہندستان میں پہلی دیوار وہ دیوار ہے کہ جو کوہ واقع ہے اور پہلا تالاب پسکر راج ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار رقم ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ عمر میں حضرت خواجہ زرگن ہلی سے واسطے زیارت حضرت کے اجیر شریف میں گئے ایک بار بہت ستم عقد مجلس عالی میں جمع تھے حضرت نے فرمایا اے درویشان میرا ارادہ ہے کہ میرا دفن اسی جگہ ہوا در شیخ علی سنجری کو فرمایا کہ ایک فرمان خلافت نامہ تحریر کرو کہ اپنی خلافت اور سجادگی قطب الدین بختیار کاکی کو دیتا ہوں ہلی اُس کا مقام ہے حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ جب وہ کتبہ تحریر ہو چکا اس کو دستخط خاص خزان فرما کر بندہ کو دیا میں داب بجالایا پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج میں نے نزدیک ہوا کلاہ اور دستار میرے سر پر رکھی اور عصائے خواجہ عثمان میرے ہاتھ میں آیا اور حرۃ محمدی لہجی خرۃ عطیہ پروردگار عالم چشت در شبت چلا آتا تھا اور قرآن مجید قدیم اور مصلیٰ اور غلبین چوبین جھکو عطا کر کے فرمایا کہ یہ امانت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جو میرے مرشدوں کو پہنچی تھی میں جھکو دیتا ہوں جس طرح خواجگان چشت اس کی خدمات بجالاتے ہے تو بھی بجالانائے وہ عطیہ مطہرہ پسکر پھر آداب کیا اور زمین خدمت کی چوٹی پھر فرمایا کہ جھکو خدا کو سونپا میرے حق میں فاتحہ خیر پڑھ کر فرمایا جہاں رہ مر درہ پھر آداب بجالا کرو وہاں رخصت ہو کر دہلی آیا اور مقیم ہوا۔ چالیس روز نہ گزرے تھے کہ ایک شخص جمیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آنے سے بیس روز بعد حضرت خواجہ نے اس دارنا پادار سے سفر فرمایا اللہ وانا الیہ راجعون اس شب بندہ کو بہت نوح تھا اُسی پریشانی میں سر میرا مصلے پر جھک گیا غفلت آگئی۔ حال مبارک حضرت خواجہ کو دیکھا کہ زیر عرش کے کھڑے ہیں نیچے سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور حال دریافت کیا کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور نزدیک ساکنان عرش کے جھکو جگہ دی اس جگہ رہتا ہوں۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ شب انتقال

حضرت میں چند بزرگانِ مین نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے  
 دین کا معین جن بخیری آتا ہے میں اس کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ سبحان اللہ کیا رتبہ عالی ہے صاحب سیر الاقطاب مدنی  
 ہیں جس شب حضور نے اس جہان پر طلال سے انتقال فرمایا بعد از نماز عشاء حجرہ شریفہ بند کر کے ہمہ یوں کنی نعمت  
 فرمائی کہ کوئی اس جگہ نہ آئے، خاصان حضور علی گرد حجرہ کے موجود تھے انہوں نے تمام شب حجرہ میں سے  
 آدھ سو گے پیڑوں کی آہٹ سنی کہ بیسے عاشقانِ خدا وجد کتے ہیں خرشبہ آواز بند ہو گئی، جس وقت نماز صبح میردوں نے  
 بہ چند دھنیں دیا وازیں میں کچھ جواب ملا، ناچار دروازہ کھولا، دیکھا کہ حضرت نے انتقال فرمایا اور یہائی نورانی پر یہ عبارت  
 بخط طلی دیکھی ہذا حبیب اللہ مافی حب اللہ ولادت باسعادت حضرت کی ششہ پیری میں دروفاں حضرت کی دو شنبہ  
 ششم ماہ جب سترہ برس بعد سلطان شمس الدین تمش قلعہ میں آئی۔ روضہ مطہرہ دارالخیر اجمیر میں زیارت گاہ  
 خلافتی پر اول خواجہ حسین ناگوری نے عمارت روضہ علی کی تعمیر کرائی، بعد میں در بادشاہوں نے عمارت عالی بنائیں، پھر  
 حضرت شاہجہاں بادشاہ نے روضہ عالی کے پہلو میں مقبرہ تعمیر کرائی جو موجود ہے ہزاروں اشخاص جو زیارت روضہ جاتے  
 ہیں مقصد ان کے دل کا حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پورا کرتا ہے۔ خلفاء حضرت کے یہ ہیں حضرت خواجہ فخر الدین فرزند حضرت  
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری، شیخ حبیب الدین صوفی، کنسب ان کا عشرہ منبرہ میں حضرت کے  
 ملکہ شیخ و جلیل الدین شیخ برہان الدین شیخ احمد شیخ حسن شیخ شمس الدین خواجہ سلمان، خواجہ حسن خیاط، شیخ و جلیل الدین کرانی  
 پیر کریم سلونی، شیخ و جلیل شیخ مناکا، شیخ محسن جوگی حبیب الدین معروف عبد اللہ شیخ صدر الدین کرانی، شیخ محمد ترک نارنولی،  
 شیخ علی بخوی، خواجہ یادگار سلطان سودہ بی بی حافظہ، ابہ کلمات لطیفات حضور کہ جو صاحب قتباس لالوار اور صاحب  
 سونل لالوار نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں تہر کا تحریر کرتا ہوں یعنی حضرت خواجہ قدس اللہ سرہم نے زبان فیض  
 از جہان فرمایا کہ اہل عشق وہ ہو کہ اگر صبح کی نماز ادا کرے تو دوسری صبح کی نماز تک خیال دوست میں محو ہے دیگر فرمایا کہ عاشق  
 ہوشیہ عشق محبوب میں محو رہتا ہو کھڑا ہو تو اس کے ذکر میں ہے بیٹھا ہو تو اسی ذکر ہو اگر طواف میں ہو اس کی عصمت کی نسبت  
 میں ہو۔ یہ فرمایا کہ خانہ کعبہ میں طواف کیا، اب وہ میرا طواف کرتا ہو پھر فرمایا کہ عارف وہ ہو کہ دل اس کو نینس برداشتہ ہو  
 پھر فرمایا کہ عارف آفتاب صفت ہیں تمام عالم پر چمکتے ہیں تمام جہان نور ولایت ان کے سے منور ہے پھر فرمایا کہ جب میں  
 دوست باہر آنا نگاہ کر کے جو دیکھا تو عاشق و معشوق اور عشق تینوں ایک ہیں یعنی عالم تو حید میں سب ایک ہو پھر فرمایا کہ  
 محبت کی آگ سے زیادہ کوئی آگ نہیں جس میں محبت ہو اس میں جو کچھ دیکھا جائیگا، اور جو طائفات حق میں وصل  
 ہو جاتا ہو خاموش ہو جاتا ہو، اور فرمایا کہ جو خدا کا دست اور چاہنے والا ہو گا اس میں چار باتیں ہوں گی۔ اول تواضع، دوسرے

شفقت، تیسرے سخاوت، چوتھے اختیار صحبت صالحین، پھر فرمایا میری ثابت قدم وہ ہوتا ہے کہ جس سے بیٹل برس تک کوئی گناہ صادر نہ ہو اور زرقام فخر کا وہ صوفی مستحق ہو کہ جس کو عالم فانی میں کچھ باقی نہ رہا، اور ایک عجب کی علامت یہ ہے کہ ہر حال اور ہر حال میں مطیع اور فرمانبردار ہو، اور فرمایا کہ بھائی! مسلمانوں کو ذلیل جاننا بہت نقصان کرتا ہے، اور فرمایا کہ جب تک الگ ذکر حق سے دل کی میل کو دور نہ کر لیا اور غیر کی ہستی درمیان سے نہ اٹھلکی واصل حق نہ ہوگا اور فرمایا کہ جو خدا کا پہچاننے والا ہے وہ ہمیشہ خلقت سے متفرک رہتا ہے اور معرفت کے حال میں خاموش رہتا ہے پھر فرمایا کہ جس کے دل سے غیر حق اٹھ گیا وہ عارف ہے، اور جس بندہ اور حق کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے وہ بندہ اہل حق ہوتا ہے، اور فرمایا کہ چار چیزیں گوہر نفس ہیں۔ دشمن سے دوستی کرنا، اپنے افلاس کو چھپانا، اپنا دکھ کسی سے نہ کہنا، اور فرمایا کہ جو شخص فقر اور فاقہ اور بیماری اور موت کو دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے اور دوست رکھتا ہے کسی سے کچھ غرض نہ رکھے، نقل ہے کہ حضرت شہر برس تک شب بے سوئے دن کو صائم رہا کرتے تھے، اور ہر روز دو قرآن ختم کیا کرتے تھے، اس دو درمان میں تعلیم ہے کہ زحمت کو رحمت اور غم کو خوشی برابر اور فاقہ کو فخر اور رنج و راحت کو یکساں جانے، صلحا سے صحبت رکھے، غریبوں سے محبت رکھے، اہل دنیا سے محتر ہے، امیروں کے دروازے پر نہ جائے جو حاجت ہو خدا سے چاہے، اپنے کو خدا کے سپرد کرے، کل کار اپنے توکل پر چھوڑ دے، جھوٹ اور غیبت سے بچے، مرشد کی صحبت میں رہے، کلام او یا اللہ دیکھا کرے اور تھلیل بہت پڑھے، درو شریف پڑھنے کی کثرت کرے، اذکار اشغال جو معمولی ہیں اُن کی تکمیل مرشد کے روبرو کرے، جو واقعہ گدے اُس کو سوائے مرشد کے کسی سے نہ کہے اور سات مکتوب کہ جو اس کتاب الحروف کو دستیاب ہوئے حصہ اول تذکرۃ الفقراء میں دیکھیں۔

## قصیدہ در شان حضرت خواجه معین الدین نجم جمیری قدس سرہ الغریزہ

نہے مقبول سجانی معین الدین جمیری  
بحسب خلق روحانی معین الدین جمیری  
طیب مرہر روحانی معین الدین جمیری  
شدہ روشن مسلمان معین الدین جمیری  
توئی ہادی حقانی معین الدین جمیری  
سزد بر تو جہاں بانی معین الدین جمیری

حبیب پاک بزدانی معین الدین جمیری  
بصورت یوسف ثانی بمرت شاہ مثنوی  
ظہور خاص ربانی بری از شر نفسانی  
لطیف مقدم پاک دریں قلم ہندوستانی  
بغیر از فضل تو را ہی نہ می یابد کے ہرگز  
مراد ہر کہ میخواد ز دربار تو سے یابد

وسیلہ خود بخیز ذات نئی امام مدشا  
تصدق خواجگان چشت الکریم احمد خترا  
چنان بر خوش تن بالہ صنم خویش و گذر  
شوم دور از پریشانی معین الدین اجیری  
گدگاہ گردانی معین الدین اجیری  
بفخر ظل سبحانی معین الدین اجیری

دیگر

بصیری علم حقانی معین الدین اجیری  
غریقی بحر بردانی بسیط فقر عمسانی  
مبارک منزل معانی جہاں را جلہ فیضانی  
دلیل فردزدانی امام سلک ارکانی  
جید نبات سبحانی جمال اسدیزوانی  
بشیر النظر من رانی بصیر القدر رحمانی  
شہا این احمد خترا کجا قوت شنا خوانی  
خیر سر یزدانی معین الدین اجیری  
امین ملک عرفانی معین الدین اجیری  
بتخت فقر سلطانی معین الدین اجیری  
کریم الحال عطانی معین الدین اجیری  
فنائی انذات ربانی معین الدین اجیری  
ولی مطلق برحق دانی معین الدین اجیری  
تو بر از تو شنا خوانی معین الدین اجیری

ذکر سلسلہ پیران حضرت خواجہ معین الدین حسن بھری چشتی قدس سرہ العزیز جاننا چاہیے کہ حضرت  
مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے تھے مولد شریف خواجہ عثمان کا قصبہ ہارون قلاع خراسان  
ہیں کہ حضرت کی ظاہری کہ حضرت خواجہ معین الدین سات شاہ باز قید تربیت آپ کے میں ہے بہت سی سیر کی گئی  
جج کے آخر عمر میں خانہ کعبہ میں متعلق ہوئے اور چھٹی شوال ۷۱۳ ہجری میں انتقال کیا کہ مغلہ میں مزار ہے۔  
حضرت خواجہ عثمان ہارونی مرید حضرت خواجہ حاجی شریف زبیدی کے تصرفات ظاہری اور باطنی حضرت  
کے مدح و تحریروں سے زیادہ ہیں چنانچہ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ سلطان بخر ساجوئی کو بعد اُس کے مرنے کے کسی شخص نے  
خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا کیا سلطان نے جواب دیا کہ فرشتے دوزخ کے مجھ پر  
عذاب کرنا چاہتے تھے کہ حکم خدا ہوا کہ اس شخص نے مسجد دمشق میں ایک بار حاجی شریف زبیدی کی تہنیتی کی تو اسی  
برکت سے ہم نے اسے بخشا، کس واسطے کہ اُس کو میں نے اپنی دوستی میں قبول کر کے پیشوائے عالم کیا تھا تیسری رجب  
۷۲۳ھ میں وفات ہوئی، مزار زندہ بلاد بخارا میں ہوا اور حاجی شریف مرید حضرت خواجہ مودود چشتی کے تھے، صاحب  
سیر الاولیاء ناقل ہیں کہ جب خواجہ مودود چشتی پر زحمت موت شروع ہوئی ایک مرد باہمت و عظمت ایک خطا باندھیں لے ہوئے  
آیا اور حضرت کے ہاتھ میں دیکر دوستی کی طرف سے مبارکباد دی حضرت نے اُس کو پڑھ کر فرمایا زہے سعادت اور





حضرت خواجہ ابوالفتح مل گئے دیکھتے ہی گھوٹے سے کوٹے اور قدموں پر گرے، اسی وقت سے ترک لباس کیا، اُن کے والد اور دیگر اکابرین نے سمجھایا، آپ نے نہانا ثابت قدم ہے جب حضرت کی تربیت پوری ہو چکی حضرت خواجہ ابوالفتح بطرف دیگر تشریف لے گئے، حضرت قصبہ حشیت میں ہدایت خلق اللہ شہنشاہی وفات حضرت کی غرہ جمادی الثانی ۸۵۳ھ ہجری میں ہوئی، مزار قصبہ حشیت میں ہے۔ ان کے پیر حضرت خواجہ ابوالفتح شرف الدین تھے۔ صاحب بطائف اشرفی ناقل ہیں کہ حضرت بامراکھی ادا اہل عمر میں بہ نیت ارادت وطن مافوق ملک شام سے بغداد شریف میں پہنچے وہاں پر حضرت خواجہ مشاد علودینوری قدس اللہ سرہ کے مرید ہوئے حضرت نے بوجھاکہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے عرض کیا کہ ابوالفتح شامی، آپ نے فرمایا آج سے تم ابوالفتح حشیتی ہو گئے کیونکہ خلقت قصبہ حشیت کی تم سے صدایت پائیگی اور تم قیام قیامت تمہارے مرید حشیتی کہلاؤ گے۔ اور لکھا کہ حضرت بعد ایک ہفتہ کے روزہ افطار کرتے تھے ہمیشہ ذکر اللہ میں ایام بسر فرماتے اور گوشہ نشین رہتے تھے۔ ۱۴ ربیع الثانی ۸۵۳ھ میں وفات ہوئی، مزار شہر عکہ میں ہے۔ خواجہ ابوالفتح حشیتی مرید حضرت خواجہ مشاد علودینوری تھے۔ حضرت قصبہ بنور میں کہ ایک پہاڑی مقام ہے پیدا ہوئے اور بغداد میں نشوونما پائی یہ اپنے گھر سے امیر تھے جب غشی الہی پیدا ہوا تمام مال منال راہ خدا میں بکھڑا حضرت خواجہ ہیرۃ البصری کے مرید ہوئے اور کافر با تمام پہنچ کر خرقہ خلا حاصل کیا۔ ایک مرتبہ حضرت کے پیر مرشد کے عرس میں سماع ہو رہا تھا ایک شخص یا اور سوال کیا کہ عرس کے روز سماع کی کیا خصوصیت ہے یہ جہان داری اور سماع دوسرے روز نہیں ہو سکتا، سماع کے سننے میں تو بھلا علماء کا اختلاف ہے اور ایک روز معین کر کے فاتحہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں، جواب میں اپنے ارشاد کیا کہ خصوصیت یہ ہے کہ اس روز سماع دوست میسر ہو جائے الموت حسرت بوصول الجیبب پس میں اپنے پیروں کے وصال کے دن خوشی اس واسطے کرتا ہوں کہ اُن کی وجہ وصل میسر ہو۔ بعض نے لکھا کہ حضرت خواجہ مشاد علودینوری اور مشاد علودینوری اور تھے یہ غلط ہے ہندوستان اس کی خوب تحقیق کی ہے، مشاد علودینوری ایک ہی گندے ہیں۔ یہی ہیں خاندان خشتیہ اور قادریہ کے مقتدا حضرت کو خرقہ خلافت خواجہ جنید بغدادیؒ بھی پہنچا تھا، اور خلیفہ حضرت کے خواجہ ابوالفتح اسود احمد بنوری تھے کہ سلسلہ ہروردیہ جنیدیلہ و قادریہ کے پیشوا ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۴ محرم ۸۹۸ھ کو ہوئی۔ مزار قصبہ دینور میں ہے۔ خواجہ مشاد علودینوری مرید خواجہ ہیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے، ان کے کرامات مشہور ہیں۔ آپ صاحب خاندانہ ہیں مرید خواجہ خدیفۃ المرعشی کے ان کے مرید ہمیشہ با وضو ہا کرتے تھے، اور حضرت جو تھے روز جنگل کے کسی ثمر یا کاہ برگ سے افطار فرماتے تھے، اور جنگلوں میں ہمیشہ یاد و دست میل یا مگدائے

وفات حضرت کی، شوال کو ہوئی کہ ۲۸۴ھ ہجری تھے مزار بصرہ میں اور پیدائش حضرت کی ۱۶۷ھ میں تھی۔ آپ کے پیر خواجہ خدیفۃ المرعشی کہ اصلی نام ان کا سیدید الدین ہے اور حضرت خواجہ ابراہیم بن ادم کے مرید ہو کر خرقہ خلافت پہنا، اور سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے، اور خواجہ فضیل بن عیاض اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا تھا۔ صاحب سیر الاقطاب سے نقل ہے کہ شہر برس مسلی شریف سے پیر نے اٹھایا مگر ہر سال واسطے زیارت روضہ مطہر حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آتے اور چندے اپنے پیر کے ہمراہ بھی سفر فرمایا ہے۔ ۳۲ شوال ۳۲۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے مرشد حضرت خواجہ ابراہیم بن ادم قدس سرہ العزیز تھے، ان کے کوائف عمری اور مجاہد مشہور ہیں۔ صاحب لطائف اشرفی ناقل ہیں کہ رسول مقبول علیہ السلام نے ان کو سلطنت سے جدا کر کے روحی طور پر علم الہی ان کے سینہ میں بھردیا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کی خدمت میں مرید ہوئے اور خرقہ خلافت پہنا، جن کے بعد حضرت جنید بغدادی سید الطائیفہ نے فرمایا کہ کلید علمہائے درویشی کی ابراہیم ہے اور ہمیشہ حضرت کے احوال یاد کر کے رویا کرتے تھے! و درود سلسلہ حضرت کا اس طرح پر ہے کہ خواجہ ابراہیم کو خرقہ ارادت حضرت عمران سوسی بن زید راغی سے پہنچا کہ ان کو خواجہ اویس قرنی سے اُن کو معراجی سے کہ اصحابہ رسول سے تھے ملا جیلان میں ان کا مزار ہے چنانچہ آپ کے حالات تمام کمال لطائف اشرفی سیر الاقطاب، نفاحات مرآۃ الاسرار شرح ادب المریدین رونق الحجاز سیر الاولیاء حکایت الصالحین چیل مجلس غیرہ کتابوں میں درج ہیں حضرت ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے، اور شنب ۲۸ جمادی الاول ۲۶۲ھ میں وفات پائی، مزار شریف ملک شام میں نزدیک مزار لوط علیہ السلام کے ہے۔ حضرت کے پیر مرشد خواجہ فضیل بن عیاض سمرقند میں پیدا ہوئے، بعض نے لکھا ہے کہ کوہ میں پیدا ہوئے، درماوراء النہر میں پیدا پایا۔ حضرت کی حکایات بھی کتب ہائے صوفیہ میں بخوبی درج ہیں آخر عمر میں مکہ معظمہ میں متکلف ہوئے۔ ۱۰ محرم کو آپ کی وفات ہوئی، بعض نے جمعہ اور ۱۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ لکھا ہے۔ آپ کے پیر حضرت خواجہ عبد الواحد بن یحییٰ مدینہ منورہ میں تولد ہوئے اور حضرت خواجہ جن بصری کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا حضرت کی وفات ۲۸ صفر ۱۲۶ھ میں ہوئی مزار بصرہ میں ہے۔ آپ کے پیر حضرت خواجہ جن بصری گنیت اُن کی ابو جعد ابو محمد ہے آپ کا کرتابین اور امام الحرمین تھے خلیفہ جناب علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام آپ سے بہت مانوس تھے، اور جملہ علوم اپنے پیر جناب علی مرتضیٰ سے حاصل کئے، بلکہ حضرت امیر المومنین اُن کا پناہ فرماتے تھے اور کتاب حبیب السیر سے معلوم ہوا کہ حضرت نے تربیت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پائی ہے

اور صاحبِ وضعتہ الاحباب نے لکھا کہ پدر خواجہ حسن بصری بن بارہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر سلمان پہنچے تھے اور آپ کے والد کا نام موسیٰ راغی تھا وہ بیٹے خواجہ اولیس قرنی کے تھے آپ کی والدہ کا نام ام سلمہ تھا اور آپ ۱۳۰ اصحابِ رسول کے ہم صحبت رہے ہیں۔ وفات حضرت کی غزہ میں یا محرم ۲۸ھ یا ۲۹ھ میں بعد سلطنت حسین بن عبدالملک مروان میں ہوئی، مزار در بصرہ میں ہے، آپ مرثیہ جناب علی مرتضیٰ کے کہ وہ وحی رسول مقبول تھے اُن حضرات کے فضائل قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں جن کا مورخ خود خدا ہو اُن کی کیفیت بندہ لکھنے کی مجال ہو یہ مقام ادب ہے۔

جاننا چاہیے کہ طریقِ ہمارے پیرانِ حشمت کا یہ ہے کہ موافق سنت نبوی کے شہر و قریہ میں نہ کر خلق اللہ صحت کرنا اور جو خلافِ شرع ہو اُس سے منع کرنا اور ہمیشہ صفائیِ قلب میں کوشش کرنا اور جو طریق کے اپنے پیروں سے پہنچا ہے اُس پر محکم رہنا اور ریاضت کو عزیز رکھنا فقر کو غنا پر ترجیح دینا فقر کو دوست رکھنا اہلِ طمع سے کہ جو خلافِ شرع نہ ہو محبت رکھنا اور پیروں کے عرسِ بشوق تمام کرنا ہر قوم کو اپنے سے بہتر جاننا اور صلح جو کرنا اور کثرت میں وحدت کو دیکھنا اور مریدوں کی تربیت میں کوشش کرنا اور جو ذکر شغلِ شرف کرنا اُس کی تاجیات مانا نہ کرنا اور ہمیشہ مست ہو شیار رہنا اور شکر اور سہو کو غنیمت سمجھنا۔

## ذکر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین

سید الاقطاب میں لکھا ہے کہ پہلے آپ کو بختیار کہتے تھے بعد میں بلقُب بہ قطب الدین پہنچے اور صاحبِ مرآۃ الاسرار یوں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ زراہ مہربانی اکثر قطب الدین بختیار فرمایا کرتے تھے قطب الدین نام تھا بختیار خطاب ہوا اور سب کچھ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکلفی ہوتا ہے یعنی خواجہ قطب الدین بن سید کمال الدین بن سید موسیٰ اوشی بن سید حمد بن سید احمد بن سید انبیٰ حسن بن سید معروف بن سید احمد شمس الدین بن سید رضی الدین بن سید جسام الدین بن سید رشید الدین بن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ تاج الدین شمس الدین بن حضرت کمرہ تھے از روئے تحقیق لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ جدہ کو اول سے نصف قرآن مجید یاد تھا وہ کثرت قرآن پڑھنا لکھا کرتی تھیں آپ بسبب قوتِ دلالت کے یاد فرمایا کرتے تھے اور آواز بلند اسم ذات کیا کرتے تھے اور ہر نیم شب اس پر باندہ ذکر اسم ذات کیا کرتے تھے گھر والوں میں ہر ایک سنتا تھا پس جو کمالات رتبہ عالی پروردگار نے جو تجھی میں حضرت کو عطا کیا تھا کسی اولیا کو بزرگی میں بھی میسر نہ ہوگا شیخ تاج الدین نے اس روایت کو حضرت

والدہ سے پایہ تحقیق پر پہنچا یا ہے اور والدہ حضرت کی فراتی تھیں کہ جس روز آپ تولد ہوئے ہیں کہی رات  
 بھتی کر میں ٹھکی دیکھا کہ زمین سے آسمان تک تمام گھر روشن ہو میں ٹھکی اور اپنے پروردگار کی درگاہ میں جاتا  
 کی کہ ابھی کیا بھید ہے اس بندی پر ظاہر فرما عیسیٰ ندا ہوئی کہ یہ وقت پیدائش تیرے فرزند کا ہے۔ یہ  
 روشنی اُس کے نور دل کی ہے اُسی وقت دروازہ شرف ہوا اور حضرت تولد ہوئے شب و شبہ اور شہدہ بھی جب  
 آپ بمقام اوش توابع فرغانہ میں تولد ہوئے پہلے ہی سر اپنا سجدہ میں جھکا دیا اور سر اہم ذات جہر کے ساتھ شروع  
 کیا کہ تمام اہل محلہ سنتے تھے اور متعجب ہوتے تھے جوں جوں صبح ہونے لگی وہ نور بھی کم ہونے لگا اور پیدا  
 ہوتے ہی کھڑ پڑھا "سردھانکنے کا حکم کیا اور فرمایا کہ جلد غسل دو یہ کھڑ پھر چپ ہو گئے اور طفولیت میں ہی حضرت  
 کی یک کیفیت تھی کہ جو زبان نکلتا فوراً ظور ہوتا اور جب عمر ڈھائی برس کی ہوئی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا فقط  
 آپ کی والدہ ہی پرورش فرماتی رہیں جب عمر شریف پانچ برس کی ہوئی پڑھنے بیٹھنے اور صاحب جوامع اکلم  
 راوی میں کہ جب عمر شریف چار سال چار ماہ کی ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے بڑی دھوم دھام سے آپ کی  
 بسم اللہ کی اور ایک غلام اور ایک کنیز اور کچھ نقد اور کچھ شیرینی ہمراہ کر کے محلہ کے کتب میں روانہ کیا ناگاہ راستہ میں  
 ایک مولانا اور اُس نے غلام سے دریافت کیا کہ اس نیک کردار کو کہاں لئے جاتا ہے غلام نے کہا کہ محلہ کے کتب میں  
 بٹھالے جاتا ہوں اس مرد نے کہا کہ اس سعید زلی کو مولانا ابوالفضل کے کتب میں لجا کہ وہ عارف کامل ہے بغرض  
 وہ مرد بھی ہمراہ ہوا اور حضرت کو لیکر مولانا مذکور کے پاس آئے واسطے تربیت سپرد کیا اور وہ مرد چلا گیا اس وقت  
 مولانا نے اس مرد غلام سے پوچھا کہ اُس مرد کو کہ جو تیرے ہمراہ ہو تو جانتا ہے اُس نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا مولانا  
 فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے صاحب سیر الاقطاب ناقل ہیں کہ حضرت نے تکمیل علوم ظاہری اور باطنی کی مولانا  
 ابوالفضل سے کی اور صاحب سائل ناقل ہیں کہ ایام کتب خواجہ نزدیک تھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چنی سیر کرتے ہوئے  
 داخل اوش ہوئے حضرت قطب القطاب پہلے ہی صحبت میں مرید ہوئے اور سچ سائل میں ہو کہ جب عمر شریف حضرت کی  
 پانچ برس کی ہوئی ایام کتب ب تھے کہ خواجہ بزرگ داخل اوش ہوئے حضرت قطب القطاب کی والدہ آپ کو خواجہ  
 بزرگ کی خدمت میں بھیجا آپ نے تختہ دست مبارک میں لیکر چاہا کہ کچھ تحریریں غیب سے ندا ہوئی کہ ولا ٹھہر حمید الدین  
 آتا ہے وہ تعلیم کرے گا ادھر قاضی حمید الدین نے ناگور میں واز سنی کہ اوش میں جا کر ہمارے قطب کی تعلیم کر۔ قاضی چنی  
 چشم بنکیں معانے کو اوش میں محفل خواجہ میں پایا حضرت فرمایا تمہارے واسطے کیا لکھوں آپ نے فرمایا  
 سبحان الذی اسر عبیدہ یلدا من المسجد الحرام قاضی چنی بھی پندرہویں پارہ میں ہوئے پہلے کس سے

پڑ کر فرمایا کہ میری والدہ کو اول کے پدرہ پارہ یاد تھے وہ بڑھا کرتی تھیں میں یاد کیا کرتا تھا 'الغرض کہ بچے چار روز میں قرآن شریف تمام کیا۔ صاحب سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ آپ نے ۲۲ ماہ و ۲۳ شب تک بمقام مسجد امام ابوالمہدی سمرقندی شہر بغداد میں دو بزرگ شہاب الدین سہروردی و شیخ ابو عبد اللہ الدین کرمانی و شیخ برہان الدین چشتی و شیخ محمود اصفہانی کے حضرت خواجہ بزرگ سے بیعت کی اور بتدیج فرقہ خلافت پایا اور بہرہ خواجہ بزرگ بغداد شریف میں ریاضت اور ہدایت خلق اللہ میں مصروف رہے۔ پھر چندے خواجہ بزرگ سے جدا ہو کر سیر کیا اور بزرگوں سے ہم صحبت رہے کس واسطے کہ حضرت خواجہ بزرگ حکیم رسول مقبول ہندوستان میں تشریف لے آئے تھے جب حضرت نے سنا کہ حضرت خواجہ بزرگ بمقام اجمیر مقیم ہیں شہر بغداد سے واسطے زیارت پیر مرشد کے عازل ہندوستان ہوئے۔ اول لٹان تشریف لاکر شیخ بہاؤ الدین ذکر یا اور شیخ جلال الدین تبریزی سے ملے اور بہت کچھ اتحاد پیدا ہوا چندے قیام فرما کر رونق افروز دہلی ہوئے اور ایک عرضی شوق قدم پوسی میں محو کر کے حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں ارسال کی حضرت خواجہ بزرگ نے اس عرضی کو ملاحظہ فرما کر کہا کہ قریب طانی میں بعد مکانی ہرگز مانع نہیں ہو اور زبانی فرمایا کہ بابا مجتہد کو دہلی میں رہنا چاہیے جب یہ جواب آیا حضرت نے دہلی میں قیام فرمایا اگر دو تین بار واسطے زیارت حضرت بزرگ کے اجمیر شریف میں تشریف لے گئے۔ صاحب دلیل العارفین کہتے ہیں کہ حضرت کی تشریف ورگی سلطان شمس الدین بادشاہ دہلی نے غنیمت جانا اور پیشوا کی اور شہر میں لاکھا

## حالات لانا جلال الدین مجاہد بسطامی شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام

شمس الدین دیکھتے ہی معتقد ہوئے اور باہمی نہایت اتحاد بڑھا اور سلطان بھی ہر سنت میں دو بار حضرت کی زیارت سے مشرف ہونیکو حاضر خدمت ہوتا تھا محل بادشاہی مہرلی میں تھا وہاں سے کیل کو کھڑی کو جہاں اب مقبرہ ہمایون شاہ باج کوں کا بعد ہے آخر سلطان نے بہت منت لاکر شہر میں اپنے قریب کھا۔ لاڈ و سرے کے جنگل میں قریب ارات سلطان شمس الدین تمش حضرت کی حویلی کے نشان مشہور ہیں مقتدواں بھی جیبہ سانی کرتے ہیں اور مسجد اعز الدین آپ کے پیر دکی کہ حوالہ بیٹھ کر حضور عبادت خلق میں مصروف رہتے تھے اور بزرگان اولیائے شہر سب حضرت کی خدمت میں رات عیقت رہتے تھے بلکہ سنے مبارک کے خیر تھے اسی عرصہ میں مولانا نادر الدین غزنوی نے حضرت کے بیعت کی اور بجز خلافت حاصل کی۔ عہد اب میر العارفین ناقل ہیں کہ جب مولانا جلال الدین کی انتقال ہوا تو سلطان نے چاہا کہ حضرت کو شیخ الاسلام بنائے حضرت نے قبول کیا تب اپنا ہوکر شیخ نجم الدین صغریٰ کو

شیخ الاسلام بنایا، اس عہدہ جلیلِ تقدیر کے ملتے ہی قلب ان کا مکدر ہوا اور غرور پیدا ہو گیا، اور منجانباً حضرت کے رنج پیدا ہوا، ایک بار حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے آگے میری کوئی عزت نہیں کرتا، انرضل ریا حد بڑھا کہ خود حاشہ شہور ہوئے۔ سیر الاولیاء سے نقل ہو کہ ایک بار حضرت خواجہ بزرگ واسطے کسی کار ضروری اولاد کے دہلی میں تشریف لائے، اور حضرت قطب لاقطاب کے مکان پر فروش ہوئے، حضرت اپنے مرشد کی تشریف آوری کے سبب ہمک عرض کیا کہ آپ بادشاہ کے پاس جانے سے کیا فائدہ خود دولت سر لے بادشاہ پر تشریف لے گئے بادشاہ آپ کے آنیکی خبر سن کر خوش ہوا اور اپنی سعادت سمجھی کہ نہ ہے طالع کہ حضرت نے میرے گھر کو قدمِ مینت لزوم سے منفر فرمایا اور بہت کچھ پیش کیا اور فوراً کار برآری ہو گئی، اسی مجلس میں رکن الدین حلوانی حاکم اودھ حاضر ہوا اور حضرت سے بالادست بیٹھا، بادشاہ کو یہ حرکت اُس کی ناگوار معلوم ہوئی، حضرت نے نورالمن دریافت فرمایا انشاء کیا کہ جب حلوا اور کاک موجود ہوں گا کاک پر حلوا بیٹھے تو کیا غلطی ہو حضرت سلطان الشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہو کہ جب حضرت بزرگ رونق افروز دہلی ہوئے ہیں تو شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی تھے ان میں اور حضرت خواجہ بزرگ میں بہت دوستی تھی، بلکہ خراسان کی ملاقات تھی، خواجہ بزرگ مکان شیخ نجم الدین پر تشریف لائے، یہ اپنے مکان کے صحن میں کچھ بنوا ہے تھے، حضرت خواجہ بزرگ کی طرف متوجہ نہ ہوئے، حضرت نزدیک پہنچ کر سلام علیک کی اور فرمایا کہ شیخ الاسلام دہلی نے تیرا داغ بگاڑ دیا کہ جو تو قدیم دوست ہے بھی نہیں ملتا، شیخ الاسلام نے کہا میں تو آپ کا معتقد اور نیاز مند ہوں تم نے اس شہر میں اپنے مرید کو چھوڑا ہے۔ اُس کے آگے میری شیخی کو کوئی نہیں پوچھتا، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ میں قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجیر لجاؤں گا جب حضرت قیام گاہ پر تشریف لائے تو خواجہ قطب الدین کو اپنے روبرو بلا یا اور فرمایا کہ بابا قطب الدین اس شہر بعض لوگ تیرے شاکی ہیں میرے ہمراہ اجیر میں چل دو وہاں کی منشیوخت پر بیٹھیں تیرے روبرو حاضر رہوں گا اور خدمت کروں گا۔ قطب لاقطاب دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو مضور کی بندہ نوازی ہو میری مجال تو آپ کے روبرو کھڑے ہونے کی بھی نہیں چاہئے کہ مجھوں صبح حضرت خواجہ قطب الدین کو ہمراہ لیکھڑا اجیر کے چلے یہ حال سن کر تمام شہر میں غل بچا، سب کی آنکھوں میں جہاں تیرہ و تار یک ہو گیا سلطان اور تمام ہمراہ ہو کر بچے دوڑے، آپ کے قدموں کی خاک چہروں سے ملنے اور رونے چلے جاتے تھے جب حضرت خواجہ بزرگ نے خلق دہلی کی یہ حالت دیکھی فرمایا کہ بابا قطب الدین جادہلی میں رہ کہ یہ تمام دہلی تیرے جانے سے بہت رنجیدہ ہے لئے دلوں کو دکھانا نہ چاہیے، جا تم کو خدا کے سپرد کیا اور دہلی کو تیرے خط الامان میں چھوڑا، حضرت

خواجہ بزرگ راہی طرف اجیرکے ہوئے اور بادشاہ اور رعایا نے مقدم حضرت قطب اللہ قطاب کو غنیمت سمجھا بہت خوشی کرتے ہوئے ہمراہ حضرت کے شہر میں آئے۔ لکھا کہ جس وقت خواجہ بزرگ شیخ نجم الدین صغریٰ کے مکان پر رونق بخش ہوئے تھے تو وہ بوجہ حد قطب لاقطار کے بیرونی سیویش آئے۔ خواجہ بزرگ نے اُس وقت فرمایا تھا کہ نجم الدین تو بہت رسوا ہو گا آخر دیسا ہی ہوا اس کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی کو طیف شیخ شہاب الدین کے اور بیرمائی شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی کے تھے جس وقت شیخ شہاب الدین بغداد سے شیخ بہاؤ الدین کو طرف ملتان کے روانہ کیا تو شیخ جلال الدین نے بھی بوجہ محبت اپنے بیرمائی کے اپنے بیرے رخصت لیکر دونوں صاحب ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے۔ شیخ بہاؤ الدین ملتان میں ٹھہرے اور شیخ جلال الدین سیر کرتے ہوئے دہلی میں آئے جب ان کا خبر سلطان کو پہنچی شہر سے باہر آکر ان کا استقبال کیا۔ کس واسطے کہ یہ ارد ہندوستان ہونے ہی شہر آفاق ہو گئے تھے جب شیخ کا اور سلطان کا مقابلہ ہوا سلطان نے اپنا گھوڑا خالی کیا اور مصافحہ کیا اور باعزاز تمام لیکر شہر میں آیا۔ یہ امر شیخ نجم الدین کو اچانہ معلوم ہوا احد کی آگ بھڑکی کس واسطے کہ ان کی کرمان تو پیہ ہی بادشاہ شاہ ولایت ہند صلب فرما چکے تھے یہ خالی رہ گئے تھے سلطان شیخ نجم الدین سے دریافت کیا کہ شیخ جلال الدین کو کس جگہ ٹھہرنا چاہیے انہوں نے کہا یہ جو محل سلطانی کے قریب ہی خالی ہے اس میں قیام کر دیجئے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ اس مکان میں جن رہتا ہے وہ کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتا اس میں شیخ کی قلعی کھل جائیگی۔ شیخ جلال الدین نے نور باطن سے اس امر کو دریافت فرما کر کہا کہ اس مکان کی گنجی دو تاکہ میں اس مکان میں قیام کروں جب گنجی شیخ کو ملی اپنے خادم تراب کو گنجی دیکر فرمایا کہ اس مکان میں جا اور بلند آواز سے کہہ دے کہ اس مکان میں جلال الدین تبریزی آتا ہے جلد اس مکان سے نکل جاؤ۔ پس اس آواز کے سننے ہی جن ہاں سے فرار ہوئے اور شیخ جلال الدین ہاں آکر قیام پذیر ہوئے۔ جب نمب گذری اپنے وظائف سے فارغ ہو کر واسطے ملاقات قطب لاقطار کے چلے۔ حضرت کو نور باطن سے ان کا آنا معلوم ہوا دروازہ سے پیشوائی کر کے مکان میں لائے۔ اُس روز آپ کے یہاں مجلس سماع تھی تمام درویش حاضر تھے۔ درویشوں کو اس بیت پر وجد ہو رہا تھا۔ درمیکدہ وحدت ہشتیار گئی گنجند: در عالم نیرنگی جز یار گئی گنجند: او وہ دن بھی جمعہ کا تھا، دونوں بزرگوں نے نماز بعد ادا کی اور پھر اپنے قیام گاہ کو واپس آئے۔ لکھا کہ شیخ غوثا کے وضو سے نماز صبح کی ہمیشہ ادا کیا کرتے تھے اور بعد نماز چاشت کے بلنگ پر لیٹ جاتے تھے اور غلام کو سہلایا کرتے تھے غلام ترکی صاحب جمال تھا اس نے شیخ کے ایک ہزار دینار دیکر خرید کیا تھا اور شیخ کو بہت عزیز تھا ایک دن

شیخ جلال الدین معمولی طور پر صحن مکان میں یلنگ پر دراز تھے اور یہی غلام حبی کر رہا تھا اور شیخ نجم الدین واسطی امامت صبح کے بالاخانہ محل سلطانی پر تھے ان کی نظر بھی شیخ پر پڑی، اُسی وقت بادشاہ سے کہا کہ جس کے آپ مقصد میں دیکھئے نماز فجر بھی ادا نہیں کی، اور اس صاحبِ جمال سے خلوت رکھتا ہو، شیخ جلال الدین نے اپنے شفیع معلوم کیا اور باؤز بلند کہا کہ نجم الدین اگر پہلے دیکھتا اس لڑکے کو میری بغل میں دیکھتا۔ اس بات سے سلطان شرمندہ ہوا اور شیخ نجم الدین کو بہت کچھ جہڑکا، مگر یہ اس پر بھی باز نہ آیا، اس کا حسد اور زیادہ ہوا اور اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح شیخ کو زک دیکھے، اتفاقاً شہر میں ایک گناہی عورت بہت حسین تھی کہیں کہیں شیخ جلال الدین کے روبرو بھی گائے آتی تھی اور شیخ نجم الدین کے پاس بھی جاتی تھی شیخ نجم الدین نے ڈھائی سودینار اس کو نقد دئے اور ڈھائی سو کسی دکاندار کے پاس جمع کرانے اور کہا کہ شیخ جلال الدین بزرگ کی تہمت لگائے، جب تو یہ کام کر دگی تو ڈھائی سودینار اس دکاندار سے لے لینا، اس عورت نے ایسا ہی کیا یعنی مشہور کیا کہ جلال الدین نے بے جرمی سے عوام کیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی نہایت متفکر ہو کر اطرافِ جوانب سے علماء اور شیخ روزگار مثل شیخ بہاؤ الدین ملتانی کو لہستان سے شیخ حمید الدین سواہی کو ناگور سے طلب کیا اور ایک مجلس جمع کئے اُس عورت اور شیخ جلال الدین کو بلایا، شیخ بہاؤ الدین نے اس مجمع میں فرمایا کہ اہلِ سد پر کچھ پوشیدہ نہیں ہو تو سچ کہہ دے ورنہ تو اپنے گئے کو پہنچگی۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اگر نجم الدین صغیر کا ہے اس نے مجھ کو پانچ سودینار فلاں دوکاندار کے روبرو دیکر یہ بات غلط کہوائی تھی اور شیخ جلال الدین باکل پاک ہیں جب دوکاندار سے دریافت کیا تو اُس نے بھی سچی گواہی دی سلطان نجم الدین پر بہت خفا ہوا اور شیخ الاسلامی جدا کیا چنانچہ خواجہ بزرگ کی خشکی اور قطب لاقطاب کے حد کا یہ ثمرہ ہوا۔ صاحبِ بخت المحبین ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین جس کو مرید کرتے کامل بناتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ فقر کی خدمت کرنا بادشاہوں و امیروں سے دور رہنا ایک یہ کرامت تھی کہ جس کو تعلیم فرمائی وہ تمام عمر عمل کرتا تھا لکھا ہو کہ حضرت نے سب سے پہلے حضرت بابا فرید الدین گنجشکر کو مرید اور حلیفہ فرمایا، چنانچہ جب بابا صاحب کو حضرت کی خدمت میں لکھا تو خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ بابا اختیار تو نے بہت بڑے شاہباز کو قید کیا کہ جس کا اشتیاق صدۃ الملتی ہو گا یہ فرید شیع ہو اس سے ہمارا خاندان روشن اور منور ہو گا۔ یہ ذکر اُس وقت کا ہے جب حضرت خواجہ بزرگ دوبارہ دہلی تشریف لائے تھے صاحبِ عہدہ الاسلامی ناقل ہیں کہ حضرت سلطان المثل نے فرمایا کہ عہد سلطان شمس الدین ایش میں ایک درویش کے پہلے علی علی تھی، اور حضرت خواجہ قطب الدین قاضی حمید الدین بھی موجود تھے کہ شیخ علی غل مچاتے ہوئے گئے اور



اور حضرت کہا کہ مولانا رکن الدین سمرقندی بہت علماء کو ہمراہ لئے آتا ہے کہ درویشوں کو سماع سے باز رکھے۔ حضرت قاضی حمید الدین نے صاحب خانہ سے بلا کر کہا کہ تو دروہ نہ آنا اگر وہ بے اجازت ہماری آویگا تو ہم سمجھ لیں گے، اور پھر سماع میں مشغول ہوئے اور مولانا مذکور درازہ پر کھڑا اور صاحب خانہ کو بلایا جب اُس کا نشان نہ ملنا چاہا ہوئے اور اُن کے دل بے لکھت ہوئے چاہی کہ آخرواپس پھر گئے، اور بحر المعانی میں کہا ہے کہ جب حضرت دہلی میں مقیم ہوئے تو اُس وقت مقتدائے شہر خواجہ سید مبارک تھے، دو بزرگوں نے باہم نماز جمعا داکئی بعدہ حضرت نے سید مبارک سے فرمایا کہ تم دونوں سماع سنیں۔ سید صاحب نے کہا بے اجازت رسول مقبول میں کچھ نہیں کہہ سکتا، اپنے فرمایا آج کی شب تم کو اجازت ہو جائیگی، چنانچہ سید صاحب اُسی شب خواب میں دیکھا کہ رسول مقبول فرماتے ہیں کہ لے فرزند قطب الدین کی مجلس میں حاضر ہو، صبح سید صاحب اگر شریک سماع ہوئے۔ اور سماع کی کیفیت یہ ہے کہ جب قاضی حمید الدین ناگوری بعد تعلیم قطب قطاب دہلی کو آئے تھے کہ راستہ میں ایک مرغ طویس کہ اُس کی تھنیں بھی کہتے ہیں اُس کی چونچ میں دو سوویں ہوتے ہیں جب وہ مست ہو کر آواز دیتا ہے ہر سوراخ سے صد گوناگوں نکلتی، جو وہ ایک جگہ بیٹھا تھا اور قاضی صاحب کا وہاں سے گذر ہوا اور وہ سستی کے عالم میں صدائیں سن رہا تھا، اُس کی آواز حضرت کی گوش زد ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے، بعدہ وجد کرنے لگے، ہر چند مرید شیخ شہاب الدین ہروردی کے گریز لگی حضرت خواجہ بزرگ کی صحبت کے اثر سے پیدا ہوئی، جب کہ بیہوش ہوا تو خضر علیہ السلام کو اپنے پاس کھڑا پایا، کہ فرماتے ہیں کہ لے حمید الدین تو نے سماع سنا اور شایخ چونچ بھی سنا ہے۔ اُس روز سے قاضی بخلاف اپنے پیروں کے سماع مٹتے رہے۔ شاہ اشرف جہانگیر نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ حضرت قطب اللہ تعالیٰ اتمان میں تشریف لاکر ایک مسجد میں ٹہرے۔ شیخ بہاؤ الدین فوکر یہاں لے اور باطن سے دریافت کر کے ایک خادم کو حضرت کی خدمت میں بھیجا، حضرت وضو کر رہے تھے۔ خادم نے دیکھا کہ جو قطرہ پانی کا زمین پر گرتا ہے اُس کو ملا لک اٹھا لیتے ہیں، چونکہ خادم بھی اہل نظر تھا یہ حال دیکھ کر خدمت شیخ میں جا کر عرض کی شیخ اُسی وقت پہنچے، اور حضرت کو سوار کر کر اپنی خانقاہ میں لئے اور بہت دہوم سے ضیافت کی جب حضرت کھاتے سے فارغ ہوئے، عزم کر کے فرمایا، بہاؤ الدین ضیافت تو کی لیکن خشک کی، شیخ حضرت اشاروں سمجھ گئے اور والوں کو طلب کیا اور سماع شروع ہوا، عاشقان ل سوختہ کو وجد ہوا، آواز مائے بولند ہوئی، یہ غلغلہ من کرتا رہا درویشان ہروردی جمع ہو کر آئے، اور اس راہ سے شیخ کو منع کیا۔ شیخ نے کہا کہ ایک بزرگ چشتیہ مہمان ہے

اُس کی خاطر یہ سماع ہے۔ جب وہ لوگ نزدیک حضرت کے آئے اُن پر بھی آتش عشق شعلہ زن ہوئی اور اُن کے دلوں کو آتش عشق چشتیہ نے کباب کر دیا، سب ذوق اور شوق وجد ہوا، جب اُن کو افاقہ ہوئی بعضے اُن میں سے مرید ہوئے، بعض نے خرقہ خلافت حاصل کیا، اور ہانسی تک سب حضرت کے ہمراہ آئے۔ جباً نواید اسکین ناقل ہیں کہ بندہ ایک بار واسطے پابوسی حضرت قطب الدین کے حاضر ہوا، اُس وقت اکثر واصلان حق خدمت عالی میں حاضر تھے مثل قاضی حمید الدین، سید نور الدین مبارک و مولانا علاؤ الدین کرمانی کہ کچھیر حج ذکر اکیگا حضرت نے زبان مبارک سے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندگان خاص کے واسطے اگرچہ وہ کہیں بیٹھے ہوں خانہ کعبہ کو واسطے طواف کرنے اُن کے کے بھیج دیتا ہے۔ اس بات کو سنتے ہی اہل مجلس کو عالم بہشتی طاری ہوئی اور کعبہ کو اپنے روبرو دیکھا پس جو شرائط طواف کعبہ تھے ہم سب بجالائے۔ پس غیب سے آواز ہوئی کہ اے عزیزو حج تمہارا قبول ہوا اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی بندہ بھی اُٹھا اور طرٹ ہانسی کے چلنے کا ارادہ کیا میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ابا فرید تو جاتا ہے سینے پھر آداب کیا اور عرض کی جو ارشاد ہو فرمایا کہ جانتقدیر میں ایسا ہی لکھا ہو کہ وقت نقل خواجہ بزرگ کے میں حاضر نہ تھا، میرے سفر آخرت کے وقت تو حاضر نہ ہوا اور اہل مجلس سے فرمایا کہ گنجشکر کے واسطے فاتحہ اور اخلاص پڑھو، اور مصیٰ اور عصا بندہ کو غائب کر کے فرمایا کہ دو گانہ ادا کرو اور فرمایا باقی تبرکات تیری امانت قاضی حمید الدین کے سپرد کروں گا، میری نقل پانچ چار روز بعد تھیکو دیں گے، میری جگہ تیری جگہ ہے، فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے قدم بقدم رہے۔ اُس سے تجاوز نہ کرے پھر بندہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔ بندہ عرض ہو کر ہانسی کی طرف روانہ ہوا۔ نواید الفوائد سے منقول ہے کہ حضرت کو ہر وقت استغراق رہتا تھا، اگر کوئی ملنے آتا بدیر خبر ہوتی اور غدر کر کے جلدی رخصت فرماتے، یہاں تک فنا کے احدیت میں مستغرق رہتے تھے کہ فرزند کا انتقال ہو گیا آپ کو خبر نہ ہوئی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ حضرت پسر خواجہ محمد نے سات سال عمر میں فات پائی، اُن کی والدہ کے رونے کی آواز جب گوش زد حضرت ہوئی دریافت فرمایا کہ یہ کیا شور ہے عرض ہوئی کہ حضرت کے صاحبزادہ خواجہ محمد صاحب نے انتقال کیا، ان کی والدہ روتی ہیں، یس کر فرمایا اللہ وانا الیہ راجعون اگر اُس کی بیماری کی پہلے سے خبر ہوتی تو اُس کو صحت ہوتی اور صاحبزادہ الاسرار نے لکھا کہ ایک بار حضرت بی بی سو حبیہ گئے تھے نقل از سیر الاولیاء کہ جن دنوں میں حضرت بمقام ملتان شیخ بہاؤ الدین کے مہمان تھے ایک شب انولج کفار زیر حصار ملتان آئے اور چاہا کہ شہر کو لوٹیں۔ اُسی وقت حاکم ملتان حضرت کی خدمت میں آیا، اور حضرت اور

شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جلال الدین تینوں صاحبوں اُن کے دفع کی دعا چاہی، اسی وقت حضرت کے دست مبارک میں ایک تیر تھا، وہ حاکم عنایت فرما کر کہا کہ اس کو اپنے گھر لیجا اور فوج غنیم کی طرف چمکا، اُس نے ایسا ہی کیا، اُسی وقت اُس فوج پر کبلی سی چکی، جس کی ہدیت سے اُن کے دل کانپ اٹھے اور فرار ہوئے لکھا ہے کہ ایک روز قطب الدین ایک چند توڑہ زریکر حضرت کی خدمت میں آیا، حضرت نے اُن کو قبول نہ فرمایا اور تبسم کر کے فرمایا کہ اس کی بندہ کو حاجت نہیں یہ بات اُس کو ناگوار گزری، آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر جس بور یہ پرفروش تھے اُس کا کو نہ اُٹھ کر فرمایا کہ دیکھ جب اُس نے نظر کی دیکھا کہ ایک یا بہہ ہا ہے جس میں بیچارہ توڑہ ہائے زرد فقرہ بہتے چلے جاتے ہیں، وہ یہ حال دیکھ کر شرمندہ ہوا اور اپنی حیرت پر استغفار کی حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت کے ہمراہ سا فر تھا کہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچے اُس کے کنارہ پر جھاڑی تھی دہاں شیر لگتا تھا اور کشتی بھی موجود نہ تھی حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ کہو کیونکر اس دریا کے پار ہوں جو شیر کی آفت سے بچیں، میں حیران تھا کچھ جواب نہ دیا، تبسم فرما کر سوچ اخلاص پڑھنی شروع کی ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی تھی کہ پانی ادھر ادھر ہو گیا، بیچ میں راستہ دیدیا، آپ نے ملیر ہاتھ پکڑا اور دریا سے پار آئے نفل ہو کہ ایک پیر زال شکستہ حال حضرت کی خدمت میں آئی اور آداب بجالا کر عرض پڑا ہوا ہوں کہ تیرہ برس کا عرصہ گزرا کہ میرا فرزند جس کی عمر نو برس کی تھی غایب ہو گیا ہے اس کی کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا آپ نے چندے مراقبہ فرمایا بعدہ سر اٹھا کر فرمایا کہ وہ تیرے مکان پر موجود ہے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص دوڑا آیا اور اُس پیر زال سے کہا کہ تیرا فرزند ابھی تیرے گھر آیا وہ سنتے ہی دوڑی آئی اور فرزند سے ملی اور اُس سے حال دریافت کیا کہ تو کہاں تھا اور کیونکر آیا، اُس نے بیان کیا کہ ملک روم میں تھا ایک سے داگر مجھ کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا، اسی وقت کا ذکر ہے کہ ایک مرد بزرگ مجھ سے ملا اور کہا کہ تیری ماں تیرے فراق میں روتی ہو اُس سے چل کر مل بیٹے کہا کہ وہ کہاں ہو اُس نے کہا کہ وہ قریب ہے۔ میں اس کے ہمراہ شہر کے باہر آیا اُس نے کہا آؤ آنکھیں بند کر بیٹے آنکھیں بندیں جب تک لکھ لکھولی اپنے کو اس گھر میں پایا۔ جو اہر فریدی سے نفل ہے کہ غفلہ سخا و عطا سلطان شمس الدین کا بندہ ہوا تو ماضی شاعر ایک قصیدہ سلطان کی شان میں لکھ کر لایا یہاں حضرت خواجہ قطب الدین کی کرامات کا شہرہ مستنا، ایک قصیدہ حضرت کی شان میں بھی کہا اور حضرت کی خدمت میں آیا۔ قصیدہ پڑھ کر دعا چاہی کہ بادشاہ کی سرکار سے مجھ کو بہت زر ملے حضرت نے دعا کی اور فرمایا کہ تجھ کو بہت کچھ ملیگا جب دربار سلطان میں حاضر ہوا قصیدہ پڑھا، سلطان اُسکی سنتے سنتے دوسری طرف متوجہ

ہوئے اس نے اس وقت حضرت کی طرف رجوع کیا بادشاہ نے پھر متوجہ نہ ہوئے فرمایا کہ پھر بڑھ اس خط  
 پھر بڑھنا شروع کیا سلطان بہت خوش ہوا اور چہین ہزار روپیہ عنایت کیا صاحب سیر الاولیاء نقل  
 ہیں کہ حضرت نے خود فرمایا کہ ایک بار بندہ اور قاضی حمید الدین مسافر تھے کنارہ دریا پر پہنچے اور زمین کے بھوکے  
 تھے ایک بکری پیدا ہوئی جو کی دور و تیاں اُس کے منہ میں نہیں ہما سے آگے رکھ کر چلی گئی اُس کو فرتا وہ خدا  
 سمجھ کر ہم نے کھایا اور شکریہ خدا ادا کیا اسی عرصہ میں ایک بھگو گھبرا ہوا ہمارے رو برو آیا اور دریا کی طرف چلا  
 ہم بھی اُس کے پیچھے چلے جب کنارہ پانی کے پہنچے دریا نے راستہ دیدیا جب دوسرے کنارہ پر گئے دیکھا کہ ایک  
 شخص بھگل مردہ پڑا ہے اور ایک ثردھا اُس کو کھانا چاہتا ہے اس بھگو نے اس ثرے کے ایک ٹک مار کر ہلا  
 کیا اور ناپید ہوا جب ہم نے قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک شرابی تھا جو مست و بد ہوش پڑا تھا بھگو تعجب ہوا کہ ایسے  
 نافرمان پر یہ مہربانی پس کیا داز ہوئی کہ اسے عزیز و نیکو کن ہم نگاہ کہیں بڑس کی محافظت کون کریو پھر وہ مرد ہوشیار  
 ہوا اور یہ ماجرا سن کر شرمندہ ہوا اور توبہ کی سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت گھر میں تین فاقے گئے آپ کے  
 گھر میں شرف الدین بقال کی عورت کے کسی فرض لے لیا کرتی تھیں وہ ہمسایہ تھا ایک روز اسکی عورت ازراہ  
 غرور خواجہ کے گھر میں کہا کہ اگر تمہارے ہمسایہ نہ ہوتے تو تم کہاں سے کھانے کیونکر اوقات بسر کرتے یہ  
 خبر حضرت کو بھی ہوئی آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ آج سے جس قدر کافی ہو میرے حجرہ کے طاق میں سے کاک  
 لے لیا کر داس روئے سے ایسا ہی ہوا دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت کے زیر مصلے سے کاک برآمد ہوتے تھے اس  
 سے کاک لے کر ہوا ایک روایت یہ ہے کہ آپ حضرت خواجہ بزرگ کے ہمراہ تھے ایک روز بجز نماز صبح کے قطب لقا  
 کو خواہش کھانے کی ہوئی معا ایک طباق پر از کاک آسمان کی طرف سے معنی آتا ہوا معلوم ہوا جب قریب آیا  
 حضرت خواجہ بزرگ نے اور اہل السد کو کہ جو اس وقت موجود تھے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہاتھ بڑھا کر توبہ جی قیمت ہو گا اسکی  
 لیکہ انقض ہر شخص نے ہاتھ اونچا کیا جو ہاتھ اونچا کرتا وہ طباق اور اونچا ہو جاتا پھر نیچا ہوتا یہاں تک کہ حضرت  
 قطب لقا قطب نے جب دست دراز کیا وہ آپ کے دست مبارک میں آیا حضرت نے اپنے پیر کے رو برو رکھ دیا  
 حضرت تبسم کر کے فرمایا کہ بابا بھگیا را سد تعالیٰ عالم الغیب ہے تم کو اس وقت اشتہائے طعام تھی خداوند تعالیٰ  
 نے تم کو اپنی قدرت کے مرتع فرمایا کہاؤ اور دو توں دو تاکہ یہ بھی محروم نہ رہیں اس روز کاک لے کر ہوا ایک  
 امیر خسرو نے حضرت سلطان المثلح سے دریافت کیا کہ یا حضرت حضرت خواجہ قطب الدین کو کاک کی کیونکر کہتے ہیں  
 آپ نے فرمایا ایک وقت حضرت یاروں سمیت حوض شمسی پر تشریف لے گئے تھے اور ہوا سرد چل رہی تھی

یاروں نے عسمرض کی کہ خواجہ اگر اس وقت کا کہاے گرم ملیں تو کیا خوب ہو، فرمایا کیا کر گئے انہوں نے عرض کی کہ کھا دینگے حضرت اُس جگہ سے اُٹھے اور حوض میں گئے اور کاک ہائے گرم حوض میں لاکر یا دو کھڑے مرحمت فرمائے، اُس روز سے کاک مشہور ہوئے، بعض اہل تاریخ نے ایک نقل بدین مضمون تحریر کی ہے کہ علمائے دہلی کو بوجہ سماع کے حضرت سے کشیدگی ہوئی اور شیخ جلال الدین کو بلایا کہ ولایت دہلی کے قابل ہو چنانچہ غوث بہاؤ الدین ذکر کیا آئے اور حضرت خواجہ بزرگ تشریف لائے، انہوں نے فرمایا کہ ولایت رسول مقبول نے مجھے دی ہے، جلال الدین تو یہاں سے چلا جا آگے تیرا سلسلہ نہ رہیگا نہ معلوم اس کی سند کہاں سے ہوگی، اُس نے ایک تو حضرت خواجہ قطب الدین اور شیخ جلال میں بہت اتحاد تھا اور میر بھی تھے، دوسرے اہل اندر سب کثافات اور ایک نگہ میں حد اور بعض ورایے مناقشہ سے پاک ہیں، اور صاحب سیر الاقطاب اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت ہلی میں تشریف لائے ہیں با اتفاق قاضی حمید الدین سماع سنتے تھے سلطان شہاب الدین کو جب یہ خبر ہوئی اُس نے منع کر لیا، حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کھدو اُس سیاہ درہن سے تو کیا جانے قدر سماع کی، بھیکو حرام اور ہیکو مباح ہے، سلطان یہ سنکر بہت خفگیں ہوا اور قسم کھائی کہ اگر آپ سماع ہوا تو میں خواجہ کو دار پر کھینچوں گا، جب اس ارادہ شہاب الدین کی خبر حضرت کو ہوئی تو کہا کہ عین نقصات نہ باشد کہ اُس کو چلوادیا اگر تو سلامت رہا تو دار پر کھینچا، پس اسی جہنم میں سلطان نے دہلی سے نقل کی اور سلطان شہاب الدین بادشاہ ہوئے، کآخر حضرت مرید اور خلیفہ ہوئے، مگر قاضی عماد اور قاضی صادق دونوں کو حضرت نے محفلت ہوئی، انہوں نے سلطان سے کہا کہ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین شب روز سماع سنتے ہیں، اُس سے سماع پر پڑنا نکتہ ہو گیا، اور خیال ہوا کہ کسی طرح دونوں قاضی سماع میں شریک ہوں اتفاقاً ایک روز دونوں قاضی واسطے تہنیک کے خالقہ حضرت پر آئے، وہاں سماع ہوا تھا قاضی حمید الدین کو وجہ تھا حضرت دست بستہ کھڑے تھے قاضی عماد نے حضرت کو دیکھ کر غیپ اشارہ کیا اور کہا کہ امر کو نہ چاہئے کہ حاضر سماع ہو، آپے تبسم کیا اور دونوں ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر کر فرمایا کہ دیکھ امر کوں ہے، ان دونوں نے دیکھا کہ ریش موجود ہے، اس کرامت کو دیکھ کر حیران رہے اور سلطان سے سارا حال بیان کیا، سلطان کو اور بھی عقیدت زیادہ ہوئی، مگر قاضیوں نے کہا کہ سلطان اس کا بند و بست کرے کہ یہ فتنہ و عظیم ہے سلطان نے فرمایا کہ وہ لائق اس کار کے ہیں چشم پوشی چاہیے، پھر انہوں نے کہا کہ ہم اہل شرع ہیں اس کو روانہ کر دیں گے، سلطان نے کہا مجھ سے کیا پاس ہے ہوا انہوں نے عرض کی کہ اختیارات جزا و سزا سلطان

ہمکوٹے تاکہ ہم ان پر حکم شرع جاری کریں سلطان نے بیاس شریعت مسند قضا ان کو غایت کی انہوں نے  
حضرت کو لکھا کہ تم ہمارے محکمہ میں حاضر ہو کر حرمت سماع میں جو کچھ گفتگو کرنی ہو پیش کرو حضرت نے کہا ہاں  
کر کل فاتحہ عرس ہمارے پیر کی ہو فرصت دو کہ سماع و عرس پیروں کا فایز ہو کر تمہارے محکمہ میں حاضر ہونے  
یہ سنکر انہوں نے منظور کیا اور ایک ایک سو سو باہی دونوں دروازوں خانقاہ خواجہ پر متعین کئے کوئی نظر انہیں  
سے اندر خانقاہ کے دروازہ نہ ہونے پائے یہاں وقت عیسند پر مجلس شروع ہوئی خادم خواجہ سنے یہ  
اجزا بیان کیا حضرت نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ جس قدر کھانا ہمیشہ تیار ہو اکر تا ہے اُس سے دو چند تیار کر  
خلق خدا کو ہماری مجلس سے کون منع کر سکتا ہے خادم نے بوجہ مرد اللادنی بخت کی تیاری کی قدرت خدا  
سے اسی وقت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی باجماعت کثیر ملتان سے تشریف لائے اور داخل خانقاہ فرما  
ہوئے حاجیان دروازہ نے کسی کو اندر جاتے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے تصرفات خواجہ سے سب کو کور فرمایا  
اب تو یہ کیفیت ہوئی جس نے چاہا بید ہرک چلا آیا تھوڑی دیر بن شیخ جلال الدین تبریزی باجماعت کثیر  
کے ہمراہ دروازہ شرقی سے داخل خانقاہ ہوئے جب مجلس گرم ہوئی یہ خبر قاضیوں کی پہنچی بدر الدین کو ہمراہ لکھا  
خانقاہ میں آئے بدر الدین نے روئے مبارک کو دیکھتے ہی اگلی باتوں سے توبہ کی اور حضرت کے قدموں پر  
سر رکھا اور عرض کیا کہ بندہ سلک مریداں میں داخل ہونا چاہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے بدر الدین اسکی شب  
تجھ کو مغیر خدا نے میرے سپرد کیا سینے تجھ کو اپنی مریدی میں قبول کیا اور اسی وقت بیت ظاہری سے بھی  
مشرق فرمایا نقل ہو کہ ایک بار کچھ حضرت قوال حاضر ہوئے اور راگ شروع کیا پہلی بیت یہ تھی سرود بیت  
اک چندیں فوں عشق در دست سرود محرم عشقت و عشق محرم اوست اس پر حضرت کو یہ حالت ہوئی  
کہ سات شبانہ روز بہوش ہے مگر جب وقت نماز کا آتا ہو سستہ رہو کر نماز ادا فرما کر پھر بہوش ہو جاتے  
تھے صاحب جوامع الحکم ناقل ہیں کہ ایک روز خدمت خواجہ میں بابا صاحب اور قاضی حمید الدین و شیخ  
جلال الدین وغیرہ بزرگ حاضر تھے کہ قوال بھی آگئے اور سماع شروع ہوا حضرت کو وجد ہوا اور کہہ رہے ہوئے تھے  
بھی استاد ہوئے مگر سب پر حالت خاری تھی حضرت بابا صاحب حکم دیا تھا کہ جو لوگ میرے قدم پر  
سر رکھتے ہیں ان کو جھا کر دیا کرو اور آپ حالت شوق میں کہی درجہ پر آتے اور کبھی معن میں آتے اور  
بار بار سجہ کرتے اور روتے جاتے تھے اور ناہائے بلند فرماتے صاحب داسل داسلین لکھتے ہیں کہ  
مشتغولی پیران چشت کے دو رکن ہیں اول رکن کہ نماز دارکان اُن کی بہ ہوش ادا کر لے چاہیے کہ خامد نہ ہو چاہیے

دوسرا رکن سماع کہ وہ تمام بخودی ہو، صاحب سماع کو چاہیے کہ خودی کو دل سے دور کرے کہ اعلیٰ مرتبہ سماع کا جاننا مرتبہ اللہ کا ہے یعنی جو صوفی سماع میں آئے سوائے محبت حق اُس کے دل میں دو کچھ نہ ہو، کس واسطے کہ مرتبہ خودی اور بخودی میں بڑا فرق ہو، صاحب کتاب فردوسیہ نقل ہیں کہ ایک بار نان پُڑ سے کا کہائے بادشاہی سوختہ ہو گئے تھے، وہ بیچارہ نہایت متفکر تھا کہ حضرت بھی وہاں تشریف لے گئے، اُس کی پریشانی دیکھ کر ازراہ مہربانی دریافت فرمایا کہ یار کیا دیکھتا ہے، بسم اللہ کہہ کر تنور میں ہاتھ ڈال، 'ان پڑ نے بوجہ ما حضرت بسم اللہ کہہ کر پناہاتھ تنور میں ڈالا اور کاک عمدہ نکالنے شروع کئے، اور حضرت کی کرامات پر متحیر اور معقد ہوا اہل امت نے کہا ہوا کہ کاک لفظ فارسی ہے، یعنی کلچر نان تنوری اور عربی میں کلک کہتے ہیں۔ صاحب مفتاح السعادت بیان کرتے ہیں کہ سعد الدین تبنولی بھانجہ شمس الدین کا جس کی سلطان نے اپنا متبے کیا تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں، فرمایا ابھی تجھ میں قابلیت مرید ہونے کی نہیں ہے تو ہمیشہ خدمت فقیروں میں آتا ہو اور دنیا جمع کرتا ہو، تجھ کو محبت فقرا سے کیا نفع ہو، وہ شخص واپس اپنے مکان پر آیا اور جو نقد و جنس محاسب درویشوں کو دیکر تارک و زنا تب ہوا، صبح دو سکر روز کچھ شیرینی کچھ پان ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں آیا، اور امداد تے چاہی، آپ نے قاضی حمید الدین سے فرمایا کہ اس مرد تارک دنیا کو بیعت کرو، قاضی حمید الدین نے اُس کو حکم حضرت بیعت کیا، اور کدورت سینہ اُس کی کو صاف کیا، حضرت نے اُس کی فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھ، جب اُس نے آسمان و زمین کی طرف دیکھا عرض کر سی اور تحت السریٰ تک روشن معلوم ہونے لگا، قاضی حمید الدین نے اُس کو فرمایا کہ آج تجھ کو اتنا ہی کافی ہے، انشاء اللہ بعد اس کے مقامات عالی کا مشاہدہ کرے گا اور کہیں چوکتو ناکہ جو آپ کے پاس تھا اُس کے کندھے پر ڈل دیا، اُسی وقت سے دنیاوی امور سے اس کی دل سرزد ہو گیا واپس اپنے مکان پر آکر مشغول بخت ہوا اور فقر و فاقہ اختیار کیا کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ سعد الدین خدمت حضور میں حاضر تھا، اور سلطان بھی بسطے زیارت کیے، راستہ میں اپنے دل میں یہ خیال کیا تھا کہ اگر فقیروں میں کچھ کرا ہے تو میرے واسطے کھا، حاضر درموزہ کریں گے، آتم ہی حضرت کے عرض کیا کہ بندہ بھوکا ہے، حضرت نے دست مبارک کو سیدھا کیا، سلطان کی موجودگی میں کاک عمدہ گرگرم آگئے، سلطان اس کرامت سے بہت حیران ہوا اور پھر عرض کی کہ اکیلی روٹی کس طرح کھائی جائیگی، آپ نے قاضی حمید الدین کی طرف اشارہ فرمایا، انہوں نے گیلی مٹی وضو حضرت کی اٹھا کر کاک پر رکھی، کہتے ہی حلو ہو گیا، سلطان سعد الدین کے کہا تو نے بھی ان بزرگوں کی صحبت سے کچھ پایا، آپ نے سعد الدین کی طرف دیکھا، اس نے اپنی انگلی میں پان کی ٹھوڑیاں لگا کر دیا

سلطان کو اپنے بھانجے کی کرامت پر بھی یقین ہوا، پھر سلطان نے عرض کیا کہ ہم اہی پاہ میری سب خواہشمند رہا  
 کی ہے، قاضی اور سعد الدین اُسٹے تمام فوج کا کھانا اور پان تقسیم کئے، اُس روز سے سعد الدین تینویں شہر  
 ہوئے، سلطان کو یہ کرامت دیکھ کر نہایت اعتقاد ہوا، اُسی روز حضرت بیعت کی، بعض نے لکھا ہے کہ خواجہ  
 نے دو کاک قاضی نے علو سعد الدین نے پان تقسیم کئے صاحب سیرالقطاب ذکر کرتے ہیں ہندوستان  
 میں قاضی حمید الدین سہروردی تم حشمتی ناگوری سماع کا رواج ہو اور یہ سن دلاتے ہیں کہ حضرت خواجہ  
 عثمان ہارونی سماع سے باز رکھتے تھے، ایک روز مریدوں نے عرض کی کہ مخدوم آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت  
 کچھ قوت اور نصرت عطا کی آپ سماع کیوں نہیں سنتے، آپ نے فرمایا ہندوستان میں قاضی حمید الدین ناگوری  
 علم شریعت اور طریقت میں شیخ ہوگا، بنا کے سماع اُس سے ہوگی، اگرچہ سہروردی ہوگا اُن کے سلسلہ میں سماع  
 منع ہو وہ بنا کر یگانہ گشتیوں کی قدر معلوم ہو اور طایعنا مشرفی میں لکھا ہے کہ قاضی حمید الدین کے شوق و  
 کاسبب یہ ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین نے اُن کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا صاحب سیرالاولیاء نقل  
 ہیں کہ حضرت کے گھر میں فاقہ تھا اور اکثر فاقے ہوا کرتے تھے آپ کسی پر اظہار نہ فرماتے، اگر کسی کو خبر ہوتی اور  
 کچھ پیش کرنا آپ قبول نہ فرماتے، ایک روز سلطان نے بہت سے توڑے روپیہ مشرفی کے حضرت کی خدمت  
 میں بھیجے اور بہت منت کر لی بھیجی کہ حضور اس کو قبول فرادیں، آپنے اُنکی طرف نظر بھی نہ کی، اور فرمایا کہ اس کو لجا کر  
 بادشاہ کے سپرد کر دو اور کہہ دو کہ میں تجھے اپنا دوست سمجھتا ہوں تو میرا دشمن ہے کہ ایسی چیز جس کو خدا نے دشمن فرمایا  
 اُس کو اپنے دوستوں کو دینا ہے، حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت حضرت میں تھا کہ وزیر  
 سلطان چہ گاوٹا کلا فرماں اور ایک شتی طلائی مشرفیوں سے بھری ہوئی اُس پر تو سے پوش زر بغت کا بڑا ہوا  
 لیکر حضور کی خدمت میں آیا اور بہت ادب سے عرض کیا کہ سلطان نے برائے اخراجات خادمان ثنوم المکان کے  
 بھیجا ہے اور بہت عجز سے عرض کیا ہے کہ حضور اس کو قبول فرادیں، آپنے تبسم فرما کر ارشاد کیا میرے پیروں نے  
 ایسی چیزیں کبھی قبول نہیں کیں میں بھی قبول نہیں کر سکتا اگر آج میں انکی متابعت نہ کروں تو فردا کیا منہ دکھاؤں گا  
 پس اس کے طالب بہت سے ہیں اُن کو دوسرے چنڈ اُس نے عرض معروض کی جب قبول نہ فرمایا ناچار اُس نے  
 پھر لاکر بادشاہ کے سپرد کیا صاحب رفیق العارفین نقل ہیں کہ حضرت کے گھر میں تین فاقہ پیہم گذر چکے  
 اتفاقاً آپ کے صاحبزادہ نے کسی سے اُس کا اظہار فرمادیا، اُس نے کھانیا کسانا کر کے حضور کی خدمت میں  
 حاضر کیا اور عرض کیا کہ بھگوان کو معلوم نہ تھا کہ تین روز سے آپ کے گھر میں فاقہ ہے، آپنے ارشاد کیا کہ جس نے میرا



راز فاش کیا اُس کی گردن ہی ٹوٹے معاً یہ فرماتے ہی صاحبزادہ حضرت کے بالاخانہ پر سے گرے اور شکہ گردن کا ٹوٹ گیا جب تک پگھر میں تشریف لائے تو اُسکی والدہ رورہی تھیں آپنے افسوس کہہ کے فرمایا کہ اگر پہلے مجکو خبر ہوتی تو اُسکی زندگی خدا سے چاہتا، راحت اقلوب سے نقل ہو کہ بارہا ایسا ہوتا کہ حضرت کے تمام اہل خانہ اور خادمان اور درویشوں پر فائدہ ہوتا تھا اگر کوئی مسافر آجاتا تھا تو مولانا بدرالدین غزنوی سے فرماتے کہ ایک پیالہ پانی کا سبک پہنچا **فصل فیہ** سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ در عالم سکر اور شوق میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نے راحن میں قدم رکھا منزل مقصود کو پہنچا جس نے تعریف اُسکی کی شکم ہوا جس نے اپنی چشم سے اُس کا جمال دیکھا مینا ہوا جس نے اُس کی شربتِ حدت نوش کی مرد کامل ہوا نقل ہے کہ اول ہی اول جب حضرت کو عشق الہی پیدا ہوا ہر ذکر الہی میں مشغول اور مصیبر پر شوق میں پڑے بہتے تھے آدابِ لہر دین سے نقل ہو کہ حضرت حافظ قرآن تھے ہمیشہ ورد قرآن کہتے تھے جب آیات یا سن ہر اس پر پہنچتے گریبان چاک کرتے سینہ کو نوچتے اور مروتے اور بیہوش ہو جاتے تھے پھر تلاوت میں مشغول ہو جاتے جب آیات رضا اور رحمت پر آتے تبسم فرما کر کھڑے ہو کر توبہ کرتے پھر تلاوت میں مشغول ہوتے کبھی عالم بحر میں ہوتے۔ صاحب وضعۃ الاقطاب نقل ہیں کہ حضرت بتمام اوش سجت ہونے سے پہلے تین ہزار بار درود شریف پڑھا کرتے تھے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب تک جب تک رسولک الہی الامی والدہ سلم اتفاقاً آپنے نکاح کیا تو تین روز اُسکی صحبت میں رہے تیسری شب ایک شخص رئیس نام تھا اُس نے خواب میں کچھا کہ ایک بہت بڑا قبہ ہے اور بہت آدمی جمع ہیں ایک مرد کو تاہ قد اُس قبہ میں آتا جاتا ہے اور آدمیوں کا جواب سوال پہنچا تا ہر اسی خواب میں اس نے ایک مرد سے پوچھا کہ مرد کو تاہ قد کون ہو اور یہ قبہ کیسے۔ اُس نے جواب دیا کہ قبر رسول علیہ السلام کا ہو اور یہ کو تاہ قد عبداللہ بن مسعود ہے یہ شخص سنی رئیس حالت خواب ہی میں عبداللہ کے پاس گیا اور کہا کہ میرا سلام رسول مقبول کو پہنچا اور عرض کر کہ رئیس بھی آپ کی زیارت مشرف ہونا چاہتا ہے عبداللہ نے یہ پیام رسول مقبول کی خدمت میں عرض کیا رسول خدا نے فرمایا کہ اس کو ایاق ت میرے دیکھنے کی نہیں ہو مگر جا کر میرا سلام بختیار کا کی کو پہنچا دے اور کہہ کہ ہر شب تو مجھ پر تحفہ بھیجتا تھا مجھ کو آرام پہنچتا تھا تین روز سے ایسے کار میں مشغول ہوا کہ بھول گیا عبداللہ نے یہ حکم رئیس کو پہنچا دیا یہ بیدار ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا خواب بیان کیا آپنے اُسی وقت اُس عورت کا مہر دیکر اُس کو طلاق دی اور درمیسرہ میں مشغول ہوئے سبحان اللہ جس کو چاہتے ہیں خود اپنی طرف پہنچ لیتے ہیں۔ سیر العارفین سے نقل ہو کہ اوائل عمر میں

قدیمے قلیل سترحت فرما۔ آخر میں وہ بھی چھوڑ دیا تھا۔ سیر العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت شب فرما  
مراقبہ میں بیٹے تھے جب وقت نماز آتا آنکھیں کھولتے غسل تازہ فرما کر تجدید وضو کرتے اور نماز ادا کرتے  
راحت القلوب سے نقل ہے کہ خواجہ وحید الدین مولانا بدر الدین غزنوی جامع مسجد ملی میں معتکف تھے ہر صاحب  
شب روز میں دو قرآن ختم کرتے، ایک شب یہ تہیہ کیا کہ ابھی شب زندہ رکھیں اور ایک پیر پر کھڑے ہو کر تمام  
میں دو رکعت نماز ادا کریں چنانچہ بعد نماز عشاء و وظیفہ معمولی کے قاضی حید الدین کو امام کیا اور دو صاحب چھپے  
کھڑے ہوئے، قاضی صاحب نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار سیپاے پڑھے، دوسری رکعت میں  
دوسرا قرآن ختم کیا، ٹر ایک ہی پیر سے، بعد اس کے استاد ہو کر درگاہ الہی میں مناجات کی کہ الہی ہم سے  
تیری کچھ عبادت ادا نہیں ہو سکتی، جیسا کہ حق ہو تو ہکوا اپنی رحمت سے بخش دے گوشہ مسجد سے آواز آئی کہ آ  
دوستو ہم نے تمکو بخشا، تمہاری عبادت قبول کی اور تم کو اپنے عاشقوں میں قبول کیا حضرت شیخ نسیر الدین  
چراغ دہلی سے نقل ہے کہ حضرت فرید الدین کو لوگ اول اول قاضی بچہ دیوانہ کہا کرتے تھے  
اس وقت قیام آپکا کوہ سولی پر قریب اجدہن کے تھا، ناگاد شیخ جلال الدین تبریزی کا بھی افسر  
گذر ہوا، وہاں کے لوگوں سے آپ نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی فقیر بھی ہو لوگوں نے بیان کیا کہ ایک قاضی بچہ  
دیوانہ ہے فلاں جگہ رہتا ہے، شیخ آپ کی ملاقات کو آئے اور ایک انار آپ کو دیا، چونکہ آپ روزے  
تھے کل حاضرین کو تقسیم کر دیا ایک دانہ دستار میں رکھ لیا، شام کو اس دانہ سے روزہ افطار کیا کہا  
ہی نور باطن چمکا، آپ کو خیال ہوا کہ اگر کل دانے کہا تا تو بہت کچھ نفع ہوتا، جبک پٹ پٹی آئے تو وقت  
خواجہ نے فرمایا کہ بابا فرید اُس انار میں سے ایک دانہ جو بچے نصیب ہوا افسوس کی کیا بات ہو اخبار الاخبار  
سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت چندل میں سوار ہوئے چلے جاتے تھے جب اس جگہ پہنچے جہاں روضہ  
ہے چندل سے اتر کر تھوڑی دیر مراقبہ میں ہے بعدہ فرمایا کہ اس زمین سے بوسے محبت آئی ہو اور مالک  
زمین کو طلب فرما کر اُس کے منہ مانگے دم دیکر اُس جگہ کو خریدا اور فرمایا کہ میرا مرقدا اسی جگہ ہوگا، اس جگہ کی  
نسبت یہ بھی مشہور ہے کہ زمانہ سلیمان علیہ السلام میں کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان تخت پر سوار چلے جا  
تھے جب اس جگہ پر گندرا ہوا دیکھا کہ فرشتہ طبق ہائے نور لاکر اس زمین میں بھرتے ہیں آپ نے یا جادوگر  
عرض کی کہ ابھی کیا ماجرا ہے آگاہی بخش، فرمان ہوا کہ اسے دوست یہ احترام و اعتنا اس واسطے ہو کہ  
نئی آخر الزماں کی امت میں ایک قطب لاقطاب ہوگا اسکا مافن اس جگہ ہوگا۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ

اختیار الدین کچھ اشیا کچھ نقد حضور کی خدمت میں لایا اور بہت اُس کی قبولیت چاہی حضرت نے قبول فرمایا اور بوریہ نماز کا کونہ اٹھا کر فرمایا کہ دیکھ جب اختیار الدین نے نظر کی دیکھا کہ چاندی اور سونے کا دیبا بہا چلا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایسا تصرف عطا کرے وہ تمہارے تحفہ کا محتاج نہیں لکھا ہو کہ افاض میں حضرت کو خضر علیہ السلام کے ملنے کا شوق ہوا، ایک روز مسجد میں بعد نماز کے وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک لڑکا خبر دیا اور خواجہ سے سلام علیک کی اور پوچھا کہ اس مسجد میں کیوں مشغول ہو آپ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے، اُس نے کہا ملاقات کس واسطے ہے، دین چاہتا ہو یا دنیا، آپ نے فرمایا کہ بندہ کو دونوں سے مطلب نہیں، صرف اللہ کے واسطے ملنا چاہتا ہوں، اُسی وقت خضر علیہ السلام پیدا ہوئے اور آپ سے ملے اور تاحیات ملتے رہے، جو امع الکلم سے نقل ہو، حضرت دل شکستہ لب بستہ گریز آری میں دروازہ حجرہ بند کئے ہوئے بہتے تھے، ہر کوئی پاس کم جانے پاتا تھا، جب خلقت واسطے زیارت کے ہجوم کرتی اور چلاتی کہ یا حضرت جمال جہاں آرا سے ہم تشنگان دیدار کو سیراب کیجئے، اُس وقت مجبور خادم حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلق بڑے زیارت ہجوم کئے ہوئے ہے، یہ سن کر آپ آہ سرد بھر کر ارشاد فرماتے کہ اُنے دو آپ صحن میں استادہ بہ نظر رحمت سب کو دیکھ کر خادم کو فرماتے کہ ایک ایک پیالہ پانی سب کو دو، جب تک وہ پیتے آپ وعظ فرماتے، بعد سب کو بخصت فرما کر پھر در حجرہ بند کر کے یاد الہی میں مصروف ہوتے، **فصل القوائد** سے ذکر ہے کہ مجلس حضرت میں ایک بار کچھ سلوک کا ذکر ہوا آپ کے وقت سکھ اور تھیر ہوا، سانس سرد کھینچ کر روئے، سات شبانہ روز یہی حالت تھی، اس میں جب وقت نماز آتا تھا نماز ادا کرتے پھر بدستور وہ ہی صورت ہو جاتی تھی، مولانا خضر سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ میں یک شب حوض شمس پر بیچے عید گاہ کہنہ کے ایک مسجد میں بیدار تھا کہ ایک مرد نورانی غیب سے مسجد میں ظاہر ہوا اور صبح کی اذان کہی اور سنتیں پڑھیں اور سر مراقبہ میں جب کایا کہ اتنے میں خضر علیہ السلام پیدا ہوئے اور برابر اُس شخص کے پیٹھ گئے جب صبح روشن ہوئی، دو دو صاحب اُٹھے اور خود تکبیر کھڑکے بندہ کو امامت کا اشارہ کیا، سینے پایا اُسے خضر کے نماز پڑھائی، وہ شخص بعد ادا کے نماز مسجد باہر چلا گیا، خضر علیہ السلام نے بندہ سے فرمایا کہ یہ جو شخص چلا گیا اس کو بھی جانتے ہو میں عرض کی میں نہیں جانتا کچھ شخص تبریز میں صاحب خانقاہ اور حنا سجادہ ہے ایک روز اس کی ناک میں بوئے حلو اپنی 'نفس نے حلو اطلب کیا' اس نے نفس سے کہا کہ نائن جو یہ کو ترک کر کے حلو چاہتا ہے، یہ کہہ کر اُٹھا اور شہر بدر ہوا، بارہ برس ہوئے کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں

سیر کرتا ہے کٹھے درخت کی پتی کھا کر ایام گزاری کرتا ہے، یہ شخص دوسری مرتبہ اس مسجد میں آیا ہی حضرت نے فرمایا ہے کہ کنارہ حوض شمس اور مقام پس پشت عید گاہ کہند یہ دونوں محل اجابت دعا کے ہیں جو کوئی شخص شب کو بیدار رہ کر یاد خدا میں بسر کر کے بعد نماز صبح کے جو دعا کرے یقیناً مستجاب ہوا اور یہ مقام لائق عبادت کرنے کے ہے چنانچہ اکثر اس مقام پر مشغول رہا کرتے تھے اور وہ مسجد کہ جو بالائے حوض شمس ہے اس کو خواجہ بزرگ کی مسجد کہتے ہیں اکثر مریدان حضرت بھی وہاں عبادت کیا کرتے تھے اور بعد از اس حضرت ابو ظفر بھی جتنے دنوں قطب صاحب میں رہتے تھے نماز پنجگانہ سے ایک وقت کی نماز ضرور اس مسجد میں ادا کیا کرتے تھے اور میرے شیخ جب کبھی حاضر درگاہ معلی ہوتے باہر آستانہ کے کھڑے ہو کر مسجد موصوف میں جا کر پہلے دو گانہ ادا کر کے پھر قیام گاہ پر قیام فرماتے سیر العارفین سے نقل ہے کہ ایک روز سلطان شمس لدین کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس جگہ بانی شیریں نکل آئے تو تالاب بناؤں چونکہ بادشاہ بہ برکت انفاس حضرت صادق لایت اور اہل کرامت تھا جو اس کو فکر ہوتا رسول مقبول کو خواب میں دیکھتا اس کی ترکیب حضرت فرماتے وہ کار مل ہو جاتا پس جس روز فکر کیا تھا اسی شب کو دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام گھوڑے پر در چند صحابہ کو ہمراہ لئے میدان حوض میں پہنچے اور سلطان کو طلب فرمایا سلطان نے حاضر ہو کر پائے مبارک کا بوسہ یا فرمایا کہ تو حوض بنا نا چاہتا ہو اور بنیا د چشمہ شیریں کا ڈال دے سلطان شخص کیابلے یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہو وہاں حوض بناؤں، اسی وقت گھوڑے نے سُم زمین پر مارا کہ وہاں سُم کے برابر گڑھا ہوا اور اس میں سے آب شیریں جاری ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ حوض بنایا جائے سلطان بیدار ہوا بعد اوائے نماز کے بامولے دولت جس جگہ اب حوض ہے آیا، گھوڑے کے سُم کا نشان پایا اور آب شیریں اُس میں جاری تھا، اسی وقت تعمیر حوض شروع کی اور بجائے سُم کے ایک چو ترہ بنا کر اس کے اوپر ایک گنبد بنایا اب تک موجود ہے حوض کا فرش سنگین مٹی کے نیچے دب گیا ہے اور یہ مسجد خواجہ بزرگ ہے اُس کو اب ادیا مسجد کہتے ہیں۔ یہ حوض عجیب نورانی جگہ ہے اکثر بزرگوں کی نابت ہوا ہے کہ اس حوض پر عالم ارواح شہدا سیرکناں آتے ہیں یہ تمام بزرگی بسبب رضہ حضرت قطب لائق ہے۔ رضہ اقدس کے لوح میں ایک تو کہی دہانیں آتی اور کسی کو دیو جن وغیرہ کی نظر نہیں ہوتی جس جگہ جس جی چاہے جو کچھ کھا دے کہی کسی کی نظر نہیں لگتی صاحب سیرالاولیا ناقل ہیں کہ جب عمر حضرت کی آخر پہنچی جم مبارک پر آنا وضع ظاہر ہوئے ماہ رمضان بے خبر گزرا عید کے روز عید گاہ

میں تشریف لے گئے نماز ادا کی۔ لکھا ہے کہ ایک روز قاضی حمید الدین نے حضرت سے استفسار کیا کہ جناب کے روز بروز چہرہ مبارک سے آثار ضعف ہویدا ہوتے جاتے ہیں، بعد آپ کے صاحب سجادہ کوں ہوگا، فرمایا کہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے خرید کر اپنا جاشین کیا یہ تمہارا کام ہوگا کہ جب ہانسی سے دہلی آؤ گی یہ تبرکات میرے پیروں، اس کو دینا، مقام اس کا اجداد میں ہوگا، اور لکھا ہے کہ دسویں ربیع الاول کو خافقہ شیخ علی شجری میں مجلس سماع تھی، حضرت بھی مدعو تھے اور تمام بزرگ دہلی کے جمع تھے تو انوں نے قصیدہ شیخ احمد جام نہایت عمدگی کے ساتھ شروع کیا، جب بیت اس کی پہنچی، یعنی کشتگان خنجر تسلیم را، ہر زمان زغیب جان گیر است، حضرت کو اس بیت پر شوق ہوا اور بیہوش ہو گئے، نوبت بہ نزاع پہنچی، آخر جب مجلس ہو چکی قاضی حمید الدین وغیرہ حضرات آپ کو معہ قوالان مکان پر لائے اور قوالی شروع ہوئی ہر بار آپ سی بیت کا اعترفات تھے، مثل مرغ نیم سال کے ترپتے تھے، الا وقت نماز پر قدمے افاقہ ہوتا تھا، آپ نماز ادا کر لیتے تھے پھر یہی کیفیت ہو جاتی تھی، کہسی اد پر جاتے کہسی نیچے گرتے تھے۔ الغرض تین روز کے بعد ہر بن مٹنے سے تسبیح اسم ذات جاری ہوئی اور خون کے قطرے ٹپکنے لگے، جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقش اسطہا ہر ہوتا تھا، جو تھے روز ہر اعضا سے صدائے بھان ادا کرنے لگی، اور قطرہ خون سے نقش بھان اسطہا لکھنا ظاہر ہوا، جب قوال مصرعہ ادلی کہتے تھے حضرت بیدم ہو جاتے تھے جب مصرع ثانی کہتے گویا زندہ ہو جاتے، بعض نے لکھا ہے کہ جب آپ سینہ مکینہ سے آہ کر دیکھا ارادہ کرتے قاضی حمید الدین بن حضرت کو اپنے ہاتھ سے بند کرتے اور کہتے تھے کیا غضب کرتے ہو زمین و آسمان کو جلا دو گے ضبط کرو، مولانا فخر الدین زرا دی سے روایت ہے کہ اسی حالت میں شمس الدین طیب جو حاذق وقت حضرت کا مرید تھا حاضر ہوا، اس نے نبض دیکھی اور کہا کہ یہ مرض عشق ہی، آتش عشق نے دل و جگر کو سوختہ کر دیا میں اس کا علاج نہیں جانتا۔ جب حضرت کو اس بیت پر زیادہ تکلیف ہوتی تو انوں کو بھی تکلیف ہوتی، یار وفادار اس بیت کو آغاز کرتے۔ الغرض یاروں نے مصرعہ اولی کو اس قدر کہا کہ جان بحق تسلیم کی۔ مولانا عبداللہ غزنوی فرماتے ہیں کہ پائے مبارک میری گود میں تھے اور سر اقدس قاضی حمید الدین کے زانو پر تھا کہ اسی حال میں بسندہ کو غنودگی آگئی دیکھا کہ خواجہ کی سوج نے آسمان کی طرف پرواز کی اور بندہ فرمایا کہ اے بدر الدین دوستان خدا متے نہیں جب میری آنکھ کھلی دیکھا کہ حضرت نے رحلت فرمائی، یعنی ۱۴ ربیع الاول ۸۸۵ھ میں حضرت کی وفات ہوئی، اور تمام شہر میں شور و ماتم ہو گیا، تمام

مشائخ اور مرید اور امراء سلطان سب جمع ہوئے، انہوں نے خلائق تھا کہ خواجہ ابوسعید نے آواز بلند فرمایا کہ حضرت خواجہ کی وصیت ہر نماز جنازہ کی وہ پڑھا ہے جس نے تمام عمر حرام نہ کیا ہو اور سنت ہائے نماز اور تکبیر اولیٰ کہی ترک نہ کی ہو۔ یہ کلام سن کر سب متحیر ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش بھی فکر میں غاموش تھے کہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہر آدمی ہو، جب کچھ دیر ہوئی اور کسی نے پیشقدمی نہ کی اس وقت سلطان امامت کے واسطے آگے بڑھے اور کہا کہ میں پناہ از پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا، لیکن خواجہ کے حکم میں کچھ چارہ نہیں کر سلطان امام ہوئے، اور تین طرف اویا اور اندکھڑے ہوئے، ایک جانب خالی رکھی بعد اوائے نماز دفن مقدس میں رکھا۔ صاحب سائل راوی ہیں کہ جب جسد مطہرہ کو قبر میں کھا ایک فرشتہ آیا اور اُس نے سلام باری تعالیٰ کہا اور ایک کاغذ سبز رنگ دست مبارک خواجہ میں دیا۔ اُس میں لکھا تھا کہ لے دست میں تجھ سے راضی ہوں اور تو بھی مجھ سے راضی ہو اور برکت تیری سے آج عذاب قبور تمام دنیا سے اٹھایا۔ قطعہ تاریخ از فرخ الواصلین فیض بخش جہاں بصدق یقین، قطب فاق خواجہ قطب الدین، بقل تاریخ نقل آں محمود، آب جنت بقطب الدین فرمود، پیدائش حضرت کی دو شنبہ ۷۳۵ھ یا ۷۳۶ھ بمقام اوش ہوئی اور وفات ۸۲۷ھ یا ۸۲۸ھ بمقام دہلی کہنہ ہوئی۔ روضہ عالیہ بمقام چہرلی زیارت گاہ خاص و عام ہے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ کس شب خواجہ کا واقعہ ہوا اسی شبے بابا صاحب کو بشارت ہوئی، صبح وہ ہانسی سے روانہ ہو کر خانقاہ خواجہ میں آئے۔

## احوال حضرت بابا فرید بخش کرہ

قاضی حمید الدین اور شیخ بدر الدین نے وہ خرقہ مع تمام تبرکات بابا صاحب کے سپرد کر کے خرقہ پہنایا اور صاحب دو گانہ بجالائے بابا صاحب بعد ازلے دو گانہ مند خواجہ پر جلوہ افروز ہوئے، تمام امیر خریف فقیر سب جمع تھے، بابا صاحب کے ہمراہ ایک خادم سرنگام نام تھا اور حضرت کا ایسا عاشق تھا کہ بغیر کچھے چین پاتا تھا بوجہ جو مفلح تین روز تک یہ بابا صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکا، ایک وقت بابا صاحب کسی کار کے واسطے تشریف لائے سرنگام سے پوچھا کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کی نہایت عجیب ہے آرام نہیں، تین روز سے جمال جہاں کے راسے مشرف نہ ہوا، ہانسی ہی بہتر تھی کہ بندہ آسانی زیارت کر لیتا تھا، دہلی میں بوجہ انہوہ صلاحیت محروم رہا، یہ سن کر حضرت نے اُنھی وقت فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ جو نعمت پروردگار عالم نے مجھ کو عطا کی ہے میرے ساتھ ہو گیا شہر

کیا جگہ اور کھڑے ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔ **فصل** انصوائد سے نقل ہو کہ ایک فسق کو پایاں روضہ خواجہ میں دفن کیا، اسی شب ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں بخوشی پھرتا ہے پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے پائی، اس نے کہا جس وقت مجھ کو پایاں خواجہ میں دفن کیا فرشتہ مذابکے آئے مگر روح مبارک خواجہ کسی قدر ناگوار گذرا اسی وقت ان فرشتوں فرمان آئی ہوا کہ ہمایہ خواجہ جدا ہو اور کہہ دو کہ یہ میرا روضہ کلاہتا ہے ہم نے اسے بختا ناقامت آگ اُس پر حرام کی جو تیرا ہمایہ ہوگا اُس کی مغفرت ہوگی جو امع اکلم سے نقل ہو کہ شیخ علاؤ الدین بخوری واسطے زیارت خواجہ حاضر ہوئے، قریب روضہ کے مشغول تھے کہ مزار مقدس سے آواز ہوئی کہ لے علاؤ الدین اگر میں زندہ ہوتا تو تیری یہ مجال نمی کہ میرے پہلو میں بیٹھتا اور ایسی باتیں کرتا، اٹھ اور اپنی جگہ پر جا، وہ اُسی وقت باہر آئے اور اپنی حرکت پر نادم ہوئے۔ سترہ روز ہے پھر قریب روضہ کے بیٹھے ہر صبح آکر دروازہ کے باہر بیٹھتے تھے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہو کہ ایک بار میں واسطے زیارت کے حاضر ہوا اور مشغول ہوا دل میں یہ خیال آیا کہ خواجہ کو میرے آنے کی خبر ہوئی یا نہیں، اُسی وقت روضہ عالیہ سے آواز آئی بہ مرانہ پندار چوں خوشی میں کیم بجائے تو آئی بہ تن پس بندہ کو اس بیت تسلی اور خوشی ہوئی۔ بندہ نے بزرگوں سے سنا ہے کہ چھڑوں کے میلہ پر بہت کچھ خلائق دور دور سے اپنی حاجتیں لیس کر آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ شاہجہاں پور سے ایک رنگر بزرگ بہت مرفہ حال تھا اُس کی عورت حاضر ہوئی اور روح پاک سے استدعالی کہ یا حضرت اگر میرے گھر کا چراغ روشن ہو گیا تو ہندی باہرا کر چادر چڑھائیگی۔ قدرت خدا سے اُس کے گھر فرزند خوبصورت پیدا ہوا جب اُس کی پانچ برس کی ہوئی تو وہ باہرا تمام اپنی برادری کو لیکر واسطے ادا کرنے میلہ چھڑیوں پر آئی اور جمیل تن کے قریب آکر ٹھہری، ناگاہ وہی پس کھیلتا تھا اُس نے کسی قبر پر پیشاب کر دیا، معاً بیہوش ہو کر مر گیا جب اسکی ماں نے دیکھا دوڑ کر اُس کو گود میں لیا اور آستانہ شریف کے اندر آئی، اتنے ہی محجر کے اندر گھسی، کوئی اُس کو روک نہ سکا کس واسطے کہ اندر محجر شریف کے عورتوں کے جائز کا حکم نہیں ہو، مگر یہ نہ رکی، اور اُس بچہ کو پایاں مزار ڈال کر کہا کہ خواجہ تمہارے دیا تھا تمہارے لیا اور گرد روضہ کے دیوار درگزر کرنے لگی، ہزاروں آدمی جو تھے، کیونکہ میلہ عظیم تھا مگر سب تھجا اور ساکت تھے کہ یکایک وہ عورت بیہوش ہو کر گری، بعد ٹھوڑی دیر کا وہ بچہ رویا، اُس کی ماں نے اٹھ کر اُس بچہ کو گود میں لے لیا، اور اپنا اور اپنے بچہ کا تمام زیور محتاج اور خادموں پر بھینکے یا، اور بخوشی اپنی قیامگاہ دہلی اور جنت راکی، لوگوں نے اُسے دریافت کیا کہ کیا

ماجر اگدرا، اُس نے بیان کیا کہ جب میں بیہوش ہو کر گری تو دیکھا کہ حضرت خواجہ صاحب ایک محفل میں تشریف فرما ہیں، بندی مستدعی تھی ہی، حضرت نے اہل مجلس سے ایک صاحب کی طرف دیکھا فرمایا کہ فلاں شخص کو کہ جن کا نام میں بھول گئی طلب کرو، جب حاضر ہوا اُن سے فرمایا کہ بھائی اُس نے تمہارا کیا قصور کیا، اُنہوں نے عرض کی کہ میرے مزار پر پیشاب کیا۔ اُس پر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ بھائی میرے پاس ہر قسم کا آدمی آتا ہے تم کو بہت غصہ ہے یہاں نہ بیٹھے گا، بہتر ہے کہ گعب میں چلے جاؤ یہاں نہ رہو، اور مجھ سے فرمایا کہ تیرے فرزند تو زندہ ہے تو کیوں روتی ہے۔ یہ فرمایا ہی تھا کہ میرے کان میں اپنے بچہ کے رونے کی آواز پہنچی حضرت **مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی** سے روایت ہے کہ بعد انتقال حضرت خواجہ کے اساک باراں ہوا، خلقت مرنے لگی سلطان محمد لہری نے قاضی حمید الدین وغیرہ درویشوں کے اُٹا کر کی دعا کیجئے پانی برے خلق خدا پر بہت تکلیف ہے، قاضی جی نے فرمایا کہ حضرت خواجہ کا غم کرو اور مجلس سماع ہوتا کہ عاشقان خدا کو شوق ذوق پیدا ہو پانی برسیگا، الغرض ایسا ہی ہوا۔ صاحب **مرآۃ الاسرار** راوی ہیں کہ روحانیت حضرت خواجہ سے روح سالار مسعود غازی کو بہت کچھ فیض پہنچا ہے، اور سالار حکم خواجہ کا برابری خلق کی کرتے ہیں، چنانچہ میر سید سلطان اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں کہ بعد جب جاز پیر خود حضرت **علی الدین حشتی** بارہ برس تک حوض پر پڑنے قبرستان میں مشاہدہ اور مجاہدوں میں مصروف رہا، ایک بار سر ہانے ایک قبر کے مشغول تھا کہ ایک بیمار مبتلائے برص چلا جاتا تھا ناگاہ ایک جوان خود سوار پیدا ہوا اور چند تازیانے اس بیمار کے مائے کہ وہ گر پڑا تمام کھال اُس کی اُدھر گئی، مینے دیکھا کہ پُرانی کھال گر گئی اندر سے اچھی کھال برآمد ہوئی، بیمار اُسی وقت چلا گیا، میں یہ ماجرا دیکھ کر اُس جوان کے پاس گیا اور استفسار حال کیا، اُنہوں نے فرمایا کہ اس بیمار نے استاد خواجہ پر اپنی صحت کی اتجاہی میں نے بموجب حکم خواجہ کے اُس کو بیماری سے نجات دی، پھر میں نے بوجہ کہ آپ کون ہیں، فرمایا کہ میں سالار ہوں مقام میرا بھرائیچ ہے صاحب اقتباس الانوار اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز بندہ بزرگ قبر مبارک کے مشغول تھا ناگاہ بخود ہو گیا، اُس وقت یہ معلوم ہوا کہ قبر مبارک خواجہ شتی ہوئی اور اُس میں سے روحانیت حضرت بصورت شیر کلاں حبیب چشمائے روشن مثلاً قباب نکلی، میں یہ کیفیت دیکھ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد تخت نورانی پیدا ہوا حضرت شیر سے برآمد ہو کر اویل عمر صاحب جمال ہو کر اُس تخت پر بیٹھ گیا بعد اُس کے ادیار اللہ جوق جوق آنے لگے کہ تمام احاطہ اولیائے ہند سے پُر ہوا، اُس وقت میں نے دیکھا کہ صورت



احمدی اور اسکھ میں جنبش بصورت محمدی اور پیشانی جامع کمالات صورت احمدی محمدی دونوں ظاہر ہوئیں اس وقت حضور نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ شکل جو میرے دہن و چشم کی ہر مرتبہ فودیت و قطب حقیقت ہی بعضے اولیا اس شکل سے فیض لے اٹھتے ہیں در صورت چپ جو میری پیشانی کی یہ شکل حقیقت محمدی و مقام محبوبیت ہے ہمیشہ اس سے اولیا کو فیض پہنچا اور وہ صاحب لایت محمدی ہو گئے اور فیض اس شکل کا تیرے واسطے اللہ سے طلب کرتا ہوں تجھ کو ملے گا اور جمال ان مجموعی شکلوں کا ایسا تھا کہ اگر ذرہ بھی اس کا عالم پر ظہور کرے تو تمام خلائق غلبہ شوق میں مر جائے اور تین شغل اس میں کیس کو تعلیم فرمائے۔ ایک سعدن اجبت دوسرا انجام الاسرار تیسرا مراقبۃ الانوار کیا مرتبہ عالی ہے کہ یہ فقیر آنا فانا فیضان حضور سے شرف ہوا شکر اس نعمت عظمیٰ کا کس طرح ادا کروں۔ صاحب مرآۃ الاسرار سے روایت ہو کہ حضرت کے دو سپر تھے ایک شیخ احمد کہ قبر ان کی پہلے خواجہ میں ہے دوسرا شیخ محمد کہ انہوں نے خورد سالی میں انتقال کیا حضرت خواجہ احمد کو شیخ احمد تاجی کہتے ہیں اور اولاد آپ کی زمانہ سلطان الشاہ تک زندہ رہی۔ خلفا حضرت کے یہ ہیں:- شیخ فرید الدین گنجشکر، مولانا بدر الدین غزنوی، شیخ برہان الدین بھٹی، شیخ ضیاء الدین رومی، سلطان شمس الدین لہنس، شیخ بابا سنجری بجدریا، مولانا فخر الدین حلوانی، شیخ احمد تاجی، شیخ حسین، شیخ فیروز، شیخ بدر الدین مورتا، شیخ خضر قلندر، شیخ نجم الدین قلندر، شیخ سعد الدین، شیخ پیر بخش، شیخ محمد بہاری، مولانا احمد عاجزی، سلطان نصیر الدین، قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا شیخ محمد، مولانا برہان الدین حلوانی، شیخ صوفی بدینی، مولانا خضر معین، شیخ جلال الدین ابوالقاسم، شیخ نظام الدین ابومویہ، شیخ تاج الدین نور جلال الدین تبریزی وغیرہ۔

## ذکر سلطان شمس الدین لہنس بن المیخاں ترک قس الشہرہ الغرینہ

یہ بادشاہ رحیم اور کریم اور عادل اور کامل اور خلفائے نادر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے تھے اور منظور نظر خواجہ معین الدین کے اس بادشاہ کو خاندان چشتیہ کے کمال اعتقاد تھا، ظاہر میں گو بادشاہ تھا مگر دل فقیر تھا۔ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ کھلتے، کم سوتے، تمام شب بیدار رہتے اپنے کسی کام کے واسطے غلام اور نوکروں کو تکلیف نہ دیتے۔ رات کو ڈول رسی زیر پانگ رہتی تھی، واسطے اداۓ نماز تہجد کے جب بیدار ہو کر تے خود پانی بھر یا کرتے تھے کہ دوسرا بے آرام نہ ہو اور آخر شب گڈڑی بڑھ کر نہ پڑ گشت کرتے

جس کو تکلیف ہوتی اُس کو رفع کرتے، علماء و صلحا کو بہت کچھ دیتے تھے، یعنی تھیلیوں میں بھر کر پوشیدہ ان کے گھروں میں پھینک دیتے، اور حوض شمس بنایا جس کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اہل ان کی اس طرح پر رہے کہ یزید کے بزرگ زادہ تھے، گردش روزگار سے بحالت گرفتاری وارد ہندوستان فہنس بنیان ہوئے، صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا کہ پہلے ان کو صدر جہاں خرد، پھر سلطان شہاب الدین نے اور بعد سلطنت قطب الدین میں حکم بدایوں ہوئے، پھر بعد سلطان قطب الدین کے سلطان آرام شاہ تخت دہلی پر بیٹھے، ان کے امر نے دہلی بدل ہوئے اور امیر علی سمغیل سپہ سالار وغیرہ امرائے سلطان آرام شاہ کو معزول کیا اور ان کو بدایوں سے بلا کر ستھ میں تخت پر بٹھایا کہ سلطان قطب الدین کے داماد بھی تھے، ان کے عہد میں بہت کچھ فتوحات ہوئیں، چنانچہ دسویں سال جلوس میں خوارزم شاہ داماد چنگیز خاں شکست دی ملک گویا قبضہ میں اور صیغہ فتح کیا، اہل کلمہ و مہندم کیا جو بارہ برس کا بنا ہوا تھا، غنیمت بہت آئی، ہمارا جہ بکرا حیات کی تصویر کو خراب کر کے دروازہ مسجد قوۃ الاسلام میں لٹکانی، فخر الملک بغدادی و نظام الملک یہ دونوں وزیر ہمارا دربار سلطنت کرتے تھے، یہ بادشاہ نہایت پابند سنت محمدی تھا، امور ات خلاف شرع کو پسند نہ کرتا تھا، رسول مقبول کی زیارت مشرف ہوا، خضر علیہ السلام سے ملا۔ ۲۰ شعبان ۷۳۳ھ میں فات پانی۔ مزار عقبہ مسجد قوۃ الاسلام کے بطور زیارت گاہ موجود ہے، نقل کرتے ہیں کہ سلطان رشید بیکم دختر اس کی نے جب بس بادشاہ کا مقبرہ تیار کرایا، اور وہ بن کر تیار ہو چکا اسی شب آپ نے بشارت دی کہ آئندہ میرے مقبرہ کا گرد و آلودگی واسطے کہ میرے حضرت خواجہ کے مزار پر بھی گنبد نہیں ہو، ترک دے، مجھ کو گنبد نیلی ہی کافی ہے، صبح وہ گنبد توڑا دیا گیا، چنانچہ ویسا ہی لب سڑک موجود ہے۔

ذکر حضرت مولانا بابر الدین غزنوی  
قدس سرہ العزیز

آپ مرید اور خلیفہ عظام حضرت خواجہ قطب الدین کے تھے، حضرت خواجہ آپ کے دوست کہتے تھے، اور بزرگی ان کی ملفوظات خواجگان چشت ظاہر ہے، آپ دراصل غزنی

کے باشندے تھے، وہاں سے آپ پہلے لاہور میں تشریف لائے، اور حضرت خواجہ کی کلامات کا شہرہ سنا، مشتاق زیارت ہو کر دہلی میں آئے، اور حاضر خدمت خواجہ ہو کر مرید ہوئے، آخر تبرہ خلافت پہنچے، بعض نے لکھا ہے کہ آپ نے بمقام غزنی خواب میں دیکھا کہ رشتہ ارادت میرا ساتھ خواجہ کے درست ہوا، صبح سراسر شوق خواجہ میں دہلی آئے، اور بطریق ظاہری بھی مرید ہوئے، آپ تذکیر بہت فرماتے تھے، اکثر کلمات محبت فرمایا کرتے تھے، آپ کی

مجلس تذکیر میں بابا صاحب قاضی حمید الدین سید مبارک غزنوی و مولانا مجد الدین حاجی عاجزنی وغیرہ مشائخ دہلی بھی جمع ہوتے تھے اور سماع میں بہت غلو کرتے تھے حضرت سلطان الشائخ سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا کہ مولانا آپ میں قوت اٹھنے بیٹھنے کی نہیں بوجہ ضعیفی کے مگر سماع میں یہ شور و کراہی کی قوت کہاں سے آجاتی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ قوت عشق کی جو سیر لاویا سے نقل ہو کہ مولانا بدر الدین خضر علیہ السلام ملاقات تھی، ایک بار آپ کے پدر بزرگوار نے کہا کہ فرزند مجھ کو بھی خضر علیہ السلام ملا آپ نے عرض کیا بہتر ہے۔ ایک روز آپ تذکیر کر رہے تھے کہ ایک شخص آ دیوں سے دو بیٹھا ہوا تھا، آپ نے اپنے والد سے کہا کہ حضرت خضر وہ بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا کہ بعد تذکیر بھی ملیں گے، آپ نے کہا ہاں، مگر جب تذکیر ہو چکی خضر بیٹا اور غائب ہو گئے، اور عمر شریف آپ کی ایک سو کئی برس کی ہوئی۔ رحلت آپ کی ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار پائین مزار خواجہ کے ہے۔

آپ مشائخ کبار ہند اور خلیفہ شیخ شہاب الدین کے تھے اور مسالہ دین سمرقندی کی بھی صحبت کا

### ذکر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

فیضان حاصل کیا تھا، ان کے والد کا نام عطار اللہ تھا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ہمراہ پدر اپنے کے دہلی میں آئے، یہاں ان کے والد فوت ہوئے۔ عالم پیش تھے بادشاہ وقت نے ان کو ناگور کا قاضی کیا۔ آپ تین برس تک نہایت امانت اور دیانت سے ناگور کی قضا کو انجام دیا ایک شب حضرت رسول مقبول کو خواب میں دیکھا کہ گویا ان کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ صبح ترک علقائی کر کے حرمین شریفین کی طرف راہی ہوئے۔ جب بغداد پہنچے شیخ شیوخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہو کر ایک سال کا فقر کو انجام دیا، بعدہ فرقہ خلافت حاصل کیا، اسی جگہ حضرت خواجہ قطب الدین سے ملاقات ہوئی، پھر شیخ نے ان کو حرمین کی طرف رخصت کیا۔ ایک سال سات ماہ چند یوم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ سے ملازمت کو کے تین سال مکہ معظمہ میں رہے۔ ایک روز طواف کعبہ میں یہ ایک بزرگ کے قدم بقدم طواف کر رہے تھے کہ انہوں نے منہ پھیر کر کہا کہ اے حمید الدین صاحب طاہری سے کیا سود، متابعت باطن کر آپ نے جواب دیا وہ کیا۔ رہے انہوں نے فرمایا میں ہر قدم پر ختم قرآن کرتا ہوں، ان کے دل میں خیال ہوا کہ معنی کلام شریف دل پر گزر جاتے ہو گئے، انہوں نے فرمایا کہ لفظاً لفظاً ادا کرتا ہوں، یہ سن کر آپ کو زیادہ حیرت ہوئی، وہاں سے دہلی میں آئے اور فرقت

حضرت خواجہ قطب الدین ہو کر حضرت ہی کی خدمت میں سکونت اختیار کی اور انواع کمالات حاصل کئے اور سماع سے بہت خوش تھے۔ صاحبِ خبار لاخیرتے لکھا ہے کہ باوجود جاہلیتِ علوم ظاہری باطنی مزاج میں آپ کے خلاف بھی تھی ایک روز شیخ برہان الدین بلخی و قاضی کبیر خوارزمی گھوڑوں پر سوار جاتے تھے راہ میں ملاقی ہوئے قاضی کبیر نے کہلے حید الدین گھوڑا بہت چھوٹا ہے آپ نے جواب دیا چھوٹا ہے، لیکن بڑوں سے بہتر ہے۔ نوید شریف میں تحریر ہے کہ قاضی حید الدین کو بابا صاحب سے بہت دوستی تھی، ایک روز بابا صاحب نے چاہا سماع سنیں مگر قال ماضی تھے شیخ بدر الدین اسحاق سے فرمایا کہ وہ خط کہ جو قاضی حید الدین نے بھیجا ہے لا، شیخ بدر الدین نے وہ لفافہ لا کر حضرت کے روبرو رکھا آپ نے خط نکال کر شیخ بدر الدین کی طرف اشارہ کیا کہ پڑھ قاضی حید الدین نے وہ خط نہایت عاجزی کے ساتھ لکھا تھا، سنتے ہی ذوق پیدا ہوا، اور وہ رباعی کہ جو آخر خط میں لکھی تھی یاد کی، رباعی یہ ہے۔

اُس عقل کجا در کمال تو رسد، و اُن بروج کجا کہ در جمال تو رسد، گیرم کہ تو پردہ برگزینی ز محل، و اُن ید کجا کہ در جمال تو رسد، لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین ہروردی نے آپ کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ خلفائے فی الہند کبیرہ فہم الدین ناگوری یعنی میرے خلفائے ہند میں سب بزرگ حید الدین ناگوری جو آپ کے تین خلیفہ ہوئے ہیں شیخ احمد نیروانی و عین القصاب شیخ حسن رسن تامل و حضرت کثیر التصانیف تھے۔ یہاں معتبر و مقامات اصفیہ وغیرہ مکتب پ کی تصنیفات ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء سے روایت ہے کہ قاضی حید الدین بعد نقل حضرت قطب لاقطاب دس سال زندہ رہے، جب وقت آپ کا قریب آیا آپ نے اولاد کو وصیت کی کہ بندہ کو پایاں مزار خواجہ کے دفن کرنا۔ بعد دس بروج انسانی بقولے نوین مضان ششمین میں حلت فرمائی۔ دفن کرتے وقت آپ کی اولاد نہ چاہتی تھی کہ ہم ان کو پایاں خواجہ صاحب کے دفن کریں، مگر آپ کی وصیت کا چار ہوئے، اور چوترا بلند بنوایا، آپ نے اُسی شب کو بحالت خواب اپنے فرزند سے فرمایا کہ تم نے بلند چوترا بنا کر مجھ کو روئے مبارک خواجہ سے شرمندہ کیا ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا پایاں تربت خواجہ در میان قبر قاضی کے نماز گذاری ہے، وہ ذوق اور راحت پائی ہو کہ بیان باہر ہے بعد اُس کے فرمایا کہ مکان کا کیا اثر ہے یہ اثر اُن دو بزرگوں کا ہی یہ دونوں حضرت اسودہ ہیں، مجاورانِ آستانہ قطب لاقطاب جو صاحب قاضی کہلاتے ہیں آپ کی اولاد سے ہیں۔

و کرم شیخ علی بنجرى قدس سرہ العزیز آپ محض باجر بزرگ کے اور خلیفہ خواجہ قطب الدین

کے تھے کتب ہائے خاندان چشتیہ میں ہر جگہ اُن کا ذکر ہے۔ دلیل العارفین سے نقل ہے کہ خواجہ بزرگ خلافت نامہ آپ سے لکھا کر دیا کرتے تھے، بغیر ان کی تحریر کے آپ تخط نہ فرماتے، بعض نے لکھا ہے کہ قطب لاقطاب بہت محبت تھی، خلیفہ خواجہ بزرگ کے تھے، اور سہسر سلطان شمس الدین تھے، جائے مزار آپ کا زیر منارہ مسجد قوۃ الاسلام کے واقع ہے۔

**ذکر صاحبزادہ عالی قدر یعنی حضرت خواجہ احمد قدس سرہ**  
پسر بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خواجہ احمد تہابی بھی مشہور کرتے ہیں، آپ عمر طبع کو پہنچے تھے اور اولاد بھی ہوئی، اور اکثر آپ کے فرزندوں سے تاج محمد حضرت سلطان المشائخ زندہ تھے، انہوں نے حضرت سے مکمل علم الہی کی کیا، اور بعد انتقال کے پہلوئے والد اپنے میں مدفون ہوئے، چادر مزار قطب لاقطاب کے مزار پر بھی رہتی ہے، اور دو پسر چوڑے تھے ایک موجود دوسرے سید کبیر جب ان دونوں صاحبوں نے انتقال کیا تو صحن روضہ جد اپنے میں مدفون ہوئے سن وفات حضرت کا کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آیا۔

**ذکر بابا حاجی روز قبہ سرفراز**  
حضرت اُن سے مشرب تھے، اور بہت باکمال کہ آپ کی وجہ بہت لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ آپ خندق قلعہ تھوڑا سا مسکن گزین تھے، وہیں آپ کا مزار ہے۔ لکھا ہے کہ سب سے پہلے دہلی میں آپ ہی وارد ہوئے ہیں آپ کے خاندان کا کچھ پتہ نہ ملا کہ کس خاندان کے فیقر ہے۔

**ذکر مولانا سعد قاضی عماد رحمۃ**  
یہ دونوں صاحب اکابر علمائے دہلی سے تھے، اول دل بوجہ سماع کے حضرت خواجہ قطب الدین سے اُن کو رد و کتب تھی، آخر ملکہ ارادت میں گئے، مزار آپ کا پہلو خواجہ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید قدس سرہ**  
آپ نبیرہ شمس العارفین اور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین کے تھے، اپنے والد سے جدا ہو کر فضائل صدری اور معنوی حاصل کئے، اور شیخ احمد غزنوی اور شیخ عبد اللہ واحد کی تلازم سے مشرف ہوئے اور فیضان حاصل کیا۔ فوائد شریف سے نقل ہے کہ ایک بار بوجہ اسکا باران غلہ گرلا ہوا، خلقت پر سختی گزرنے لگی، تمام خلایق دہلی هجوم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور درخواست دعا کی

آپ ممبر پر کھڑے ہوئے اور استین اپنی سے ایک امن نکالا ایک تار اُس میں جلا ہو گیا تھا، اُسن کو آسمان کی طرف کر کے کہا کہ الہی بکرمات اس ایک تار اُس بڑھیا کے دامن کے جس نے تمام عمر نامحرم مرد کو نہیں دیکھا اور بحق راز و نیاز کے کہ وہ جو تیرے ساتھ رکھتی تھی بارش کو در نہ جنگلوں میں بسر کر دے گا، آبادی میں پھر کبھی قدم نہ رکھوں گا۔ اُسی وقت اُسی بارش ہوئی کہ جنگل پانی سے بھر گئے ہر جگہ سیلاب ہو گیا بعد اُس کے لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ امن کس کا اور کیا تھا، آپ نے فرمایا کہ یہ وہ دامن ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین نے میری والدہ کو غایت کیا تھا، وہ اُس کو سر پر رکھ کر عبادت کیا کرتی تھیں نام آپ کی والدہ کا بی بی سارا تھا۔ مزار دونوں صاحبوں کے پشت عید گاہ کہنہ پر ہیں شیخ جمال الدین کو دی آپ ہی کی اولاد سے تھے۔ اور ۳۷۶ھ میں شیخ نظام الدین نے وفات پائی۔

**ذکر شیخ معز الدین بلوی** کہ پہلے نائب سلطنت تھے، بعدہ مرید حضرت قطب قطاب کے ہو کر فقر اور فاقہ اختیار کیا، اور با کمال مشقت مقصود حقیقی پر پہنچ کر

خرقہ خلافت حاصل کیا، مزار ان کا جوار روضہ خواجہ میں ہے۔

**ذکر حضرت خاجہ محمود مینہ نور** آپ مرید قاضی حمید الدین کے تھے، مگر حضرت خواجہ مینہ نایت اعتقاد تھا، حضرت سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ جس کا بردہ فرار ہوتا وہ اگر حضرت سے دعا چاہتا، جس کے واسطے

آپ فرماتے اُسی روز وہ آجاتا، ایک روز حضرت کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کی میرا غلام بھاگ گیا ہے دعا کیجئے کہ وہ آجائے، فرمایا کہ جا فلاں وقت آجائیکا، مگر مجھ کو خبر کر دینا اتفاقاً وہ بردہ اُس مکان پر آگیا اُس نے حضرت کو خبر نہ کی وہ پھر بھاگ گیا۔ صاحب عدم نے پھر آکر عرض کیا، آپ نے فرمایا تو نے پہلے خبر نہیں دی اب وہ نہ آئیگا، ملفوظات چشتیہ میں ہر جگہ آپ کا ذکر ہے وفات آپ کی ۷۵۵ھ میں ہوئی۔ مزار متصل روضہ کے باہر دروازہ درگاہ بجانب حوض شمس ہے اور مشہور ہے کہ تیزی ذہن کے واسطے آپ کی قبر پر سے پتھر اٹھا کر لاکھتے ہیں جب کام ہو جاتا ہے اُس کے برابر شیرینی تو لکڑی تقسیم کرتے ہیں۔

**ذکر شیخ فرید الدین ناگوری** نیز سلطان التاک صوفی فی حمید الدین ناگوری

کہ صاحب بجاہ اپنے جد کے تھے بعد سلطان محمد غلق دہلی میں آئے اور بمبندل کے پاس مقیم ہوئے

اسی جگہ راہ خواجہ میں آچکے مزار ہے، آپ کی عمر سو برس کی ہوئی، سلسلہ نسب کا سعد بن زید سے عشرہ مبشرہ میں ملتا ہے، اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ آپ کے مزار پر ایک پتھر جاری پڑا ہوا کہتے ہیں شیخ اس کو حالت سکر میں پتی گردن پر ڈال کر شریف لائے تھے، اس وجہ سے چاک پران کہتے ہیں، اصل چاک پیرا ہے صحیح یہ ہے کہ آپ کے مزار لاڈوسرائے میں جو متصل مسجد بک کے۔

**ذکر حضرت دانی من میل** اولاد شرفاوش سے ہیں در شروہ حضرت خواجہ قطب الدین ہیں ہمیشہ ریاضت اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں جب خواجہ تولد ہوئے

انہوں نے شیر بلایا اور بہت محبت رکھتی تھیں جب خواجہ بزرگ ہوئے اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے ان کو اوش سے طلب کر کے خرقہ خلافت عطا فرما کر ولایت دہلی آپ کے متعلق فرمائی، آپ سے ہزاروں صاحب کمال ہو گئے اور حضرت خواجہ نے ان کو پہلے حقوق ادا کئے، اپنے گھر کا ان کو مختار کیا، یہ کبھی باہر روانہ میں نہیں آئیں مزار ان کا مقابل مسجد کہنہ دروازہ شرقی روضہ حضرت خواجہ کے واقع ہے۔

**ذکر حضرت شیخ احمد علی قدس سرہ** حضرت کچھم شیر و مرید حضرت خواجہ کے تھے اور ہر محل حاضر ہا کرتے تھے، ہر شب مجلس سول مقبول میں حاضر ہوتے، ایک شب سول مقبول علیہ السلام کی مجلس میں تھے کہ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ صبح میرا سلام

قطب الدین کو پہنچانا اور ظاہر کرنا کہ تین روز سے تحفہ نہیں آیا، غفلت نہ چاہیے، جب یہ بیدار ہوئے کل بجائے شب حضرت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا اب میں حضور سے منفصل ہوا اب کبھی ناغہ نہ ہوگا مزار ان کا روضہ خواجہ میں پائین مزار شیخ جلال الدین ابدال کے واقع ہے۔

**ذکر حضرت شیخ امام الدین ابدال قدس سرہ** کہ ہمیشہ یعنی کو کہ خواجہ کے تھے اور خالہ زاد بھائی شیخ ضیا الدین مروغیہ کے تھے بمقام اوش دیگر جگہ اکثر اولیاء کی خدمت سے شرف ہوئے، علم ظاہری باطنی بہم پہنچایا۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر سے

ہمعصبت ہے، آپ کا یہ حال تھا کہ جس کی طرف تیز نظر دیکھتے وہ اولیا ہو جاتا، ہمیشہ ہمارا ابدالان سیر وطیہ میں عجایب و غرائب مانہ کا تماشہ کیا، آخر عمر میں سبب محبت اللہ یعنی دانی من میل اور زیارت حضرت خواجہ اوش سے دہلی آئے جب حضور خواجہ میں پہنچے مرید ہونا چاہا، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمہارا نصیب ساتھ بدر الدین کے ہے، ان کا مرید ہو، پس حکم خواجہ مولانا بدر الدین کے مرید ہو کر ریاضت و

عبادت میں مشغول ہوئے، خلیفہ اور صاحبِ بجاہ اپنے کچے بچے، سماع بہت سنتے تھے، حضرت سلطان المشائخ سے بہت محبت رکھتے تھے، جب حضرت سلطان المشائخ سماع سنتے تھے آپ کو ضرور طلب کیا کرتے تھے۔ زیارتِ حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے تھے، وفات آپ کی سنہ ۸۷۱ میں ہوئی، پیاپیاں مزارِ خواجہ میں متصل مزارِ مولانا بدر الدین کے آپ کا بھی مزار ہے۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدایہ شیخ امام الدین بدال

کہ مرید اور خلیفہ پدر اپنے کے تھے اور اپنے وقت میں شیخ عصر تھے صاحبِ کلیات الصادقین نے کہا ہے کہ مولانا بدر الدین غزنوی سے بھی فیض حاصل کیا ہے اور محبت اور عشقِ حقیقی میں علی درجہ تک پہنچ گئے تھے ایک روز آپ کے یہاں مجلسِ عرس شیخ امام الدین بدال میناؤں گوشت تیار تھا، مگر خلق بہت جمع ہوئی خادم عرض کیا کہ کھانا بہت ہی کم ہے، خلق کثیر ہے، آپ نے فرمایا کہ نان گوشت کو ڈھانک کر بسم اللہ کہہ کر بانٹنا شروع کر اللہ تعالیٰ برکت دیکر اپنا بچہ ایسا ہی ہوا کہ حاضرین کو تقسیم بھی ہوا اور پھر جو کھا توں باقی تھا مزارِ آپ کا عقبِ عید گاہ کہنہ کے زیارت گاہِ غلابی ہو اور شیخ شمس الدین جنازہ پر ان کا بھی مزار اسی جگہ ہو

ذکر شیخ حسن اناقدس سرہ قاضی زادہ تھے جب بن کے والد نے انتقال کیا بادشاہ وقت نے محکمہ قضا ان کے سپرد کرنا چاہا، انہوں نے انکار کیا اور اپنے کو دیوانہ بنایا، جب یہ خبر حضرت خواجہ کو ہوئی آپ نے فرمایا وہ دانا ہے کہ قضا کو قبول نہ کیا اُس روز دانا مشہور ہوئے، جب خدمتِ حضرت میں پہنچے مرید ہو کر مقربانِ درگاہ سے ہوئے، مزار ان کا عقب مسجدِ روضہ خواجہ واقع ہے۔

ذکر خواجہ حسن خیاط قدس سرہ کہ اولیائے اکرام علمائے عظام دہلی سے تھے ترک لباس کر کے حضرت خواجہ کے مرید ہو کر فقر و فاقہ اختیار کیا، ریاضت اور مجاہداتِ شاقہ میں مشغول ہوئے اور کارِ اپنا بکمال پہنچا کہ خرقة خلافت حاصل کیا، ہمیشہ خانقاہِ بیرونیہ میں رہتے اور جاہائے حضور میں بخیہ کیا کرتے تھے اس وجہ سے خیاط مشہور ہوئے۔ مزار ان کا متصل دروازہ مسجدِ روضہ خواجہ واقع ہے۔

ذکر حضرت سید مجد سید زین الدین قدس سرہ ان دونوں بزرگوں کی کشفِ لارواح و



کشف القبور تھا، بلا واسطے روح پاک حضرت خواجہ قطب الدین سے ترتیب پائی، ایک روز سید امجد کا گذر دریا پر ہوا، جب پانی میں ترے ڈوبنے لگے ایک مرنے پاس سے سرنملا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر ڈوبنے سے بچایا، انہوں نے معلوم کیا کہ وہ خواجہ تھے جنہوں نے بچایا، اُس روز سے استانہ کے باہر قدم نہ رکھا اور تصور مزار مبارک میں مشغول رہتے تھے۔ جب ان دونوں صاحبوں وفات کی حوض شمی پر مدفون ہوئے مزار ان کے قریب مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہیں۔

### ذکر حضرت شیخ احمد نہروانی قدس سرہ

مخلفائے قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی حنفی مجدد بزرگ واقع اسرار حقیقت تھے۔ شیخ بہاؤ الدین نکرانی نے

ان کی نسبت فرمایا تھا کہ مشغولی شیخ احمد نہروانی اکیلے کی دس صوفیوں کے برابر ہے، یہ حضرت وقت انتقال حضرت خواجہ دہلی میں موجود تھے، بعض وقت کار بافندگی میں ملت پیدا ہوتی کہ از خود رفتہ ہو جاتے اور کار خود بخود ہوا کرنا ایک بار قاضی حمید الدین واسطے دیکھنے اُن کے مکان پر آئے، آپ کام کر رہے تھے، وہیں طاقاں ہوئی۔ قاضی صاحب نے چلتے وقت فرمایا کہ احمد کب تک کار مہلی کو چھوڑ کر اس کار میں مشغول رہیگا، کیا کار کا کاموں کا نہیں ہے، اس کار سے دست بردار ہو، وہ کار کہ جو کار آمد ہے اس میں کار بند ہو، اس کار سے بیکاری بہتر ہے۔ بعد رخصت قاضی حمید الدین کے آپ اپنے اکہ کار میں مسج آہنی ٹھونکنے لگے اتفاقاً وہ ہاتھ میں لگی، ہاتھ زخمی ہو گیا، پس اُس کار سے بیکار ہو کر عبادت الہی میں مشغول ہوئے۔ ۶۶۱ھ میں وفات پائی، مزار دہلی میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ

عظام مشائخ خاندان چشت سے ہیں فیض عام حضرت خواجہ قطب الدین بغیا کاکی سے حاصل کیا

بہت بڑے کامل تھے کہ جن کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ پہلے سات برس شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں اور پھر شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہوئے، جب شیخ کا انتقال ہوا خدمات حضرت خواجہ بزرگ و قطب قطاب میں رہ کر حاصل کیا، اور بدست قطب لاقطاب فرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک بار آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہمراہ سفر حجاز میں تھے۔ اور دیکھان ایسا تیار کیا کہ جس میں ہمیشہ آگ ہے، اور سر کو اس میں پہنچا کر اُس دیکھان پر دیگ لحام واسطے کھانے شیخ کے گرم رکھتے، اور اُس کو اپنے سر پر لے بہتے، جب شیخ کھانا طلب کرنے لگا گرم حاضر کرتے۔ شیخ واحد الدین کرمانی سے نقل ہے کہ ایک بار سفر میں بندہ شیخ جلال الدین تبریزی

کے ہمراہ تھا، جب ہم صحرائے بنی لام میں پہنچے راستہ ایسا سخت تھا کہ پیدل چلنا بہت مشکل تھا، اُسی وقت اونٹوں کے سوداگر آگئے اور ہراوٹ کی مین اسٹری قیمت کہنے لگے، ہمارے قافلہ والے جو متول تھے سبے شتر خرید کئے، باقی جو غنسل تھے ناچار ہوئے، مجبور ہمراہ قافلہ کے چلے۔ جب شیخ جلال الدین تبریزی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی اونٹوں کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ پانچ سو شتر اور باقی ہیں جو فروختی ہیں آپ نے ایک ہانڈی لیکر اس میں ایک شترنی ڈال کر چادرانی سے ڈھاکھا اور یا لطیف کھکر ماتہ ہانڈی میں ڈالا میں شترنی کھلیں، اسی طرح کل شتر خرید کر کل ہل قافلہ کو تقسیم کئے، انقصہ حضرت کا دہلی میں آنا بادشاہ کا مقصد ہونا، شیخ نجم الدین صغریٰ کا معاملہ پہلے بیان ہو چکا ہے بعد اُن جہکڑوں کے آپ نے دہلی میں قیام کرنا مناسب سمجھا کر بدایوں میں تشریف لا کر اقامت اختیار کی ایک مہر آپ قرب شہر کارہ تالاب پر مع چند اصحاب فروکش تھے، یکایک اس جگہ سے اٹھ کر تجدید و صنو کیا، اور فرمایا کہ لے درویشوں کو نماز جنازہ شیخ نجم الدین صغریٰ ادا کر دو اس کا ابھی دہلی میں انتقال ہوا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کہ میں بواسطہ تہمت اُس کے دہلی سے بدر ہو کر یہاں آیا، لیکن وہ میرے پیروں کی غیرت چھان بد رہوا چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ شیخ نجم الدین صغریٰ نے اُسی ساعت میں انتقال کیا تھا۔ ایک ذرا آپ شہر بدایوں میں اپنے دروازہ پر جلوہ نہاتے ایک ہندو دہی بیچتا ہوا آگیا، آپ کی نظر اُس پر پڑی، اُسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوا، آپ نے اُس کا نام علی رکھا۔ اُس نے اپنے گھر جا کر کل مال و متاع اپنا لیکر حضر کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا کہ میں ملکیت اس کی سے درگزر جس طرح آپ چاہیں صرف کریں۔ حضرت نے کہا اس مال کو اپنے پاس رکھ جس جگہ کہوں گے خرچ کرنا، پس جس کو انعام دینا ہوتا علی سے فرماتے دس دے دیے یہاں تک کہ دام دام خرچ ہوا، کچھ باقی نہ رہا صرف ایک درہم باقی تھا، علی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اب شیخ کا حکم ہوا تو میں کہاں سے دوں گا، ناگاہ اُسی وقت ایک سائل آیا، آپ نے فرمایا کہ ایک درہم تیرے پاس باقی ہے اُس کو دیدے۔ ایک روز حضرت قاضی کمال الدین جعفری کے مکان پر تشریف لائے قاضی نماز میں تھے، آپ نے خادموں سے دریافت کیا قاضی کیا کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ نماز ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تمہارا قاضی نماز پڑھنا جانتا ہے یہ فرما کر اپنے مکان کو مراجعت کی۔ دوسرے روز قاضی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ قاضی نماز پڑھنی جانتا ہے، نہایت افسوس ہے آپ نے ارشاد کیا کہ فیقروں کی نماز یہ ہے کہ جب تک کعبہ چشم ظاہری سے نہیں دیکھتے تکبیر ادا نہیں کرتے۔

یہ نماز اُن کی درجہ اولیٰ کی ہے اور بلند مرتبہ پر پہنچتے ہی نماز اُن کی عرش بریں پر ہوتی ہے اگر تم کو چال میرا  
بیشک نماز ادا کرنی جلتے ہو ورنہ خیر قاضی کو یہ کلام صداقت انعام منکر رنج تو ہوا اگر کچھ نہ کہا اٹھ کر اپنے  
گھر آیا، اسی شب خواب ہوا دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر نماز ادا کرتے ہیں پس صبح ہوتے ہی قاضی  
شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت کچھ عرض کیا، اور اپنے پیسر سلیف الدین کو حضرت کا مرید کرایا، ایک بار  
شیخ میل در شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی میں کچھ بخش ہو گئی تھی اُس کی کیفیت اہل کتاب نے یوں لکھی ہے کہ دونوں  
بزرگوار نے باہم کچھ سیاحت کی ایک بار شیخ فرید الدین عطار کے شہر میں ارد ہوئے شیخ بہاؤ الدین تو یاد تھی  
میں مشغول ہوئے اور شیخ جلال الدین بدلے میں شہر میں آئے۔ ناگاہ شیخ فرید الدین عطار کی خانقاہ میں پہنچے  
جب فرید الدین عطار کو دیکھا اُن کے انوار کمالات میں محو ہو گئے، جب اپنی قیام گاہ پر آئے شیخ بہاؤ الدین  
محل حال بیان کیا، اُس پر شیخ بہاؤ الدین نے کہا کہ اس وقت تم اپنے مرشد کے کمال و انوار کو بھی یاد دلائے  
تھے، انہوں نے کہا کہ میں بالکل محو ہو گیا تھا مجھ کو کچھ خبر نہ رہی تھی۔ شیخ بہاؤ الدین کو یہ بات بُری معلوم  
اُن کی صحبت ترک کی۔ الغرض آپ نے ایک عرصہ تک بدایوں میں قیام فرمایا، آخر ہر اللہ تعالیٰ سفر بنگالہ کا  
اختیار کیا جب چلے تو علی نو مسلم کہ جو حلقہ ارادت اور گردہ درویشوں میں چکا تھا پیچھے شیخ کے دُورا، شیخ نے  
فرمایا کہ جا، اُس نے عرض کیا کہ بغیر حضرت کے میں یہاں ہونا نہیں چاہتا، پھر آپ نے ارشاد کیا کہ جا اسی جگہ  
ہم نے جگہ خدا تجھ کو اس شہر کا قطب کیا، اور میں ہمیشہ تیرے روبرو رہوں گا، مجھے میل در تہجہ میں کچھ حجاب رسکا  
پس ایسا ہی ہوا کہ علی قطب بدایوں کا ہوا اور اُس سے بھی کرامات کا بہت کچھ اظہار ہوا، اور جب وہ چاہتا تھا  
شیخ کو حاضر پاتا تھا پس جب حضرت بنگالہ میں پہنچے تمام خلق نے رجوع کی اور خانقاہ تیار ہوئی زمین  
مول لیکر بارغ لگوائے، اور پھر اُن کو وقف فرمایا، تا حال ہزاروں مسافر و مقیم خانقاہ چلتے رہے۔ اُس جگہ قدیم  
بُت خاد تھا، آپ نے اپنی کرامت سے اُن کو مسمار کیا اور اسی جگہ مسجد تعمیر کی، پٹجاری وہاں کے مسلمان ہوئے  
مزار آپ کا اُسی بت خانہ کی جگہ پر ہے، وفات حضرت کی سن ۶۲۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد ترکنا رنولی قدس سرہ

کہ آپ کو بیر ترک اور سلطان ترک بھی کہتے ہیں مرید  
خواجہ عثمان ہارونی کے پیر بھائی خواجہ بزرگ کے مگر حضرت  
خواجہ بزرگ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ لکھا ہے کہ پہلے نارنول میں ہندو بہت رہتے تھے، اور  
حضرت نے ہمراہی مسلمان کم تھے، ہندوؤں نے ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو قتل کریں، چنانچہ بروز عید مسلمان

نمازیں تھے، ہندوؤں نے یہ وقت غنیمت جانا مسلمانوں پر آپڑے اور بہت اہل اسلام عین سجدہ میں شہید ہو گئے، اسی روز حضرت نے بھی جام شہادت نوش کیا اور خاص اپنے مکان میں مدفون ہو گئے۔ اس شہر میں بہت شہداء کے مزار ہیں، لیکن دو بہت بزرگ و مشہور ہیں ایک حضرت دوسرے کہ جن کا مزار شیب میں ہے ان دونوں مزاروں سے اب تک کرامات و فیضان جاری ہے، صاحبِ اخبار لاخیر ناقل ہیں کہ ایک بادشاہ نے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بوجہ کسی بخش کے ٹھٹھ جانے کا حکم دیا، اور آپ نارنول ہو کر رہی ہوئے، جب کو س بھر کا فاصلہ رہا آپ چندول سے اتر کر پایادہ ہوئے، جب بمقبرہ حضرت شیخ محمد کے قریب پہنچے تو اس مقبرہ کے آگے ایک بہاری پتھر پڑا تھا، دست بستہ اُس پتھر کے روبرو کھڑے ہوئے بعد اُس کے روضہ میں جا کر فاتحہ ادا کی، ایک شخص نے یہ حال دریافت کیا، آپ نے فرمایا زہے خدمتگاران کہ مالک خود اُس کے در پر آئے، میں نے دیکھا کہ صبح پر فتوح رسول مقبول علیہ السلام اس پتھر پر مثل خورشید جلوہ گر ہے، جب تک وہ صورت میرے روبرو رہی میں اس پتھر کی طرف متوجہ رہا، بعد اُس کے روضہ میں گیا، جس کو کوئی مشکل پیش آئے وہ اس روضہ کی طرف رجوع کرے امید ہے کہ مشکل آسان ہو، اور ایک شخص نے میاکی سے عرض کیا کہ آپ کو بھی تو اس وقت مشکل کا سامنا ہے آپ بھی اُس کی آسانی کے واسطے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ آسان ہوگی، حضرت نارنول سے چل کر تہڑی دور گئے تھے کہ سُننا بادشاہ دہلی نے انتقال کیا، شیخ واپس ہو کر پھر دہلی میں تشریف لائے، وفات شیخ محمد ترک قدس سرہ کی ۱۳۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ سرید الدین گنج بخش کرمسود قدس سرہ

کہ سلطان و اصفہان حق و برہان فانیان ذات مطلق تھے، تمام مشائخ اُن کے کمال عرفان و محویت اور وجدان پر متفق ہیں اور زیارت و مجاہدہ ترک و تجرید و فقر شوق، جو حضرت کو تھا کم ہر کسی کو میسر ہوتا ہے، ہی اپنی توجہ سے راکخان ناسوت کو بمقام الہوت پہنچاتے تھے، اور اول سے تا آخر صغلتے باطن میں کوشش کی دنیا اور آخرت کو نظر بھر کر بھی کہی نہیں دیکھا، باوجود ایسے کمالات کے وہ خلق محمدی تھا کہ تمام خلق حسن سیرت حضرت کی فریفتہ تھی اور آپ جملہ خلفائے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی میں محبوب ترین اور صاحبِ سجادہ تھے، اور سلسلہ نسبی حضرت کا حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب تک اسطرح

ماتا ہے، یعنی حضرت گنجشکر بن شیخ سلیمان بن شیخ تعبان بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن احمد احرار فرخ شاہ کابلی البلی بن نصیر الدین محمود شیمان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبد اسد بن واعظ الاصفہر بن واعظ الاکبر بن ابو فتح بن حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم البلی بن سلیمان بن ناصر بن عبد اسد بن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قول صاحب سیر الاولیاء کا ہے مگر بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ ابو الفتح اسحق پسر سلطان ابراہیم لا ولد تھے، اور آپ کے والد جمال الدین سلیمان ہشیر زادہ سلطان محمود غزنوی کے تھے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ فرخ شاہ بادشاہ کابل تھے، تمام سلاطین اُن کے مطیع تھے، اور یہ سلطنت کابل کی سلطنت غزنی سے پہلے تھی بحیثیت غزنی کو قوت ہوئی سلطنت کابل شامل سلطنت غزنی ہوئی، لیکن فرزندان فرخ شاہ کابل میں ہے آخر گنجشکر نے خروج کر کے ایک عالم کو زیر و زبر کیا، اور کابل بھی تاراج ہوا، اُسی جھگڑے میں آپ کے پردادا شیخ احمد نے شربت شہادت نوش کیا، اور آپ کے جد شیخ شعیب مع اپنے عیال و اطفال کے لاہور میں آئے، بعد چند روز کے قصور میں پہنچے، قاضی قصور نے اُن کی بہت مدارات کی اور اُن کی کیفیت سے بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے قضا، قصبہ کو تھی کی جو قریب ملتان کے ہے، تفویض کی، آپ کے دادا اور والد دونوں صاحبوں کے مزار قصبہ کو تھی میں ہیں۔ لکھا ہے کہ قاضی سلیمان کے تین پسر ہوئے اول شیخ عزیز الدین محمود دوسرے شیخ فرید الدین مسعود تیسرے شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہ رحمہم اور مادران بزرگواروں کی بی بی قمر سم خاتون دختر مولانا وجیہ الدین کی تھیں اُن کے کمالات ملفوظات خواجگان چشت میں اکثر موجود ہیں، یہ بی بی عفت مآب صالح و اصلان حق سے تھیں، بعض نے لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین سلمان محمود غزنوی کی ہشیر زادہ نہ تھی لکھا ہے پہلا نام حضرت کا مسعود تھا، حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہربانی سے فرید الدین نام غایت کیا، اور روایت صحیح یہ ہے کہ فرید الدین نجیب سے لقب ہوئے، اور کتب ہائے مشائخ سے ثابت ہے حضرت کے ایک سواکینام ہیں، اُن کا پڑھنا واسطے ہر جہت اور ہر جم کے کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ تجربہ یہی ہے، وہ اسمائے مبارک یہ ہیں: شیخ فرید، خواجہ فرید، مخدوم فرید، بابا فرید، شاہ فرید، مولانا فرید، حاجی فرید، درویش فرید، عاجز مسکین فرید، غریب فرید، موجود فرید، فرید مسعود، فرید محمود، فرید مقصود، فرید قاصد، فرید مقصد، فرید خجی، فرید اجودہنی، فرید حامد، فرید کمال، فرید مکمل، فرید خادم، فرید متوکل، فرید ساک، فرید ساک، فرید زاہد، فرید عابد، فرید عالم، فرید صادق، فرید صابر، فرید شاکر، فرید امام

فرید مجتہد، فرید مدین، فرید متقی، فرید محب، فرید مرشد، فرید حق، فرید وکیل، فرید خالص، فرید مخلص،  
 فرید عاشق، فرید عارف، فرید عظم، فرید عظیم، فرید ہادی، فرید جہدی، فرید ملی، فرید سخی، فرید قطب، فرید  
 فرید بلبعث، فرید سیاح، فرید جہاں گشت، فرید کبر، فرید بخش، فرید الحق، فرید صیب، فرید عزیز، فرید  
 مقبول، فرید صوفی، فرید صاحب، فرید عقیق، فرید دقیق، فرید خیر، فرید خیر، فرید سلطان، فرید برہان  
 فرید وصل، فرید دم، فرید قدم، فرید اول، فرید آخر، فرید ظاہر، فرید باطن، فرید جل، فرید قتل، فرید بر  
 فرید بحر، فرید کجی، فرید بخت، فرید نور اللہ، فرید نظر اللہ، فرید فضل اللہ، فرید فیض اللہ، فرید صفتہ اللہ،  
 فرید بقیۃ اللہ، فرید اندام اللہ، فرید اہل اللہ، فرید سر اللہ، فرید عزیز اللہ، فرید روح اللہ، فرید عبد اللہ، فرید حیط  
 فرید قطب، لاقطاب، فرید مشککشا، فرید قاضی الحاجات، فرید چاہیے کہ جن کار کے واسطے پڑے  
 چالیس روز میں ایک لاکھ تمام کرے۔ جو وقت مقرر کرے اسی وقت پر پڑے، اگر کل نہو سکیں تو یہ پانچ  
 نام ضرور پڑے۔ شیخ فرید، مولانا فرید، خواجہ فرید، حاجی فرید، درویش فرید۔ اور ان کے پڑھنے کا طریق  
 یہ ہے کہ جب کوئی ہم پیش آئے با وضو پہلے اکتالیس بار آیتہ الکرسی پھر اکتالیس بار الحمد پھر اکتالیس بار  
 سورہ اخلاص اور سو بار درود اور پچاس بار سبحان اللہ تا آخر اتران میں سے جس قدر ممکن ہو پڑھ کر  
 اول سو بار شیخ فرید پھر سو بار خواجہ فرید، پھر سو بار مولانا فرید، پھر سو بار درویش فرید، پھر سو بار شیخ فرید،  
 حاجی فرید اسی جگہ پڑھ کر سو بار کرے، یعنی بعد نماز عشا کے پڑھا کرے۔ حضرت کو خواب میں بھیگا جو حاجت ہو  
 عرض کرے جیسا حکم ہو اُس پر کار بند ہو اور سوتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم اور یا غفور اور یا اللہ اور  
 یا ہو تین تین بار اپنے سینہ پر اپنی انگشت سے لکھے یعنی ملفوظات پیرانِ حشر میں لکھا ہے کہ جب حضرت  
 حل میں تھے تو آپ کی والدہ کو بیرون کی طرف رغبت ہوئی۔ ان کے ہمسایہ میں ایک درخت بیری کا پھلا ہوا  
 تھا، آپ بے اجازت مالک کے چند بیر توڑنے چاہتی تھیں کہ کھاویں، آپ نے اندر شکم کے بقراری کی کہ جس کھانے  
 دیکھ والدہ حضرت بیدار ہوئیں اور بیر ہاتھ سے لے گئے، لکھا ہے کہ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ  
 غدر کیا کہ فرزند تیرے محل کے دنوں میں کبھی کوئی چیز مشکوک نہیں کھائی۔ آپ نے جواب دیا کہ بے اجازت دیکھ  
 بیری کے چند بیر آپ نے توڑے میں نے بقراری کر کے آپ کو مال مشکوک سے بچا دیا یاد کر لیجئے۔ یہ سن کر والدہ  
 حضرت متحیر ہوئیں کہ میں نے تو اُس کا اظہار کبھی کسی سے نہیں کیا اور جو یہ سپر کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ صاحب الکبریٰ  
 سے روایت ہے کہ اُنٹیس شعبان کو ابراہیم آسمان پر محیط تھا۔ مسلمانان شہر خدمت قاضی سیامان پدہ حضرت میں نے

اور کہا کہ آج ۲۹ ربیعہ اگر حکم ہو تو کل روزہ رکھیں، آپ نے فرمایا چاند میں شک ہے، در صورت شک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس وقت میل یک بزرگ تھے کہ جن پر گمان ابدال کا تھا مفہیم تھے اُن کی خدمت میں آئے اور یہ مسئلہ پوچھا، اُن بزرگ نے فرمایا کہ آجکی رات قاضی کے یہاں کچھ ہوا ہے وہ قطب ہوگا، اگر کل اُس نے شیر نہ پیا تو کل تم بھی روزہ رکھنا اگر اس نے دو دھ پیا تو کل روزہ نہ ہوگا، الغرض اُسی شب حضرت تولد ہوئے اور صبح شیر نہ پیا روزہ رکھا، تمام شہر نے حضرت کی متابعت سے روزہ رکھا، جب وقت افطار کا آیا آپ نے پستان مادر دہن مبارک میں لیا اور شیر نوش کیا اسی طرح تمام روزے رکھے۔ صاحب سیر العارفین حضرت سلطان الفارغ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت مکتب میں بیٹھے تھوڑے ہی دنوں میں قرآن حفظ کیا اور تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور شہر لہان میں مسجد مولانا منہاج الدین بن کتاب نافع پڑھتے تھے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تشریف فرما لہان پہنچے اور اُسی مسجد میں ٹہرے شیخ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ اے لڑکے کیا پڑھتا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ نافع پڑھتا ہوں، آپ نے فرمایا نافع ہوگا یہ بات آپ کی لسی مٹو رہوئی کہ مرید ہوئے جب خواجہ دہلی میں تشریف لائے لگے آپ بھی ہمراہ ہوئے۔ خواجہ نے فرمایا ابھی اسی جگہ رہ کر علوم ظاہری کی تحصیل کر، بعد اُس کے میرے پاس آنا، کس واسطے کہ زاہد بے علم تخریطان میں آجاتا ہے، حضرت لہان سے قندھار میں آئے، بعد تحصیل علوم بغداد میں پہنچے اور شیخ شہاب الدین ہرودی اور سیف الدین باخزنی سعدی حموی دہلوی والدین حموی و بہاؤ الدین شیخ و احد الدین کرانی و شیخ فرید الدین محمد بن پوری سے مشرت حضوری حاصل کر کے مستفیض ہوئے، بعد اُس کے مقام ملی خدمت پیر روشن ضمیر میں حاضر ہوئے، حضرت قطب الاقطاب نے ایک جد اجڑہ آپ کی عبادت کے واسطے مقرر فرمایا، بعد ترتیب کمال کو پہنچ کر مشرت بخیر و صلاح ہوئے، چنانچہ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ میں نے شیخ شہاب الدین کو خود دیکھا اور اُن کی صحبت میں رہا، ہر روز دس ہزار دینار سے کم نفع نہ تھا، مگر وہ صبح سے شام تک سب راہ خدا میں صرف فرماتے کل کے واسطے ایک پیسہ نہ رہتا تھا، خود حضرت بابا صاحب نے فرمایا ہے کہ بغداد میں سینے شیخ اجل شیرازی کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے، جھکوا نہیں لے یہ رُعاد کی تیری روزی میں برکت ہو۔ جب میں بغداد سے باہر آیا ایک درویش کو ایسا دیکھا کہ مرثیہ پوسٹ اور استخوان باقی تھا، چند روز اُن کی صحبت میں رہا وہاں سے بخارا آیا، شیخ سیف الدین باخزنی کو دیکھا بڑے بزرگ تھے، میں آداب بجا لاکر نزدیک اُن کے بیٹھا جب میری طرف ملاحظہ کرتے فرماتے کہ باز کا مثل شیخ روزگار میں ہوگا، تمام عالم اس کے مرید اور فرزندوں سے

بھر جائیگا اور کبیل سیاہ جواڑھے ہوئے تھے بندہ کو غایت کر کے فرمایا کہ اس کو اوڑھے لے چند درازس بزرگ کی خدمت میں رہا، وہاں سے چلکر ایک مسجد میں آیا، اُس کے پاس ایک بزرگ بہتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہوا کی طرف آنکھیں بند کئے کھڑے ہیں چار روز یہی کیفیت رہی، بعدہ آنکھ کھولی، بیٹے سلام کیا۔ جواب دیا اور فرمایا بیٹھ جب میں بیٹھا آپ نے کل کیفیت بندہ سے بیان کی، اُس شب کو بھی میں اُن کی خدمت میں رہا، جس سچ ہوئی اُن بزرگ کو نہ پایا۔ وہاں سے چلکر بدخشاں میں پہنچا اور وہاں کے بزرگوں سے ملا، وہاں سے پھر لٹان آیا، شیخ بہاؤ الدین ذکرِ یاسے مصافحہ ہوا، اُنہوں نے پوچھا کہ اپنا کام کہاں تک پہنچایا، بیٹے کہا کہ اگر میں کہوں تو آپ کرسی پر بیٹھ کر ہوا پر تشریف لے جاویں یہ کہتے ہی کرسی ہوا پر سے پیدا ہوئی، شیخ بہاؤ الدین نے ہاتھ اُس پر مارا اور کہا کہ مولانا فرید خوب انجام دیا، وہاں سے چلکر میں ہلی میں آیا، اور یاد حق میں مشغول ہوا، حضرت نے مجھ کو نعمت عطا کی، اور فرمایا کہ مولانا فرید تو اپنا کارپوراکر کے حیرے پاس آنا، حضرت کے مشاغلے اور مجاہدے اور ریاضات عبادات مشہور ہیں، حضرت سلطان المشاخ سے روایت ہے کہ بابا صاحب نے ایک بار فرمایا کہ میں بمقام سیتان مجلس شیخ و ابدالین کرانی میں موجود تھا کہ دو فقیر آئے، کچھ ذکر کرامات فقر کا ہو رہا تھا، یہاں تک اُن دونوں نے کہا کہ اس محفل میں جتنے درویش ہیں اپنی اپنی کرامات دکھائیں۔ اول صاحب خانہ کی طرف اشارہ ہوا، اُنہوں نے فرمایا والی شہر مجھ سے بے عقید ہے، طبع طرح کی تکلیفیں دیتا ہے، تعجب ہے کہ آج میدان سے سلامت آئے، کہ اُسی وقت خبر آئی کہ حاکم شہر گھوڑے پر سے گر کر ابھی مر گیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم کچھ دکھاؤ بیٹے مراقبہ کیا، اور حاضرین سے کہا کہ آنکھیں بند کرو سب نے اپنے کو کعبہ میں دیکھا، جب آنکھ کھولی پھر اُسی مجلس میں پایا، اور اُن دونوں مسافروں نے اپنے فرقہ اوڑھے اور معاف غائب ہو گئے فقط فرقہ پڑے ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار و فوائدہ اسالکین حضرت گنجشکر سے ناقل ہیں یعنی حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں مشرف ارادت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے کلاہ چہار ترکی سر دعا گو پر رکھ کر بہت شفقت فرمائی۔ اُس وقت قاضی حمید الدین، مولانا علی کرانی، سید نور الدین مبارک، شیخ نظام الدین، ابوالموید مولانا شمس ترک، شیخ محمود مؤینہ درویش وغیرہ حاضر تھے، حضرت قطب لاقطابے زبآن مبارک سے فرمایا کہ شیخ کو ذاتی فوت اور تصبیح ایسی چاہیے کہ جو کوئی اُس کے پاس مرید ہوئے آئے وہ موت نظر باطنی اپنی سے رنگ اُس کے سینہ کا صاف کر لے کہ کچھ کدورت سینہ میں باقی نہ ہے، بعد اُس کے اُس کا ہاتھ پکڑے اور خدا رسیدہ کرنے



لکھا ہے کہ حجرہ آپکا قریب دروازہ غزنوی کے نیچے بچ کے تھا، آٹھویں روز مرشد کی خدمت میں حاضر  
 ہوتے باقی یا دحق میں مشغول رہتے، صاحب سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ جب حضرت گنجشکر نے چاہا کہ مجاہدہ  
 زیادہ کریں، خواجہ کی خدمت میں عرض کیا، خواجہ نے فرمایا کہ پہلے روزہ طے کر، جب غیب سے پہنچے افطار کر، تیسرے  
 روز غیب سے روٹیاں آئیں آپ افطار کرتے، بعد ایک ساعت کے جی ملتا اور نئے ہو جاتی تھی، عمدہ پاک ہو جاتا  
 تھا، بعد چند روز کے حضرت نے یہ حال خدمت خواجہ میں عرض کیا، حضرت نے فرمایا کہ مسعود طعام خاری سے  
 افطار کرتا تھا، عنایت حق تیرے شامل حال ہے کہ وہ طعام تیرے شکم میں نہیں ٹھہرتا، اب چھ روز کے بعد  
 افطار کر، بعد چھ روز کے اشتہا جفا لبہونی، اتھ زمین پر مارا ایک سنگ ریزہ ہاتھ میں آیا، جب اس کو  
 منہ میں رکھا شکر ہو گیا، اُس وقت اُس کو منہ سے باہر کیا، اسی طرح چار بار اشتہا ہوئی اور سنگ ریزہ  
 منہ میں ڈالے شکر ہو گئے، پھر دل میں خیال آیا کہ خواجہ نے فرمایا تھا کہ جو غیب سے پہنچے اُسے افطار کرنا  
 شاید یہ فطاری غیب سے پہنچتی ہے، چند سنگ ریزے اٹھا کر کھائے وہ شکر ہو گئے، جب صبح ہوئی خدمت خواجہ  
 میں حاضر ہو کر تمام حال عرض کیا، خواجہ نے فرمایا خوب کیا، جو غیب سے ہے وہ نیک ہے، حامند شکر  
 شیریں رہیگا، اس روز سے گنجشکر خطاب ہوا اور یہ فرمایا ۵ سنگ دست تو گہر گردو، زہر درد بہن تو  
 شکر گردو، صاحب سیر العارفین نے لکھا ہے کہ ایک روز شیخ خدمت خواجہ میں آئے بسبب ضعف کے  
 زمین پر گر پڑے، قد سے مٹی منہ کے پاس پہنچی شکر ہو گئی، اُس روز سے گنجشکر ہوئے، اور صاحب  
 اخبار الاخبار فرماتے ہیں کہ سوداگر چند بیلوں پر شکلا لے جاتے تھے، شیخ نے اُن سے شکر طلب کی،  
 انہوں نے جواب دیا کہ یہ نمک ہے، شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا، جب سوداگر دوں لے گز میں کھولیں  
 تو اُن میں سے نمک نکلا، بہت شرمندہ ہو کر شیخ کی خدمت میں آکر عرض کیا جب آپ نے کرم کی نگاہ  
 پھر بدستور شکر ہو گئی۔ نواب بیرم خاں خانخاناں نے کہا ہے کہ کان نمک جہاں شکر شیخ بجزوہ  
 آن کو شکر نمک کند و از نمک شکر۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ وہ سوداگر یہ کرامت دیکھ کر معتقد ہوئے  
 سرنار کا نام عالم تھا۔ ایک نقل ہے کہ حضرت کو ایام طفولیت میں شیرینی سے بہت ذوق تھا، جب آپ کی  
 والدہ نماز پڑھتی تھیں مصری کے ٹکڑے زیرِ مصلیٰ رکھتی تھیں، جب سلام پھیرتی تھیں اُن کا شاہ کرتیں  
 اس جگہ مصری رکھی ہے، ایک روز والدہ حضرت کی مصری زیرِ مصلیٰ رکھنی بھول گئیں، آپ نے موافق عادت  
 زیرِ مصلیٰ ہاتھ ڈالا، بہت سی ڈلیاں مصری کی نکلیں، آپ نے فرمایا مادر آج تم مصری رکھنی بھول گئیں

پروردگار نے مجھ کو بہت سی مصری دی والدہ نے فرمایا اے پسین ہو کہ تو ضائع نہ ہوگا اور مثل شکر شیریں رہیگا، اُس روز سے گنجشکر خطاب پایا، اور خود بخود مشہور ہوئے، ایک نقل ہے کہ جناب سرِ عالم نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کی خبر دی تھی اور گنجشکر لقب فرمایا تھا۔ صاحب گلشن اولیا سے نقل ہے کہ سات سو برس پہلے مہور شیخ فرید الدین سے اکثر مشائخین سلف نے آپ کی خبر دی تھی کہ ایک شیخ کامل پیدا ہوگا گنجشکر کہلائیگا، بہت کو قرب خدا میں پہنچائیگا، اُس کے مرید قطب روزگار ہوں گے۔ اور روایات معتبرہ اس طرح بھی ہیں کہ حضرت جنگلوں پہاڑوں میں ریاضت فرماتے تھے، سو اُگھاس خشک درختوں کے کچھ نہیں نوش فرماتے تھے۔ ایک روز تشنہ ایک چاہ پر پہنچے، راہ دیکھنے لگے کہ ڈول رستی آئے تو پانی پیوں، دیکھا کہ ہرنوں کی ڈرار آئی، اُن کے آتے ہی چاہ نے جوش مارا، ہرن پانی کروانہ ہوئے، جب آپ نے قصد پانی پینے کا کیا پانی سمت کر پھر چاہ میں چلا گیا، آپ نے بدرگاہ باری عرض کی کہ پروردگار عالم جانوروں کو پانی دیا میں جو تیری راہ میں جلا ہوا ہوں مجھ سے پانی دریغ رکھتا ہے۔ فرمان ہوا کہ فرید تیری نظر ڈول رستی پر تھی، ہرنوں کی نظر ہماری طرف تھی اُجڑے سے اُن کو پانی دیا جھکونہ دیا۔ اُسی وقت آپ اُس چاہ میں چالینس روز رکھے ہے اور نفس کو پانی نہ دیا۔ بعد چالینس روز کے قدرے خاک منہ میں ڈالکر افطار کیا، وہ خاک منہ میں پڑتے ہی شکر ہو گئی، اسی وقت اس کو تھوک دیا، آواز ہوئی کہ اے فرید تیرا چلہ قبول ہوا، اور آج سے تجھ کو گنجشکر کیا۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ بہت سخت ایک چلہ کروں، آپ نے فرمایا کہ فرید کچھ حاجت نہیں یہ باتیں واسطے شہرت کے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ کو اُس قدر سے بہت بڑا خیال اور شیمانی ہے کہ میں نے ایسی بات کہی جو خاطر مبارک پر ناگوار گذری۔ الغرض بعد چند روز کے حضرت قطب لاقطاب نے فرمایا کہ فرید ایک چلہ معکوس کر۔ آپ نے ارشاد کیا جس ترکیب سے ارشاد ہو کروں۔ خواجہ نے فرمایا کہ ایسی مسجد ہو کہ جس میں سوائے مؤذن کے اور کوئی نہ رہتا ہو، بجائے عشا کے مسجد خالی رہتی ہو، اور مؤذن بھی دین دارا مانت دار ہو، اُس مسجد میں کنواں ہو، کنوئیں پروردگار ہو ایسی جگہ تمام شب اُٹا نیک کر مشغول ہوتا کہ چلہ پورا ہو جائے۔ پس موجب ارشاد پیر روشن ضمیر ارادہ مصمم کر کے مسجد موصوف کی تلاش میں نکلے۔ نواح دہلی میں ایسی صفت کی مسجد نہ پائی، دہلی سے ہانسی آئے وہاں بھی اس صفت کی مسجد نہ پائی۔ اسی طرح شہر شہر قصبہ قصبہ دیہہ دیہہ نہ پائی۔ آج نہیں

مسجد موصوف پائی اور خواجہ رشید الدین مینائی متوطن ہانسی وہاں مؤذن تھے حضرت کے کمال معتقد تھے آپ اُس مسجد میں چند روز رہے اور بعد میں مؤذن صاحب کے کہا کہ اگر میرا راز کسی پر نہ کھلے تو میں یہاں معکوس ایک چلہ کروں انہوں نے کہا کہ میں نیاز مند ہوں مانت داری کروں گی۔ اب تو یہ ہوا کہ بعد نماز عشا کے جب سب نمازی چلے جاتے اس وقت ایک سرارسی کا مؤذن آپ کے پیر میں باندھتا دوسرا سرارسن کا درخت کی ٹہنی سے باندھتا آپ تمام شب اُس چاہ میں چاہ محبوب حقیقی میں اُلٹے لٹکتے رہتے صبح ہوتے قبل از آنے نمازیوں کے مؤذن اگر آپ کو نکالتا پھر صبح نماز ادا کر کے مراقبہ میں رہتے۔

اسی طرح چالیس شب پوری کیں۔ ۵

سعدیا کنگرہ عشق بلند است بلند  
تا تو سر پانہ کنی دست تو آنجانہ رسد  
بقول مولانا نظامی

برقص آمدہ جملہ اعضائے من  
سرم شدہ کرسی پائے من  
حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوسعید البوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جبکہ جو کچھ ملا ہے وہ متابعت رسول مقبول علیہ السلام سے ملا ہے یعنی حضرت نے بھی نماز معکوس ادا کی ہے پس میں بھی اپنے پیر میں رسی باندھ کر اٹھکا کرتا تھا چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت محمد چشتی نے بہت نماز معکوس ادا کی ہے اس سنت کو حضرت بابا صاحب نے بھی ادا کیا حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین چشتی دہلی میں تشریف لاکر خانقاہ قطب لاقطاب میں فروکش ہوئے حضرت خواجہ نے بحضور خواجہ بزرگ اپنے خلفاء کو پیش کیا ہر شخص کو اُس کے ظروف کے موافق نعمت عطا فرمائی بعد اس کے فرمایا کہ بابا قطب لدین تمہارے مریدوں میں سے کوئی اور باقی ہے آپ نے عرض کی کہ مسعود نام فقیر چلے میں بیٹھا ہوا ہے حضرت خواجہ بزرگ اٹھے اور حضرت خواجہ قطب لدین کو ہمراہ لیکر حجرہ بابا صاحب پر آئے اور حجرہ کھولا اندر گئے بابا صاحب برب بنمعت کے نعیم کو کھڑے نہ ہو سکے آنکھوں میں آنسو بھر کر سراپر زمین کے رکھا خواجہ بزرگ نے یہ حال دیکھ کر ازراہ رحم فرمایا کہ بابا بختیار اس جوان کو مجاہدہ میں کب تک جلائیگا کچھ بخشش کر قطب لاقطاب نے عرض کی کہ میری کیا مجال ہے کہ روبرو حضرت کے بخشش کر سکوں خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ اس کا تعلق تجھ سے ہے اور منہ طرف قبلہ کے کر کے حجرہ موصوف میں کھڑے خواجہ صاحب نے بھی متابعت کی اور دونوں

بزرگوں نے بابا صاحب کے حق میں دعائیں کیں اور اسمِ عظیم کو جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا تلقین فرمایا اور خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ فرید شمع ہے، خاندانِ درویشوں میں اس فقیر کو روشنی ہوگی یہ تمام عالم پر اظہارِ شمس ہے کہ ایسا ہی ہوا، میر سید محمد کرمانی مؤلف سیر الاولیاء نے کیا خوب فرمایا ہے۔ بیت

بخشش کوین از شیخین شد در باب تو      بادشاہی یا مستی زین بادشاہان جہاں  
ملکوت دنیا و دیں گشتہ مسلم بر ترا      عالمے کن گشتہ افطامی تولے شلہے جہاں

مہر ہی حضرت جناب سلطان المشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وقتِ نقلِ خواجہ قریب پہنچا، قاضی حمید الدین کے خیال میں آیا کہ خرقة اور سجادہ مجھ کو عطا ہوگا، اور یہی خیال مولانا بدر الدین کے دل میں گذرا کہ خرقة اور سجادہ مجھ کو ملیگا۔ اسی وقت خواجہ نے نورِ باطن سے اُن کے دل کا حال معلوم کر کے فرمایا کہ یہ خرقة اور عصا و مصلیٰ و فعلین چوبین اور دیگر تبرکات میرے پیروں کے جوہیں مینے فرید کوئے کہ وہ میرا جانشین ہے اور اُس امانت کو قاضی حمید الدین کے حوالہ فرما کر جاں بحق تسلیم ہوئے۔ جب بابا صاحب نے ہلی پہنچے تو قاضی حمید الدین نے کل امانت آپ کے سپرد کی، آپ بعد چند روز کے تشریف فرمے ہنسی ہوئے۔ باقی کیفیت دہر بیان ہو چکی ہے۔ پس اسی زمانہ میں شیخ جمال الدین ہنسوی مرید ہوئے۔ جب یہاں بھی خلقت نے از دھام کیا آپ قصبہ کو تھی دال وطن آبائی میں آئے اور چندے بسر فرمایا چونکہ یہاں سے ملتان قریب تھا یہاں بھی لوگوں نے گھیرا، مشوش ہو کر چاہا کہ لاہور میں چلے اس وقت لاہور تاخت چنگیز خانیوں کے سب سے ویران تھا۔ آخر قصبہ جو دہن کو مجھول جگہ سمجھا کر جو دہن میں تشریف لائے، اُس وقت وہاں ایک جوگی صاحب استدرج رہتا تھا، کل شہر اُس کو مانا تھا، آٹھویں روز گائے کا دودھ اُس کے واسطے لے جاتے تھے، یہ صرف آٹھویں روز دودھ پیتا تھا، خوبی یہ تھی کہ بتنا دودھ آجاتا اپنے کشف سے سب پی لیتا، سیف زبان تھا بہت مقامات جوگ ملے کئے ہوئے تھا، پری دام یعنی جس دم کھچتا تھا، بعض مقامات ایسے تھے کہ وہ اُسے نہ کھلتے تھے، ایک مدت فکر تھی کہ کوئی فقیر اہل اسلام ملے کہ جس کی وجہ سے یہ مقامات بھی ملے ہو جاویں کہ حضرت بھی وہاں رونق افروز ہوئے، اور خلقت نے حضرت کی طرف رجوع کی، اس جوگی کو کہ اس کا نام شہنشاہ تھا خبر ہوئی کہ ایک مسلمان فقیر اس قصبہ میں وارد ہے، یہ اپنے سینکڑوں چیلوں اور ہزار ہی فقیروں کو بیکر حضرت کی طرف چلا، اور دل میں خیا کیا کہ اگر فقیر کامل ہے اور میرے دونوں مندرے کان کے اُس کے آگے ٹک کر جا پڑیں گے تو میں

کچھوں کا کہ وہ کامل ہے۔ پس جب روبرو حضرت کے گیا آپ نے نور باطن سے اُس کے دل کا حال معلوم فرما کر اُن مندروں کو دیکھا، اسی وقت مُندے خود بخود اُس کے کانوں سے نکل کر حضرت کے روبرو پڑے، پھر اس کے دل میں خطرہ گذرا کہ اگر یہ شاخیں پیدا کر لادیں تو جانوں حضرت کو بھی اُس کے خطرہ سے آگاہی ہوئی اور دست مبارک سے دونوں مندے اُٹھا کر مٹی میں ڈالے وہ اُسی وقت اُگ آئے یہ کرامت دیکھ کر وہ اعتقاد لایا، اور عرض پر دراز ہوا کہ ایک میل اور باقی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیا، اُس نے کہا میں غائب ہوتا ہوں، اگر آپ نے کچھ کو ڈھونڈ لیا تو میں بیشک آپ کے چیلے ہوں گا، یہ کہہ کر وہ دراز ہوا اور اپنی چادر اوڑھی پڑے ہی روح اُس کی قالب سے پر دراز کر کے عالم بالا پر پہنچی، جسم اُس کا مثل مردہ کے ہو گیا، حضرت سرورِ قہر میں جھپکایا اُس کی روح عالم ملکوت گذر چکی تھی کہ روح مبارک نے اُس کو گھیرا اور آواز دی کہ باش لگے تیرا گد نہ ہو گا، یہ مقام اہل ایمان کے واسطے ہے، یہاں تک بھی تیرا گذر اس سبب ہوا کہ تیرے دل میں عظمت اور محبت اسلام کی تھی یہ فرمانے ہی روح اُسکی پہنچی اور اپنے قالب میں آئی وہ اُٹھ بیٹھا، حضرت نے مراقبہ سے سر اٹھا باوہ قدموں پر گر پڑا اور مع اپنے چیلوں کے صدق دل سے مسلمان ہوا اور حضرت سے بیعت کی چند حضور کی خدمت میں رہ کر علم الہی کی تکمیل کی، بعد حضرت اُس کو شاہ ولایت ملک سیوستان کا فرما کر محاسن کے چیلوں کے اس طرف رخصت فرمایا، وہ جوگی اور سب اُس کے چیلے اولیا ہوئے۔ صاحب سیراں لکھن اور میر الاقطاب اور دو طرح پر نقل کیا ہے، دونوں قول قریب قریب ہیں۔ صاحب ققباس لالوار عمر کر کے ہی کہہ سیتے وہ درخت بچشم خود دیکھے ہیں کہ موجود تھے، کہتے اُن کے نہایت سرخ رنگ خوشامیہ کہ اُن درختوں کو وہاں کے لوگ کسبہ کہتے تھے اور قریب آبادی کے زیارت گاہ ہیں۔ یہ ذکر سننا کا ہے کہ شاہ اکرم جامع اقتباس لالوار اس شہر میں پیش امام تھے، اور بہت روز وہاں ہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت نوشہرہ میں شریف فرما ہوئے، ایک روز مسواک کر کے جب سو اک کو زمین میں استادہ کیا، اُنھی اُس میں نشوونما ہوا یعنی جال کا درخت ہوا، بعد چند روز کے جب حضرت وہاں سے پہلے تو دیکھا کہ وہ درخت پیچھے آنا ہے، فرمایا کہ باش دریں جا باش، جب وہ نہڑ کا پھر فرمایا باش دریں جا باش، غرض تین بار ایسا ہی فرمایا، جب وہ نہڑ کا غصہ ہو کر اُسکی شاخیں پکڑ کر زمین پر سے مارا اور فرمایا کہ باش دریں جا باش وہ اُسی جگہ سرسبز ہے، سینے دیکھا ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔ نقل ہو کہ ایک روز حضرت تشریف فرما تھے جسم مبارک میں کچھ کمیر تھا، عصا اُنھ میں لیکر کھڑے ہوئے، چند قدم چلتے تھے کہ عصا دست مبارک سے گر اور اُتار تفکر اور حیرت

ظاہر ہوئے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کی کہ مخدوم معلوم نہیں اس وقت حیرت اور فکر کس سبب ہے  
 فرمایا کہ جب سینے عصاب پر تکیہ کیا عتاب لہی ہوئے کہ کس واسطے سولے ہمارے دوسرے پر تو نے تکیہ کیا  
 اس وجہ سے سینے عصا ڈال دیا اور شیخان ہوا۔ سیر اسالکین سے نواہت ہے کہ آپ کے عہد میں درویشان  
 کوہ قاف میں اہم اختلاف پیدا ہوا، بعض کہتے تھے کہ جہاں میں قطب کبریٰ ہے بعض کہتے تھے نہیں ہے  
 کس واسطے کہ اگر ہوتا کہ قاف میں کہی تو آتا، آخر یہ امر طے ہوا کہ دو شخص فلاں فلاں جو کمال اور شیخ ہوتے  
 جلتے ہیں تلاش میں جاویں جب قرار پا چکا ان دونوں مقبرہ کی روانہ کیا یہ تمام عالم میں پھرے، جہاں میں  
 کاس کو سنا دیا گئے، اُس کے لئے کہ صفات قطب کبریٰ نہ پائیں، صفات قطبیت کبریٰ اور دیگر صفات  
 مقامات فقر اللہ نے چاہا تو دوسرے رسالہ میں تحریر ہوگی۔ الغرض یہ دونوں بزرگ نقص کناں وارد ہندستان  
 ہوئے، اور حضرت گنجشکر کی کرات اور ریاضت و عبادت کا شہرہ سن کر وارد ہندوستان ہوئے، آپ سے  
 ملاقات کی، آثار قطبیت کبریٰ کے تو پائے حالات طہسنی کو نہ پاسکے، اور حضرت کی خدمت میں رہنا سعادت  
 سمجھا، جب ان کو بہت دن لگے دو شخص در آئے وہ بھی رہ گئے پھر دو اور آگئے وہ بھی رہ گئے اسی طرح  
 کل درویشان وہاں کے آئے اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے، جب حضرت نے دیکھا کہ وہ مقام اویا  
 خالی ہے اس وقت ان سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے مقام کو خالی نہ چھوڑ دو ہیں چلے جاؤ، اور مقام قطبیت  
 کبریٰ ان کو معاینہ کر دئے، وہ درویش اپنے جلاہد و نام و غفور کے اہل اپنے وطن کو گئے، بعد اُس کے ایک  
 شیخ بہاؤ الدین ذکر الہیاتی اور حضرت عالم طہر میں تھے، سیر کناں کوہ قاف ہوئے، ایک مسجد و کشتا دیکھا  
 وہاں قیام کیا، وہاں کے کل درویش واسطے پاوسی حضرت بابا صاحب کے حاضر ہوئے اور خدمات بجالائے  
 ایک روز واسطے وعظ کے عرض کی، آپ نے تفسیر قرآن مجید بیان کی، جس کے سننے سے تمام خلائق محظوظ  
 ہوئی اُس وقت پسرے جھابٹ ٹھہ گیا تھا، ایک حالت طاری تھی، بعد اُس کے جب دنیا داروں نے بہت  
 ستاؤ شروع کیا، دونوں بزرگوار واپس ہندوستان کو مراجعت کی حضرت شیخ محمد غوث  
 گو الیری قدس سرہ نے اوراد غوثیہ اور دیگر مکاشفات اپنے میں تحریر کیا ہے کہ ایک شب میں حاضر وقت  
 تھا، یکایک ایک آواز آئی کہ تیری حضوری اور معوری کا وقت ہے آج سنے سر نہ لگا دیکھا کہ دریائے غفر  
 اور تمام عالم اُس دریا کو دیکھ رہا ہے، اور ایک تخت مصع بلند بالا دریا رکھا گیا اور آگے اُس تخت کے ایک  
 صورت جمال ایک صورت جلال متجلی ہوئی، اور ایک مرد باوقار اُس تخت پر جلوہ افروز ہے، اور تمام

خلق اُس دریا میں اگئی ہے، وہاں سے جا نہیں سکتی، اگر چند شخص کہ جن کو میں پہچانتا ہوں نصف راہ وہ ملے کر چپکے تھے کہ میں نے اُن سے سبقت کی، اور قریب اُس تخت کے پہنچا، وہ محافظ تھے، وہ آگے جانے کو مانع ہوئے کہ یوں نہ جاؤ اور اپنا پیرا ہن جھکوا عطا کیا اور دو طبق انوار فیض جمال سے اور تین طبق فیض جلال سے میرے سر پر ڈالے، جب میں نے زیادہ طلب کئے کہا کہ اتنا ہی تیرے نصیب میں ہے، پھر میں نے التماس کیا کہ آپ کا نام کیا ہے، فرمایا کہ فرید الدین گنجشکر کہتے ہیں، پس میں نے قدم اُن کے لئے اور پھر عرض کی کہ یہ کیا جگہ ہے، فرمایا کہ دریا ہے ہستی ہے اور یہ تخت رب العالمین ہے، جو ولی اور بنی کہ اُس مقام پر پہنچتا ہے نعمتہائے جلال و جمال سے فیضیاب ہوتا ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت تنہا اس جگہ کے محافظ ہیں۔ فرمایا چار شخص ایک خواجہ بایزید بسطامی، دوسرے خواجہ جنید بغدادی، تیسرے خواجہ ذوالنون بصری، چوتھا یہ فقیر، پھر میں نے عرض کیا کہ آپ صاحبوں کی پیدائش بعد رسول قبول علیہ السلام کے ہے پہلے کس طرح حفاظت ہوتی ہوگی۔ فرمایا حقیقت ہمارے مرتبہ سے تعلق رکھتی ہے، پہلے ظہور بدن سے اور بعد ظہور سے اس جسم عنصری کو کچھ دخل نہیں۔ پس وقت حضرت گنجشکر کی اس جگہ سے معلوم کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا مرتبہ عنایت فرمایا۔ سیر الاقطاب سے نقل ہے کہ جب حضرت غوث بہاؤ الدین کی رحلت ہوئی تو بابا صاحب واسطے تعزیت کے ملتان میں تشریف لے گئے۔ شیخ صدر الدین سپرد جانشین شیخ نے آپ کا آنا فیضت اور سعادت دارین جانا، بعد دور کے اظہار کیا کہ ایک تو قریب روضہ کے ایک چاہ ہے اُس کا رہٹ ہر وقت آپ ہی پھرتا ہے، بیلوں کا کچھ کام نہیں، تمام مویشی پانی پیتے ہیں، دوسرا امر یہ ہے کہ قبر مبارک سے ہاتھ باہر آتے ہیں، لکھو کھا آدمی جمع ہوتے ہیں اور اسل مرے حیران رہتے ہیں۔ حضرت نے مراقبہ فرمایا سر اٹھا کر کہا کہ مجھ کو کل حال روح پاک شیخ سے معلوم ہو گیا۔ شیخ نے چاہ پر ایک دیو متعین کر دیا تھا کہ وہ رہٹ کو پھرایا کرے، اور خادم سے فرمایا کہ اُس چاہ پر جا اور کہدے کہ اگر اے پھر اُنے والے رہٹ کے اگر حکم خدا سے پھرتا ہے تو مبلح ہے ورنہ یہاں سے چلا جا۔ اُس وقت ایک سخت آواز ہوئی اور رہٹ پھرنے لگا، موقوف ہوا، خادم نے حاضر ہو کر کل حال عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ اب کبھی آپ سے نہ پھریگا، بعد اُس کے آپ مع صاحب سجادہ روضہ پر آئے، وہ ہاتھ بدستور قبر میں سے نکلا، حضرت نے پانی کا آفتاب اپنے خادم سے طلب کیا جو چلتے وقت اُس کے حوالہ کیا تھا، اور قد سے پانی اپنے ہاتھ میں لیکر درست برآمدہ قبر پر ڈالا، وہ ہاتھ اندر گیا، پھر باہر آیا، پھر آپ نے چند قطرہ اُس ہاتھ پر ڈال دیئے وہ پھر اندر گیا

تیسری بار پھر نکلا، آپ نے پھر تھوڑا پانی دیا وہ ہاتھ پھر اندر ہو گیا۔ بابا صاحب نے ارشاد کیا کہ جب شیخ کو غسل میت دیا ہے تو ان آپ کی خشک رہ گئی تھی، اسی واسطے ہاتھ بطلب آب باہر آتا تھا اب وہ مدعا پورا ہوا اب کہی ہاتھ باہر نہ آویگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نقل ہے کہ ایک بار شیخ بہاؤ الدین ذکر پڑھنے کے لیے شیخ جمال ہانسوی کو طلب کیا کہ تھوڑے دن میرے پاس رہیگا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ برادر اپنا جمال بھی کوئی کسی کو دیتا ہے، شیخ بہاؤ الدین اُس وقت چپ ہوئے، لیکن شیخ جمال کے دل کو اپنی طرف کشید کیا، اُسی وقت شیخ جمال نے بابا صاحب سے عرض کیا کہ اگر حضور کی مرضی ہو تو تھوڑے دن شیخ بہاؤ الدین کے پاس گزاروں۔ حضرت نے جواب دیا، پھر انہوں نے بعد چند روز کے عرض کی، پھر جواب دیا، پھر شیخ جمال نے تیسری بار عرض کیا حضرت کو ناگوار گذرا، خفا ہو کر فرمایا کہ تجھ کو اپنا اختیار ہے، جا، مگر کرامت اور نعمت ان کی صلب ہوئی وہاں سے نکل کر جنگوں میں پریشان پھر لے گئے، اور تمام بدن میں زخم ہو کر متعجب ہو گئے، حضرت نے کل اہل خانقاہ کو حکم دیدیا کہ کوئی کہی ہمارے روبرو شیخ جمال کا ذکر نہ کرے، اور شیخ جمال کے چہرہ رنگ ایسا متغیر ہو گیا تھا کہ کوئی شناخت بھی نہ کر سکتا تھا۔ بعد ایک مدت کے عالم نام سوداگر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور حضرت کا مرید بھی تھا ایک جنگل میں شیخ جمال سے ملا۔ اُن کی یہ حالت پریشان دیکھ کر پوچھا کہ شیخ کیا حال ہو گیا، شیخ جمال روئے اور اپنی سرگزشت بیان کی اس سوداگر کو ان کے حال پر رحم آیا، اور کہا کہ تسلی رکھو، شیخ کی خدمت میں پہنچ کر تمہاری حقیقت عرض کر دوں گے۔ جب عالم سوداگر خدمت حضور میں حاضر ہوا، شیخ جمال کی کیفیت عرض کی سفارش کی کہ اُس کو طلب فرمائیے۔ شیخ جمال کی کیفیت سن کر حضرت کو بھی رحم آیا، اور فرمایا کہ اُسے عالم یہ رابعی اُس کو لکھ بھیج، اُس نے بموجب حکم والا کے وہ رابعی تحریر کر کے ایک فقیر کے ہاتھ شیخ جمال کے پاس روانہ کی، وہ یہ ہے۔ رابعی

روگرد جہاں بگرد پا آبلہ کن      گر بچو منی یابی بارا ہے کن  
یک صبح با خلاص بسا بردرا      گر کار تو نسیاید آنکہ گلہ کن

شیخ جمال بجز دیکھنے اس رابعی کے خوش ہوئے، اور جلدی سے خدمت پیر مرشد میں حاضر ہوئے زمین خدمت کی چومی اور بہت روئے۔ حضرت نے اُن پر بہت مہربانی فرمائی اور فرمایا کہ میرا جمال قطب عالم ہے، اُس روز سے مخاطب بہ قطب ہوئے، اُسی وقت وہ ہتھیلی پر آگئے اور نعمت صلیب اور دیگر نعمتہائے غلطی سے مشرف ہوئے۔ نقل ہے کہ حضرت ملک الودہ میں مسافر تھے



ایک روز زیر درخت بڑکے برسر تالاب قصبہ بڑودہ علاقہ منجوس میں ہے تشریف فرما تھے کہ تیز و تند آندھی آئی بہت سے درخت گر گئے اور اُس درخت کی بھی ایک نلخہ کہ سر مبارک پر تھی ٹوٹی اور ٹہنی سے جدا ہوئی جب اُس کے ٹوٹنے کی آواز آپ کے کان میں پہنچی سر اٹھا کر اُس کو دیکھا وہ اُسی جگہ قائم ہو گئی باوجود ٹہنی سے جدا ہو چکی تھی اور پھر بھی سر سبز اور شاداب رہی۔

نقل ہے کہ چھٹے مہینے آپ کے واسطے طبقہ زمہریر سے ایک مشک پر آب آتی تھی، آخر سلطان ناصر الدین اس مشک کو اجدہن سے منگا کر اُس کے توہنہ بنا کر اپنے اہل و عیال کے گلے میں ڈالے۔

سیر الاقطاب نقل ہے کہ بابا صاحب ایک روز حالت پیدا ہوئی بہت دیر بیہوش ہے جب ہوشیار ہوئے یاروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو تیرے مرید اور مریدوں کے مرید ہیں جو تیرے سلسلہ میں ملیں گے اُن پر آتش و دوزخ حرام کی تمام یار سننے سے اس خبر کے خوش ہو گئے اور شکر حق بجالائے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب سے

فرمایا کہ لے فریہ بھکو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں اور جو تیرے سلسلہ میں نہیں گئے اُن سب پر آگ و دوزخ کی حرام کی، مگر وہ جو تیرے پیروں گے کس واسطے

کہ مرید وہی ہے جو پیر کے قدم بقدم ہو، صاحب مرآۃ الاسرار سے نقل ہے کہ بابا صاحب و شیخ بہاؤ الدین ذکر یا میں کمال دوستی تھی مثل برادر حقیقی کے، مگر بعض مفسد بابا صاحب کی خدمت میں شیخ کی شکایت کرتے، اُن کی خدمت میں اُن کی شکایتیں کرتے اُس کے دفعیہ کے واسطے شیخ بہاؤ الدین لکھتے ہیں کہ ہم بابا

اور تم میں عشق بازی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں اس کے جواب میں بابا صاحب لکھتے ہیں کہ ہم میں تم میں عشق ہے بازی نہیں حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ بابا صاحب انظار کم تھا، خواہ کسی ہی

حالت ہوتی، اور شیخ بہاؤ الدین کو صوم کم اور طاعت عبادات زیادہ۔ چنانچہ دو رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔ صاحب سیر الاسرار لکھتے ہیں کہ ایک روز جن قوال حضرت کی خدمت میں آیا، اور عرض

کی شیخ بہاؤ الدین کی بہت تعریف تھی ہے، جی چاہتا ہے اُن کو جا کر دیکھوں۔ حضرت نے فرمایا جا مگر بے ادبی نہ کرنا الغرض جن مہمان پہنچ کر دروازہ خانقاہ شیخ بہاؤ الدین پر حاضر ہوا، خادم شیخ نے اس کے

آنے کی خبر گزارش کی، حکم ہوا کہ آئے دو، جب یہ قریب گیا، دیکھا کہ مکان عالیشان ہے اور ہر طرح آراستہ ہے جس میں قائم اور دیبا کا فرش ہے، اس پر ایک پنگ بٹاؤ بچا ہوا ہے اس پر نعل رومی

تکیمہ وغیرہ آراستہ ہیں در شیخ بہاؤ الدین اس پر بیٹھے ہیں۔ یہ تکلف دیکھ کر اس کے دل میں خیال گزرا کہ یہ کیا شیخی ہے کہ کل سالان عیش دنیا کے موجود ہیں، فقیری گنجشکر کے گھر ہے کہ جہاں سولے ایک جوڑے کے دوسرا نہیں، شیخ نور باطن سے دریافت کر گئے، اور فرمایا کہ اوبے ادب بھائی فرید الدین نے تجھ سے کہہ دیا تھا کہ بے ادبی نکرنا تو نے نہ مانا، اور شیخ کو غصہ آیا اور چاہا کہ اُس کو اٹھا کر پھینک دینے سے مست باجستا در میان میں لگیا، شیخ پھر درگزر کر گئے، دوسری بار پھر چاہا کہ اس کو سسزا دیں، پھر وہی ہاتھ اٹھے، آگیا، تیسری بار پھر اس کو زندہ دینی چاہی، پھر وہ ہاتھ در میان میں آیا، اور اُس ہاتھ نے کہا کہ لے حسن اس ہاتھ کو پہچانا ہے، حسن نے کہا کہ قربان اس ہاتھ کے کہ اگر یہ ہاتھ نہ ہوتا تو میں زندہ نہ رہتا، لکھا ہے کہ ایک روز یہی حسن قوال حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی کی شادی ہے کچھ غنایت کیجئے، بابا صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس کیا ہے جو دوزخ تو خوب جانتا ہے، اس قوال نے کہا کہ اگر کچھ نہیں ہے تو کہہ دو کہ یہ اینٹ اٹھائے، ٹھوڑی دیر تو آپ ساکن لیجئے، بعدہ فرمایا کہ اٹھا لے، اُس نے جو اُس اینٹ کو ہاتھ لگایا سونے کی ہو گئی، یہ خوش ہوا اور پھر عرض کیا کہ حکم دیکھو، تاکہ دوسری خشت بھی اٹھاؤں، آپ نے فرمایا کہ یہی کافی ہے، جب اس نے اصرار کیا فرمایا کہ اس کو تو اٹھا لے مگر پھر نہ اٹھانا، اُس نے منظور کیا۔ وہ اینٹ بھی اُس کے ہاتھ لگانے ہی زبر ہو گئی، پھر اُس نے عرض کی کہ تیسری کی بھی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کہہ دیا کہ اب کچھ نہ کہنا اور پھر تو کہتا ہو، قوال نے کہا ذرا سے کہہ دینے میں تمہارا کیا ہرج ہوتا ہے، آپ نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ خیر ایک اور اٹھا لے، اٹھا لے ہی وہ بھی سونے کی ہو گئی۔ وہ قوال بخوشی تینوں خشت رو لیکر مکان پر آیا، اور بڑی دھوم دھام سے اپنی دختر کی شادی کی اور اپنی کل برادری سے حضرت کی یہ کرامت بیان کی، نقل ہے کہ ایک زندہ خدمت بابا صاحب میں آیا آپ نے لٹن مارک میں کنگھا کر ہے تھے، اُس نے کہا کہ یہ کنگھا مجھ کو دے، آپ نے فرمایا کہ مستعل ہے، اُس نے کہا یہی دے، ورنہ میں بس لوں گا، اور تجھ کو برکت ہوگی، آپ نے فرمایا تجھ کو اور تیری برکت کو دریا میں ڈالا، وہ زندہ خانقاہ سے باہر آیا اور تالاب میں غسل کرنے کو لگھا، اُسی روز ڈوب کر مر گیا، صاحب تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین بہر حضرت نے روبرو آپ کے اگر شکایت کی کہ قاضی اجمودہ میں نے مجھ کو اور میرے مریدوں کو بہت بُرا بھلا کہا، اور ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جن سے بہت ہی عجزی ہوئی، حضرت نے اُس کو عصا اپنا اٹھا کر زمین پر مارا، اُسی وقت قاضی کے شکم میں درد اٹھا

اُس نے بقرار ہو کر کہا کہ مجھ کو جلد بابا صاحب کی خدمت میں لے چلو تاکہ میں اپنی خطامعات کراؤں اُس کے اجاب اُس کو اٹھا کر لے چلے، راستہ ہی میں وہ مر گیا۔ صاحب سیر اللشائخ نقل کرتے ہیں کہ ایک جوان خبر و دہلی سے بارادت بیعت اجدہن کو چلا۔ ایک بازاری عورت فاحشہ کہ صاحب جمال تھی راستہ میں بلی شام کو سرائے میں دونوں کا ایک جگہ مقام ہوا، اس کو ٹھہری میں سوائے ان کے تیسرا نہ تھا اُس عورت نے چاہا کہ اس مرد کو اپنے قبضہ میں لیجے اور ہم صحبت ہو جائے، قریب تھا کہ یہ مرد آلودہ بہ گناہ ہو اُسی وقت ایک مرد اُس جگہ پیدا ہوا اور ایک طمانچہ اس جوان کے منہ پر مارا اور کہا کہ اے بے ادب واسطے ارادت شیخ کے جاتا ہے اور راستہ میں بدکاری کرتا ہے، یہ کہہ کر غائب، یہ جوان استغفار پڑھتا ہوا وہاں سے نکلا، اور بعد چند روز کے خدمت شیخ میں پہنچا، پہلی بات شیخ نے یہ فرمائی کہ الحمد للہ والمنہ کہ راستہ میں تو نے مکر عورت فاحشہ سے نجات پائی۔ سبحان اللہ کیا رتبہ عالی تھا۔ صاحب خزینۃ الامصال سیر الاقطاب سے ناقل ہیں کہ بادشاہ دہلی نے فوج کو واسطے تاراجی قصبہ پال پور کر اہل قصبہ مسلمان نہ ہوتے تھے روانہ کیا۔ جب یہ فوج پہنچی انہوں نے بعضوں کو قتل کیا، بعضوں کو قید کیا، ایک مسلمان تیلی کی بھی عورت گرفتار ہوئی۔ اس کا خاوند حضرت بابا صاحب کی خدمت میں آیا، اور بصدد زاری عرض کیا کہ میری عورت بھی مبتلا ہوئی، لشکری اُس کو پکڑ کر لے گئے، حضرت نے اُس پر مہربان ہو کر فرمایا کہ تسلی رکھ تین روز تو میرے پاس رہ اس قدر ہے تیری منکوحہ تجھ کو مل جاوے گی۔ قدرت خدا سے اسی روز ایک منشی سرکاری قید ہوا اور واردا جودہن ہو کر واسطے دعا و خلاصی اور بہبودگی اپنی کے حضور کی بند میں آیا، حضرت نے فرمایا کہ اگر تو خلاص ہو جائے تو فقیروں کی کیا مدد کرے گا، اُس نے عرض کیا کل مال متاع فرمایا تیرے مال سے کچھ غرض نہیں، مگر تجھ کو جو خلعت ملے وہ اس تیلی کو دیدینا، اس نے قبول کیا، اُسی وقت اُس کی بھالی کا حکم آیا، وہ اس تیلی کو ہمراہ لیکر خدمت حاکم دیپال پور میں حاضر ہوا، اُس نے اُس کو خلعت سرفرازی دیا، اس میں یک اسپل و رکنیرک خبر و تھی اور پھر اُس کے کام پر بحال کیا اُس منشی نے وہ سامان اُس تیلی کے حوالہ کیا، اُس عورت نے جب اپنے شوہر تیلی کو پہچانا منہ کھول دیا اور دونوں شکر پروردگار بجالائے، اور اپنا کل مال و متاع خیرات کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ترک دنیا کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے۔ نقل ہے کہ ایک حاکم دیپال پور کو باز کے شکار کا بہت شوق تھا، اُس کا ایک بہت پیارا باز تھا، وہ ایک بازدار کے سپرد تھا، اور یہ حکم تھا کہ جب

ہمارے اس کو شکار پر نہ چھوڑنا، اتفاقاً وہ بازدار حسب منشا اپنے دوستوں کے جنگل میں آیا، اور اُن دوستوں کے اصرار سے اُس باز کو شکار پر چھوڑا، جب شکار باز کے ہاتھ نہ لگا، باز آسان پر ہوا اور نظر غائب ہو گیا، تب تو یہ باز دار گھبرا گیا، ناچار فقیر ہی کا گھر سوچا، بعقیدہ تمام خدمت بابا صاحب میں آیا اور باز کا کل حال عرض کیا، آپ نے فرمایا امت گھر خدا خیر کرے گا، اُس کو کھانا کھلایا، جب کھانا کھا چکا فرمایا کہ دیکھ تیرا باز وہ اُس دیوار پر بیٹھا ہے، اور جب تک تو نہ جائیگا وہ نہ اُڑے گا، باز دار نے اُس کے قریب جاکر کچرہ اور قد بموسی کر کے اپنے حاکم کی خدمت میں گیا اور کل ماجرا باز کا عرض کیا، وہ کمال حضرت کا مَن کر خدمت عالی درت میں گیا، اور مرید ہو کر ترک دنیا کی اور تاحیات جاروب کشتی آستانہ شریف میں مصروف رہا۔ صاحب خزینۃ الالافیا ناقل ہیں کہ ایک قطعہ زمین حضرت کا خرید تھا، ایک اور شخص نے اُس پر ملکیت کا دعوے کیا، اور وہ مقدمہ اجلاس حاکم دپال پور میں پیش ہوا، بعد ترتیب مثل دعویٰ مدعی حاکم نے حضرت کو واسطے جاہد کے طلب کیا، آپ نے جواب میں لکھا کہ اس مقدمہ کا حال اہل قضیہ سے دریافت کر لو، سب جانتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ مقدمہ ایسی بے پروائی سے فیصل نہ ہوگا، خود حاضر ہو یا تمہارا وکیل و جریک سند نہ پیش کرے گا قابل توجہ نہ ہوگا، حضرت نے رنجیدہ ہو کر فرمایا اُس گردن شکستے کہو کہ ہمارے پاس نہ سند ہے نہ گواہ اگر ہمارے کہنے کا اعتبار ہے تو کافی ہو، ورنہ زمین متنازعہ سے دریافت کر لو کہ تو کس کی ملک ہے، یہ مَن کر حاکم متحیر ہوا اور برائے امتحان موقع پر آیا، اُس وقت غلامی اجود مَن اس معاملہ کے دیکھنے سننے کو موقع پر حاضر تھی، جبکہ حاکم مدعی نے کہا کہ اے زمین تو کس کی ملک ہو، کچھ جواب نہ ملا، پھر حضرت کے ایک خادم نے باواز بند کہا کہ اے زمین فرید الدین گنج شکر کا حکم ہے راست بیان کر کہ تو کس کی ملک ہے زمین نے بغصاحت جواب دیا کہ میں خواجہ فرید الدین کی ملک ہوں، مدعی غفل ہوا، حاکم متحیر، پس پھر راستہ میں اس کی گھوڑی کا قدم اُٹھا وہ گرا اور وہ حاکم اُس پر سے گردن کے بل گرا کہ نہ نکا اُس کی گردن کا ٹوٹ گیا اور فوت ہوا۔ راحت القلوب سے نقل ہے کہ محمد شاہ ایک شخص یا ران حضرت سے تھا آیا، آداب بجالایا مگر مکر خاطر تھا حضرت نے کدورت کا حال دریافت کیا، اُس نے عرض کیا کہ میرا برادر بیمار ہے اُس کو حالت نزع میں چھوڑ آیا ہوں آپ کی قد بموسی کو آیا ہوں، شاید اُس کو زندہ نہ پاؤں گا، آپ نے فرمایا جاتیرا برادر اچھا ہے اُس کو شفا ہو گئی، جب محمد شاہ مکان پر آیا اپنے بھائی کو تندرست پایا۔ نقل ہو چند درویش بیت المقدس سے آپ کی خدمت میں آئے، اور حضرت کو تیز نظر سے دیکھا، آپ گردن جھکائے بیٹھے تھے، آخر ایک نے کہا کہ یا محمد دم مینے

آپ کو بیت المقدس میں جا رو بکشی کرتے ہر روز دیکھا ہے اور اپنے اپنا نام فرید الدین اجدہنی بتایا تھا۔ فرمایا کہ ہم اے تمہارے درمیان کیا عہد تھا کہ یہ حال کسی سے نہ کہنا، تم نے عہد فراموش کیا۔ سنو! مردان خدا جس جگہ ہیں کعبہ ہیں بیت المقدس ہیں عرش ہیں کرسی ہو، جو کچھ پیدائش خدا ہو سب ان کی پیش نظر ہے، مگر اس طرف توجہ ہو جس طرف توجہ کی ہی حال معلوم ہو گیا، اگر یقین نہیں ہو تو آنکھیں بند کرو۔ بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ کھول دو اور حلقاً اہل مجلس کے رو برو بیان کرو، اُس فقیر نے جملف کہا کہ میں نے بچشم باطن معائنہ کیا، اور بعد اُس کے حضرت کا مرید ہو کر کار تکمیل کو پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کیا، اور سیستان کا شاہ ولایت ہوا۔ راحت القلوب سے نقل ہے کہ ایک مرید سہی شہاب الدین لاہور سے چل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آداب بجالایا، پچاس دینار رو برو حضرت کے رکھے، اور عرض کیا کہ حاکم لاہور نے آداب کو ریش عرض کیا ہے، اور نذرانہ پیشکش کیا ہے، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ شہاب الدین خوب حصہ کیا، برابر کے آدھے آپ رکھے آدھے ہمارے پاس لاکر پیش کئے۔ شہاب الدین خجل ہوا غد تقصیر چاہا اور توبہ کی، اور باقی ماندہ پچاس دینار اگے رکھ دئے حضرت نے فرمایا کہ جدید بعیت کر کہ تیری توبہ ساقط ہو گئی، اس نے پھر دوبارہ بعیت کی، یہاں تک کہ خرقہ خلافت عطا ہوا اور بلخ کا شاہ ولایت کیا گیا۔ نواید شریف سے نقل ہے کہ حضرت سلطان الناصح نے فرمایا کہ میں ایک روز خدمت شیخ میں حاضر تھا کہ موئے مبارک ریش حضرت سے جدا ہوا اور آپ کی بغل کی طرف پڑا، میں نے عرض کیا کہ ایک بال ریش مبارک سے جدا ہوا ہے، اگر حکم ہو تو اس کو لیکر بعزت تمام تعویذ بنا کر حرز جان کروں فرمایا کہ لیلے، میں نے اُس کو لیکر تعویذ بنایا موجب بعد چند روز کے ٹھہری میں آیا جو مرض طلب تعویذ میں میرے پاس آتا میں اُسے موئے مبارک کے تعویذ دیتا، اُس کو شفا ہوتی۔ ایک روز پیر تاج الدین ملتان سے بیمار تھے اور تاج الدین کہ میرا دوست تھا بطلب تعویذ موئے مبارک کو آیا، میں اُس کو ایک طاق میں دہر کر بھول گیا، ہر چند تلاش کیا نہ ملا آخر وہ پسر فوت ہوا، بعد چند روز کے ایک ور شخص آیا وہ بھی میرا دوست تھا، اس نے بھی تعویذ موئے مبارک طلب کیا، ایک ایک میری نظر اُس تعویذ پر جا پڑی، طاق میں سے اٹھا کر اُس کو دیا، وہ جس کے واسطے لے گیا تھا اُس کو شفا ہوئی، اب میں نے معلوم کیا کہ حیات پیر تلج الدین کی باقی نہ تھی، اس وجہ سے وہ تعویذ میری نذر سے پوشیدہ ہو گیا تھا۔ نیز حضرت سلطان الناصح سے روایت ہو یعنی سلطان الاولیا فرماتے ہیں کہ محمد نام ایک شخص میرا ہمایہ تھا، اُس کو ہمیشہ نادر کا عارضہ لاحق رہتا تھا، جب میرا ارادہ واسطے زیارت شیخ اجدہنی ہوا اُس نے

معلوم کر کے مجھ سے بہت کہا کہ جب تم شیخ کی خدمت میں پہنچو میری شفا کے واسطے عرض کرنا موجب میں حاضر ہوا اُس کا بھی پیام عرض کیا اور تعویذ چاہا، فرمایا کہ لکھ اسد کافی اسد شافی اسد معافی میں نے تحریر کر کے پیش کیا اُس کو معائنہ فرما کر ارشاد کیا کہ اُس کو دیدینا، جب میں واپس ہلی میں آیا وہ تعویذ اُس کو دیا۔ برکت اس تعویذ سے پھر کبھی تاحیات اس کی نارونہ ہوا نقل ہے کہ ایک بار سات درویش حضرت غنی غافلاً میں آئے اور بیان کیا کہ تمام عالم میں پھرے فقیر نہیں دیکھا مگر چند مدعی دیکھے، آپ نے فرمایا بیٹھو ہم تم کو فقیری دکھا دیں گے انہوں نے اس بات کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور وہاں سے چل دیئے، آپ نے فرمایا فقیری دیکھو گے وہ درویش جب اجدہن سے باہر ہوئے بادِ موم یعنی ٹو لگنے سے مر گئے۔ سیر الاویا سے نقل ہے کہ سلطان ناصر الدین خلعت شمس الدین لٹش نے افواج اور تمان کی طرف لشکر کشی کی اور واسطے قدمبوسی حضرت گنجشکر کے اجدہن میں آیا، بعد ملازمت کے چار سندیں موضع کی اور کچھ زرفقہ بہ دست سلطان غیاث الدین بہن کے کہ اُس زمانہ میں امرائے سلطانی سے تھا شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے نقد و نفیروں کو تقسیم کر دیا اور معافی جاگیر قبول نہ فرمائی، اور کہا کہ اس کے بہت طالب ہیں اُن کو دوسہ شاہ مارا دیہہ ہمت نہ بد، رازق مار زرق بے منت دہد، اس وقت غیاث الدین کے دل میں آیا کہ سلطان ناظر لدا لا ولد ہے۔ اگر حضرت کی توجہ ہو تو بادشاہی بھگول جاوے۔ حضرت نور باطن سے معلوم فرما کر یہ درمیت زبان مبارک پر لائے۔ بیت

فسر بدو نسخ فرشتہ نبود زعود غنبر سر شتہ نبود

ز داود و دہش یافتہ اونی کوئی تو داود و دہش کن فسریدوں توئی

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت گنجشکر ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے چن دانہ مونیز ایک پیالہ پانی میں تر کر کے اُن کا آب زلال نوش فرماتے، اور نصف شربت حاضرین کو تقسیم کرتے، سحری کے وقت دو نان آتیں، اُن میں سے قدرے نوش کرتے باقی تقسیم فرماتے اور بعد افطار روزہ کے ہر قسم کا کھانا حاضرین کو کھلاتے، آپ اس میں ہاتھ کم ڈالتے، نیز حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ کچھ درویش صاحب مہلی آئے، جامع مسجد میں ٹھہرے بھوکے تھے، حضرت بابا صاحب نے دانائی سے معلوم کیا، اور گھر میں گئے وہاں سوائے قدرے جوار کے اور کچھ موجود نہ تھا، اُس جوار کو آپ نے بیسا اور روٹیاں پکا کر درویشوں کو پاس لائے، اُن درویشوں نے کہا تمہارے گھر میں سوائے اس جوار کے اور کچھ نہ تھا تم نے کس طرح بیسا

اور پکا یا ہم دیکھ ہے تھے اب کیا جاسکتے ہو کہو، الغرض جو مطلب حضرت کا تھا وہ اُن درویشوں کی مدد و عاے پورا ہوا، ہمیشہ آپ کے یہاں تنگی رہتی تھی، مگر جو درویش آتا تھا خالی نہ جاتا تھا، کس واسطے کہ فقرا کا قاعدہ ہے کہ خدمت فقر سے ہرگز دریغ نہیں کرتے، بلکہ سعادت جانتے ہیں پس یہی قاعدہ حضرت شاہ غلام فرید کا تھا حضرت سلطان الشائخ سے نقل ہے کہ میں جو دہن سے آکر دہلی میں مقیم ہوا اور وہ کبل کر جو شیخ نے معرفت فرمایا تھا اُس کو اوڑھے رہتا تھا، ایک بار جامع مسجد میں گیا، شیخ شرف الدین قبائی نے مجھ کو طلب کیا اور احوال مجھ سے دریافت کیا، میں نے اپنی مریدی اور عطلے خرقہ کی کیفیت اُن سے بیان کی، یہ سنتے ہی حضرت گنجشکر کی شان میں کلمات نامناسب کہے جو مجھ کو ناگوار گذرے، اور مجھ کو بھی برا کہا، باوجودیکہ میں جواب رکھتا تھا، مگر اُن کی برداشت کی جب پھر خدمت شیخ میں بمقام اجداد پہنچا، اُس ماجرے کو عرض کیا، حضرت ہائے کر کے روئے اور میری بردباری پر آفریں کی، اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ شرف الدین گیا۔ پس جب میں پھر دہلی میں آیا شرف الدین مرحبہ تھا۔ نیز روایت ہے کہ شیخ یوسف ہانوی کہ حضرت کے یاران سابق سے تھے، اوج سے آئے حضرت نے پوچھا کہ یوسف اس سفر میں کیا دیکھا ہے، اُس نے عرض کی کہ فلاں فلاں جگہ فلاں درویش فلاں جگہ فلاں فلاں کا ملین کو دیکھا ہے، ایسے عابد ایسے زاہد تھے، یہ سن کر حضرت نے وضو کیا اور اٹھے اور ہوا پر پرواز کی، جب تھوڑی دیر بعد تشریف لائے یوسف نے عرض کی کہ کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ یوسف تیرے بیان سے مجھ کو اُن مشائخ کے دیکھنے کا شوق ہوا اُن کو دیکھنے گیا تھا۔ صاحب مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ ایک روز شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین ذکر پانے پدر بزرگوار اپنے سے عرض کیا کہ شاہ کرویز کے مزار سے ہاتھ باہر آتا ہے، اور بیعت کرتا ہے، مگر آپ کے فرزند ان کی طرف اتنی رجوع نہیں ہے، جتنی اُس ہاتھ کی طرف ہے، آپ کے چندے تقافل فرما کر کہا کہ بابا اس خیال میں تم مت پڑو، جب مصر ہوئے تو ناچار فرمایا کہ مرقد پاک شاہ کرویز میں خود جا کر التماس کر کے آپ کے کمالات میں کسی شک نہیں، لیکن رعایت اپنے جد کی شریعت کی لازم ہے شیخ صدر الدین مزار پر گئے اور پیام پدر عرض کیا اُس روز سے وہ ہاتھ نکلتا اور بیعت کرنا بند ہوا، مزار شاہ کرویز کا ملتان میں ہے۔ اس حکایت کا یہاں موقع نہ تھا، مگر بربیل تمثیل تحریر کی، مگر اب چند کلمات طببات بابا صاحب ملفوظات حضرت کے پیر کا تحریر ہوتے ہیں، یعنی حضرت گنجشکر نے زمانہ فیض ترحال سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے

معاملہ درست رکھنا چاہیے جو وہ دیتا ہے اُس کو کوئی نہیں لے سکتا جب وہ لیتا ہے کوئی نہیں دلا سکتا نہ وہاں سفارش جلتی ہے نہ رشوت کام دیتی ہے۔ کلمہ دوم درویش کو چاہیے کہ اگر کس ظاہری میں نہ کوشش کرے واسطے دنیاوی عزت کے اپنے روبرو خدا کو بقدر نہ کرے حرمت خاندان نگاہ رکھے صرف طلب حق میں مشغول رہے کلمہ سوم جو سایل دروازہ پر آئے اُس کو جو موجود ہو دیوے یا موجود نہ ہونے دیوے ترمی سے کہدے کہ اس وقت نہیں ہوا اور بُرا بھلا اور سخت کلامی سے پیش نہ آؤ چنانچہ اس بارے میں آیت کریمہ ال ہے۔ واما الکاملین فلا تھض۔ یعنی سائل کو مت جھڑک اور اُس سے سخت کلامی مت کرے بُرے بھلے کا کچھ خیال نہ کرے روٹی لئے اہل کو کسی جگہ نہ بھولے جو بات کہے بھکم کہے دل کو باز نہ دے دیوانہ نہ کرے کلمہ چہارم بھاگنا اپنے سے اور پہنچا طرف حق کے غوام خد کر کر نا گوشہ اختیار کرنا کم بولنا کم کھانا کم سونا کم ملنا نہ مثل برگ نیب تلخ ہونا نہ مثل شکوہ رہنا بن بین رہنا کلمہ پنجم۔ دشمن کیسا ہی دوست ہو دوستی میں اُس سے بے ڈر رہنا نہ چاہیے جیسا کہ نفس شیطان ہے اور جوڑے اُس سے ڈرنا چاہیے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے ع ازال کس تو ترسد بترس لے حکیم کلمہ ششم اپنی توانائی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کہ نہ معلوم موت کس وقت آوے اور اہل معدی صحبت کو نصیحت جائے اُن کی مکتب کیجئے اور جو شخص تمام جہان کو اپنا دشمن بنانا چاہے تکر اختیار کرے جو اپنی حرمت اپنا اعتبار کھونا چاہے وہ غمازی دروغ گوئی اختیار کرے کلمہ ہفتم در باب سماع یعنی ایک بار ابادت اور حرمت سماع میں کہ اختلاف علماء کا ہے گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا سبحان اللہ کیے سوخت خاک تر شد دیگر تہو زور اختلاف است یعنی ایک جلاۃ آستر ہوا دوسرا اختلاف میں ہے۔ صاحب سیر الاقطاب فرماتے ہیں کہ حضرت کی تین ازواج تھیں ایک بی بی ہزرت دختر سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی دوسری بی بی سارہ تیسری بی بی شکوہ دو نو خادمہ دختر سلطان کے ہمراہ آئیں تھیں۔ دختر شاہ نے اپنی خوشی یہ دو نو خادمہ حضور کے تصرف میں دیدی تھیں۔ اور کیفیت اس کی یہ ہے کہ بعد وفات حضرت قطب لاقطاب بابا صاحب چند دے دہلی میں رہے ہیں ایک وزیر سلطان غیاث الدین بلبن واسطے زیارت حضرت کے آیا اور عرض کیا کہ بندہ تو اکثر بارسادت زیارت مشرف ہوا ہے لیکن بگیا کا باہر گھر کے آنا محال ہے میں اُن کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ حضور نوازش فرما کر میرے گھر قدم رنج فرادیں تو وہ پرہیزشان بھی قد مبوسی سے مشرف ہوں۔ آپ نے



فرمایا کہ ہمارے پیروں نے ہمیشہ امرار کے گھر جلنے سے اجتناب کیا ہے، مگر مشیتِ ایزدی میں ہم نہیں مارا جاتا، اگرچہ سنتِ پیروں کی بات سے خالی جاتی ہو، مگر حکمِ خدا اسی طرح ہے، بسم اللہ کہہ کر آپ ہمراہ بادشاہِ ملتان میں داخل ہوئے، دختر سلطان ہنریرہ بانو ڈیوڑھی پر استادہ تھیں کہ نظرِ حضور کی اُن پر پڑی تا دیر اُن کی طرف دیکھتے رہے، اور سلطان سے پوچھا کہ یہ دختر کس کی ہو۔ سلطان نے عرض کیا کہ آپ کے غلام کی دختر ہے، حضرت چُپ ہوئے اور کل اہل محلہ لائے، قدِ مبوسی کی، اور بزودی باہر تشریف لائے۔ بادشاہ نے اُسی وقت وزیر کو طلب کیا، اور فرمایا کہ حضرت گنجشکر بوجب میری استدعا کے میرے گھر تشریف فرما ہوئے، تمام مستورات نے قدِ مبوسی کی آپ کے کسی کی طرف توجہ نہ فرمائی، سر نیچے کئے چپ رہے، میری دختر کو دیکھ کر مجھ سے پوچھا کہ دختر کس کی ہے، میں نے کہا میری ہی، کچھ جواب نہ دیا، اور اُسی وقت باہر تشریف لے گئے معلوم ہوتا ہے کہ میلِ خاطر اُس کی طرف ہوا ہو تو ابھی حضرت کی خدمت میں چلا اور میری طرف سے عرض کر کہ اگر حکم ہو تو میں اپنی دختر کو واسطے خدمتِ عالی کے حاضر کروں، وزیر نے جا کر پیامِ سلطان ادا کیا، حضرت نے وزیر سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا کہ میں اپنے کو اکودہ کروں، مگر حکمِ خدا یہی اسی طرح ہوا کہ فرید میرے حبیب کی سنت ادا کرالیا قبول کیا، مگر میں حیران ہوں کہ کیونکر یہ حکم ہوا، میں جس وقت محل میں داخل ہوا اور حق کی طرف متوجہ ہوا، اُسی وقت حکم ہوا فرید سراونچا کر، جب میں نے سراونچا کیا نگاہ دختر پر پڑی۔ اُسی وقت حکم ہوا کہ اس دختر سے نوح ہوگا اس واسطے قبول کرتا ہوں، وزیر یہ سن کر حضور شاہ میں آیا اور کل حال عرض کیا، سلطان سنتے ہی خوش ہوا، اور وزیر کو حکم دیا کہ ابھی تیاری کرو ابھی نکاح کر کے اس دختر کو حضرت کے سپرد کرو، اور جہیز شاہانہ ہمراہ کرو، وزیر نے اُسی وقت خود پدر وکیل بن کر دختر شاہ کا عقد کیا، اور دختر کو مع جہیز ایک مکانِ خاص میں پہنچا دیا، شب کو حضرت حکم خدا گھر میں آئے۔ اساتِ سامان دیکھ کر حیران کھڑے رہے، آؤ ایک گوشہ میں پناہ مصلیٰ بچھا کر یا حق میں مشغول ہوئے دختر شاہ جب یہ دیکھا اُسی وقت سند سے اٹھ کر طریقہ آداب بجالائیں اور دست بستہ کھڑی رہیں، حضرت بھی صبح تک عبادت میں مشغول رہے، صبح باہر آگئے جب دوسری شب ہوئی پھر اُسی گوشہ میں تاہم شب مشغول عبادت رہے، آخر چوتھی شب بی بی نے عرض کی کہ میں نہیں جانتی کہ مجھ سے کیا قصور ہوا کہ آپ میری طرف توجہ نہیں فرماتے، اپنے فرمایا کہ بی بی رضامندیِ فیکر کی، رضامندیِ خدا کی ہے، اگر رضا حق درکار ہے تو دنیا کو ترک کر لباسِ درویشی پہن اور عبادت میں مشغول ہو، اور یہ تمام مال منال

راہ خدا میں صرف کربنی بی نے سنتے ہی اس حکم کے اُسی دن تمام مال و منال درویشوں کو دیا کچھ باقی نہ رکھا، حضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے، اور مکان جہیز سے باہر اگر یاروں سے فرمایا کہ ہماری اہل خانہ کے واسطے جفت پلاس تیار کرو، شیخ محمود مؤمنہ دوز نے اُسی وقت تیار کی، وہ اپنی زوجہ کو دی، یہ خبر بادشاہ کو ہوئی، اُس نے بار دیگر پھر اتنا ہی مال ملے دیا، بی بی نے اُسی وقت اُس کو بھی راہ خدا میں صرف کیا، بادشاہ نے پھر تیسری بار اتنا ہی دیا، بی بی نے وہ بھی راہ خدا میں صرف کیا، مگر تین سو باندیاں جو اُن کے باپ نے دی تھیں وہ باقی تھیں، بی بی نے حضرت عرض کیا کہ یہ کینہ دہی ہیں دوسروں کو دینا نامناسب ہے، اُن کو واپس کر دیا جائے، گران میں سے جو آپ کو اچھی معلوم ہوں وہ اپنے اپنی خدمت کے رکھ لیجئے، چنانچہ سارے اوٹکر شکریہ رکھ لی گئیں تھیں، باقی سب کو سلطان کے پاس واپس بھیجا، اور بی بی نے عرض کیا کہ ہم نے فقر اور فاقہ سے گزارہ کیا، میرا باپ بادشاہ ہے وہ کب گوارا کرے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم اسی جگہ رہیں کہ جہاں ہم کو کوئی نہ جلے، اور یہ ذوق عبادت میں مصروف رہیں حضرت نے اس صلاح کو پسند کیا، اجو دہن میں تشریف لائے اور وہی میں اپنے برادر شیخ نجیب الدین متوکل کو اپنا خلیفہ کر کے رکھا، اور حضرت کے چھ پسر اور تین خیریدہ ہوئیں، جن میں شیخ عبدالسیر خور د خور د سالی میں شہید ہوئے، اُن کا مزار پاک پٹن میں سیرون شہر جانب جنوبیہ حرم رودندہ حضرت گنجشکر کے واقع ہے، اور وہ شیخ عبداللہ بیابانی مشہور ہیں، باقی سب سے اولاد ہوئی۔ صاحب مراۃ الاسرار پانچ پسر اور دو دختر تحریر کرتے ہیں، اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نقل کرتے ہیں کہ نکاح حضرت کا اجو دہن میں ہوا تھا، اور آپ نے نزدیک جامع مسجد کے اپنے رہنے کو مکان بنایا تھا، مگر آپ اکثر مسجد میں رہا کرتے تھے، یا جنگل میں زیر درختان کریر لبر فرماتے اور اہل و عیال کا گذر بیلو یا گل کریر پر تھا، وہ بھی شکم سیر نہ ملتا تھا، فتوحات بدرجہ غایت تھا، حضرت کل مساکین اور سافروں کو نقدی تقسیم فرماتے آپ عادت معہود پر رہتے، باوجود اس قدر آمدنی نقد و جنس کے حضرت سلطان الشلح فرماتے ہیں کہ جس روز مجھ کو گل کریر شکم سیر ہو کر ملتی تھی وہ روز روز عید ہوتا تھا۔ بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین سلطان تھے کہ صاحب سجادہ ہوئے، اُن کے بھی چہرہ بیٹے اور پانچ دختر تھیں، مزار اُن کا گنبد معلیٰ میں ہے اُن کو سولے اپنے خاندان پدری کے علیحدہ خاندان حشمت سے ارادت تھی، چنانچہ خواجہ غور و خواجہ روز خواجگان حشمت سے حیات بابا صاحب میں تہنیت حشمت تشریف فرمائے اجو دہن ہوئے تھے

بابا صاحب نے شیخ سلیمان شیخ شہاب الدین کو تبرکاً مرید کروا دیا تھا۔ دوسرے مخدوم زادہ شیخ بہاؤ الدین مشہور شہاب الدین گنج عالم تھے، بڑے عالم تھے، ان کے پانچ پسر تھے، ان کا مزار بھی متصل روضہ کے ہے۔ مگر آپ کے خلفائے وہیں دوسرا مقبرہ بنا کر آپ کے جد مبارک کو وہاں مدفون کیا۔ تیسرے صاحبزادہ شیخ یعقوب تھے، اُن کے دلیر تھے، ان کا مزار مخدوم ہے، کہتے ہیں کہ ابدالوں میں دل گئے تھے۔ چوتھے پسر شیخ نظام الدین کہ محبوب ترین تھے اُن کی شہادت ہوئی، یہ سپاہ بنیہ تھے بروت رحلت پدر ہمراہ سلطان غیاث الدین ٹپالہ میں تھے جس شب پدر کا انتقال ہوا انہوں نے ازراہ معلوم کیا اور صبح حاضر ہوئے، اور تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے، ان کا مزار مٹھی پور میں ہے۔ پانچویں صاحبزادہ شیخ نصیر الدین نصر الدین تھے، ان کے چھ پسر تھے اور یہ شادو کے شکم سے تھے۔ مزار ان کا موضع چادلیا پر گنہ قبولہ میں واقع ہے۔ وہیں شیخ کے بڑے بھائی کا بھی مزار ہے، اور اسی موضع کے قریب ایک چاہ ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اس چاہ میں بابا صاحب نے ایک مکھوس چلہ کیا تھا۔ بعض نے شیخ نصر الدین کی نسبت لکھا ہے کہ یہ شادو کے ہمراہ آئے تھے، حضرت نے ان کو شادو کے فرزندوں کے پرورش اور تعلیم فرمایا، ان کا بہت محبوب تھے۔ اور دختر نیک خیرہ میں بہ ایک بی بی فاطمہ دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ بی بی فاطمہ کانکھ حضرت نے شیخ بدر الدین اسحاق سے کیا تھا۔ صحیح النسب سادات بخارا اور خلیفہ شیخ داؤد کے تھے، ان کے دلیر تھے خواجہ محمد خواجہ موسیٰ اور بی بی مستورہ کانکھ شیخ عمر صوفی الفاروقی سے ہوا ان کے ایک پسر شیخ محمد پیدا ہوئے، اور بی بی شریفہ جوانی میں بیوہ ہوئیں، ان کی اولاد نہ ہوئی، تمام عمر عبادت حق میں مشغول رہیں اور اولیا ہوئیں۔ چنانچہ حضرت نے ان کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر خلافت اور سجادہ عورت کو دینا جائز ہوتا تو میں بی بی شریفہ کو دیتا۔ ان کے شوہر کا نام معلوم نہیں ہوا۔ بعض حضرات نے چار دختر بیان کیں ہیں، اور کہتے ہیں کہ چوتھی دختر منکوحہ حضرت شیخ علی احمد صابر کی تھیں۔ اس قول کی تصدیق اخبار الاخبار معارج الولايت سیر الاقطاب ہے۔ جیسا کہ صاحب اخبار الاخبار نے لکھا ہے کہ شیخ علی احمد صابر و اماؤ خلیفہ شیخ فرید الدین گنجشکر کے ہیں اور سلسلہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی وغیرہ کا اُن سے منہی ہوتا ہے۔ قبر اُن کی گلبرگ میں ہے، اور صاحب معارج الولايت اور سیر الاقطاب نے خواہر زادہ داماد خلیفہ بابا صاحب لکھا ہے۔ صاحب خلاصۃ القادر ملفوظات بابا صاحب نقل کرتے ہیں کہ بوقت تعمیر روضہ غوث الثقلین بابا صاحب بغداد میں موجود تھے

ہر روز مزدوری میں شریک رہتے، جب وقت مزدوری کے لئے کاہوتا آپ اُس سے پہلے چلے آتے تھے، بہت دن اسی طرح گزے، آخر ایک روز صاحبزادہ سید عبدالرزاق نے فرمایا عجب مزدوری تمام دن مزدوری کرتا ہے وقت مزدوری لینے کے حاضر نہیں ہوتا، کام ختم ہوا اُس نے کچھ نہیں لیا اُسی شب کو صاحبزادہ سے فرمایا گیا کہ وہ مزدور نہیں ہو فرید مسعود ہے۔ برائے حصول سعادت آیا ہے، اُس کا اکرام کرنا، دعوت کرنا، باعز از تمام حضرت کرنا، معلوم ہوا کہ غوث پاک سے روحانی فیض ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ سے نقل ہوا کہ شب ماہ محرم تھی کہ نماز عشا حضرت نے جماعت ادا کی، بعد اُس کے بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو دریافت کیا کہ نماز عشا پڑھ لی، فرمایا دوبارہ پڑھوں گا، اسی طرح تین بار نماز عشا ادا کی، بعدہ یاحی دیا قیوم کہتے ہوئے مشاہدہ حق میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ وفات حضرت کی شب شنبہ پنجم محرم ۶۶۶ ہجری میں ہوئی، زود بعض ۶۶۷ھ زود بعض ۶۶۸ھ میں ہوئی۔ صاحب معجزات و صلین نے لکھا ہے۔ تاریخ

شیخ اہل جہاں فرید الدین  
کہ فرید از زمانہ فہتل نمود  
کا ندیں نیست حرف شک و گمان  
بر کمالات او دلیل آمد

افتخار زمانہ فخر زمین  
بگیاں پنجسم محرم بود  
روز ترعیل او شنبہ داں  
سال شنفار او غلیل آمد

عمر شریف آپ کی ۹۵ سال کی ہوئی، اور بعد انتقال اپنے پیر کے تیس سال بقید حیات رہے۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ بابا صاحب نے پندرہ برس کی عمر میں بیعت کی، اور سات برس کی عمر میں اتمارکرام ظاہر ہونے لگے، مزار گھر باریاک پٹن شریف ملک پنجاب میں زیارت گاہ خلعتی ہے، اور بروز عرس شریف ہزار ہا خلعتی مشائخ روزگار اور آپ کے سلسلہ کے خلفائے نامدار و صاحب سجادہ ہائے عالی و قارح ہوتے ہیں، اور دروازہ روضہ منیر کو دروازہ بہشتی سمجھا اُس میں سے نکلتے ہیں، اور دروازہ پانچویں محرم کو کھلتا ہے، اور وجہ تقسیمہ اُس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سلطان المشائخ بعد انتقال حضرت کے حاضر ہوتے ہیں آپ نے رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو اُس دروازہ میں شریف فرما دیکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ یا نظام الدین میں داخل فی ہذا باب کان امنای یعنی جو کوئی اس دروازہ میں داخل ہو وہ امان میں ہے، اس روز یہ بہشتی دروازہ شہر ہے۔ ایک بار کسی نے حضرت سلطان المشائخ سے پوچھا کہ وقت نقل حضرت گنجشکر کے آپ حاضر تھے چنم پڑا آپ کے فرمایا کہ حضرت نے جب کو ماہ شوال میں

دہلی روانہ کیا، اور نقل حضرت کی باجج محرم کو ہوئی، لیکن وقت رحلت بندہ کو یاد کیا، اور فرمایا کہ فلاں دہلی میں ہے۔ میں بھی قطب لاقطاب کی نقل کے وقت موجود نہ تھا، اور میرے شیخ بھی خواجہ بزرگ کی وفات کے وقت موجود نہ تھے، اور خرقہ عطیہ حضرت خواجہ قطب الدین نجیب رکا کی شیخ بدر الدین اسحق اپنے داماد کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانت نظام الدین بدایونی کی ہے اُس کو پہنچا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد وفات بابا صاحب کے حضرت سلطان المشائخ اجدہن میں پہنچے۔ شیخ بدر الدین نے وہ امانت آپ کے سپرد کی۔ لکھا ہے کہ خلفا آپ کے بے تعداد ہوئے ہیں، اور جواہر فریدی میں پچاس ہزار لکھے ہیں مگر چند حضرات کا نام تبرکاً اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ بدایونی ثم دہلوی حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری، شیخ جمال الدین ہانسوی، بدر الدین سلیمان، صاحبزادہ و صاحبزادہ شیخ شہاب الدین گنج عالم و صاحبزادہ نظام الدین شہید و صاحبزادہ شیخ یعقوب و صاحبزادہ شیخ نصیر اللہ شیخ بدر الدین اسحق و شیخ دھار و فادم شیخ زین الدین و شقی و شیخ شکر ریز و شیخ علی شکر باران و شیخ علی لالٹی یا لکوٹی و شیخ محمد سراج و شیخ دہنی و شیخ جمال عاشق کمال و شیخ عارف سیستانی و شیخ ذکریا سندھی شیخ صدر دیوانہ و شیخ جلال الدین شیخ رکن الدین سید محمد بن سید محمود کرانی و شیخ منتخب الدین و شیخ برہان الدین غریب شیخ یوسف و شیخ برہان الدین ہانسوی و شیخ محمد شاہ غوری و مولانا محمد مولہانی و مولانا علی بہاری شیخ محمد نیشاپوری و شیخ حمید الدین مکنانی و شیخ شہاب الدین نجفی عصارہ سیستانی و شیخ داؤد پالہی شیخ نجیب الدین متوکل۔

### ذکر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہ

برادر حقیقی و خلیفہ شیخ فرید الدین گنجشکر کے تھے

علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پیرائے مرتبہ

عالی رکھتے تھے نہایت متوکل تھے کہ ستر برس دہلی میں رہے، کبھی کسی دنیا دار کے مکان پر نہیں گئے، اور کیفیت تھی کہ بوجہ مشغولی کے دن اور ماہ کی خبر نہ تھی، روپیہ پیسہ اشرفی سب یکساں تھا، کسی میں تمیز نہ تھی ایک روز ایک درویش آیا، اور اُس نے پوچھا کہ نجیب الدین متوکل تو ہے فرمایا کہ نجیب الدین نام رکھتا تو میں ہوں در متوکل نہ معلوم کون ہو، پھر اُس درویش نے پوچھا کہ گنجشکر کا بھائی تو ہی ہو۔ فرمایا کہ ظاہری برادر تو میں ہوں اور بھائی کوئی اور ہوگا، میں توکل نہیں رکھتا صاحبِ خبار الاخیر چند نقول آپ کے اس طرح فرماتے ہیں نقل ہو کہ بروز عید چند درویش آپ کے مکان پر آئے، اُس روز آپ کے یہاں کچھ نہ تھا، بالاخانہ بجا کر

عبادت حق میں مشغول ہوئے، اور دل سے کہا کہ آج عید ہے، اور میرے فرزند بھوکے ہیں، اور مسافر آنے والے بھی خالی جاویں گے، اُسی وقت دیکھا کہ پیر مرد اوپر سے آتا ہے اور بیت پڑھتا ہے۔  
 بادل غم دلا خضر را بنی: دل گفت اگر مرنا یمیم: اور وہ مرد طعام اپنے کے رو برو لایا، اور کہا کہ تیرے توکل نے  
 تقارہ عرش پر بجایا تو اس طرف ملتفت ہو، آپ نے کہا اللہ جانتا ہے کہ واسطے اپنے ملتفت نہیں ہوا واسطے  
 یاروں کے التفات کیا۔ غالباً وہ مرد خواجہ خضر تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ قبل مرید ہونے  
 بابا صاحب کے ایک روز میں مجلس شیخ نجیب الدین میں بیٹھا تھا، میں اُٹھا اور میں نے کہا کہ ایک بار سورہ فاتحہ اور  
 اخلاص پڑھو، اور میری نیت یہ تھی کہ میں قاضی ہو جاؤں، شیخ نے غماض کیا، میں سمجھا کہ انہوں نے  
 سنا نہیں، پھر میں نے اُسی طرح کہا اور وہ ابھی نیت تھی، آپ نے قسم کر کے فرمایا کہ قاضی شو چیزے دیگر شو۔ کہا  
 کہ آپ نے ایک روز گنجشکر کی خدمت میں عرض کیا لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ آپ مناجات یا رب کہتے ہیں  
 اور جواب میں لبیک بادی منستے ہیں، شیخ نے فرمایا کہ خیر بعدہ فرمایا لا ارجاء مقدمۃ الکوین  
 پھر عرض کیا کہ ایسا بھی کہتے ہیں کہ خضر تھا ہے پاس آتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا خیر پھر پوچھا کہ ایسا بھی کہتے ہیں  
 کہ نجیب الدین کے پاس بدال آتے ہیں، شیخ نے فرمایا تو بھی بدالوں میں سے ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نقل فرماتے ہیں  
 کہ بمقام دہلی آپ کے ہمایہ میں تیمور نام ایک ترک رہتا تھا، اُس نے ایک مسجد بنائی تھی، اُس کے پہلو میں  
 اپنے رہنے کو گھر بنایا تھا، امامت اُس مسجد کی حضرت کرتے تھے۔ اتفاقاً اُسکی لڑکی کی شادی آگئی، اُس نے  
 ایک لاکھ چند ہزار شرفی شادی میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا، حضرت نے اُس کو نصیحت کی کہ اتنا زکریا راہ خدا  
 میں محتاجوں کو دے تو بہتر ہو، اس سے کہ شادی دختر میں خرچ کرے، یہ اصراف ہے، اُس ترک کو یہ بات  
 بُری معلوم ہوئی، اور آپ کو امامت سے موقوف کیا، آپ دہلی سے اجودہن تشریف لے گئے۔ حضرت گنجشکر  
 کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حال بیان کیا، شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وظیفہ تمہارا موقوف کیا، دوسرا  
 اس سے بہتر عطا کرے گا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ جب آپ اجودہن سے واپس آئے، دوسرے ترک نے آپ کے  
 بٹوس میں مکان بنایا اور آپ کا مرید ہوا اور خدمات بجانے لگا۔ لکھا ہے کہ بدایوں میں ایک درویش  
 صاحب دل تھا، اُس کو وجہ الدین کہتے تھے۔ شیخ نجیب الدین اُس کے دیکھنے کو دہلی سے بدایوں  
 میں آئے، اُس فقیر کے پاس گئے، دیکھا کہ بور یہ پر بیٹھا ہے، آپ جو تہ اُتار کر اُس کے برابر بیٹھ گئے  
 اُس کو ناگوار گذرا، نہ اُن کی تعظیم کی نہ کچھ بولا، ایک کتاب کھ رکھا تھا، آپ نے وہ اُس کے آگے سے اُٹھالی

سطر اول کے اول یہ نمودار ہوا کہ آخر زمانہ میں فقیر متکبر ہوں گے، اگر صلح اُن کے پاس آئے اور پاس پور یہ کے جوتہ اُتار کر بیٹھتے تو فقیر آتش تکبر سے جلتے تکلیف دینی چاہیگا، آپ نے وہ کتاب اُس کے ہاتھ میں دی، اور کہا کہ سطر اول کو دیکھو تمہارے حساب ل ہے، وہ فقیر شرمندہ ہوا، آپ وہاں سے راہی طرف بنی کے ہوئے، لکھنؤ کے غیاث پور میں ایک عورت صاحب ولایت مسمی بہ فاطمہ ساحر رہتی تھیں، کہ جن کی نسبت بابا صاحب نے اکثر فرمایا ہے کہ یہ عورت برابر دومدادلیار کے ہے وہ حضرت شیخ نجیب الدین کو بھائی کہا کرتی تھیں، جب آپ کے گھر میں دو تین فاقے گزرتے وہ بزرگ اپنے کشف سے معلوم فرما کر ایک کچھ پکوانے لکھ بھجوتیں، اور آپ قبول فرمالتے۔ وفات حضرت کی ۱۰۸۷ھ میں ہوئی۔ بوجہ اتحاد باہمی کے بنی فاطمہ مام قدس سرہ کے نزدیک مدفون ہوئے۔ راستہ قطب میل درغیاث پور میں وہ مقام ہے جہاں سلطان المشائخ کا روضہ عالی ہے۔

**ذکر حضرت شیخ داؤد پالہی قدس سرہ** کہ عظم خلفائے حضرت گنجشکر سے تھے، بڑے صاحب راز و نیاز اور یگانہ روزگار خلیفہ بابا صاحب کے تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر صبح گھر سے نکلکر جنگل میں جا کر مشغول ہوتے اور ہرن جنگل کے گرد جمع ہو کر آپ کو دیکھا کرتے تھے، جب آپ وہیں مکان پر آتے ہرن جنگل میں منتشر ہوجاتے۔ حضرت سلطان المشائخ آپ کا ذکر کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ میں دو شیخ داؤد پالہی بابا صاحب سے ایک بار رخصت ہو کر چلے، بہت تیز چلتے تھے کوس دو کوس چلکر نماز میں مشغول ہوتے میں کوس دو کوس آگے نکل جاتا وہ نماز میں مشغول رہتے، مگر عجیبو آپ کرتے اور کوس دو کوس آگے جا کر نماز میں مشغول ہوتے۔ آپ متوطن علاقہ ردولی کے تھے ۱۰۷۹ھ میں وفات ہوئی، مزار حوض شمس پر تھا۔ ایسیچ میں معلوم ہوتا ہے۔

**ذکر سید امام علی لاجپور سیالکوٹی قدس سرہ** کہ خلفائے حضرت گنجشکر سے تھے، بہت بڑے صاحب تصرف اور صاحب باطن اور متقی تھے۔ بعد حصول خرقہ خلافت طرف سیالکوٹ کے رخصت ہوئے، وہاں پہنچکر ہزاروں کی خدائے سیدہ یکہ صاحب معارج الاولایت کہتے ہیں کہ جب آپ بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت دُعا اور موجود تھے ایک شخص علی بہاری، دوسرے شیخ علاؤ الدین علی احمد صابری جب آپ پہنچے بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ علی بھی انہیں دونوں علی ہیں حق ہوا، اس وجہ سے علی لاجپور خطاب ہوا، وفات آپ کی ۱۰۸۶ھ میں بنی مزار سیالکوٹ میں

**ذکر حضرت شیخ برہان الدین محمود بابی الخیر اسعد البیہقی قدس سرہ**  
 کہ علمائے وقت سلطان غیاث الدین تلمبن اور متقیدین بابا صاحب تھے، علوم ظاہری اور باطنی میں  
 اکمال تھے، اور اشعار آپ کے مضامین معرفت میں موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں چھ برس کا تھا، اور ہمراہ  
 پدر چلا جاتا تھا ناگاہ سواری مولانا برہان الدین مصنف مصداقہ کی آگئی بسبب ہجوم خلایق کے باپ  
 جدا ہو گیا، اور کھڑا رہا، جب سواری میرے قریب آئی میں نے سلام کیا، فرمایا کہ یہ بچا اپنے وقت میں  
 علامتہ روزگار ہوگا، میں نے یہ کلمہ سُنا کہ اُن کی رکاب بوسہ دیا اور ہمراہ چند قدم چلا، پھر میری طرف متوجہ  
 ہو کر فرمایا کہ خدا مجھ سے ایسا کہوتا ہے کہ بادشاہ اُن وقت دروازہ اس کو دک پر آدیں گے، یہ عالم اور شاخ ہو  
 مولانا نے فرمایا کہ خدا مجھ سے کسی گناہ کو نہ پوچھے گا، مگر چنگ و رستم کو میں نے بہت سنا ہے۔ وفات  
 آپ کی ششہ میں ہوئی، مزار دہلی میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ بدر الدین بن علی احقاق کا**  
 سید بخاری اور خلیفہ بابا صاحب کے کامل مشیخ تھے، اور عالم  
 واسطے مباحثہ علماء اور حل چند مشکلات مسائل علی کے بخارا سے  
 دہلی میں آئے، یہاں علماء سے تسلی نہ ہوئی، ناچار واپس  
 براہ ملتان بخارا کو واپس جاتے ہوئے وارد اجدہن ہوئے، آپ کے ہمراہیوں نے ارادہ کیا کہ حضرت گنجشکر  
 کی خدمت میں حاضر ہوں، مگر مولانا نے اجازت نہ دی کہ اس وقت فقرائے منکر تھے، آخر ہمراہی اُن کے  
 اُن کو لیکر خدمت شیخ میں آئے، حضرت بابا صاحب نے کشف باطن سے ان کے دل کے حالات معلوم کر  
 فرمایا کہ بدر الدین نے محض برائے حل چند مسائل علی کے اتنی مسافت اٹھائی اور وہ اس طرح پر ہیں، اُن  
 تسلی ہوئی، پس بابا صاحب نے اُن کے قلب کو اپنی طرف جذب فرمایا، اور فرمایا کہ تم مجھ سے ملنے نہ آئے تھے،  
 اگرچہ صحبت علمائے اکبر اعظم ہے مگر فقیروں و مسکینوں سے بھی محبت کرنا شرطِ مروتی ہے۔ انہوں نے جب یہ  
 بات سنی سر اپنا حضرت کے قدموں پر رکھا اور مرید ہوئے، اور خدمت خانقاہ اختیار کی، ہر روز جنگل سے  
 لکڑیوں کا بوجھ لایا کرتے، آخر بعد تکمیل کبھی کے خرقہ خلافت پایا اور بلفظ فرزند کے مشرف ہوئے۔  
 ششہ میں وفات پائی، مزار اجدہن میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ منتخب الدین چشتی قدس سرہ**  
 کہ خلیفہ بابا صاحب تھے، اُن کو آقاے منتخب  
 بھی کہتے ہیں، آپ نے ریاضت و عبادت یہاں تک



کہ مرتبہ محبوبی حاصل کیا، دو خلعت زرین دونو وقت غیب کے آپ کے واسطے آتے تھے، آپ ان کو فروخت کر کے مساکین کو تقسیم کرتے، اپنے صرف میں لاتے، اس سبب آپ زر زرین ہن کے ساتھ ملقب ہوئے پس بابا صاحب نے ان کو بمقام دیوگری برائے دفع کرنے کفر و بدعت کے روانہ کیا تھا، آپ نے وہاں پہنچ کر جہنم اسلام روشن کیا، خلق اللہ کو راہ راست پر لائے، جو منکر رہا اُس کے واسطے بد دعا کی، ان کی شکلیں بگڑ کر پتھر کی ہو گئیں، اب بھی ان کے نشان ملتے ہیں۔ وفات حضرت کی ۷۹۹ھ ربيع الاول میں ہوئی، مزار دیوگری میں ہے۔ بعدہ حضرت سلطان المشائخ نے ان کے برادر خورد شیخ برہان الدین غریب کو کہ جو ان کے خلیفہ تھے ان کی جگہ معہور فرمایا، ان کے وقت میں وہاں کفر و بدعت اُٹھا۔

### ذکر حضرت سید محمد بن سید محمود کرمانی

عالم اجل و خلیفہ بابا صاحب کے تھے۔ پہلے یہ واسطے تجارت کچے کران سے وارد لاہور ہوئے، اور اجدہن پہنچ کر قدوسی بابا صاحب سے مشرف ہوئے، وہاں سے پھر ملتان گئے اور اپنے چچا سید احمد سے ملے، جب لاہور میں آئے اجدہن میں حاضر ہو کر پھر ملتان میں جاتے، آخر شیخ سے کمال محبت ہو گئی اور تجارت چھوڑ کر مرید ہو کر عبادت میں مشغول ہوئے، اور بعد انتقال بابا صاحب کے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں رہ کر مکمل ہو کر یاران اعلیٰ میں شامل ہوئے۔ وفات حضرت کی شب جمعہ ۸۰۰ھ میں مئی مزاران کا متصل باؤنی حضرت نظام الدین یاران چوتراہ پر ہے۔

### ذکر حضرت خواجہ علاؤ الدین بن شیخ بدر الدین سلمان قدس سرہ

نسبہ صاحب سجادہ حضرت بابا صاحب کے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں صاحب سجادہ ہوئے، اور پچائش برس صاحب سجادہ رہے، تمام ہند آپ سے معتقد تھا، اور

قدم مبارک آپ نے سولے جامع مسجد کے دوسری جگہ نہیں رکھا، اور امرا اور بادشاہوں سے مستغنی اور صائم الدہر قائم اہل تھے اور بہت سخی تھے، جو فتوحات ہوتا اسی وقت تقسیم فرمادیتے تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کہ جو دیال پور کا صوبہ دار تھا، اُس وقت آپ کا مرید ہوا تھا۔ جب ۸۰۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا تو یہ صوبہ اردیال پور ملک غازی بادشاہ ہو کر سلطان غیاث الدین تغلق مشہور ہوا اور حضرت کا مقبرہ تیار کرایا۔ یہ بیچ بابا صاحب کے بیچ سے بلند ہو کر دور سے خور و معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی شان میں ابیر حسنیہ جو فیضیدہ لکھا تھا ایک شعر اُس کی یہ ہے ۵ علمائے دین دنیا فحش و شیخ زادہ عصر، کہ شد بر تہ قائم مقام شیخ فویم

## ذکر شیخ ضیاء الدین نجفی

خلیفہ بابا صاحب و زبیرہ شیخ حمید الدین صوفی کہ صحبت خلق سے متفرق تھے۔ بدایوں میں گوشہ عافیت میں بسر فرماتے آپ کی

تصنیفات سلاک سلوک و عشرہ میسرہ و کلیات و جزئیات و شرح دعائے سریانی و طوطی نامہ وغیرہ بہت ہیں۔ وفات حضرت کی ۸۷۰ ہجری میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسوی قدس سرہ

خلیفہ حضرت بابا صاحب کے اور اولاد سے امام اعظم کی تھے بابا صاحب آپ پر نہایت فوازش فرماتے تھے کہ بارہ برس آپ کی محبت کی وجہ ہانسی میں رہے اور آپ کے حق میں فرمایا

کہ شیخ جمال جمال است اکثر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے سکھر گرد بھردن ورنہ ان کی عدم موجودگی میں خلافت نامہ بخط خاص تحریر فرما کر بھیجا اور جس کسی کو خلافت نامہ عطا کرتے اُس میں آپ کی قبولیت بھی شرط تھی اگر آپ قبول نہ فرماتے تو بابا صاحب ارشاد کرتے کہ پارہ کردہ جمال مزید ہرگز نتواں دوست نقل ہے کہ شیخ جمال نے جس روز سے یہ حدیث دیکھی عذاب قبر سے بہت خائف رہتے تھے صیبا کہ فرمایا البقرہ روضۃ من ریاضۃ الجنة او حضرتہ من حضارہ فیضان فی قبرا یک باغ باغہاے جنت یا ایک گڑھا گڑھوں دوزخ سے جب آپ کا انتقال ہوا تھوڑے دنوں بعد چاہا کہ گنبد تعمیر کریں موفقت کھودنے بنیاد جو تیرے کے ایک کھڑکی قبر شیخ میں سے معلوم ہوئی کہ اُس میں بوسے بہشت آتی ہے پس اسی وقت بند کی گئی وفات حضرت کی ۸۷۰ ہجری میں ہوئی ممزار ہانسی میں ایک گنبد میں تین بزرگ سوہ ہیں بعد انتقال حضرت کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا فرمایا کہ جب مجھ کو گور میں رکھا دوزخ سے عذاب کر ٹھیک لگے چاہتے تھے کہ عذاب کریں اُن کے عقب میں دوزخ سے اور آئے اور اُن سے کہا اللہ کا حکم ہے کہ یہ شخص دو سنتوں میں بعد فاتحہ کے سورہ بروج اور الطارق پڑھا کرنا تھا اور بعد ازلے نماز فرض کے آیۃ الکرسی کا وظیفہ رکھنا تھا ہم نے اُن آیات کی برکت سے اُس کو بخشا۔

## ذکر حضرت سلطان الاولیاء نقاودہ و دیان چشتیہ محبوب الہی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء زریں بخش قدس سرہ الغریر

ابن خواجہ احمد بن خواجہ علی بخاری بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید علی بن سید احمد بن سید ابی عبد اللہ

بن سید علی ہسفر بن سید جعفر بن سید علی ہادی بن امام محمد جوادی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور از طرف مادر بھی سید حسینی ہیں، بلکہ سلسلہ مادری بھی آخری سلسلہ جدی سے مل جاتا ہے، یعنی آپ کی والدہ ماجدہ بی بی زینبہ دختر سید ابوالفخار کی اور وہ بیٹی سید محمد انظر کی جو خلیفہ پیران پیر کے تھے اور وہ بیٹی سید حمین کے، اور وہ بیٹی سید علی کے۔ چنانچہ اس جگہ سے دونوں سلاسل ملتی ہو گئے۔ صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ اجداد حضرت کے بخارا کے رہنے والے اور گنجینہ علم جہلم تھے، جد مادری حضرت کے خواجہ عرب ورجد حضرت کے خواجہ علی دونو بزرگ باہم وارد ہندوستان ہوئے۔ پہلے لاہور میں قیام کیا، پھر بدایوں میں تشریف لائے اور وہاں کی سکونت اختیار کی، دونو بزرگوں میں پس میں قربت ہوئی، یعنی خواجہ عرب نے اپنی دختر نیک اختر راہبہ عصری بی بی زینبہ کی شادی خواجہ احمد خلف خواجہ علی کے ساتھ کی، خواجہ احمد کمال صالح اور دین تھے۔ بادشاہ وقت نے ان کو بدایوں کا قاضی کیا، مزار ان کا بدایوں میں ہے، ان دو صوف پاک سے اللہ تعالیٰ نے ذکر معرفت کان کرامت سرمایہ عشق محبت حضرت سلطان المشائخ سلسلہ سجدی میں کی یہی سن قطب لاقطب کا تھا، بروز آخری چار شنبہ بعد از طلوع آفتاب، ۴ صفر کو قصبہ بدایوں میں تولد فرمایا، اسی وجہ سے ہر سال آخری چار شنبہ کو غسل مزار مبارک کو دیا جاتا ہے، اور غسل کا پانی تبرکاً لیا جاتا ہے، چنانچہ اپنی حیات میں بھی حضرت آخری چار شنبہ کو ہر سال غسل فرماتے تھے وہی رسم چلی آتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آپ تمام مقامات غوثی اور فدائیت گذر کر مرتبہ محبوبی کو پہنچے، اقوال افعال حضرت کے تمام مشائخ کو حجت قاطع ہے۔ انرض جب عمر شریف پانچ برس کی ہوئی آپ یتیم ہو گئے، یعنی آپ کے والد خواجہ احمد صاحب انتقال کیا، جب سن بلوغ کو پہنچے کمال زہد و تقویٰ کے ساتھ علوم ظاہری کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، پچیس برس کی عمر میں معہ اپنی والدہ شریفہ کے ملی میں تشریف لائے اور پڑانے قلعہ کے قریب ایک شخص کے دروازہ میں ٹھہرے، پھر ایک شخص کے کوٹھے پر جو خن پوش تھا اُس میں رہے۔ مولانا شمس خوارزمی کے درس میں کچھ بڑے فاضل وقت اور کمال تھے اور مخاطب شمس الملک تھے، عام دین کی تکمیل کی، مولانا آپ کی بہت عزت کئے تھے اور مولانا کمال الدین زہد سے مشارق الانوار دیکھی، اور مولانا مذکور نے سند فضیلت اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی۔ مولانا کمال الدین حقیقت میں باکمال تھے کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے ان کو اپنا پیش امام بنا نا چاہا۔ مولانا نے

فرمایا کہ میرے پاس سوائے نادر کے دوسری چیز نہیں ہے، بلا شاہ چاہتا ہے کہ یہ بھی مجھ سے جائے۔ مزار مولانا کا دہلی میں ہے اور حضرت سلطان المشائخ نے بعد میں شیخ نجیب الدین متوکل کے ہمایہ میں قیام فرمایا اور دونوں بزرگوں میں کمال محبت رہی، انہیں دنوں میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی انتقال فرمایا صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی بارہ برس کی عمر تھی، لغت دیکھتے تھے کہ ایک مرد ابو بکر قوال آپ کے استاد کی خدمت میں آیا اور اس نے چند شعر اور ایک قصیدہ شیخ بہاؤ الدین کا پڑھا پھر ذکر کیا کہ کنیزان شیخ آپا پیسے میں بھی ذکر کرتی ہیں اور بہت تعریف کی۔ آپ کے دل پر کسی بات نے اثر نہ کیا بعد اُس کے قوال نے بیان کیا کہ جب اجدہن میں آیا شیخ فرید الدین کو دیکھا اور آپ کی ریاضت اور زہد کا ذکر کیا۔ یہ سنتے ہی آپ کے دل میں اشتیاق اور محبت شیخ کی پیدا ہوئی کہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے با صاحب کا خیال بندہ گیا، آخر بدایوں سے روانہ ہو کر دہلی میں تشریف لا کر تحصیل علم دین کی اور مقامات حریری مولانا شمس الملک صدر ولایت سے پڑھی، یہاں تک کہ سند فضیلت حاصل کی۔ بعدہ بشوق ارادت شیخ فرید الدین اجدہن میں آئے اور قد موسیٰ شیخ سے مشرف ہوئے۔ شیخ نے معایہ بیت فرمائی ۵۷ لے آتش فراغت دلہا کباب کردہ، سیلاب شہ تیا قش جانہا خراب کردہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنا بھی اشتیاق ظاہر کرنا چاہتا تھا، مگر بوجہ ہیبت اور عظمت کے کچھ عرض نہ کر سکا، اور تفسیر اگلی چیمہ سیارہ کلام اللہ کی پیش شیخ تجدید کی اور چیمہ باب عوارف شریف کی سند کی، اور تمہید ابوشکور سلمیٰ اور بعضی کتابیں شیخ سے پڑھیں اور حضرت سے بیت کی اور عرض کیا کہ ترک تعلیم کر کے اب نوافل میں مشغول ہوں، شیخ نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا، یہ بھی کرو بھی کر درویش کو علم ضرور چاہیئے کہ شیطان کہہ دے کہ میں نہ آؤں۔ بعد چند روز کے بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۸۷۲ ھ ہجری میں آخری چہار شنبہ کو خرقہ خلافت عطا ہوا، اور دہلی کو رخصت فرمایا۔ حضرت سلطان الاولیا فرماتے ہیں کہ جب میں اجدہن میں تھا شیخ پر بہت تنگی تھی، ایک مرید پانی لاتا، ایک ہیزم لاتا، ایک جنگل سے کریر لاتا میں اُن کریروں کو ابالکر شیخ کے رو بروئے کرتا، آپ اُن سے قدے لیکر افطار کرتے باقی دوسروں کو تقسیم فرمادیتے تھے، ایک روز میں نے نمک قرض لیکر بیروں میں ڈالکر پکایا اور پیالہ میں اُن کو اتار کر رو بروی شیخ کے لے گیا، آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اس میں شبہ ہے میں نہیں کھاؤں گا، میں نے عرض کیا کہ مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ جمال ہانسوی ایک ایک چیز لاتے ہیں میں پکاتا ہوں، شبہ کی وجہ آپ پر ظاہر ہو گئی۔

فرمایا درویش فاقہ سے مر جائیں گے مگر لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیں کس واسطے کہ قرض اور توکل میں مشرق اور مغرب کا سا بُعد ہے۔ اس وقت سے بیٹے عہد کیا کہ کبھی کسی قرض نہ لوں گا پھر جس کبل پر آپ تشریف فرما تھے وہ بھلو دیا اور عادی کہ تو ہرگز کسی کا محتاج نہ ہوگا، اور دہلی چلتے وقت وصیت فرمائی کہ دشمنوں کو خوش رکھنا اور جس سے قرض لیا ہے اُس کو ادا کرنا۔ جب میں دہلی میں آیا شیخ نجیب الدین سے اپنی سرگذشت بیان کی وہ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ مولانا تم میرے بھائی ہوئے حضرت سلطان المشغ خود فرماتے ہیں کہ دہلی میں جائے فراغت لائق عبادت نہ دیکھ کر جنگل میں جا کر رہتا تھا، ایک روز میں کنارہ حوض تغلق کے بیٹھا ہوا حفظ قرآن پڑھ رہا تھا، ایک درویش صاحبِ کب حال آگیا سینے پوچھا تم شہر میں رہتے ہو کہا کہ شہر سکونت کی جگہ نہیں اگر عبادت کی حلاوت جا ہے تو جنگل میں ہے، پھر ایک باغ میں گیا، اور تجدید وضو کر کے دو گناہ ادا کیا اور دعا کی کہ اگلی جو جگہ میرے واسطے مناسب ہو آگاہی بخش کہ تا وہاں مقیم ہوں، ہاتھ غیب سے ندا دی کہ تیری جگہ غیاث پور ہے وہاں حاصل میں غیاث پور میں جا رہا اور صدایت خلق میں مشغول ہوا۔ اُس روز سے ہزاروں مرید اور معتقد ہونے لگے، اور اُسی جگہ معزز الدین کی قباد نے نیا شہر بنایا، تمام امرا اور شہزادہ جوق جوق آنے لگے میں اس اندیشہ میں تھا کہ یہاں کا رہنا اب بہتر نہیں کہ اُسی روز ظہر کی نماز کے وقت ایک جوان حسین بہت ڈبلا آیا اور کہنے لگا کہ اول تو مشہور نہ ہونا چاہیے اگر مشہور ہو گیا تو ایسا ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہر مندرگی نہ ہو یہ پھر کہا کہ کیا حوصلہ ہے کہ خلق سے جدا ہو کر حق سے مشغول ہوں حوصلہ یہ ہے کہ خلق میں رہ کر حق سے مشغول رہیں، جب بیٹے یہ بات سنی قدسے کھانا اُن کے آگے لایا، اُنہوں نے نہ کھایا سینے اُس روز سے نیت کی کہ اسی جگہ رہوں گا۔ اس وقت انہوں نے تھوڑی پانی پیا اور غائب ہو گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ پھر حضرت اُسی جگہ قیام پذیر رہے اور خواص عوام نے رجوع کی، اور باب فتوح کھلا، اور ایک عالم حضرت کے انعام اور احسان سے ممنون ہوا اور خود ریاضت نشا اختیار کی ہمیشہ صائم رہتے، افطار کے وقت قدسے بھی روٹی کھاتے، اگر نہ ہوتی کچھ نہ کھاتے خادم عرض کرتا کہ مخدوم ایک تو وقت افطار کے حضرت پہلے ہی تھوڑا کھاتے ہیں، اگر اس کو بھی ترک کیا تو نصف زیادہ ہوگا، اُس وقت رد کر فرماتے کہ چند مساکین مساجد وغیرہ میں فاقہ زدہ پڑے ہیں، میرے خلق نے طعام کیونکر اترے لیجا، پس یہاں تک رجوع ہوئی کہ امیر سیف الدین نے اعز الدین علی شاہ

اور حامد الدین احمد اور خواجہ خسرو کو مرید کرایا، خواجہ امیر خسرو کی عمر اُس وقت میں برس کی تھی۔ بحر المعانی سے نقل ہے کہ غیاث الدین تغلق کو بوجہ سماع کے حضرت خصوصیت پیدا ہوئی اور چاہا کہ خادان حضرت کے اذیت پہنچائے، قدرت خدا سے یہ کیفیت ایک سٹیج نے ملتان میں پہنچ کر شیخ رکن الدین ابو الفتح نمبرہ شیخ بہاؤ الدین کو کرایا سے بیان کی کہ بادشاہ اور حضرت میں یہ مناقشہ ہے۔ شیخ کو سلطان جی سے کمال محبت تھی، تاب نہ لا کر دلی میں تشریف لائے اور حضرت کے مکان پر ٹھہرے، قوال جمع ہوئے، سماع شروع ہوا، حضرت سلطان المشائخ کو حالت ہوئی، آپ کھڑے ہوئے، مگر شیخ رکن الدین نے آپ کی آستین پکڑ کر بٹھایا، پھر آپ کھڑے ہو گئے، پھر شیخ نے دامن پکڑ کر بٹھایا آپ پھر کھڑے ہو کر جد کرنے لگے۔ شیخ نوافل میں مشغول ہوئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی مولانا محمد شاہ امام نے کہا کہ یا شیخ رکن الدین میں ایک سوال کرتا ہوں شیخ نے فرمایا کہ ہوا انہوں نے کہا آستین پکڑنے میں اور پھر دامن پکڑنے میں پھر نوافل میں مشغول ہونے میں کیا سیر تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ مولانا جب برادر نظام الدین کو وجد ہوا اور کھڑے ہوئے تو قدم ساتویں آسمان پر مارا ہاتھ میرا آستین تک نہ پہنچا، دامن پکڑ کر بٹھایا، جب تیسری بار کھڑے ہوئے مینے نہ دیکھا کہ کہاں گئے نوافل میں مشغول ہوا۔ سیر الاولیا سے نقل ہے کہ ایک بار مولانا ظہیر الدین کو قوال دہلی خدمت سلطان المشائخ میں حاضر ہوئے، اُن کو خوشبو عود کی آئی، سمجھا کہ حجرہ میں عود روشن ہو گا کہ خادموں نے حجرہ کو کھولا، وہاں سے کچھ بوند آئی حیران رہے حضرت نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ مولانا ابو عود کی نہیں ہے، یہ دوسری چیز کی بو ہے۔ سبحان اللہ جو دلی کامل مراتب قطبیت اور خدادانیت کو طے کر کے مرتبہ محبوبی اور معنوی کو پہنچتا ہے اُس کی ذات پاک منظر اسرار الہی ہو جاتی ہے، اور ارادہ اُس کا ارادہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور ہم مبارک محبوب کا ستر یا عطریات غیبی سے معطر ہو جاتا ہے، جو اہل نل اُس کے پاس جاتا ہے وہ بوا اُس میں لٹکرتی ہے۔ پس حضرت سلطان المشائخ کا مرتبہ محبوبی انظہر من الشمس، طالب ہوتا دیکھیے اور سمجھو کہ نہ بید بروز شہر خیم، چہ تہ آفتاب راجہ گناہ، نہ نقل ہے کہ وہ کلیم مبارک کہ جو بابا صاحب نے حضرت کو عطا کی تھی آپ نے قاضی محی الدین کاشانی کو مرحمت فرمائی۔ اُس میں سے نہایت خوشبو آتی تھی، قاضی نے اُس کو سر پر رکھا اور اپنے گھر میں لائے، اور مثل حرز جان کے نگاہ رکھا، قاضی سمجھے کہ یہ بو عارضی ہے، بہت روز بعد پھر اُس کو دیکھا خوشبو زیادہ پائی، امتحاناً اُس کو خوب پانی میں دھویا دھویا اور ہوا میں سکھایا اور بھی بوز زیادہ ہوئی۔ متعجب ہو کر یہ کیفیت حضرت کی خدمت میں عرض کی۔

حضرت نے چشم پر آب کر کے فرمایا کہ قاضی یہ بوئے محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو خلیت کرتا ہے۔  
 ایں بوئے بہ بوئے بوستانست، ایں بوئے زکوئے دوستانست۔ لکھا ہے کہ اول دہلی میں آپ کے  
 یہاں بہت تنگی رہتی تھی اکثر تمام طلباء اور فقرا برفاقہ گذر جاتا تھا، ایک ضعیف آپ کے ہمایہ میں تھیں کہ وہ  
 سوت کات کر اُس کی اجرت روزہ افطار کرنی تھیں ایک روز اُس کی معلوم ہوا کہ تمام درویش فاقہ سے ہیں  
 اُس وقت اُس کے پاس دہ سیر آٹا جو کا موجود تھا، آپ کے پاس لائی۔ حضرت نے شیخ کمال الدین یعقوب کو  
 فرمایا کہ یہ آٹا لیکر مٹی کی ہانڈی میں پانی ملا کر پکاؤ کہ کسی مسافر کے کام آجائے اُس نے بموجب حکم چلے  
 پر چڑھایا، ایک دو جوش آئے تھے کہ ایک فقیر دق پوش آیا اور باور بلند کہا کہ نظام الدین کچھ کھانا  
 نولا، جواب دیا گیا کہ ذرا ٹھہرو پکتا ہے، اُس درویش نے کہا آپ ٹھہ اور ہانڈی یہی ہے لے آ میرے  
 آگے۔ حضرت اُٹھے اور اپنے دامن سے اُس کو کپڑا کر آگے درویش کے رکھا، اُس نے پہونچے تھل پنا  
 ہاتھ ہانڈی میں ڈال کر گرم گرم کھانا شروع کیا، اُس کو گرمی نہ معلوم ہوئی جتنا کھایا گیا کھایا، بعد اٹھ کر دیگ کو  
 اٹھا کر زمین پر بے مارا کہ وہ ٹوٹ گئی، اور کہا کہ نعمت باطنی تو نے فرید سے پائی اور فاقہ ظاہری بتراجم  
 توڑا اور اُسی وقت غایب ہو گیا۔ اُس روز سے فتوحات بدرجہ غایت بڑھتی گئی۔ نقل ہے کہ حضرت  
 سلطان المشائخ ہر جمعہ کو غیاث پور سے کیلو کھڑی میں پیادہ جایا کرتے تھے، ایک روز یہ خیال آیا کہ  
 گھوڑی ہوتی تو میں اُس پر سوار ہو کر جایا کرتا، دوسرے روز شیخ نور الدین ملک یار پران کہیں سے  
 گھوڑی پر سوار آیا، اور بیان کیا کہ آج کی شب میرے پیر نے فرمایا کہ جتنی گھوڑیاں تیرے پاس ہیں نظام الدین  
 کی نذر کر کہ وہ جمعہ کو پیادہ نہ جائے۔ چنانچہ یہ کل گھوڑیاں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پیر کے حکم  
 سے گھوڑیاں دیتے ہو میں بھی تو اپنے پیر سے ان کے لینے کی اجازت حاصل کروں چنانچہ اُسی شب حضرت  
 بابا صاحب نے فرمایا کہ شیخ نور الدین میرا مرید ہے میں ہی اُسے اجازت دی تھی کہ گھوڑیاں نظام الدین کو دے  
 شوق سے رکھنے صبح حضرت نے بخوشی وہ نذر قبول کی۔ اخبار اللادیا سے نقل ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی  
 کے مرنے کے بعد سلطان قطب الدین مبارک شاہ تخت دہلی پر بیٹھا ۱۲۱۶ء میں اس نے تخت پر بیٹھتے  
 ہی فرزند علاؤ الدین خضر خاں کو جو مرید حضرت کا تھا اُس کو شہید کیا اور مقبرہ عالی کی عمارت اُسی کی  
 تعمیر کرائی ہوئی ہے۔ اور یہ ارادہ کیا کہ حضرت کو بھی ستائے مگر تمام امارت و لشکر کل مرید اور معتقد تھے  
 اس وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا تھا، ایک روز بادشاہ نے اپنے مشیر قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ خج اس

شیخ نظام الدین کے پاس کہاں سے آتا ہے، یہ قاضی بھی حضرت سے ناغوش تھا، جواب دیا کہ ارے شاہجی اور سپاہی پہنچاتے ہیں، اس وجہ سے کشادہ پیشانی چخ کرتے ہیں، یہاں تک کہ دو ہزار رنگہ زر سرخ روزانہ باورچی خانہ کا خرچ ہے، یہ سن کر سلطان کو اور حسد ہوا، حکم دیا کہ جو کوئی شیخ کو کچھ دیکھا اُس کا وظیفہ خزانہ سلطانی سے موقوف کیا جائیگا، اور نہ کوئی جانے پائے جو جاوے اپنا گھر کہیں دربنائے جب حضرت کو یہ خبر ہوئی خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ آج سے کل اخراجات میں دگنا خرچ کیا جاوے، جو درکار ہو فلا طاق میں بسم اللہ کھکر ہاتھ ڈال دیر لیکر خواجہ اقبال آپ کے مرید اور خلیفہ اور مصاحب اور خانہ سالار و زر خرید بھی تھے خواجہ اقبال نے بموجب امر والا دگنا خرچ کرنا شروع کیا، جب کئی روز گزے کہ اہل شہر کوئی خانقاہ میں نہ گیا، اور نہ کچھ فتوحات ہوا خرچ دگنا ہو گیا، سلطان نے اس کا سبب خفیہ دریافت کیا، معلوم کہ حکم حضرت طاق میں سے بدلے خرچ ہر روز ملتا ہے، یہ سن کر سلطان منفعل ہوا اور ایک امیر کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شیخ رکن الدین ہر سال میرے دیکھنے کو ملتان آتے ہیں درتم دہلی میں رہتے ہوتم نہیں آتے اس میں تحقیق ہے، یہ سن کر آپ نے جواب دیا کہ پیروں کی عادت نہیں کہ امراء کے مکان پر جاؤ مجھ کو معاف کہئے۔ یہ سن کر سلطان اور بھی غصہ ہوا اور پھر کہلا بھیجا کہ میرے حکم کی تعمیل تم کو کرنی ہوگی۔ حضرت سلطان المشائخ نے شیخ علی سنجری کو شیخ ضیا الدین رومی کے پاس بھیجا کہ مرشد بادشاہ کے اور خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے یہ کہلا بھیجا تھا کہ آپ بادشاہ کو روکیں کہ فقرائے ستارے میں اس کی پہچان نہ ہوگی۔ جب شیخ علی سنجری پہنچے دیکھا کہ وہ از حد بیمار تھے، واپس آکر حضرت کے ذکر کیا، تیسرے روز شیخ ضیا الدین نے انتقال کیا، اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ اُن کی تقریب فاتحہ میں کل کا براہ و مشائخ اور سلطان سب جمع تھے حضرت بھی تشریف لے گئے کل حاضرین تغیم کو کھڑے ہوئے آداب بجالائے مگر سلطان ملتفت نہ ہوا تلاوت قرآن میں مشغول رہا اور سب حال آنکھوں سے دیکھا اور بھی آتش غضب سے جلا، بعض نے حضرت سے کہا کہ سلطان بھی اس مجلس میں ہے سلام علیک کیجئے، فرمایا، کچھ حاجت نہیں وہ تلاوت کر رہا، مغل نہ ہونا چاہیے۔ بعد فاتحہ و ختم محفل برخواست ہوئی۔ سب اپنے مکان پر گئے، بادشاہ نے کل علماء اور مشائخ کو جمع کر کے کہا کہ شیخ نظام الدین کو سمجھاؤ کہ ہر روز میرے دیکھنے کو آیا کریں، اگر نہ ہو سکے آٹھویں دن ورنہ ہر راہ نوکی مبارکباد و ضرر آیا کریں ورنہ وہ کہیں مجھ سے کہو کہ میں کچھ اور فکر کروں۔ چنانچہ سید قطب الدین غزنوی، شیخ علاء الدین طوسی، شیخ وجد الدین برہان الدین کہ ان صاحبوں کے مزارات بھی دہلی میں ہیں



بایمانے سلطان حضرت کی خدمت میں آئے، اور کہا کہ حضرت سلطان آپ کو کہتا ہے کہ ہرموز نہ ہو سکے  
 آٹھویں روز در نہ ہر چاند رات کو ضرور آیا کریں اور مصلحت وقت بھی ہو کہ اس ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہو  
 آپ نے چند سے تامل کیا، اور فرمایا انشاء اللہ لفظ انشاء اللہ کے فرماتے کو ان صاحبوں نے جانا کہ رضی  
 ہیں، وہاں سے خوشی خوشی آئے، اور سلطان سے کہا کہ وہ راضی ہیں اور بادشاہ بھی خوش ہوا اس روز  
 ۲۷ صفر تھی کہ خواجہ وجد قریشی اور اعز الدین بردار حضرت امیر خسرو نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ پاشیخ  
 ہم نے سنا کہ حضور واسطے دیکھنے سلطان کے راضی ہوئے، فرمایا کہ میں ہرگز برخلاف اپنے پیروں نہ  
 کروں گا یہ تیر ہوئے کہ سلطان منتظر ہے کہ کب شام ہو اور شیخ میرے دیکھنے کو آویں، اور شیخ کا ہرگز ارادہ نہیں  
 اس میں بظرافہ ہوگا، حضرت نے اُن کو دیکھ کر فرمایا کہ سلطان مجھ پر ہرگز غیبت ہو گا الغرض جب کب تک تاریخ  
 ہوئی خواجہ اقبال نے عرض کی کہ امشب شب بیاہ ہے واسطے ملاقات سلطان کے جو تبرک حکم ہو فراہم کروں سفرایا  
 ٹہر، جب وقت نماز عصر ہوا بعد نماز کے پھر خواجہ اقبال نے عرض کی مجھ کو حکم ہو کچھ جواب نہ دیا۔ خواجہ اقبال  
 سمجھے کہ شیخ بادشاہ کے دیکھنے کو نہ جاویں گے، آخر جب پہر بھرات گئی غیاث الدین تعلق کو کہ جو اس کا معتبر اور  
 بیچاس ہزاری منصب کھتا تھا بارادہ لطفت آیا اور کو شک ہزار ستون میں معہ قاضی محمد غزنوی کے جاہر گیک  
 کے ہاتھ سے ہلاک کرایا اور اس کے اطفال کو بھی قتل کیا۔ یہ ذکر ۳۲۱ھ کا ہے، اور خود چار سال  
 سلطنت کر کے مر گیا۔ اخبار لاخیر سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت نے فرمایا کہ ایک بار میں شیخ کے  
 ہمراہ کشتی میں تھا، مجھ کو اپنے رد برو بلایا اور فرمایا کہ تجھ سے کچھ کہتا ہوں، جب تو دہلی جاے مجاہدہ میں ہو  
 بیکار رہنا کچھ نہیں، روزہ رکھنا آدھی راہ ہے، اور نماز و حج زکوٰۃ آدھی راہ ہیں، پھر فرمایا میں خدا سے  
 چاہتا ہوں کہ جو تو خدا سے چاہے وہ ملے فرماتے ہیں کہ ایک بار پھر مجھ سے شیخ نے فرمایا کہ تیرے واسطے  
 میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے دنیا بھی طلب کی ہے، اور خلافت کے وقت فرمایا کہ مجاہدہ کرنا چاہیے، برائے  
 استعداد پھر ایک بار حجرہ میں سر بر بند کر کے یہ رباعی فرمائی تھی اور چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رخصتے تو زبیںم	خاکے شوم بزیں پائے تو زبیںم
مقصود من خستہ ز کونین توئی	از بہر تو سے ردم و برائے تو زبیںم

جب یہ تمام کر چکے سر سجد میں رکھا اور میری طرف دیکھا میں حجرہ میں گیا اور اپنا سر شیخ کے قدموں  
 پر رکھا، فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، چاہ کیا چاہتا ہے، میں نے دین جن چاہا، فرمایا بخشا پھر میں اپنے

دل میں پچتایا کہ یہ نہ مانگا کہ سماع میں مروں۔ نقل ہے کہ چند شخص واسطے ملازمت حضرت سلطان اشلخ کے چلے بازار سے کسی نے کچھ تحفہ یا کسی نے کچھ لیا۔ ان میں ایک متعلم تھا وہ سمجھا کہ ٹکے کیوں خرچ کئے کس واسطے کہ شیخ ہر ایک کے تحفہ کو کیا دیکھیں گے، سب ساتھ پیش ہوں گے اور خدام اٹھالجا میں گے۔ یہ سوچ کر قدسے خاک کاغذ میں بانڈھ لی۔ جب سب پہنچے تحفہ ربیعے شیخ کے رد و رو رکھے، خادموں نے اُن کو اٹھانا چاہا، فرمایا کہ اس کاغذ کو ہمیں چھوڑ دو کہ یہ سرمہ شریف خاص میری آنکھوں کے واسطے ہو متعلم تاب ہوا اور شیخ نے اُس پر بہت مہربانی فرما کر کہا کہ جو تجھ کو حاجت ہو بیان کر۔ نقل ہے کہ ایک شخص اپنی جگہ سے واسطے زیارت حضرت کے آتا تھا، جب بوندی میں آیا دہان یک شیخ موہن بزرگ تھے، انکی زیارت کو گیا، اُن بزرگ نے پوچھا کہ کہاں جائیگا، اُس نے کہا کہ شیخ نظام الدین کی زیارت کو دہلی جاتا ہوں، اُنہوں نے فرمایا کہ شیخ نظام الدین کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ شب جمعہ میں تم سے کعبہ میں ملتا ہوں، وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ یہ شخص خدمت حضور میں حاضر ہوا اُس درویش کا پیام دیا، اپنے آزدہ ہو کر فرمایا کہ وہ درویش عزیز ہے، مگر زبان بند نہیں رکھتا، بزرگی شیخ موہن کی بھی اس جگہ سے ظاہر ہے، مزار اُن کا بوندی میں ہے۔ نقل ہے کہ سلطان علاؤ الدین بن شہاب الدین کہ یہ بادشاہ اپنے کو سکندر ثانی کہتا تھا، بڑا مدبر اور فاضل پابند شریعت تھا، اس نے بائیس برس نہایت عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی ایک بار بقصد امتحان چند باتیں متعلق امور سلطنت کے تحریر کر کے لکھا کہ آپ تمام عالم کے مخدوم ہیں، دین دنیا کی حاجتیں آپ کی ذات بابرکات سے برآتی ہیں و اللہ تعالیٰ نے مملکت دنیا میرے ہاتھ میں دی ہو جائیگا ہوں کہ جو کار جو مصلحت ملکی پیش آئے حضرت کی خدمت میں عرض کروں آپ اُس میں مشورہ دین میری اور خلعت کی خیر ہو اور ہر ایک حکم کے نیچے حدیث نبوی تحریر فرما کر میرے پاس روانہ کیجئے، اس طرح تحریر کر کے اپنے چھوٹے بیٹے خضر خاں کو دیا کہ یہ حضرت کا مرید بھی تھا، اور کہا کہ اس کاغذ کو شیخ کی خدمت میں لیجا اور جواب لا، پس خضر خاں نے بموجب مرید پر حاضر ہو کر کاغذ سلطان شیخ کے دست مبارک میں دیا حضور نے اُس کو مطالعہ فرما کر حاضرین مجلس سے فرمایا کہ فاتحہ پڑھو بعدہ فرمایا کہ فقیروں کا بار دشا ہوں سے کیا کار میں درویش ہوں، شہر کے ایک کونہ میں پڑا ہوں، بادشاہ اور تمام مسلمانوں کی دعائے خیر میں مشغول ہوں، اگر بادشاہ نے اس بارہ میں پھر مجھ سے کہا تو میں یہاں نہ رہوں گا، ارحمہم اللہ و ارحمہم اللہ سعة

جب یہ جواب خضر خاں نے پدر کو دیا اُس نے خوش ہوا اور عقد ہو کر عرض کرایا کہ میں زیارت حاضر ہوں

آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہیں میں دعا کے غیب میں مشغول ہوں غیب کی دعا میں زیادہ اثر ہوتا ہے میرے مکان کے دو دروازہ ہیں اگر سلطان ایک دروازہ سے داخل ہوگا میں دوسرے سے نکل جاؤں گا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے تقریر کی کہ فلاں جگہ تمہارے یار مرزا میرے منتے ہیں فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں کہ مرزا میرے و محرمات درمیان ہوا چہا نہیں ہے اس بارے میں اور بہت کچھ فرمایا پھر کہا کہ شیخ و عبدالدین کرمانی شیخ شہاب الدین کے پاس آئے شیخ نے اپنا مصلیٰ لپیٹ کر زیر زانو رکھا یہ بات مشائخوں کو نہایت تعظیم کی معلوم ہوئی جب رات ہوئی شیخ و عبدالدین نے سماع طلب کیا شیخ شہاب الدین نے قوالوں کو طلب کیا جب سماع قرب ہوا خود ایک گوشہ میں مشغول ہوئے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جو کچھ کہ سماع میں صفتیں میں نے سنی ہیں اکثر اوصاف و اخلاق شیخ پر گمان کرتا ہوں کہ ایک روز حیات شیخ میں قوالوں سے یہ بیت سنی ہوئے

مخسرام بدین صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

جھکوا اخلاق حمیدہ اوصاف برگزیدہ اور کمال زندگی اور لطافت اُن کی یاد آتی ہے یہ فرما کر خیم پر آپ کر کے فرمایا کہ تھوڑے دن گزئے ہیں کہ آپ نے ولایت کی نقل ہے کہ جب سلطان غیاث الدین تغلق <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> میں بادشاہ ہوا تھوڑے دنوں بعد اس نے بنگالہ پر لشکر کشی کی راستہ میں سے حضرت سلطان المشائخ کو لکھا کہ آئے میرے تم غیاث پور سے چلے جاؤ تمہاری وجہ سے آدمیوں کی ایسی کثرت رہتی ہے کہ میرے متعلقوں کو جگہ نہیں ملتی حضرت کے پاس یہ خط پہنچا آپ نے مطالعہ کر کے فرمایا کہ ہنوز دلی دور ہے یہاں آیا ہی ہوا کہ بادشاہ دلی میں نہیں پہنچا پہلے نطق آباد میں آیا۔ وہاں چوتھے سال جلوس میں مکان کے نیچے دیکر اُگر گیا۔ نقل ہے کہ ایک بار خلفاء حضرت سلطان المشائخ میں مجلس سماع گرم تھی کہ ایک صوفی نے آہ کی اور اُس کے بدن میں لگ لگی جل کر خاک ہو گیا اُس وقت حضرت کو بھی حالت تھی جب آپ کو ہوش آیا اور فریاد کیا کہ خاک کیسی ہے عرض کی ایک صوفی نے آہ کی اور جل گیا یہ اُس کی خاک ہے آپ نے پانی طلب کر کے اُس خاک پر چھڑکا وہ صوفی زندہ ہوا آپ نے اُس کو ارشاد کیا ابھی تم میں خامی ہے جب تک پختہ نہ ہو میری مجلس میں نہ آنا نقل ہے کہ ایک روز حضرت واسطے زیارت مزار پر انوار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے حاضر ہوئے تھے وہیں ہوتے وقت کنارہ دریا پر گزر ہوا دیکھا کہ میر حسن علانی بخری شاعر اپنے بارہ سمیت بہت خوش شراب نوشی کر رہے تھے حضرت کو دیکھ کر منفعیل ہوا اور یہ شعر پڑھا

ساہا باشد کہ باہم صحبت گرز صحبت با اثر بوسے کجا است

زہد تافش از دل مانگم نہ کرد سا بان ما بہتر از زہد شما است

یہ رباعی سن کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صحبت کو بہت اثر ہے، اس لفظ کو فرماتے ہی اُس کے دل پر اس کا اثر ہوا، دوز کر اپنا سر حضور کے قدموں پر رکھا اور تائب ہوا، بعدہ مرید ہو کر سعادت دارین پہرہ ہوا، چنانچہ اکثر یہ شعر پڑھتا تھا ۵ لے حسن تو بہ انگہی کر دی، ذکہ ترا طاقت گناہ مانند بد، یعنی اُنہوں نے ۳۷ برس کی عمر میں تو بہ کی اور فراید الفواد جمع کی کہ مقبول کتاب ہے یعنی نظر فیض ثمر کے پڑتے ہی کامل ہوئے نقل ہے کہ شمس الدین بزاز نے کہ نہایت متمول و حضرت کا دشمن جانی تھا ایک روز قریب سبز بندہ کے شراب خواری کا ارادہ کیا، چشم ظاہر سے حضرت کو دیکھا کہ سامنے کھڑے انگشت سے اشارہ فرماتے ہیں کہ نہ اپنی یہ معاملہ دیکھتے ہی اُس نے شیشہ اور جام شراب توڑا اور خدمت شیخ میں حاضر ہو کر عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ جس کا نصیب یا اور ہوتا ہے ایسا ہی معاملہ پیش آتا ہے، آخر وہ مرید ہو کر سعادت ابدی سے پہرہ مند ہوا، نقل ہے کہ ایک روز آپ کے کسی مرید کے گھر میں مجلس سماع تھی اور کھانا بھی تھا اگر وقت عین مجلس ہزاروں آدمی صوفی اور دیگر اہل شہر آگے، کھانا اس قدر نہ تھا کہ سب کے کفایت کرے، صاحب خانہ حیران ہوا اب کیا کیجئے، حضرت نے نور باطن سے معلوم فرما کر خواجہ مبشر خادم خاص کو فرمایا کہ جب سب کے ہاتھ دھلا کر لیا کر روٹی کے چار ٹکڑے کر کے اُن کو چادر سے ڈھانک کر بسیم اللہ کہہ کر تقسیم کرنا شروع کر دو، دو کے آگے ایک طباق رکھ حساب لکھ اُنہوں نے ایسا ہی کیا، وہ پچاس آدمیوں کا کھانا کئی ہزار آدمیوں کو کافی ہوا، لکھا کہ قاضی محی الدین کا شانی سخت بیمار تھے، وقت نزاع حضرت اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ قاضی بیہوش تھے، شناخت مردم بھی جاتی رہی تھی، حضرت نے قریب پہنچ کر دست مبارک اُن کے چہرہ پر بھیرا، اسی وقت اُن کو ہوش آیا صحت ہوئی، بعد اُس کے ایک مدت زندہ رہے، بعض حضرات ایسا مشہور کرتے ہیں کہ جب حضرت قاضی کی عیادت کو گئے اُن کو خبر ہوئی، اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ آخری وقت میں اُن کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا کہ وہ سماع سنتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تو بہ کی، جب یہ خبر قاضی کو ہوئی اپنی بکری بھیجی کہ اس کو بچا دو وہ اُس پر قدم رکھ کر تشریف لاویں، نہیں معلوم کہ اس کی سند اُن حضرت کو کہاں سے ملی، کس واسطے کہ قاضی محی الدین کا شانی آپ کے مرید اور خلیفہ تھے، ایسا گستاخانہ کلام کس طرح کہتے۔ واللہ اعلم اور ایسے ہی ایک نقل درج ہلائے مشہور کر رکھی ہیں کہ حضرت بوعلی قلندر آپ کی کرامات جہین لے گئے تھے جس کو امیر خسرو بواسطت مبارز خاں واپس لائے، مقام غور ہے کہ یہ سلطان الادب اور وہ بخششی یہ

محبوب کبریٰ و عاشق اللہ بعض کا قول ہر شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے مرید تھے، بعض کہتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مرتبہ محبوبیت کل مراتب سے اعلیٰ ہے قطبیت اور ابدالیت اور وحدانیت یہ سب تاب محبوبیت کے آگے ادنیٰ ہیں پس ادنیٰ اعلیٰ کا مقابل ہو کر نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ ادبیا میں ایسا مناقشہ نہیں ہوتا، میرے نزدیک یہ ایسی باتیں ہیں جیسے گنواروں نے بیربر اور اکبر اعظم کی بنا رکھی ہیں، نقل ہو کہ قصبہ ساوہ میں ایک جاگیر دار کے گھر میں لگ لگی، فران معانی جاگیر بھی ہمراہ دیگر سامان کے جل گیا، وہ غریب واسطے حاصل کرنے کے لئے دہلی میں آیا اور مشقت جدید فران حاصل کیا، جب کچھ ہی سلطانی سے باہر آیا کہیں گر کر گرم ہوا، بہت ڈھونڈتا رہا، روٹا ہوا حضرت کی خدمت میں گیا اور دعا چاہی، حضرت نے تبسم فرما کر کہا کہ ابھی بازار سے حلوا لاکر اس پر والدین بابا صاحب کی فاتحہ دلاتیرا فران بچائیگا، وہ اُسی وقت اٹھکر بازار میں آیا اور قریب بازار خانقاہ کے جو حلوا فروش تھا اُس سے حلوا مول لیا، حلوائی وزن کے اُس کے کہنے کو کاغذ نکالا چاہتا تھا کہ اُس کو بچاڑے اُس نے دیکھا تو وہ اُسی کا فران تھا، اُس نے غل جچایا کہ اس کو نہ بچاڑنا، پس حلوا اور وہ فران لیکر حضرت کی خدمت میں آیا، مرید ہوا، لکھا ہو کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے چاہا کہ کسی بہانے سے حضرت کو اپنے پاس بلائے، پس یہ کہلا بھیجا کہ عرصہ دراز گذر کہ جو لشکر میراجم پر ہے اسکی کچھ خبر ہو، کئی میں نہایت متروک ہوں، آپ اگر ایک ساعت کو تشریف لادیں تو عین مصلحت اور جہربانی ہوگی، حضرت یہ پیام سننے ہی پہلے تھوڑی دیر گردن جھکائے ہے، بعد اُس کے فرمایا کہ سلطان سے کہہ دو کہ میرے آنے کی کچھ حاجت نہیں، انشاء اللہ کل بوقت چاشت تم کو خبر لیگی، اور تمہارا بارادرفتہ صبح اور سالم مع اسباب غنیمت خوش اور خرم لیگا، چنانچہ دوسرے روز الف ظہر فتح اور نصرت کے ساتھ آیا، اور ملازمت سلطان حاصل کی، سلطان نے خوش ہو کر پانچ ہزار دینار خدمت شیخ میں ارسال کئے، اُسی وقت اسفندیار قلندر آگیا، حضرت نے اُسی وقت اُس کو مرحمت فرمائے، نقل ہو کہ حضرت کے محل نہیں کیا تمام عمر تجرور رہا، اس کا سبب محققوں نے یوں بیان کیا ہو کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ بہقام اجدہن حاضر تھے، بابا صاحب نے فرمایا کہ کچھ لانا کہ میں کھاؤں، حضرت نے اپنی دستار رہن کر کے موبیا اور نمک خرید کر اُس کو جوش کیا نمک ملایا اور بابا صاحب کے آگے لا رکھا، بابا صاحب نے مع بارو کے نوش کیا فرمایا کہ اچھا نمکین بچایا، میں خدا سے چاہتا ہوں کہ ہر روز سو، من نمک تیرے باور چخانہ میں

خارج ہو کر اُسے حضرت نے کھڑے ہو کر آداب بجا یا، اُس وقت بابا صاحبؒ دیکھا کہ پانچامہ حضرت کا پھٹا ہوا تھا، اپنا پانچامہ عنایت کیا، حضرت نے فخر اپنا سمجھ کر اُس نے اپنے پانچامے کے اوپر پہنا جلدی میں اُس کا ازار بند ایک طرف سے نکل گیا، بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ ازار بند محکم باندھ، حضرت عرض کیا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اس وجہ تمام عمر تجرور رہا۔ نقل ہو کر جب حضرت کا شہرہ عالمگیر ہوا اُس وقت اہل مکہ نے کہا افسوس ہر مولانا نظام الدین نے حج ادا نہیں کیا۔ اُس وقت وہ بزرگ بھی موجود تھے جو چالیس برس مجاور خانہ کعبہ تھے، انہوں نے کہا کہ غلط ہے مولانا نظام الدین ہمیشہ صبح کی نماز اول وقت کعبہ میں داخل کرتے ہیں اس بات کا مکہ میں شہرہ ہوا۔ حاجیان ٹہلی نے بھی سنا اور حضرت مریدؒ سے بھی بیان کیا، مگر بوجہ ہیبت اور عظمت کے کوئی کچھ دریافت نہ کر سکتا تھا، ایک بار حضرت اپنے حجرہ میں تھے اور ایک مرید در حجرہ پر وضو کو پانی لئے استادہ تھے جب دیر ہوئی وہ سمجھا کہ حضرت اوپر چھت کے ہونگے یہ سمجھ کر وہ اندر حجرہ کے گیا، حضرت کو دہاں نہ پایا، چھت پر گیا دہاں بھی نہ پایا ناچار ہو کر حجرہ کا دروازہ بند کر کے بدستور استادہ ہو گیا کہ اُسی وقت حضرت نے وضو کو پانی طلب کیا اس نشاں میں وہ بھی مرید آگئے تھے نماز ادا بعد نماز کے اُس مرید نے عرض کیا کہ چھت تک کھڑا آیا تھا حضور تشریف نہ سکھتے تھے، جب میں باہر آیا اُسی وقت اپنے پانی طلب کیا، یقین ہو کر واسطے ادا کے نماز کعبہ میں تشریف لے گئے ہوں گے، اور جو کچھ حاجیوں سے سنا تھا عرض کیا، اُس پر حضرت نے چشم پر آب کر کے فرمایا کہ میں اس قابل کب ہوں مگر یہ رحمت پروردگار ہے، ایک سائنڈی غیب سے پیدا ہو کر حجرہ کی چھت سے مجھ کو اپنے پر سوار کر کے کعبہ کا پہنچاتی ہو، بعد فراغ نماز ہو کر اسی جگہ پہنچا جاتی ہے، الغرض جب عمر شریف حضرت ۹۱ سال کی ہوئی ساتھ روز بول و براز بند رہا، آٹھویں روز خواجہ اقبال کو طلب فرما کر کہا کہ جو نقد و جنس ہو سب میرے آگے لا، انہوں نے عرض کیا کہ جو فتوح ہوتا ہے اُسی دن سرف ہو جاتا ہو، مگر چند ہزارین غلہ خراج امر دز موجود ہے، فرمایا کہ ابھی غرابا تقسیم کر، بعد گٹھڑی کپڑوں کی منگائی، اُس میں سے ایک دستا ایک کرتہ اور مصلیٰ اور سند خلافت مولانا برہان الدین غریب عطا کیا، اور دکن کی جانب رخصت کیا، اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اسی طرح ہر ایک خلیفہ کو عنایت فرمایا، اس وقت حضرت شیخ نصیر الدین محمد مدنی حاضر نہ تھے، اُن کی نسبت کچھ عنایت نہ ہوا حاضرین مجلس فکر تھا کہ کیا دہرہ کہ جو وہ محروم ہے، بعد تھوڑی دیر حضرت چراغ دہلی کو بلا کر وہ تبرکات کہ جو خواجگانِ حنپت سے چلے آتے تھے، اور بابا صاحبؒ حضرت

عطا فرمائے تھے شیخ نصیر الدین محمود چراندہلی کو عطا فرمائے اس کے بعد نماز عصر ادا کی، ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ اس آفتابین محبوب عالمین نے کل نفس ذائقۃ الموت کی تکمیل کی، یہ حادثہ عظیم فرما چہار شنبہ تہ سبج، اربعہ الآخرۃ سبجی میں ہوا، مگر عمر شریف کو بعض نے ۴۹ سال لکھا ہے۔ رضویہ بمقام غیاث پور متصل شاہجہاں آباد درگاہ حضرت نظام الدین زیارت گاہ خاص عام ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ پیدائش حضرت کی سبج الاول میں ہوئی اور وفات سبج الآخر میں ہوئی۔ لکھا ہے کہ ایک درویش باکمال مریدان شیخ سوندا صاحب سبجی سے تھے اُن کو کشف القبور اور عالم ارواح میں کمال حاصل تھی۔ صاحب قیاس لاوار کہ جو اُن کا دل کے پیر بھائی میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز وہ کامل روبرو تربت حضرت سلطان المشائخ کے بیٹھے مراقبہ برزخ میں مشغول ہوئے، اُن کو ایک دریا سے عظیم نورد آسمان معلوم ہوا اس میں ہر طرف سے نور کی موجیں ٹھٹھکتی تھیں، دیکھا ایک شتی نورانی چلی آتی تھی۔ اس میں ایک تخت مصع بچھا ہے، اُس پر ایک مرد صاحب جمال بیٹھا ہے اور وہ تجلی تھی کہ اُس کی تجلی کے آگے آفتاب ایک ذرہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ درویش صاحب مراقبہ دنیا سے گذر کر صاحب تخت کے نزدیک پہنچے پہنچے ہی خوشبو سے معطر ہو گئے، اور صاحب تخت سے بوجھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں نظام الدین بدایونی ہوں معشوق حق ہوں، لہذا استجلیات اُس سبحانہ تعالیٰ کی میری طالب ہیں اور ادیا اُن کے طالب ہیں اور حضرت نے ایک دستار اُن درویش کو عطا کی اور فرمایا کہ جاتے ہو صاحب لایت کیا۔ صاحب قیاس تحریر کرتے ہیں کہ تاحیات اُن کے جسم اُن کے لباس سے اہل دلوں کو خوشبو آتی رہی، بعد مرنے کے بھی اُن کے کپڑوں میں وہی خوشبو آتی رہی۔ صاحب مؤنس الاذیاع نے ایک بار یہ ارادہ کیا کہ بغداد میں پہنچ کر حضرت غوث پاک کے رونہ مطہر کی زیارت سے مشرف ہو جائے، یہ ارادہ مصمم کر کے چادر مزار اور دیگر سامان نذر و سفر تیار کر کے پہلا مقام غیاث پور میں کیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت پیران پیر اشرف لائے اور فرمایا کہ جہاں آ رہا کہاں جاتی ہے، اُنہوں نے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور چادر چڑھانے جاتی ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو یہیں ہوں، اُنہوں نے عرض کی کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ علی میں کہاں ہیں، فرمایا کہ نظام الدین ہیں وہ ہیں ہی تو ہوں، کیوں اتنا سفر اٹھانی ہے۔ جب سچ یہ بیدار ہوئیں اُن کے ہمراہ جو علماء اور مشائخ تھے سب کو طلب کر کے اپنا خواب بیان کیا، باتفاق سب نے کہا امشب سب پر یہی کیفیتیں جداگانہ طاری ہوئیں کہ جو ہم طلب آپ کے خواب کی ہیں، پس صبح وہ سب ان مزار پر انوار

حضرت سلطان المشائخ پر چڑھایا، اور وہ نقد کہ جو بغداد شریف کے اور آمد و رفت کے واسطے تھا کل مساکین اور خدام روضہ عالیہ کو تقسیم کیا۔ صاحب سیر السالکین تحریر کرتے ہیں کہ آخر وقت مرض الموت حضرت سلطان المشائخ کے شیخ رکن الدین الباغی متانی کو اُس وقت دہلی میں تھے واسطے عیادت کے آئے چاہا کہ زمین پر بیٹھیں، حضرت نے فرمایا کہ میرے پلنگ پر بیٹھو، انہوں نے کہا کہ قطب وقت اور محبوب رب العزت کے پلنگ پر کس کی طاقت ہے بیٹھے، حضرت نے مریدوں سے کرسی طلب کی جب کرسی آئی شیخ اُس پر بیٹھے، اور بعد دریافت احوال شیخ رکن الدین نے کہا کہ انبیاء اور اولیاء کو درمیان موت و حیات کے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اگر آپ چند روز توقف کریں تو خلق کو نفع ہو ہزاروں قص کامل ہو جاویں، حضرت نے فرمایا کہ اشتیاق دوست بعد غالب ہوا ہے کہ ایک ساعت باقی رہنے کو جی نہیں چاہتا، بلکہ ایک ایک دم مجھ پر دشوار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شب معاملہ میں دیکھتا ہوں کہ مجھ کو فرماتے ہیں کہ اے نظام تیرا اشتیاق مجھ کو زیادہ ہے، میرے پہلو میں آیہ سن کر شیخ رکن الدین اور جملہ حاضرین زار زار رونے لگے اور خود رفتہ ہو گئے، بعد اُس کے شیخ رکن الدین نے کہا کچھ وصیت فرمائیے، حضرت نے فرمایا کہ پیرانِ چشت سے ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ بعد مرنے میرے کے نزدیک جنازہ کے سماع کریں، بعد اُس کے دفن کریں، جب اُن حضرات نے وفات پائی اُن کے مریدوں نے نزدیک جنازہ کے سرود کھویا، اور وہ حضرت اٹھ کھڑے ہوئے، سات روز اسی طرح سماع رہا، بعدہ سماع بند کر کے اُن کو دفن کیا، میں بھی اُن کے قدم بقدم جانا چاہتا ہوں، تم بھی بعد مرنے میرے کے نزدیک جنازہ کے سماع کرنا، پس جب حضرت سلطان المشائخ کی وفات ہوئی امامت جنازہ کی شیخ رکن الدین نے کی، بعد نماز جنازہ کے شیخ رکن الدین نے کہا کہ آج مجھ کو تحقیق ہوا کہ چار برس مجھ کو واسطے امامت نماز جنازہ کے رکھا تھا کہ میں نماز جنازہ سلطان المشائخ کی امامت میں کرتا ہوں، بعدہ شیخ رکن الدین نے قوال طلب کیا، آپ کے خلفائے نے منع کیا کہ بمجرد سننے سماع کے حضرت کھڑے ہو جاؤ وہ حضرت تو سات روز کے بعد سماع سے باز رہے مگر ہمارے حضرت قیامت تک سماع سے باز نہ رہیں گے جہاں میں فقہ عظیم اٹھیکا، یہ بات شیخ رکن الدین کی بھی سمجھ میں گئی اور جنازہ کو اٹھا کر نئے چلے، اُٹھائے راہ میں ایک عورت اپنے دروازہ پر بیٹھی امیر خسرو کی غزل گارہی تھی، اُس وقت یہ شعر تھا، شعر اے تماش گاہِ عالم روئے تُرت، تو کجا بہر تماشا میردی، یہ آواز سنتے ہی دست مبارک حضرت کا کفن سے باہر ہوا



شیخ رکن الدین نے دوڑ کر اُس عورت طوائف کو منع کیا، جب تک جنازہ قبر کے نزدیک آیا ہاتھ مٹھا  
 طرح باہر تھا، قبر میں تار تے وقت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے عرض کیا کہ برہان شامیں ہم بیشتر  
 اگر دست گرد آید بہتر باشد چرکہ قدم پیر در میان است۔ یہ عرض کرتے ہی ہاتھ کفن کے اندر ہو گیا۔  
 پس شیخ رکن الدین نے جنازہ قبر میں تارا اور قبر سے نکلے ہی بیہوش ہو گئے، جب ہوش ہو لوگوں نے  
 پوچھا کہ بیہوشی کا کیا سبب تھا، شیخ رکن الدین نے کہا کہ یہ بھی قطب وقت تھے لوگوں سے فرمایا کہ  
 جب میں نے حضرت کو قبر میں تارا روحانیت رسول مقبول نے حاضر ہو کر برادر شیخ نظام الدین کو بغل میں لیا  
 مجھ کو طاقت مشاہدہ نور نبوت کی نہ تھی، اس وجہ سے بیہوش ہو گیا تھا، خلفائے حضرت سلطان المصلح  
 کہ جو چند حضرات مشہور ہیں تبرکات تحریر ہوتے ہیں یعنی حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، حضرت  
 امیر خسرو دہلوی، سراج الدین عثمان، شیخ قطب الدین منور بزرگ، شیخ جمال، شیخ حسام الدین ملتانی، مولانا  
 جمال الدین نصرت خانی، مولانا فخر الدین، مولانا ابوبکر منڈوئی، مولانا فخر الدین مروزی، مولانا علم الدین  
 نیلی، شیخ برہان الدین غریب، مولانا وجیہ الدین یوسف، مولانا شہاب الدین امام، مولانا حافظ صاحبی  
 محی الدین کاشانی، مولانا وجیہ الدین پائی، مولانا فصیح الدین، مولانا شمس الدین کبھی، خواجہ کریم الدین  
 سمرقندی، شیخ جلال الدین اددہی، مولانا جمال الدین، قاضی شرف الدین، مولانا کمال الدین یعقوب، مولانا بہادر  
 شیخ مبارک خواجہ معز الدین، خواجہ ضیاء الدین برنی، شیخ تاج الدین ادوی، مولانا امویہ الدین انصاری  
 خواجہ شمس الدین خواہر زادہ امیر خسرو، شیخ نظام الدین شیرازی، خواجہ سالار شیخ فرید الدین میری، شیخ  
 علاؤ الدین اندہی، شیخ شہاب الدین کنتوری، مولانا حجتہ الدین ملتانی، شیخ بدر الدین قوار، شیخ رکن الدین  
 جنیری، شیخ عبد الرحمن سارنگ پوری، حاجی احمد بدایونی، شیخ لطیف الدین، شیخ نجم الدین، محبوب شیخ  
 شمس الدین دھاری، خواجہ یوسف بدایونی، شیخ سراج الدین، حافظ قاضی شاد علی، مولانا قوام الدین  
 مولانا برہان الدین سادری، مولانا جمال الدین اموی، شیخ نظام الدین مولی، قاضی عبد الکریم ودوی، و  
 قاضی قوام الدین قدوری، مولانا علی شاہ جاندار، خواجہ تقی الدین خواہر زادہ حضرت سید محمد کرمانی،  
 سید یوسف حسنی و حمید شاعر قلندر، خواجہ بشر خاں سامان، و مصاحب علی خادم خاص۔ صاحب لقا الاسرار  
 لکھتے ہیں کہ سلطان الاولیاء بزرگ تھے کہ گوشہ میں بیٹھے ہوئے تصرف فرماتے تھے، ایسا ہی روضہ  
 متبرکہ کہ ان کا قبلہ حاجات عالم ہے، وہ لکھتے ہیں کہ یہ درۂ بقدر شمسہ میں بشیرن سعادت زیارت آتا

بادشاہ کو نین حاضر ہوا، فیض روحانیت حضرت بہت سی نعمتیں پائیں کہ احاطہ تحریر باہر ہیں، سجان آج تک ظہور تصرفات ولایت حضرت کا ہمیشہ بیچ ترقی کے ہے، اور تاقیامت قائم رہیگا، چنانچہ بعد ارادت خدمت پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت میرزا روشن بخت گورگانی قدس سرہ العزیز اس حقدار کے کو مزارات پر جائیکا شوق ہوا، تمام صحرائے دہلی کی خاک کو تینائے چشم کیا، یہ قاعدہ رہا کہ جس مزار کو بانوار برکات دیکھا وہاں مشغول ہوا، مراقبہ کیا، طرح طرح کے ذائقے اٹھائے، بعض حضرات کی زیارت سے بھی شرف ہوا، اُن حضرات کی مہربانی سے بعض مشکلات بھی حل ہوئیں کئی ہزار اولیائے کبار خاک پاک دہلی میں سونم ہیں، مگر چار مقام عجیب غریب ہیں، اول تو روضہ متبرکہ حضرت قطب لاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار دوسرا روضہ عالی متعالی حضرت سلطان المشائخ جو طالب بل نظر جائے ممکن نہیں فیضان معروم آئے، اور تیسری مشکل نہ حل ہو، مقامات نہ کھلیں، تیسرا مزار پرانوار حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، جو تھانوار حضرت شاہ ترکان بیابانی قدس سرہ ہم۔

**تذکرہ حضرت شاہ عبداللہ کمانی بنگالی**

خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے سلسلہ کے ہزاروں فقیر ہیں، بلکہ جو آپ کے فقیر ہیں وہ کرناہ مشہور ہیں اور خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے اور کامل وقت گزے ہیں اور صاحب گروہ ہیں، یعنی آپ کے جو فقیر گزے ہیں وہ کریمہ کہلاتے ہیں، وفات آپ کی ۶۳۰ھ ہجری میں ہوئی۔

**تذکرہ حضرت شیخ برہان الدین فی قدس سرہ**

بن شیخ جمال ہانسوی

لکھا ہے کہ وقت انتقال پدر بزرگوار آپ خورد تھے، حضرت بابا صاحب کی خدمت میں لائے گئے، بابا صاحب نے نہایت عنایت کی، اور خلافت نامہ اور مصلی اور عصا ساتھ اُس نعمت کے اوپر شیخ جمال الدین کے رواں کی تھی شیخ برہان الدین کو عطا کی، اور خدمت گذاری شیخ نظام الدین اوکیا کی وصیت فرمائی، چنانچہ شیخ برہان الدین ہر سال شیخ نظام الدین اوکیا جاکر تربیت پاتے اور تاحیات سلطان المشائخ کے کسی کو مرید نہیں کیا، از اخبار الاخیار نہ معلوم بعض صاحبزادگان جمالی موجودہ کو کہاں سے سند ملی ہو کہ وہ مرید کو تحریر کر کے دیتے ہیں شیخ جمال کے نام کے بعد حضرت سلطان المشائخ کا نام اُن کے بعد قطب الدین منوکر نام کہتے ہیں، درویشوں کے کسی خاندان میں نہیں

دیکھا کہ ہادی سے پہلے طالب کا نام لکھا جائے۔ اس نقل سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ برہان الدین نے نہ کچھ حاصل کیا، نہ حضرت سلطان المشائخ سے بیعت کرنا یا فیضیاب ہونا ثابت ہوتا ہو، حیف ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی** کہ نام مبارک ابو الحسن اور تخلص خسرو تھا حضرت سلطان المشائخ اور برہان الدین الفضلا اور امیر زادہ اور بادشاہوں کے

ہمیشہ ہمعصوت تھے مگر تعلق دل جو تھا وہ خدا کے ساتھ تھا، امیر صاحب کے والد کا نام امیر سیف الدین انا کا نام عماد الملک تھا کہ اولیائے زمانہ گذرے ہیں، اور ایک سو تیرہ برس کی عمر ہوئی کہ حضرت امیر حسن کو خود تربیت کیا، لکھا ہے کہ حضرت بمقام مومن آباد معروف بہ پٹیالی کہ کنارہ دریائے گنگا پر رہے پیدا ہوئے آپ کے مکان کے متصل ایک مجذوب رہتے تھے، آپ کے والد آپ کو اسی وقت اُن مجذوب کی خدمت میں لے گئے، آپ کو دیکھتے ہی اُن مجذوب نے فرمایا کہ یہ لڑکا طبعی ہند اور ملک الشعراء عارف باللہ گناہ روزگار ہو گا قیامت تک نام اس کی یادگار رہے گا، اور دعا دی کہ تو ہر دفعہ عزیز ہو جائے نہایت از نعمت پرورش پائی اور خورد سالی میں ہمراہ والد کے دہلی تشریف لائے، اور اپنے انا عماد الملک کے زیر تعلیم رہے، نہایت خوب و خوب حاضر جواب، عالی طبع، زود فہم، خوش گلو تھے، جب ساٹھ برس کے ہوئے اپنے بھائی اور والد کے ہمراہ حضرت سلطان المشائخ سے بیعت کی، جب آپ نو برس کے ہوئے آپ کے والد امیر سیف الدین نے اتنی برس کی عمر میں شہادت پائی، چند عرصہ میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں زحہد اور ریاضت شاقہ فرماتے، یہاں تک کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نے آپ کو ترک اللہ کا خطاب عطا کیا، جیسا کہ امیر صاحب خود فرماتے ہیں۔ **نظم**

برزبان چوں خطاب بندہ ترک اندریت

دست ترک لہر گیر دہم باللہش سپار

چون من سکین ترا دارم ہم نیم بس بود

شیخ من بس جہر بان و خالق امر نہ نگار

بارہا حضرت سلطان المشائخ نے آپ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ میں اپنے وجود سے رنجیدہ ہوتا ہوں اگر لے ترک من میں تجھ سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوتا، اور آپ کے بڑے بھائی اعز الدین علی کو دوبارہ خلعت خاص شرف فرمایا اور اُن کو بھی بہت عزیز رکھتے تھے، حضرت امیر صاحب جو شعر فرماتے پہلے بڑے بھائی کو دکھاتے تھے تاکہ کوئی سقم نہ رہ جائے، معلوم ہوا کہ سارا خاندان آفتاب تھا، ایک بار ایک شخص نے سلطان المشائخ سے عرض کی کہ جیسی ہر بانی اور عنایت خسرو پر ہے امیدوار ہوں کہ بندہ پر بھی مبذول ہو، حضرت نے

جواب دیا کہ ویسی قابلیت پیدا کر، امیر صاحب نے ایک بار حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اُمیدوار ہوں کہ حضور کے قدموں پر بروں، کہہ دیجئے کہ تیری زندگی موقوف ہے اور بقا میری کے کہ تجھ کو میرے پہلو میں دفن کریں۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا، الغرض جب آپ تکمیل درویشی کر چکے فرقہ خلافت عطا ہوا، اور بوجہ خوش کلامی کے ہم مجلس سلاطین ہوئے، آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، ۹۹ کتابیں ہیں، ۵ لاکھ کے قریب شعر ہیں، اور ہندی زبان میں بیسار کلام ہی لکھا ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ سماع سنتے داہنی طرف امیر خسرو اور بائیں طرف خواجہ مبشر بیٹھے، اور قال پڑھتے امیر صاحب کی غزل شروع کرتے، اور لکھا ہے کہ حضرت امیر صاحب کو حضرت سلطان المشائخ نے بخطاب مفتاح السماع کے یاد فرمایا ہے، اور لکھا ہے کہ حضرت امیر صاحب ہر شب نماز تہجد میں سات سیپارہ وائے پنج پڑھتے، اور بعد نماز عشاء کے خدمت پیر میں حاضر ہو کر تمام مریدوں کے حالات عرض کرتے، بعض سے خطامعات کر لیتے، بعض کی سفارش کرتے، ایک روز امیر صاحب نے شیخ سے عرض کیا کہ میں ایسا چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھ کو فرشتے خبر و کھبر یاد نہ کریں، کہ یہ نام تکبر ہے، شیخ نے فرمایا کہ بروز قیامت تجھ کو محمد کا لیس کہیں گے، صاحب سفینۃ الاولیاء تحریر فرماتے ہیں کہ سوز سببہ بیکینہ اور آتش عشق منزل حضرت خواجہ امیر خسرو کی اس قدر تھی کہ پیراہن مبارک حضرت کا قلب کی جگہ سے ہمیشہ سوختہ رہا کرتا تھا بلکہ کیفیت تھی کہ جس وقت نیا کپڑا پہنا اُسی وقت دل کی جگہ سے جل گیا، اور چالینس برس صائم الدھر رہے ہیں۔ امیر صاحب خود فرماتے ہیں کہ ایک روز بعد انفرار و ظالغ صبح حضرت پیر روشن ضمیر نے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے تو بھی سن اور زبان الہام سے بیان کر فرمایا کہ شب و دن کو بیٹے خواب میں دیکھا کہ شیخ صدر الدین پسر شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ آئے پنے اُن کی تعظیم کی، اور انہوں نے اسی تواضع کی کہ بیان سے باہر ہے، اس میں دیکھا کہ لے خسرو تو دور سے پیدا ہوا اور میرے پاس آیا، اور بیان معرفت شروع کیا، اُسی وقت اذان کی آواز سنی اور میں بیدار ہوا، یہ خواب بیان فرما کر کہا کہ دیکھ یہ کیا مرتبہ ہے، بعد بیٹے تیا ز مندی سے عرض کیا کہ میں یک ناچیز اس مرتبہ کو پہنچوں، آخر آپ ہی کا دیا ہوا ہے، یہ سنتے ہی رونا آیا اور پچکار کر روتے میں بھی اُس وقت بہت رویا، بعد اُس کے کلاہ خاص طلب کر کے دست مبارک سے میرے سر پر رکھی اور فرمایا کہ کلمات مشائخ کو زیادہ دیکھا کر، اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی رباعی خسرو کہ نظم و نثر مثلش کم خاست ملک سخن آں خسرو راست

ایں خسرو! است ناصر خسرو نیت زیراکہ خدائے ناصر خسرو است  
 لکھا ہے کہ ایک روز ایک فقیر برائے طلب خدمت سلطان الشانخ میں آیا اور اپنا مطلب بیان کیا  
 آپ نے فرمایا کہ آج جو فتوح ہوگا تجھ کو دوں گی، اُس روز کچھ فتوح ہوا، پھر فرمایا کہ کل جو فتوح ہوگا تجھ کو  
 دوں گی، کل بھی کچھ فتوح نہوا، آپ نے اپنی کفشت اُس درویش کو دی اور خصمت کیا، وہ کفشت لیکر چلا، اتفاقاً  
 امیر صاحب ہمراہ بادشاہ کہیں گئے تھے، وہاں سے آتے ہوئے یہ درویش مل گیا، پوچھا کہاں سے آتا ہے  
 اُس نے کہا دہلی سے، پوچھا کہ سلطان الشانخ کی بھی کچھ خبر ہے، درویش نے کہا خیریت سے ہیں امیر صاحب  
 نے کہا کہ تیرے پاس سے مجھ کو بوائے شیخ اتنی ہر شاید کوئی چیز ان کی تیرے پاس ہے۔ درویش نے کہا  
 کہ کفشت خواجہ میرے پاس ہے کہ مجھ کو عطا کی ہے۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ اُس کو فروخت کرنا ہے اُس نے  
 اقرار کیا، امیر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ کا جوصلہ قصیدہ میں بادشاہ دہلی سے پایا تھا کل اُس  
 درویش کو دیکر کفشت حضرت کی اس سے لے لی، اور اُس کو سر پر رکھے ہوئے خدمت پیر میں حاضر  
 ہوئے۔ حضرت سلطان الشانخ نے فرمایا کہ خسرو کفشت سستی خریدی، آپ نے عرض کیا کہ حضور اُس  
 درویش نے اسی پر اکتفا کیا، ورنہ اگر تمام جان مال اس کفشت کے بدلے میں طلب کرتا میں سب  
 دیکر لیتا۔ سبحان اللہ جن کے ایسے عقیدہ ہوں پیران سے راضی نہ ہوں تو اور کس سے ہوں علاوہ  
 ہزاروں حکایات اور کلمات آپ کے مشہور ہیں۔ لکھا ہے کہ جب حضور خواجہ نظام الدین قدس سترہ  
 رطل فرمائی، حضرت امیر صاحب دہلی میں موجود نہ تھے، ہمراہ سلطان تغلق بنگالہ میں تھے جب  
 خبر انتقال پیر روشن ضمیر سنی اسی وقت سیاہ پوش بھئے، اور بے رعت تمام دہلی میں آئے، آنے ہی ہزار  
 کے روبرو کھڑے ہو کر کہا سبحان اللہ آفتاب زیر زمین اور خسرو زندہ، اور اپنے چہرہ کو مرقد منور  
 گھس گھس کر بیہوش ہوئے، بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوئے، مگر چھ ماہ تک مفارقت پیر مرشد سے  
 روتے اور آہ بھرتے رہے، آخر بروز چہار شنبہ ۷۷۲ شوال ۸۲۵ھ میں دنیائے ناپائیدار سے کوچ  
 فرما کر قرب الہی حاصل کیا، مقبرہ عالی یاران چوتراہ برزیا رنگاہ خاص عام ہے۔

ذکر حضرت میر حسن علی بنی نجرنی قدس  
 کہ سادات عظام و خلفائے حضرت سلطان الشانخ  
 سے تھے، فاضل اجل شاعر بمیش اور معزز تھے  
 اور بہت سے قصیدہ اپنے پیر کی شان میں کہے، اور دربار شاہی میں بھی تعارف تھا

سلطان غیاث الدین بوجہ ان کے کلام کے ان کو بہت دوست رکھتا تھا، اکیس برس کی عمر میں بہ کر کے مرید ہو کر کامل مصاحب سلطان المشائخ ہوئے، اور فوائد الفوائد ملفوظات شیخ متبع کی اور جائے پیدائش آپ کی دہلی ہے، آخر عمر میں حکیم سلطان محمد غفران دیوگری تشریف لے گئے، اور ۷۳۵ھ میں وفات پائی، مزار دیوگری میں ہے۔

**ذکر حضرت مولانا مودالدین** لکھا ہے کہ یہ امیر زادہ تھے، اور وقت امیری سلطان علاؤ الدین کے ان کی خدمات بجالاتے تھے، ایک با حضرت سلطان المشائخ

کے مرید ہو کر یکایک دنیا کو ترک کر کے عبادت حق میں مشغول ہوئے، جب علاؤ الدین بادشاہ ہوا اُس نے آپ کو یاد کیا، اور سلطان جی کو لکھا کہ مولانا کو ہمارے پاس بھیج دیجئے کہ ان سے کام متعلق ہو، حضرت نے جواب دیا کہ اُس کو اور کار در پیش ہے، اُس کے سرانجام میں مصروف ہو ناہری کار سے اُس کو کچھ سروکار نہیں رہا، وہ اُس جواب پر رنجیدہ ہوا، پھر کہلا بھیجا کہ مقدم سب اپنا سامنا چاہتے ہیں، اس کے جواب میں شیخ نے فرمایا کہ اپنی برابر کیا بلکہ اپنے سے بہتر چاہتا ہوں، یہ سن کر سلطان مجبور ہوا، وفات انکی ۷۳۵ھ میں ہوئی، مزار یاران چبوترہ پر ہے۔

**ذکر حضرت شیخ وحید الدین یوسف قدس سرہ** خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے، لکھا ہے کہ یہ جب مرید ہوئے مورچال سے چلا کرتے تھے، یہاں کہ شیخ کی دعا سے ہوا پر پروازی کرنے لگے تھے، بعد تکمیل عطلے خرقہ خلافت بمقام چندیری امور ہو کر ۷۳۹ھ میں بمقام چندیری وفات پائی۔

**ذکر حضرت خواجہ محمد امام قدس سرہ** کہ نبیرہ بابا صاحب در فرزند شیخ بدر الدین سحقی کے تھے، اور اپنے والد ماجد سے بھی علم الہی کی تکمیل کی تھی، آخر خدمت حضرت سلطان المشائخ میں مشرف ہوئے، اور انوار المجاہد ملفوظات حضرت سلطان جی جمع کئے، اور علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیرائے تھے، علم موسیقی بھی خوب جانتے تھے، ۷۳۲ھ میں بمقام غیاث پور وفات پائی، مزار یاران کا یا ران چبوترہ پر ہے جو متصل باولی کے ہے۔

**ذکر حضرت شیخ نسام الدین بتانی قدس سرہ** کہ خلیفہ سلطان المشائخ کے تھے، زہاد و تقویٰ از حد تھا، اکثر اوقات شیخ نے ان کے حق میں ہر

فرمایا ہے کہ دہلی ظل حمایت حامی الدین میں ہر نقل جو کہ راہ میں مستغرق ہوئے چلے جاتے تھے، جاننا کہ کدھے سے گر پڑی، ایک شخص نے پکار کر دو آوازیں دیں، 'یا شیخ' آخر اُس نے پاس جا کر ہاتھ سے ہلا کر کہا کہ دو آوازیں 'یا شیخ' کہہ کر دیں تم نے جواب دیا، آپ نے فرمایا کہ اے عزیز میں شیخ نہیں ہوں، یوں کہہوں، اگر اس طرح پکارتا تو میں جواب دیتا، لکھا ہے کہ ایک بار حسبِ جازت پیر حرمین شریفین میں تھے، بعد از حج کے واپس آئے، سلطان جی نے فرمایا کہ جو شخص زیارتِ روضہ رسول مقبول چاہے وہ علیحدہ زینت کرے اور زیارتِ رسول مشرف ہوا، اگر بذریعہ حج کے زیارتِ روضہ کی کرے مشرف نہیں ہوتا، یہ سنتے ہی برنیت مدینہ طیبہ اور واسطے زیارتِ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام روانہ ہوئے۔ وفات حضرت ۷۳۵ھ میں ہوئی، مزار ان پیر کا پاک ٹپن میں ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ فخر الدین زری قدس سرہ** کہ خلیفہ سلطان المشائخ کے اور بہت متقی تھے، قرآن شریف کی کتابت کیا کرتے تھے، تمام عمر مجرّد ہے، اکثر جبالِ غیب ان کے روبرو آیا کرتی تھی، ایک روز انہوں نے خواجہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایک نوجو مجھے پیاس لگی ہوئی تھی، ایک کوزہ پانی غیب سے پیدا ہوا، میں نے کوزہ بھڑا اور پانی پھینک دیا اور کہا کہ اگر امت کا پانی نہیں پینا چاہتا، خواجہ نے فرمایا کہ پینا چاہیے تھا کہ اشیا غیب سے بے عیب، پھر عرض کیا کہ میں نے گنگھا کرنا چاہا، گنگھا موجود نہ تھا، ایک دوست آیا اُس کے ہاتھ میں گنگھا تھا، میں نے اُس سے لیکر گنگھا کیا، ایک بار وضو کر کے ارادہ کیا کہ گنگھا کروں، گنگھا طاق خانقاہ میں تھا، میرا ارادہ کرتے ہی خود بخود میرے پاس آگیا، لکھا ہے کہ شیخ فخر الدین ایک جزو کلامِ اسد کا روزِ تحریر کرتے تھے، اور اجرت میں ملگ زیادہ دیتے، مگر آپ چار آنہ جزو دیتے تھے، کچھ اللہ دیتے کچھ اپنے صرف میں لاتے، آخر عمر میں بصارت کم ہوئی، کتابت چھوٹ گئی، حیلہ دین ملک، تجارتی سلطان علاؤ الدین خلجی سے سفارش کر کے ستور پیہ روز مقرر کر کے آپ نے منظور نہ کئے، فرمایا چار آنہ روز سے زیادہ نہ لوں گا، ہزار حیلہ و مشکل دس آنہ روز مقرر ہوئے ۷۳۵ھ میں وفات ہوئی، مزار ان چوتراہ پر ہے۔

**ذکر حضرت مولانا ضیاء الدین برنی قدس سرہ** کہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے، شیخ کی ان پر نہایت مہربانی تھی، حکایات عمدہ بیان کرتے تھے، خواجہ امیر خسرو دہلوی میر حسن علانی اور مولانا ضیاء الدین برنی تینوں صاحبِ یک جان

دو قالب تھے، 'شیخ فیروز شاہی آپ ہی کی تصنیف ہے' اور آپ نے اپنے حسرت نامہ میں لکھا ہے کہ میں ایک بار خدمت پیر مرشد میں حاضر تھا کہ میرے دل میں خیال گذرا کہ پہلے مشائخ مرید کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے، اور میرے شیخ بلا احتیاط ہر کسی کو بیعت فرماتے ہیں، نہ معلوم اس میں کیا حکمت ہو میں چاہتا تھا کہ سوال کروں، ہنوز خطرہ تمام نہیں ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت میں حکمت کا لہ اپنی سے ایک خاصیت رکھی ہے کہ اُس کے موافق خاصیت پیدا ہو، اور طبیعت ہر عصر کے باہم مشابہ نہیں ہوتی، اصل میں ارادت مرید انقطاع غیر حق سے ہے، اور اشغال اللہ اور اہل سلف بیعت جب تک نہیں دیتے تھے جب تک انقطاع کلی غیر حق سے نہیں کرا دیتے تھے، عہد ابوسعید ابوالخیر اور تازمانہ شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ شیوخ شہاب الدین سہروردی تا عہد ولایت شیخ فرید الدین ان کے دروازوں پر امراء اور بادشاہ رجملہ خلق خدا کا اثر دھام رہتا تھا اور ملوک بخوف آخرت اپنے کو ان عاشقان الہی کی پناہ میں رکھتے تھے، اور یہ حضرات مہربانی سے ہر کسی کو مرید کرتے تھے، کوئی ایسا نہیں کہ جو معاملات مجبوراً خدا کو قیاس کر سکے میں بھی حسب متابعت اپنے پیروں کے مرید کرنے میں احتیاط نہیں کرتا، اس میں کئی فائدے ہیں، اول تو میں یہ سنا ہوں کہ میرے مرید گناہ سے بچتے ہیں، نماز اول وقت باجماعت ادا کرتے ہیں، اور اُدے نوافل میں مشغول رہتے ہیں، اگر پہلے شرائط کی حقیقت ارادت ان سے کہوں تو شاید ان سے نہ ہو سکے اور اتنے ثواب بھی محروم رہیں، دوسرے یہ کہ میرے شیخ نے مجھ کو اجازت دی ہے، اور سلمان میرے پاس عجز سے آتے ہیں، اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اس نیت سے شاید ان کا کلام سچا ہو مرید کرتا ہوں، خاص کر یہ کہ صادقوں سے سنا ہے کہ بیعت کرنا گناہ سے باز رکھنا ہے، تیسرے قوی سبب سبب یہ ہے کہ ایک روز پیر مرشد میرے دو ات قلم میرے روبرو رکھ کر فرمایا کہ تو یہ بہت لکھ اور حاجتمندوں کو مے میں اس کار سے دل تنگ ہوا، ملال میرا دریافت فرما کر ارشاد کیا کہ نظام الدین ابھی سے ملول ہوا، جب تیرے دروازہ پر ہجوم حاجتمندوں کا ہو گا جب کیا کرے گا، یہ سن کر میں نے قدموں پر حضرت کے سر رکھا، اور رویا اور عرض کی کہ مخدوم نے بندہ کو معزز فرمایا، خرقة خلافت عطا کیا، میں ایک فقیر ہوں، خلقت کے ملنے سے نہایت متنفر اور کار خلافت نہایت بزرگ ہے، اُس کا سر انجام مجھ پر چارہ سے کیونکر ہو گا، اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ نظام الدین معلوم کر کہ خدائے قیامت مجھ کو درگاہ پروردگار عالم میں آبرو ہو گی



کہ تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنا پاؤں بہشت میں نہ رکھوں گا جب تک کہ تیرے مریدوں کو ہمراہ بہشت میں نہ لے جاؤں گا۔ پس میں اس سبب سے جو کوئی میرے پاس طالب اور تائب آتا ہے اُسکی مرثیہ کرتا ہوں کہ خلق گناہگار ہے جو میرے پیر کے وسیلہ سے نار جنم سے بچیں عنایتِ حق ذاتِ حضرت مولانا ضیاء الدین برنی کی شہادت میں ہوئی مزار یارانِ چوترہ پر پایاں مرزا امیر صاحب کے واقع ہے۔

صاحب ذوق و شوق و وحد عاشقِ سماع  
ذکر حضرت شیخ برہان الدین غریب مسدود خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے آخر حضرت

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی آپ کے پاس تشریف لائے ہیں، اور آپ نے بوجہ عقیدت کے تمام عمر غیاث آباد کی طرف پشت نہیں کی، کہا ہے کہ دوبارہ خرقہ خلافت پایا، ایک روز بحضور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شیراز و میر حسن حاضر تھے، انہوں نے عرض کیا کہ مولانا برہان الدین مریدِ قدیم ہے، مثل دیگر خلفائے ان کو بھی خرقہ خلافت عطا ہوا، خواجہ اقبال نے پیراہن اور کلاہ حاضر کی، شیخ نے دست بکلا کلاہ اور پیراہن پر رکھا، اور مولانا برہان الدین کو عطا کیا، ایک بار شیخ علی زنبیلی اور ملک نصرت نے کہ عزیر سلطان علاؤ الدین اور مرید حضرت شیخ کے تھے، حضرت شیخ سے شکایت کی کہ مولانا برہان الدین یہیرین کر خرقہ خلافت پہن کر مکمل بچھا کر بیٹھتے ہیں، خلقِ کثیر ان کے پاس جمع ہوتی ہے، دوکانِ شیخی کی خوب گرم کر رکھی ہے، حضرت سلطان جی یہ سن کر ان سے رنجیدہ ہوئے، جب مولانا حاضر ہوئے ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے، اُسی وقت فدام لے مولانا سے کہا کہ تم کو مناسب ہے ابھی یہاں سے چلے جاؤ، تمہارا سے بیٹھنے کی یہ جگہ نہیں۔ مولانا حیران پریشان اٹھ کر مکان پر گئے اور گویا تغزیت میں بیٹھے، اہل شہر مولانا دیکھنے کو برس گئے، آخر کار امیر صاحب نے دستار اپنی گلے میں ڈال کر مولانا کی شفاعت چاہی حضرت نے فرمایا ترکِ مسدود کیا حال ہے کہہ، آپ نے عرض کیا کہ معافی جرائم مولانا برہان الدین چاہتا ہے۔ شیخ نے بسم فرمایا کہ کہا کہ معاف کیا اُس کو حاضر کر، بعدہ مولانا اور امیر صاحب گلے میں دستار ڈالے حاضر ہوئے آداب بجالائے، حضرت نے بٹھایا اور مولانا کو تجدیدِ بیعت فرما کر بار دیگر خرقہ عطا فرمایا، ان حضرات نے بعد انتقال حضور کے بہت سی خلق کو خدار سیدہ کیا، لکھا ہے کہ جب مولانا بدر الدین دیوگری میں تشریف فرما تھے اُس وقت آپ کی کرامات کا دور دورہ شہر ہوا، چنانچہ شیخ زین الدین نے شیراز میں شہرہ کرا مولانا سنا اور برائے ملازمت شیراز سے دیوگری پہنچے، وہاں سنا کہ سماع سنتے ہیں متروک ہوئے

مولانا کو ان کے ایسا سے آگاہی ہوئی، کہ لایحیجا کہ واسطے زیارت ملاقات ایک عزیز کے اتنی مفت طے کی اور منزل مقصود پر پہنچ کر توقف کرنا بعید از عقلندی ہے، اگر خطرہ یا دوسرے شیطانی مانع ہو تو میرے پاس نہ کر استفسار کریں نشانہ اللہ رفیع ہوگا، یہ سن کر شیخ زین الدین حاضر ہوئے، اُس وقت آپ سماع میں تھے، یہ بھی بے اختیار ہو کر زمین پر سر لائے اور سماع میں لگ کر وجہ کرنے لگے کل خطرے دفع ہوئے اور مرید ہوئے، وفات مہلانا برہان الدین کی سنہ ۸۷۷ھ میں مئی، مزار دیوگری میں ہو، او خلیفہ آپ کے یہیں شیخ زین الدین شیرازی، شیخ فرید الدین، شیخ کمال الدین کاشانی، شیخ کن لدین کاشانی، اور شیخ عزیز الدین شیرازی کے ایک مرید شیخ حسن تھے، جنہوں نے ہدایت القلوب جمع کی ہو۔

**ذکر حضرت شیخ حسام الدین خستہ قدس سرہ** شیخ فرید بن شیخ امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے مرید تھے، اور

حضرت سلطان المشائخ کے پاس بہت سے ہیں، وفات ہوئی، مزار ساہنہ میں ہے۔ کہ نولے بابا صاحب کے شاگرد قاضی محی الدین کا شاگرد اور خلیفہ حضرت سلطان جی کے تھے، آپ نے

**ذکر حضرت شیخ عزیز الدین صوفی قدس سرہ** ملفوظات سلطان الاولیاء کے جمع کئے ہیں، اُس کتاب کا نام تحفۃ الابراہیم ہے، اُس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت میں خدمت شیخ نظام الدین حاضر ہوا تھا، شیخ تنہا بیٹھے تھے، قبلہ کی طرف منہ کئے، اور انہیں آسمان کی طرف تھیں، اور جمال حق میں متفرق تھے، چونکہ میں وقت نازک پر آیا تھا تھوڑی دیر متحیر کھڑا رہا، دیکھا کہ جسم مبارک شیخ کا لرز اور میل کج شک اپنے کو بھاڑا اور عالم ہو میں پھر کر ہاتھ ملے، اور کہا کہ تو کوئی عینے کہا عزیز، فرمایا کہ عزیز ہوگا نشانہ اللہ تعالیٰ، وفات ان کی سنہ ۸۷۷ھ میں ہوئی، مزار ان کا یاران جو ترہ متصل مولانا ضیاء الدین برنی کے ہے۔

**ذکر حضرت شمس الدین کبیری قدس سرہ** کہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے اور اعظم علمائے ہند سے تھے، کہ علمائے وقت ان کی شاگردی پر فخر

کرتے تھے، جائے مولدان کا صدر اودھ ہے، برائے تحصیل علوم وارد دہلی ہوئے اور ایسے کمال ہوئے کہ کوئی عالم کسی علم میں آپ سے گفتگو نہ کر سکتا، آخر بوسیدہ شیخ صدر الدین خدمت حضرت حضرت جلیلی سلطان المشائخ میں حاضر ہو کر معیت کی اور کمالات باطنی سے مشرف ہوئے، اور

تمام عمر تجرید سے گذاری، بعد حصول خرقہ خلافت بہت کم مرید کئے، وفات حضرت کی ۷۲۰ھ میں ہوئی، مزار یاران چوتراہ متصل باولی کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ انخی سراج الدین بدایونی قدس سرہ

کہ مشاہیر خلفائے سلطان الاولیا تھے، لکھا ہوا کہ عین شباب میں قبل از نکلنے ریش و برود کے حضرت محبوب الہی کی خدمت میں آئے مگر

علم ظاہری سے بے بہرہ تھے، حضرت مولانا فخر الدین نے آزر دگی سے فرمایا کہ یہ جوان خوش رو خوش ہے مگر علم سے بے بہرہ، زیادہ بے علم سحر شیطانی ہوتا ہے، مولانا فخر الدین نے حضرت کو مہربان دیکھ کر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو چندے اس جوان کو میل نبی صحبت میں رکھوں، تعلیم کروں، اپنے فرمایا کہ بہت نیک ہے، اور کار خیر حاجت ہیج استخارہ نیست، مولانا فخر الدین زرا دی ان کو اپنے مکان پر لائے، اور تعلیم شروع کی، چھ ماہ میں اتنا حاصل کیا کہ دوسرے کو چھ برس میں بھی اتنا حاصل نہ ہوتا، بعدہ مرید ہو کر عالم ظاہری اور باطنی ہوئے، خرقہ خلافت حاصل ہوا اور طرٹ بنگالہ کے معمر ہوئے، بارہا حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سراج آئینہ ہندوستان ہے، وفات حضرت کی ۷۵۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ حمید قلندر

لکھا ہوا کہ یہ بیٹے مولانا تاج الدین کے تھے، خور دسالی میں حضرت سلطان المشائخ کے مرید ہوئے، ایک بار آپ

بکھنور سلطان جی کے حاضر تھے، اُن کے والد بھی موجود تھے، وقت افطار کھانے کے خان آئے حضور نے ایک روٹی کے دو ٹکڑے کر کے نصف اپنے رو برو رکھی، اور نصف شیخ حمید کو دی، انہوں نے اُس کو جیب میں رکھ لی، جب خانقاہ سے باہر آئے دیکھا کہ چند قلندر موجود ہیں، اُن کو دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ شیخ کی راہ کا کچھ حاضر ہو تو لا افطار کریں، انہوں نے کہا نصف روٹی پاس ہے، اور کچھ نہیں قلندر نے کہا کہ نصف روٹی جو وہی دیدے یہ حیران ہوئے، اور وہ نصف روٹی اُن کے حوالہ کی، اُسی وقت اُن کے والد آگئے، انہوں نے کہا حمید وہ تبرک کہاں ہے، انہوں نے کہا قلندر کو دیدیا، اُن کے والد نے افسوس کیا اور کہا اسی نعمت تو نے کیوں دیدی، ہماری سات پشت کو کافی ہوتی، یہ کہہ کر پھر خدمت حضور میں حاضر ہو کر حال عرض کیا، حضرت نے بسم فرما کر کہا کہ حق درویشاں بدرویشاں سیدائے مولانا تاج الدین و جمعی رکھو، یہ تمہارا بچہ قلندر عالی قدر ہوگا، پس اُس روز سے یہ قلندر مشہور ہوئے، اور بعد وفات شیخ کے

مولانا کمال الدین اور مولانا برہان الدین سے مصحبت ہے، بعدہ نجد میں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی حاضر رہ کر ان کے ملفوظات جمع کئے، اس کتاب نام خیر المجاہد رکھا، ۱۰۷۸ھ میں وفات پائی، مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ علاء الدین بن علی قدس سرہ

نوکر حضرت شیخ علاؤ الدین بن علی قدس سرہ  
 خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے مگر کسی  
 کسی کو مرید نہیں فرمایا، فوائد الفوائد کو اپنی قلم  
 سے تحریر کیا اور ہمیشہ اُس کا مطالعہ کیا کرتے تھے ۶۲۰ھ میں وفات ہوئی مزار یارانِ چو ترہ متصل ابوالی کے ہے۔

اگر حضرت ملا فخر الدین سوادى قدس سره

ذکر حضرت ملا فخر الدین ساوی قدس سرہ

اور باطنی سے آراستہ صاحب ذوق و شوق محبِ جدِ سماع اور اپنے وقت میں منتہی تھے اور شاعر بھی تھے خود حاضرِ حضورِ سلطانِ المشائخ ہو کر مرید ہوئے اور غیاث پور میں سکونت اختیار کی چند بار برائے زیارتِ روضہ حضرت خواجہ بزرگ میں حاضر ہوئے کئی بار اجدہن گئے، شبِ روزِ جنگلوں میں رہتے حضرت مخدوم نصیر الدین فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک ماہ میں نیاز حاصل ہوا فخر الدین کو ایک روز میں بلکہ ایک ساعت میں حاصل ہوا اکثر سکنائے دہلی کے ہمراہ جلا وطن کر کے دیو گری آئے وہاں سے حرمین شریفین گئے مسکنہ میں وہیں ہندوستان آتے ہوئے جہاز کے پھٹ جانے سے غرق دریا ہو کر منزلِ مقصود کو پہنچے۔

ذکر حضرت قاضی محی الدین بکلی شانی قاسمی

ذکر حضرت قاضی محی الدین کی شانی قاسمہ

لکھا ہے کہ جب آپ حضور محبوب الہی میں حاضر ہوئے دنیا کو ترک کیا، یاد الہی میں مشغول ہوئے، بعدہ پیر روشن بننے لگے بذریعہ خط خاص سند خلافت تحریر فرما کر عطا کی، اور نصیحت فرمائی کہ تارک دنیا رہنا چاہئے اور اہل دنیا کی طرف مایل نہ ہو جو صلہ بادشاہوں کا بھی نہ لیجو جو مسافر تیرے دروازہ پر آویں در اس وقت تیرے پاس کچھ نہ ہو اس وقت کو غنیمت جانو، ایک بار قاضی محی الدین کاشانی نے حضرت سلطان شاہ سے سوال کیا کہ مراقبہ مرید اللہ تعالیٰ کو اور پیغمبر کو اور شیخ کو اور ہر ایک کو جدا چاہئے یا مشترک فرمایا، مشترک بھی ممکن ہے، اور جدا بھی مفید ہے، اگر جمع کرنا چاہئے تو جانبین یدی اللہ حاضر ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دہنی طرف شیخ بائیں طرف ہے۔ لکھا ہے کہ جب ان پر فقر اور فاقہ نے غلبہ کیا چونکہ پروردہ ناز و نعمت سے چہرہ سے فقر کے آثار کچھ معلوم کیسکے آپ کے دوست نے سلطان علاؤ الدین کو خبر کی، اُس نے عہدہ قصداً

کہ ان کا موروثی عہدہ تھا ان کو نوغرض کرنا چاہا جب یہ خبر آپ کو ہوئی خدمتِ شیخ میں یہ حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ جو بات تجھ پر گذر رہی تھی وہی پیش کی یہ سن کر ان کی رنج ہوا شیخ نے خلافت نامہ لکھ دیا وہیں لیا ایک سال تمام حضرات ان کے درخاطر رہے بعدہ تجدیدِ بیعت کر کے پھر بار دیگر خرقہ خلافت عطا کیا وفات ان کی ۱۹۷۷ھ میں ہوئی مزار ان کا مقبرہ عالی متصل شریک چھتری قریب بی بی نور کے زیارت گاہ ہے۔

ذکر حضرت خواجہ شمس الدین ہر قدس سرہ  
خواجہ زادہ امیر صاحب خلیفہ و محبہ سلطان المشائخ کے تھے ان کا یہ دستور تھا کہ صنفِ جماعت میں

سر نیچا کئے رہتے جب صورتِ شیخ دکھائی دیتی اس وقت نیت باندھتے تھے ان کی مرض الموت میں شیخ ان کی عیادت کو جاتے تھے کہ راستہ میں سنا کہ ان کا انتقال ہوا شیخ نے فرمایا الحمد للہ دوست بد دست رید مزار ان پائنتی امیر صاحب کے واللہ مقبرہ امیر صاحب میں ہو وفات ان کی ۱۲۲۷ھ میں تھی۔

ذکر حضرت مولانا جلال الدین دہلی قدس سرہ  
خلیفہ حضرت سلطان المشائخ سے تھے ترک و تحریک اور عزالت میں موصوف تھے تمام عمر ان کی جہاد

علمی میں گذری انہوں نے ایک روز مباحثہ کی شیخ سے اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کو تعلیم کروں مگر مولانا جلال الدین مانند پوست پیاز کے ہیں سن فوات نہیں ملا۔

ذکر حضرت شیخ نظام الدین شہزی قدس سرہ  
ظاہر اور باطن باوصاف حمیدہ اور سینہ صاف تھے علم تصوف سے خوب ماہر تھے اور مقرر تھے خلیفہ

حضرت سلطان جی کے تھے اپنے پیر بھائیوں کے ہمراہ زیارتِ حرمین فرما کر مشرف ہوئے مزار ان کا ان کے مکان میں اس جگہ ہے جہاں سلطان علاؤ الدین نے اپنا شہر بسایا تھا۔

ذکر حضرت خواجہ شمس الدین دہلی قدس سرہ  
خلیفہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے انہوں نے بھی شیخ کے ملفوظات جمع کئے ان کا مزار ظفر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت خواجہ احمد بابونی قدس سرہ  
یہ طریقہ ابدالی رکھتے تھے صاحب سیر لا دیا کہتے ہیں کہ ایک روز ماں نے ان سے سوال کیا کہ خوش رہتے ہو جواب دیا

خوشی اسی وقت ہوتی ہے جب جماعت سے نماز ملتی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین حق گوئی بسیر لانا فخر الدین زریا دقہی سترہ

سلطان محمد تغلق نے کہا کہ آپ مجھ کو عادل کہا کریں، آپ نے بادشاہ کے روبرو کہا کہ میں ظالم کو عادل نہیں کہتا۔ اس پر بادشاہ نے غصہ ہو کر ان کو قلعہ سے نیچے پھینکوا دیا، مزار اسی خندق میں ہے یعنی خندق تغلق آباد میں۔

## ذکر حضرت شیخ وجہیہ الدین پاپلی قدس

مریدان پاک نہاد حضرت سلطان الاولیاء سے تھے سیر الاولیاء میں آپ کے حالات مفصل درج ہیں۔ صاحب کلمات الصادقین تحریر کرتے ہیں کہ علم و ظاہری اور باطنی میں اور تجرید فقر اور فاقہ اور فضیلت صوری و معنوی میں نظیر نہ رکھتے تھے، اور خدمت شیخ میں کمال متاثر تھے، لکھا ہے کہ حضرت علیہ السلام ملتے ایک روز حضرت علیہ السلام نے کہا کہ مولانا سلطان المشائخ کا مرید ہو، پس بہ ہدایت خضر آپ مرید ہوئے۔ نقل ہے کہ مولانا وجہیہ الدین فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بانی بیت جاتا تھا راستہ میں ایک صوفی بیدار ہوا میرے دل میں ایک نوع کا انکار آیا، اُس صوفی نے کہا کہ مجھ کو علم میں کچھ مشکل پیش ہو جس سے ملتا ہوں یا بت کرتا ہوں، میں نے اُس کا مسئلہ سن کر اُس حل کیا، اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس کے مرید ہو، میں نے کہا کہ نظام الدین اولیاء کا ہوں، اُس نے کہا نظام الدین میرے قطب ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین امام سجد حضرت سلطان المشائخ قدس

آپ کو کلام اللہ شریف مع ترجمہ و تفسیر کے حفظ تھا، اور قاری بھی تھے، اور بوجہ محبت لفظی اور خوش الحانی کے حضرت ان کو بہت عزیز رکھتے تھے، بعد وفات پیر روشن ضمیر کے بہت روز زندہ رہے، ہدایت خلق میں مصروف رہے، اور بعد انتقال کے بمقام لاڈو سرے جوار روضہ قطب قطاب میں دفن ہوئے، اور شیخ حیدر شیخ کرکن الدین بسیر شیخ شہاب الدین امام سعود بک فرید الدین چاک پران ان صاحبوں کے مزارات بھی لاڈو سرے میں ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ حیدر قدس

خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے صاحب سیر الاولیاء نے ان کا ذکر نہیں کیا، مگر صاحب لطائف شریفی ناقل ہیں کہ آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا اور آپ کے بہت مرید تھے، چنانچہ شیخ الدین کہہ داسنہ میں آسودہ ہیں اور

شیخ علم الدین ہزبرہی وغیرہ آپ کو گوشہ نشینی کی کم عادت تھی اُن کو جلوت میں خلوت حاصل تھی باوجود مریدہ خلافت کے اپنے گوشل عوام کے ظاہر فرماتے 'وہ نامرادوی سے زندگی بسر کی' بعد انتقال کے لاڈلے میں مدفون ہوئے۔

امام اور خلیفہ حضرت سلطان المثلخ تھے اپنے پدر بزرگوار سے بھی نعمت حاصل کی، اور اُن کے صاحب بجاوہ ہوئے اور پہلوئے پدر میں مدفون ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ رکن الدین  
بن شیخ شہاب الدین

یہ شیخ رکن الدین تھے پہلے ان کا نام شیر خاں تھا اور اقربائے سلطان فیروز شاہ سے تھے، جب جذبہ الہی

ذکر حضرت مسعود بن قدس

بہم پہنچا دنیا کو ترک کر کے حلقہ دریشان میں شامل ہوئے، شیخ رکن الدین مذکور کے مرید ہوئے، عجیب و غریب سکریہ کیا، صاحب اخبار الاخبار تحریر کرے ہیں کہ مست بادہ وحدت وحقیقت اور سخن متانہ فرماتے تھے 'سلسلہ چشت میں کسی نے اسرار حقیقت کو آش نہیں کیا، آنسو جو ان کا نکلتا تھا بہت گرم ہوتا تھا کہ دوسرے کے ہاتھ کو جلا دیتا، علم تصوف اور توحید میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں، یعنی عین الصفا، بہدانی و مرآۃ العارفین اور فرقہ ملائیتہ کہتے تھے علماء آپ سے نفاق رکھتے تھے، مثل حسین منصور کے قتل ہوئے، مزار آپ کا پہلو پیر میں جو اردو ضلع خالصہ قطب الدین بمقام لاڈلے ہے، آپ کے مزار پر تجرید اور غربت برستی ہے۔

ذکر سید الحجاب قدس سرہ کہ آپ کو سید الحجاب بھی کہتے ہیں، عوام سید العجائب مشہور کرتے ہیں۔ صاحب تالیخ فیروز شاہی 'اقل ہیں خواجہ

وحید الدین واسطے نام رکھانے کے خدمت حضرت سلطان المثلخ میں لے گئے، اُس وقت حضرت وضو کرے تھے، جب وضو سے فارغ ہوئے خواجہ وحید نے ان کو پیش کیا، حضور نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ اس معروف جہاں کو لا، جب یہ نزدیک لے گئے آفتاب میں جو بانی وضو کا بچا ہوا تھا ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس معروف عالم کو اچھی طرح پرورش کرنا، شاہبزرگانہ ہوگا، چونکہ حضور کی زبان سے معروف مسرود ہوا اس واسطے ان کے والد نے ان کا نام معروف رکھا، جب بڑے ہوئے زہد ریاضت مشغول ہوئے، اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، جب وہیں دہلی میں آئے سلطان محمد تغلق نے

بوجہ عقل و کمال کے ان کو طلب کر کے نائب عماد الملک خطاب دیا، جب فیروز شاہ ۳۵۵ھ میں تخت دہلی پر بیٹھا تو اس نے عماد الملک کمال سید الحجاب سے ملقب کیا، اُس کے کل سورت ملکی اور مالی اور ذات خاص میں مشیر رہ کر خلق اللہ کا نفع مد نظر رکھا، علماء اور فقرا کو جاگیریں لوہیں سکے عہد میں ان کے سوا اور کوئی ندیم نہیں ہوا، چالیس سال اس طرح گزے کہ جب کاروبار نیابت سے فارغ ہوتے تلاوت قرآن کرتے، گریہ زاری سے پیش آتے، تمام شب یا دعبود میں گزارتے ۳۵۲ھ میں وفات پائی مزار جو اردو ضلع حضرت خواجہ قطب الدین میں ایک موضع سید الحجاب کے جو آپ کے نام پر مشہور ہے زیارت گاہ خاص عام ہے قریب لاٹو دسر کے۔

## ذکر حضرت شیخ قطب الدین منور بن شیخ برہان الدین ہانسی

### بن جلال الدین قطب ہانسی قدس سرہ

نلیفہ و مرید حضرت سلطان الشیخ قدس سرہ کے تھے بعد وفات اپنے پدر کے بابا صاحب کی خدمت میں آئے بعد بابا صاحب نے حضرت سلطان الاولیاء کے سپرد کیا، حضرت نے ان کو علوم ظاہری اور باطنی سے مستفی فرمایا، اور فرقہ خلافت عطا کیا کہ آپ جامع کمالات و مظہر کمالات تھے فقر اور تجربہ میں بیکار صحبت خلق سے بیگانہ کہ تمام عمر اپنے حجرہ سے قدم باہر نہ رکھا، مگر ہر سال واسطے زیارت اپنے پیروشن صغیر کے ہانسی سے دہلی آکر تربیت پاتے تھے، یہ حضرت خاندان قطب جلال میں قباب تھے، کس واسطے کہ سلسلہ جالی معدوم ہو چکا تھا، ان حضرت نے الوار و برکات نظامیہ سے بہرہ مند ہو کر خاندان جلال کو بھی روشنی بخشی جو کہ منور اسم بھی تھے نقل ہو کر سلطان محمد شفق نے قاضی کمال الدین صدر جہاں مع سند معافی چند موضع کی خدمت شیخ میں بھیجا کہ شیخ کو قریب دیکر بھراؤ اے، جب قاضی خدمت شیخ میں پہنچے نذر بادشاہ پیش کی آپ نے اس نذر کو قبول نہ فرمایا اور کہا کہ بادشاہوں کا تحفہ یا عطیہ نذر میرے شیخ سلطان الاولیاء نے اور جملہ پیران حشمت نے کبھی منظور نہیں فرمایا، میں بھی قبول نہیں کرتا، آپس لجاؤ جو اس کے طالب ہیں ان کو دو، چونکہ سلطان درپے ایڑائے درویشان تھا جب اس کی یہ جوڑ بھلا بھلا در فکر میں ہوا، اتفاقاً ایک بار سلطان علامہ ہانسی میں دورہ کر رہا تھا جب بمقام ہنسی کہ ہانسی سے پچاس کو س ہو دہلی کے ڈیرہ ہوا مخلص الملک نظام الدین کے سخت طبیعت تھا معائنہ نواح ہانسی کو



روانہ کیا، جب یہ ہانسی میں گیا دیکھتا ہوا شہر کو چلا آتا تھا، جب قریب مکان شیخ قطب الدین منور کے آیا اہل  
 کو دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے انہوں نے کہا کہ یہ مکان شیخ قطب الدین منور خلیفہ سلطان نظام الدین  
 اولیا کا ہے، یہ سن کر کہنے لگا کہ تعجب ہے کہ سلطان وقت نے اس جگہ نزول کیا اور خلیفہ نظام الدین اولیا  
 اُس کے دیکھنے کو نہ آیا، پس جب یہ معائنہ کر کے خدمت سلطان میں پہنچا اور بیان کیا کہ ایک خلیفہ  
 نظام الدین اولیا قطب الدین منور اس جگہ رہتا ہے بڑا معزز معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے عطیہ سلطانی کو  
 نہیں لیا اب دیکھتے کو بھی نہ آیا، سلطان نے حسن سر برہنہ کو حکم کیا کہ توجا کر قطب الدین منور کو لا، جب  
 در شیخ پر پہنچا شیخ نور الدین صاحبزادہ حضرت کے باہر آئے، حسن نے کہا کہ شیخ سے عرض کرو کہ سلطان آپ کو  
 طلب کرتا ہے، شیخ نے فرمایا کہ حسن دریافت کرو کہ تم کو بھی کچھ اختیار ہے، جب یہ پھر حسن کے پاس آئے  
 اور شیخ کا پیغام دیا، حسن نے کہا مجھ کو کچھ اختیار نہیں بلکہ یہ حکم ہے اسی وقت تم کو روبرو سلطان کے پیش  
 شیخ نے فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے اختیار سے نہیں جاتا، بعض نے لکھا ہے کہ شیخ نے دریافت نہ کیا  
 کہ مجھ کو بھی کچھ اختیار ہے، اُس نے جواب دیا کچھ نہیں، الغرض بعد اس کے مردان خانہ کو سپرد بخدا کیا،  
 اور مصطفیٰ دوش مبارک پر ڈال کر پیادہ روانہ ہوئے، ہر چند جن نے عرض کیا کہ گھوڑا حاضر ہے، مگر شیخ نے  
 قبول نہیں کیا، جب نزدیک مقبرہ اپنے دادا اور والد کے آئے آپ کو وجد ہوا اور حسن سے دریافت کیا کہ  
 اگر حکم ہو تو بزرگوں کی زیارت کروں جن نے کہا کہ کیجیے، پس پائنتی مزارات کے جا کر آواز بلند کیا کہ  
 میں گوشہ خلوت تمہاری سے با اختیار خود نہیں جاتا ہوں، اور اہل خانہ بے خرچ ہیں میں کچھ واسطے  
 کچھ نہیں چھوڑے جاتا ہوں، یہ کہہ مقبرہ سے باہر آئے، اسی وقت غیب سے ایک شخص ظاہر ہوا اور ایک  
 ہیمیاتی روپیہ سے پُرشکیش کی اور کہا کہ تمہارے وابستگان کے خرچ کے واسطے ہے، شیخ نے فرمایا کہ  
 اس کو میرے گھر پہنچا کہ اُن کے پاس کچھ نہیں ہے، بعدہ لشکر سلطان میں آئے، حسن نے سلطان سے کہا  
 کہ شیخ موجود ہیں، سلطان نے ازراہ غور شیخ کو اپنے روبرو طلب کیا، بدستور دورہ کرتا ہوا بہت روز  
 بعد دہلی میں آیا، حضرت بھی ہمراہ لشکر ہے، جب بی بی میں مطمئن ہوا شیخ کو اپنے روبرو طلب کیا، جب خبر  
 ہوئی کہ شیخ آتے ہیں اُٹھا اور مکان اپنے ہاتھ میں دیکر تیر اندازی میں مشغول ہوا کہ شیخ بھی آئے، دیکھتے ہی  
 شیخ کے ہیبت الہی چھا گئی، اُٹھ کر تعظیم کی اور صاف کیا، شیخ نے دست سلطان خوب محکم کپڑا، مگر  
 تصرفات مع پاک و راجگان چشت اور مہربانی پیر روشن ضمیر حضرت سلطان اولیا سے وہ جبار قتال بادشاہ

جس نے بہت مشائخ کوئی نہ تنغ بیرونے کیا تھا معتقد ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے شہر میں پہنچا آپ نے نہرونی  
 نہروانی آپ نے فرمایا کہ فقیر گوشہ اپنے میں عاے جملہ مسلمانان میں مشغول رہتا ہوں معاف فرادیں اور اسی  
 باتیں فرمائیں کہ سلطان بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو آپ کا مقصود ہو پورا کروں اور جو خدمت میرے لائق ہو  
 اس کی بجالوں شیخ نے فرمایا کہ مطلب یہی ہے کہ یہاں سے خدمت ہو کر اپنے گوشہ میں جاؤں سلطان نے شیخ کو  
 خدمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ ہمدست شیخ فیروز شاہ ضیاء الدین شگیش کیا جب شیخ نے وہ روپیہ دیکھا  
 فرمایا کہ نمود باللہ فقیر کو ایک لاکھ روپیہ کیا سروکار دہیں سلطان کے پاس بجاؤ جب وہ وہاں سے گئے  
 اور عرض کیا کہ اتنا لینا نہیں چاہتے اس میں سے نصف بادشاہ نے رکھ لیا نصف شیخ کی خدمت میں  
 ارسال کیا آپ نے اُس کے لینے سے بھی انکار کیا پھر سلطان سے عرض کیا گیا آخر بہزار مجدد جہد لکھنؤ  
 قبول فرما کر آستانہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے پاس شہر سرہما کے  
 بھیج کر براہ خدا تقسیم کر دیا اور خود روانہ طرف ہانسی کے ہوئے بعد چند روز کے شہر میں انتقال فرمایا مزار  
 ہانسی میں ہے اور اسی طرح ان کے فرزند شیخ نور الدین کو سلطان محمد تغلق نے اپنے روبرو طلب کیا  
 اس وقت یہ خورد سال تھے ہیبت سلطانی ان کے دل پر بچا گئی اسی وقت ان کو معلوم ہوا کہ والد فرما  
 ہیں بابا نور الدین الفطہ و الکبر باللہ یہ لفظ آپ کے کان میں پہنچتے ہی وہ ہیبت دور ہوئی اور دلیری سے  
 گفتگو کی مزار ان کا مقبرہ آبائی میں ہے۔

مريد سلطان الاوليا کے تھے یہ وقت عبادت کے  
**ذکر حضرت مولانا علی شاہ جاندار قدس سرہ**  
 بھی حضرت کے پاس جاتے تھے بلکہ مصاحب اور  
 یار ہمدست تھے خلاصۃ الطائف ان کی تصنیفات سے ہے مزار یاران چبوترہ پر ہے۔

خواہر زادہ حضرت کے تھے اور حافظ قرآن بھی تھے  
**ذکر حضرت خواجہ تقی الدین نوح**  
 جب حضرت نے ان خرقہ خلافت عطا کیا تھا یہ وصیت  
 فرمائی تھی کہ جو آئے اُس کی جمع نہ کرنا اگر کچھ نہ ہو تو فکر اور سچ نہ کرنا کہ خدا تجھ کو دیگا کسی کی بدی نہ کرنا جفا کے  
 بدلے عطا کرنا فرض نہ لینا درویشوں کی عزت کرنا اگر ایسا کر گیا بادشاہ تیرے دربار کو آئیں حضرت شیخ حین علی  
 پیر روشن صمیر عین عالم شباب میں قضا کی۔

**ذکر حضرت خواجہ علاؤ الدین بن شیخ بدر الدین سلیمان قدس سرہ**

کہ سولہ برس کی عمر میں سجادہ نشین بابا صاحب کے ہوئے، نہایت بزرگ گزے ہیں، امیر خسرو نے ان کی شان میں لکھا ہے: علائی دنیا و دین شیخ و شیخ زادہ عصر، کہ شد بمرتبہ قائم مقام شیخ فرید: وفات حضرت کی سن ۸۳۷ میں ہوئی، بعدہ مکتازی نے جو آپ کا مرید تھا اپنے عہد سلطنت میں گنبد عالی تیار کرایا۔

### ذکر حضرت قاضی ضیاء الدین بخشی قدس سرہ

خلیفہ بابا صاحب کے تھے، آپ کو خلق سے نفور تھا، بمقام بدایوں گوشہ عافیت میں

بسر فرماتے تھے اور سلک اسلوک عشرہ ہشترہ و جزیات و کلیات شرح دعائے سریانی و طوطی نامہ وغیرہ آپ کی تالیفات سے موجود ہیں، وفات حضرت کی سن ۸۳۷ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ محمد صاحب قس ستر

کہ خلیفہ حضرت سلطان الشائخ کے تھے اور اپنے کو باس اغنیاء صورت ملک میں پوشیدہ

رکھتے تھے، بادشاہوں سے منجبت رہتے تھے، جب یہ مالکپور میں پہنچے تو قاضی شہر مع اپنے پسر شیخ کی ملاقات کو چلا۔ راستہ میں یہ خطرہ گذرا کہ اگر شیخ نے ہلکومصری دی تو بیشک صاحب کبالت ہیں، جب وہ رو برو آئے، آپ نے اپنے مرید مولانا جلال الدین سے فرمایا کہ مدعی بائے امتحان آتے ہیں تھوڑی مصری لاتا کہ وہ محروم نہ رہیں، حاضر ہو کر دیکھا تو مصری شیخ کے رو برو موجود تھی، قاضی نے آپ کی دعوت کی، آپ نے تمنا کیا کہ چالیس برس مجھے کہ قاضیوں کے گھر کا کھانا نہیں کھایا، یہ سن کر قاضی زنجیدہ ہوئے، آپ نے فرمایا کہ تمہارا دکھا اگر اپنی ملک سے کھانا تیار کر لینگا تو کھاؤں گا۔

### ذکر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرہ العزیز

کہ اولیائے نامدار و مشائخ صاحب سراجیت اہل بہشت تھے، نسب کا چند واسطوں سے حضرت امام عظیم سے منجبتی ہوتا ہے، یعنی حضرت قلندر صاحب بن مولانا فخر الدین زبیر بن الحسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبد الرحمن بن عبد کریم بن محمد بن ابوبکر بن امام نعمان بو حنیفہ کوفی بن ثابت بن نعمان لکھنوی، کہ حضرت کے والد پانی پت میں تشریف لائے، اور آپ پانی پت میں بطن بنی فاطمہ سے تولد ہوئے کہ جن کا مزار پانی پت میں ہے، اور شیخ جمال ہانسوی اور قلندر صاحب خاندان زاد بھائی تھے، ادائیں عمر میں تحصیل علوم ظاہری کی اور بارہ برس مسجد قوۃ الاسلام میں وعظ فرماتے رہے۔

ایک روز عین وقت وعظ کے کہ آپ ممبر پر بیٹھے خلق اللہ کو حکم الہی سے آگاہی فرما رہے تھے ایک فقیر در مسجد پر آیا اور باوازا بلند کہا کہ شرف الدین جس کام کے واسطے پیدا ہوا ہے اُس کو بھول گیا، کب تک اس قبل قال میں سکا، یہ کہہ کر وہ توپل دیا، اور آپ کے دل میں جذبہ محبت الہی پیدا ہوا اور رہبر کی تلاش ہوئی۔ آخر حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے مرید ہوئے، وہ خلیفہ شیخ امام الدین ابدال کے وہ خلیفہ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی کے وہ خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین کے مگر حضرت شیخ امام الدین ابدال کو فرقہ خلافت حضرت خواجہ نے مرحمت فرمایا تھا، اور ایک ضعیف روایت یہ بھی ہے کہ قلندر صاحب کو حضرت سلطان الملتاخی بیعت تھی۔ الغرض حضرت شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر بعد ارادت کے ریاضت اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ کل کتب دریا میں ڈال کر بارہ برس حضرت کی گٹھی کے نیچے دریا میں کھڑے رہے کہ مچھلیاں تمام گوشت پنڈیوں کا کھا گئیں تھیں، اسی حالت میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جب بارہ برس ہو گئے غیب سے آواز ہوئی کہ شرف الدین تیری عبادت ہم نے قبول کی مانگ کیا مانگتا ہے عرض کی کہ پروردگار تو عالم الغیب ہے مجھ کو سوائے تیرے کچھ درکار نہیں، اسی جگہ کھڑا تیری محبت میں جان دیدوں گا، پھر آواز ہوئی کہ پانی سے نکل تجھ سے بہت کچھ کام لیتے ہیں، پھر انہوں نے عرض کی کہ تو اپنے ہاتھ سے نکال میں بارادہ خود دریائے محبت سے قدم باہر نہیں کھوگا، یہ عرض کر کے آپ کو استغراق ہو گیا، اُسی وقت دیکھا کہ ایک بزرگ نے گود میں ٹھاکر کنارہ پر رکھ دیا، آپ نے آنکھ کھول کر کہا کہ شخص یہ تو نے کیا کیا میری اتنی دنوں کی محبت گئی، ورنہ تھوڑی دیر میں میں اپنی مراد کو پہنچ جاتا، اُن بزرگ نے ارشاد کیا کہ میں علی ہوں، تو نہیں جانتا کہ مجھ کو یہ اللہ بھی کہتے ہیں، یہ سنتے ہی شکر پروردگار عالم بجا لائے اور حضرت کی قدمبوسی کی محضرت علی رضی اللہ وجہہ چند نکات وحدت تعلیم فرما کر غائب اور ناپید ہوئے۔ آپ اُسی وقت سست است ہو گئے اور تمام علوم دین دنیا روشن ہو گئے، اُس روز سے شرف الدین بوعلی شاہ قلندر سے مخاطب ہوئے، آپ کی تصنیفات بھی بہت ہیں، اور مکتوبات کہ جو اہنام اختیار الدین مرید کے تحریر فرمائے ہیں نہایت متبرک ہیں عجیب کلام ہے، فضائل و روارق حضرت کے اگر تحریر ہوں تو دوسری بہت بڑی کتاب ہو۔ اس مختصر میں اتنی بڑی گنجائش کہاں مگر چند نقول تبرکات تحریر ہوتے ہیں۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا کہ شیخ جلال الدین بانی تہی کو تمام نعمتہائے دینی و دنیوی اپنے پیر شاہ ولایت خواجہ شمس الدین ترک بانی تہی سے پہنچی، مگر طریقہ باطنی توجہ خاص شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر سے

میسر ہوا۔ چنانچہ خاندان شیخ جلال میں جس کسی کے یہاں کچھ شادی ہوتی ہے پہلے قلندر صاحب کی نیاز ہوتی ہے، اور نذر حضرت کی یہ ہے کہ نینھی اور دہی اور نان گندم با احتیاط پکا کر حضرت کی نذر کر کے تقسیم کریں جو حاجت ہو مکمل خدا جلدی بر آئے۔ اخبار الانبیاء نقل ہے کہ حالت جذبات و رستی میں بس آپ کی بڑھ کئی تھیں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ مزاحم ہو۔ آخر مولانا ضیا الدین سناسی نے جوش شریعت سے ایک ہاتھ میں مقراض لے ایک ہاتھ سے ڈاٹھی پکڑ موٹو چوں کو کترا، بعدہ حضرت قلندر صاحب نے اپنی ریش مبارک کو چوما اور کہا کہ کیا مبارک ریش ہو کہ جو راہ شریعت محمدی میں پکڑی گئی، اور مبارک خاں آپ کے محبوب مرید تھے، جس کسی کو کچھ حاجت ہوتی وہ مبارک خاں سے کہتا وہ حضرت سے عرض کر کے اُس کی کار براری کرا دیتے۔ علاوہ ان کے اور اختیار الدین کے بہت مرید تھے اور بادشاہان وقت آستانہ بوسی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار سلطان علاؤ الدین نے چاہا کہ کچھ نذر خدمت قلندر صاحب میں رسال کرے یہ امر اسے صلح کی کہ کون لیکر جائے، کسی کی ہمت نہ پڑی کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کلام کرے، آخر سب کی یہ رائے ہوئی کہ خواجہ امیر خسرو کو روانہ کیا جائے۔ یہ رائے جب قرار پائی تو سلطان نے امیر خسرو کو خدمت حضرت سلطان الشاہ میں بھیجا، اُس نے پہنچ کر ضمیمہ سلطان عرض کی، پہلے تو حضرت نے تال فرمایا، بعدہ امیر صاحب کو اجازت دی، اور فرمایا کہ دیکھو جو کچھ قلندر عاشق فرما دیں اُس کو تسلیم کرنا معترض نہ ہونا پس حضرت امیر صاحب نے نذر سلطان ہمراہ لیکر دہلی سے چل کر بعد میں کے پانی پت میں داخل ہو کر خادمان شیخ شرف الدین سے کہا کہ میرا آنا بیان کر دو کہ خسرو کو مولانا نظام الدین نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اجازت دیجئے، خدام نے عرض کیا، فرمایا آئے دو جب خسرو نزدیک پہنچے سلام علیک کی۔ آپ نے کچھ لفظ ہندی فرمایا کہ جس کا ترجمہ گائیڈ والا ہے۔ یہ سن کر امیر صاحب نے سلام کیا اور کہا کہ یہ آپ کی عنایت ہے جو میری طرف خطاب ہو ورنہ میں ایک ناچیز ہوں، آپ نے فرمایا کہ از میرے کوئی خود چیز ہے۔ گو یعنی اپنی تصنیف کچھ کہہ۔ امیر صاحب نے غزل پڑھی جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

### غزل خسرو

اگر امید وصل باشد بچناں دشوار نیست

اے کہ کوئی بیچ مشکل چون مشکل فراق یا نیست

برق خسرو کد امی رگ کہ آں زنا نیست

چند گو میں ندیم برد ز نار بند لے بت پرست

یہ سن کر قلندر صاحب خوش ہوئے اور فرمایا کہ خسرو خوش رہیگا اور خوش جائیگا۔ پھر چند شعر آپ نے پڑھے

خسرو کے کہ حلقہ تجرید بر سر است  
 این عقل و علم جسم و جسم مختصر است

وہم خسروان بر نعل اشتر است  
 عقل کل است علم لدنی بعارفان

یہ سن کر امیر صاحب کو رقت ہوئی، قلندر صاحب نے فرمایا کہ تو کچھ سمجھا بھی خسرو صاحب نے عرض کیا کہ مجھ کو روزِ اس قدر آیا کہ میں کچھ نہیں سمجھا، یہ سن کر قلندر صاحب خوش ہوئے اور بادشاہ کی نذر بھی قبول کی اور فرمایا کہ اگر مولانا نظام الدین کا قدم در میان میں نہ ہوتا میں ہرگز قبول نہ کرتا اور خدا کو حکم دیا کہ خسرو کو خانقاہ میں اکرام سے رکھو۔ غرض تین دن ٹھہرا امیر صاحب نے رخصت طلب کی، آپ نے رخصت دی اور ایک خط برائے حضرت سلطان المشائخ اور دوسرے سلطان کے واسطے بدیں مضمون کہ علو اللہ فی فوطہ دار دہلی مقرر داند کہ باندگانِ خدا تعالیٰ نیکو کند۔ پس جب امیر صاحب واپس آئے اپنے شیخ کا خط اُن کو دیا، اور سلطان کا خط سلطان کو دیا، یہ عبارت دیکھ کر امیر نے عرض کی کہ بادشاہ خلیفۃ اللہ کو ایسا لکھنا ترک ادب ہے، سلطان نے کہا غنیمت ہے کہ جو اس ذرہ بقدر کو فوطہ دار لکھا ہے، ایک بار تو غنیمت دہلی تحریر فرمایا تھا اب فوطہ دار جو فرمایا اُس کا میں بہت شکر کرتا ہوں۔ وفات حضرت کی ۱۳ رُضضان ۵۷۲ھ میں بمقام بوڑھ کھڑا ہوئی، اور کرنال میں مدفون ہوئے۔ جب یہ خبر پانی پت میں پہنچی اہل پانی پت آپ کے برادر زادہ کو لیکر ہمراہ کرنال آئے، اور بہزار جدوجہد غنیمت مبارک کو پانی پت میں لا کر دفن کیا مگر فیض اُس ذات بابرکات کا کیا پانی پت کیا کرنال کیا بوڑھ کھڑا کیا بھاگونی جس جگہ حضرت چند روز قیام فرمایا سجدہ گاہ جہان جہانیاں ہے۔ اس محل پر کبھی عارف کا کلام خوب موزوں ہو۔  
 بر زمینے کہ نشانہ برکت پائے تو بود  
 ساہا سجدہ صاحب نظر آن خواہد بود

ذکر حضرت مولانا صاحب الدین قدس سرہ  
 پسر قاضی حمید الدین کہ ان کے حق میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ نہایت بزرگ تھے

ذکر حضرت شاہ خضر قدس سرہ  
 کہ مشرب قلندری رکھتے تھے، پہلے ولایت روم سے آئے تھے خوارق اور کرامات بہت سی آپسے ظاہر ہوئیں حضرت خواجہ

قطب الدین نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا، اور واپس روم کو رخصت فرمایا تھوٹے دنوں بعد آپ جنپور میں تشریف لائے، اور سرہر لوہر میں شاہ قطب کو مرید کر کے خرقہ خلافت عطا کیا اور خود روم کو تشریف لے گئے، سلسلہ حضرت کا قلندر حقیقتیہ جاری ہے، یعنی شاہ خضر نے شاہ قطب کو مرید کیا اُن سے

شیخ عبدالسلام ہوئے۔

## ذکر حضرت قدوہ عارفان زبیدہ کمالان حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ

کہ اصحاب عظم و احباب کرم و اکبر خلفائے حضرت شیخ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ عابد عظیم زاہد کریم کہ حالات عالیہ مکاشفات جلیلیہ کھتے تھے۔ ولایت دہلی میں بعد رحلت حضرت سلطان المشائخ بنام حضرت قرار پائی۔ طریقہ آپ کا صبر و شکر فقر و فاقہ رضا و تسلیم تھا، اور آپ کے والد کا نام سیدی بھٹی تھا، اور آپ کے دادا کا نام سید عبداللطیف تھا، آپ سید حسنی تھے، سید عبداللطیف دار و ہند تان ہو کر لاہور قیام پذیر ہوئے، اور آپ کے والد سیدی بھٹی لاہور میں پیدا ہوئے، بعد اُس کے اودھ میں کر قیام کیا، چونکہ صحیح نسب سادات تھے تمام شہر بظہرت پیش آتا تھا، حضرت کی پیدائش اودھ میں ہوئی، جب عمر حضرت کی نو برس کی ہوئی آپ کے والد نے قضا کی، اور آپ کی والدہ شریفہ کہ وہ بھی سید زادی تھیں آپ کی تربیت و تحصیل علم میں بہت کوشش فرماتی تھیں۔ چنانچہ پہلے مولانا عبدالکیم شیروانی کے زیر تعلیم رہے۔ اُن کے انتقال کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی ہی علوم ظاہری حاصل کئے، مگر عالم طفلی سے آسمان ترک تجرید و نفس کشی کے پیشانی حضرت سے ہویدا تھے ہمیشہ صائم رہتے تھے، کبھی نماز باجماعت فوت نہیں ہوئی، اکثر برگ سنبھالو سے روزہ افطار فرماتے تھے، سات برس ایک درویش کمال کے ساتھ نماز باجماعت سے اولیٰ، بعدہ ریاضت اور مجاہدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب چالیس برس کائن ہو ادہلی میں تشریف لائے، اور زیارت اور خدمت حضرت سلطان المشائخ سے شرف ہوئے، اور خدمات شائستہ بجا لاکر بظاہر محمود گنج شرف مخاطب ہوئے، آپ کا یہ دستور تھا کہ شرب و کربستہ خدمت پر مرشد میں حاضر رہتے تھے، حضرت سلطان المشائخ اُس وقت کیلو کھڑی تشریف فرما تھے، کنارہ دریا کے ایک بالا خانہ تھا، اس میں مشغول رہا کرتے تھے، اُس جگہ سوائے حضرت مخدوم نصیر الدین پیر غدہلی کے دوسرا نہ جاسکتا تھا، یہی اسی بالا خانہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک بار چند درویش خاندان شیخ بہاؤ الدین سے آکر شب باش ہوئے، صبح ایک درویش اُن میں سے دریا پر غسل کرنے لگا، کوئی اُچکا آیا اور اُس درویش کے کپڑے اُچک لے گیا، وہ بیچارہ ننگا غل مچاتا آیا، حضرت اُس جگہ آئے، دراپنے کپڑے اُس کو دیکر فرمایا کہ غل نہ مچا، یہ لیجا، اس میں مقصد کیا تھا ایسا نہ کہ پیر کی مشغولی میں اس کے

غل سے فرق آئے۔ حضرت سلطان جی نے یہ معاملہ حضرت کائنور باطن سے معلوم فرما کر بعد نماز چائے آپ کو بلا کر نہایت مہربانی سے اپنی پوشاک خاص سے ان کو پوشاک عطا کی۔ اخبار الاخیار سے نقل ہو کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کبھی کبھی سبب جازت پیر مرثا واسطے زیارت اپنی ہمیشہ کھان کے اودھ کو جایا کرتے تھے، بعد ملازمت اُن کے پھر شیخ کی خدمت میں آجاتے تھے، اور آپ کے ہمیشہ زادہ تھے مولانا زین الدین علی اور کمال الدین حامد کہ جن کا ذکر بعد میں ہوگا، ایک روز حضرت مخدوم نصیر الدین نے امیر خسرو قدس سرہ سے کہا کہ تم سفارش کرو کہ جب میں دودھ میں ہوتا ہوں بسبب مزاحمت خلق مشغول نہیں رہ سکتا، اگر شیخ کافرمان ہو تو جنگل میں رہ کر عبادت حق میں مشغول رہا کروں، امیر صاحب یہ سن کر وقت معینہ پر بعد نماز عشاء جب خدمت حضرت سلطان الشائخ میں واسطے عرض و معروض کے حاضر ہوئے جو انہوں نے کہا تھا عرض کیا تھا، اُس پر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اُس سے کہو کہ تجھے درمیان خلق رہنا چاہیے، اُن کے جو رجحان اٹھائے ہوں گے، مکافات کے بدلے میں عطا کرنی ہوگی آخر حضرت شیخ نصیر الدین کو حجرہ شریف میں طلب فرما کر ارشاد کیا کہ تیرے دل میں کیا ہے، جنگل میں رہنے سے تیرا مقصود کیا ہے، باپ تیرا کیا کام کرتا تھا، آپ نے عرض کیا کہ مقصود میرا دعار مزید حیات خواجہ ہے، اور کفش برداری درویشوں کی، والد میرے روٹی کی سوداگری کرتے تھے، بعد اُس کے حضرت سلطان جی نے فرمایا کہ میں خدمت بابا صاحب میں حاضر تھا بمقام اجودہن ایک میرا دوست اور ہم سبق آگیا، میرے زمین کپڑے وہ بھی شکستہ دیکھ کر کہنے لگا کہ تمہارا یہ کیا حال ہو گیا، اگر اس شہر میں معلیٰ کرتے تو بسبب معیشت سے انفرار رہتا، میں نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا، جب خدمت بابا صاحب میں گیا، مجھ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ نظام الدین اگر کوئی تیرا یا را کر کہے کہ کیا تو نے اپنا حال کر رکھا ہے معلیٰ ہی کہ جو فراغت حاصل ہو تو جواب کیا رکھیگا میں نے عرض کیا جو حکم عالی ہو فرمایا کہ کہو۔۔۔

نہ ہر ہی تو مرا خوش گیر و برد، تو ترا سعادت باد امر انگو نزاری، بعدہ فرمایا کہ خوان کھانیکا لا جب میں روبرو لایا ارشاد فرمایا کہ اس کو سر پر رکھ کر جہاں تیرا پارٹھیلا ہو لیجا، میں نے ایسا ہی کیا، جب اس دوست کے روبرو گئے کیا اُس نے کہا مبارکباد تجھ کو یہ محبت حضرت شیخ نصیر الدین فرمانے میں کہ اس طرح بندہ کو تلقین فرمایا، بعدہ ریاضت اور مجاہدہ فرمایا، کبھی مجھ کو دس روز گذر جانے تھے، جب بُرا حال ہوتا ترشی کھاتا۔ نقل ہے کہ ایک روز ان کے کسی پیر بھائی کے گھر مجلس تھی، اور آپ بھی اسی مجلس میں



موجود تھے کہ باجے کے ساتھ سماع شروع ہوا، آپ وہاں سے اٹھ کر چلے یا روں نے کہا بیٹھو، آپ نے فرمایا میں نہ ٹھہروں گا، یہ امر خلافتِ سنت ہے، پھر لوگوں نے کہا سماع سے منکر ہو مشربِ پیروں پھر گئے، آپ نے فرمایا حجت نہیں ہوتی، دلیل کتابِ حدیث سے چاہیے، آخر بعض نے حضرت سلطان جی سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا کہ اُن کا اتقا بڑھا ہوا ہے۔ سیرالاولیاء سے نقل ہے کہ حضرت سلطان الشیخ کی مجلسِ سماع میں مرزا میر نہیں ہوتا تھا اگر کوئی ذکر بھی کرتا کہ فلاں صاحب کے یہاں سماع مرزا میر کے ساتھ ہوا تو آپ منع فرماتے، نقل ہے کہ شیخ بران الدین غریب کہ حضرت مخدوم صاحب کے، مجلس تھے اُن کے پاس سے وہ کلاہ ندی کہ جو عطیہ شیخ تھی گم ہو گئی، یہ بہت غمگین ہوئے، اُن کی تشویش دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ مولانا اُس سے عمدہ تحفہ عطیہ تم کو آج بخشش ہو گا اور کلاہ گم کر دو، یہی یلگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت پیروں نے مولانا کو مصلیٰ مرحمت کیا اور گھٹری میں سے کلاہ پا گئی۔ لکھا ہے کہ آپ کے یہاں سماع میں مرزا میر نہ ہوتا تھا، ایک روز اس بیت پر حالت ہوئی۔

بیتِ نظر ز دیدہ ہا ناقص قنادہ است، وگر نہ یار ما ز کس نہاں نیست، ایک بار کوئی آپ کی پوشاک چرائے گیا، آپ نے دم نہ مارا، بونیت مرشد پابند رہے یہاں تک کہ ایک روز بعد نماز ظہر حضرت حجرہ میں مشغول تھے، شیخ زین الدین کہ مرید اور بھانجے تھے وہ بھی یہیں کہیں گئے تھے، آپ تنہا مراقبہ میں سر تھکائے ہوئے تھے، تراب نام ایک قلندر بیاباک کہ بہت برسوں سے آپ کا دشمن تھا خالی موقع پا کر حجرہ میں گھس آیا، اور گیارہ زخم چھڑے، جسم مبارک پر لٹکائے، سمجھا کہ میں کام پورا کر چکا اور وہاں سے بھاگا، مریدوں نے دیکھ کر اُسے گرفتار کیا اور روبرو حضرت کے لئے چاہا کہ اُس کو زد و کوب کریں، آپ نے فرمایا کہ کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے، شیخ صدر الدین حکیم اور شیخ زین الدین کو قسم دی کہ ہرگز اس کی ایذا کا ارادہ نہ کرنا اور اُس قلندر کو زد و کوب طلب فرما کر بہت کچھ دیکر رخصت فرمایا اور یاروں سے کہا کہ اُس کو ایذا دی جاتی تو خلافت و وصیت شیخ ہوتا، کیا عجب ہے اُس کا ہاتھ بھی دھکا ہوا

بعد اس ارادت کے تین برسوں بعد قید حیات ہے۔ سیرالاصفیاء سے نقل ہے کہ سلطان محمد تغلق کہ یہ بہکاکا عمر سمرقندی و علی قندھاری کے جو دشمن مشائخ تھے، ناخوش ہو رہا تھا کہ کسی جیلہ سے شیخ کو ایذا پہنچائے، ایک روز بادشاہ نے دعوت کے جیلہ سے شیخ کو بلایا اور کھانا نظر فرمائے، تقریاً اور طلافی میں و برور کھا، اُن کا مدعا یہ تھا کہ اگر شیخ نے ان برتنوں میں کھایا تو جیلہ شرعی پکڑ لیں گے، اگر نہ کھایا

تو توہین سلطان میں دیکھیں گے غرض آج نہ چھوڑیں گے، حضرت شیخ نے نور باطن سے دریافت فرما کر تھوڑا کھانا ہاتھ پر لیکر پیچہ زبان پر رکھا، پھر اُس کو نوش کیا، حاسد مجبور اور شرمندہ ہو کر کچل جاتا، بعدہ سلطان نے دو توڑے زرخیز اور دو تھان پارچہ شیخ کو پیش کئے، آپ نے اُن کی طرف التفات نہ فرمایا اور کھڑے ہو گئے، اسی اثنا میں خواجہ نظام الدین وزیر بادشاہ نے دیکھا یہ خواجہ بادشاہ کا عزیز اور حضرت سلطان الشائخ کا مرید صادق تھا، اس نے اُٹھ کر تھان اور دونوں توڑے اُٹھا کر خدام شیخ کے حوالہ کئے، اوکفش حضرت کی اپنے رومال سے جھاڑ کر رو برو کھی اور تادروازہ ہمراہ آیا، جب وہ وہیں نزدیک سلطان کے آیا، سلطان نے دست بقبضہ ہو کر حلقی سج کہا کہ تم نے عطیہ سلطانی کیوں ہاتھ سے اُٹھایا، کیوں پالوش جھاڑیں اور کیوں اُن کے آگے رکھیں، خواجہ نظام الدین نے جواب دیا کہ میرا فخر ہے کہ ان کی جوتی کو اپنا تلج سربناؤں کہ میں غلام نظام الدین اولیا کا ہوں، اگر میرے قتل کا ارادہ ہے تو میری جان ناتواں اُن کی خاک پا پر خدائے یہ سُن کر سلطان کو غصہ تو بہت آیا مگر بوجہ توجہ حضرت کے کچھ نہ کر سکا، صاحب جوامع اکمل راوی ہیں کہ حضرت شیخ نصیر الدین کو خانقاہ میں اس بیت پر وجد ہوا جفا بر عاشقان گفתי نخواہم کردیم کردی، قلم برید لاں گفתי نخواہم راندیم راندی، مولانا مغیث شاعر نے ایک رسالہ لکھا، اور اس مجلس کی تمام کیفیت لکھی اور لکھا کہ شیخ کو اس بیت پر حالت ہوئی کہ جس میں خداوند تعالیٰ کی نسبت جو روح جفا سے اشارہ کرتے ہیں اس میں کفر لازم آتا ہے، اس میں چند کلمہ ایسے ہی جمع کر کے مولانا معین الدین عمرانی کے پاس بھیج دیئے، انہوں نے دیکھ کر حضرت کی خدمت میں ارسال کی، آپ نے مولانا عمرانی کو طلب فرمایا، وہ کتاب اُن کو واپس دیکر دستار خلافت عطا کی، دوسرے روز پھر سماع تھا، حضرت کو اس باغی براضطراب ہوا۔ رہا باغی

باطل معانہ دوش بیاک زویم	عالی علش بر سر افلاک زویم
از بہر یکہ بغچہ مے خوارہ	صدر باکلاہ تو بہ بر خاک زویم

بعد اضراب بسیار کے بالائے بام تشریف لاکر بیٹھے اور مولانا مغیث کو طلب کیا، جب وہ رو برو گئے فرمایا کہ مولانا لکھو کہ اس جگہ کیا جہل ہے، اور فرمایا کہ باہر کر دو، دو چار روز کے بعد مولانا مغیث نے انتقال کیا، اخبار لاخیا سے نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ بس کس اپنی ہوں کہ شیخی کروں، آج

شیخی بچوں کا کھیل ہوتا ہے، اور یہ بیت ارشاد کی۔ مسلمان مسلمان مسلمان، بڑا زیل آئین پے نہ  
 پشیمانی پشیمانی، فرمایا کہ ایمان کا غم کھا نا چاہیے۔ درپے کرامت نہ ہونا چاہیے۔ خیران ہوں کہ خلق بے نشان  
 کیونکہ جنتی ہو۔ حضرت ید محمد گیسو دراز سے نقل ہو کہ خواجہ نے فرمایا کہ میں کو دک تھا، ایک مسجد میں قرآن  
 پڑھتا تھا، اس مسجد میں درخت آزد تھا، ایک کوا آکر اُس پر بیٹھا، جو کچھ اُس نے آواز بند کہا  
 مینے اُس کو سمجھا، خیر المجاس سے نقل ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر حضرت سے سوال کیا کہ حال  
 فقیروں کا کہاں سے اور کیوں ہے، فرمایا کہ حال نتیجہ صحبت اعمال ہو۔ اور عمل دو طرح پر ہے،  
 عمل جوارح وہ معلوم ہے، عمل قلب کہ اُس کو مراقبہ کہتے ہیں، بعدہ فرمایا کہ اول انوار عالم علوی  
 سے نازل ہوتی ہیں اوپر ادا حوں کے بعد اُس کے اُس کا اثر ہوتا ہے قلب پر، بعدہ جوارح  
 پر جوارح متابع قلب ہیں، جو قلب متحرک ہوتا ہے جوارح بھی حرکت میں آتے ہیں، پھر اُس عزیز  
 نے سوال کیا کہ عوارف صاحبِ حال کو متوسط کہا ہے، اور روایت عوارف سے نقل کی کہ البتدی  
 صاحبِ وقت و المتوسط صاحبِ حال و المنتہی صاحبِ الانفاس دوسروں کو اس بات میں متشکل ہوئی  
 حضرت نے اس سائل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اس بارہ میں اس وقت کیا سننا چاہتے ہو تم نے  
 عوارف پڑھی ہو، اُس نے کچھ جواب نہ دیا، خواجہ نے فرمایا کہ البتدی صاحبِ وقت اور صاحبِ  
 وقت کیا ہے، یعنی وہ عارفی کہ وقت خویش کو غنیمت کہے کہ سوائے اس وقت کے دوسرا وقت  
 پاؤں گا یا نہ پاؤں گا، پس جو یہ جانتا ہے اپنے وقت کو غنیمت رکھتا ہے، اور اس کو تلاوت  
 قرآن اور نماز میں بسر کرتا ہے، جب سالک حفظ اوقات پر مستقیم ہوا اپنی اوقات کو مہمور رکھا، استفادہ  
 پائی اور اُمید ہوئی کہ صاحبِ حال ہوا اور موافق نتیجہ کا سبب ہے اور وہ حال اثر انوار کا ہے باقی میں  
 کہ پہلے بیان ہوا، بعدہ فرمایا کہ منتہی صاحبِ نفاس ہو، مگر اباب طریقت نے اور طرح بیان کیا  
 یعنی جو کچھ اُس کے منہ سے نکلے خداوند تعالیٰ اسی طرح کرے، پھر فرمایا کہ یہ متعلق اصطلاح  
 کے ہے، کہ پھر اس نے سوال کیا کہ خلق اللہ آدم علی صورتہ کیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ  
 درست ہے، کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس قدر وقامت صورت و ہیئت  
 کے ساتھ پیدا فرمایا وہ اسی شکل پر ہے۔ کچھ تغیر نہ ہوا بخلاف صورت آدمیوں کے کیونکہ کہ پہلے آدمی  
 کچھ بعدہ جوان، پھر بوڑھا ہوتا ہے، اور آدم اوپر ایک صورت کے لئے کچھ تغیر و تبدل نہ ہوا

یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ شکل و صورت سے پاک ہے، اور وفات حضرت کی ۱۸ یا ۱۹ رمضان شب جمعہ ۸۵۰ ہجری میں ہوئی، مزار قریب شاہجہان آباد درگاہ چراغہلی میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔ کاتب محروف کمالہ ٹراہی آستانہ فیض نقانہ حضرت میں مزار حضرت شیخ کمال الدین علامہ سے جانب شرق سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے، اُن کو حضرت بہت عقیدت تھی، اس وجہ وہاں مدفون ہوئے، اور مولانا منظر کرانی نے یہ مرثیہ لکھا تھا۔

### مرثیہ

<p>زوار محنت این نہ سپہر زنگاری کجا بجام طربت مجھے بنا کردند وفاز عالم فانی جو کہ مشہور اند خزینہ ایست سپہر از نفوس انسانی تو لے عزیز کہ در ملک مغروری چہ دانی آنکہ در اوراق کارخانہ غیب زمانہ صلح کند بادل تو یا خصمی چو وقت آں برسید ہیچ کس نگیرد دست بقا بقار خدایت و ملک ملک خدائے ز دست چرخ ندانم کجا کنم فریاد جہاں بہ نام خواجہ نصیر الدین محمود بقیہ سلف و یادگار اہل کرم جہینا ملک منها خداوند برحمت تو کہ عام است در جہان فانی کہ روح اعظم آں شیخ پیشوا کے کرم ندیم قربت خود کن غوث رحمت خویش بساط صحنہ از حلہا منہ روی</p>	<p>کہ ام دلمہ نہ خون گشت از جگر خواری کہ سپہر بنارید سنگ قہاری فلک بنجرہ کشی اختراں بغدادی رفینہ ایست زمین از بتاں فرخاری مباش امین اگر عاقلی ہو تیاری قفا چہ نقش بر آرد ز کلک جباری فلک بدشمنی آید بہ پیش یاری نہ ملک نے ملکی نے سپہ سالاری اک نیت قایم و دایم کسے بجز باری کہ برگزشت ہما جور روز بیاری ہزار گونہ فغاں کرد نو حہ وزاری کہ کرد ختم خلافت بہ ملک بن داری بحق نعمت قرآن و دولت و قاری بعزت تو کہ خاص است در جہان لاری کہ مقتدائے جہاں بودہ است ز اخاری مجاور ریل و انسباز مختاری خلافت قبر کن از پردہ ہائے غفاری</p>
---	--

اور خلفاء حضرت کے یہ ہیں۔ اول حضرت شیخ کمال الدین علامہ میر سید محمود گیسو دراز دہلوی، میر محمد بن جعفر کی ملک زادہ احمد مولانا معین الدین عمرانی، میر سید علاؤ الدین برادر زادہ مخدوم جلال الدین جوہانیا جہاں گشت، شیخ یوسف صاحب تحفۃ النصاب، محمد وحید الدین ادیب سید جلال الدین کشوری، قاضی محمد سادی فاضل، شیخ سلیمان رودہی، شیخ محمد متوکل کشوری، شیخ دانیال، شیخ قوام الدین، قاضی محمد مولانا خوجا، مولانا احمد تھانیسری، شیخ زین الدین ہمشیر زادہ، حضرت شیخ صدر الدین، حکیم شیخ سعدیہ کی دراز نقل ہے کہ جس زمانہ میں جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی کو لوٹا اور اُس کے اطراف میں جو قریہ اور موضع تھے سب کو تاراج کیا، آبادی چراغ دہلی میں ایک برہمن رہتا تھا اُس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ملک لٹ رہا ہے ہم بھی تباہ ہوں گے، مزار شیخ پر چل کر عرض کیجئے کہ یہ بستی کس طرح بچے مراد والے دور سے آتے ہیں اور تب صدق اس مزار کے دلی مرادیں پاتے ہیں۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنا لوٹنا برنجی مانجھا غسل لوٹا پانی سے بھر کر مزار معلیٰ پر آیا، لوٹا رکھ کر عرض کیا کہ میں برہمن ہوں میری نذر قبول ہو، اور آپ پر شکر ہے کہ تمام علاقہ برباد ہو رہا ہے، ہم لوگ جو اس چار دیواری کے اندر بستے ہیں، آپ کی رعایا ہیں سو آپ کے دوسرا وسیلہ نہیں رکھتے، یہ وقت مدد کا ہے یہ عرض کر کے اپنے مکان پر آیا، تمام دن حضرت سے لنگائے رہا، شب کو جب وہ سویا خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ تم دروازہ بند کئے دلجمعی سے بیٹھے رہو۔ اگر تمہاری طرف وہ آویں گے اندھے ہو جاؤں گے۔ چنانچہ جاٹ چراغ دہلی کے لوٹنے کو آتے تھے، احاطہ چراغ دہلی اُن کو نظر نہ آتا تھا، تمام جنگل میں بھر کر چلے جاتے تھے، جب کئی بار اُنہوں نے حملے کئے اور ناکام رہے تو اطراف کے لوگوں سے پوچھا کہ احاطہ چراغ دہلی نہیں ملتا، اُن لوگوں نے کہا دیکھ لو یہ سامنے دکھائی دیتا ہے وہ بھر گئے، جب قریب پہنچے حصار چراغ دہلی پھر نہ دکھائی دیا اُنہوں نے تجسس کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جو ہم قریب جاتے ہیں حصار چراغ دہلی نظر نہیں آتا، لوگوں نے کہا کہ وہاں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مزار ہے، وہ بستی اُن کے نام پر مشہور ہے، وہ اپنی بستی پر بہت جہربان اور بستی والے بہت متعقد ہیں، یہ اُن حضرت کا تصرف ہے یہ سُن کر وہ متعقد ہوئے اور خلوص ارادہ سے واسطے زیارت کے آئے، شیرینی، عطر، پھول اور چادر چڑھائی اور اپنی تمام کیفیت تمام اہل بستی سے بیان کی۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی نے جب ملی میں تسلط پایا تو مسلمانان اہل شہر معرض عتاب میں جہاں ملے گرفتار کئے جاتے، پھانسی دئے جاتے، ہر ایک قریہ اور قصبہ وہ میں

مصیبت زدہ پناہ گزین تھے۔ چنانچہ چراغ دہلی میں بھی بہت سے آدمی تھے، بعضے فوجی زخمی بھی تھے بھجر اور مشکاف صاحب سوار لے ہر طرف گھومتے لوٹتے مارے گرفتار کرتے تھے، اہل شہر کے ساتھ بعض اہل دیہہ بھی برباد ہوئے، یہ کیفیت دیکھ کر خدام آستانہ شریف اور دیگر اہل بستی نے اسی برہمن کی اولاد سے جو ایک شخص تھا کہ تیرے جد نے پہلے بھی حضرت سے عرض کیا ہے اور وہ عرض قبول ہوئی اور لٹے سے بستی بچی، ہماری رائے یہ ہے کہ جن طرح تیرا دادا گیا تھا تو بھی اسی طرح مزار حضرت پر جا کر عرض کرنا کہ اس آفت سے بستی بچے یا جینا حکم ہو عمل میں لاویں، وہ برہمن بدستور نہاد ہو کر ٹوٹا پانی کا لیکر حزارہ پر انوار پرایا، بہت دیر تک گریز زاری کرتا رہا، اسی شب کو اُس کو خواب ہوا کیوں گھبراتا ہے بستی والوں سے کہہ دے کہ جو آگے اُن کو نہ نکالو نہ اب اور کسی کو اپنی بستی میں لے نہ دو یہاں سے کوئی گرفتار نہ ہوگا نہ اور کوئی آفت آوے گی، چنانچہ ایک متنفذ بھی چراغ دہلی سے گرفتار نہیں ہوا۔ صاحب معدن المعانی نے لکھا ہے کہ جب وقت نقل شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا نزدیک پہنچا، شیخ رکن الدین برادر شیخ کمال الدین ہیشہ زادہ اپنے کو بلا کر فرمایا کہ نعمتہائے خواجگان چشت سے جتنا جس کو نصیب تھا وہ مینے مریدوں کو دیدیا، تم کو چاہئے کہ جب مجھ کو قبر میں رکھو خرقة میرے سینہ پر کانسہ چوبین زیر سر اور یہ سیج زیر انگشت اور ایک طرف نعلین اور ایک طرف عصا رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، بعد فاتحہ سوم میرے سید گیسو دراز کو دہلی میں رہنا مفارقت پر میں اور خرقة کا ملنا شاق گذرا، آخر جس چارپائی پر حضرت کو غسل دیا تھا اُس کے بان کو نکال کر وہ جھلنگا اپنے گلے میں ڈالا اور کہا میرا یہ خرقة ہے اور دکن کی طرف کوچ کیا۔ کہتے ہیں کہ راستہ میں جس کسی پر اُس جھلنگے میں نکال کر ذرا سا بان ڈال دیا وہی اولیا ہو گیا۔ صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ بار دوم جب میں دہلی شریف میں روز پنجشنبہ اور شب جمعہ روضہ اقدس حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی پر گذرنا تمام شب بیدار اور مشغول رہا، انوار سعادت حاصل کیں جب حضور بار و حاکمیت پاک پیدا ہوئے بندہ نے گستاخی سے عرض کیا کہ اکثر خلفائے حضرت کے صاحب مقامات اور کرامات ہوئے، مگر خرقة خلافت کسی کو بھی مرحمت نہیں ہوا، فرمایا کہ سچ ہے بعض میرے مرید صاحب مقامات عالی ہوئے ہیں مگر اُس وقت اُن میں تھوڑا سا تعصب کا اثر باقی تھا، اس واسطے مقتضائے دیانت امانت نہ تھا کہ خرقة اپنے پیروں کا اُس شخص کو جس کو حق تعالیٰ نے نصیب کیا ہر نہ ہوا، اس وجہ خرقة پیران جو کسی کو نہیں دیا گیا، مگر بعض مریدوں نے اپنے اپنا خرقة دیا جو

انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ پیران چشت اُن سے جاری رہیگا کہ اب وہ قیدِ تعصب سے باہر ہوئے اور حجابِ تعصب اُٹھ گیا، برتر تہ توحید مطلق کے پہنچے کہتے ہیں کہ بعد اس کے اوپر میرے تجلی ہونی اگر ایسی کیفیت میں کہی نہ دیکھی تھی، پس میں مجدد شکر بجالایا، اور تصرفات روحانیت حضور پر منتحیر ہوا۔

## ذکر حضرت مولانا خواجہ کمال الدین خلیفہ عظیم و ہمشیر زادہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ

سلسلہ نسب حضرت کا جناب امیر المؤمنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ علوم دینی اور حدیث و فقہ اصول و مقول و منقول وغیرہ میں یگانہ روزگار تھے۔ اس وجہ سے علامہ خطاب پایا علم تصوف خوب جانتے تھے، کلام اللہ مع ترجمہ یاد تھا، قرأت سے پڑھتے تھے، ہزاروں طلباء و کتاب علوم کرتے تھے، نوافل زیادہ پڑھا کرتے تھے، نماز پڑھتے، جب اہل مسجد ہوتے پہلے دو رکعت آداب مسجد اُکرتے، اور دو رکعت تحیۃ الوضوء اُکرتے، بعد اُس کے نماز میں مشغول ہوتے، اول تو کسی کی نسبت کچھ برا بھلا نہ فرماتے تھے، اگر کہی زبان مبارک سے کچھ نکلتا فوراً اُس کا اسی طرح ظہور ہوتا، حضرت مخدوم بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے، اسی وجہ سے آپ کو اپنے حجرہ کے روبرو دفن کرایا، آپ کے فضائل جو میں نے اپنے جد حضرت ابو ظفر کی زبانی سُنے ہیں اگر اُن کو تحریر کیا جائے تو بہت بڑی کتاب تیار ہو، اگر زندگی نے وفا کی اور زمانہ نے فرصت دی تو بعد اس کتاب کے حدیث ناظرین کروں گا۔ الغرض چند مدت ریاضت و مجاہد شاقہ اور تزکیہ نفس و صفائی باطن میں مصروف رہے، بعد اس کے فرقہ خلافت حاصل کیا، اور بمقام احمد آباد گجرات مقرر ہوئے اور صدایت خلق فرمائی۔ تمام خلق اطراف و جوانب احمد آباد معتقد اور حلقہ بگوش ہوئی، جب انہو کا خلق زیادہ ہوا اوقات مبارک میں خلل آنے لگا وہاں سے پھر دہلی تشریف لائے، خدمت شیخ اور صدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ آپ کی اولاد امجاد ہنوز احمد آباد میں مرجع خلائق ہے۔ وفات حضرت کی ۵۶ھ میں ہوئی۔ مزار صحن آستانہ مخدوم میں بمقام چراغ دہلی بگمہ مریدان ہے۔ پہلے گرد مزار کے سنگ سبز کا کٹھن تھا، اب کسی رئیس حیدر آباد نے عمارت بلند تیار کرائی ہے۔

ذکر حضرت خواجہ ملک زادہ احمد قدس سرہ خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی

کہ نہایت محبت شیخ میں فانی الشیخ ہو گئے تھے۔ صاحب جوامع الحکم سے روایت ہے کہ بوجہ ادب آپ نے بیعت ظاہر نہیں کی کہتے تھے کہ میری محال نہیں کہ شیخ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھوں جب تک شیخ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوتے کھانا نہ کھاتے جب آتش عشق ابھی نے بالکل سوختہ کر دیا عرف پیدا ہوا جو قطرہ ناک کا خون سے ٹپکتا اُس کو چاٹ لیتے اور کہتے کہ میرا جسم سرابا جسم شیخ ہے زمین پر اس کا گرنا ترکِ ادب ہے اگر ناگاہ کوئی قطرہ زمین پر ٹپک بھی جاتا اُس سے نام شیخ لکھا ہوا معلوم ہوتا۔ جب یہ خبر پیر بھائیوں کو ہوئی حضرت مخدوم سے عرض کی کہ بیچارہ احمد جل گیا خدا کے واسطے اُس کی خبر لیجئے شیخ مہربانی کی کہ اُن کے پاس شریعت لائے اور فرمایا کہ واسطے صدوائے کار احمد کا تمام ہوا پہلے سے کیوں خبر کی شیخ کی آواز سن کر شیخ کو دیکھا اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ وفات آپ کی ششہ میں ہوئی۔ مرا جوارِ روضہ شیخ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ دانیال قدس سرہ** خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کہ ان کو مولانا محمود کہتے تھے نسب کا حضرت عباس علیہ السلام کا بیٹا تھا

یعنی شیخ دانیال بن میر بدر الدین بن سید فضل بن سید حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپ کے بزرگوں کی بڑی بڑی عمریں ہوئیں۔ چنانچہ آپ کے والد کی عمر ایک سو بیالیس برس کی تھی۔ لکھا ہے کہ آپ کے والد عہد سلطان غیاث الدین بلبن میں وارد ہندوستان ہوئے اور سرکہ میں قیام کیا وہاں شیخ دانیال پیدا ہوئے جب آپ بن بلوغ کو پہنچے قصبہ سانہ میں آئے اور قاضی عبدالکریم سے تحصیل علم کیا۔ بعدہ قاضی نے آپ کو اپنی فرزندگی میں لیا اور اپنی دختر سے نسبت کی۔ بعدہ کشش جاذب حقیقی دہلی آکر مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہو کر کمالات ظاہری اور باطنی سے مشرف ہوئے بعد عطاءِ خرقہ خلافت واسطے ہدایت اہل وطن کے ان کو شیخ نے رخصت کیا۔ جب قریب سرکہ کے پہنچے قزاق نے بطبعِ مال آپ کو شہید کیا۔ چاہتے تھے کہ اہل و عیال کو قتل کریں اور اسباب لیں کل اندھے ہوئے بھاگ نہ سکے آخر حکام وقت نے اُن کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ یہ واقعہ ششہ میں ہوا مزار اسی مقام پر ہے۔

**ذکر حضرت شیخ صدر الدین قدس سرہ** خلیفہ حضرت شیخ مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ان پر حضرت سلطان الشاہ



بھی نہایت نوازش فرماتے تھے، ان کے والد سوداگری کرتے تھے، اور حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے، ضعیف ہو گئے تھے، مگر اولاد نہ تھی، حضرت وجد میں تھے، ایک روز والد نے اولاد کو بارہ میں عرض کی، حضرت نے اپنی پشت ان کے والد کی پشت سے ملائی، اور فرمایا کہ تجھ کو اللہ نیک سپہر دیگا، اسی وقت نسب کو ان کی والدہ پیرانہ سالی میں حاملہ ہوئیں، بعد وضع حمل یہ پیدا ہوئے، ان کے والد ان کو خدمت شیخ میں لے گئے، حضرت شیخ نے اپنے ہاتھ سے کرتہ تیار کر کے ان کو پہنایا، اور حضرت شیخ نصیر الدین کی گود میں دیا، اور تاکید کی کہ اس کی تربیت ظاہری اور باطنی میں کوئی دقیقہ باقی نہ بھٹنا، چنانچہ اپنے سایہ مہربانی شیخ میں پرورش پائی، اور کالمیں وقت بھرے، آپ کی تصنیفات فیض و علم طب میں مشہور کتاب ہوئی، کہ ایک بار آپ کو پریاں واسطے علاج ایک پری زاد کے لئے گئیں، ایک پری نے کانغذ لکھ کر دیا کہ فلاں کو چہیں جو فلاں ننگ صورت کا کتا ہو، اُس کو دینا اور وہیں پہنچائیں، آپ نے اُس کو تلاش کر کے وہ خط دیا، وہ خط کے دیکھتے ہی اٹھا، اور شہر کے باہر اگر زمین کھود کر آپ کے خزانہ کا نشان دیا، آپ نے اس خزانہ کو نکال کر لہ روئی میں صرف کیا۔ وفات حضرت کی ۷۹۰ھ میں ہوئی، مزار نواح روضہ شیخ میں ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ عین الدین خور قدس سرہ** پسر بزرگ شیخ حسام الدین سوختہ و خلیفہ حضرت مخدوم صاحب کے۔ یہ حضرت یاسنت

اور مجاہد میں موصوف تھے، یہاں تک کہ بلا توسط روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے فیضیاب ہوئے اور آپ سے اور آپ کے برادر شیخ قیام الدین سے بہت اولاد ہوئی، وفات حضرت کی ۸۱۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ سراج الدین چشتی قدس سرہ** خلیفہ اعظم و پسر بزرگ حضرت مولانا کمال الدین علامہ کے تھے، صاحب کشف کرامات و

عشق محبت ذوق و شوق اور زہد اور تقویٰ تھے، گرامی کرامات کو بہت چھپاتے تھے، اور آپ کے والد نے بوقت انتقال اپنے ان کو طلب کیا، اور نعمتہائے خواجگانِ چشتیہ سے مملو فرمایا، اُس روز حلال نہوا کہ جس کی طرف نظر بھر کر دیکھتے وہ محبت الہی میں مست و شیدا ہو جاتا تھا۔ وفات حضرت کی یکم جمادی الاول ۸۱۰ھ میں ہوئی، مزار ان کا پٹن میں ہے۔

**ذکر حضرت سید محمد بن سید مبارک قدس سرہ** کہ مریدان سلطان المشائخ اور خلیفہ اعظم

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت سلطان جی خورشالی میں بیعت کی تھی تربیت اور تکمیل حضرت مخدوم صاحبؒ کہتے ہیں کہ سلطان جی کی روح پاک سے آپ کی اویسی طریق پر بھی فیض تھا۔ آپ کے باپ دادا بھی مقربان حضرت سلطان المشائخ تھے۔ سیرالاولیا انہوں نے حج کی اور دوسری سیرالاولیا میں لغظات بابا صاحب دہلی ہیں۔ اُس کے مولف شیخ بدر الدین السخی ہند اور وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ یوسف تہی قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم صاحب کے نہایت بزرگ اور صاحب کرامت تھے۔ علم دین میں آپ کی کتاب فیض انتاب تحفۃ النصارح معتبر کتاب ہے اور نظم میں بھی عمدہ مہارت تھی، وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ عبدالمقدر قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم کے عالم اور عال درویش کمال تھا۔ باطن فصیح اور بلیغ تھے۔ آپ کے والد بھی عالم اور مفتی تھے، اول اول آپ کو درویشوں سے بکیر تھا، ہمیشہ حضرت مخدوم سے مباحثہ شرعی کیا کرتے تھے آخر مرید ہو کر نعمت معرفت سے بہرہ مند ہوئے اور ناقب اصدیقین تحریر کی جس میں شیخ کے فضائل تحریر کئے ہیں اور قاضی شہاب الدین کو کہ جو اپنے وقت میں شہور فاضل ہوئے ہیں آپ کے شاگرد تھے ایک روز قاضی شہاب الدین کو کچھ قسم زور سے ملا، انہوں نے دل میں سوچا کہ اُس کو ایسی جگہ دفن کروں کہ کوئی نہ دیکھے، بعدہ خدمت استاد میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ خیال زر کے دفن کرینا اور علم کا بوجھ کھج اٹھاؤ گے۔ آخر ۲۸ محرم ۸۰۹ء میں وفات پائی، خانقاہ جونپور میں ہے۔

**ذکر حضرت قاضی سعدی تہی قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے عالم باعمل و نہایت متقی تھے، ہزاروں کو آپ فیضان ظاہری اور باطنی ہوا، وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی، بعد آپ کے خواجہ اختیار الدین صاحب سجادہ ہوئے۔  
**ذکر حضرت شیخ سعد اللہ کیہ انشی متوکل قدس سرہ**  
کیا، آخر خدمت حضرت مخدوم صاحب

مرید ہو کر کاغذ کو سرانجام پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کیا اور اولیائے زمانہ سے ہوئے، نہایت بزرگ اور متقی تھے۔ صاحب معارج الولايت لکھا ہے کہ آپ کو حضرت علیہ السلام نے ایک کیہ عنایت کیا تھا کہ ہمیشہ درم سے پُر رہتا تھا

اخراج کرکے بھی کمی نہ ہوتی تھی جس سے ضرورت ہوتی تھی اُس کیسے مین سے نکالتے تھے اس وجہ کیسے اس خطاب تھا اور میر سید اشرف جہانگیری سنائی سے بھی نفیض تھا وفات آپ کی سنہ میں ہوئی۔

اور حضرت مولانا خواجہ علی قدس سرہ

کہ خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین کے تھے مولانا معین الدین عمرانی سے کتاب علم دین کیا تھا مگر مولانا معین الدین کہ حضرت مخدوم صاحب کبیدہ خاطر تھے اور اپنے شاگردوں کو مخدوم صاحب کے پاس جانے سے روکتے تھے مگر مولانا خواجہ علی حاضر ہو کر تحصیل علم باطنی کرتے تھے اس امر سے مولانا معین الدین ان سے بھی دل میں ناخوش ہوتے تھے مگر دونوں صاحبوں سے کمال عقیدت تھی اس شکر ربی سے بہت پریشان رہتے تھے قدرت خدا سے مولانا معین الدین مرض ضیق نفس میں ایسے مبتلا ہوئے کہ رستہ نگاری مشکل ہوئی اطباء علاج سے عاجز ہو گئے اور مولانا مذکور بھی اپنی زندگی سے ناامید ہوئے۔ مولانا خواجہ علی نے عرض کیا کہ استاد اطباء نے آپ کے علاج سے دست کشی کی صاف جواب دیا مناسب کہ آپ دعا و عامر دان خدا سے کی جائے کہ وہ اطباء کے امراض صبح قلب ہیں اس وقت میں مخدوم شیخ نصیر الدین اولیاء مستجاب الدعوات ہیں اگر ان کے پاس چلے تو وہ دعا کریں یقین ہو کہ بارگاہ کبریائیں ان کی دعا قبول ہوا ان کی برکت و تائید بہت توجہ نظر کیا اثر سے شفا ہوئیں مگر اگرچہ مولانا معین الدین کا دل تو نہ چاہتا تھا مگر وجہ تکالیف مرض موجودہ کے شیخ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب ان کے آنے کی خبر حضرت کو ہوئی تو خانقاہ سے پیشوا کی کر کے اندر لے گئے باعزاز تمام بٹھایا اور ان کے آگے دسترخوان بچھوایا اُس پر کھانا چٹا گیا ایک رکابی میں دہی اور خشک تھا وہی رکابی مولانا کے آگے رکھی گئی شیخ نے ارشاد کیا کہ بسم اللہ کرو مولانا نے زبردستی چند قلمے نوش کئے کہ دہی اور خشک اور شکر صریح مخالف مرض تھے مگر جب دسترخوان برخواست کیا ہاتھ دہلائے معاً ان کو کھانے سے قے نے غلبہ کیا اور ابھائی آئی سلغی حاضر کی گئی بہت زور سے قے ہوئی اور مرض کو آرام ہو گیا اس پر مولانا بصدق قل حضرت کے معتقد ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے نور باطن سے امیر نیور صا جقران کا آنا معلوم فرما کر بی کھجور کالپی میں تشریف لائے اور چند مدت دماں قیام فرما کر ۹۱۰ھ میں فات پانی مزار کالپی میں ہو۔

اور حضرت شیخ احمد تھانی سری قدس سرہ

خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین کے تھے مولانا خواجہ علی اور آپ میں بہت اتحاد تھا مولانا

کاپلی گئے ہیں، آپ دہلی میں رہے، آخر فوج حضرت امیر تیمور صاحبقران نے بوجہ بداعمالی اہل ہلی کے ان کو سزائے اعمال دی، شہر تھانہ مولانا کنوینی شیخ احمد تھانوی مع اہل عیال قید ہوئے، اتفاقاً کسی نے حضرت امیر صاحب کو خبر دی کہ شیخ احمد مریدان خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے ہیں، اور بہت بڑے فاضل اور کامل ہیں، اور قید ہوئے ہیں، اسی وقت امیر صاحب نے بغزت خواجگان چشت ان کو رہا کر کے شریک مجلس خاص کیا، اس وقت مولانا برہان الدین مرغیالی صاحب صدایہ کے پوتے شیخ الاسلام ایک مجلس میں شیخ الاسلام اور شیخ احمد سے تقدم و تاخر مجلس پر سخت گفتگو ہوئی۔ امیر تیمور نے فرمایا کہ مولانا برہان الدین صاحب صدایہ تھے، ان کے پوتے کو تم سے اوپر بیٹھنا چاہیے۔ شیخ احمد نے فرمایا کہ خود برہان الدین نے چند مقام پر صدایہ میں خطا کی ہو، عزت علم کے ساتھ جو شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ مقامات خطا کے بیان کرو، شیخ احمد نے اپنے فرزند اور شاگردوں کا اشارہ کیا کہ خطائیں صاحب صدایہ کی بیان کرو، امیر صاحب نے بغزت صاحب صدایہ اس بحث کو موتوں کیا، مگر کبھی کبھی بحث نہیں کرتی، چونکہ مولانا خواجگی سے آپ کو نہایت الفت تھی، ان کی جدائی نہ ہوئی گئی، آخر مع اہل عیال دہلی سے روانہ ہو کر کاپلی آئے، اور دونوں بزرگوں میں معمولی صحبت رہی، بعد انتقال مولانا خواجگی کے ۸۲ھ میں انتقال کیا، مزار کاپلی میں جو کوئی مزار حضرت پرچالیں یوزر برابر جاتا ہے وہ اپنی طرف داتا ہے، اور آپ کے عرس میں بہت معتقد و درود جمع ہوتے ہیں۔

## ذکر حضرت میر سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف چشتی حسینی ابو قتیبہ

کھٹام اولیائے ہند اور خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے کہ جامع تھے، سیادت اور کرامت اور ولایت میں شان عالی اور بلند مرتبہ رکھتے تھے، لکھا ہے کہ آپ بمقام دہلی ۷۲۰ھ ہجری عہد دولت سلطین خلجی میں تولد ہوئے، چونکہ آپ کے والد بھی خلیفہ حضرت محمد صاحب تھے، اول روز سے تعلیم و تربیت ہوئی شروع ہوئی، چند روز میں علم ظاہری حاصل کیا، صاحب خیار الاخبار تحریر فرماتے ہیں کہ تاحیات حضرت پیر و مرشد دہلی میں رہے، بعد انتقال شیخ کے دکن میں تشریف لے گئے، وہاں کی خلقت دودور سے آکر مطیع اور متقمم ہوئی، اور وہیں حضرت نے انتقال کیا۔ آپ کو سید گیسو دراز جو کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز چند مریدوں کے ہمراہ بالکی شیخ کی کندھے پر لئے ہوئے تھے، چونکہ بال کی بڑے بڑے تھے، بالکی اٹھائے وقت ڈنڈے بالکی کے نیچے دب گئے تھے، اور جانا بھی دیر تھا

اگرچہ تکلیف تو ہوئی، مگر بوجہ ادب و عشق و محبت شیخ کے اپنے گیسو نہ نکال سکے، اسی طرح چلے گئے۔ جب یہ خبر شیخ کو ہوئی اُن کی عقیدت اور صدق محبت بہت خوش ہوئے اور انہیں فیضِ ترجمان سے بہت شاد و فرح ہوا کہ مرید سید گیسو دراز شد واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد اور یہ محمد صاحب کو جو آپ کے مرید ہیں اور آپہوں نے کلماتِ طبقات آپ کے جمع کر کے نام اس کتاب کو جامع الکمل رکھا ہے، تاخرین کل اُس کتاب کو معتبر سمجھتے ہیں، اس میں حضرت کے حالات مفصل مندرج ہیں اور آپ کا کلام نظم کہ معرفت توحید میں جو ہے لافانی ہے، محمد تخلص ہے، مبارک فرمایا۔

## نظم

از شراب شوق گشتم مست او بود مادر بود او نا بود شد چوں مجسّم گشتم از ہستی تمام چوں شدہ فانی محمّد از وجود	ہست من گم گشت اندر بہت او ہر چہ جز غیرش بدار مردود شد لے وجودم ماند آں جاؤ ز نام غیر او دیدہ کہ کس دیگر نہ بود
---	---

## غزل

اے صورت تو جہاں معنی یک شاخ گل نہ بستہ صورت از صورت تست خاطر ہر عضو کند بصد زبان پیش در صورت وصف تو محمد	با صورت تست جاں معنی مثل تو بیوستان معنی منزل گہہ کارواں معنی از صورت تو بیاں معنی باشر نہادہ خواں معنی
--	---

صاحب معارج الولايت ناقل ہیں کہ عمر شریف حضرت کی ایک سو پچاس برس کی ہوئی۔ وفات حضرت کی ۷۲۷ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا علاقہ حیدر آباد دکن میں زیارت گاہ خاص عام ہے

تذکرہ حضرت شیخ محمد متوکل کنتوری قدس سرہ

آپ کے والد ہرات سے ہندوستان میں آکر اجمالی میں متوطن ہوئے آپ کے مولد اجمالی ہے، جب آپ جوان ہوئے دہلی میں تشریف لاکر حضرت مخدوم صاحب کے مرید ہو کر کارِ فقر و تکمیل پہنچا۔ آخر خرقة حاصل کر کے واسطے ہدایت خلق کے بھڑانچ میں مقرر ہو گئے۔

تعل ہے کہ ایک روز حضرت اپنے حجرہ کا دروازہ بند کئے بیٹھے تھے، انہوں نے گوشہ چشم سے دیکھا کہ ایک جوگی با تصرف خود حجرہ میں آگیا، آپ اپنے کار میں مشغول ہے، آخر اُس نے سلام کیا، آپ نے جواب سلام دیا، اُس جوگی نے آپ سے مصافحہ کیا اور بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے لگا، شیخ نے دیکھا کہ حجرہ کی یہ کیفیت ہے کہ ہر طرف سے زربھر ہوا معلوم ہوتا ہے، آپ نے اُس زربھر کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ تب جوگی نے جانا کہ یہ درویش مستغنی ہو، اور قدسوں پر حضرت کے سر رکھا، اور کہا کہ میں آپ کی بہت آزانا تھا، اُسی وقت صدقہ دل سے مسلمان ہوا، شیخ نے اس جوگی سے ارشاد کیا کہ اب پھر وہ ظلم ظاہر کرو، اُس نے ہر چند کوشش کی ممکن نہ ہوا، بعد مجاہدت و ریاضت کے کمال درویش ہوا، اسی طرح عزیز نام ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھ کو سونا چاندی بنانا آتا ہے، آپ کی نظر کرتا ہوں آپ سے قبول نہ فرمایا، اور ارشاد کیا کہ میرے پاس بھی قدسے اکیر ہے، اگر ایک ذرہ ایک من میں پر ڈالا جائے تو زربو جائے، اور شیخ ملاؤ الدین نے اپنے بھانجے سے ارشاد کیا کہ اس شخص کو بھڑانچ سے نکال دو۔ وفات حضرت کی ۲۷ھ میں ہوئی۔ مزار بھڑانچ میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔

**ذکر حضرت شیخ قوام الدین چشتی قدس سرہ** خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی تھے، کہا ہے بعد انتقال حضرت مخدوم نصیر الدین اوج میں

تشریف لجا کر خدمت مخدوم جہانیاں میں چند روز رہ کر مقامات بلند حاصل کئے، مریدوں کو نہایت عمدگی سے تعلیم فرماتے تھے، اور صاحب حال قال اور متقی اور بہت فصیح اور مبلغ تھے، اوصاف حمیدہ حضرت کے شہو ہیں، ایک بار آپ مجلس شیخ میں حاضر تھے، اور شاخ کو ذوق ہوا آپ کو نہوا، اٹھ کر اپنے مکان پر آئے اور گھر والوں سے پوچھا کہ اس گھر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسباب دنیا ہے، انہوں نے انکار کیا، آپ نے خود ڈھونڈنا شروع کیا، تھوڑا سا گڑ برآمد ہوا کہ وہ آپ کی زوجہ نے اپنے کھانیکو کھانا تھا، اس وجہ سے کہ دھما تھیں، آپ اُس کو لیکر باہر آئے اور تصدق کیا، پھر اگر مجلس میں شریک ہوئے خوب ذوق حاصل ہوا، نقل ہے کہ جب وفات حضرت مخدوم جہانیاں کی نزدیک پہنچی آپ نے بمصلحت شیخ قوام الدین رائے کی کہ سجادہ اور تبرکات پیران عظام کس کے سپرد کروں، انہوں نے سید صدر الدین راجو قتال کی نسبت رائے دی، حضرت نے اُن کی رائے کو پسند کر کے اپنے برادر سید صدر الدین راجو قتال کو خرقہ خلافت دیکر صاحب سجادہ کیا، اور ایک خرقہ تبرک اپنے فرزند سید صدر الدین کو عطا کیا، میر سید الدین کی اللہ

یہ خبر سن کر فرمایا کہ قوام الدین کی صلاح سے میرا فرزند سجادگی سے محروم رہا، خدا کرے کہ اُس کی بھی اولاد محروم ہے۔ شیخ قوام الدین یہ بات سن کر خوش ہوئے اور کہا کہ الحمد للہ بی بی صاحبہ نے میرے ایمان کے واسطے دعا نہ کی، اگرچہ میرے فرزند اس نعمت سے محروم ہیں مگر مرید بھی میرے فرزند ہیں کافی ہے۔ چنانچہ آپ کے پسر سلطان نظام الدین کا روبرو دنیا میں مصروف ہے، اور مرید صاحب سجادہ ہوئے۔ وفات حضرت کی سترہ مہینہ ہوئی، مزار لکھنؤ میں ہے جس واسطے کہ بعد انتقال مخدوم جہانیاں کے آپ لکھنؤ میں تشریف لائے اور وہیں وفات پائی۔

**تذکرہ حضرت سید جعفر کی قدس سرہ** خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی توحید اور تفرید میں مرتبہ عالی رکھتے تھے۔ چنانچہ بحر المعانی تصنیف فرمائی کہ جو حقائق توحید اور اسرار معرفت سے بھری ہوئی ہے۔ دوسری کتاب کی دقائق المعانی ہے تیسری

حقائق المعانی اور ایک سالہ اسرار روح کے بیان میں ہے، ایک رسالہ بیخ نکات ہے، ایک بحر انساب ہے کہ اُن میں نسب اہلبیت رسول مقبول وراپنا نسب مرتبہ تحریر فرمایا ہے، اور دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی کتابوں کے دیکھنے پر مرض حق معلوم ہوتا ہے اور زمانہ سلاطین تغلق عہد بہلول و دہلی تک بقید حیات ہے۔ آپ کے آبائے کرام شرفاً کے معطر سے تھے، وار دہندوستان ہو کر سرہند میں قیام کیا بحر المعانی میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ میری سادگی کی عمر تھی میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو چکا تھا، کسب کمال میں کوتاہا تھا، مقصود اصلی سے غافل تھا، اب یہ حال دیکھتا ہوں، یعنی جو کچھ آپ کے مشاہدہ میں یا حالات ابدال داد و اقطاب امرا اور خواجہ اور اُن کا شمار اُن کے مرتبے اُن کے احوال و اقسام بحر المعانی میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ممکن نہیں جو دوسرا لکھ سکے، اگر کچھ لکھ سکا تو اسی خرم سے خوش نہ جینی کر لگا، آپ فرماتے ہیں سب ملاقی ہوا سب کے مقامات دیکھے فیضان حاصل کئے، مگر منجملہ اولیاء و اقطاب کے دو شخص مقام معشوقی کو پہنچے ہیں کہ اُس مقام پر دوسرا نہیں پہنچا، ایک نوید عبدالقادر جیلانی، دوسرے شیخ نظام الدین بدایونی یہ دونو مشارب روح احمد سے تھے چنانچہ یہ فقیر سفر دیارے نیل میں خضر علیہ السلام کے ہر کتاب تھا، مشاہدہ لایزال کا ذکر آیا حاضر نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ نظام الدین بدایونی مقام محبوبی اور معشوقی کو پہنچے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نو برس سوا میں رہا، اکیس برس سکر میں رہا کہ جہک کچھ خبر نہ تھی، چند مدت سستی سے عزت میں نزول کیا۔ بڑے کاملین و نشان صاحب لایت او قطب وقت سے ملا فیضان لئے اللہ ہمیں

بخدمت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی حاضر ہوا، ایسا کچھ دیکھا کہ انگلوں کو بھول گیا، حضرت کے قدموں پر سر رکھا، مرید ہوا، شیخ نے فرمایا کہ اے شہناز تو نے عالم ناسوت ملکوت جبروت لاہوت کی سیر کی اور پاک آیا، اور ایک سلائی میری آنکھ میں پھیر کر فرمایا کہ سلائی نور جالی ذات ہے، بعد اس کے جو واقعہ آپ کو اسٹی برس کے عرصہ میں پیش ہوئے اور شاہدہ ہوئے اُن کو بحر المعانی میں تحریر فرمایا ہے دیکھنے سے تعلق ہے، وفات حضرت کی ۸۹۱ھ میں ہوئی مزار سرہند میں ہے۔

## ذکر حضرت سلطان التاکین شیخ حمید الدین صبح فی السعدنا گوری

کنیت آپ کی ابو احمد اور خلیفہ خواجہ بزرگ کے اور اولاد حضرت سید تھے کہ عشرہ مبشرہ میں ہے، حضرت تفرید و تخرید میں قدم مضبوط اور بہت عالی اور شان بزرگ رکھتے تھے، اولیائے کبار ہندوستان سے مانے جاتے ہیں، عمر آپ کی دراز ہوئی، نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بزرگ خوش بیٹھے تھے اہل مجلس سے ارشاد کیا کہ آج دراجابت کھلا ہوا ہے جو کچھ چاہتے ہو چاہو۔ اُن میں سے ایک نے دنیا چاہی، ایک نے دین چالا، دونوں اپنے اپنے مقصود کو پہنچے، بعدہ قاضی حمید الدین صوفی کی طرف مخاطب ہوئے مگر تیرے واسطے خدا سے کیا طلب کے دل آپ نے عرض کیا میری کیا مجال ہے زبان بھی ہلا سکوں، جو حضور کی خواہش آدمی میری خواہش ہے، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ التارک من الدنیا والفارغ من العقبیٰ والموصول الی اللہ تو دنیا او عقبیٰ میں مکرم رہیگا۔ یہ اُس روز سے سلطان التاکین لقب ہوئے بعدہ حضرت خواجہ قطب الدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ آپ نے عرض کیا یہ ہرچہ تو خواہی بخوام ہوئے بکشتا نم، بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برکرم، خواجہ بزرگ نے فرمایا قطب الدین تو قدوہ الاولین امام متقین زیدۃ العارفین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار راوشی ہو گا کہا ہے کہ حضرت قاضی صاحب مسجد حضرت خواجہ بزرگ کی امامت کرتے تھے، مگر یہ کیفیت تھی کہ ناگور سے آکر صبح نماز پڑھاتے، پھر واپس چلے جاتے، ظہر کے وقت پھر بزور قوت ولایت ناگور سے اجیر میں آکر نماز پڑھاتے، اور بعد عشا کے پھر ناگور میں جا کر مشغول عبادت ہوتے، اور لکھا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا التانی اور حضرت میں در باب فقر اور فنا بہت خط و کتابت رہی ہے جو ہنوز موجود ہیں، مگر شیخ آپ کے خط کا ثانی جواب نہیں دے سکتے تھے۔

وفات آپ کی ۹۶۲ھ میں یعنی ۱۰ سال ۶۲۲ھ میں ہوئی مزار ناگور میں ہے۔



## ذکر حضرت شیخ عبدالغفر زلی بن شیخ حمید الدین فی ناگوری

اگر خلیفہ اپنے پدر بزرگوار کے تھے، آپ نے جوانی میں رطبت کی۔ صاحب خارا لاخیر نے لکھا ہے کہ ایک مجلس میں قوال یہ گایا ہے تھے بیت جان بدہ و جان بدہ جان بدہ : فائدہ درگفتن بسیار صیت۔ اس بیت پر آپ کو حالت ہوئی اور ایک نغمہ ملا اور کہا کہ دادم دادم دادم اور جان بختی تسلیم ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے جن کی خبر آپ نے پہلے دی تھی کہ وحید و حمید ہوگا مجرد رہیگا بلے قندلی تعلق اور فرید فرید عالم اور صاحب سجاد ہوگا اور نجیب نجیب شریف ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ۸۷۱ھ میں ہی مزار ناگوری میں مرید و خلیفہ و خدام بابا صاحب کے تھے صاحب خارا لاخیر نے لکھا ہے کہ وقت عطاء خرقہ خلافت بابا صاحب

### ذکر حضرت شیخ محمد صاحب رشتی قدس سرہ

نے ان سے فرمایا تھا کہ تو ہمیشہ خوش رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صبر و شکر کے ساتھ خوب ایام گذاری کر کے ۷۹۹ھ میں وفات پائی۔ بابا صاحب کے مریدوں میں تین صابر ہیں۔

### ذکر حضرت سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہ

خلیفہ شیخ قطب الدین منور کے تھے یہاں تک کمال کو پہنچے کہ تمام دغوش و طہور آپ کے دام محبت میں پھنسے جب فلسطے زیارت پیر کے ہاں جاتے شیر سوار ہوتے اور بجائے گھوڑے کے ماریا ہاتھ میں ہوتا تھا ایک روز حالت بخودی میں شیر سوار پیر کے درو آئے پیر ایک دیوار پر بیٹھے تھے فرمایا کہ لے تاج الدین جانور دل بس میں کرنا کچھ کام نہیں رکھتا، مردان خدا اگر حکم کریں تو دیوار سنگ و خشت کی چٹنے لگے، عا یہ فرماتے ہی دیوار چٹنے لگی آپ نے لات دیوار پر ماری اور فرمایا کہ بیٹے تمہارا یہ ذکر کیا تھا تجھ کو نہیں کہا تھا اپنی جگہ ساکن ہو، یہ تمام قوت اور کرامت تصدیق حضرت سلطان المشائخ کا ہے اور یقین ہے کہ ان کے غلامان غلاموں میں ایسے صفات تا قیامت قائم رہیں گے۔ وفات حضرت کی ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخین ابدال قدس سرہ

کہتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ تھے، ان کے دروازہ پر ایک بھاری پتھر تھا، اس پر ایک کتبہ چوبین رکھا رہتا تھا، آنے جانے والے جو اس طرف گذرتا اس پیالہ میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا تھا۔ شام کو آپ اس پیالہ سے فتوح نکال کر خیر مسافران و مخا جان کیا کرتے، صبح پھر بدستور رکھ دیتے، پھر وہ بدستور بھر جاتا۔ ایک قاعدہ یہ تھا کہ اگر غلہ گراں ہوتا

زیادہ آمدنی ہوتی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق بن اسعد لاہوری بنگالی قدس سرہ

خلیفہ اعظم حضرت شیخ سراج الدین اخي عثمان کہ وہ خلیفہ سلطان جی صاحب کے تھے۔ شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق  
میرزا زادہ اور بہت بڑے عالم تھے، بعدہ ملک مریدان نظامیہ بس شیخ سراج الدین اخي سے بیعت کی  
اور بد درجات اعلیٰ میں بچکر خرقہ خلافت حاصل کیا صاحب خارا الاخبار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سراج الدین  
اخي کہ جب حضرت سلطان المشائخ نے بنگالہ کو رخصت کیا تو آپ نے عرض کیا کہ وہاں شیخ علاؤ الدین  
بہت بڑا عالم ہے، مجھ کو اُس سے گفتگو کی تاب نہ ہوگی حضرت نے فرمایا کہ اے سراج کچھ اندیشہ نہ  
وہ تیرا مرید ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ معاصر جی الولايت سے نقل ہے کہ حضرت صحیح النسب ہاشمی تھے سلسلہ  
آپ کا حضرت خالد بن ولید سے منتهی ہوتا ہے، اور کہتے ہیں کہ شیخ علاؤ الدین بہت متکبر تھے۔ بوجہ  
استقام دولت کے اپنے کو گنج نبات کہلاتے تھے۔ یہ خبر حضرت سلطان المشائخ ہونی کہ بنگالہ میں ایک شخص  
امیر اور عالم ہے، وہ اپنے کو گنج نبات مشہور کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت کو غصہ آیا کہ میرے گنج شکر ہیں اس نے  
اپنے کو اُن سے بھی افضل بنایا کہ گنج نبات کہلواتا ہے۔ الہی اُس کی زبان گوئی کہ مجرد دعا کرنے کے اُن کی  
زبان بند ہوگئی۔ جب شیخ سراج الدین کے مرید ہوئے تب زبان کھلی، اور ایسی عبادت اور ریاضت  
زہد کیا کہ اس رتبہ پر پہنچ کر میر سید اشرف جہانگیری سمنائی بعد ترک سلطنت ظاہری رہبری خضر علیہ السلام  
آپ کی خدمت میں پہنچے، اور کار تکمیل پہنچایا آپ کے فرزند دبسنہ یعنی نور الدین قطب عالم توجہ خاص  
اُن کے قطب عالم ہوئے اور شیخ نصیر الدین نامک پوری ایسے ایسے صاحبان کے مرید ہوئے اور وہ خود بمرتبہ  
ابدالیت کے پہنچے۔ صاحب اخبار الاخبار نے لکھا ہے کہ شیخ علاؤ الدین جب خدمت شیخ سراج الدین میں  
آئے تمام اہل منال کو ترک کر کے کمر بستہ خدمت پیر روشن ضمیر میں چپت باز بھی۔ جب شیخ سراج الدین سفر  
جاتے خادم دیکھ کھانے کی گرم گرم ان کے سر پر رکھتا، اس سبب آپ کے سر کے بال جاتے ہیں  
تھے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ سواری پیر کے ہمراہ ننگے پیر ہوتے، اور اُن کے اقربا کہ جو متمول اور رئیس شہر  
نئے مل جاتے مگر اُن کو دیکھ کر آپ کے دل میں کچھ بھی خیال نہیں آتا تھا۔ نقل ہے کہ آپ کی خانقاہ میں بہت حج  
معاہز روئے دی خادم و مسافر آتے اور رہتے تھے، سب کھانا پاتا تھا، اور جو کچھ جو مانگتا آپ اُس کو عطا کرتے

جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اُس کو رشک ہوا اور وزیر اسے کہا کہ میرا خزانہ اس کے خج کے آگے  
 ناچیز ہے ایسے شخص کا کہ جو اس قدر خج رکھتا ہے اپنے شہر میں رکھنا مصلحت نہیں، آخر حضرت  
 حکم شاہ وہاں اٹھ کر ناکاؤں میں سکونت پذیر ہوئے اور خادم کو حکم کیا کہ آج سے دوا خج کیا جائے  
 کہ خارجہ خیم حاسدوں میں بہتر ہے، ظاہر کوئی وجہ خج کی اس قدر نہ تھی کہ املاک پورے کل دوباغ تھے۔  
 جن میں آٹھ ہزار کی آمدنی تھی، مگر یہ کل خج اللہ تعالیٰ خزانہ غیب سے مرحمت فرماتا تھا۔ دو برس آپ سنار  
 گھاؤں میں ہے۔ اخبار لاخیا سے نقل ہے کہ ایک بار چند قلندر خانقاہ حضرت میں آئے، اُن کے ہمراہ ایک بلی بھی تھی  
 اتفاقاً وہ گم ہو گئی کہیں چلی گئی، وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری بلی تیری خانقاہ سے غائب ہوئی پیدا کر  
 آپ نے فرمایا کہاں پیدا کروں، ایک نے ان میں کہا کہ ہرن کی تلخ میں پیدا کر ہم کیا جانیں آپ نے فرمایا  
 کہ تو اپنی جزا شاخ سے پائیگا، دوسرے نے کہا کہ اپنے خسیوں میں پیدا کر فرمایا کہ بہتر ہے تو اپنے خسیوں سے  
 سزا پائیگا۔ چنانچہ جب وہ قلندر خانقاہ سے باہر ہوئے ایک کے شکم میں گائے نے سنگ مارا کہ وہ اس کے  
 صدر سے مر گیا، دوسرے کے خسیہ متورم ہوئے اور اُن میں درد پیدا ہوا، آخر اُس ہی درد کی شدت میں  
 دونوں نے بے ادبی کی سزا واقعی پائی وفات حضرت کی غرہ حسب سہمہ میں مئی مزار پر انوار پندہ میں ہو۔

**دکتر حضرت میر سید اشرف جہانگیری سمنانی قدس سرہ** | مشہور اولیائے ہند سے ہیں اور  
 خلیفہ شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق

بنگالی اور تقریباً چار دہ خزانہ سے غرض حاصل کیا، آپ کے والد سلطان ابراہیم کہ سمنان کے بادشاہ  
 تھے، جب اُن کی وفات ہوئی تو آپ تخت پر بیٹھے چند سال دوا خلق کی دیکر تارک لے دیا ہوئے اور درویشوں  
 سے ملے۔ لطائف اشرفی سے نقل ہے کہ سید اشرف جہانگیری یاد رزاد ولی تھے سات برس کی عمر میں ان کے  
 حفظ کیا اور قرأت سیکھی۔ چودھویں سال علوم ظاہری سے فارغ ہوئے، اُن ہی دنوں میں آپ کے  
 والد نے قضا کی آپ کی توجہ سلطنت کی طرف نہ تھی مگر امارت نے بزور منت آپ کو تخت پر بٹھایا مگر آپ بعد از  
 دیوان خاص عام شیخ محمد کن الدین علاؤ الدین سمنانی اور دوسرے مشائخ کبار سنان سے صحبت رکھتے تھے ایک روز خضر  
 علیہ السلام ان کے روبرو تشریف لائے اور فرمایا کہ اگرچہ تجھ کو امور سلطنت سے فرصت نہیں ہے مگر ایک وقت مقرر کر کے  
 اس وقت میں ملاحظہ معانی نقش ہمزات یعنی اللہ ہے تو سرفراز کن دل صنوبری میں کرتارہ واقع نفاس بجائے گا، انہیں  
 نے حسب الحکم اس شخص کو مکرنا شروع کیا۔ اس کی وجہ بہت کچھ فائدہ معلوم ہوا بعد اُس کے خواجہ ابویس قرنی کو

خواب میں دیکھا، انہوں نے ذکر اولیسیہ بتایا، سات برس اس ذکر کو کرتے رہے ایک روز پھر حضور علیہ السلام تشریف لائے کہ شب، ۲ رمضان تھی، آپ تنہا ذکر میں مصروف تھے، حضور علیہ السلام نے کلمات نصیحت ارشاد فرمائے کہ جن کے ہم مطلب یہ بیت ہو، ہم خدا خواہی و ہم دنیا و دوس، ایں خیاست و محاست و جوب یعنی اے ہر مطلب مولا با کار و بار دنیا جمع نہیں ہو سکتا، اگر طلب خدا ہے تو سلطنت دست بردار ہو کر جلدی سے ہندوستان پہنچ کر شیخ علاؤ الدین بنگالی کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ تجھ کو خدائیڈ کرے گی، حضرت نے بھر دارشاد حضور علیہ السلام تارک الدنیا ہو کر کار و بار سلطنت سلطان محمود کے حوالہ کیا، اور اپنی والدہ خدیجہ بیگم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت سفر چاہی، والدہ ان کی لئے فرمایا کہ اے فرزندو بلند سعادت پیوند تیرے پہننے سے پہلے روحانیت حضرت خواجہ احمد سبوی نے مجھ کو اشارہ کیا تھا کہ تیرے گھر فرزند ہوگا کہ جس کے نور ولایت سے تمام جہان منور ہوگا، اللہ کا شکر ہے کہ وہ وقت آپہنچا، مبارک ہو، ہندوستان کو جا میں نے اپنے حقوق بخش کر تجھ کو حق سپرد کیا، بس وہاں حضرت چل کر دار ہندوستان ہو کر، مقام اوج تشریف لاکر مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں مشرف ہوئے، اور نہتہائے گوناگوں حاصل کیں، بعدہ دہلی پہنچ کر وزارت خواجگان چشت کی زیارت سے مشرف ہو کر اسی طرف بنگالہ کے ہوئے، جب آپ قریب مسکن شیخ علاؤ الدین کے آئے، حضرت حضور علیہ السلام نے آپ کے آنے سے شیخ کو مطلع کیا، شیخ تمام یاروں کو ہمراہ لیکر تادار خانقاہ پیشوائی کر کے آئے، اور مرید فرمایا، عمدہ لباس پہنایا، بعد تکمیل کے جہانگیر خطاب عطا کیا اور خرقہ خلافت مرحمت فرمایا، بعدہ جوینور کو خصمت فرمایا، آپ نے شیخ سے عرض کیا کہ جوینور میں ایک شیر ہے یعنی شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی خلیفہ بنیرہ شیخ رکن الدین ابوالفتح لمٹانی شیر وقت ہے، مجھ کو کیونکر اس سے تاب مقاومت ہوگی، شیخ نے فرمایا کہ تجھ کو شیر بچہ ملیگا جو اس شیر سے سمجھ لیگا، تجھ کو پہلے فتح ظفر آباد میں ہوگی، پس حضرت حکم پیر اسی طرف جوینور کے ہوئے، جب گذر قصبہ محمد پور میں ہوا وہاں کے تمام علماء و فضلاء آپ سے ملنے آئے، اشارہ گفتگو میں صبح چار یار رسول مقبول پہننے لگی، حضرت نے بھی خفا راغداد کی مدح میں ایک رسالہ لکھا تھا وہ پاس موجود تھا اس کو پیش کیا، شان صاحبوں نے اس کو خوب دیکھا تو اس میں بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جناب میر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں چند کلمہ زیادہ تھے، یہ دیکھ کر ان لوگوں نے بخت شروع کی، اور احتمال قوی کا کیا، ہر چند آپ نے عمدہ تقریر

اُن کو قائل کیا مگر وہ نہ مانے، اُس روز تو محفل برخواست ہوئی سب اپنے اپنے گھر گئے، دوسرے روز تمام اہل قصبہ اور علماء نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کل بعد جمعہ کے سید کو سزا دینی چاہیے۔ یہ ارادہ مصمم کیا، محضر تیار کیا اور حضرت کی خدمت میں آئے، اور علماء سے استغفار کیا کہ حضرت کے روبرو پیش کیا، آپ چاہتے تھے کہ کچھ جواب دیں کہ مولوی سید خاں جو کہ سرحلقہ علماء اور مفتی قصبہ تھا، اُس نے علماء سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا اعتراض میرے سید شرف پر بسبب مع علی کے ہے کہ انہوں نے کسی قدر اُن کی تعریف اصحاب ثلثہ سے زیادہ کی ہو مگر تمہارا اعتراض جب ہوتا کہ یہ سید نہ ہوتے، کس واسطے کہ اگر کوئی اپنے بد و پدر کو عالی مرتبہ بیان کرے تو کوئی ڈر نہیں۔ اُس وقت سید خاں نے علماء کے کہا کہ ہم کو اس باب میں معتبر کتاب سے سند ملنی چاہیے، سید خاں نے جامع علوم سے نقل کی ہوئی یہ عبارت پڑھی۔ الناس ابنار الدنیا لا بلام الرطل علی اصلہ یوہیہ جہا یعنی مردان سپر دنیا ہیں، طامرت نہ کرو، اگر کوئی اُن آدمیوں میں سے اپنے باپوں کی تعریف کرے، یہ سنتے ہی سب دم بخود ہو گئے کچھ جواب دیئے، شرمندہ ہو کر اٹھ گئے، حضرت سید صاحب نے دوستوں کے واسطے دعا کی اور سید خاں کو بشارت دی کہ تیرے چار سپر عالم اور فاضل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور منافقوں کی نسبت کلمات بد فرمائے چنانچہ وہ مبتلا ہوا۔ پہلے سید خاں بھی رنجیدہ تھا، مگر اس نے فتح مباحثہ کی۔ شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سید شرف میرا بھکر گوشہ ہے اور تم لوگ الفاظ غیر واقع کہو تم ہرگز رستہ میں اُس سے بازی نہ پاؤ گے، اگر خیر چاہتے ہو تو تائب ہو کر اُس کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ انہوں نے بحکم رسول مقبول عمل کیا۔ معارج الولاہ سے سند ہے کہ جب حضرت ظفر آباد میں تشریف لائے چند ہنسی بازوں کو چشموں نے بہکائے بعض ماسد بیچ ایک زندہ شخص کو کفن وغیرہ سے درست کیا اور چار پائی پر تار کر آپ کی قیام گاہ پر لائے، اور حضرت سے تقاضہ کیا کہ نماز پڑھائیجئے، حضرت خود اہستہ کریں، ہمراہی خدام مقتدی ہوئے، اُن لوگوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ جب نماز کے واسطے تکبیر ہو مردہ اٹھ کر آپ کو سلام کرے، اور کہے کہ آپ بڑے کراماتی ہیں کہ مجھ مردہ کو زندہ کیا، اس میں آپ کی خوب رسوائی ہوگی حضرت کو پہلے ہی نور باطن سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سحرہ پن کرتے ہیں۔ پہلے تو نماز پڑھانے سے انکار کیا، جب یہ نہ مانے اٹھ کر ہمراہیوں کو لیکر نماز شروع کی جب تکبیر ہوئی اور مردہ نہ اٹھا تو اُن سحر دہوں نے پاس کر دیکھا تو وہ شخص مردہ تھا، یہ کرامت دیکھ کر روئے پیٹے اور قصور معاف کرایا

جب اہل شہر نے یہ کرامت دیکھی طالبان حق دور دور سے آکے مستفیض سعادت پہنچنے لگے۔ یہ ازدحام خلایق حضرت کے پاس شیخ حاجی چراغ ہند کو صاحب لایت اُس جگہ کے تھے اچھا نہ معلوم ہوا، مگر کچھ بن نہ آیا۔ اُسی عرصہ میں شیخ کبیر سرسہر لوری کہ امرائے شہر سے تھے بعد تحصیل علوم ظاہری کے ایک خیال طوف کشف ال باطنی کے ہوا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص صاحب کمال نے مرید کیا، صبح اندیشہ کیا کہ یہاں کے صاحب لایت شیخ حاجی ہیں۔ یہ سوچ کر شیخ حاجی کی خدمت میں آئے جو صورت کو خواب میں دیکھی تھی اُن کو اُس صورت کے مشکل نہ پایا۔ چند روز اُن کی خدمت میں تو یہی گریبیت نہیں کی آخر میر سید اشرف جہانگیری کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی صورت اور اُس صورت کو کہ خواب میں دیکھی تھی مطابق پایا اور سر حضرت کے قدموں پر رکھا مرید ہوئے۔ آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ شیخ کبیر یہ وہی شیر نگہ ہے جس کی نسبت شیخ علاؤ الدین نے فرمایا تھا، جب یہ خبر مرید ہوئے شیخ کبیر کی شیخ حاجی کو ہوئی بہت غصہ ہوئے اور بدو عادی کہ شیخ کبیر جوان مر گیا۔ یہ خبر بدو عادی نے کی حضرت سید صاحب نے شیخ کبیر سے فرمایا کہ تو کبیر یعنی بڑھاپا ہو کر مر گیا اور تجھ سے پہلے شیخ حاجی مر گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شیخ کبیر سے پہلے شیخ حاجی نے انتقال کیا اور شیخ کبیر ایک سو بیس برس کے ہوئے تب آثار ضعیفی اُن پر ظاہر ہوئے۔ تذکرہ چشتیہ میں لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیری سیر کرتے ہوئے جو پور کے علاقہ میں کچھوچھ میں قیام پذیر ہوئے وہاں ایک جوگی جو ہوا پر چلتا تھا مقابلہ میں پیش آیا، مگر حضرت پر اُس کی کوئی کرامت نہ چلی، ناچار ہو کر مسلمان ہوا اور حلقہ اراکین گٹھ میں ڈالا، حضرت نے اُسی جوگی کی مڑی یعنی مکان میں خانقاہ بنائی اور ایک باغ روح افزا تیار کر کر مرج آباد موسوم فرمایا، بعدہ بہرہی حضرت بدیع الدین قطب دار بیت اللہ شریف تشریف لے گئے، بعد زیارت حرمین شریفین حضرت شاہ مار تو داس ہندوستان میں تشریف لائے اور آپ نجف اشرف کر بلئے، معلیٰ میں زیارت مزارات پیشوایان دین احمدی سے مشرف ہوئے ہوئے اور مولوی جلال الدین رومی اور اُن کے بیٹے سلطان ولد اور دیگر مشائخ اس ملک سے ملے بعدہ شام میں آکر خاص و شوق میں شیخ فخر الدین عربی کی زیارت کی۔ وہاں سے پھر مکہ میں آئے۔ بعد حج روضہ غوث پاک اور امام ابوحنیفہ و امام احمد حنبل کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر بغداد سے کاشان میں آئے۔ شاہ عبدالرزاق کاشانی سے ملے۔ وہاں سے سمنان وطن اصلی میں آئے، آپ کی ہمیشہ اُس وقت زندہ تھیں، اُن سے ملکر اُن کی دلداری کر کے شہر مقدس میں آئے، اور آستانہ عالیہ بناب

امام علی رضی جتہ اللہ علیہ میں مشکلف ہے، اُن ہی ایام میں امیر تیمور صاحب قرآن گورگانی واسطے زیارت  
 امام صاحب کے وہاں آئے، چونکہ حضرت بھی مشکلف تھے آپسے بھی ملے اور نہایت اعتقاد سے پیش آئے  
 چنانچہ خاندان تیموریہ کو جو محبت اور عقیدت خواجگان چشت سے رہی اور تاحال موجود ہے اور اُن  
 حضرات نے جو جو مہربانیاں فرمائیں اور تاحال فرماتے ہیں اُس کے باعث گویا میر سید امین جہانگیر قدس سرہ  
 ہیں، کیونکہ نعم محبت آپسے بویا اور امیر صاحب نے عقیدت کا پانی اُس میں دیکر نشوونما دیا اور ہمایوں  
 کے عہد میں وہ درخت ہوا، جہانگیر کے زمانہ میں اُس میں پھل اور پھول آئے، عالمگیر کے زمانہ میں  
 اگرچہ اُس درخت کی پت جھڑ ہو گئی تھی مگر فرخ سیر کے عہد میں وہ پھر سرسبز ہوا اور محمد شاہ کے عہد  
 میں بار آور ہوا، اور اکبر ثانی اور ابو ظفر کے عہد میں پھل اُس کے بصدق حضرت مولانا فخر صاحب  
 پختہ اور شیریں ہوئے کہ تمام خاندان تیموریہ کو نصیب ہوئے، تاہنوز خاندان تیموریہ حلقہ بگوش  
 خواجگان چشت ہے۔ الفرض وہاں ہرات اور اوراٹا نہر کئے، اور حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی کی  
 خدمت میں چندے رکھ کر خرقہ خلافت حاصل کیا، وہاں سے ترکستان میں کر فرزند شیخ احمد بسوی سے  
 ملے بخارا میں آئے، وہاں سے غزنی، کابل میں سیر فرماتے ہوئے ملتان میں پہنچے۔ وہاں سے اجدہن شریف  
 زیارت مرقد منورہ حضرت گنجشکر سے مشرف ہو کر دہلی آئے، دہلی سے اجیر میں تفتیش ہوئے، وہاں سے  
 دکن میں جا کر سید محمد گیسو دراز سے ملے، وہاں سے سراندپ گئے، وہاں سے سیر کرتے ہوئے  
 گجرات میں آئے، وہاں سے واپس اپنی خانقاہ میں چندے قیام پذیر رہے، بعدہ بھراہی میر کبیر سید علی  
 ہمدانی تمام دنیا کی سیر کی پھر خدمت پیر روشن ضمیر میں حاضر رہ کر تبرکات خواجگان چشت اور دیگر  
 نعمتہائے جشتیہ سے مشرف ہوئے۔ کہا ہے کہ اس سیر و سفر میں آپنے ایک مولوی کا ملین سے  
 فیضان حاصل کئے، اور جبکہ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مخدوم نے  
 چار سو کوئی بیروں سے جو نعمت حاصل کی تھی آپکے سپرد کی وہاں سے بخوشی اپنے مقام پر آئے۔ ایک بالاکچی  
 مجلس میں علی قلندر مع پانچ سو قلندران کفن پوش آئے اور کہہ ماکہ جہانگیری کہاں سے پائی، آپ نے  
 فرمایا کہ اپنے پیر سے اُس نے کہا کہ اس کی تصدیق کیونکر ہو، یہ سن کر آپ کو جلال آیا اور فرمایا کہ میں جہانگیر  
 ہوں، یہ فرماتے ہی علی گڑا اور مر گیا، اُس کے ہمراہی عفو تقصیر لائے اور مرید ہوئے۔ معارج الولاہیت سے  
 روایت ہے کہ گدہ فقراء ہند سے اور آپ ایک تخانہ پر کچھ بحث ہوئی، آپ نے ایک بت کو طلب کیا

وہ فوراً حاضر آیا، اور اپنی زبان سے حضرت کی تعریف کی۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ سب سلمان ہوئے مشہور ہے کہ آجنگ آپ کے باغ میں جانور پنجال نہیں کرتے، اور روضہ اقدس کے حوض کا پانی کبھی گندہ نہیں ہوتا ہے، اور آسیب زدہ روضہ منور کو دیکھتے ہی اچھا ہو جاتا ہے، بلکہ آپ کا نام پڑھ کر دم کرنے سے آسیب بھاگ جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت نے، مرحوم شہید میں قبل وفات تمام احباب کو جمع کر کے رتبہ رخصت ہوئے، اور حاجی عبدالرزاق کو خرقہ عطا کر کے اپنا صاحب سجادہ کیا۔ حاجی صاحب حضرت کے فرزند دینی تھے، اور بعد نماز ظہر مجلس سماع گرم فرمائی، قوالوں نے غزل حضرت سعدی کی شروع کی، جب اس شعر پڑا تو حضرت کو شوق ہوا۔

گر بدست تو آمدہ است اجلم قد سے غنیا بجا جڑے قلم  
اس پر وجد ہو اور ایسا وجد ہوا کہ خایج از تحریر ہے، بعدہ قد سے تسکین ہوئی، پھر قوالوں نے یہ شعر شروع کیا۔

خوب تر زیں و گر چہ باشد کار یار خداں رود بجانب یار  
سیر بسند جمال جان را جاں سپار و نگار خداں را

اس ابیات کے سنتے ہی آتش عشق بھڑکی اور شوق غالب ہوا، کہ مثل مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگے آخر ایک آہ بھر کر جان بجاناں تفویض کی۔ انابت وانا الیہ راجعون۔ اور اپنے باغ روح آباؤ میں اندرون حوض کے دفن ہوئے۔ عمر آپ کی ایک سو بیس برس کی تھی۔ آپ کی تالیفات بشارت المہدیہ اور مکتوبات ہیں اور لطائف اشرفی میں آپ کے کوائف عمری خوب تحریر ہیں۔

ذکر حضرت مخدوم حامد الدین فچپوری قدس سرہ  
خلیفہ قاضی مقدر کے باوصاف  
عرفان معروف نے نقل ہے کہ  
آپ باوقار اولیاء ہند سے ہیں، بہت لوگ آپ کی توجہ سے باخدا ہوئے۔ چنانچہ شیخ بڑھن کی عمر چھ برس کی تھی کہ ان کے والد ان کو مخدوم کی خدمت میں لائے اور عرض کی کہ میرے کئی لڑکے خورد سال مر گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی دعا سے یہ عمر طبعی کو پہنچے، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کبیر ہوگا، پھر ان کے والد نے عرض کیا کہ اگر کچھ علم بھی نصیب ہو تو بہتر ہے، فرمایا کہ عالم ستیج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، پھر عرض کیا کہ علم معرفت بھی قدس ہے، فرمایا بڑا عارف ہوگا، عمر دراز ہوگی۔ چنانچہ شیخ بڑھن بھیمہ صفت موصوف تھے وفات



حضرت کی شہادت میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ اختیار الدین عمر ارحی قدس سرہ** خلیفہ قاضی سادی حسینی کے آپ میر زادہ اربع کے تھے، بوجہ جاذب جذب حقیقی

مارک لدنیا ہو کر پہلے علوم ظاہری سے فانی ہو کر بعد میں حضرت قاضی سادی کے کامل وقت اور خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے نئے مرید ہو کر کلیل علم باطنی کی خرقہ خلافت حاصل کیا اور اولیاء نامدار سے ہوئے وفات حضرت کی ۸۷۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ فتح الداود می قدس سرہ** کہ خلیفہ اعظم شیخ صدر الدین حکیم کے و خلیفہ حضرت چراغ دہلی کے یہ حضرت علما و دہلی سے

تھے جامع مسجد دہلی میں عطر فراتے، آخر شیخ صدر الدین حکیم کے مرید ہو کر مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے جب فقر اور فاقہ سے تنگ ہوئے پیر سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت الہی ہو اس سے تنگ نہ ہونا چاہئے چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہو کہ جب فقیر شب کو بھوکا رہا وہ شب کس شب معراج ہے، اور جس فقیر نے صبح اٹھ کر بیت الخلا دیکھا گویا اُس نے دوزخ کا دروازہ دیکھا۔ یہ سن کر آپ اس پر کار بند ہوئے پھر ایک دن شکایت کی کہ فتوح کار نہیں ہوتا اور میں شقت بھی حد زیادہ کرنا ہوں نے فرمایا کہ جو کتب تھیں پاس ہیں طلباء کو تقسیم کر دو آپ نے بموجب حکم پیر کے بہت سی کتب عند استاد دیدیں۔ چند کتب کہ نایاب زمانہ تھیں رکھ لیں پھر رحمت شاقہ میں مشغول ہوئے مگر کشود کار نہ ہوا آخر جو کتب باقی تھیں اُس کو تقسیم کر دیا چند کتب ایسی تھیں کہ اُن کو تالاب میں لیجا کر دھوئے لگے دیکھا کہ کل حروف وصل گئے اور اُن کی جگہ رب المعجود لکھا ہوا پایا اُسی روز کامل وقت ہوئے ہزاروں طالبانِ حق کو بھی ملایا اور شیخ قاسم دہلوی اور شیخ محمد عیسیٰ کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ وفات حضرت کی ۸۶۱ھ میں ہوئی۔ مزار اوہم میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ عین الدین قتال قدس سرہ** کہ فرزند ولید سند و خلیفہ سعادتمند حضرت شیخ سعد الدین کیسہ دراز کے

تھے اور سید امیر ماہ بھڑاچھی سے بھی خرقہ خلافت پہنچا تھا، ظاہر طریق ملائقیہ کر لیا تھا، رات دن شراب پیتے تھے۔ علما نے ان کی شکایت ان کے والد سے کی، انہوں نے ان کو پہلے

تو منع کیا کہ اس کار کو چھوڑے، مگر اُن کی کیفیت ہوئی کہ کھاتے پیتے طہارت کے واسطے جو پانی آتا سب شراب ہو جاتی۔ ایک روز فرمایا کہ چاہ سے پانی لاؤ وہ پانی چاہ سے نکلتے ہی شراب ہو گئی پھر ویسا سے پانی منگایا دیکھا تو وہ بھی شراب ہو گئی آخر مجبور ہو کر اُن کو اُن کی محلے پر چھوڑ دیا جب شیخ سعدا سکا وقت رحلت قریب پہنچا شیخ معین الدین پیر کلاں اپنے کو طلب کیا معلوم ہوا کہ وہ موجود نہیں ہیں آخر فرمایا کہ اُس خرابائی کو لاؤ آپ اُس وقت میخانہ میں تھے جو شخص بلانے گیا تھا اُس کی شکل دیکھ کر طرأت آسمان کے دیکھا اور ساقی سے کہا کہ ایک جام میری تقدیر کا اور ہے وہ بھی دیدے ساقی نے جام دیا آپ نے اُس کو پی کر زمین پر پڑے مارا اور واند کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے فرقہ خلافت اور امامت خواجگان چشت اُن کو عطا کی اور انتقال کیا آپ بعد رحلت پندرہ کے صاحب سجادہ ہوئے اور یہاں تک تقی بڑھایا کہ مقتدائے شریعت و طریقت ہوئے وفات شیخ عین الدین کی ۸۲۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ یوسف بدہ ایرجی** خلیفہ شیخ اختیار الدین عمر ایرجی کے یہ حضرت پہلے خدمت میں شیخ جہانباں اور شیخ راجن قتال ہمدانی میں رہے اور فقہائے سہروردیہ سے مشرف ہوئے بعدہ شیخ اختیار الدین عمر ایرجی کے مرید اور خلیفہ ہو کر مجمع البحرین ہوئے، مہناج العابدین کا ترجمہ فارسی زبان میں فرمایا اور شیخ سارنگ نے شیخ کو فرقہ خلافت عطا کیا۔ صاحب تاریخ عمادی نے کہ جو آپ کے سلسلے میں ہو آپ کی کرامات کا خوب ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وفات حضرت کی عین حالت سماع میں ۸۳۵ھ میں ہوئی اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے، سلاطین ملوہ نے عالی گنبدزار مقدس بنوایا۔

**ذکر حضرت شیخ شیرخان بک قدس** کہ عزیز سلطان فیروز شاہ کے تھے نہایت معروف و متکبر مگر حبیب جذبہ حق و امنگیہ ہو شیخ کن الدین بن شیخ امام الدین خلیفہ حضرت سلطان الشائع کے مرید ہوئے اور جذبہ عشق سے ہمیشہ گریبان بستے تھے آنسو ایسا گرم کھٹنا تھا کہ اگر کسی کے ہاتھ پر ٹپک جاتا تھا اُس کو سخت گرم معلوم ہوتا تھا اور عالم تصوف تھے۔ امیر خسرو کے دیوان پران کا بھی دیوان ہے۔ زلیخا اور مرآۃ العارفین آپ کی تصنیفات سے مقبول کتب ہیں اور مقبول اللہ آپ کا خطاب تھا ۸۳۵ھ میں وفات پانی نزار دہلی میں ہو۔

# تاریخ مخدکہ عالم

التصویر از نگین

تاریخی و جہا کی بنیاد کتاب

اسی تاریخ آپ کی نظر سے نہ گزری ہوگی کہ جس میں ہر ایک بادشاہ مغلیہ  
کی تصویر اسی طرح معاً ان کی سبکیات کے قابل دیدگانی گئی ہوں جس کے  
دیکھنے سے زمانہ سلف کے مشہور معروف شاہان و خواتین کی شوکت و جلال کا  
ہو بہو فوٹو انسان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے۔ یہ نادار الوجود تاریخ  
قابل دید اور قابل زینت کتب خانہ روسائے والا شان و چھپائی لکھائی  
نہایت عمدہ سائز ۸×۱۲ انچ قیمت فی حصہ ایک روپیہ عدد  
سالم جلد جو چوبیس حصوں میں تمام ہوئی ہے جلد سولہ روپے ۱۶  
تمام درخوشتین نام شیشی بین الیالک کتب خانہ میونسپل ہائی فی چاہیں

# سزراہ اولیاء

جلد دوم  
مؤلف

علامہ باخبر جناب مرزا احمد اختر صاحب

خلف اکبر محمد دارا بخت میران شاہ دہلوی

جس کو

حساب الارشاد منشی بلانی داس صاحب مالک مطبع

مرزا صاحب نے تالیف کیا

اور

کتبخانہ میونسپل ہلی محلہ میل مہادیو سے باہتمام منشی بشن دالال لک کتب خانہ

شائع ہو کر فیض بخش خاص و عام ہوا



اور طفلی کے خوارق و کرامت جو حضرت ظہور میں آئے۔ اگر مفصل تحریر کے جائیں تو دوسری اور کتاب تیار ہو، چوتھے سال حضرت کی زبان کھلی پہلا جلفظ زبان حق بیان سے صادر ہوا وہ یہ تھا 'لا موجود الا اللہ' ۵۹ھ میں آپ یتیم ہوئے، ایک سال کامل خاموش رہے، بعد اس کے جذبہ حق دانگیر ہوا حضرت کے مجاہدہ اور مشاغلہ اور ترک طعام رات کا قیام اور لنگر تقسیم کرنے کی کیفیت کتابوں میں شرح درج ہے، اندر بتا رہا، ۸۱ھ محرم الحرام بروز پنجشنبہ بعد نماز اشراق ۱۲۳ھ میں حضرت بابا صاحب نے ایک اپنا مرید فرمایا، دوسرا آپ کے حجرہ سے قدم باہر نہ رکھا، چنانچہ حضرت کا حجرہ مبارک پاک پٹن شریف میں تاحال موجود ہے، انکس حجرہ میں ایسے ویسے کام نہیں کہ ٹھہر سکے، کتابوں میں لکھا ہے کہ بعد عطاء فرقہ خلافت حضرت بابا صاحب نے آپ کو شاہ ولایت دہلی فرمایا اور سند تحریر فرمادی، چونکہ مہر بابا صاحب کی حضرت قطب جہاں ہانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہتی تھی حکم تھا کہ ہانسی جا کر مہر کر لینا، پس پکا وہاں تشریف لے جانا اور دونوں بزرگوں میں باہمی کشمکش کا پیش آنا سیرالاقطاب میں شرح درج ہے، بعد اس کے ولایت کلیر حضرت کو مرحمت ہوئی، اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر وجودہن سے چلکر ہارہ ذی الحجہ ۱۶۵ھ بروز شنبہ قریب کلیر شریف پہنچ کر نزول جلال فرمایا، دوسرے روز شہر میں داخل ہوئے، اُس وقت کی کیفیت بھی سیرالاقطاب وغیرہ کتابوں میں تحریر ہے، پس جب ایدان شہر کلیہ اپنے اعمال شنیعہ کی سزا پا چکے تو حضرت نے دور شہر کے حدود سے ایک درخت گولہ کے نیچے جا کر قیام فرمایا، اُس شہر میں جو لوگ آپ کی ولایت کے منکر تھے یک بخت اُن پر سجد کی جھپٹ گری اور سب بکر مر گئے۔ کتاب سراج الولاہ میں لکھا ہے کہ ولایت حضرت کی ولایت موسوی تھی اور قلب حضرت کا قلب سرافیل برزاق ہوا تھا، خیر و شر میں جو کچھ زبان ہجر بیان صادر ہوتا فوراً اس کے ویسا ہی ظہور ہوتا تھا، حضرت اوقات مبارک کے فلسفہ مشرب ابدالی گذارتے تھے، مول اول راستگی باطن میں اس قدر متغرق رہتے تھے کہ اعم ظاہر پر کبھی التفات نہ رکھتے تھے، آخر میں بالکل کوہن سے پہاڑ ہو کر مستغرق بحر شہوات ہو گئے تھے، اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آتے تھے، ہر وقت ہر لحظہ محذات و محذات رہتے تھے، ذات مبارک منظر جلال حضرت صمدت تھی یہ کلی قاعدہ ہے کہ جس کو عشق الہی پیدا ہوتا ہے تو اُس عشق کی آگ ل ساکت ہے، ماسوا اللہ کو جلا دیتی ہو تو بس حضرت کو اعلیٰ مرتبہ تھا جس طرح حضرت بابا صاحب آپ سے پیش آتے تھے اُس سے آپ کا مرتبہ اعلیٰ ظاہر ہے، اکثر قطب ہال کا بھی قاعدہ رہا ہے، چنانچہ شیخ شمس الدین تبریز اور شیخ فخر الدین عراقی وغیرہ کے کوائف عمری اور عجائبات لکشر کتابوں میں موجود ہیں، اہل صفادوق اور ذوقین و ذوق دوست تحقیقی میں بصیر اور بصیرت ان کی عایت برج او قدح خلق منطوق

نہیں کرتے، اگر بعض کو تاہمتی سے نگاہ بجانب خلق ڈالتے ہیں تو اُن کو مقام معرفت حق میں راہ نہیں  
 اس مقدمہ میں مذہبِ اہل صفایہ ہے کہ یہ جماعت وارثِ انبیاء و پیغمبریتِ معصوم کس واسطے کہ ان کے افعال  
 اور اقوال موافقِ وحی کے ہوتے ہیں اس واسطے موائے مشیتِ ایزدی کے یہ لوگ اپنے ارادہ سے کچھ نہیں کرتے یعنی اللہ  
 مایشتاء و یکم کہا لیں۔ چنانچہ ذاتِ مبارک حضرت کی مطلق متفرق حق تھی کسی موصوری اور معنوی میں مخالف  
 امر حال کو دخل نہ دیتے تھے ایسے مقام اولیاء کو معصیت محفوظ کہتے ہیں کس واسطے کہ یہ تمام عالم مطلوبِ حقیقی  
 کے جوایں رہتے ہیں عراض کرنا اس گروہ پر از راہِ حسدِ نابینائی جو سیرِ الاقطاب سے نقل ہو کہ بعدِ درانی کلیدِ شرف  
 کے ہر روز حضرت کی زیارت کرنے اس قدر خلقت آتی تھی کہ وہ بگل بادی شہر سے بھی بہتر معلوم ہوا کرتا تھا  
 ایک نقلِ شہور ہے کہ حسنِ قوال بابا صاحب کا وجود کچھ حاصل کرنے زر کے عازم ہندوستان ہوا  
 جس مرید کے پاس گیا اُس نے بہت کچھ دیا اُسکی یہ خیال ہوا کہ اب کلیر چلئے کہ سید علاؤ الدین علی صاحب  
 اعظم خلیفہ اور بابا صاحب کے بھانجے اور کلیر کے شاہ ولایت ہیں بہت کچھ ملیگا۔ الغرض جب یہ کلیر میں گیا  
 اُس کو ویران دیکھا اُس پاس کے گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ خانقاہ صابر کس جگہ ہے اُن لوگوں نے  
 کہا کہ ایک ٹیلہ پر ایک گولہ کے درخت کے نیچے ایک پھونس کی جھونپڑی ہے وہاں رہتے ہیں۔ الغرض  
 قوال اُسی پتہ پر آیا جھونپڑی کو خالی پایا سمجھا کہ کسی حاجت ضروری کو گئے ہوں گے جب بہت دیر گزری  
 اس نے گردِ جھونپڑی کے دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ گولہ کا ٹھنا پکڑے پیچور کھڑے ہیں یہ بادب کھڑا بہت  
 دیر کے بعد آنکھ کھولی اور فرمایا کہ تو کبھی اس نے عرض کیا کہ فرید الدین کا قوال آپ نے فرمایا کہ کون فریاد  
 اُس نے بلکہ جواب دیا کہ تمہارے شیخ اُس وقت آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ میرے شیخ اچھے ہیں اور اُس قوال کو  
 ہمراہ لیکر جھونپڑی میں آئے، چوہے پر ایک مٹی کی بانڈی رکھی ہوئی تھی اُس میں چند گولہ تھے وہ اُس  
 قوال کو رحمتِ غرا کر خست کیا قوال اپنے دل میں بہت جلا اور کہا کہ میں بھی یہ گولہ بابا صاحب کے دکھاؤں گا  
 اور کہوں گا کہ آپ کے پیاسے مرید نے یہ اتاری کی یہ سمجھ کر اُجود ہن آیا جب بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا  
 آداب بجالا یا ندبوی کر کے ہر ایک مرید کی خبریت عرض کی، آپ ہر ایک کا حال استفسار فرماتے  
 ہے، آخر آپ نے پوچھا کہ میرے صابر کو بھی دیکھا، اُس نے عرض کیا کہ میں تو اُن کی بہت کچھ امید کر کے  
 گیا تھا مگر وہاں جھونپڑی ثابت بھی نہیں اور بڑے مغرور ہیں بڑی دیر تک کھڑا رہا آپ حالت میں مسکرائے  
 ہے جب چم کھولی میں سلام کیا، پوچھا تو کون ہو میں نے کہا بابا فرید الدین کا قوال اُس پر انجان ہو کر پوچھا کون فرید الدین

کہ تمہارے پیر اس وقت کہا کہ ہمارے شیخ اچھے ہیں اور یہ گولر داتاری کے ہیں کمرے نکال کر پیش کئے  
آپ نے دونوں فرمائے باقی حاضرین کو کئے اور دو رکعت دو گانہ ادا کی کہ آج میں شیخ ہوا۔ حاضرین نے  
عرض کیا کہ آپ پہلے شیخ نہیں تھے فرمایا کہ وہ صابر نہ تھا وہ کہنے والا اور تھا جس نے اُن گواروں میں  
قد سے کھایا اُس کے نور باطن میں ترقی ہوئی۔ صاحب سیر الاقطاب کہتے ہیں کہ میں نے چشم خود دیکھا کہ  
شیر اپنی دُم سے جادو بکشی کرتا ہے۔ حضرت نے آخر عمر میں خرقہ خلافت حضرت شیخ شمس الدین  
کو عطا فرما کر جانب پانی پت حضرت کے صاحب لایت اُس شہر کا فرمایا ہر وقت رخصت آپ حضرت  
عرض کیا کہ اُس جگہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب لایت ہیں جواب میں حضرت نے فرمایا کہ وقت اُن کا  
آخر ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۳ ربیع الاول ۶۹۹ھ میں ہوئی عین حالت سماع میں بعد سلطان جلال الدین  
خلجی اور بروایت ثانی آپ کی تاریخ وفات جان گنجلر ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار راوی ہیں کہ حضرت ہمصر  
حضرت سلطان المشائخ تھے اور دونوں بزرگوار میں کمال محبت اور اتحاد تھا اور چند سال پہلے حضرت سلطان المشائخ  
سے انتقال ہوا، مرقد پاک بمقام کلیہ قبلہ حاجات خلق ہے اور تصرفات اُن کا جاری ہو کہ میدان صادق روایت  
حضرت فیضیاب مچتے ہیں اور اُن کے مزاج دینی و دنیوی صوری و معنوی ملے ہوتے ہیں کہ اگر اُن کو  
شرح وار لکھیں تو دوسری کتاب تیار ہو۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے بعد وفات حضرت مجادران دگر  
تاب جلال نہ لاکر بخوف آمد شیراز دور جا رہے تھے بعد ایک مدت کے اہل ہنود نے روضہ عالمیہ کے  
قریب دیہی کا مندر تیار کر لیا، قریب تھا کہ روضہ مطہر منہدم ہو مگر شیر اُسی وقت آن پہنچا اور بہت سے ہنود  
کو ہلاک کیا باقی فرار ہوئے اور پھر اُس طرف ٹھہر نہ کیا۔ ایک روز ایک ہنود فقیر اُس جگہ آگیا، نورانی جلو  
دیکھ کر سمجھا کہ یہ کسی واصل حق کا مزار ہے مگر بسبب خصوصیت قدیم مذہبی کے اندر روضہ کے آیا اور تربت  
کو سمار کرنا چاہا اور اپنی کلہاڑی سے مزار کو ڈھالنے لگا۔ چند خشت نکالی تھیں اور چاہتا تھا کہ اندر سے  
قبر کو دیکھے کہ اس میں کیا ہے اُسی وقت غضب الہی میں گرفتار ہوا دم اُس کا بند ہو کر ہلاک ہوا۔ جب رات  
ہوئی خدام آستانہ کو خواب ہوا کہ گویا شیخ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ ایک شخص بے ادبی مزار کے لئے  
آیا تھا اپنی سزا کو پہنچا ہے ابھی تک گرفتار ہے جاؤ اور اُس کو نکالو صبح جلدی سے مجاور پہنچے اور  
اس فقیر کے مردہ کو گھسیٹ کر دور ڈالا، اُس روز سے پھر کچھ آبادی ہوئی بہت روز تک یہی کیفیت رہی  
عرس شریف میں بھی رات کو کوئی مزار شریف کے قریب ٹھہر سکتا تھا اب ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں نہ دہاں چوکی نہ



کسی قسم کا بیہوشی نہ ہو بلکہ کسی نہ تحصیل کوئی محافظ نہیں ہوتا مگر چوری حرام کاری نہیں ہوتی اور حاضرین کو علی قدر مراتب سکرا اور سرور رہتا ہے۔

راقم الحروف مرزا احمد اختر متقیم حال قصبہ کرانہ ضلع مظفرنگر اپنی قیمتی عرض کرتا ہے۔ اس چیز نے سترہ برس سیرو سیاحت کے کے بزرگان عہد کو دیکھا، بعض کے انفاس متبرک سے فیض پایا، ہندوستان کے اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت مشرف ہوا، حضرت کی زیارت کا اشتیاق تھا مگر عدا کئی سال تک نہ حاضر ہوا کہ تا وقتیکہ خود نہ بلالیں اور پہلے اپنی زیارت مشرف نہ فرمائیں حاضر ہو گئے، آخر ایک شرب بنڈاز تہجد کے میں کر رہا تھا، حجرہ میں اندھیرا تھا یکایک برق کی ایسی چمک معلوم ہوئی کہ میں ڈر گیا سمجھا کہ کھلی بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا تعجب تھا کہ قالب سے روح پرواز کر جاتی کہ ناک میں خوشبو آئی ذرا فرحت ہوئی، دیکھا تو تمام حجرہ بولے عنبر سے معطر تھا اور ایک شخص نورانی دکھائی دیا مگر اُس کے منہ پر ایسی روشنی تھی جی جوت زمین پر پڑتی تھی میری تاب نہ تھی کہ میں روئے انور کو دیکھ سکتا ایک نظر ٹپرتے ہی آنکھوں کو چوندہ لگ گئی تھی، تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جلائی تھی اور میرے جسم کو بولے سرد لگی مگر مجھ میں جس حرکت کی قوت نہ تھی، کان میں آواز آئی کہ تو میری ولایت میں میری قانات کے نیچے رہتا ہے، اور میرے سلام کو نہ آیا مجھ ہی کو تکلیف دی یہ سنتے ہی میں تو بیہوش ہو گیا اور اس وقت درہمیت طاری ہوئی کس صبح کی نماز بمشکل ادا کی گئی اور وہ حجرہ کئی دن معطر رہا، فرزند میرا سخت طبل تھا، اہلجا جواب بے چلے تھے اُسی وقت اُس کو کلی صحت ہوئی۔ اُس روز سے تصرف اور یہ عنایت ہے کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آئی اور حضور کی روح پاک کی طرف رجوع کی اُسی روز بحالت خواب زیارت مشرف ہوا اور وہ مشکل حل ہوئی۔ بیشکافات بابرکات منکلمات ہے۔ بعد انتقال حضرت کے سلاطین دہلی نے چاہا کہ کلیر کو از سر نو آباد کریں مگر تصرفات ولایت حضرت کے بے سرنہ ہوا۔ صاحب قنباں لا لوار تحریر فرماتے ہیں کہ بعد انتقال حضرت قریب مزار پر انوار حضرت کے کوئی نہ جاسکتا تھا، کس واسطے کہ جہاں کسی نے قریب مزار شریف کے قدم رکھا ایک برق مزار معلیٰ سے پیدا ہو کر اُس کو جلا دیتی تھی جب حضرت قطب عالم ہند کی عبدالقدوس گنگوہی قدس سترہ بقصد زیارت جانب کلیر روانہ ہوئے اور مزار مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہا یکایک برق چمک کر اُن کے نزدیک آتی ہی تھی کہ آپ بصد عجز عرض کیا کہ غلام مشاق زیارت ہے آگے مہی مرضی، اُسی وقت وہ برق ناپید ہوئی جب قریب روضہ کے پہنچے پھر برق بدستور چمکی حضرت نے پھر بصد نیاز عرض کیا کہ بندہ بولے زیارت حاضر

ہوا ہے، سر دینے کو تیار ہے اسی وقت برق ناپید ہوئی۔ جب آپ قریب بت اقدس کے گئے پھر بہت دور  
 برق چمکی جاتی تھی اُن پر گرے مگر یہ نہ ٹٹے استقلال سے عرض حال کیا برق ناپید ہوئی اور جلالت  
 حضور کی مجسم ہو کر مزار سے باہر آئی اور بندگی شیخ عبدالقدوس کو بغل میں لیا اور مہربانی سے فرمایا کہ تو  
 میرے سلسلے میں ہے اس وجہ سے بچ گیا ورنہ اس جگہ پہنچنے کی کسی کو مجال نہیں ہے حضرت قطب عالم نے  
 عرض کی برق جلال نبی کو نیام کیجے اور سر جمال آئیے خلق اللہ کو اپنی زیارت سے مشرف کیجئے کہ عالم آپ کی برکات  
 سے فیضان حاصل کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عبد القدوس تیری خاطر سے برق ذات اپنی کو عالم لامکان میں طو  
 کیا اور اپنی صفات جمالیہ سے بقدر ایک ذرہ کے اس تربت پر جلوہ دیتا ہوں اُسی روز سے تقریب عرس شروع  
 ہوئی اور خوان فیوضات کا عام طور پر عالم کے واسطے کشادہ ہوا۔ جاننا چاہیے کہ ملفوظات بابا صاحب  
 ذکر حضرت کا کم واقع ہوا ہے اُس کل سبب یہ ہے کہ کل ملفوظات بابا صاحب کے حضرت شیخ جمال بانسوی کی  
 رائے سے تیار ہوئے اور اگر کسی نے کہا بھی تو اُن کی خاطر سے کم ذکر کیا کہ سبب شیخ جمال کی مروت تھی کس واسطے  
 کہ یہ بابا صاحب کے پڑنے مرید تھے مگر محبت کمالیت دلایت حضرت شیخ علی احمد صابر کے وجود باوجود اور مریدان  
 اور خلفائے سلسلہ حضرت کا ظہر من الشمس ہے اور نا حال سلسلہ جاری ہے اور نور باطن اس سلسلہ عالیہ کا  
 تمام ممالک میں چمک رہا ہے۔

تقل ہے کہ ایک تو الٰہی مولوی فتح محمد صاحب کا مرید اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا اُس نے ایک قصیدہ حضرت  
 کی شان میں لکھا۔ عرس شریف میں حاضر ہو کر بھیروس میں سکنی رو برو مزار کے گانا شروع کیا کہ یکا یک ایک  
 سوار آیا اور آستانہ گیر گھوڑے سے اتر کر ایک تھان ملل وراس چتپتیں رہے رکھے تھووال مذکور کو دیکر لٹے  
 پاؤں جلایا اور غائب ہو گیا۔ صاحب قبا س لالہ اور امراۃ الاسرار متفق ہیں کہ سیر لاویا میں حوال خلفائے  
 حضرت گنجشکر لکھا ہے مگر حضرت کے بارہ میں اتنا ہی لکھا ہے کہ فقیر بزرگ صاحب لغت کلاس شیخ صابر کہتے ہیں چنانچہ فقیر  
 ساکن کلیہ تھا اور پوند بخدمت حضرت فرید الدین گنجشکر رکھتا تھا اور صاحب جازت بھی تھا بابا صاحب اپنے خلفا  
 سے ایک کو رخصت فرماتے تھے کہ شیخ صابر نے عرض کی کہ میرے باب میں کیا حکم ہے بابا صاحب نے فرمایا کہ صابر رو  
 بھوکا خواہی کہ۔ بھوکا ہندی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھے عیش میں گذریگی پس آخر عمر تک ان کی محبت ذات کی عیش  
 میں گذری اور بہت کشادہ پیشانی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیر لاویا معتبر کتاب ہے اس کا کلام بھوکا اچھا معلوم ہوا کہ یہ کلام  
 کا ہے حضرت گنجشکر نے کتنی نعمتیں ان کے حق میں نثار فرمائیں اگر کہیں کہ بھوکا راحت مانے دنیا و آخرت ہی سچ ہے

اگر کہیں کہ مقدار مراد راحتہائے تجلیات جلال جلال کہ منظر ہائے گوناگوں میں دیر سا لگ کے وارد ہوں یہ بھی درست ہے کہ اگر کہیں کہ راحتہائے قرب حق جو عین مشاہدہ بعد حضور کے کہ عارف پر عتاب و خطاب میں ہوتا ہے کہی لذت عتاب میں غرق ہوتا ہے کہی شوق خطاب میں مثل برق کے چمکتا ہے یہ بھی نہایت زیادہ ہے مگر نزدیک فقر کے بہترین راحت کا راحت تجر ہے کہ عارف کامل کو فنا کر دیتی ہے تو حید میں یعنی ذات مطلقہ ایسی محو ہوتی ہے کہ چونکہ پاک کو ڈھونڈنے سے نہیں پاتا۔ حرکات سکناات اس کے مثل نایم کے ہوتی ہیں چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اللہم زونی تخیراً یعنی اے پروردگار میرے زیادہ کر خیر اور پر میرے پس کمالات حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابر کے قیاس کیے نہ چاہیں کہ حضرت گنجشکر نے وقت رخصت کے اپنے خلفاء کو کیا کیا تعلیم کیا۔ اُن کی نسبت کیا کلمے فرمائے جو کتبہائے جنتیہ میں موجود ہیں اور حضرت کی نسبت صرف کلمہ فرمایا دوسرا نہ کہا۔ نزدیک بل صفا کے مقرر ہے کہ جو مرید حضور پر میں بمرتبہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اور قرب حق حاصل کر لیتا ہے اُس کو پھر وصیت نہیں کرتے کس واسطے کہ وہ امرِ حق سے آشنا ہو چکا ہو اور فنا احدیت جلوہ گر ہوئی۔ پس اے مرید حق میں صیت کرنا نزدیک اس طائفہ کے فضول ہے۔

بعض کا اعتراض ہو کہ اور بزرگوں کے حالات بہت بہت درج کتب تواریخ میں ان کے کشف و کرامات زیادہ کیوں نہیں مشور ہیں اگرچہ میں کسی صاحب کتب جواب دینے کے لائق نہیں مگر اس کے چند وجوہ ظاہر ہیں اول تو یہ کہ یہ حضرات سرکرامت فرماتے تھے اظہار کرامت کو بڑا جانتے تھے دوسرے یہ کہ حضرت کا جلال یا اتھا کہ آپ کے نزدیک جانینی ہر کسی کو مجال نہ تھی رصادق الاعتقاد جو زیارت کو جاتے وہ بھی دور ہی سے زیارت کر کے چلے آتے تھے سوم یہ کہ جب کلیر میں آکر اُس کو شرف شریف بخشا کہی کسی آبادی میں نہیں گئے صحبت خلق سے تو اوائل ہی سے نفرت تھی چہ شرم یہ کہ آپ کو استغراق ایسا تھا کہ ہر وقت بحر شہود ذات میں مستغرق رہتے تھے اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرح اس کی اُن کو کیا ضرورت تھی پنجم یہ کہ بعض حضرت اپنی شہرت کو معیوب سمجھتے ہیں۔ الا ان اولیاء اللہ تحت القباۃ لا یرغم غیرہ۔ موجود ہے چنانچہ بعض ایسے بھٹے ہیں در موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے کو پرودہ لامنت میں چھپایا اور حضرت کے مزاج مبارک میں تو کمال درجہ کی ترک و تجرید اور احتیاط تھی ہشتم یہ کہ حضرت شاہ ولایت خواجہ شمس الدین ترک پانی تھی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ آپ کی خدمت میں ہے آپ کے انھاس تبرک سے فیض پایا اگر اُن کی کیفیت بھی کہنی ہو تو اخبارات اولیاء اللہ تکشف ہو سکتی ہے کہ وہ بھی صاحبِ کتب و تجرید صاحبِ تغریق تھے پس غور کیا جائے کہ آپ کے غلاموں میں کیسے کیسے زبردست اور کامل مکمل حضرات گذرے ہیں

آگے اس کتاب کو دیکھنے سے ان کی کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ حضرت کے مزار گھرنار سے تاحال جو فیض جاری ہو وہ اظہر من الشمس ہو ورنہ دوسرے لاکھوں آدمی کہتے ہیں ورنہ اس مزار کو پُر کر کے جاتے ہیں ایسے بہت بزرگوں کے اعراض دیکھے ہیں۔ مگر اول نمبر اجماع خلائق چار جگہ ہوتا ہے۔ ایک حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں مہم حضرت کے عرس شریف میں نمبر سوم کوٹ ٹھٹھن شریف میں حضرت فرید نانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں یہ عرس، ربیع الآخر کو ختم ہوتا ہے جو تھا عرس حضرت خواجہ شاہ سلیمان صاحب تونوی صاحب حساب کی کرامت ظاہر فیضان عام ہے جس کو اس کے انکار ہے وہ اس فقیر کا تباہ و برباد ہے۔ ہمارے مزار مبارک پر حاضر ہو کر اطمینان کر لے۔ یہ بدنام قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر میں تاحال زندہ موجود ہے۔

## ذکر شمس عالم لامثال بنمازل حضرت جمال معلوم لدینی پورہ لطف رسول فی اکینہ جمال و جلال حقانی حضرت شیخ شمس الدین ک قدس سرہ الغفر

آپ خلیفہ حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کے تھے اور نہ حضرت گنج شکر سے بھی فرقہ خلافت حاصل کیا تھا شان بزرگ و کرامات وافر رکھتے تھے ہمیشہ ریاضات اور مجاہدات اور تصنیف باطن میں مستغرق رہتے تھے اور غایت تجرید سے لباس قلندرانہ چرمی پہنتے تھے دنیا اور رسم دنیا و مقبلی سے مستغنی تھے اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا فوراً اُس کا ظہور ہوتا تھا۔ سلسلہ نسب کا اس طرح پر ہے۔ یعنی شیخ شمس الدین ترک بن سید احمد بن سید عبد المؤمن کہ فرزند ان حضرت خواجہ احمد سبوی کے تھے۔ نسب کا حضرت محمد ضیعی بن حضرت مرتضیٰ سے ملتا ہے صاحب سیر الاقطاب تحریر فرماتے ہیں کہ آپ شاہ ولایت پانی پت کے تھے اور جائے مولد آپ ترکستان ہے۔ صاحب اقتباس الانوار ناقل ہیں کہ قبل از تشریف آوری ہندوستان کے ایک روز ایک مجلس میں اکثر مردم سادات جمع تھے اور اکابر شہر بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے حضرت کو کہا کہ تمہاری سید ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے کہا میں نے اپنے آبا سے سنا ہے اور سنا میرے پاس ہے اُس شخص نے کہا کہ اس کا ثبوت دشوار ہے ہم کو یہ کر قبول کریں کہ وہ سند آپ ہی کی ہے یہ بات سنتے ہی آپ کو جوش آیا فرمایا یہ بات موقوف رکھو تید کی ڈاڑھی کا بال آگ میں نہیں جلا کر تاہم تم دونوں آگ میں لکھیں جو جل گیا وہ ب نہیں لکھتا بہتر اور کوئی دلیل نہیں فرمادو گرم میں حضرت گھس گئے معاً آتش سرد ہو گیا

ایک تاریخی جامہ مبارک نہ جلا اور غریب کے ایک چشمہ برآمد ہو گیا کہ جس کے پانی سے حضرت نے وضو کیا کہ دو گنا  
 ادا کیا، بعد اُس طاعن سے کہا کہ آپ بھی وعدہ و نفا کیجئے وہ لاچار ہوا اور جب نزدیک تنور کے آیا شعلہ  
 آتش برآمد ہوا اور اُس کے کپڑوں میں آگ لگی اُس نے شور کیا تمام اہل مجلس نے بھی شور مچا با حق  
 نے جلدی سے اُس کو تھام لیا آتش سرد ہو گئی تمام مجلس بجلال کو دیکھ کر اعتقاد لانی بعد اس کے متوجہ طرف  
 ہندوستان کے ہوئے اور بعد مدت حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی  
 بعض نے یکنیت پانی پت کی لکھی ہوئی شیخ شاہ علی حقی سیر الاقطاب میں تحریر کرتے ہیں کہ نام پاک حضرت برادر  
 ہریم و ہرنج مشکل کے با وضو بعد نماز عشاء ایک لاکھ مرتبہ پڑھے، حکم خدا وہ کام پورا ہو یعنی بصدق دل پڑھا  
 یا شمس الدین ترک بعض نے لکھا ہے کہ ہر سو بار کے بعد یہ کہے یا شمس الدین ترک پانی پت کی شکل کشا وہ کہتے ہیں  
 کہ میرا تجربہ ہے اوجس کو بیٹے اجازت اس عمل کی دی ہو اُس کا کام ہو گیا ہے۔ چنانچہ کاتبِ حروف نے بھی  
 تجربہ کیا ہے اور ایک صفت اور دیکھی ہو کہ اگر کار ہو نہا نہیں ہو تو ہرگز یہ عمل پورا نہ کر سکیگا اگر ممکن ہو ایک  
 شب میں تمام کرے اور دوسروں پر حوائفے اگر نہ ہو سکے چالیس روز میں پورا کرے مگر حرام کی نیت نہ ہو  
 ورنہ نقصان ہوتا ہے اور آپ کے سلسلہ میں یہ رسم جاری ہو کہ جس حریہ کے گھر شادی ہوتی ہے پہلے باقی  
 تمام حضرت کی نیاز ہوتی ہو۔

صاحبِ مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ حضرت بمقام ترکستان علوم مقبول و منقول منطق ریاضی سمیت  
 ہندو غیرہ سے فائز ہوئے۔ تجرید و تفرید اختیار کر کے بطلبِ مرشد کامل گھر چھوڑا بزرگان اور انہر سے  
 ملاقات کی کسی کی خدمت میں دستگیری نہ ہوئی آخر ملازم طرف ہندوستان کے ہوئے اور یہ کہناں بمقامِ جود  
 آئے بابا صاحب کی خدمت میں نیاز حاصل کیا اور بجز مشاہدہ جمال حضرت سید علی احمد صابر حجاب ٹھکرا  
 اور سراپنا حضرت کے قدموں پر رکھا اور شرفِ بیعت مشرف ہوئے حضرت نے آپ کے حق میں س وقت  
 فرمایا کہ شمس الدین فرزند من خدا ہے چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور تاقیامت جاری ہے  
 الغرض بعد ازاں خدمت حضور میں مشغول ہوئے اور روز بروز کسبِ سلوک اہل صفا میں ترقی کر کے  
 لگے چند روز میں سیر سلوک تمام کیا اور اللہ تعالیٰ نے تھوڑی مدت میں بوسیلہ خواجگانِ حشت تکمیلِ رشتہ  
 کو پہنچا یا کہ دوسروں کی ترتیب میں مشغول ہوئے۔ اکثر احوالات عجیب خارق عادات غریب مثل ویا ظاہر ہوئے  
 لگے آخر ترقہ خلافت پایا اور خدمت حضرت مجتہد سے گوناگوں نعمتیں حاصل کیں اور بابا صاحب نے اجازت نامہ

بخط خاص تحریر فرما کر عنایت کیا، اور اسم غظم تعلیم فرمایا۔ دوسری سند حضرت پیر و شیعہ حضرت شیخ علی محمد صابر سے حاصل کی اور آپ نے بھی اسم غظم اور دیگر معتہا کے حشیتہ عطا فرما کر ارشاد کیا کہ شمس الدین بعد اسکا میرے تین روز سے زیادہ یہاں نہ ٹھیرنا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو صاحبِ لالت پانی پت کا کیا ہے وہاں جا رہنا اور گرم گشتنگانِ باد یہ ضلالت کو حدایت کرنا اور مدد و معاون اُس دیار کے رہنا انہوں نے عرض کی کہ وہ ولایت حضرت قلندر صاحب کی ہو ان کے کس طرح صحبت ہوگی فرمایا کہ کچھ ڈور نہیں کن وقت آخر ہوا، جس وقت تو پانی پت پہنچ گیا وہ اس عالم فانی سے نقل فراموش گئے آپ نے عرض کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ باقی عمر جاوید کشتی آستانہ حضور میں بسر کروں، حکم والا اس طرح ہے مرضی مولیٰ ہر چہ اولیٰ۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین ترکِ قدس متروک بعد پانے خلافت کے حضرت مخدوم شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر سے واسطے پردہ کے سلطان غیاث الدین بلبن کے مصاحبوں میں نوکر رہے ہیں اپنے کمال کو لباسِ غنیا میں پوشیدہ رکھا اگر آپ کے کمال کی شہرت ہونے کے باعث یہ لکھا ہو کہ سلطان نے ایک قلعہ پر یورش کی اور محاصرہ کے ہوئے ایک مدت گذر گئی تھی فتح میسر نہ ہوتی تھی، ایک شب کو ہولے تنہا اور بارش بکثرت ہوئی تمام لشکر اسلام کے خیمے گر گئے اور بسبب کثرتِ بارش کے آگ تمام لشکر کی کچھ گئی یہاں تک کہ سلطان کے خیمہ کی بھی شمع عمل ہو گئی خدمتگار سلطان آفتابہ لے پھرنا تھا کہ کہیں آگ نہ بجائے تو سلطان کے وضو کے واسطے پانی گرم کرے۔ اس نے دیکھا کہ ایک خیمہ میں چراغ روشن ہو اور خیمہ کو بھی آسٹ پھنچا وہ خیمہ حضرت کا تھا، وہ خدمتگار آپ کے خیمہ میں آیا آپ تلاوتِ قرآن کرہ پڑھتے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ آگ یا چٹائی طلب کرے، مگر بوجہ ہیبت الہی کے کچھ کہہ نہ سکا، روبرو کھڑا تھا کہ حضرت نے مسرور پر اٹھا کر فرمایا کہ آگ چاہتا ہے اُس نے کہنے چلا خ حضرت سے روشن کئے اور آبدار خانہ میں لاکر حمام گرم کیا۔ وہ خدمتگار سقتہ تھا، یہ باجرا دیکھ کر اُس کو چین نہ پڑا صبح مشک لیکر اُس خیمہ کی طرف روانہ ہوا، جب نزدیک آیا حضرت کو دیاں نہ دیکھا، پھر کرتا لالہ پڑا یا کہ جو قریب لشکر تھا دیکھا کہ ایک بزرگ وضو کر رہے ہیں یہ کھڑا رہا۔ آپ نے نماز ادا کی اور اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس سقتہ نے مشک بھری تو پانی اُس تالاب گرم پایا۔ حیران ہوا کہ ہر روز یہاں سے پانی بھرتا ہوں آج یہ پانی گرم کیوں ہے باوجودیکہ برف جم رہا ہے۔ چلے کا جاڑا ہے۔ یہی فکر کرتا ہوا آبدار خانہ میں آیا اور سمجھا کہ یہ برکت اُس بزرگ کی ہو اُس روز تو اُس نے کسی سے اظہار نہ کیا، دوسرے روز حضرت کے پہنچنے کے چار گھڑی پہلے تالاب پر پہنچا پانی مثل برف کے پایا

اور ایک درخت کے نیچے پوشیدہ ہو گیا کہ دیکھا چاہیے وہ بزرگ پھر بھی آتا ہے۔ حضرت وقت معینہ ترشہ لائے وضو کر کے نماز صبح ادا کی اور متوجہ طرف خیمہ کے ہوئے اب ستھ تالاب پر آیا پانی کو جو دیکھا تو گرم پایا اور مشک بھر کر سلطان کے رو برو گیا جو ماجرا دیکھا تھا عرض کیا سلطان نے وہ دن اور شب بکری چار چھ گھنٹہ کی رات باقی ہے سٹے کو ہمراہ لیکر تالاب مذکور پر آچھیا، حضرت بدستور تالاب پر گئے وضو کیا اور نماز ادا کی بعد متوجہ طرف خیمہ کے ہوئے۔ سلطان نے اگر اسی پانی کو دیکھا تو گرم پایا اور متعجب ہو کر عقب حضرت کے روانہ ہوا دیکھا کہ آپ خیمہ میں پہنچ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے سلطان ہاتھ باندھ کر رو برو جا کھڑا ہوا، جب آپ فارغ ہوئے سر اٹھایا، دیکھا سلطان دست بستہ کھڑے تعظیم کو اٹھے سلطان نے کہا نیسے سعادت میری کہ تم سا خدا دوست میرے زمانہ میں موجود ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ قلعہ کس واسطے فتح نہیں ہوتا حضرت نے ہر چند تالاب جب سلطان نہ آنا آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا اسی وقت دھاوا کر و فتح ہوگی سلطان خوش ہو کر اپنی بارگاہ میں آیا اور اسی وقت سوار ہو کر قلعہ پر دھاوا کیا، تین ساعت عرصہ میں قلعہ فتح ہوا، سلطان باظفر و عنایت خیمہ گاہ اپنے پر آیا دوسرے روز ارادہ کیا کہ شرفِ ملازمت حضرت کی حاصل کرے آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر کل سباب سامانِ زندہ و جاہر وہیں چھوڑ کر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چندے قیام کیا، اور بعد انتقال پیر روشن ضمیر تین روز و ماں رہ کر چوتھے روز راہی طرف پانی پت کے ہوئے پانی پت میں پہنچ کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے حضرت قلندر صاحب نے ازراہ کشف آپ کا تشریف لانا معلوم کر کے پانی پت سے مسافتِ خستہ یاری کی جب حضرت قلندر صاحب اپنے حجرہ سے برآمد ہوئے پیر حلوانہ نے کہ حضرت کی اُس پر بہت مہربانی تھی پوچھنے لگا کہ اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں آپ کو نہ چھوڑ دوں گا حضرت نے فرمایا کہ میں اس جگہ ایک ساعت نہیں ٹھہر سکتا کہ یہ ولایت دوسرے کے حوالہ ہوئی، اُس پس نے کہا اُس صاحبِ ولایت کو مجھے دکھائیے کہ پھر جہاں چاہیے تشریف لیجائیے میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں حضرت قلندر صاحب نے فرمایا کہ فلاں محلہ میں یکسروا ہنسی شکل کا چرم پوش دیوار کے سایہ میں بیٹھا ہے، خبردار اُس سے گستاخی نہ کرنا دوسرے دیکھنا، الغرض وہ حلوانہ و شاکر آپ کے پتہ پر آیا دیکھا کہ ایک شاہ باز بیٹھا ہے اور دوشیر دو طرف اُس کے بیٹھے ہیں در عرش کر رہے ہیں یہ سرا سیمہ ہو کر دہاں آیا اور قلندر صاحب عرض کی کہ میرا اپنے ارشاد فرمایا، بجا اور درست ہے۔ سیر الافطاس اس صبح ظاہر ہوا کہ حضرت شیخ غنم الدین ترک جب پانی پت میں پہنچے بطریقِ کتابت ایک پیالہ دودھ قلندر صاحب کی خدمت میں ارسال کیا

غرض اُس سے یہ تھی کہ یہ لایت مجھ کو عطا ہوئی ہو یہ شہر میری ولایت سے مثل کانہ شیر کے ملو ہے دوسرے کی گنجائش نہیں۔ قلندر صاحب نے جب اُس پیالہ کو دیکھا اُس میں ایک پھول ڈال دیا، مراد یہ کہ میں اس شہر میں مثل پھول کے ہوں تمہاری لایت سے مجھ کو کچھ تعلق نہیں بعض بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت پانی پت میں فروکش ہوئے آپ کے خدمتگار کا گدڑ حضرت قلندر صاحب کی طرف ہوا دیکھا کہ بشکل شیر بیٹھے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر خادم وہاں آیا، اور حضرت شاہ ولایت سے سارا حال بیان کیا، آپ نے خادم سے فرمایا کہ پھر جا اگر ان کو اُسی شکل سے دیکھے تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ شیر کو جنگل چاہیے خادم بموجب حکم گیا پھر بصورت شیر پایا اُس نے حضرت کا سلام کہا اور کہا کہ شیر کو جنگل چاہیے، اُسی وقت حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ اُس جگہ سے اُٹھ کر باگھونی میں تشریف لے گئے، باگھونی ایک جگہ قریب پانی پت کے ہے حضرت خود وہاں شکل شیر بیٹھے تھے اس وجہ سے اُس جگہ نے باگھونی نام پایا، باگہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں اور وہ جگہ بوجہ برکت قدم مبارک حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ زیارت گاہ ہے، شیخ نے بار دیگر کہلا بھیجا کہ کل تو اے شہر میری ہی ولایت میں ہے۔ آپ سُننے ہی بمقام بوڑھا کھیرا روانہ ہوئے۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین نے ہندوستان میں نہ شادی کی نہ اولاد ہوئی، مگر شہر میں عہد شاہجہاں میں سید صفدر خاں حاکم اکبر آباد مغزول ہو کر وطن کو جاتے تھے پانی پت میں جب وارد ہوئے روئے صفحہ حضرت پر واسطے زیارت کے آئے آپ کا نام و نشان دریافت کیا، معلوم ہوا کہ ترکستان سے ہندوستان میں آئے تھے، یہ سُنتے ہی صفدر خاں رُئے اور کہا کہ میں ہندوستان میں صرف ان کی ہی زیارت کو آیا تھا مگر مزار کا پتہ نہ ملتا تھا میں حضرت کی اولاد سے ہوں اور اپنا نسب دیکھ کر حضرت کا کال کر مجھ کو دکھایا، انہوں نے آپ کی تحریرات سے اُس کا مقابلہ کیا، مطابق پایا، سید صاحب نے کہا کہ آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی سید احمد سپر تولد ہوئے۔ بعد تشریف آوری حضرت کے سید احمد سے بہت اولاد ہوئی، پس جب سید صفدر خاں کی عالی نسب کا شہرہ ہوا شاہجہاں نے اُن کو صاحبزادہ مجھکر بار دیگر کابل اور قندھار کا صوبہ کیا۔ وفات حضرت شمس الدین ترک کی باتفاق مولانا صادق شہسہ میں ہوئی بعض نے ۱۰۵۷ھ لکھے ہیں۔ اور صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ سن وفات معلوم نہیں ہوا، مگر ہم حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی تھے درویش تھے کہ زیارت گاہ میں شہر



پانی پت میں ہے، خلیفہ آپ کے شیخ جلال الدین پانی پتی ہوئے۔

## ذکر حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی قدس سرہ الغریز

آپ اس طایفہ کے محبوب تھے، شان عظیم طبع کریم حالت تقیم رکھتے تھے، خلیفہ حضرت شمس الدین پانی پتی کے تھے۔ دراصل نام آپ کا خواجہ محمد تھا۔ جلال الدین خطاب ہوا۔ آپ نے اس قدر ریاضت اور مجاہدہ اپنے اوپر روا رکھا کہ نفس آثارہ بصورت موم موم و مجسم ہو کر بدن مبارک سے جدا ہوا اور کشف کرامت میں منظر تھے اور مریدوں کی تربیت خوب فرماتے تھے۔ نسب نامہ آپ کا یہ ہے یعنی خواجہ محمد جلال الدین بن خواجہ محمود بن کریم الدین بن جمیل الدین خواجہ بیسی بن شرف الدین خواجہ محمود بن بدر الدین خواجہ ابابکر بن صدر الدین خواجہ علی بن شمس الدین خواجہ عثمان بن نجم الدین خواجہ عبداللہ بن شہاب الدین بن خواجہ عبدالرحمن ثانی بن زین الدین خواجہ عبدالعزیز الشری بن فخر الدین خواجہ خالد بن ضیاء الدین خواجہ لید بن قطب الدین خواجہ عبدالعزیز الکبیر بن رکن الدین خواجہ عبدالرحمن ساکن مدینہ جو گناہروں میں آگئے تھے بن علاؤ الدین خواجہ عبداللہ ثانی بن علیم الدین خواجہ عبدالعزیز بن حسام الدین خواجہ عبداللہ کبیر بن امام الدین خواجہ عمر بن امیر المؤمنین حضرت جدید الرحمن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امراء پانی پت تھے اور ولی مادر زاد عالم طفلی میں محبت اور جذبہ الہی گلو گریہ ہو چکا تھا، اکثر جنگوں میں جا کر شہید ہو کر رہ گئے تھے، آخر میں بہت استغراق ہو گیا تھا، سماع سنتے تھے اور اعراض میں شریک ہوتے اور خود کرتے تھے، اور علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ زاد الا برار آپ کی تہنیتات سے معتبر تھا۔ دو چمکے بہت سے مشائخ کبار سے فتنیں حاصل کیں۔ آپ کے کمالات کا قیاس کرنا چاہیے کہ شیخ احمد رضا شاہ بزم عثمانی جس سے بچکر کند ولایت شیخ جلال الدین کے چھندے میں بھنے اور اس کے دام تربیت میں پرورش پائے۔ آپ کے والد بہت بڑے امیر کبیر تھے، حضرت مخیر بھی تھے، کسی بھوکے کو کبھی دیکھ بھی نہ سکتے تھے، جو سائل آتا تھا محروم نہ جاتا تھا، اس وقت میں بھی ایسی عالی مقامی سخاوت اور خارق عادت مثل اولیاء اللہ سابقہ حضرت مولانا خواجہ شاہ غلام فرید صاحب میں پائے جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت قلندر صاحب شیخ کو کمپن سے دوست رکھتے تھے اور واسطے دیکھنے کے ہر روز شیخ کے مکان پر تشریف لاتے تھے۔ ایک بار شیخ اپنے خرمین سے اپنا حصہ لینے گئے تھے قلندر صاحب آپ کے مکان پر تشریف لائے

معلوم ہوا کہ خرمین پر گئے ہیں۔ حضرت قلندر بھی آپ کے شوق میں اسی خرمین پر پہنچے۔ جب شیخ نے حضرت کو دیکھا اپنے دامن میں غلہ بھر کر قلندر صاحب کے حضور لائے، حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اے پسر کیا لایا شیخ نے کہا گھوڑے کے واسطے دانہ حضرت نے فرمایا کہ اگر گھوڑا بھوکا ہے تو اُس کو کھائے شیخ نے منہ طرٹ گھوڑے کے کر کے کہا کہ اگر اشتہا ہے تو کھائے قدرتِ خدا سے گھوڑا گویا ہوا کہ بیشک سیر ہوں نہ کی حاجت نہیں شیخ کو تحیر ہوا اور غلہ لے کھڑے رہے حضرت نے پھر فرمایا کہ کیا لایا ہے یہ غلہ مینے تجھ کو بخشا اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جتنے دانے تیری گود میں ہیں اللہ تعالیٰ اتنی ہی اولاد تجھ کو عطا کرے پس حضرت کی دعا سے شیخ کی بہت اولاد ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت شاہ ولایت ترک شمس الدین صاحب درجہ پر تشریف فرما تھے، حضرت توحید فرما رہے تھے، ایک لڑکا صاحب جمال شیخ جلال نام مرآۃ پانی پت سے لباس فاخرہ پہنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا جاتا تھا، حضرت کی نظر پڑی اور محبت پیدا ہوئی کہ شیخ جلال حاضر ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر بنظر اعتقاد قدموں پر سر رکھا، بعدہ ایک مدت سیاحت کی۔

**نقل** ہے کہ ایک بار ہم اسی چند درویشان سیرکنان قصبہ ہانسی میں وارد ہوئے اُن مومندوں میں حضرت قطب عالم شیخ جمال الدین ہانسیوی جات تھے اُن کو غریب بشارت ہوئی کہ شیخ جلال پانی پتی آتا ہے جلدی اپنے دروازہ پر جا کہ اُس کی دعا کی برکت سے تیرا سلسلہ جاری ہوگا، اُسی وقت حضرت شیخ جمال نے اپنے خادم سے کہا کہ شرق کی طرف جا چند درویش آتے ہیں اُن کو میرا سلام کہنا اور یہاں لانا، وہ خادم خانقاہ سے چل کر تھوڑی دور گیا تھا آپسے ملائی ہوا اور اپنے شیخ کا سلام کہا، اور ہمراہ لے گئے خانقاہ پر آیا، یہاں شیخ جمال منتظر دروازہ پر کھڑے تھے، اُن درویشوں سے کہا تم میں سے کوئی اور بھی باقی ہو انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا خورد سال کہ وہ باہر آبادی سے جہاں اسباب رکھا ہو موجود ہے ہم سب بہوجب خواہش آپ کی حاضر ہیں۔

شیخ نے کہا مجھ کو اُسی طفل سے کام ہے اور اُن کو کھانا دیا اور کہا تم میں سے ایک جا کر طفل کو لے آئے۔ پس ایک فقیہ گیا اور آپ کو بلا کر لایا، شیخ جمال حضرت کو دیکھتے ہی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ نہایت تکریم سے کھانا کھلایا۔ بعدہ درویشوں سے کہا کہ آپ مستراحت کریں اور حضرت شیخ جلال الدین کو اپنے پاس کھا اور وقتِ صلوات کے کہا کہ بیٹے شد شیخ علی صابر کو چاک کیا تھا انہوں نے میرا سلسلہ چاک کیا، جب یہ خبر بابا صاحب کو پہنچی تو اپنے فرمایا تھا کہ بیشک سلسلہ جمال منقطع ہوا مگر طریق شیخ علی احمد صابر میں پانی پت کا سہنے والا شیخ جلال ہوگا اگر وہ دعا کرے گا تو شیخ جمال کا سلسلہ جاری ہوگا، پس مجھ کو بشارت ہوئی ہے

کہ وہ آپ ہی ہیں میرا ساسا جاری کیجئے۔ شیخ جلال الدین نے وضو کیا اور دو گانہ ادا کر کے دعا کی اور فاتحہ پڑھ کر حضرت سچے اور ہمراہی درویشوں سے ملے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور صاحبزادہ شیخ برائے اللہ تولد ہوئے۔ یہ چھ مہینے کے تھے کہ قطب جمال قدس سرہ نے رحلت کی اور حضرت سلطان المشائخ ان کو اپنے ہمراہ دہلی لے گئے، اُس وقت یہ چھ ماہ کے تھے پرورش فرمایا تعلیم کی اور پھر یہ حضرت سلطان المشائخ کے مرید ہوئے۔ اس نقل کو صاحب قتب اس لانا نے نہ معلوم کہاں سے پایہ ثبوت کو پہنچا یا کیا معنی کہ حضرت شیخ جمال کی وفات ۶۵۹ھ میں ہوئی اور آپ کے فرزند کی عمر اُس وقت چھ ماہ کی لکھی ہو اور حضرت شیخ جلال الدین محمود کبیر لاریا کی وفات ۶۷۵ھ میں ہوئی، اس حساب سے حضرت شیخ جلال الدین کی عمر ۱۶ سو سو برس کے معلوم ہوتی ہے کیا عجیب ہے کہ یہی سند ہو کس واسطے کہ حضرت شاہ اکرم مصنف اقتباس کامل اور محقق گزشتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہو کہ حضرت جمال نے خلوت میں آپ سے کہا کہ سرگرداں مت ہو ایک دان خدا میں سے شمس الدین نام پانی پت میں آویگا اُس سے تمہارا کشود کار ہو گا۔ الغرض بموجب صیادت حضرت شیخ جمال کے ارادہ پانی پت کا کیا، جو درویش ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ یہ لڑکا ادھر ہیں سب کا اسباب لئے چلا جاتا ہے یہ کرامت دیکھ کر وہ معتقد ہوئے اور آپ کے ہی ہمراہ رہنا چاہا مگر آپ نے اُن کو رخصت کیا اور پانی پت میں آئے حقیقت میں شاہ اکرم صاحب لطف اقتباس نہایت محقق ہیں کہ خود کہتے ہیں کہ یہ حکایت خالی ضعف سے نہیں۔ صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ شیخ جلال صاحب مال جامہ تھے قبل زارادت حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی تہی عیش و عشرت سے اپنے وطن میں یام گذارتے تھے، آخر مرید ہو کر کار فقر میں مشغول ہوئے اور کار تکمیل پہنچایا بعد چند سال کے فرقہ خلافت حاصل کیا اور بعد وفات اپنے مرشد کے مسند صابری پر متمکن ہوئے اور گزشتہ گانہ بادیر گمراہی کو براہ حق صلاحت منسرفی ہزاروں دی اطراف جوانب سے اگر حدایت پانے لگے اور خرچ باورچینا بہت زیادہ تھا ہزاروں بھوکے مسافر و مقیم خانقاہ پرورش پاتے تھے یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ ہزار روپے جو روز خرچ ہوتا ہے کہاں سے آتا ہے۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ جس برتن میں جو کھانا کھاتا وہ اُسی کی ملک مقرر تھی خلقت جبران تھی کہ ہر روز اتنے برتن کہاں سے آتے ہیں، کبھی اگر آبادی سے دل گھبراتا تو دس دس روز جنگلوں میں راتے اور اباں غیب سے کھانا موجود ہوتا اور جس قدر کھانا ہوتا اُس کے کھانے والے بھی خدا بھیج دیتا تھا۔

اہل تاریخ سبب اس فتوح کا یہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شاہ ولایت نے آپ کو خرقہ خلافت دیا تو وقت فرمایا تھا کہ جلال تجھکو یہ بھی دیا وہ بھی دیا اُس روز سے یہ کیفیت تھی کہ علاوہ الماک جدی کے لوگ گھوڑے ہاتھی شتر زرو جاہر ہر قسم کے اسباب سامان لاکر نذر کرتے تھے مگر حضرت علیہ استغراق ذات احدیت میں کسی چیز کی طرف نظر بھی نہ فرماتے تھے بطریق مشرب پیران خود پروائے کون و مکان نہ رکھتے تھے اور تنجاہ لدعوات تھے اصلی نام آپکا محمود تھا جلال الدین کبیر الاولیاء پیر روشن ضمیر نے خطاب دیا تھا سیر الاقطاب نقل ہو کر احمد قلندر نے طلب مرشد میں ولایت چل کر سیرکنان ہندوستان میں لکھی جنگل میں اگر قیام کیا اور اطراف و جوانب مشائخ کو دعوت کر کے بلایا کل اطراف کے درویش جمع ہو گئے۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال بھی موجود تھے جب سب درویش کھانے پر بیٹھے اور کپڑا دسترخوان پر سے اٹھایا تو تمام کھانا مشکوک نظر آیا کہ ہر طباق میں کسی میں کلمہ بن رکھی میں سگ کسی میں گر بہ تھا سب نے اُس کو دیکھ کر تعجب کیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اب کیا کیا جائے آپ نے کہا کہ خدا سے کیوں نہیں عرض کرتے کہ الہی حکم ہے کہ جو کھانا ناجائز ہے وہ دسترخوان سے جڑا ہو جائے یہ فرماتے ہی ہر ایک جانور طباق میں سے کود کود کر ہیئت اصلی پر ہو کر روانہ ہوا طباق خالی رہ گئے یہ دیکھ کر احمد قلندر نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور عرض پرداز ہوا کہ اس ضیافت سے میرا یہ مطلب تھا کہ صاحب ولایت کو پا کر اس کمال طہسنی حاصل کروں اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے ذاتِ بابرکات کو مجھ تک پہنچایا اور اُس کے تمام مشائخ کو باعزاز تمام رخصت کیا اور خود حضرت کا مرید ہوا، حضرت نے چند روز اُسی جگہ قیام فرما کر اس قلندر کو کامل بنا کر خرقہ خلافت عطا کر کے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور خود بدولت پانی پت میں رونق افروز ہوئے انہیں دنوں میں شیخ عبدالحی ردو لوی حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ مرآۃ الاسرار سے نقل ہو کہ شیخ عبدالمسیح ہستی پانی پت روبرو حضرت کے حاضر تھے کہ ایک عورت ضعیف و نحیف ایک خالی کوزہ واسطے لانے پانی کے ہاتھ میں لئے جاتی تھی حضرت کی نظر جو اُس پر پڑی ازراہِ رحم فرمایا کہ اور کوئی ایسا نہ تھا کہ تجھکو ایک کوزہ پانی دیتا اُس نے کہا کہ مجھ میں کچھ دیکر پانی منگانی تو قوت نہیں مجبور آپ ہی پانی لینے جاتی ہوں حضرت نے اُس کے ہاتھ سے وہ برتن پانی کا لیکر کنوئیں سے اُس کو بھر کر دوش مبارک پر رکھ کر اُس کے گھر پہنچایا اور دعا کی کہ الہی اس پانی میں برکت ہے اُس روز سے وہ ضعیف کتنا ہی خفج کرتی مگر پانی اس طرف کا کم نہ ہوتا تھا نقل ہے کہ باوجود بسیار الماک جائداد و فتوحات

کے خاص آپ کے اہل خانہ پر فائے گذرتے تھے ایک شخص کیمیا گر آپ کے صاحبزادہ سے ملا اور عرض کی کہ لے مخدوم زادہ تمہاری صورت کے معلوم ہوتا ہے کہ تم پر کئی دکن فاقے تم مجھ سے کیمیا بنائی سیکھنا کہ بغراغت ایام گذاری ہو کہیں حضرت بھی دیارِ حرم کے قریب سے سن ہے تھے فرزند کو بلایا اور حجرہ میں لے جا کر فرمایا کہ دیکھ اس حجرہ کو جب انہوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام حجرہ سونے کا ہے اپنے فرمایا کہ لے فرزند یہ اکیر پیدا کرو کہ جس پر نظر ڈالو وہ کندن ہو جائے اور وہ کیمیا جو ہے وہ فقیروں کے کام کی نہیں۔

سیر الاقطاب نقل ہے کہ حضرت نے کئی حج ظاہری طور پر ادا کئے اور ہمیشہ نماز جمعہ مکہ معظمہ میں ادا کیا کرتے تھے ایک بار آپ کے دل میں آیا کہ اگر اجازت رسول مقبول ہو کبھی پانی پت کبھی مکہ معظمہ میں نماز جمعہ ادا کیا کروں اسی شب کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لے جلال تیرا کعبہ تیرے پاس پر یعنی میرے فرزند یہ محمود کے پاس تیرے نماز پڑھنے کی جگہ پر اُس روز سے حضرت یہ محمود صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار انوار پر جا کر نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے مرزا سید صاحب کا جانب شریقی ماں بہ جنوب پانی پت کے واقع ہے اہل لکھتے ہیں کہ حضرت کو استغراق بہت تھا آخر عمر میں اور بھی زیادہ ہو گیا تھا کہ وقت نماز کے خدام دونوں شانے پکڑ کر ہلاتے جب ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے۔ ایک روایت یہ ہے کہ خود ہوشیار ہو کر تجدید وضو کر کے نماز گزار کر پھر حالت استغراق میں ہو جاتے تھے ایک دوزیرِ بران حضرت ہاضمے کے خوب خود بخوبی کو داکھا اور فرزندوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حکم خدا ہے کہ اپنی عمر سے کچھ مخدوم جہانیاں دوں ان کی عمر آخر ہو چکی ہو تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے فرزندوں نے عرض کیا کہ ہم کیونکر دوا کہیں کہ عمر حضرت سے کچھ دوسرے کو نصیب ہو اس پر کیونکر راضی ہوں مگر خواجہ شبلی صاحب نے عرض کیا کہ اگر فریاد حق اسی طرح ہے تو تامل نہ چاہیے کہ حکم دوست کا رد نہ ہو یہ سن کر حضرت بہت خوش ہوئے سبکی رخصت فرما کر آپ حالت استغراق میں ہوئے مگر فرزند کلاں خواجہ عبدالقادر موجود ہے کہ حضرت اٹھے اور صاحبزادہ سے فرمایا کہ میرے پیر پر اپنے پیر رکھ اور آنکھیں بند کر لے انہوں نے دیا ہی کیا فرمایا آنکھیں کھول جیل نہ ہونے کھولیں اپنے تئیں والد کے ہمراہ دہلی میں نزدیک مخدوم جہانیاں کے پایا اُس وقت مخدوم جہانیاں حالت نزاع میں تھے حضرت ان کے سر ہانے کھڑے ہوئے اور سلام علیک کہی انہوں نے آنکھیں کھول کر جواب سلام دیا اپنے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اٹھو فوراً اٹھ بیٹھے فرمایا کہ وضو کرو جب وہ

وضو سے فارغ ہوئے فرمایا کہ دو گناہ ادا کرو بعد اوائے دو گناہ کے حضرت شیخ جلال الدینؒ فرمایا کہ حکم غلام  
میں نے اپنی عمر سے چند سال تم کو دیئے یہ فرا کر دہاں سے باہر آئے اور جس طرح تشریف لے گئے تھے اسی طرح  
واپس پانی پت آئے مخدوم جہانیاں کو کلی صحت ہوئی سلطان اس ماجرہ سے آگاہ ہو کر نزدیک اپنے پیر  
مخدوم جہانیاں کے آیا اور حال دریافت کیا مخدوم نے فرمایا کہ جلال الدین پانی پت سے آئے میرے  
حق میں دعا کی اور اپنی عمر سے دس سال بندہ کو بخشے کہ میں صحت پائی پھر وہ اپنے وطن کو گئے سلطان  
نے عرض کیا کہ زہے میرے نصیب کہ میرے عہد میں ایسے اولیا ہیں اور حسب اجازت مخدوم  
واسطے زیارت حضرت کے پانی پت آیا وقت ملازمت عرض کی کہ آپ نے حق کو دیکھا حضرت نے  
فرمایا کہ دیکھنا خدا کا ان جہنم ظاہری سے شریعت میں روا نہیں ہے البتہ سایۂ حق سبحانہ تعالیٰ  
دیکھا ہے یہ سن کر سلطان بہت خوش ہوا اور بہت کچھ نذر کیا ہے حضرت نے وہ نذر قبول نہ فرمائی  
مجبور آپ کے فرزندوں کے آگے لے گئے انہوں نے بھی قبول نہ کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ در  
خانقاہ پر عند اللہ تقسیم کر دو چنانچہ دس ہزار مال تھا کہ موسم برشنگال میں اب بھی اس سے کھڑا  
اشرفی بعض کے ہاتھ آجاتا ہے بعدہ سلطان مرض ہو کر دار السلطنت میں اپنی یا سلطان فیروز شاہ  
اپنے ہمیشہ زاد فتح خاں کو بہت عزیز رکھتا تھا ایک روز اثنائے کالت میں قدم مبارک رسول مقبولؐ کا کہ  
جس کو مخدوم جہانیاں عرب شریف سے لائے تھے ذکر آگیا کہ اس کو کہاں کہیں دونو ناموں بھانجوتے  
بہ بات قرار پائی کہ جو پہلے مرے اُس کے سینہ پر یہ قدم مبارک ہے چنانچہ فتح خاں گھوڑے پر سوار ہوا  
اپنے دل میں ارادہ کیا کہ پانی پت چکر شیخ جلال الدین سے استدعا کیجے کہ یہ قدم مبارک میرے سینہ پر رہے  
یہ خیال کر کے دواں دواں یا پانی پت آیا قریب حجرہ کے گھوڑے سے اتر کر اندر حجرہ کے جانے لگا شیخ زینا کہ  
خلیفہ حضرت کے تھے فرماتے لگے کہس جاتا ہے کھڑا رہے جب فتح خاں نہ مانا اور اندر گیا تو شیخ زینا نے کہا تو سلامت  
بھی آؤ گا اُس نے جواب دیا کہ سلامت جاتا ہوں در سلامت ہی آتا ہوں شیخ نے کہا اگر تو سلامت آئے تو میرا  
پیرا ہن چاک چاک کیجیو ورنہ میں تیرا جامہ چاک کروں گا فتح خاں پہلے ہی موت کا خواہاں تھا اسی مرا کو دیا تھا  
ولیرز حجرہ میں در آیا حضرت اُس وقت استغراق میں تھے دست بستہ کھڑا رہا کہ یکایک حضرت آنکھیں کھولیں در فرمایا  
فتح خاں گیر یہ سن کر فتح خاں خوش ہوا آداب بجالا کر حجرہ سے باہر آیا اور شیخ سے کہا کہ کچھ کیونکر سلامت آیا شیخ زینا نے  
فرمایا بچہ تیرا نہ پہنچ چکا ہو دہلی تک سلامت نہ پہنچا فتح خاں نے جواب دیا الحمد للہ میری آرزو یہی جواب سینے

بشارت پائی اور بہت خوشی سے گھوڑے پر سوار ہو کر راہی ہوا جب نزدیک ملی کے پہنچا اس کو نیند آئی ایک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر لیٹا چار داڑھی کہ جاں بحق تسلیم ہوا جب اُس کے مرنے کی خبر سلطان کو پہنچی اُس نے بموجب وعدہ کے قدم مبارک اُس کے سینہ پر رکھا کہ تا ایں وقت زیارت گاہ ہے۔

سیر الاقطاب سے نقل ہو کہ مخدوم جہانیاں نے جب حضرت کی دعا سے از سر نو زندگی پائی واسطے ملاقات حضرت کے پانی پت میں آئے اور بہت روز تک قیام کیا بلکہ ایک چلہ بھی کیا اور حضرت سے فیضان حاصل کیا حجرہ مخدوم جہانیاں متصل مقبرہ حضرت قلندر صاحب ہنوز مشہور ہے مگر صاحب مرآۃ الاسرار نے اس کے خلاف لکھا ہے مگر پہلی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر شریف حضرت کی کیا عجب ہے کہ قریب سوا سو برس کی ہوئی ہو یا یہ کہ عشرون فرمایا ہو بعد میں عشرون کا عشرہ رہ گیا ہو کس واسطے کہ حضرت کی وفات ۸۵۰ھ میں ہوئی اور ۸۶۰ھ میں حضرت کی وفات ہوئی یعنی ۱۰ھ میں مخدوم جہانیاں کی وفات ہوئی واللہ اعلم۔

سیر الاقطاب سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ملک مشرق میں مسافر تھے ایک گاؤں میں پہنچے دیکھا تمام اہل دیہہ اپنے اپنے اسباب سامان باندھ کر بھاگنے کی تیاری کر رہے ہیں آپ نے دریافت فرمایا اپنے گھر چھوڑ کر کیوں بھاگتے ہو انہوں نے عرض کی کہ حاکم خراج سخت مانگتا ہے اس دیہہ میں کئی سال سے پیداواری نہیں ہوئی اپنی جانیں بچا کر کسی طرف کو نکل جاویں گے آپ نے ارشاد کیا کہ اپنے چودہری کو ہمارے پاس لاؤ وہ دھڑے لگے اور چودہری سے کہا کہ ایک درویش کامل آیا ہے وہ تجھے طلب کرتا ہے جب چودہری حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس موضع کا بیع نامہ ہمارے نام لکھ دو اور تم ہی رہو اُس نے بیع نامہ لکھ دیا اُس وقت فرمایا کہ مکمل آلات آہنی لا کر اُن کو انبار اُپلے میں رکھ کر آگ دو صبح نکالنا اس حیل سے سرکاری محصل ادا ہو جائیگا تم بھی متمول ہو جاؤ گے انہوں نے بموجب ارشاد کے ایسا ہی کیا حضرت شب کو خفیہ وہاں سے دوسری طرف روانہ ہوئے صبح جب انہوں نے اپنے ہل پاتھے وغیرہ رکھ میں سے نکالے تو سب سونے کے تھے بہت خوش ہوئے سرکاری دام ادا کئے اور خود ہمیشہ کو متمول ہوئے۔

وگھر ایک وقت حضرت کو ہستان کی سیاحی میں تھے ناگاہ ایک بلند پہاڑ پر گزر رہا دیکھا کہ ایک ہندو فقیر آنکھیں بند کئے دیہان میں بیٹھا ہے آپ اس کے سامنے ٹھوڑی دیوار استادہ ہے اور اپنے قلب سے اُس کے قلب کو حرکت دی چونکہ وہ بھی اپنے فن میں کامل تھا آنکھیں کھولیں رو برو آپ کو کھڑا پایا سمجھا کہ یہ مکمل

در ویش ہے اپنی جھولی سے ایک پتھر نکال کر حضرت کو دیا اور کہا کہ یہ بارس ہو لو اس پر لگنے سے سونا  
ہوتا ہے، حضرت نے اس کو دیکھ کر تبسم کیا اور اُس پتھر کو ایک گھر سے غار میں پھینک دیا کہ جو برسائی پانی  
مطلب تھا وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور کہا کہ اے شخص میں نے یہ نعمت عظمیٰ بڑی جان بکائی ہے پیدا کی تھی تیرے  
حال پر رحم کر کے تجھ کو دی کہ تو کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہو تو نے اسی بے قدری سے اس کو ضائع کیا  
آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ کو دیا وہ میری ملک تھی میں نے جو چاہا کیا، اُس نے جواب دیا کہ یہ سچ مگر تو نے  
میرے سامنے جو اس کو برباد کیا اس کا مجھ کو بہت درد ہے یا تو اُس کو موجود کر ورنہ یہاں سے تیری  
رستگاری نہ ہوگی آپ نے فرمایا مردانِ خدا جس پتھر پر نظر ڈالتے ہیں وہ بارس ہو جاتا ہے اُس قدر  
ٹکڑے کی کیا اصل ہے اُس نے کہا میں نہ انوکھا میرا وہی پتھر پیدا کر جب آپ نے دیکھا کہ جو گی نہ مانے گا  
اُس وقت فرمایا کہ اس پانی میں آ اور اپنا پتھر پہچان کر لے جب جو گی پانی میں گیا کل پتھر اسی شکل کے پائے  
حیران ہوا کہ میرا کونسا ہے پھر فرمایا کہ لو ہانگا کر دیکھ جب لو ہانگا یا وہ سونا بن گیا۔ غرض جس پتھر کو لو  
ہانکا یا وہ سونا ہو گیا بڑی تلاش سے اُس کا وہ پتھر بھی ملا اُس نے طمع سے ایک اور اٹھا کر چھپایا  
حضرت نے فوراً باطن سے معلوم فرما کر کہا کہ ایک زیادہ کیوں کیا یہ کرامت دیکھ کر وہ معتقد ہوا اور دونو پتھر  
روبرو حضرت کے رکھے اور قدمبوسی کر کے غرض کی کرامت معرفت سے کچھ بندہ کو بھی مرحمت ہوا آپ نے  
فرمایا کہ یہ نعمت بے اسلام کے حاصل نہیں ہوتی وہ اُسی وقت اسلام لاکر مرید ہوا چند روز میں تو  
حضرت سے ادیا ہوا لکھا ہے کہ چالیس سال برابر حضرت نے سیاحی کی بڑے بڑے بزرگوں  
مے فیضان حاصل کئے لکھا ہے کہ جب عمر شریف حضرت کی آخر پہنچی اتفاقاً حضرت شیخ عبدالحق  
ردو لوی قدس سرہ سیر کرتے ہوئے آگے اور پیرو مرشد کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے  
چندے ہے کہ حضرت نے اُن کو بطرفِ ردولی رخصت فرمایا اور کہا کہ ہمارے خواجگان کا طریق  
یہی ہے کہ بعد ترتیب و تکمیل مرید صادق کو جس لاکر دیتے ہیں چنانچہ سینے بھی تنگ کو طرفِ سنام کے روا  
کر دیا تھا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وقت نقل حضرت مخدوم شیخ علی احمد صابر قدس سرہ حضرت  
شاہِ ولایت موجود نہ تھے تو بھی میری نفس کے وقت موجود نہ ہو یہ فرما کر خرقہ خلافت اور اپنے پیروں کے  
تبرکات مرحمت فرمائیے اور عین وقت رخصت کے کمال مہربانی سے فرمایا کہ عبدالحق میں خدائے عزوجل سے  
جاتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہوا اور تمام عالم تیرے کور سے منور ہوا اور قیامت تک اس کا اثر



باقی ہے اور میرے فرزندوں کی دستگیری کرتے رہنا اور وقت نقل کے فرزندوں کو بلا کر وصیت فرمائی کہ وقت حاجت تمہاری دستگیری کو بعد الحق کافی ہے۔ وفات حضرت کی ۱۳ ربیع الاول ۶۷۵ھ میں ہوئی مزار پانی پت میں زیارت گاہ خاص نام ہے بعد انتقال حضرت کے حضرت شیخ احمد عبدالحق ایک بار پانی پت میں آئے، صاحب سجادہ اور دیگر صاحبزادگان نے آپ سے بیعت کی آپ نے فرمایا کہ اگر میں نہ آتا تو میرے مخدوم زادہ یونہی رہتے اس روز سے اولاد حضرت شیخ جلال الدین محمود کبیر الاولیا پانی پتی سلسلہ حضرت شیخ احمد عبدالحق سے بہرہ مند ہوتی ہے اور وصیت حضرت کی پابند ہے حضرت کے چالیس خلیفہ تھے ان میں صاحب سلسلہ حثیہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ہوئے کہ جن کا ذکر خیر آگے آویگا دوسرے حضرت شیخ بہرام حثی بیڈولوی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی ہوئے لکھا ہے کہ پہلے ان کو خرقہ خلافت عطا کر کے بمقام برناوہ روانہ فرمایا تھا وہاں آپ حدایت خلق اللہ میں مصروف تھے ایک سال دریاے جن نے سمت بیڈولی کر اب ضلع مظفرنگر میں ہو عبور کر کے قصبہ کے نزدیک پہنچی ساکنان قصبہ مذکور نے کہ متعہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کے تھے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اگر حضور شریفین نے چلیں تو ہم لوگ اس آفت سے بچیں۔ حضرت مخدوم نے ایک خط بدست خاص بنام شیخ بہرام لکھا اور سالیوں کو دیا کہ برناوہ جا کر شیخ بہرام کو دو وہ تمہارے ہمراہ اگر وہیں رہیگا اللہ تعالیٰ تم کو اس آفت سے نجات دیگا الغرض یہ لوگ برناوہ آئے آپ مکان کے اندر تھے انہوں نے آواز دی آپ باہر آئے ان لوگوں نے مخدوم کا خط دیا آپ نے اس خط کو پہلے بوسہ دیا پھر گھر میں نہ گئے اسی وقت ان کے ہمراہ ہوئے جب بیڈولی پہنچے کنارہ دریا پر جا کر عصا اپنا زمین پر مارا اور فرمایا کہ باش دریں جا باش آپ نے اسی جگہ قیام فرمایا تمام اہل قصبہ معتقد اور مطیع رہے اور حضرت نے ۵۵۰ھ میں وفات پانی مزار پر ملا قصبہ بیڈولی میں حاجت روائے خلق ہے ہزاروں سحر آلود اور مجسنوں آستانہ فیض نشانہ پر حاضر ہو کر اچھے ہوتے ہیں جو بیمار لا علاج ہو کر چنچے دہاں قیام کرتے ہیں اور چاہہ آستانہ سے ہر روز غسل کرتے ہیں شفا پاتے ہیں چنانچہ اس کتاب الحروف نے بچیم خود دیکھا ہے کہ ایسے ایسے دیوانے آتے ہیں جو چھکڑوں سے بندھے ہوتے ہیں جہاں چھکڑا آستانہ میں آیا اور خدام نے ڈوری ان کے پیر میں بندھی اور کہا کہ جھوٹو اب یہ قید ہو چکا کہیں نہیں جائیگا اس وقت وہ کھول دیا جاتا ہے پھر نہ کچی مارتا نہ گالی دیتا ہو دیکھا ہے دیوانوں کو جب بولن بڑا کی حاجت ہوتی ہو تو خود آستانہ سے باہر جا کر بول و برا کر آتے ہیں

خود مزار پر جا کر سر ہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مائے کوڑوں کے کھال گرا دی آگ لگادی وقت دوپہر کے سب اکٹھے ہو کر باری باری سے جنتر میں سے نکلنے میں شور و شہر کچھ نہیں کرتے خود برتنے کے درخت پر چڑھتے ہیں اور اُس کی ٹہنی پکڑ کر نیچے تلکتے ہیں روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مائے کوڑوں کے کھال اڑادی اور جو عورت خدمت مزار کے قریب جاتی ہے وہ کسی ہی دیوانی ہو بلے پردہ نہیں ہوتی باادب ہی ہے آسیب زدہ یا سحر کودہ تو فوراً اچھے ہو جاتے ہیں اور جن کو داغی یا قلبی خلل ہوتا ہو وہ چند دن قائم کرتے اچھے ہوتے ہیں جب تک اہل قصبہ عقداور ہم مذہب حضرت کے لیے کبھی دریائے نہیں ستایا کبھی مہینہ کی بیماری اس قصبہ میں نہی کی جس روز سے وہ لوگ اثنا عشری ہوئے بڑے عقیدت کے بغض ہوا اس روز سے دریا بھرتا ہے ۱۸۹۱ء میں دہلی میں دہلی صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ ۱۵۰۰ھ میں بھاجن بادشاہ دہلی ایک ہندو حاکم بیڈولی ہوا اور وہ معافی کر جو واسطے خدام آستانہ کی تھی اس کو ضبط کیا وہ چھوٹے چھوٹے دو موضع ہیں اور وہ زمین کو خاص قصبہ میں ہوا اور واسطے اخراجات آستانہ شریف کے ہے اُس کو بھی ضبط کرنا چاہا مایان قصبہ نے حاکم کو منع کیا وہ نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پائش زمین کو آیا اور پائش کرنی شروع کی۔ خدام کی کیفیت دیکھ کر مجبور ہوئے اُن میں سے ایک روز نہر پر آیا اور فریاد کی کہ یا حضرت اس کجبت نے ہماری روٹی بھینچی زمین خاص آستانہ کو بھی پائش کر رہا ہے مدد کیجئے۔ مجاور کے کہتے ہی اندر آستانہ کے اُس کو شور معلوم ہوا وہاں اُس حاکم کا گھوڑا بگڑا وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور ہوا پر متعلق ہوا اسی خادم نے اس کو ہوا پر دیکھ کر عرض کی کہ یا حضرت اس کو ہوا پر کیوں لٹکا رکھا ہے زمین پر دے مائے فوراً وہ زمین پر گر کر بیہوش ہوا اُس کے آدمی اُس کو آستانہ میں لائے وہ چلا یا کہ جھکو جلد یہاں سے لے چلو اگر غیب سے میرے سر پر مار پڑتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہاں سے نکل اُس کے آدمیوں نے اُس کو چار پائی پر ڈالا خود اُس کی مشکیں بندھ گئیں جب چار پائی پر ڈالتے تھے وہ نیچے گر پڑتا تھا آخر مجبور ہو کر خدام سے عفو تقصیر چاہی اُن لوگوں نے آستانہ پر آکر استدعا کی کہ یا حضرت یہ اپنی سزا چاہتا اب خطا معاف ہو اسی وقت مشکیں کھلیں اور بعد چند روز کے اچھا ہوا اور بہت کچھ نذر دنیا زکی۔ خدام کو بہت کچھ دیا اس قسم کے حالات بہت سنے اور کچھ بختم دید میں اگر لکھوں تو تیسری کتاب تیار ہو تیسرے خلیفہ شیخ نظام الدین کتیس برس خدمت شیخ جلال الدین میں ہے آخر فرقہ خلافت حاصل کئے کہ نام میں مقرر ہوئے پچند روز وہاں رہ کر حیات شیخ میں انتقال کیا اور ایک مدت آپ کی قبر پر شعلہ مثل چراغ کے

روشن معلوم ہوتا رہا، ایک بار حضرت شیخ جلال الدین وہاں پہنچے واسطے فاتحہ کے آپ کے مزار پر آئے اس شعلہ کو دیکھ کر فرمایا کہ نظام الدین یہ نور جو تمہاری قبر پر ظاہر ہے بہتر یہ ہے کہ اندر رہے کہ کوئی نہ دیکھے کہ آداب شریعت متروک نہ ہو کس واسطے کہ اگر نور ہمیشہ ہویدار رہتا تو روضہ مقدسہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رہتا بجز دفن کے شیخ کے وہ نور اندر ہو گیا پھر ظاہر نہ ہوا۔

چوتھے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالقادر کہ فرزند اکبر بھی تھے یہ بھی حضرت کی حیات میں فوت ہوئے۔ پانی پت میں یہ محل رانیاں متصل سید محمود صاحب کے آسودہ ہیں۔

پانچویں خلیفہ خواجہ شبلی کہ فرزند دلبند بھی تھے کہ عالم علوم ظاہری و باطنی و تجربہ و فقر میں یگانہ روزگار تھے اہل دنیا و دنیا سے نہایت متنفر تھے اور سبب جمعی بیماری کے دونوں پیر بیکار ہو گئے تھے مگر حالت وجد میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اس طرح پر کہ جس طرح تندرست کھڑے ہوتے ہیں ایک روز عین حالت وجد سماع میں آپ کے چچا شیخ ادیس آگئے آپ کو بحالت وجد کھڑا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ شبلی وجد کے وقت جو تو کھڑا ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ شبلی اپنی کرامات دکھاتا ہے یہ سن کر بیٹھ گئے پھر تاحیات نہیں اٹھے اور حضرت اپنے مریدان افغانان پانی پت پر کہ جن کی اولاد اب تک پانی پت میں آباد ہے بہت مہربانی فرماتے تھے اُن کو دعا دی تھی کہ تمہارا تیر کبھی خطا نہ کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا ایک روز ایک فغان جلسہ عام میں کہا کہ ہمارے پیر کی دعا سے ہمارا تیر کبھی خطا نہیں کرتا یہ کہہ کر آسمان کی طرف تیر چھوڑا سب یکہ بے تھے کہ کیا ہوتا ہے جب تیر زمین پر گرا دیکھا کہ اس میں مچھلی بندھی ہوئی تھی سب دیکھنے والے متحیر ہوئے اور سمجھے کہ یہ مرد خدا کی دعا کا اثر ہے وفات حضرت کی ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

چھٹے خلیفہ خواجہ کریم الدین تھے کہ متصل اپنے برادر کلاں خواجہ عبدالقادر کے آسودہ ہیں۔ ساتویں خلیفہ خواجہ عبدالواحد کہ فرزند بھی تھے بمقبرہ سے باہر متصل دروازہ کے آسودہ ہیں۔

آٹھویں خلیفہ حضرت مخدوم شیخ زینا کہ ان کے دادا پر دادا حضرت کے جد کلاں کے ہمراہ گادروں آئے تھے قصبہ اندری میں آسودہ ہیں۔

نویں خلیفہ شیخ احمد قلندر کہ قلعہ پانی پت کی پشت پر آسودہ ہیں۔

دسویں شیخ شہاب الدین کو قصبہ جھنجھانہ میں آسودہ ہیں کیسی ہی ہوا چلے آپ کے مزار پر جو چراغ رکھ دیا جاتا ہے گل نہیں ہوتا۔

اٹھارھویں سید موسیٰ کہ بہار میں آسودہ ہیں، بارھویں حضرت قاضی اولیا کہ قصبہ سلطان پور علاقہ کرنال میں آسودہ ہیں، تیرھویں شیخ سعید نبیرہ قاضی محمد اولیا کہ قصبہ سونی بت میں آسودہ ہیں۔ ان کی اولاد پہلے تو حضرت شیخ جلال الدین کے صاحب بچادوس سے بیعت کرتی تھی اب اللہ جلے چودھویں شیخ حسن موضع نہر پرگنہ بیانہ میں آسودہ ہیں، پندرھویں شیخ عبدالصمد سنہامی کہ سنہام میں آسودہ ہیں ان کی اولاد میں بچادگی علی آتی وہاں حضرت نے ملفوظات شیخ کے جمع کئے تھے، سولہویں میر سید محمود کہ متصل روضہ قلندر صاحب کے سربراہ آسودہ ہیں، سترھویں میر سراج الدین کہ متصل دروازہ قدیم روضہ حضرت قلندر صاحب جلال شاہ کے ہیں، اٹھارھویں شیخ سرکنیا کہ متصل شہر کے آسودہ ہیں جس کی کوکچھ حاجت ہوتی آپ کے مزار سے خشت لاکر با اوب رکھتا، بعد پورے ہونے حاجت کے اُس کے برابر شہر بنی تو لکڑ تقسیم کرتے ہیں، انیسویں شیخ ساؤ الدین کہ کیرانہ میں آسودہ ہیں آپ کا ذکر حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین کے ذکر کے ساتھ کیا جاوے گا بیسویں شاہ ولایت نظام الدین کہ کیرانہ میں مسجد کلاں دربار کے آگے آپ کا مزار زیارت گاہ ہے، اور بیس خلیفہ نظری ہیں، اس طرح چالیس خلیفہ ہوتے ہیں۔

## ذکر آں محو جذبات جلال بودی نفحات جمال غرق شہود ذات مطلق قطب الابدال حضرت شیخ احمد عبدالحق توشہ زولوی قدس سرہ

سر حلقہ خلفائے شیخ جلال الدین پانی پتی کی محبوب ترین خلفاء سے تھے شانِ عظیم حاصل ستقیم رکھتے تھے۔ قہر و لطف جو کچھ آپ کے خیال میں آتا اسی وقت اس کا ظہور ہوتا۔ ریاضت اور مجاہدہ ایسا کیا کہ چھ ماہ ایک قبر میں پوشیدہ یا دحق میں ہے، آپ کو بھی ہر وقت استغراق رہتا تھا کہ نماز جمعہ کو جماعتی خادم حق کہتا آگے چلتا تھا تب آپ آگے قدم رکھتے تھے، اگر وہ کبھی چپ ہو جاتا آپ بھی کھڑے رہ جاتے تھے۔ شیخ عبدالرحمن حنظلی کہ مصنف مرآۃ الاسرار اور ادبیتہ میں نقل کرتے ہیں کہ اسم حق میں ان حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق و مریدان شیخ کی کیفیت تھی کہ کوئی سانس بغیر ذکر حق کے خالی نہ آتا تھا۔ ہر موقع ہر محل ہر کار و بار میں حق کہتے تھے۔ چنانچہ اسم حق اور جمال حق میں مستغرق رہتے تھے، چنانچہ آج تک آپ کے سلسلہ میں کحق جاری جاننا چاہیے کہ جب روح عارف کی دویائے توحید میں غوطہ زن ہوتی تو اتنا نیت کم ہو کر تنہا لفظ حق حق کہنے لگتا کہ اور حقیقت توحید معائنہ کر کے حقیقت انیاء ہمیزہ ہزار عالم کو ایک وجود جانتا ہے۔ اس سبب سے

حق بحقیقت پہنچ جاتا ہے۔ الغرض سلسلہ نسب حضرت چند واسطوں سے امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتهی ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے دادا شیخ داؤد مدعہ چند مردان قبیلہ کے حادثہ ہلاکو خان میں باغ سے نکل کر وارد ہندوستان ہوئے، اور بعد سلطان علاؤ الدین خلجی اودھ میں اہل مدہئے اور قبیلہ ولی کی سکونت اختیار کی شیخ داؤد مرد عظیم القدر تھے اور مرید حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے اپنے حال و جمال باطنی کو سکوت اہل خاص میں پوشیدہ رکھتے تھے، مزار ان کا ردولی سے جنوب میں نہایت غریب واقع ہے۔ بعد انتقال ایک پسر شیخ عمر کو چھوڑا کہ یہ بھی مشائخ سیرت اور متقی تھے، ان کا مزار بھی اپنے والد کے پاس ہی شیخ عمر کے دو صاحبزادہ تھے، ایک شیخ تقی الدین، دوسرے حضرت شیخ احمد۔ عبدالحی شیخ تقی دہلی میں آئے تھے، اور حضرت شیخ احمد عبدالحی ردولی بھی والدہ کے پاس تھے، صاحب انوار نور العیون تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد قس سترہ ساٹ برس کے تھے ہمیشہ اپنی والدہ کے ہمراہ نماز تہجد پڑھ کر ادا کرتے، ایک روز آپ کی والدہ نے شفقت مادرسی کہا کہ عبدالحی ابھی تم پر نماز فرض نہیں تم تقویٰ میں اپنی کوشش کرتے ہو چو کہ آپ عاشق الہی تھے، والدہ کی یہ بات خلاف معلوم ہوئی اور کہا کہ کیسی مادر مہربان ہے کہ اپنا کار نو کرتی ہو اور مجھ کو امر حق سے باز رکھتی ہو، نہایت شوق گھر سے بے سروسامان نکل کر چل دیے، مگر زبا پر لفظ حق جاری ہو گیا اور بعد ڈیڑھ دو ماہ کے اپنے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس ملیں گے انہوں نے ان پر بہت شفقت کی اور ان کو ایک مولوی کے پاس لے گئے کہ تعلیم کریں انہوں نے ان کو میزان الصرف شروع کرائی جب سبق ضرب ضرب کا آیا اس کے معنی پڑھے استاد سے کہنے لگے کہ راہ حق میں زدن اور زندہ شدن کا کیا کام مجھ کو ایسا علم پڑھاؤ جس سے معرفت حق حاصل ہو کہ سوائے اس کے میں کو دوست نہیں رکھتا، مولوی صاحب یسین کز تاجر ہوئے اور ان کی طلبہ صوابیہ پر روئے اور خدر کیا۔ ان کے بھائی سے کہا کہ اس عزیز کا مطلب و سرا ہوا ہم تم کو اس میں کچھ دخل نہیں درادل سے ایسا استغراف تھا کہ ایک روز زوجہ شیخ تقی الدین نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم اس کو کیوں نہیں پڑھاتے کہیں اس کو پڑھنے بٹھاؤ کہ علم جو ہر انسان کو انہوں نے کہا کہ یہ کچھ اور ہی پڑھا ہوا ہے دیکھو میں تمہیں دکھائے دیتا ہوں ایک بٹوے میں پانچ پوئے ڈال کر ان کو دے اور کہا کہ ان کو بحفاظت تمام رکھنا اپنے وہ بٹوہ لیکر دروازہ کی دہلیز میں گاڑ دیا، تھوڑی دیر بعد آپ کی بھانجی نے پوچھا کہ بھائی عبدالحی وہ بٹوہ وہاں سے کہاں ہے، یسین کو کہنے لگے کہ کیسا بٹوہ میں کیا جانوں انہوں نے کہا ابھی جو تمہارے بھائی نے دیا ہے، یسین نے لگے کہ مجھ پر بہتان لگاتی ہو مجھ کو بٹوہ نہیں دیا، انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں اپنے بٹوہ کا ڈالنا تھا

اس وقت یاد آیا اور فرمایا کہ میں بھول گیا تھا۔ آخر آپ کو صحبت دنیا داران خوش نہ آئی دہلی سے نکلکرا اور بزرگوار سے بھی لے، آپ کے درو کو کسی نے نہ تخصیص کیا، ایک مدت جنگل میں عبادت مشغول ہے اور ریاضت اور مجاہدہ سجدہ کمال پہنچایا۔ بعد اہام غیبی پانی پت میں وارد ہو کر شیخ جلال الدین پانی پتی سے ملکر عارف حق ہوئے اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ شیخ جلال الدین نے آنا شیخ عبدالحق کا نور باطن سے معلوم کر کے چند گھوڑے با ساز زرین سو کر درخانقاہ پر استادہ کر لئے اور خادم کو حکم دیا کہ آج دسترخوان نہایت کلفت تیار ہو اور خراب بھی کوئی ایسی چیز ہو کہ جس کا چھونا منع نہ ہو کھانا حرام ہو بعض نے لکھا کہ شراب غیرہ مسکرات تھی، نعوذ باللہ جو ذات بابرکات ہوا ورنہ اپنے مریدوں کو خراب حرام چیز کے ہاتھ نہ کھانے کا حکم ہے، خوشنایت ہو کہ شیخ کو نہایت اتفاقا تھا الغرض جب شیخ عبدالحق دروازہ پر آئے گھوڑے اور آرائش مکان اور تزک احتتام دیکھ کر اپنے دل میں کہنے لگے کہ جو شخص ایسا باحشمت اور دنیا دار ہو محبت الہی سے اُس کی کیا ذوق ہوگا، جب اندر آئے تو دسترخوان دیکھا اور بھی حیران ہوئے اور انیائے مسکرات دیکھ کر متعجب ہوئے وہاں سے نکل کر چلے تمام دن چلے شام کو قریب ایک بادی کے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہو معلوم ہوا کہ یہ پانی پت ہے، یسین کر بہت ہی حیران ہوئے وہ شب باہر بسر کر کے صبح پھر رہا ہی ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ راگم گئے دیکھا کہ ایک خشکے رخت پر ایک شخص کلاہ سر پر کئے بیٹھا ہے، انہوں نے اُس سے راستہ دریافت کیا اُس نے کہا کہ لے گمراہ اصلی راستہ دروازہ شیخ جلال الدین کے گم کر کے آیا ہے اگر یقین نہیں تو دو شخص اور آتے ہیں اُن سے پوچھ لے، جب یہ چند قدم اور آگے بڑھے دیکھا کہ دو شخص شکل مشائخ آتے ہیں اُن کے نزدیک پہنچ کر راستہ دریافت کیا انہوں نے بھی کہا تو دروازہ شیخ جلال الدین سے راگم کر کے آتا ہے، تیرا راستہ دروازہ شیخ پر ہے، اب تو ان کو یقین ہو کہ یہ ہدایت غیبی ہے، پس باعتبار تمام وہاں سے وہیں ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر وہ اپنی کلاہ مرزا خواجہ شمس الدین سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور حلوادیں تو کیا خوب ہو، جب یہ قریب خانقاہ کے پہنچے اُن کے آئینہ کا حال نور باطن سے معلوم کر کے روضہ پیر مرشد میں تشریف لے گئے، خانقاہ پر اُن کو معلوم ہوا کہ شیخ روضہ خواجہ شمس الدین میں ہیں یہ بھی نہایت اشتیاق سے وہاں پہنچے اور اندر روضہ کے جا کر شیخ کی قد موسیٰ کی، شیخ نے اپنی کلاہ روضہ شیخ سے مس کر کے اُن کے سر پر رکھی اُسی وقت برائے نیاز ایک شمس حلوایا شیخ نے فاتحہ دیکر اُن کو اور دیگر حاضرین کو تقسیم فرمایا۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ کل حلوایاں کے حوالے فرما کر کہا کہ یہ تمہاری آرزو غیبی یہ حلوایاں خوش ہوئے اور تین بار دونوں نے حق حق کہا اور شیخ نے ان کو مرید فرمایا بعدہ جب کاتبیں بنی آخر قرقلا

عطا فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہزاروں خلفائے امداد راجہ حضرت کے مقتولے روزگار اور برتر تہ لایت کے پہنچے کوئی جگہ ایسی نہیں ہو کہ جہاں یہ سلسلہ نہ ہو۔ بعض لکھنا ہے کہ جب شیخ احمد علی الحق دوبارہ آئے ہیں تو شیخ اُن کے شوق میں در خانقاہ پر استاذ تھے اور صاحب قتب اسل لانا حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ جب شیخ احمد علی الحق آئے اور مرید ہوئے تو خدمت شیخ میں پہننے لگے مگر ان کے دل میں بوجہ اسباب معیشت کے متفرق تھا اس واسطے کہ اُن کو تجرید سے الفت تھی۔ ایک روز کسی مرید شیخ کے ہاں دعوت ہوئی۔ اس میں شیخ اور شیخ عبدالقدوس اور دیگر حضرات موجود تھے۔ دانستہ برائے مصلحت کوئی نشہ کی بھی چیز موجود کی گئی تھی وہ دیکھ کر اُن کو نفرت ہوئی اور چلے گئے تھے بار دیگر بھی اگر مرید ہوئے شیخ اپنی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ ایک روز خادم کو حکم دیا کہ آج ہرقم کا کھانا اور کوئی نشہ کی چیز بھی ہو۔ جب سترخان آراستہ ہوا چند اور بھی یا حاضر تھے شیخ احمد علی الحق کو بھی طلب کیا اور اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ بابا عبدالحق جس برتن کو حق سے جدا جانے اور دور سمجھے اُس میں ہاتھ نہ ڈالنا یہ سنتے ہی اُنہوں نے جو شیخ کی طرف دیکھا انوار تجلیات اللہ نور السموات والارض کا مشاہد ہوا فانیات و فہم وجہ اللہ رونما ہوا۔ نہایت تجلیات ظہور حق سے متحرک اور بخود ہو کر زار زار روئے اور ایک مدت تک ایک گوشہ میں محو جمال حق میں پڑے رہے۔ ایک روز حضرت شیخ نے کمال مہربانی سے ان کے پاس جا کر فرمایا کہ بابا عبدالحق ہو شیخ ہر کچھ کھاؤ آپ نے سُن کر سرستغرق سے اُٹھا کر عرض کیا کہ یا شیخ میں نہیں جانتا کیا کھاؤں کیا کروں کمرے کھانے کی خواہش کروں کس سے پرہیز کروں اور پاک ناپاک میں کیونکر فرق کروں کسی بزرگ کا قول کیا خوب ہے ۵ غیر تش در جہاں نگہداشت و لاجرم عین جملہ استیسا۔ سبحان اللہ وہ مقامات کہ جو بزرگوں کو بعد تکمیل کے حاصل ہوتے ہیں اُن کو اوائل میں حاصل ہوئے۔ الغرض جب شیخ نے بہت فرمایا تو عرض کیا کہ سانویں کی روٹی بہتر ہے۔ مریدی سے پہلے بھی حضرت سانویں کی روٹی سے افطاریا فرمایا کرتے تھے۔ شیخ نے خادموں کو حکم دیا کہ سانویں کی روٹی لاؤ اُنہوں نے بموجب حکم اُس کے چانول کی روٹی تیار کر کے حاضر کی آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ سانویں کی روٹی نہیں ہو بلکہ چانولوں کی روٹی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ بابا اللہ پاک ہے پاک کو عنایت فرماتا ہے۔ آخر تک پاک ہے۔ پس بعد ان ہدایت کے شکوک رفع ہوئے اور ثابت قدمی سے اپنے کار میں مشغول ہوئے۔ بعد ترتیب کے خواجگان چشت کا طریقہ ہے کہ مرید صادق کو اپنے سے جدا کر کے سفر کراتے ہیں۔ پس بموجب اجازت شیخ کے سفر اختیار کیا۔

شب بچا گذر ایک شہر میں ہوا اور مسجد جامع میں ٹھہرے، بعد نماز عشاء کے دیکھا کہ تمام خلق شہر کی مسجد میں اکراذائیں کہنے لگے۔ آپ نے پوچھا کہ اذائیں کیوں کہتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ اس شہر پر بلا نازل ہوئی ہے اُس کے دفع کرنے کو اذائیں کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم بھی درویش ہو اذان کہو، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے ہرگز نہ ہو سکیگا کہ اللہ کی طرف سے بلا نازل ہو اور میں اُس کے دفع کی کوشش کروں، حق کی طرف سے جو ہے وہ رحمت ہے اور زار زار روتے ہوئے اُسی وقت وہاں سے اٹھ کر راہی ہوئے، آخر قصبہ سننام میں پہنچ کر ایک ضعیفہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے، اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ وہ بی بی بھی اس قدر ریاضت کرتی تھی کہ حضرت اُس سے سبقت نہ لے جاتے تھے نام اس ضعیفہ کا فاطمہ تھا اور سننام میں ایک مجدد بھی اُن سے حضرت کو کمال محبت ہو گئی تھی، اُن کے واسطے کھانا لیکر جاتے وہ فرماتے کہ یہ رحمت حق ہے اور کھاتے ایک روز اس ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ حوض میں سے مچھلیاں ماری جاتی ہیں، اور صبح حضرت سے بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سننام خراب ہو اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی خراب ہو۔ چنانچہ اسی عرصہ میں حضرت امیر تیمور صاحب قرآن وارد ہندوستان ہوئے۔ آپ نے اس مجدد سے کہا کہ اب کیا لائے ہیں، اُس نے کہا کہ میں بھی یہاں جاتا ہوں تم بھی چلے جاؤ۔ چنانچہ بعد ازلے آپ کے سننام تاراج ہوا جب آپ پانی پت میں آئے دیکھا کہ شیخ بھی تیاری سفر کی کر رہے ہیں۔ اُن کو دیکھتے ہی ایک طباق چاولوں کا رحمت فرما کر کہا کہ یہاں رہنا بہتر نہیں۔ شیخ تو کوہستان شمالی کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت طرف بدایوں کے آئے چند سے قیام فرما کر عازم بنگا ہوئے۔ بمقام پنڈہ شیخ علاؤ الدین بنگالی سے ملے۔ وہاں سے چل کر بہار شریف میں آئے وہاں دو مجددوں سے ملے، انہوں نے آپ کے حق میں دعائیں کیں۔ وہاں سے چل کر ایک قبرستان میں رہے عجائبات دیکھے۔ اہل قبور کی کرامات معائنہ فرمائیں، آخر ایک اہل خیر کی نصیحت سے وطن میں آکر سندھ ادیت پر متمکن ہو کر ترتیب مریدوں میں مشغول ہوئے اور اہل برادری نے نکاح کرایا۔ پہلے آپ کے ہاں شیخ عزیز پیدا ہوئے انہوں نے پیدا ہوتے ہی حق کہا کہ تمام اہل خانہ نے سنا اسی طرح ان کے خوارق ظاہر ہوئے۔ ایک دن غلہ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا غلہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چناں و خپس خوارق صاحبزادہ ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ نے اٹھ جاکر فرمایا کہ میرے گھر میں ایسا غلہ نہ چاہیے اور گھر سے نکل کر گورغریاں میں آئے، اور فرمایا کہ اس جگہ عزیز کی ہے، اُسی وقت وہ فوت ہوئے۔ بعدہ دوسرے صاحبزادہ تولد ہوئے انہیں بھی حق کہا اور



خوارق ظاہر ہوئے آپنے اُن کے واسطے بھی دعا کی وہ بھی فوت ہوئے۔ آخر جب شیخ عارف پیر سوم تولد ہوئے وہ زندہ ہے اور عارف کامل اور صاحب سلسلہ ہوئے اس سلسلہ کو احمدیہ جتئیہ کہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت دیوار حجرہ پر تشریف فرما تھے کہ شیخ جمال کو جرہ گھوڑی پر سوار جلتے تھے حضرت کو دیکھا پر بیٹھے دیکھ کر کہنے لگے کہ ممکن ہے کہ یہ دیوار ہٹنے لگے اور چلنے لگے آپنے فرمایا کہ کیا مشکل ہے اسی وقت حرکت میں آئی آپنے فرمایا بھائی جمال تمہاری گھوڑی کیسی جلتی ہے انہوں نے ہر چند کڑے بلے اُس نے قدم بھی نہ ہلایا، اُس وقت شیخ جمال شرمندہ ہے اور غدر چاہا۔ الغرض ردولی میں کچے دو حجرے تھے جمالی نیچے اور جلالی بالائے بام تھا۔ ایک بار پیادہ حاکم ردولی کے خانقاہ حضرت سے ایک چار بائی اٹھالے گئے خدام نے عرض کیا آپنے فرمایا صبر کرو، تھوڑی دیر بعد سنا کہ وہ حاکم مر گیا۔ ایک بار حضرت معہ چند یاران مسافر تھے ایک جنگل میں پہنچے وہاں یکے رخت نہایت شاداب سرسبز تھا نیچے اُس کے سان زمین تھی آپ وہاں ٹھیکر مشغول ہوئے یہاں تک کہ روح نے پرواز کی خالی جدرہ گیا۔ ہمراہی چال دیکھ کر زاری میں آئے اور بہت لوگ جمع ہو گئے۔ جب بہت شور و غل مچا آپنے چشم واکلی اور فرمایا کہ میرا ارادہ اسی جگہ رہنے کا تھا اگر تمہاری شورش سے پھر وہاں آنا پڑا۔ یہ فرما کر ردولی شریف کو واپس آئے۔ وفات حضرت کی پندرہ جمادی الثانی ۱۰۳۶ھ میں ہوئی مزار ردولی شریف میں حاجت ملے خلق ہر ضیفہ اول تو حضرت شیخ عارف، دوسرے شیخ مخلص، تیسرے شیخ بختیار و شیخ شمس الدین و شیخ بہرام کہ یہ حضرات بھی کابل وقت گزے ہیں اور نہایت پیر پرست تھے۔

## ذکر حضرت شیخ قوام الدین سارنگ پستی ہرردی قدس سرہ

یہ حضرت پہلے امرائے اہل ہندو سے تھے جب سلطان بھٹے توان کی ہمشیر سے سلطان محمود بن فیروز شاہ نکاح کیا، یہ امرائے شاہی میں معزز ہوئے اور اپنے نام پر سارنگ پور آباد کیا کہ دکن میں مشہور شہر ہے اکثر بادشاہ مخدوم جلال الدین اوجی اور شیخ راجن قتال کی خدمت میں کھانا انہی کے ہمراہ کر کے بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز شیخ راجن قتال نے کہا کہ سارنگ اگر تو پانچوں وقت نماز پڑھا کرے تو میں دشمن شیخ جلال کا تھکھو دیا کروں، انہوں نے قبول کیا، اور اس تبرک سے مشرف ہوئے پھر فرمایا کہ اگر تو نماز جاہشت اور اشراق اپنے او بلازم کرے تو میں در تو دونوں ایک برتن میں کھا دیں، انہوں نے قبول کیا اور تینوں صلح ہوئے

ایک جگہ کھانا کھایا، اُسی وقت نور باطن اُن کا منور ہوا۔ بعدہ شیخ قوام الدین غلیفہ شیخ نصیر الدین چغتائی اندلی کے مرید ہوئے۔ شیخ نے اُن کو اشغال پیرانِ حُش میں مشغول کیا۔ بعد چند روز کے سلطان محمد نے قضا کی انہوں نے تمام مال و منال جا بجا ترک کر کے اپنی اہلیہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر پایادہ راہی طرینِ شریفین ہوئے۔ یہ کبھی کیوں پیروں چلے تھے، پاؤں میں چھائے پڑ گئے۔ ناچار قافلہ سے جدا ہو کر رہ گئے۔ تیسرے روز فرمایا کہ تم لوگ تین قدم مجھ سے پیچھے آنکھیں بند کر کے آؤ انہوں نے ایسا ہی کیا، جب چشم کھولی اپنے کو قریب قافلہ کے پایا۔ اسی طرح زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہو کر پھر ہندوستان میں آکر شیخ یوسف بدھ کی خدمت میں رہے اور اُن سے بھی فرقہ خلافت حاصل کیا اور کبھی کبھی لکھنؤ میں آکر زیارت پیر روشن ضمیر شیخ قوام الدین سے بھی مشرف ہوتے تھے، مگر وقت وفات پیر کی موجود نہ تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ سارنگ اس وقت موجود نہیں، جو رنہ میں اپنا فرقہ اُس کو دیتا اور لباس اپنا حاضرین کے سپرد کیا کہ شیخ سارنگ کی امانت ہے۔ چنانچہ بعد انتقال شیخ کے جب لکھنؤ پہنچے، امانت پیر سے مشرف ہوئے اور لکھا ہے کہ شیخ راجہ قسالت نے بھی تبرکات اپنے پیروں کے شیخ سارنگ کے پاس بھیج دئے تھے۔ وفات شیخ سارنگ کی ۷۷۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ

حضرت شاگرد قاضی عبدالمقدر کے اور خلیفہ مولانا محمد خواجگی کے تھے، اور سید میر اشرف علی سمنانی سے بھی استفادہ تھا، آپ بڑے فاضل اور باکمال تھے۔ چنانچہ شرحِ کافیہ اور کتاب الارشاد کہ علمِ نحو میں ہر اور علمِ بلاغ میں بدیع البیان لائانی ہر اور بحرِ مواج تفسیرِ قرآن فارسی تقسیم صنایع آپ کی تصنیفات موجود ہیں اور شعر بھی خوب فرماتے تھے، اور اہلبیت کی شان میں آپ کا ایک رسالہ مناقبِ سادات ہے۔ وفات حضرت کی ۷۷۷ھ میں ہوئی۔ ایک قطعہ آپ کا تبرکاً درج ہے۔

ایں نفس خاکسار کہ آتش سزلے اوست      برباد گشت لایق بے آب کردن است  
شخصہ چناں فرست کہ پابرسم ہند      ریزد ہمہ معنی و تکر کہ درمن است

ذکر حضرت میر سید الشہید میر محمد گیسو راز قدس سرہ حضرت عالم خورشیدی

یعنی جد آپ کے حضور فرمایا تھے، اور عمامہ زانو پر تھا، آپ نے اٹھا کر اُس کو اپنے سر پر رکھا۔ سید صاحب نے فرمایا کہ یہ خلعت تجھ کو مبارک ہو! الحمد للہ کہ امانت اپنے اہل کو پہنچی، اُس روز سید صاحب جس کو مرید فرماتے نیابت سیدید اللہ کرتے۔ ایک بار آپ ایک لڑکی ناکتہ پر عاشق ہوئے، آخر اُس سے نکاح کیا۔ جب جلاؤہ بیٹھے اُس کے جلال کو دیکھ کر شوق پیدا ہوا، ایک آہ سر دیکھ کر جان عزیز کو معشوقِ حقیقی کے سپرد کیا۔ بعد اُس دہن نے اُسی مغل مستورات میں اُن کو گود میں لیا اور فوت ہوئیں۔ آخر دونوں عاشق و معشوق کو ایک قبر میں رکھا وفات حضرت کی ۸۴۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نور الدین قطب عالم بنگالی قدس سرہ**  
 آپ فرزندِ ولید و خلیفہ  
 ارجند علاؤ الدین علاؤ الحق  
 بنگالی کے تھے۔ صاحبِ عشق اور شاہیر اولیائے ہند سے ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامات شہر میں خدمات  
 بجا لاکر قطب عالم سے مخاطب ہوئے۔ حضرت شیخ علاؤ الدین نے تمام خدماتِ خانقاہ آپ ہی کے سپرد کیں تھیں  
 اتفاقاً ایک درویش کے شکم میں درد ہوا حاجتِ پاخانہ کی ہوئی، موجبِ پُرس کو اٹھانے لگے اُس کا دست  
 نکل گیا، آپ کے تمام کپڑے خراب ہوئے، یہ حال اُن کا شیخ علاؤ الدین دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ خدمت  
 تو نے خوب دالی اب دوسری خدمت میں مشغول ہو۔ چنانچہ کافقر کو بانٹنا پہنچایا۔ رفیقِ اعارفین میں لکھا ہے  
 کہ ایک روز آپ برائے ننگ خانقاہ لکڑیوں کا بوجھ سر پہلے چلے آتے تھے، آپ کے برادرِ کلاں شیخ اعظم خاں  
 اکہ وزیرِ سلاطین تھے مل گئے، دیکھ کر فرماتے لگے نور الدین کب تک لکڑیاں ڈھونڈیگا، آپ کے پاس ہر  
 دیکھ لیا کہ لکڑیاں ڈھونڈتا ہے، میرے پاس آکر میں تجھ کو دولت و جاہ سے مستغنی کر دوں یہ سن کر جواب دیا کہ  
 بندہ کو آپ کی دولت و جنت کہ فانی ہر کچھ حاجت نہیں۔ میزِ مکنشی خانقاہ بہتر منصبِ اہلِ تیرے ہے  
 وفات حضرت کی ۸۵۱ھ میں ہوئی، مزار شریف پنڈاؤہ میں ہے اور شیخِ رفعت الدین اور شیخِ انور صلیحین  
 تھے بعد وفات حضرت کے صاحبِ بجاوہ تھے۔

**ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین قریشی قدس سرہ**  
 خلیفہ سید محمد گیسو دراز کہ علاؤ الدین قریشی  
 گولیارہ مشہور ہیں صاحبِ جامعِ علوم  
 ظاہری و باطنی تھے ہمیشہ گوشہ تنہائی میں یا معبود کیا کرتے، بلکہ خادم کو حکم تھا کہ کوئی اندر میرے پاس  
 نہ آئے۔ وفات حضرت کی ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ کبیری قدس سرہ

آپ اولاد شیخ فرید بن عبدالعزیز بن محمد الدین فی ناگوری  
میں تھے نہایت بزرگ و صاحب مقامات توحیح و صواب

آپ کی تصنیف ہے، ناگور سے ہجرت کر کے گجرات میں قیام پذیر ہوئے، اور وہیں ۸۹۸ھ میں وفات پائی۔

## ذکر حضرت شیخ ابوالفتح جنپوری قدس سرہ

مرید و خلیفہ و شاگرد شیخ عبدالقادر کے اور  
اُن کے پوتے بھی تھے۔ فاضل و رشخ

وقت گزرتے ہیں۔ مکارم اخلاق سے نقل ہے کہ شیخ ابوالفتح جنپوری جدہ مہینہ شکرمہ میں ہے، آپ کے  
جد نہایت فکرمند تھے۔ ایک روز شیخ رکن الدین ابوالفتح متانی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے گھر  
پوتا ہوگا۔ اُس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اُسی روز ۱۲ محرم ۸۷۲ھ میں حضرت تولد ہوئے، اُسی وقت  
شیخ جمال الدین مرید شیخ عثمان سیاح اُن کے گھر آئے، اور آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابوالفتح ہے، قاضی اس  
بچے سے تیرا گھر بُرہ ہوگا۔ آخر اللہ شیخ عبدالحی والد شیخ ابوالفتح نے اپنے والد کی حیات میں قضا کی، اور  
آپ نے اپنے دادا سے تربیت پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد انتقال قاضی عبدالقادر کے مسند خلافت  
جسٹیت پر فہم ہوئے۔ آمد میر تیمور میں جنپور تشریف لائے اور زیر سایہ دیوار ایام گذاری کی۔ بعض اوقات بھوک سے  
بدن میں لرزہ آجاتھا۔ ایک روز ایک سوداگر مرید قاضی عبدالقادر کا آیا آپ کی یہ صورت دیکھ کر کہنے لگا  
کہ ایک مکان قریب مسجد نہایت عمدہ ہے خرید لیجئے اگر روپیہ نہ ہو تو میرے پاس موجود ہے اور شبلی آپ کے  
آگے رکھ دی، آپ نے اُس روپیہ سے وہ مکان خریدا اور تدریج خانقاہ تیار کر لی۔ پھر یہ سوداگر آیا، اور  
کینیت خانقاہ کی دیکھ کر دل میں خطرہ لایا کہ شیخ کے پاس بہت مال ہو جو الباسکان بنایا۔ آپ نے اس کے  
خطرہ کو معلوم کر کے فرمایا کہ میرے پاس بہت مال ہے ایک حجرہ زراور ایک نقرہ سے بُرے، مگر جو  
ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، چوبہا ہوتا ہوں خچ کرنا ہوں دوسروں کے مال کو چوری لیتے ہیں یہ سمجھا کہ یہ بدوعا  
میرے مال کے واسطے ہے۔ شیخ نے پھر آگاہ ہو کر فرمایا کہ مجھ کو کچھ اختیار نہیں جو کہو اتا ہے میں کہتا ہوں  
پس اُن ہی دنوں میں اس سوداگر کے ہاں چوری ہوئی۔ ایک بار آپ کے گھر میں بُن بری تھی اور شیخ محمد  
آکبش دریابادی اور شیخ محمد الدین کبسنوری یہ دو صاحب آپ کے خلیفہ تھے۔ وفات حضرت کی بروز جمعہ  
۱۳ ربیع الاول ۸۷۲ھ میں ہوئی مزار جنپور میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عارف قدس سرہ فرزند شیخ احمد عبدالحق روملوی

حضرت نے بعد انتقال پدر کے سجادہ شجاعت پر بیٹھ کر ہزاروں طالبانِ حق کو حق رسیدہ کیا، حضرت بندگی شیعہ عبدالقدوس فرماتے ہیں کہ خلق کی یہ کیفیت تھی کہ ہر ملنے والا یہ جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ محبت دوسرے سے نہیں فرماتے مینے اپنی عمر میں کسی سے نہیں سنا کہ مجھ سے شیعہ محبت نہیں کرتے تھے۔ وجود عالم کثرتِ نظر اقدس سے اٹھ گیا تھا؛ مستغفرِ جلالِ حدیث میں تھے اس وجہ سے صلح کل تھے جب آپ کو پڑھنے بٹھایا حضرت کے والد نے معلم سے فرمایا کہ اپنے علم سے اس کو کچھ مت سکھا کہ علمِ حجاب اکبر ہے میں اس کو اپنا علم سکھاؤں گا تمھارے پاس فقط ادب سیکھنے کے واسطے بٹھایا ہے کہ شست برفاست کا طریقہ معلوم ہو جائے جب آپ کسی فردِ ریائے ہوئے ایک روز آپ کے والد نے اپنے اہل خانہ سے کہا کہ فقیر نے بدگاہِ حق بہت گستاخی کی ہے چند مرتبہ فرستادہ حق مجھ کو لینے آئے مینے ہر بار یہی جواب دیا کہ جب تک کار خیر اپنے فرزند سے فارغ نہیں ہوتا نہیں آتا۔ اے مادرِ لکھوری ہوشیار ہو اور شادی کا بندہ بستی کر۔ شیخ عارف کو کہیں میں لکھوری کہتے تھے۔ ایک روز شیخ عبدالحق قدس سرہ نے شیخ نور الدین سے جو خلیفہ سید موسیٰ کے تھے اور آپ کے محبوب و معتقد تھے کہا سید اپنی لڑکی کا عقد لکھوری سے کر دو انہوں نے اسی وقت قبول کیا۔ آپ نے مریدوں و دروہا کو ہمراہ لیکر مکانِ شیخ نور الدین کا قصد کیا اس دوران میں دروہائے قصبہ بھی آگئے جب شیخ نور الدین مکان پر جا بیٹھے اور یہ خرقہ خانی شمس الدین کو ہوئی انہوں نے اگر سید سے کہا کہ ہم کو فقروں کی مانند نسبت اور ایسا فقیر کہ ایک کلمہ میں تشابہ یک کلمہ میں لانی رکھتا ہے آپ نے نور باطن سے معلوم فرمایا کہ یہ سید کو منع کرتا ہے نظر غضب اس کی طرف دیکھا مگر خون اس کے شکم سے جاری ہوا۔ آخر وہ بنتِ پیش آما آجے مہلت دی اور نکاح کے واسطے چھ ماہ کی مہلت دی بعد حضرت خافا کو واپس گئے آخر بعد چھ ماہ کے نکاح ہوا اور قاضی کے شکم سے پھر خون جاری ہوا اس کی صحت کے واسطے لوگوں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا نشانہ پر پہنچ چکا ہے اب چارہ نہیں آخرفانی نے قصا کی اور حضرت شیخ عارف کے ہاں شیخ محمد پیدا ہوئے اور دو دختر ایک سید شریفی کہ وہ ایک سید بیابانی سے دو سری ام کلثوم کہ باشارہ روحانیت شیخ عبدالحق بندگی شیخ عبدالقدوس بیابانی گئیں حضرت شیخ عارف نے بعد کمال ریاضت اور مجاہدہ کے بدستِ حق پرست والد اپنے سے فرقہ خلافت حاصل کیا اور فوت بغیر چالیس سال ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔

مرید سید عبدالعزیز  
یافتہ سید محمد گداز گئے

تذکرہ حضرت شیخ ابوالفتح علانی قریشی کالپوری قدس سرہ

جب یہ پہلے روز خدمت سید صاحب میں پہنچے انہوں نے پوچھا کہ اے طالب اگر پہلے اس کے کہیں عاشق ہو اسے تو کہہ دے انہوں نے کہا کہ میں تو عشق کیسے کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں عشق کو کیا جانوں کہ کیا چیز ہے سید صاحب نے فرمایا کہ اس کے اظہار سے امتحان اور معلوم کرنا تیرے مشرب کا جو واقعی کہہ دے اور پردہ نہ کرنا ہوں نے عرض کیا کہ ایک بار مجھ کو ایک ہندی کے دیکھنے کا شوق ہوا جب کوئی صورت دیکھنے دیا اس کے کے نہ کلی اُخڑتا رہ گئے میں ڈاکر بیت خانہ میں جا بیٹھا جہاں وہ بیجا بانہ آتی تھی یہ سنتے ہی سید صاحب نے اُس کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو باب عشق میں عجب عالی ہمت ہے ایسا عالی ہمت کہاں پاؤں گا کہ اُس کو طریقہ عشق خدا سکھاؤں یکام عالی ہمتوں کا ہے عزیزوں ایمان کیا چیز ہے جو تیرے لئے عزت میں صرف کیا۔ اب اگر تجھے عشق حقیقی تعلیم کروں ورنہ کسی بیعت کیا اور مجھو بابا صاحب میں کی اندر وضہ حضرت خواجہ قطب الدین کے بے عبادت حق میں مشغول کیا غصوں سے دنوں میں مکمل ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ مینا چشتی صاحبِ ولایت لکھنؤ

یہ حضرت خلیفہ شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے۔

اخبار الاخیار سے نقل ہو کہ شیخ مینا ولی مادرِ زواتی تھے جب یہ پانچ برس کے ہوئے اُن کو پڑھنے بٹھایا اُستاد نے کہا الف کہو اپنے کہا الف پھر استاد نے کہا ب کہو اپنے فرمایا کہ میں نے الف پڑھ لیا اب (ب) کی کچھ حاجت نہیں میری محبت صرف الف الہی سے ہے اور کسی معنی الف کے بیان فرمائے آپ ہمیشہ مجھ سے نیا اور اہل دنیا سے متنفر اور ریاضت شاقہ کرتے تھے یعنی دیوار پر مٹھکر عبادت فرماتے جب نیند غلبہ کرتی دیوار پر سے گر کر ہوشیار ہو کر بھر عبادت میں مشغول ہوتے اپنے پہلو میں کانٹے رکھتے تھے کہ اُن کی اذیت سے نیند نہ آئے اور موسم سرما میں کپڑے نہ کر کے صحن خانقاہ میں مٹھکر عبادت کرتے۔ وجہ تسمیہ ان کے نام کی یوں بیان کرتے ہیں کہ شیخ قوام الدین کے پسر نظام الدین محمد مینا نے ایام جوانی میں سلطان محمد بن فیروز شاہ کی نوکری کر کے بمرتبہ اعلیٰ پہنچے اس وجہ سے کہ شیخ ان سے ناخوش تھے۔ شیخ نظام الدین نے بعد اُس کے نہایت کوشش کی مگر شیخ ان سے خوش نہ ہوئے ایک بار یہ گھوڑے پر سوار خانقاہ میں گھس گئے شیخ نے دیکھ کر فرمایا کہ مجھ فقیر کے گھربیا کی سے سوار ہو کر آیا ہے نابرخوردار تجھ کو شرم نہ آئی یہ سن کر انہوں نے گھوڑے کی باگ پھیری کہ گھوڑے کا قدم بگڑا اور یہ گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے شیخ نے اپنے مرید قطب الدین سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو خدا فرزند دے اور وہ موسوم باسم شیخ محمد مینا ہو سکا ہے فرزند ستونی حکم نعم البدل رکھتا ہو آخر دعائے حضرت

آپ پیدا ہوئے اور شیخ کی موردِ عنایات میں پرورش پا کر بعد تکمیل ترتیب صاحبِ سجادہ ہو کر لکھنؤ کے شاہِ ولایت ہوئے۔ وفات حضرت کی ۸۳۵ھ میں ہوئی، مزار شریف لکھنؤ میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے اور روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے

**ذکر حضرت شیخ شمس الدین طاہر قدس سرہ**

بہت کچھ فیضان حاصل کیا، اور بوجہ محبت مزار حضرت خواجہ کے اجمیر شریف میں ہے اور بعد ایک سو چار برس بمقامِ اجمیر ۸۸۱ھ میں وفات پائی۔

آپ خلیفہ شیخ بیارا کے تھے۔ صاحب تصرفات ظاہری و باطنی عالی مرتبہ اہلِ گجرات کے باشندے تھے

**ذکر حضرت شاہ جلال الدین گجراتی**

پھر بنگالہ میں رہے اور نہایت عالیشان خانقاہ بنا کر اُس میں ایک تخت شاہی بنایا اُس پر بیٹھ کر اجلاس فرماتے تھے اور مریدوں اور معتقدوں پر احکامات جاری فرمایا کرتے تھے۔ آخر کسی روسیہا حاسد نے یہ خبر بادشاہ وقت کو دی اور بہت کچھ شکایتیں کیں، یس کر شاہ کو کمال تردد ہوا اور فوج واسطے قتل شیخ اور اُن کے معتقدوں کے روانہ کی۔ جب وہ فوج خانقاہ میں آئی اور آپ کے مریدوں کو قتل کرنا شروع کیا شیخ نے فرمایا قہار یا قہار جب تلوار شیخ کے سر پر بلند کی آپ نے فرمایا یا رحمان یا رحمان یا رحمان اسی کلمہ پر سرن سے قلم ہوا اور زمین پر گر کر تین بار اللہ کہا اور چپ ہوئے۔ یہ واقعہ ۸۸۱ھ میں ہوا۔

آپ خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے اور اولاد کے بابا صاحب کی تھے، اور شیخ پیر محمد لاہوریؒ بھی فیضان

**ذکر حضرت شاہ کا کو قدس سرہ**

حاصل تھا اور بعد تکمیل و عطائے فرقہ خلافت خطہ لاہور میں مقرر ہوئے اور آپ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں اور ہزاروں کو خدا رسیدہ کیا، وفات حضرت کی ۹۲۲ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے علومِ شریعت

**ذکر حضرت شیخ حسام الدین بانک پوری قدس سرہ**

و طریقت میں یگانہ روزگار تھے۔ رفیق العارفین آپ کے ملفوظات ہے جو آپ کے مرید نے جمع فرمایا۔ مرقوم ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ بعد عطائے فرقہ خلافت سات برس بیٹے فاقہ کشی کی۔ ایک روز میرا سپر گریٹاں میرے روبرو آبا، بوجہ فاقہ کے اُس کا حال تنگ تھا میری زبان پر یہ مصرع نکلا عجب اچوتی بیچو منی را بزم

اُسی وقت ایک شخص کھانا لایا اور چالینس من ماش بھیجے، پہلے اس سے اُس نے کبھی کچھ نہیں بھیجا تھا۔ اُس پر مینے اپنے کو بہت نفرت کیا کہ کیوں یہ کلمہ کہا اور جو کچھ کہ مینے پڑھا تھا قد موسیٰ شیخ سے مشرف ہوئی سب بھول گیا۔ میرے والد ابتدا میں مجھ سے ناخوش ہو گئے تھے کہ تو نے کعبہ کیوں ترک کیا جب یہ بات شیخ نے سنی فرمایا کہ درویش چاہتے ہیں کہ سرنی تیغ کے نیچے رکھیں، علماء چاہتے ہیں کہ اپنی تیغ کے نیچے رکھیں۔ پس مرد وہ ہے کہ دونو کار کرے۔ اُس روز سے مجھ کو پڑھا ہوا پھر یاد آگیا، اور جذبہ کی صورت تھی کہ اگر نہ کہنا ممکن نہ تھا، اگر کہنا تھا نہایت بیتاب ہو جاتا تھا لوگ مجھ پر دیوانگی کا گمان رکھتے تھے جب اسطے زیارت شیخ کے وطن سے نکلا ہر شب خواب میں فرماتے تھے کہ میں تیرے پاس ہوں تو مت گھبرا، ایک بار میں کشتی میں سوار ہوا، دیکھا کہ ایک درویش میرے پاس ہی جھبٹی کنارہ پر پہنچا وہ درویش غائب ہو گیا جب خدمت شیخ میں حاضر ہوا شیخ کو اُسی لباس سے پایا جیسا کہ اُس درویش کا تھا۔ وفات حضرت کی ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدین کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ نورو

### ذکر حضرت سید علم الحق والدین قدس سرہ

اور شاخ وقت، خورد سالی سے آپ کو صحبت فقرا سے شوق تھا۔ اول اول نہایت ریاضت شافرا و مجاہدہ میں مشغول ہے۔ سترہ برس جنگلوں میں ہے، آبادی میں قدم نہیں رکھا، بعدہ اکثر کالمین سے ملاقاتیں کیں، ایک روز ایک مجدد آپ کی خدمت میں آیا اور اپنی صحبت کے واسطے دعا چاہی اُس کا حال دیکھ کر آپ کو رحم آیا ایک مرید کی طرف اشارہ کیا، آپ کے وضو کی کپیٹر اٹھا کر اس کے بدن سے ملی، جس وقت وہ کچھ خشک ہوئی اُس کو فرمایا کہ اس کو بدن سے مل کر جڈا کر جب اس نے اُس کو اتارنا شروع کیا اُس کے ساتھ جلد بھی اُترنے اور نیچے سے اچھی جلد برآمد ہونے لگی، مگر کچھ زخم باقی تھے آپ نے بچا ہوا پانی وضو کا بدہنی سے اُس کی رحمت کیا کہ اس کو زخموں پر لگا، معاً لگانے کے وہ زخم بھی اچھے ہو گئے۔ حضرت کو روحانیت بابا صاحب نہایت الفت تھی اور فیضان بھی حاصل کئے تھے۔ بمقام بیران ٹپن ۲۶ صفر کو انتقال کیا، سن نہیں ملا۔

آپ خلیفہ سید علم الحق کے تھے کہتے ہیں کہ موافق ہدایت حضرت خواجہ بزرگ

### ذکر حضرت شیخ محمود راجن قدس سرہ العزیز

آپ سید علم الحق کی بیعت کی۔ بعدہ پابادہ زیارت عربین شریفین سے مشرف ہو کر مصر میں بعض اولیاء اللہ کے



لئے، وہاں سے شام آئے، بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور روحانیت حضرات خواجہ ابراہیم بن ادہم، یحییٰ سے فیضان حاصل کیا، وہاں سے روم گئے، پھر وہاں سے اگر زیارت مزار غوث پاک سے شرف حاصل کیا وہاں سے فارس میں آئے، وہاں سے مشہد مقدس و ربخاڑا ہوتے ہوئے قندھار میں آئے، چند عقیام فرمایا، وہاں سے ایران میں آئے، اگرچہ یہ عقیم ہے اور ۲۶ ربیع الاول کو وفات ہوئی۔

**حضرت شیخ جمال الدین عرف جمن قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ محمود راجن کے تھے حافظ کلام ربانی اور تفسیر آپ کو حفظ تھی

نہایت خوش آزاری ہو قرآن پڑھتے تھے، آپ کو افطار کم تھا، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے عشا کے وضو سے صبح تک ادا کرتے، اور غور و سالی سے دو رکعت نماز برائے صحت ایمان کبھی ناغہ نہ ہوئی اور ہمیشہ ایک ہزار نفل ادا کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ترک تجرید کے ساتھ بسر فرماتے۔ دنیا و اہل دنیا سے متنفر رہتے تھے، ایک روز آپ مسجد میں مشغول تھے، ناگاہ ایک شخص کو ضرورت غسل کی تھی وہ بہت راست آگیا اُس نے دیکھا کہ دست دیا آپ کے جدا جدا پڑے ہیں وہ سمجھا کہ کوئی مار گیا، وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر آیا صبح جب نماز کو آبا آپ کو صبح پایا اور اُس نے بیان کیا کہ ایک دوسرے کو خبر ہوئی اب خلقت کا اثر و دعاء ہونا شروع ہوا آپ کو یہ بات ناگوار گذری فرمایا کہ جس موقع سے میرا راز جس نے فاش کیا وہ گونگا نہ ہو گا وہ شخص سنی قت گونگا ہو گیا اور چند مدت تک گونگا رہا۔ آخر حضرت کی خدمت میں کر اپنی حرکت سے توبہ کی، آپ نے ازراہ رحمت اُس کو چند دانہ مویز کے لئے وہ اُن کو کھاتے ہی گویا ہوا۔ وفات حضرت کی ۲ ذی الحجہ ۸۸۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہ** یہ حضرت درویش ناناندان نظامیہ کے اور خلیفہ شیخ مینا شاہ ولایت لکھنؤ

کے ترک و رنجید میں پیر کے قدم بقدم تھے، اور شتاق سماع اور وجد تھے اور صاحبِ نصیحت بھی تھے شرح مصباح و کافیاہ اور مجمع السلوک کہ جن میں حالات شیخ دینا کے مفصل درج کئے ہیں درعلوم ظاہری و باطنی اعظم سے پڑھا، آپ کے مریدوں میں بہت سے اکمال ہوئے ہیں، چنانچہ شیخ مبارک و شیخ صفی یہ دونوں بزرگ اکمالِ وقت گذرے ہیں، وفات شیخ سعد الدین کی ۸۸۸ھ میں ہوئی۔ مزار شریف خیر آباد میں ہے۔

**ذکر حضرت شاہ میاں یحییٰ بیگ** حضرت مرید سجدہ محمد گیسو دراز کے تھے کہ ان کے زمانہ پیش سرائی

درویش ان سے بہتر نہ سمجھا جاتا تھا غرض جب کہ تابہ عاشورہ معکف ہوتے تھے، اور درحجہ کو بند کر لیا کرتے تھے، اسی طرح چھ ماہ بے آب دانہ بسر فرماتے تھے، اور جس روز باہر آتے پہلے غسل مچاتے تاکہ لوگ درحجہ سے جدا ہو جاویں، اگر کسی پر نظر پڑ بھی جاتی تھی تو دھنیں دوروز بیہوش رہتا تھا۔ اُس شہر کا قاضی آپسے منکر تھا۔ ایک روز اُس پر بھی نظر پڑی وہ بھی دوروز بیہوش رہا۔ ایک روز قاضی برائے تنبیہ چوڈول میں سو رہ کر آپسے پاس آیا۔ آپسے چو بارہ سے جانب قاضی دیکھا سوا گہاروں کے یہ گھٹنوں تک زمین میں گنگا قاضی بھی شریعت میں قدم راسخ رکھتا تھا، چوڈول سے اُتر کر بالاخانہ پر شیخ کے پاس آنا چاہا۔ شیخ نے نیچے جا کر قاضی سے مصافحہ کیا اور ادا پر لائے۔ قاضی نے دیکھا کہ شراب کی بوتل رکھی ہو، پوچھا کہ یہ کیلو شیخ نے گلاس اُس میں بھر کر قاضی کو دیا فرمایا بسم اللہ بخور شربت نبات است جب قاضی نے پیا تو وہ شربت نبات تھا، اُس کے پیتے ہی شکوک رفع ہوئے اور شیخ سے محبت پیدا ہوئی۔ آپسے بھر ایک سو بیس سال ۸۸۹ھ میں دنیا سے سفر پایا۔ مزار شریف مند میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ ملاؤدہ قدس سرہ

یہ حضرت پہلے مرید شیخ احمد بدایونی کے ہوئے، اور ریاست اور مجاہدہ شاذکر کے کابل ہوئے، بعدہ شیخ جلال الدین

انجرائی کی صحبت میں رہ کر سبق عشق پڑھا اور مصلح العاشقین کے خطاب سے مخاطب ہوئے، ایک روز مجلس سامعین میں قوالوں نے مضمون فراق میں کچھ شروع کیا، اُس وقت شیخ کو وجہ ہوا یہاں تک نوٹ نہ لیا کہ شوخی فراق سے قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے، مگر ایک در بزرگ نے قوالوں سے کہا کہ دوسری چیز شروع کر دو ورنہ اب شیخ کا انتقال ہوا، انہوں نے مضمون وصل میں کچھ شروع کیا، اُس کے سننے سے تازگی آنے لگی۔ ایک بار آپسے گھر آگ لگی جو دہان کہ بونے کے واسطے تھے سب جل کر لکھ دو کھد ہو گئے تھے۔ جب وقت تخم ریزی کا آیا آپ کو معلوم ہوا کہ کل دہان جل گئے، آپ نے فرمایا کہ ہم خود جلے ہوئے ہیں جلا ہوا تخم کافی ہوگا دوسرے کیا کریں گے، اور دعا کی کہ الہی ہر باد تو اپنی حکمت کاملہ سے کام کرتا ہے، ایک سری النجا کے موافق کام کر جو دھان میرے گھر میں تھے سب جل گئے، دوسرے لینے کی گنجائش نہیں۔ پس وہی جلے ہوئے دھان تیری رحمت کے بھروسہ پر بولتا ہوں، تم بھگو اختیار ہے، آخر وہی بولے، قدرت خدا سے وہ پکے تو دیکھا کہ ایک ایک دھان میں دو دو چاد دل تھے۔ آخر لوگوں نے وہ دھان سلطان سکندر کو دکھائے، اُس نے دیکھ کر شکر یہ ادا کیا کہ میرے عہد میں ایسے اولیائے

استجابا لدعوات ہیں کہ جو خدا سے مانگتے ہیں وہ پاتے ہیں۔ ایک روز آپ کی مجلس سماع میں ایک رئیس ہندو کہ اہل قنوج تھا آگیا۔ شیخ کے جمال کو دیکھ کر بخود ہو گیا، اُس وقت شیخ کو وجد تھا، اس ہندو نے اپنے نوکروں سے کہا کہ مجھ کو پکڑو ورنہ میں جلا اور اپنے دین سے گذرا، اُس کے ہمراہی اُس کو لیکر گھر آئے جب اُس کے ہوش درست ہوئے تو اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہوا تھا، اُس نے کہا یہ مسلمان خدا کو نبیل میں لیکر وجد کرتے ہیں اگر تم مجھ کو وہاں سے نہ لاتے تو میں اُسی وقت مسلمان ہو جاتا۔ وفات حضرت کی سن ۹۰۰ھ میں ہوئی مزار آپ کا قبضہ ملائدہ نواح قنوج میں ہے۔

یہ حضرت اولاد گنجشکر سے کال بزرگ تھے۔

### ذکر حضرت شیخ جنید حصار ی قدس سرہ

اور کتابت کی یک کیفیت تھی کہ تین روز میں

قرآن مکمل لیتے مع اعراب کے اور بھی آپ کی تصنیفات سے چند رسالے ہیں جس میں عالم ولادت میں جہم آپ نے دیکھا ہے اس طرح لکھا ہے کہ اُس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ وفات حضرت کی سن ۹۰۰ھ میں ہوئی مزار شریف آپ کا حصار میں ہے۔

کر خلیفہ شیخ کبیر کے تھے اور علوم ظاہری اور

### ذکر حضرت شیخ حسین ناگوری قدس سرہ

باطنی سے آراستہ پیراستہ تمام اہل ہند

اُن کی ولایت اور عظمت متفق ہیں آپ کو ذوق در عشق کمال درجہ کا تھا زحد اور تقویٰ زیادہ تھا، ولایت کجوات میں بہت روز پیر کے ہمراہ رہے، اور بہت روز تک مجاور حضرت خواجہ بزرگ رہے، پھر حجرہ شریف خواجہ میں قیام کیا، بعدہ بگم خواجہ ناگور ہیں اُسے اور درس تدریس میں مشغول ہوئے اور تفسیر سنی بہ نور الہی تحریر کی کہ اُس کے میں جزا ہیں نہایت عمدہ ترتیب دی ہو اور مل ترکیب معانی قرآن عمدگی اور سہولت کے ساتھ بیان کئے اور دیگر کتب درکنوات آپ کے بہت ہیں اور شیخ احمد غزالی کی سوانح کی شرح کی اور تمام الملک جاہ و مکانات محل محبت حضرت رسالت پناہ علیہ السلام وقف فرمائے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر چہ بزرگوار میں بہت پخت کرا لے تھے، کل حاضرین کو تقسیم کر کے قد سے اپنے افطار کے لئے رکھ دیا کرتے تھے ایک روز بقیہ تقسیم طعام چار شخص اور آگئے دیکھا کہ اُن کے بدن سے خون اور پیپ ٹپکتی تھی یعنی جذامی تھے، آئے ہی کھانا مانگا، شیخ نے جو کچھ اپنے واسطے رکھا تھا حاضر کیا انہوں نے کھا کر کہا یہ باقیمانہ کھانا تو کھا اپنے مروت یہاں نواز تھی نہ کھانا معیوب سمجھ کر پیمانہ کھانا اُن کا کھا لیا وہ اُسی وقت روانہ ہوئے

اور آپ کو اسی روز فتح ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی سمجھے کہ مردان غیب تھے اور آپ کے ہاں ایک گاڑی تھی اس کے بیلوں کی خود خدمت کرتے تھے، لباس نہایت کہنہ اور پیلا پہنتے تھے شیخ عبد الحق نے لکھا ہو کہ ایک شخص عبد القادر کے جوشہزادہ تھا مگر مناسبت درویشوں سے رکھتا تھا اُس کے پاس آپ کے پیراہن سے چند تبرکات تھے۔ جامہ، دستار کرتہ، پاجامہ بیٹے بھی دیکھے ہیں۔ ایک بار سماع سے حالت وجد میں شہر سے باہر آئے وہ تالاب جو قریب ناگور بہت گہرا ہے اس پر ش زمین کے چلے پیچھے سے وہ شخص کہ جو حضرت کے ہاتھ پر سلمان ہوا تھا اُسی طرح چلا اور جو قال مہراہ تھا وہ نہ جاسکا۔

**نقل** ہے کہ سلطان غیاث الدین بادشاہ منڈولنے آپ کو کئی مرتبہ طلب کیا، آپ نہ گئے۔ ایک بار مولے مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے بادشاہ کے پاس آئے، امرائے عرض کی کہ اگر یہ خیر شیخ حسین کو ہوگی تو بے بدلے چلے آؤں گے۔ بادشاہ نے آپ کو بھی خفیہ خبر کرائی۔ یسنتے ہی راہی منڈول کے ہوئے جب بادشاہ کو خبر ہوئی کہ شیخ نزدیک آئے بادشاہ استقبال کو باہر آیا، دیکھا کہ ایک شخص میلے پھٹے کپڑے پہنے ایک گاڑی پر سوار چلا آتا ہے، لوگوں نے کہا شیخ یہی ہیں۔ بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر مصافحہ کیا، آپ نے فرمایا کہ مولے مبارک کی زیارت کرا۔ بادشاہ آپ کو لیکر اپنے مکان پر آیا۔ جب مولے مبارک آپ کے روبرو آئے آپ نے اُن کو دیکھا اُسی وقت وہ آپ کے ہاتھ پر آ پڑے۔ آپ نے بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا پھر واپس دیدئے بعد بادشاہ آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے گیا، اُس کے واسطے دعا چاہی آپ نے دعا کی۔ بعد اُس کے جو کچھ اس قبر سے معلوم ہوا بیان فرمایا بادشاہ نے بہت کچھ شکر پیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا مگر آپ کے صاحبزادہ کو اس کی طرف میل ہوا آپ نے ازراہ کشف معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ میرا سانپ ہے کوئی سانپ کو اپنے پاس نہیں لے دیتا اگر کسی قدر اس میں یتنا ہے تو تعمیرِ روضہ خواجہ بزرگ اور جرد خود میں صرف کرے تو اختیار ہے کس واسطے کہ میرے پیر کا بھی ارشاد ہے کہ تیرے ہاتھ زرا دیگا اُس کو تعمیرِ روضہ ہائے مشائخ میں صرف کیجئے اس سے پہلے کبھی آپ نے کسی کی نذر قبول نہیں کی تھی بلکہ زکوٰۃ بھی ہاتھ نہ لگایا تھا پس وہ لیکر خواجہ کے روضہ پر عمارت تیار کرائی اور دروازہ روضہ خواجہ کی اور بادشاہ منڈولنے فرمایا دوسرا روضہ شیخ حمید الدین ناگوری کا تیار کرایا اس کی چار دیواری بنوائی اپنے خراج میں جس نے لائے دفاتر حضرت کی ان میں سے ہوئی مزار ناگوریں ہے۔

ذکر حضرت راجی حامد شاہ قدس سرہ یہ حضرت مرید شیخ حرام الدین مالک پوری کے تھے

یہ بزرگ بھی صاحب نسبت اور صاحب مال تھے کہتے ہیں کہ دوبرادر عہد سلطان شمس الدین لکھنؤ میں سادات کردین سے وارد ہندوستان ہوئے۔ ایک سید شمس الدین نے میوات میں سکونت اختیار کی، دوسرے سید شہاب الدین دہلی میں رہے اور راجہ خطاب پایا۔ راجہ حامد شاہ ان حضرت کے پوتے تھے پہلے یہ بھی پیشہ سپاہ گری کرتے تھے جب صحبت شیخ حسام الدین مانک پوری میں آئے ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے صفائی باطن بہم پہنچا کر حضور وقت اُن کے نصیب میں حاصل ہوا علم آپ کو موافق حاجت کے تھا مگر علمائے دہر آپ کے حلقہ ارادت میں تھے جس کمی کو کمال بنانا چاہتے تھے اپنی سرگزشت اس کے آگے بیان فرماتے اسی ضمن میں اُس کے مقصود حاصل ہو جاتے تھے۔ وفات حضرت کی ۱۱۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف مانک پور میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ راجہ حامد شاہ کے تھے اور سید نور پور راجہ حامد شاہ سے خرتہ خلافت حاصل کیا تھا حضرت لعل

### ذکر حضرت شیخ حسن طاہر قدس سرہ

علم ملتان سے دہلی میں آ کر تحصیل علم میں مصروف رہے۔ بعد بہار میں جا کر شیخ بدیع القانی سے اکتساب علوم کیا ایک روایت یہ ہے کہ حضرت بہار میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد لکھنؤ آئے تھے۔ عین شباب میں آپ کو طلب حق وامن گیر ہوئی اور فقیر ہوئے، اسی ایام میں کتاب فیصوص الحکم ایک مشائخ سے شروع کی۔ ان کے والد طریقہ فیصوص کے منکر تھے۔ ایک روز ان سے مسئلہ توحید اور وجود دریافت کیا، انہوں نے نہایت فصاحت سے اس کی شرح کی، اسی روز سے آپ کے کمال کا شہرہ ہوا۔ آپ نے خدمت راجہ حامد شاہ میں بیعت کی۔ چندے جوہور میں ہے، بعدہ باستانے علمائے دہلی دہلی میں آئے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دہلی آئے کا سبب یہ ہوا کہ عزیزان سلطان سکندر لودھی میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دعا چاہی کہ سلطنت بھگلو ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک کو ترقی دیکر سلطنت اس کے حوالہ فرمائی ہو تو اسی فرمانبردار رہے یہ خبر جب سلطان کو ہوئی آپ کو دہلی میں بلا کر کوٹنگ بھی منڈل کے ایک بیج پر رکھا۔ آپ کی تصنیفات سے مفضل الغنی اور گنجیدہ اسرار و بحر المعانی وغیرہ چند رسالے ہیں۔ وفات حضرت کی ۲۴ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف دہلی میں قریب بچے منڈل نہایت متبرک مقام ہے۔

آپ مصاحبہ مرید حضرت شیخ احمد عبدالحق کے تھے پہلے یہ ایک جواہر زروش کے غلام تھے، جب ان کا مالک

### ذکر حضرت شیخ بختیار قدس سرہ

ردولی میں آیا اُن کو شیخ کی نذر کیا۔ یہ ہمیشہ خدمات شائستہ بجالاتے اور ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے شیخ ان کی طرف التفات بھی نہ فرماتے۔ بعد چھ ماہ کے شیخ ہریان ہوئے، اُن کو حالت مری ہو گئی، اُسی سنی میں شیخ سے کہنے لگے کہ تو اس قدر نعمت رکھتا ہے اور بندگان خدا کو محروم رکھتا ہے۔ شیخ نے ہر چند اُن کو منع کیا مگر یہ نہ مانے۔ مجبور شیخ نے اپنے ہاتھ سے قدسے پانی ان کو بلایا، اسی وقت ہوشیار ہو گئے۔ تب شیخ نے فرمایا کہ تو اپنے ایک کے پاس جا، اگر وہ رضائے تو مائے پاس آدہ نہ وہیں رہ آپکے داب بجالا کر خدمت ہو کر جوہر میں اس جوہری کے پاس آئے، اُس نے جب ان کو ادھر ہی حال سے دیکھا اُن کو آزاد کیا۔ یہ وہاں پہل کر پھر خدمت میں اگر تکمیل پہنچے، اور شب و روز خدمت شیخ میں حاضر ہے۔ ایک روز شیخ نے حکم دیا کہ گھر کے صحن میں چاہ کھود، انہوں نے چاہ کھود کر تیار کیا۔ بعد چندے حکم دیا کہ اس کو بند کر دے، انہوں نے بند کر دیا اور کچھ نہ پوچھا کہ کیوں کھدوایا کیوں بند کرایا۔ ایک روز شیخ حجرہ میں تشریف فرما تھے اور یہ بھی حاضر تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ بختیار دیکھ آپ نے جو دیکھا تو تمام حجرہ کو زور سے بھرا ہوا پایا۔ شیخ نے فرمایا جو تیرے کا زور ہوئے آپ نے عرض کیا کہ سوائے اطاعت حضور کے بندہ کو دوسری چیز درکار نہیں۔ وفات حضرت کی ۹۱۰ھ میں ہوئی، عمر آپ کی دوازدہ ہوئی، حزار ردولی شریف میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ فتح اللہ اودھی کے تھے  
**ذکر حضرت شیخ محمد علی جوہری قدس سرہ**  
 آپ کے والد اکابر دہلی سے تھے آدیتوریں جوہور آگے تھے۔ یہ جوہور میں پیدا ہوئے، اُن کو خورد سالی سے مجالس فقر میں جانیکا شوق تھا۔ شیخ الفتح کے مرید ہوئے۔ قاضی شہاب الدین سے علوم ظاہری کی تحصیل کی۔ لکھا ہے کہ آپ کی مشغولی یہی تھی کہ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں کون ہوں، کہاں ہوں، ٹھوڑی سینہ سے لگ گئی تھی اگر دن کے سہرا در پر برآمد ہو گئے تھے حجرہ کے آگے جو خدمت تھا اُس کی یہ خبر نہ تھی کہ کب پت جہز ہوتی، کب پتے برآمد ہوتے ہیں وفات حضرت کی ۹۱۱ھ میں ہوئی مقبرہ عالی جوہور میں زیارت گاہ ہے۔

آپ نہایت متوکل تھے کہ اگر گھر میں حاجت ہے  
**ذکر حضرت شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہ**  
 زیادہ کچھ ہوتا اُس کو تقسیم فرماتے یہاں تک پانی واسطے وضو تہجد کے موافق حاجت کے رکھتے، اپنی مجلس میں ملازمین کو نہ دیتے تھے، ایک روز ایک امیر آیا، اُس نے زیارت کے واسطے عرض کرایا، آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو جوتیوں میں بیٹھو۔ اگر کچھ

مال کا غور ہے تو یہاں آنے کی حاجت نہیں۔ پس شام کے وقت وہ آیا دیکھا تو چراغ بھی ندارد ہے، اُس نے آپ کے فرزند سے کہا کہ صبح بہت سائیل اور چراغ آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا، جب وہ ہو چکے پھر حاضر کروں گا۔ غرض صبح اس نے ایسے وعدہ کیا شب کو روشنی دیکھا دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا تاہم کیفیت معلوم ہوئی، اُس سامان کو اسی وقت مساکین کو دیدیا اور اُس کو منع کر ا بھیجا کہ اب کبھی نہ بھیجے، وفات حضرت کی ۹۱۲ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت بھی عمدہ علمائے جنوری سے تھے اور شاگرد قاضی شہاب الدین کے اور مرید راجہ حامد شاہ کے

### ذکر حضرت مولانا الہ داد قدس سرہ

مجاہدہ اور ریاضت شاذہ کر کے چند روز میں مکمل ہوئے وفات حضرت کی ۹۲۲ھ میں ہوئی مزار جنوری میں جو

ذات جامع الکلمات تھی، سولہ برس کی عمر میں درس علوم کراتے تھے لکھا ہو کہ

### ذکر حضرت شیخ احمد مجدہ شیبائی قدس سرہ

نارنول میں پیدا ہوئے پندرہ آپ کے قاضی مجد الدین تھے وہ بیٹے قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبائی کے جو اولاد سے امام محمد شیبائی کی شاگرد مصاحب امام غفران کے تھے، آپ کے باپ کے سات بیٹے تھے، اور سب سب فاضل اور متقی ہوئے، شیخ احمد علم منظرہ میں بیگانہ روزگار تھے، عین شباب میں حضرت خواجہ حسن نوری کے مرید ہوئے، اور علم طریقت حاصل کیا، بعدہ اجمیر میں آکر سات برس ایک جگہ رہے اور خاندان نبوی سے نہایت اعتقاد تھا، عشرہ محرم میں بارہ روز تک جلا کیڑا نہ پہنتے تھے۔ قبرستان سادات میں خاک پر پڑے رہتے تھے، عشرہ کے روز دودھ اور شربت سادات کے گھر خود لپچایا کرتے ہر روز نیا کرتے، وفات شریف میں نہایت

مکلف سے نیاز کرتے، اصحاب اور اطمینان رسول کے اعزاز کرتے اور عشرہ میں اس قدر روتے تھے کہ شبیہ آنکھیں منور اور سرخ رہتی تھیں، سماع کو بہت درست رکھتے تھے، اور جب وقت مجلس میں بیٹھتے یہ بہت تمام گفتگو کرتے، مجاہدہ اور سخت مجتہد تھے، اپنی تعظیم اور توقیر کو درست رکھتے تھے اگر کوئی بیان کرتا کہ میں رسول قبول کروں یا نہیں دیکھا، اُس کے روبرو بابو بیٹھ کر سنتے، اُس کی آستین اپنے منہ سے ملتے، اُس کے قدم اپنی آنکھوں سے دھو لیتے، اگر وہ بیان کرتا کہ میں نے فلاں جگہ دیکھا ہے اُس جگہ جا کر وہاں کی خاک اپنے چہرے پر ملتے، اگر پھر ہوتا اُس کی پانی سے دھو کر وہ پانی اپنی پوشاک پر چھڑکتے اور شل اپنے پیر کے کپڑے پہنتے اور پیسے رکھتے اگر کسی کو سب سے کچھ خصوصیت ہوتی تو اُس کے پاس جا کر بشت صفائی کراتے، اگر کوئی دلیل شرعی ہوتی تو منع کرتے کہ یہ

الہیت رسول سے ہیں، ان کی خدمت میں تقریر کرنا بے ادبی ہو، اور اسی رات کو روضہ خواجہ بزرگ پر جا کر نماز تہجد اور کمرے اشراق کی کدکسی سے بات نہ کرتے، دوپہر کو قیلو لہ کر کے پھر تفسیر قرآن فرماتے، جب یہ شب کو۔ روضہ خواجہ پر گئے دروازہ خود بخود کھل جاتا، ایک مرتبہ ایک شخص نے چھپکر دیکھا اور ان کے چھپے چلا شیخ تو نکل گئے اُس کو دونوں کو اڑا دیا پکڑ لیا آخر وہ پکارا کہ یا شیخ توبہ کرتا ہوں میرا قصور معاف ہو اسی وقت چھوٹ گیا۔ مولانا محمد نازولی کہتے ہیں کہ میرے اُستاد مولانا عبدالمقتدر کو جو خلیفہ شیخ کے تھے انہوں نے ایک کیفیت فتح الباب میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔ ایک بار بار شاہ حضرت خواجہ بزرگ آپ حمیرے باہر کے اور مسلمانوں کو آگاہ کیا، اُس وقت اجمیر پر نظر جلال ہو، یہاں سے نکلے۔ الغرض سات روز کے بعد اہل ہند نے اگر اجمیر کو تاراج کیا جو مسلمان وہاں رہ گئے تھے سب برباد ہوئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نازول میں تھے ایک مجذوب لہ دین نامی آئے اور کہا کہ شیخ احمد تھکوا آسمان پر بلاتے ہیں اپنے پیر کے پاس جا، اُسی وقت وہاں بہ ناگور ہوئے وہاں جا کر بیہوش ہوئے جب ہوش آیا اللہ اکبر کہتے ہوئے جاں بحق تسلیم کی۔ پانچویں صفر ۹۳۲ھ کو انتقال فرمایا، امرا حضرت کا سلطان اتاترکین پائنتی مزار مرشد کے ناگور میں زیارت گاہ ہے۔

**ذکر حضرت شاہ سید قدس سرہ** یہ حضرت خلیفہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے تھے پہلے صحبت امرا میں رہے اور بہت دولت مند تھے جب

جذبت عشق الہی گلوگیر ہوا شیخ حسام الدین مانک پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر کا فقی کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، اور خاصان خدا سے ہوئے بغیر عاشقانہ فرماتے تھے وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد حسن قدس سرہ** آپ پیر بزرگ شیخ محمد جن طاہر تھے جو بنو میں پیدا ہوئے اور سکونت اکبر آباد معروف بہ آگرہ اختیار کی تھی صاحبِ حال

اور بلند مرتبہ تھے ہندو ہوا مسلمان جس کی نظر حیرہ مبارک پر پڑتی تھی وہ معاً اسد اکبر کہتا، اور آپ کی جامعیت پر تعجب رہتا، نسبت چشتیہ ان کو اپنے والد سے تھی جب حرمین شریفین کی زیارت کو گئے چند سال مدینہ طیبہ میں رہے، اور حرمین میں جا کر مشائخ قادریہ سے بھی اجازت یافتہ ہوئے، انگو یا مجمع البحرین ہو گئے۔ بجا نشان دونو خاندان عالیشان ایسے ہی ہیں، اور بعد نماز عصر کے رات ہونے کے ایسے منتظر رہتے جیسے کوئی اپنے محبوب کا منتظر ہوتا ہے جب شام ہوتی حجرہ بند کر کے یا حق میں مشغول ہوتے۔ علم تصوف میں آپ کی بہت کچھ تصنیفات ہیں، اور آپ کے مرید بھی بہت تھے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے چچا ان کے آج کے



مُرید تھے، نام اُن کا شیخ فضل شد تھا۔ وفات حضرت کی ۲۷ رجب یا ۲۰ صفر ۵۹۹ھ میں ہوئی  
عزارہ ملی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد بن شیخ عارفی صابری قدس سرہ

حضرت بے مشاہدہ جمال  
معنوق حقیقی ایک دم نہ

آسودہ ہوتے تھے، مرتبہ حضرت کا ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ شاہ عبدالقدوس گنگوہی سا شخص آپ کی  
مرید ہی میں آئے اور زیر تربیت یہ کیا مرتبہ اعلیٰ ہوگا۔ جن کے مُرید ایسے ہوتے وہ پیر کیسے ہوں گے  
شیخ کرکن الدین ابن حضرت شیخ عبدالقدوس لطافت قدسی میں فرماتے ہیں کہ میرے پدر شیخ عبدالقدوس کا ارادہ  
تھا کہ دوسری جگہ بیعت کریں، کس واسطے کہ شیخ محمد صاحب رشتہ داری بھی اس وجہ سے ان کی طرف توجہ  
کم تھی جب خیال دوسری جگہ مرید ہونیکا آتا روحانیت شیخ عبدالحق کی میرے پدر کے روبرو آکر فرمائی کہ  
تو میرا ہو کر دوسری جگہ کا ارادہ رکھنا ہے، یہ ہر بار سکوت کرنے۔ جب کئی بار یہ صورت پیش آئی سمجھے کہ میں  
انسان ہوں مجھکو اگرچہ فیضان روح پاک شیخ عبدالحق سے ہے مگر ظاہری بیعت کرنا بھی ضرور ہے جب یہ  
خطوہ غالب ہوا روحانیت حضرت کی مجسم ہو کر ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ ابھی تجھے شبہ ہے کہ مجھکو مردہ  
کہتا ہے اگر یہ خیال بیعت ظاہری کا ہے، میرے پوتے شیخ محمد سے بیعت کر اُس کے بعد میرے پدر میرے  
ماہوں حضرت شیخ محمد صاحب بیعت کی اگرچہ شیخ محمد پیر تھے مگر بوجہ میرے والد کے بڑے ہونے ہوئے  
بہت تکریم فرماتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میرے پدر کا ارادہ نکاح کا بھی نہ تھا، مگر مشیت ازلی اسی طرح تھی۔  
اس کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت شیخ عارف کے دو لڑکیاں تھیں، ایک کی شادی تید سے کی گئی تھی۔ دوسرے  
لڑکے کی نسبت اُن کی والدہ کا یہ خیال تھا کہ ایسے سے شادی کروں کہ جو قطب عالم ہو، آخر باشارہ رؤسا  
شیخ احمد عبدالحق سے نکاح ہوا، یعنی نکاح حضرت کا بعد انتقال شیخ کے عارض ہوا۔ اور جو بچہ شیخ محمد  
صاحب کے گھر پیدا ہوا حضرت شیخ عبدالقدوس اُس کے کان میں دان فرمایا کرتے تھے۔ شیخ محمد بھی مش  
اپنے والد اور جد کے ہمیشہ شکر اور استغراق میں رہتے تھے وہ ہی خارق اور کرامات حضرت کے ظاہر ہوئے۔ ہر جمعہ  
صبح کی نماز جامع مسجد میں ادا کر کے تمام دن جامع مسجد میں مشغول رہتے، کسی سے بات نہ کرتے، جب جمعہ کا وقت  
آتا نماز ادا کر کے پھر مشغول ہوتے، اور پھر نماز مغرب ادا کر کے خانقاہ میں تشریف لاتے اپنی تمام عمر میں  
کبھی چاندی یا سونے کو ہاتھ نہ لگا یا جو فتوحات ہوتا خدا کو حکم تھا کہ شام تک کل چرچ ہو جاوے کل کے واسطے

کچھ نہ ہے اور جو سافر فقیر وارد خانقاہ ہوتا تھا اُس سے نہایت مہربانی سے پیش آتے اور جو اکل آتا  
جو کچھ سامنے موجود ہوتا فرماتے کہ اس کو اٹھا لے ایک روز ایک ضعیفہ حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ  
میرے اوپر کئی فاقے گزر چکے ہیں ایسی وسعت نہیں کہ کہار کے ہاں سے ایک کونہ مٹی کا لیکر پانی بھی  
پانی لوں آپ مردانِ خدا اور سخی مشہور ہیں، میری دستگیری کیجئے۔ اُس وقت آپ کے روبرو کچھ نہ تھا، اسی وقت  
ایک زمیندار آیا اور تھوڑا سا غلہ حضرت کے روبرو رکھ کر چلا گیا حضرت نے دستِ حق پرست سے اُس غلہ کو اپنے  
وضو کی بدھنی میں بھر کر اُس کو عطا کیا، جب تک وہ زندہ رہی اُس بدھنی کا غلہ کم نہ ہوا اور کتنا ہی خچ کر کئی بدھنی  
بدھنی بھری رہتی۔ صاحبِ بطایف قدسی فرماتے ہیں کہ آخر عمر میں حبشی شیخ محمد کو مرض موت لاقی ہوا اُس وقت شیخ  
فرزند کلاں شیخ الاولیاء عرف شیخ بدھ کو طلب کیا حاضر بنے عرض کی کہ وہ بمقام شاہ آباد شیخ عبد القدوس کے پاس  
اکتاب فضائل کرتے ہیں۔ اُسی وقت روحانیت شیخ احمد عبد الحق نے عین معاملہ میں شیخ عبد القدوس سے فرمایا  
کہ شیخ بدھ کو لیکر ردولی جلد پہنچ، معاً میرے پدری شیخ عبد القدوس اراۓ سفر کا کر کے راہی ہوئے جس وقت  
ردولی میں پہنچے تو وقت شیخ محمد صاحب کا قریب تھا اور حالت استغراق میں تھے جب ہوشیار ہوئے  
فرمایا کہ بجانِ اللہ بجانِ اللہ فہمِ کرم فہمِ کرم میرے پدر نے پوچھا کہ فہم کیا فرمایا کہ توحید مطلق کو فہم کیا جب وقت  
انتقال قریب پہنچا استغراق کا غلبہ ہوا۔ میرے پدر عرض کیا کہ وقت ہوتا رہی مردانِ خدا کا ہے جواب آیا  
کہ اس وقت سوائے ذاتِ حق کے میرے سینہ میں کچھ نہیں سانا، پھر اچھی طرح اٹھ بیٹھے اور خرقہ خلافت اور  
جملہ امانت پیرانِ چشت معاً اسمِ اعظم میرے پدر کو مرحمت فرمایا اور وصیت فرما کر اپنا جانشین کیا، پھر میرے  
پدر نے عرض کی کہ بندہ کو سفارقت حضور کی کب گوارا ہوگی، اس پر کمال مہربانی سے فرمایا کہ بابا تجھ کو  
کیا اندیشہ ہے تو جملہ اولیائے حق سے میری جگہ تیری جگہ ہے جہاں چلے رہے ہیں ہرگز تجھ سے  
جدا نہیں ہوں در اپنے فرزند کی تربیت تیرے چلے کرتا ہوں جب تو اپنے مقام کو جائے اُس کو اسرارِ باطنی سے  
آگاہ کر دیجو اور نعمت پیرانِ چشت کس شرف ہو کہ میری جگہ چھوڑ لو پس یہ حیثیت تمام کر کے بخوشی حق حق کہتے  
ہوئے انتقال کیا۔ سن وفات حضرت کا کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ میرے پدر شیخ عبد القدوس نے غنیمت  
شیخ بدھ کو نعمتِ باطنی سپرد کر کے حضرت پیر اپنے کا صاحبِ سجادہ کیا، اور بعد چند روز کے بجانِ نگلوہ شریف  
مراجعت کی، اور ترتیب ارشادِ الایان صادقِ ہدایت حق میں شوالِ ۱۰۷۱ھ میں لکھا ہے کہ حالتِ صحت میں  
شیخ بدھ کو خود صاحبِ سجادہ فرمایا۔

## ذکر حضرت شیخ اولیاء عرف شیخ بدھ قدس سرہ

پسر کہاں شیخ محمد صاحب سببی احمدی  
بعد وفات پدر عالی قدر کے صاحبزادے

ہوئے، اور کسب درویشی کو کمال پہنچایا اور ترتیب مریدوں میں مشغول ہوئے، ایک روز آپ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ سوتے تھے، اُن کی جواسکھ کھلی تو دیکھا کہ شیخ بدھ سوتے ہیں اور ایک صورت شیخ بدھ کی جانماز پر نماز گزار ہے یہ حال دیکھ کر مضطرب ہو کر شور کرنے لگیں۔ جب شیخ بیدار ہوئے اُسی وقت ایک ہسوت اصلی رہ گئی۔ آپ نے اپنی زوجہ کو منع کیا کہ یہ راز فاش نہ کرنا۔ اہل کمال کو بعد کسب کے صورت مناشی حاصل ہوتی ہے، اُس کو صوفیہ وجود کتب کہتے ہیں۔ الغرض جب وقت حضرت کا قریب پہنچا تو اپنے فرزند کلاں شیخ پسر کو امانت ہائے خواجگان چشت عطا فرمائیں اور خرقہ خلافت پسر خود شیخ منصور کو بھی عطا کیا۔ شیخ منصور نے بہت سیاحت کی، اور بزرگانِ دین مثل حضرت شیخ جلال تھانی سری سے فیضان حاصل کئے اور بعد اپنے برادر شیخ اولیا کے صاحب سجادہ ہوئے، اور شیخ عبدالرحمن نے کہ مرید شیخ بدھ کے تھے خدمت شیخ منصور میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ صاحب مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ میں نے بھی شیخ عبدالرحمن کی خدمت میں رہ کر بہت فائدے حاصل کئے ہیں، عارف بابرکت تھے ہمیشہ مشغول عبادت رہتے تھے۔ شیخ منصور کے بعد شیخ پیر صاحب سجادہ ہوئے۔ ہمیشہ شکر الہی میں مست رہتے تھے اور انہیں ان کی کثرت مشاہدہ سے ایسی سخن رہتی تھیں کہ اُن کی طرف دیکھنا ممکن نہ تھا اور بہت متواضع تھے، آخر عمر میں امانت پیرانِ چشت حوالہ قطب الدین پسر خود کر کے ملت فرمائی یہ بھی کمالِ وقت گذرے ہیں، بہت سے مقامات طے کئے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اکثر بلاد کی سیر کی بزرگانِ وقت سے ملے چند بے پانی پت میں ہے۔ بعد از زیارت حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر پیرانِ کلیئر شریف میں حاضر ہوئے، معاملہ میں مخدوم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تیری عمر آخر ہوئی اپنی پڑیاں اپنے بزرگوں کے پہلو میں پہنچا، انہوں نے عرض کی کہ میرے بزرگوں نے بڑی بڑی عمریں پائیں میں نے کیا قصور کیا کہ بچاؤں ساٹھ برس کا جاتا ہوں حکم ہوا کہ تو نے بیس برس اپنی عمر میں سے رحمت خاں کو دیدے اب جا اور امانت پیرانِ چشت کو امانت دوسرے کے سپرد کر کے آپ ہاں سے رخصت ہو کر ردولی شریف میں آئے اور اسی پسر شیخ حمید کے پسر کی کیفیت دینے عمر کی یہ ہے کہ رحمت خاں مرانے اکبر اعظم سے تھا، اُس کو خدمت شیخ میں بہت عقیدت تھی ایک بار وہ بہت سخت بیمار ہوا، حضرت اُس کی عبادت کو گئے دیکھا کہ سخت بیمار ہے، الزامہ کرم فرمایا

فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں سے بیس برس تجھ کو لئے وہ اُسی وقت اچھا ہوا۔ صاحبِ قبا س لاناوار لئے لکھا ہو کہ سلسلہ ارا دات شیخ عبدالرحمن مذکورہ بالا کا جو مصنف مرآۃ الاسرار کے ہیں شیخ حمید الدین بن قطب علی بن ہر۔

## ذکر حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی بن شیخ اسماعیل قدس سرہ

یہ حضرت محنتمان روزگار و عارفان صاحبِ سرار سے تھے۔ بہت عالی شان بزرگ و دروافر کرامت رکھتے تھے اور اہل عشق اور سماع میں ممتاز وقت تھے اور ابتداء سے قیودات کثرت منورہ تھے اور بعض مقام بزرگی میں دوست ہم رنگ تھے۔ اول خرقہ درویشی اپنے پیر شیخ محمد صاحبِ بر سے حاصل کیا۔ بعدہ شیخ الاسلام شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی سے خرقہ خلافت پہنچا اور سلسلہ مداریہ سہروردیہ و نظامیہ میں اجازت پا ہوئے۔ نظامیہ سلسلہ میں طرح پر عطا ہوا ایک وہ کہ شیخ صدر الدین طہیب سے ملکر حضرت سلطان المشاخ سے ملتا ہر دوسرے سید محمد گیسو دراز سے ملکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے ملتا ہر تیسرا مخدوم جہانیاں سے ملکر مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے ملتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ جس وقت سید اجل بھڑاچی کو نعمت مخدوم جہانیاں سے ملی اُسی وقت جس وقت در سلاسل میں حضرت اجازت یافتہ تھے کل کی اجازت سید اجل کو دی انہوں نے کل کی اجازت سید بڈھن بھڑاچی کو انہوں نے کل کی اجازت شیخ درویش اودھی کو دی شیخ درویش نے کل کی اجازت شیخ عبد القدوس گنگوہی کو دی شیخ عبد السلام اور سید ابلاہم سے بھی خرقہ خلافت پہنچا۔ مشرچ کیفیت ان کی ذکر آخر حضرت میں درج ہوگی۔ یعنی جو سلاسل کا تبارخ و بلسلہ حضرت سید فتح علی شاہ قادری قدوسی سے حصے میں ان کا خلاصہ ذکر آخر میں محدثہ ناظرین کرونگ۔

صاحبِ مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ شیخ صفی الدین حنفی جد شیخ عبد القدوس میر سید اشرف سمنانی کے مرید تھے، قیام ان کا ردولی میں تھا۔ ایک بار سید صاحب کچھ وجہ تشریف لائے اس زمانہ میں شیخ اسماعیل سواہ کے تھے شیخ سیف الدین ان کو خدمت سید صاحب میں لائے، آپ نے ان کو پیار کیا اور فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ فرزند عطا کرے گا جو قطب عالم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد انتقال شیخ احمد عبدالحق کے پیدا ہوئے جب ذرا سبب سے جا رہے تھے شیخ کا شوق ہوا ایک روز کتاب کا فیہ ہاتھ میں لئے روضہ کے اندر گئے اندر سے حق حق کی آواز ہوئی اور ایسی کیفیت پیش کی کہ یہ بیہوش ہو گئے زیارت روضہ روحانیت حضرت سے مشرف ہوئے سران ہوا کہ

مطالعہ علم ظاہری حجاب کبر ہے اصل کار میں مشغول ہو اور شغل ظاہری سے محروم فرمایا اس روز سے  
 بڑھنا لکھنا چھوڑ کر کار باطنی میں مشغول ہوئے تمام شیطاعت حق میں بسر کرتے اگر کبھی نیند آ بھی جاتی تو شیخ  
 کھڑے ہوئے جبکہ تہ معلوم ہوتے اور دن کو شیخ پیارہ سے صحبت رہتی لطایف قدسی میں لکھا ہوا کہ جب  
 قصہ اپنے دادا بھائی شیخ فخر الدین کا سنا کہ پچاس برس انہوں نے پانی نہیں پیا اس لئے بھی پانی پینا ترک کر دیا  
 اور زور دسالی میں یہ کیفیت تھی کہ اول وقت نماز کے مسجد میں جا کر اول صف میں بیٹھتے جوں جوں نمازی آتے  
 جاتے آپ بھیچے ہلتے جاتے تھے یہاں تک کہ سب بھیچے ہو جاتے بعد فراغ نماز کے نازیوں کی جوتیاں سیدھی کر کے  
 رکھتے سبحان اللہ کیا انکار تھا۔ لطایف قدسی سے نقل ہوا کہ جب اپنے بڑھنا ترک کیا تو آپ کے والد نے آپ کے  
 ناموں قاضی انیال سے کہا کہ بھانجے کی خبر لے اس نے بڑھنا باطل چھوڑ دیا انہوں نے ان کو بلا کر بہت تاکید کی۔  
 اسی عرصہ میں ایک میر اثرن پیرہ لئے گاتی نکلی اس پر آپ کو وجہ ہوا انہوں نے یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے والدین سے کہا کہ کچھ  
 اندیشہ نہ کرو یہ نیک ہوگا اس کی معلم دوسری طرح کا چاہئے کہ جو علم باطن بڑھاوے اس وقت میں مخدوم شیخ خواجگی  
 خلیفہ شیخ صید ہا کے تھے وہ خلیفہ شیخ شمس الدین اودھی کے وہ خلیفہ میر سید اشرف سمنانی کے تھے کہ ساڈھوہ  
 میں مقیم تھے آپ ان کی خدمت میں ساڈھوہ آئے اور کہا کہ میں علم نہیں بڑھا شیخ نے فرمایا کہ شغل باطن کو جب  
 علم اصول اگیا فوعات کیا چیز ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس قسم کا مسئلہ حضرت کے روبرو پیش ہوتا آپ  
 اس کو حل فرماتے اور لطایف قدسی سے نقل ہوا کہ حضرت کے مجاہدہ اور ریاضت کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ اکل  
 شرب مطلق چھوٹ گیا تھا اور آتش روانی میں ایسے فروخت ہوئے تھے کہ سانس کے ساتھ بولے کہا بانی مٹھی کبھی  
 سانس میں سے عود وغیرہ کی خوشبو آتی تھی یعنی عشق الہی میں اپنے کو سوختہ کر دیا تھا جیسا کہ کسی نے کہا ہے  
 -انسوزد بر نیاید بولے عود و در نہ او ہم چوب مثل دیگر است :- اور سر اور کاکل میں سے دھواں اٹھتا معلوم ہوتا  
 تھا جب شیخ محمد صاحب کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ یہ آتش عشق اور مجاہدہ میں جل چکا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ  
 اس کے سر پر باسی پانی روز ڈالاکر بس اور کثرت درود شریف کے واسطے حکم دیا کہ ترویج قلب ہو اول اول  
 آپ کو خلق سے نہایت نفور تھا مرث کے گھر کے کاروبار تمام بجالاتے تھے اور ہمیشہ پوشاک رویشی زیب  
 رکھتے۔ ایک بار شیخ خواجگی نے بہت اسرار سے دوسرے کپڑے پہناوے بعد ان کے پھر لباس درویشی اختیار  
 کیا اور بعد نماز عشا کے ذکر ہر شروع کر کے صبح کرتے۔ اقباس لالہ نارس سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت  
 گنگوہ میں آئے وہاں ایک سنیا سی کاٹھ نہایت دلکش تھا آپ کے پسند آیا چاہا کہ اسی جگہ قیام ہو۔ اند

اُس کے جا کر درویشوں کو پوچھا کہ گرجی کہاں ہیں! انہوں نے کہا کہ ایک برس گندرا گچھا میں ہیں فقط ایک روزن دیوار میں ہوا کے واسطے رکھا ہے کسی کی مجال نہیں کہ ان کے پاس جا کے الغرض اس روزن کو معلوم فرما کر قریب اس کے بیٹھ کر مراقبہ فرمایا صفت روحانیت نے جس مبارک پر غلبہ پایا اور طرف توجہ ذات کے کی، بس جس رنگ لطافت پر آیا کہ اُس روزن کے گزر کر گچھا کے اندر آئے، دیکھا کہ فقیر جس دم کے ہوئے اپنے کار میں مشغول ہے، پھر مراقبہ فرما کر اپنی روح سے اُس کی روح کو حرکت دی معاً وہ ہوشیار ہوا اور حضرت سے پوچھا کہ تو کون ہے یہاں کیونکر آیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا بندہ ہوں اور اُسی کی قدرت سے یہاں آگیا مگر تو نے اپنا کار کہاں تک پہنچایا، اُس نے جواب دیا کہ دیکھو ابھی پانی ہو جاتا ہوں اور پانی ہو گیا حضرت نے اُس پانی میں قدم قدم سے پارچہ ترکر لیا، جب وہ پھر بھیت اصلی پر ہوا آپ نے فرمایا کہ میں بھی پانی ہوتا ہوں تو اُس میں کپڑا ترکر لگو، چنانچہ جب حضرت پانی ہوئے اُس نے بھی کپڑا ترکر لیا، جب پ بھیت اصلی پر آئے اور فرمایا کہ اپنے پاؤں اور میرے پاؤں کو سو گھ پہلے اُس نے اپنے پانی کا پارچہ سو گھ جس سے داغ اُس کا پریشان ہوا، پھر حضرت کے پانی کے پارچہ کو سو گھ داغ معطر ہو گیا، اُس وقت معتقد ہوا اور کہا کہ میں تو اپنے فن میں کامل ہوں مگر تم بھی کامل نکلے، البتہ بدلو اور خوشبو کا تفاوت رہا، آپ نے فرمایا کہ یہ خوشبو اسلام کی ہے اور وہ بدبو کفر کی تھی، اُس فقیر نے کہا کہ مجھ کو بھی اسلام سے مشرف کیجئے، آپ نے اُس کو کلمہ پڑھایا اور بعدِ دلِ ستمان ہوا اور حضرت سے سمیت کی اور اُس جوگی کو بتدکیل کے مع اُس کے چیلوں کے بجائے ہدایت کی حکم مقرر فرمایا، روضہ حضرت کا اور آبادی آپ کی اولاد کی اُسی فقر کی جگہ ہے کہ اب سرے شیخ مشہور ہے۔ لکھا ہے کہ شیخ حمید الدین صاحبزادہ کلاں مدوولی میں تولد ہوئے، ان کی گیارہ برس کی عمر تھی کہ شاہ آباد میں آئے وہاں شیخ کرن الدین مصنف لطائف قدسی پیدا ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ایک بار سینے پر اُسے تعلیم عرض کیا کچھ تلقین نہ فرمایا، میں نے حکم حضرت کے کتب خانہ سے ایک کتاب نکالی اور اس کی تحریر کے موافق نماز چاشت اور اشراق ادا کرنے لگا، جب میں حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ ابھی شغل اور ادتہ کر جو میں کہوں اس طرح مشغول رہو، سبحان اللہ کیا کشف باطن تھا، ایک بار حضرت نے خود فرمایا کہ میرا ارادہ خلق میں مخلوط ہونے کا نہ تھا بلکہ یہ ارادہ تھا کہ پہاڑوں میں عمر بسر کروں مگر مجبور ہوں کہ شائخ و دستِ نجات میں بکوشش تمام خرقہ و ثلث دیکر مجھ فقیر کو سجادہ پر بٹھایا، خاص کر روح حضرت شیخ احمد عبدالحق دروہانیت حضرت سلطان المشائخ و حضرت غنیمت گنج شکر و دیگر شایخان قدس السرا سر ہم نے بجز اس فقیر کو سجادہ پر بٹھایا، خلق اللہ کو بیعتِ نبوی پڑی

اطاعتِ قدسی سے نقل ہے کہ انتقال سے تین برس پہلے آپ کو سکوت ہو گیا تھا، ہمیشہ احدیت میں متفرق رہتے تھے کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ شیخ احمد کہ یہ بھی فرزند تھے ایک روز انہوں نے عرض کیا سکوت کس وجہ سے ہے فرمایا کہ وجود میرا دریا ذکر ہو گیا ہے ہر وقت بحرِ فنا کی موجیں آتی ہیں اور غرق کر کے شہودِ حق میں لے جاتی ہیں اس طرف آنے نہیں دیتیں۔ لکھا ہے کہ ۱۵ جمادی الآخر روزِ دوشنبہ کو عرسِ مخدوم شیخ احمد عبدالحی تھا، اُنکی روزِ حضرت کو تپ لڑا آیا اور روزِ جمعہ کو پانچواں روز تھا قدرے صحت ہوئی، نمازِ جمعہ ادا کی بعد نماز کے پھر تپ شروع ہوئی اور چار روز اور تپ آئی، بروزِ شنبہ وقت نمازِ چاشت ۲۳ ماہِ جمادی الآخر ۹۴۵ھ میں حلت فرمائی، مزارِ گنگوہہ شریف میں فیضِ بخش عالم ہے۔ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں تادمِ مرگ عبادت میں فرق نہیں آیا قبل از انتقال تجدید وضو کیا اور دو گنا ادا کر کے بیہوش ہوئے اور حقِ حق کہتے ہوئے انتقال کیا۔ عمر شریف ۸۴ برس کی ہوئی جس میں ۳۵ برس ردولی میں مجاہد اور ریاضت میں مشغول ہے ۳۵ سال شاہ آباد میں قیام فرمایا اور ۱۴ سال گنگوہہ میں بسر فرمائے۔

شیخ رکن الدین کہتے ہیں جب کفن پہنا چکے مئے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو قلب کو حرکت تھی ذکر جاری اور آپ کے سات پسر تھے، سب کے سب عالم اور عارف ہوئے، شیخ حمیدؒ ہندگی شیخ رکن الدینؒ ہندگی شیخ عبدکبیرؒ شیخ احمد قطب گر شیخ رکن الدین مرتبہ عالی رکھتے تھے، چنانچہ ایک روزِ روضہ حضرت پر مجلسِ سماع تھی شیخ رکن الدین کو وجد ہوا اور نظر مردان سے ناپید ہوئے، بعد دیر کے لوگوں نے دیکھا باقی آپ کے کمالات آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہیں۔

کیفیتِ شیخ عبد الکبیرؒ پر متذکرہ بالا کی یہ ہے کہ آپ مرید و فرزند شیخ عبد القدوسؒ کے تھے ذوق اور شوق، سخاوت اور شجاعت، خوارق و کرامت میں ہمیشہ تھے۔ ایک بار سلطانِ قت آپ کی زیارت کو جلاؤں پر اس کے ہمراہ تھے، تینوں نے اپنے واسطے ایک ایک کھانا مقرر کیا کہ اگر ہم کو ہماری خواہش کے موافق شیخ نے کھانا دیا تو ضرور شیخ اہل کمال میں، جب بادشاہ نزدیک آیا حضرت نے گوشت کے بھرے ہوئے سمو گوشت سے سلطان کے رو برو رکھے۔ نان، پنجنی، میاں بڑھا کے آگے، ملک محمد کے آگے حلو رکھا۔ یہ کشف دیکھ کر تینوں صاحبِ حیران ہے، آپ نے فرمایا کہ بابا کیا حیرت کی بات ہو خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کو رو برو اہل دنیا کے شرمندہ نہیں کرتا جو وہ چاہتے ہیں وہ محنت فرمادیتا ہے۔ بعد وفات والد کے دو برس زندہ رہے ۹۴۶ھ میں وفات پائی، اور ایک کتاب کے حاشیہ پر لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے پانچویں خلیفہ ہوئے مگر صاحبِ رشاد

اور مشہور ہوئے ہیں۔ یہ ہیں اول حضرت شیخ جلال الدین محمود الفاروق تھانیسری کہ اُن کا ذکر آگے  
 آویگا۔ دوسرے شیخ عبدالغفور عظیم پوری کہ خلیفہ شیخ عبدالقدوس کے عالم اور کامل سلیح تھے اور مزید  
 اپنے جد مادری کے بھی تھے۔ ایک بار آپ کو جن اٹھارے گئے ایک مدت اُن کے ملک میں رہے اُن کی  
 زبان سے ماہر تھے۔ اُن کے ملک کی کیفیت بیان فرمایا کرتے تھے مگر بوجہ اختلاف آج ہوا کے ہیئت میں  
 کسی قدر فرق آگیا تھا۔ ہندوستانی نہیں معلوم ہوتے تھے، ماؤ آپ کو اس وجہ کہتے ہیں کہ ماؤ نام آپ کی ایک  
 محبوبہ تھی، اگر اس کا نام ٹھیکری پر لکھ کر چاہ میں ڈالتے آپ فوراً چاہ میں گرتے نہ معلوم وہ معشوقہ حضرت جن یا انسان  
 تھی، حضرت شیخ عبداللہ محمد دہلوی فرماتے ہیں کہ شیخ ہمارے قبیلہ سے تھے اکثر عورتوں نے سنا ہے  
 کہ ایک عورت پیدا ہو کر آپ کے گھر کا کاروبار بجالا کر پھر غائب ہو جاتی ہو۔ وفات حضرت کی ۹۹۸ھ میں ہوئی  
 اور یہ بھی لکھا ہے کہ رسول مقبول نے اُن کو بحالت خواب یہ درود تعلیم فرمایا تھا اللہم صلی علی محمد وآلہ بعد  
 اسماءک الحسنی۔ اور ان کے خلفاء سے چند صاحب باکمال ہوئے ہیں۔ شیخ ابوالسحاق فرزند شیخ عبدالغفور  
 وہندگی شیخ احمد و میر سید علاؤ الدین ساکن کتانہ کہ جب ان کا انتقال ہوا ہے تو مزار میں سے تین مار  
 کلمہ حق کی آواز آئی اور ایک شعلہ نور سر ہانے سے ایک پائنتی سے پیدا ہو کر دونو باہم مل کر قبر میں سما  
 تیسرے خلیفہ شیخ عبدالقدوس کے شیخ بھولا نور بان سہارنپوری کے درویش کامل گندے ہیں ایک بار اُن کو جنون  
 ہو گیا تھا اُس حالت میں غیب کی باتیں کرتے تھے حضرت نے اُن کے حال سے آگاہ ہو کر ایک تویذ مرحمت  
 فرمایا، اس کے باندھتے ہی اچھے ہوئے اور جو غیب کی باتیں کرتے تھے اُن کا مشاہدہ ہونے لگا۔ جو تھے  
 شیخ بھورو کہ پہلے یہ دایم الخمر تھے، جب جذبہ الہی دامگیر ہوا ایک روز حضرت سے ملے سنے مبارک پر نظر  
 پڑتے ہی توبہ کی اور مرید ہو کر فقر کو انجام کو پہنچا کر اولیا ہوئے، پانچویں خلیفہ حضرت کے شیخ بہاؤ الدین  
 کہ اعلیٰ درجہ کے پیر پرست تھے، چھٹے خلیفہ شیخ عبدالستار سہارنپوری، ساتویں خلیفہ شیخ عبدالاحد  
 پیر شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی، آٹھویں خلیفہ میر سید رفیع الدین اکبر آبادی، نویں خلیفہ شیخ  
 عبدالرحمن اکثر مکتوب ان کا نام صادر ہوئے ہیں، دسویں شیخ عبدالبہی اور از روئے تحریر تذکرۃ العارفین  
 کے ہمایوں بادشاہ نے بعضے ہیں کہ سن جلوس دوسرے میں حضرت کے بیعت کی، گیارھویں بندگی  
 شیخ جاسن مسطور کہ مقرب بارگاہ مرشد تھے اور آپ کو مقام فنا فی الرسول حاصل تھا یہ ہم شیخ عبدالقدوس  
 قدس سرہ کے اور محرم اسرار تھے، حضرت کی اکثر حکایات آپ سے سند ہوئی ہیں۔



سلسلہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنجی سلسلہ صابریہ حضرت شیخ مرید شیخ احمد کے وہ مرید شیخ عمار کے  
وہ مرید شیخ احمد عبدالحق کے وہ مرید شیخ جلال الدین پانی پتی کے وہ مرید شاہ ولایت شیخ شمس الدین  
پانی پتی کے وہ مرید حضرت مخدوم علاؤ الدین علی، احمد صابری کلیری کے۔

سلسلہ نظامیہ تفسیر شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد بن فاسم اودھی کے وہ مرید سید بھٹن بھڑاچی  
کے وہ مرید سید اجل بھڑاچی کے وہ مرید مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وہ مرید مخدوم نصیر الدین چاغی  
کے وہ خلیفہ اکمل حضرت سلطان الشائخ نظام الدین ادبہار کے۔

سلسلہ دوم نظامیہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ الاسلام شیخ درویش محمد کے وہ مرید میاں شیخ بن حکیم  
اودھی کے وہ مرید سید صدر الدین اودھی کے وہ مرید پیر سید محمد گیسو دراز کے وہ مرید مخدوم نصیر الدین چاغی  
کے سلسلہ سوم نظامیہ یعنی شیخ مرید شیخ الاسلام درویش محمد کے وہ مرید شیخ سعد اللہ کے وہ مرید شیخ  
فتح اللہ کے وہ مرید شیخ صدر الدین طیب کے وہ مرید حضرت سلطان الشائخ کے سلسلہ قادریہ شیخ

عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بھٹن بھڑاچی کے وہ مرید مخدوم  
بہا نیال نے وہ مرید شیخ محمد علی کے وہ مرید شیخ ابوالکلام فاضل کے وہ مرید شیخ قطب الدین ابوالغیت کے

وہ مرید شمس الدین ثانی کے وہ مرید شمس الدین علی حداد کے وہ مرید حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی کے  
سلسلہ دوسرا قادریہ یعنی شیخ عبدالقدوس مرید سید ابراہیم حسنی کے وہ مرید شیخ احمد حبلی کے وہ مرید بھڑاچی

کے وہ مرید شاہ عبدالقادر کے وہ مرید شیخ محمد حسن کے وہ مرید سید ابوصلح کے وہ مرید اپنے پدر سید  
عبدالقادر جیلانی کے اور تیسرا سلسلہ اس طرح پر ہے کہ شیخ محمد حسن شیخ ابوالنصر سے ملکر سید ابوصلح سے

ملتے ہیں، یعنی پیر جہاں سے بھی فرقہ پہنچا تھا، سلسلہ جو تھا نادر یہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ جلال الدین علی شاہ  
کے وہ مرید شاہ محمد کے وہ مرید قطب الدین بنیادل جو پوری کے وہ مرید سید نجم الدین قلندر کے وہ مرید

حضرت پیران پیر دستگیر کے اس سلسلہ کو قلندریہ بھی کہتے ہیں، تذکرۃ الفقراء میں یہ سلسلہ مسمیٰ بہ قلندریہ ہے  
اگر لکھا گیا ہے۔ سلسلہ کبیر یہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد اودھی کے وہ مرید سید بھٹن بھڑاچی

کے وہ مرید سید اجل بھڑاچی کے وہ مرید سید جلال الدین بخاری کے وہ مرید شیخ شمس الدین ابو محمد بن محمود  
قروانی کے وہ مرید شیخ قطابا الخالیدی کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید بابا باجمند کے وہ مرید شیخ نجم الدین

نردوسی کے سلسلہ درویش یعنی شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش اودھی کے وہ مرید سید بھٹن بھڑاچی کے وہ مرید

سید اجل کے وہ مرید سید جلال الدین بخاری کے وہ مرید شیخ رکن الدین ملتانی کے وہ مرید شیخ سعد الدین ملتانی کے وہ مرید شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے اور بھی سلسلہ قادریہ ہے یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ غوث پاک کے بھی تھے سلسلہ دوم سہروردیہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بدین کے وہ مرید مخدوم جہانیاں کے وہ مرید شیخ رکن الدین وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ الاسلام بہاؤ الدین ذکریا ملتانی کے وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے وہ مرید شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی کے وہ مرید شیخ وجیہ الدین ابوحنس کے وہ مرید شیخ محمد بن عبداللہ سہروردی کے وہ مرید شیخ انخی سراج کے وہ مرید شیخ الہی عباس کے وہ مرید شیخ ابی عبداللہ خفیف کے وہ مرید شیخ محمد جعفر کے وہ مرید شیخ ابی عمر کے وہ مرید شیخ عظیم ابی تراب کے وہ مرید شیخ حاتم الاصم کے وہ مرید شفیق بلخی کے وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے۔

سلسلہ مداریکہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بدین کے وہ مرید سید اجل کے وہ مرید حضرت بدیع الدین شاہ مدار کے وہ مرید بایزید بطنائی کے وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے وہ مرید خواجہ حسن ابصری دوسرا سلسلہ مداریکہ اس طرح پر ہے کہ طغور شامی مرید عین الدین شامی کے وہ مرید یمن الدین شامی کے وہ مرید عبداللہ علیہ دار کے وہ مرید حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اور سلسلہ نقشبندیہ اس طرح ہے کہ سید اجل بھڑاچی مرید شاہ عبدالحق کے وہ مرید خواجہ عبداللہ احرار کے وہ مرید خواجہ یعقوب خرنی کے وہ مرید خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے۔ لکھا ہے کہ شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس قاضی القضاۃ دہلی ہے ہیں صاحب تصانیف اور عالم بکمال تھے۔

### ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین جونپوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ محمد عسی کے تھے جو شاہیر روزگار سے تھے ترک و تجرید میں یکجا نہ عصر تھے کہتے ہیں کہ یہ طالب علمی کرتے تھے کہ شیخ حسین گجراتی خدمت شیخ عیسیٰ میں جونپور میں آئے اور صاحب کیا تھے۔ شیخ بہاؤ الدین سے بہت اخلاص پیدا ہو گیا ایک بار ان کو ہمراہ لیکر محل میں گئے اور کہا کہ تم کو کیا بتائے دیتا ہوں موافق حاجت کے بنایا کرنا۔ پھر میں تم کو دوسرا محل بتاؤں گا شیخ بہاؤ الدین نے عرض کی کہ بندہ آپ سے دوسری کیا کا خواہاں ہے یہ سن کر شیخ حسین ذوق بہت خوش ہوئے و تربیت باطن فرمائی شیخ حسین آخر فرقہ خلافت شیخ محمد عسی سے حاصل کر کے دولہ گئے چلتے وقت

شیخ بہاؤ الدین نے عرض کی کہ مجھے مرید کیجئے، فرمایا کہ تیرا پیر اسی شہر میں ہے، میری صحبت کا فیضان جو تیری قسمت میں تھا وہ ہوا، پس شیخ بہاؤ الدین شیخ عیسیٰ کے مرید ہوئے اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ ہنزہ خلافت نہ ملی تھی کہ وقت شیخ محمد عیسیٰ کا قریب پہنچا۔ شیخ بہاؤ الدین نے فرمایا کہ تیری خلافت آگے سید کے ہے جو مانگ پور سے آویگا، بعدہ سید راجی حامد شاہ مانگ پور سے وارد جو پور ہوئے، پہلی ہی ملاقات میں شیخ بہاؤ الدین کو خرقہ خلافت دیا۔ وفات شیخ بہاؤ الدین کی ۹۴۲ھ میں ہوئی مزار جو پور میں ہے۔

یہ حضرت مرید خواجہ حسن ناگوری کے شاگرد ہیں اور خرقہ شیخ اسماعیل فرزند

**ذکر حضرت شیخ خانوگوالیاری قدس سرہ**

شیخ حسین سہرست بھی بتمام چندیری حاصل کیا اور روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے بھی فیض ہوا وفات حضرت کی ۹۴۲ھ میں ہوئی مزار گوالیار میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین بن شیخ نور الدین ابو دھنی قدس سرہ**

یہ حضرت اولاد سے بابا صاحب کی اور وجد عصر تھے، اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے کچھ کام نہ رکھتے تھے، خط و قلم و آرام و آسائش و آرائش اپنے اوپر روانہ رکھتے تھے، اُس وقت آپ فرید ناظمی مشہور تھے اور روحانیت حضرت قطب لاقطاب سے فیضیاب تھے اور بہت عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے پاس یک درویش آیا اور اُس نے تعریف کی کہ میرے پاس تریاق اکبر ہے جس کے کھانے سے کیسا ہی زہر خوردہ یا مارگزیدہ ہو اُس کو فوراً شفا ہوتی ہے، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی تریاق عظمیٰ اور امتحان کے واسطے ایک چوٹیا زندہ منگا کر اُس کے منہ میں قدسے سنبل فار دیا اُسی وقت وہ مر گئی، بعد ازاں قدسے کا کنگر خانہ جو خواجہ قطب الدین کا تھا پانی میں مل کر کے قدسے پانی اُس کے منہ میں ڈالا وہ زندہ ہو کر اڑ گئی، ولادت آپ کی ۸۴۲ھ میں ہوئی اور وفات ۹۴۲ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت کا ملان خاندان خستہ ہے

**ذکر حضرت سلطان جلال الدین قریشی قدس سرہ**

ہوئے ہیں کہ بیاطن ملک بظاہر مجتہد صاحبِ حال اور مجتہد تارک در کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے اور عالم متبحر تھے ہر ایک بن میں کلام کرنے جو کچھ بیان فرماتے نہایت صحت اور فصاحت سے بیان فرماتے، کل علوم حفظ تھے، ایک بار وقت نماز صبح

جامع مسجد میں آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے، مگر قرأت ایسی لمبی شروع کی کہ دن نکلا یا، یہ بات لوگوں کو ناگوار گذری اور گفتگو شروع ہوئی، نہایت استحکام سے جواب دئے، جب وہ لوگ گرم ہونے لگے موافق عادت معہود کے وہاں سے اٹھ کر جنگل میں چلے آئے مرید نہ کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ہشام نام میرا ایک مرید ہے جو جنگلوں میں پھرتا ہے، آپ کے معتقدوں ایک نے آپ کے ملفوظات جمع کر کے آپ کو ملاحظہ فرمائے، آپ نے اس کتاب کو چاہ میں ڈال دیا۔ اکثر وقت خلق کے یہ فرمایا کرتے تھے، حاصل عشقت سرخ نشین نیست سوختم سوختم سوختم سوختم، خادم بدم بہ لختہ شدم سوختم، اور پانچ برس تک کتاب علم حقیقت پڑھی، اُس عرصہ میں کسی آدمی کا منہ نہیں دیکھا، دختوں کے پتے کھائے، ایک روز فرمائے لگے پہلے مجھ کو عشق مجازی پیدا ہوا، اسی میں جذبہ الہی گلوگیر ہوا، میں صحرائے جمیر میں چلا گیا، ایک جوان نہایت خوبصورت دیکھا، میں اُس کے پیچھے ہولیا، حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ شخص خضر ہوں گے، فرمایا کہ علامت دیکھنے خضر کی یہ ہے کہ اُن کے طور سے بارش ہوتی کہ وہ ملا وہ مردان غیب سے تھا اور فرماتے ہیں کہ جب میں مرید ہوا تو میرے پیر نے فرمایا کہ نوکری کر، چنانچہ ایک شخص نے خود خواست نگاری کر کے مجھ کو نوکر رکھا، میں بہت حج کیا، پیر کا حکم ہوا کہ اس کو ٹائے پینے لٹا دیا، تین بار مال حج کیا اور ٹایا آخریر کے ہمراہ ایک جنگل میں گیا، وہاں ایک حجرہ تھا در حجرہ پر رہتا اور پیر اندر رہتے۔ سوئے صبح کی نماز کے وقت کے اور وقت ملازمت نصیب نہ ہوتی، پانچ برس اسی طرح گزریے۔ اس عرصہ میں میرے پیر نے مجھ کو تین علوم سکھائے اور فرمایا کہ جا آگے آتیرا حوصلہ نہیں ہے، اُس روز سے پھر پیر سے ملاقات نہیں ہوئی اور اپنے پیر کے فراق میں دیواروں سے ٹکرا یا کرتے تھے اور یہ پڑھتے تھے: دریا منوس تنہائی ما، دریا سمرہ بنائی ما، من بہت وے عشقم ہشیا رنخواہم شد، لکھا ہے کہ اگر مس پر پھونک ماریتے تھے تو وہ سونا ہو جاتا تھا، دہلی اگرہ میں اکثر ہے، وفات حضرت کی بمقام مند ۹۴۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ علاؤ الدین جوہی

کے اور خاندان سلطاریہ سے

### ذکر حضرت سید سلطان بھڑا بچی قدس سرہ

بھی فیض یافتہ تھے، کپڑا موافق ڈھکنے ستر کے رکھتے تھے، سر نہ نگار ہتا تھا ذکر جہر کرتے تھے، ایک عورت آپ کی توجہ سے سامان ہوئی، اُس کے اقربا نے کچھری محمد زماں میں جو منجانب بادشاہ بابر حاکم تھے اُس کے دل جانیکا دعویٰ کیا۔ حاکم نے شیخ کو کہلا بھیجا کہ اُس عورت کو اپنے گھر سے نکال دیں آپ شیخ شیر

ہاتھیں لیکر نکلے اور فرمایا کہ یہ نہ ہو گا کہ مسلمان کو کافروں کے سپرد کیا جائے، اگر ارادہ جنگ ہے تو بندہ حاضر ہے  
دیکھو خدا کیا کرتا ہو آخر حاکم پر شیخ کے کہنے سے عجب چھا گیا اور بہت نادام ہوا، وفات حضرت کی سن ۹۴۹ھ میں تھی۔

صاحب جذبہ و رزق شوق تھے، کبھی لباس درویشی  
کبھی دنیا داروں کا سا مکلف لباس رکھتے، آپ کو

### ذکر حضرت سید علی قوام قدس سرہ

بہت فتوح تھا، ماسکینوں کا روزانہ مقرر کر رکھا تھا نہایت خیر تھے خدام بہت تھے، مگر چالیس برس  
شک کی کام کے واسطے کبھی خدمتگار کو نہیں جگایا۔ ایک بار شب کو شنکی ہوئی۔ موافق عادت کے  
زیر پلنگ پانی دیکھا، اُس روز خدمتگار پانی رکھنا بھول گیا تھا۔ بہت ہی شنکی نے جب غلبہ کیا کئی بار زیر پلنگ  
پانی دیکھا، آخر غیب سے کوزہ پانی ہاتھ میں آیا، اُس کو نوش کیا اور شکر پروردگار بجالائے مگر خدمتگار کو نہ جگایا  
اور فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول مقبول کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے علی اپنے دروازہ پر نقارہ بجاتا  
ہے، مگر خلق کی خبر نہیں لینا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نقارہ آپ کی ہی عنایت سے ہے، ورنہ علی کیا چیز ہے  
پھر فرمایا کہ خلق کے واسطے دعائے خیر کر تو سبجا دعاوات ہو، پھر اپنے فرمایا کہ مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ لوگ قوالوں  
کو فرمایش کرتے ہیں فلاں لگاؤ مجھ کو ہر شے اچھی معلوم ہوتی ہے جو وہ گاتے ہیں سب پر شوق ہوتا ہے۔  
وفات حضرت کی سن ۹۵۰ھ میں ہوئی مزار جنپور میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ محمد حسن طاہر کے

وہ مرید راجی مامد شاہ کے وہ مرید

### ذکر حضرت شیخ عبدلرزاق جھنجھانہ قدس سرہ

شیخ حسام الدین مالک پوری کے وہ مرید نو قطب عالم کے وہ مرید علاؤ الحق بنگالی کے وہ مرید اخی سراج کے  
وہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے حضرت کو روح پاک قلندر صاحب اول سے نسبت تھی بمقام بڑھاپا  
مشکف رہے ہیں۔ اہلبیت پاک سے کمال عقیدت تھی اور حضرت غوث اعظم سے بھی نہایت اعتقاد تھا اور  
حضرت بھی ان پر بہت مہربان تھے ہر ایک کار میں مدد فرماتے تھے، اور شیخ امان پانی تہی سے مسئلہ  
توحید میں بہت گفتگو رہی ہے، بہت بڑے ذاکر اور متفکر تھے، آپ کے مریدوں میں سید علی چشتی کہ مزار  
ان کا لودھیانہ میں ہے شیخ وقت گذرے ہیں، وفات حضرت کی سن ۹۵۰ھ میں ہوئی، مزار قصبہ جھنجھانہ میں  
زبارت نگاہ خاص عام ہے۔

ذکر حضرت شیخ یوسف معروف بہ شاہ جو سی چشتی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے بابا صاحب کی تھے اور ولایت موروثی پر ثابت قدم ہے اور ہمیشہ اجداد میں رہے  
بعد مجاہدہ اور ریاضت کثیر کے موافق اندلے غیبی کے معینوں بھائیوں کے براہِ خشکی عازم حرمِ حسین  
ہوئے، جب وہاں میر میں آئے عینا عادل شاہ خاندیس کے بادشاہ نے قدمِ شیخِ غنیمت جانا نہایت  
اعزاز سے چندے رکھا، بعد وہاں سے رخصت ہو کر اجداد میں آئے اور عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر  
برہان پور میں داخل ہو کر سکونت اختیار کی اور وہیں ۹۵۰ھ میں وفات پائی۔

آپ خلیفہ اعظم شیخ عبد القدوس گنگوہی  
ذکر شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ کے تھے، آپ کے پدر قاضی محمود بلخوی

ہندوستان میں مائے تو آپ کی عمر سات برس کی تھی، مگر قرآن حفظ کر چکے تھے اور سرہ برس کی  
عمر میں تحصیلِ علومِ ظاہری سے فاضل ہو کر شرعی فتویٰ دینے لگے تھے، آپ صائم الدہر قایم الیل تھے، کہا جاتا  
کہ شیخ عبد القدوس ایک بار سیرکناں وارد تھانیسری ہوئے، وہیں آپ نے بیعت کی، بعض نے کہا کہ شیخ تھانیسری  
میں اس وجہ سے آئے تھے کہ ایک بار شیخ اپنے فضل میں مصروف تھے کہ بائیں غیب نے ندا دی کہ جلال الدین  
تھانیسری کو ہم نے تجھ کو بخشنا اس کو اپنا مرید کر اسی وقت حضرت شیخ راہی طرف تھانیسری ہوئے اگر دیکھا  
آپ اپنے مدرسہ میں طلباء کو پڑھا رہے ہیں شیخ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے، جب شیخ جلال الدین نے سبق  
طلباء سے فراغت پائی، حضرت سے پوچھا کہ لے درویش تم کون ہو اور کہاں سے آئے، شیخ نے زبانِ حقِ ترجا  
سے بعد اپنے عجز و انکسار کے چند کلمات توحید آمیز ارشاد فرمائے اور ان کے قلب کو اپنے نورِ باطن سے مجلا  
کیا، معاشیافت ظاہری دور ہوتے ہی جو جمال بے مثال کو دیکھا قدموں پر سر رکھا حتیٰ تکشف ہوا،  
خلعت کثرت لوحِ سینہ سے دور ہوئی نور وحدت چمکا اور مرید ہوئے۔ شیخ نے کلاہ چارتر کی اپنے سر پر  
اتار کر ان کے سر پر رکھی اور تعلقاتِ قلبیہ قابلہ و تقیر و روحانیہ سے فاضل فرمایا پہلے شغلِ نفیِ اشیاء ارشاد  
فرمایا، چند روز میں کارِ تکمیل پہنچا کہ بیہوشی جو مقدمہ الہیاتِ کلہے پیدا ہوئی۔ بعد اُس کے شغلِ مہوِ شوقین  
فرمایا بعد اُس کے سلطانِ الادکار تعلیم فرمایا، جب یہ کار بھی مکمل ہوا شغلِ سہ یا تعلیم فرمایا اور دیگر اذکار  
اشغال ہر ایک خاندان کے تعلیم فرمائے۔ آپ نے مدت کثیر اپنی کو آتش مجاہدہ میں جلایا از مقصود کلی حاصل کیا  
بصاحبِ مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ آپ کو مدام استراقِ سہا تھا، وجود باوجود آپ کا محو ذوقِ سماع و عبادت  
اور ادا و آدابِ شریعت و طریقت تھا۔ اسی برس تک بلا ناغہ ایک قرآن روزِ ختم فرمایا، ایک روز ایک شخص

ایک غزل خوش طامانی سے گاربا تھا، آپ بالاخانہ پر تھے، سنتے ہی بیہوش ہو کر نیچے گر پڑے اور شل  
 مرغ نیم نسل کے تڑپنے لگے، اور استغراق کی کیفیت تھی کہ وقت نماز کے خادم جب کان میں باواز بلند  
 اللہ اکبر کہتا جب ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے، اقبال نامہ جہانگیری سے روایت ہے کہ جلال الدین محمد اکبر اعظم  
 شاہنشاہ کرم نے جب بروز دوشنبہ دوسری محرم ۹۶۹ھ کو بحیثیت دفع مزار محمد حکیم اپنے برادر کے شکر کشی  
 جانب پنجاب کی، جب تھانیر پہنچے برائے زیارت شیخ خانقاہ حضرت میں تشریف لائے، بعد سعادت ملازمت کی  
 کلمات حقائق درمیان میں لائے۔ چونکہ اس شاہنشاہ کو جملہ علوم میں جامعیت تھی، مسئلہ توحید پیش کیا، شیخ نے  
 فرمایا سماعی آفتابے درہنراں آجگینہ تافتہ، پس بگئے ہر کیے تاب غناں نذاختہ، جملہ یک نور است  
 امارنگہائے مختلف، اختلاف درمیاں این آں نذاختہ، اور نہایت احسن طور سے بادشاہ کو سمجھایا  
 پھر شیخ ابو الفضل نے عرض کیا کہ کس طرح دریافت کریں، یہ سن کر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ آہ  
 آہ زار استغنائے دلیر آہ، کہ تعظیم بہرے برکونین را، یہ سن کر بادشاہ بھی رونے لگے اور کہا کہ بندہ کو فقیر کیجیے میں  
 اس سلطنت گذرا، آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنا جائنشین کرو، اُس کے بعد یہ ارادہ کرو کہ تمہاری ایک ساعت کی عدا  
 بہتر ہے ہزار عبادت اور فقری سے تمہاری رویشی عدل و انصاف کرنا خلق خدا کا نفع پہنچانا ہو، یاد خدا بھی کرو  
 اور سلطنت بھی کرو۔ بادشاہ وہاں رخصت ہو کر خمیہ گاہ کو واپس آئے اور شیخ محافہ میں سوار ہو کر بقصد زیارت  
 مزار سالار سختی بنیرہ نوح علیہ السلام کہ مزار اُن کا نواح تھانیر میں ہو تشریف لے جاتے تھے کہ فیضی حاضر  
 ہوا، آپ اُس کی خاطر سے واپس خانقاہ میں آئے فیضی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو برائے  
 سواری انسان کے پیدا کیا ہے، افسوس ہو کہ آپ آدمیوں پر سوار ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نہایت تعجب ہے کہ باوجود  
 اس قدر علم و فضل کے اب تک یہ امر تیری سمجھ میں نہیں آیا کہ، بھنے آدمی شل چار پاؤں کے ہیں بلکہ حیوان اُن سے  
 بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمیوں کے حق میں فرمایا ہے اولئک کلانعام، اہم ضل سبیلان فیضی یہ سن کر منفعلاً  
 جب تک بیٹھارہا کچھ بات نہ کی، آخر رخصت ہو کر قیام گاہ برآیا اور راجہ بیرہر سے شیخ کی توفیق کی اُسی وقت  
 بیرہر بھی خدمت شیخ میں حاضر ہوا، شیخ نے اُس کی طرف التفات نہ فرمایا، آخر یہ ٹھکر چلا آیا، جب یہ شیخ غوث محمد  
 گوالیاری سے ملے گیا تو شیخ نے اُس کی بہت تعظیم کی، مکلف فرش پر بٹھایا، اُس نے بچھا کر گوالیار اللہ مبارک ہو  
 مساوی ہیں، آپ نے بندہ پر ایسی نوازش فرما کر معزز و ممتاز فرمایا، جب میں شیخ جلال الدین تھانیر کی  
 خدمت میں حاضر ہوا، انہیں میری طرف التفات بھی نہ فرمایا، شیخ محمد غوث گوالیار شیخ فرمایا کہ برادر جلال الدین نے

کمال شہود ذاتی بہم پہنچایا، دنیا اور اہل دنیا کی قدر ان کی نظر میں کچھ نہیں رہی، وہ تم کو کیا خاطر میں لاتے کس واسطے کہ بادشاہ اور گدا ان کو یکساں ہیں اور مجھ میں ہنوز بعض بعض تعلقات دنیا باقی ہیں، بیڑیہ منکر خوش ہوا اور کہا کہ جو آپ نے فرمایا نصفی سے فرمایا، لکھا ہے کہ شیخ کمال قادری کو حضرت کے بہت محبت تھی۔ طبقات حسابیہ نقل ہے کہ آپ ایک مرید تھا کہ اُس کو اشتیاق تجلی ذات نہایت تھا، اس شوق میں بہت مجاہدہ اور ریاضت برسوں کی، گروہ حال مشکف نہ ہوا۔ اُس کے دل میں خطرہ گذرا کہ اس وقت میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے بزرگ نہیں کہ ان کی ایک نظر سے آدمی صاحبِ طال ہوتا تھا، اُسی وقت آپ اُس کے خطرہ پر آگاہی ہوئی۔ نظر عاشقانہ اُس پر ڈالی کہ وہ تجلی ذات اُس پر مشکف ہوئی، مگر اُسی وقت مر گیا۔ کس واسطے کہ حوصلہ اس تجلی کا نہ تھا، اور اسی وجہ سے آپ نے بھی توقف فرمایا تھا، اور آپ کے بھی کتبوبات میں ایشادِ طابین کے نام سے مشہور اور کبھی پیر کے روبرو بے وضو نہیں آئے۔ شاہ آباد میں بھی بہت دنوں پیر کے پاس رہے ہیں اور اپنے پیر زادوں سے نہایت ادب کے پیش آئے تھے۔ لکھا ہے کہ وفات کے چند روز پہلے امانت خواجگان چشت اور خرقہ خلافت شیخ نظام الدین تھانیسری شرم لہجی کو مرحمت فرمائی، اور جو وہ دالچور ۹۸۹ھ میں بقلم تھانیسری انتقال فرمایا۔ چند خلفاء حضرت کے کہ جو مرتبہ تکمیل پہنچ چکے تھے یہ ہیں شیخ نظام الدین لہجی، دوسرے شیخ عبدالشکور تبریز، خلیفہ قاضی محمد سالم کیرانوی کہ ان کا مزار کیرانہ میں ہے، یہ سب نے کیرانہ کے تھے اس وجہ سے ایک جہاد کہ جو کبھی بنجانب بزرگان کاتب الحروف ان کی مدد معاش کو معاف تھا سالم والا مشہور ہے، چوتھے خلیفہ شیخ موسیٰ، پانچویں شیخ عیسیٰ کہ دونوں اسم باسنی تھے، چھٹے خلیفہ میر سید فاضل اکبر موہانہ ضلع میرٹھ۔

خلیفہ شیخ جلال الدین

تھانیسری کے مذہب

ذکر حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور لہجی قدس سرہ

حقی اور مشارب عالیہ صابرہ رکھتے تھے۔ احوال و اقوال افعال حضرت کے متاخرین کبار کو محبت قاطع و برہانِ ساحل ہیں۔ اور نیز داماد و برادر زادہ اپنے پیر کے تھے، آپ کے والد شیخ عبدالشکور بھی شیخ جلال الدین تھانیسری اپنے برادر خلیفہ کے تھے، علوم رسمی کہ سرسریل و قال ہیں، اُن کی طرف رجوع نہ تھی، مگر شریع احکامات اور رسالہ بیان ہفت طبع موجود ہیں اور ریاض اقدس تفسیر قرآن مجید معاون حقانی آپ کی تصنیف تھی، باقی تمام علوم کیا وسیع اذات جامع الکملات تھے، علم شریعت اور طریقت میں مبیشل تھے



لکھا ہے کہ شرح لمعات مکہ میں تصنیف کی اور دوسرے شرح کلام مجید کی مدینہ طیبہ میں تصنیف کی وہ تفسیر مدنی مشہور ہے ان دونوں تفسیروں کی تحریر کے وقت کئی کچے پاس نہ جاتا تھا، بادلوں لکھا کرتے تھے۔ نقل کرنے میں کربا پہ صاحب سجادہ ہوئے اور شہرہ کمالات آپ کا بلند ہوا تو شاہزادہ سلیم آپ کے معقد ہوئے۔ آپ نے ان کو بشارت دی تھی کہ تو بادشاہ ہوگا، آخر جب یہ بادشاہ ہوئے اور بوجہ بہکائے نور جہاں نگیم کے شہزادہ خسرو سے ناخوش ہوئے اور ان کو مقتد کرنا چاہا اس وقت یہ ناچار ہو کر اکبر آباد سے فرار ہوئے۔ جب تھانیسریں پہنچے شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اپنے پدر و مادر کی شکایت کی اور اپنے واسطے دعا چاہی۔ شیخ نے بہت کچھ نصائح مریبانہ فرمائے کہ ہر حال میں والد کی اطاعت چاہیے یہ تو طرف بیاس کے چلے گئے اور دشمنان شیخ نے موقعہ پا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ شہزادہ خسرو برائے حصول طلب شیخ تھانیسری کے پاس گئے، اور انہوں نے ان کو بشارت سلطنت دی۔ یہ سن کر جہانگیر سخت برہم ہوئے، اور حکم دیا کہ شیخ ہندوستان سے چلے جاویں، پھر نہ آویں۔ حضرت کا سفر کا پہلے ہی ارادہ تھا، مکہ معظمہ جانے کی تیاری کر ہی ہے تھے کہ حکم پہنچا، حضرت ہندوستان سے چل کر مکہ میں آئے اور حج ادا کیا، بعد مدینہ منورہ میں کئی برس رہے اور شرح العانی تصنیف فرمائی، بعد حکم روحانیت پیغمبر خدا علیہ السلام بلغ میں اگر مقیم ہوئے۔ ایک کیفیت پہلے یہ گزری کہ قریب بلخ کے آپ چلے آتے تھے کہ ایک شخص حکام بلخ سے گھوڑی پر سوار آتا تھا اور شیخ ابوسعید فرزند حضرت کے گھوڑے پر سوار تھے، نزلے زاد کی طرف مل گیا اور گھوڑی پر جا پڑا وہ شخص غرور حکومت میں تھا غصہ ہو کر شیخ ابوسعید کی پشت پر تازیانہ مارا کہ اس کا نشان ہو گیا۔ انہوں نے اپنے پدر کو اپنی پیچھے دکھائی، آپ نے ازراہ جلال فرمایا کہ ابھی تک اس کی گردن نہیں ٹوٹی۔ یہ فرماتے ہی وہ گھوڑی سے گرا اور گردن اس کی ٹوٹی۔ بعد اس کے بادشاہ امام قلی خاں ازبک حضرت کا مرید ہوا، اس کے مرید ہوتے ہی ہزار ہا آدمی مرید ہوئے، اور لکھا ہے کہ سات سو دلی ہوئے، مگر طلبائے شہر کو حسد ہوا، اور بادشاہ سے کہا کہ شیخ جامع مسجد میں نہیں آتے، اپنی خانقاہ میں جدا نماز پڑھتے ہیں، ایک شہر میں دو جگہ نماز جمعہ ناجائز ہے۔ بادشاہ نے آپ سے عرض کیا کہ جامع مسجد میں اگر نماز جمعہ ادا کیا کریں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ امام جامع مسجد رافضی ہیں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا، بہ خیر امام اور دیگر علماء کو ہوتی، انہوں نے تمام شہر کو برا بھلا کہا۔ آخر یہ رائے سب کی قرار پائی کہ یا تو شیخ امام کا رخص ثابت کریں

ورنہ بادشاہ اور شیخ دونوں کو قتل کرو یہ خبر بادشاہ کو بھی ہوئی، وہ شیخ کی خدمت میں آیا، کل حال مشورہ شہر کا عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ بچہ فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ابھی عقدہ کشائی کر دیتا ہے، چنانچہ اسی وقت دس بارہ ہزار آدمی مسلح خانقاہ میں گھس گئے۔ امام شریف برہنہ لے شیخ کے پاس آیا اور زبان لاری کرنے لگا اور کہا کہ تو نے مجھ پر تہمت فیض کی لگائی تیرا خون گرانا مجھ کو مباح ہے شیخ نے بادشاہ سے کہا کہ امام کا موزہ چیر کر دکھو اس کے تلے میں کیا ہے؟ الغرض جب موزہ چیر کر دکھاتو اس میں سے کاغذ نکلا کہ جس میں شیخین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جب غلطیق نے شیخ کی یہ کرامت دیکھی پہلے اس امام کو قتل کیا، بعدہ سب نے اپنا عضو تقصیر جا یا اور بصدق دل مرید ہوئے۔ صاحب القباس لاناوار تحریر کرتے ہیں کہ نام شاہ بلج کا نظر محمد خاں تھا اور وہ ہر روز بڑے زیارت شیخ حاضر ہوا کرتا تھا ایک بار آپ کو ہستان بلج کی سیر فرماتے ہوئے اسی جگہ پہنچے کہ جہاں پانی نہ تھا، جب وقت ظہر کا آیا عصا مبارک ایک پتھر پر مارا، اسی وقت اس پتھر سے حتمہ شریف جاری ہوا، اس کو وہ سے جو پتھر قریب تھا وہاں یک حکیم رہا کرتا تھا اس نے یہ کرامت شیخ کی مٹ کر لوگوں سے کہا کہ اس وقت ستارہ آبی برج سرطان میں تھا، شیخ سے پانی نکل آیا یہ کچھ کرامت نہیں ہے۔ اتفاقاً وہ حکیم شیخ سے ملنے آیا، شیخ کو اس کے کہنے کا حال معلوم تھا اس کو لیکر وہاں لے گئے کہ جہاں پانی کا نشان تک نہ تھا، پہلے اس حکیم سے پوچھا کہ ستارہ آبی برج سرطان میں ہے اس نے غور کر کے کہا کہ اس وقت آتشى برج آتشى میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین پانی اس وقت برآمد ہو سکتا ہے، اس نے کہا، ناممکن ہے، آپ نے عصا پتھر پر مارا کہ حتمہ شریف آیا ہوا، یہ کرامت دیکھ کر وہ حکیم ایمان لایا اور مرید ہوا۔ اقبال لاناوارین لکھا ہے کہ اس وقت بلج میں ایک عامل اور سخی مرد تھا کہ اس کو دست غیب تھا، اور علم کیا کو خوب جانتا تھا، اور شیخ کو بھی کامل اور ملج و روش مانتا تھا، جب وقت رحلت اس کا قریب پہنچا اپنے ملازم کے ہاتھ شیخ کے پاس کھلا بھیجا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو بڑے بڑے کمال اور علوم عطا کئے ہیں، میں اب دار فانی سے رخصت ہوا چاہتا ہوں، سوائے آپ کے کسی کو لائق نہیں پاتا، آپ میرے پاس شریف لاویں میں سدا پ کو بتا دوں گی۔ آپ نے اس ملازم سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ کہ یہ جتنے علوم ہیں مردان خدا ان کی طرف نظر بھی نہیں کرتے، اگر علم توحید تجھ کو کچھ حاصل ہے تو وہ کافی اور کام کا ہے ورنہ خیر خادم نے جا کر آقا سے بیان کیا، اس نے بھر عرض کیا کہ اس سے بے بہرہ ہوں، آپ نے فرمایا کہ اس کو یہاں آؤ، الغرض جب وہ

خدمت شیخ میں آیا، اپنے اُس کو علم توحید تعلیم فرمایا کہ اُس کے دل سے پردہ دہنی اٹھا اور اسی وقت کمال ہوا اور ادویا ہو کر مرلا۔

اقتباس لاوار میں لکھا ہے کہ ایک بار شیخ صحرائے بلخ میں تشریف لے جاتے تھے کہ ایک وڈ پڑا ہوا دیکھا، اُس کے قریب جا کر مراقبہ فرمایا، معلوم ہوا کہ چندے اُس کی عمر باقی ہو، کھڑے ہو کر فرمایا تم باذن اللہ وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ وفات شیخ نظام الدین تھانیسری شمس بلخی کی آٹھویں جب بروز جمعہ ۳۲۷ھ میں مئی مزار پر لاوار بلخ میں زیارت گاہ ہے۔ صاحبزادے کی چھوڑے تھے، جن میں سے شیخ محمد سعید بسرکلاں کہ جن کا ذکر آگے آویگا انہوں نے تھانیسری میں سکونت اختیار کی۔ دوسرے صاحبزادہ عبدالحی کرناں میں ہے، اُن کی اولاد کرناں میں ہو، اور بعض صاحبزادوں کی اولاد بلخ میں ہو کہ جو رضیہ مبارک کی خدمات بجالاتے ہیں۔ اور خلفائے حضرت کے جو صاحب ارشاد اور ہندوستان میں سودہ ہیں یہ ہیں۔ اول صاحب سجادہ بندگی شیخ ابوسعید گنگوہی، دوسرے شیخ حسین بھوئے کے پہلے مرید شیخ جلال الدین تھانیسری کے تھے، بعد میں تکمیل و خرقہ خلافت شیخ نظام الدین کے حاصل کیا، لکھا ہے کہ ایک بار شیخ محمد صادق نے شیخ حسین بھوئے سے پوچھا کہ تم کو فنا احدیت ذات کس وقت میسر ہوتی ہو کہا کہ جس وقت نماز کی نیت باندھتا ہوں، پھر انہوں نے شیخ محمد صادق سے پوچھا کہ تم کو فنا احدیت ذات میں کس وقت میسر ہوتی ہو، فرمایا کہ جب سلع سنتا ہوں میں نہیں رہتا، اور شیخ حسین بھوئے کے خلیفہ شیخ ولی محمد نارولی ہمیشہ اکبر آباد میں رہے کمال درویش تھے، مزار شیخ حسین بھوئے کا کہور میں ہے۔

تیسرے خلیفہ شیخ پایندہ نبوری کہ نہایت صاحب کمال تھے، شب کے وقت جب کہ چہر کرتے جو سننا لا الہ الا اللہ کہتا ہوا سرت و مدہوش ہو جاتا تھا۔ آخر اہل شہر نے آپ کے پیروں سے شکایت کی کہ ان کے ذکر کی آواز سنتے ہی ہم لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں، گھر کھلے پڑے رہتے ہیں۔ آپ کے پیر شیخ نظام الدین نے فرمایا کہ شیخ پایندہ تم شب کو جنگل میں جا کر ذکر کیا کرو، جنگل میں کیفیت ہمہ تنی کہ جب لا الہ کہتے تمام درخت سرنگوں ہو جاتے، جب لا الہ کہتے سیدھے ہو جاتے۔ چوتھے سید النجش لاہوری بہ صاحب کمال تھے ایک مٹھی کھیلیں آٹھ روز میں آپ کے افطار کے خج میں آتی تھیں، ہمیشہ ترک اور تجرید کے ساتھ ہے اکثر خلق لاہور آپ کو خدا میں اور بعضے خدا نما کہتے تھے، شیخ آدم نبوی خلیفہ شیخ احمد سرہندی لکھا کہ تم کو مردم جس طرح کہتے ہیں وہ تمہاری مرسی سے کہتے ہیں بے مرضی اگر تمہاری مرضی کہتے ہیں تو

اس عقیدہ بد سے تو بہ کر جو معتقد روایت پروردگار دنیا میں لمحہ و زندیقہ ہیں۔ آپ خط پڑھ کر فرمایا شیخ آدم نعمت رویت سے محروم ہیں، مگر تجھ کو مشرف کراتا ہوں، چنانچہ وہ شخص بیہوش ہوا اور دوپہر کے بعد اس کو ہوش آیا سیدالغش سے عرض کی کہ اب میں اُمیدوار ہوں کہ باقی زندگی خدمت حضور میں گزاروں آپ نے فرمایا کہ اس کے تو شیخ کے پاس جا میرا جواب لے اور حقیقت رویت سے آگاہ کر اور مرتبہ علم اربعین مشرف کرایا۔ مزاران کالا ہو میں ہے، اور ان کے خلفار سے شیخ محمد مرزا کہ سرہند میں آسودہ ہیں کامل درویش گذرے ہیں خلیفہ نجم شمس شیخ عبدالکریم لاہوری خلیفہ ششم شیخ الداد لاہوری۔ انہوں نے اکثر کو صاحب ہدایت بنایا چنانچہ دوست محمد صوفی ان ہی کے خلیفہ تھے خلیفہ ہفتم شیخ مصطفیٰ خلیفہ ہشتم شیخ عبدالفتح خلیفہ نہم خلیفہ شاہ عبدالرحمن شمیری خلیفہ دہم شیخ صادق برٹان پوری خلیفہ یازدہم قاضی عبدالحی پسر قاضی سالم کیرانوی خلیفہ دوازدہم شیخ صادق برٹان پوری خلیفہ سیزدہم شیخ نعمی بودہ تھے کہ جنہوں نے خرقہ خلافت شیخ انمیل کو دیا وہ رہنے والے اکبر آباد کے تھے۔

## ذکر حضرت شیخ امان یانی تپی کہ صلی نام عبد الملک اول لقب بامان شہ

یہ حضرت مرید شیخ محمد جن کے وہ مرید پد خود شیخ طاہر کے اور شاگرد شیخ مورد دلادری کے کئی خاندان سے فیض یاب تھے۔ مشرب نعمت اللہ شاہی میں دو واسطہ سے ملتے تھے۔ سائل توحید میں دستگاہ رکھتے تھے علم تصوف اور سائل توحید میں صاحب تصنیف ہیں

نقل کرتے ہیں کہ شیخ امان کی اکثر کیفیت ہوئی کہ نماز میں جب ایاک نعبد و ایاک نستعین شروع کیا اور اسی کو بار بار کہا، یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے، زمین پر گر گئے، حالت چہرہ کی تغیر ہو گئی، آخر جب ہوشیار ہوئے نماز قضا ادا فرماتے۔ اخبار الانیاء سے نقل ہے کہ آپ کو اہل بیت پاک سے ایسی محبت تھی کہ اگر آپ رس فرماتے ہوتے اور کوئی بچہ سید کا آجاتا تو کتاب بند کر کے تعلیم کو کھڑے ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک فقری کی دو چیزیں ہیں۔ اول محبت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے تہذیب الاخلاق، اور فرمایا کہ علامت محبت کی یہ ہے کہ اُس کے متعلقین کو محبوب سے زیادہ دوست جانے جو عاشق خدا ہے وہ اُس کے حبیب کو دوست ضرور رکھے گا، اور جو رسول کو دوست رکھتا ہے وہ اُس کے

اہل بیت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھیں گے۔

نقل ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ جلدی مجھ کو سفر درپیش ہے۔ شیخ ابو دھنی نے عرض کیا کہ ہم کمترین بھی پار کا بھونکے، آپ نے فرمایا کہ اگر سفر ظاہر ہے تو بایاران ہو اگر سفر دوسرا ہو تو بایاروں سے خدا کے سپرد کیا۔ بعدہ گھر میں تسرہٹ لے جا کر ہر ایک آدمی اور ہر ایک چیز سے وداع فرما کر کتابوں اور حجرہ سے وداع فرمائی، اسی عرصہ میں تپ ہوئی، فرمایا کہ گرم پانی کر، گھڑے اور بدھنی کو ری لاؤ، آج تمام عمر کا وسواس دور ہوتا ہے۔ چونکہ اُس روز گیارہویں تھی اور عرس سالانہ حضرت غوث الاعظمؒ کا تھا اس واسطے کھانا تقسیم فرمایا، دو سکر روز سکر موت غالب ہوئی بیہوش ہوئے، اسی حالت میں فرمایا کہ چند شاخ فتویٰ توجہ طلب کرتے ہیں۔ چنانچہ مسائل توحید فرما کر بارہویں بیچ اثنائے ۱۹۹۹ میں وفات ہوئی۔ آپ کے خاندان میں سے شیخ سیف الدین ولد شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ کلین ابو دھنی و شیخ تاج الدین ذکر یا ابو دھنی تھے، یہ مصاحب بھی تھے۔

کہ اولاد شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی تھے اور مرید خاندان میر سید گیسو دراز کے

### ذکر یہ حضرت شیخ حمزہ ہر سو قریشی قدس

آپ کی یکفیت تھی کہ ہر وقت عبادت میں رہتے تھے۔ صاحب نعمت اور کرامت تھے۔ پہلے سپاہیوں میں ملازم تھے۔ ایک روز محل سلطان کے پہرہ پر تھے، شب کے وقت یہ خیال آیا پہرہ دینا اور اطاعت اُس کی چاہیے کہ جو خود میری حفاظت کرتا ہوں کہ میں اُس کی اطاعت کروں کہ جس کی میں حفاظت کرتا ہوں۔ یہ خیال کر کے اُسی وقت تارک ہو کر اجیر شریف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مجدد بن حمزہ نام تھے اُن سے نعمت حاصل کی، بعدہ چندے شیخ احمد مجدد شیبانی کی خدمت میں رہے۔ بعد تکمیل قصبہ ہر سو وطن باونہ اپنے میں گمارنوں سے قریب سکونت اختیار کی، اور جو شریف بے علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا کثرت انعامیں حضرت کے با علم ہو جاتا تھا۔ اور آپ کو فتوحات بھی بہت ہوتا تھا، مگر کل اسی روز تقسیم فرمائے، اہل خانہ کو بھی مثل دوسروں کے دیے۔ آپ کے ایک مرید نقل کرتے ہیں کہ شیخ نے بندہ کو برائے کار جان بگھائی روانہ کیا، ایک لیے جنگل میں پہنچا کہ جہاں پانی نہ تھا، اور تشنگی نے ایسا ستایا کہ سینے مرے پر کرماندھی گردل میں میرے یہ خیال ہوا کہ پہلے مشائخ اگر مرا کو کہیں بھیجتے تھے تو راستہ میں اُس کو پانی کی جگہ دودھ ملتا تھا اور میں اس جنگل میں مرا چاہتا ہوں کہ یکایک ایک ریڑ بکریوں کا آگیا اُس کے

چرواہے کے پاس ایک مشک پڑا تھا مینے اُس سے پانی طلب کیا، اُس نے کہا کہ اس جنگل میں پانی کہاں، اس مشک میں دودھ ہے، اگر چاہے تو پی لے، مینے اُس سے تھوڑا دودھ پیا، بعد تھوڑی دیر کے پیرشنگی ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ چشمہ شیریں اور ٹھنڈا موجود ہے۔ میں نے شکر پور دگوارا دیا اور خوب پانی پیا اور توجہ غامضہ سے دوبارہ زندگی پائی۔ وفات شیخ حمزہ کی بقول صاحب اخبار الاخبار ۲۵ ربیع الآخر وقت شام ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔ نماز مغرب کی تیسری رکعت کے بعد میں تھے کہ انتقال فرمایا۔ مزار شریف قصبہ ہر سو میں ہے۔

یہ اولیا خاندان چشت سے گزے ہیں اور خاندان سہروردیہ سے بھی فیضان

### ذکر حضرت شیخ حسام الدین متقی قدس سرہ

حاصل کیا تھا، ایسے عاشقِ اقدس تھے کہ ماسوائے اللہ کے کچھ کار نہ تھا، اور اتنا ایسا غما کہ ایک روز ایک ایک شخص کھانا لایا، آپ نے اس میں سے ایک لقمہ حاکر کہا کہ درت معلوم ہوتی ہو، شیخ علی متقی اس کا کیا سبب ہے، شیخ علی متقی نے کہا کہ کھانا وجہ حلال کا ہے، مگر جس وقت ہماری سے آگ لے کر تو چند تنکے پھونس کے بلا جارت اُس کے اٹھائے تھے اُن سے آگ لگا گئی تھی یوں کہ آپ اٹھے اور جس کے گھر سے آگ لگے تھے اُس کو کچھ دیکر رعبان کرایا کہ تیرے گھر سے پھونس بے اجارت لے گیا تھا، بعد اُس کھانے کو کھایا۔ اول اول حضرت خراجی زمین سے کاشت کر کے ایام گزاری کرتے تھے، آخر اُس کو بھی چھوڑ کر فاقہ کشی اختیار کی، آٹھ آٹھ روز بے کھانے گزر جاتے تھے، اگر کوئی کھانا لاتا تو بوجہ شبہ کے نہ کھاتے اس قدر فاقہ کشی کی کہ بھوک کے صدمہ سے مرنے لگے۔

نقل ہرگز ایک روز آپ کے ہاں مجلس تھی۔ ایک شخص چلنے وقت نادانستہ آپ کی جونی پہن کر چلا گیا، جب اُس کو معلوم ہوا آپ کی جونی وہاں لایا، آپ نے فرمایا کہ اب میں لوگ جب تک اس کی قیمت نہ دیدوں گا، کس واسطے کہ جو میری چیز ہے سب وقف ہے کوئی میری چیز لے لے حرام نہ ہوگی اور اللہ بابرید نام آپ کے پسر جے کہ ہمیشہ گوشہ تنہائی میں بیٹھے رہ دیا کرتے، دنیا اور دنیا داروں سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے، ایک روز ایک شخص نے ایک روپیہ نذر کیا، آپ نے کبھی روپیہ نہ دیکھا تھا، پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کس کام آتا ہے، اُس نے کہا اس کو روپیہ کہتے ہیں۔ بازار میں اس کو دیکر چاہتے ہیں سو لیتے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہوا، وفات شیخ حسام الدین کی ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت میر سید عبدالاول بن سید علانی قدس سرہ

یہ حضرت مرید صاحبزادگان  
میر سید محمد گیسو دراز

سے تھے۔ علوم دینی اور دنیوی سے آراستہ و پیراستہ تھے، اور شیخ بخاری مسمیٰ فیضی بھاری اور فرہین سراجی نظم اور سفر سعادت اور ایک رسالہ تحقیق نفس میں بجاہت فارسی اور دیگر کتب آپ کی تصنیفات سے ہیں اور اکثر کتابوں کے حاشیہ لکھے، عمر آپ کی دراز ہوئی ہے۔ صاحب معارج النبوت، اقل ہیں آپ کے بزرگ قصبہ زید پور علاقہ جونپور کے رہنے والے تھے، آپ کے والد دکن چلے گئے تھے، آپ دکن میں پیدا ہوئے اور وہیں تحصیل علوم کیا، آخر گجرات میں آئے وہاں سے حرمین شریفین گئے، وہاں سے واپس گرجا آباد میں رہے، پھر ہاستہ علیٰ نواب بہرام خاں خانخانان بہمد اکبر عظم دہلی میں تشریف لائے اور دہلی میں ۹۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

## ذکر حضرت شیخ قاضی خاں ظفر آبادی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ حسن طاہر کے  
اور صاحب کرامت و زہد و تقویٰ

تھے، اور نفس کش اور تجربہ و تفرید سے ایام گزاری کرتے تھے۔ ایک بار حضرت نصیر الدین محمد ہمالیوں بادشاہ جد کلاں رسم لے کچھ نذر کیا، اس کو قبول نہ کیا بلکہ ایک بار سفید کاغذ پر اپنی ہر کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا کہ جس قدر روپے شیخ چاہیں برائے خج خائفانہ تحریر فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان الشائخ نے کبھی کسی بادشاہ کا کچھ قبول نہیں کیا، میں نے بھی اپنے مرشد کے رو بہ عہد کیا ہے کہ کبھی سوائے خدا کے دوسرے طلب نہ کروں گا۔ وزیر نے اگر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے کہا پھر جا اور کہہ کہ آپ کے فرزندوں کے واسطے ہے، آپ نے سن کر فرمایا کہ فرزندوں کو اپنا انقیاد ہے، آخر فرزند نے بھی قبول نہ کیا، یعنی شیخ عبدالسپر کلاں حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ وفات حضرت قاضی خاں کی بمقام ظفر آباد ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ عبد الغنی بن شیخ حسن طاہر قدس سرہ

یہ خلیفہ حضرت قاضی خاں  
ذکورۃ الصبر رکے تھے

مشہور درویش چشتیہ سے ہیں، علم شریعت اور طریقت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ریاضت اور عبادت میں یگانہ علیم اور نہایت متواضع اور شفیق اور مہذب اور خلیق تھے جس کی نظر روئے مبارک

پڑتی تھی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ولادت آپ کی ۸۹ھ میں بمقام جنپور ہوئی، اور خاتمہ آپ کا تاریخ ۶ جمادی الآخرہ ۹۸ھ میں باستماع ایں آیت کریمہ فجان الذی بیدہ ملکوت کل شیء الیہ رجوع دعوے میں آیا، یادگار اہل حقیقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

## ذکر حضرت شیخ علی متقی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان چشتی والقادری شاذلی مدینی قدس سرہ

آپ کے بزرگوں کا وطن جنپور تھا، آپ برہان پور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کی کیفیت یہ ہو کہ شیخ حسام الدین آپ کے والدات برس کی عمر میں بمقام برہن پور شاہ باجن چشتی کے سلسلہ خواجہ بزرگ کے درویش تھے مرید ہوئے۔ جب بڑے ہوئے بادشاہوں کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ مال دنیا جمع کیا جب جذبہ حق کو گہرا تاہم مال و منال راہنہ میں ٹٹا کر شیخ عبد الحکیم پسر شاہ باجن کی خدمت میں سب درویشی کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد ازاں ملتان میں آکر شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی خدمت میں رہ کر فوائد کثیر حاصل کئے بعد زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شیخ ابوالحسن بکری قطب وقت کی خدمت میں رہے، بعد ازاں شیخ محمد بن محمد بن خواجہ شیخ القادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا، اور طریقہ شاذلیہ میں کہ شیخ ابوالحسن شاذلی سے بھی اجازت پائی اور طریقہ مدینیہ میں کہ شیخ ابوالدین شعیب مغربی سے شیخ موصوف سے اجازت حاصل کی اور کہ منظم میں سکونت اختیار کی کہ شیخ ابن الجوزی وغیرہ علمائے مکہ مرید ہوئے اور آپ کی تصانیف سے قریب سو کتابوں کے ہیں مگر جمع الجوامع و جامع عمیر و مجموعہ حکم کیسے بن الفریق و سہل اسبیل و مرادات الفقیر یہ مشہور زیادہ ہیں۔ بعد ملک گجرات میں شریف لائے۔

سلطان بہاؤ الدین والی گجرات نے نہایت التجا کی کہ میں برائے قدمبوسی حاضر ہوں، آپ نے قبول فرمایا، آخر سلطان نے قاضی عبد اللہ سندھی کو سفارش کے واسطے بھیجا، مجبور آپ نے منظور کیا۔ جب سلطان برائے زیارت آیا اور ایک کروڑ روپیہ سکے گجراتی پیشکش کیا آپ نے وہ روپیہ قاضی عبد اللہ سندھی کو دیکر فرمایا کہ تمہارے سب سے مستوح ہوا بیٹے تم کو دیا۔ صاحب اخبار الانیاء فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے کسی وزیر نے بکھت بکھت اپنے گھر کے شیخ کی دعوت کی چونکہ دعوت کا رد کرنا منع ہے آپ نے فرمایا کہ تین شرائط سے دعوت قبول کرتا ہوں۔ اول جہاں چاہوں بیٹھوں، دوم جو چاہوں



کھاؤں، سوّم جب چاہوں چلا آؤں، اُس نے شرائط شیخ منظور کر لیں۔ جب آپ عورت میں چلے  
 کھڑا خشک روٹی کا جیب میں ڈال لیا۔ جب اُس کے مکان پر پہنچے قریب صدر الدان کے زمین پر  
 بیٹھ گئے اُس وزیر نے عرض کیا کہ فرش پر تشریف رکھئے، آپ نے فرمایا کہ میں موافق شرط کے چلا  
 چلا بیٹھ گیا، جب کھانا آگے آیا آپ نے خشک روٹی جیب سے نکال کر کھانی شروع کی۔ اُس نے کھانے پر  
 بھی اصرار کیا، آپ نے فرمایا موافق شرط کے جو جی چاہا کھاتا ہوں، اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے مکان پر  
 چلے آئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز وجہ حلال سے حاصل ہوتی ہو ضائع نہیں ہوتی۔ ایک روز فرما  
 لگے کہ میں کشتی پر سوار تھا اور سفر دریا کے شور کا تھا کہ ناگاہ طوفان آیا اور کشتی بھٹ گئی، ہم کئی فقیر  
 ایک تختہ پر رہ گئے پانی کے تلاطم سے جو کتب کہ میرے پاس تھیں بھیک گئیں۔ جب وہ تختہ کنارہ پر ٹکا بیٹھا  
 اُن کتابوں کو دھوپ دی، اُن کے اوراق جدا جدا کئے، عنایت الہی سے ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔  
 وہاں سے ہم روانہ کعبہ کو ہوئے، راستہ میں شنگی غالب ہوئی، پانی دہاں نہ تھا ہم نے پروردگار کی  
 بارگاہ میں عرض کی اس نے اپنی رحیمی سے بارش کی ہم سیراب ہوئے۔

نفل ہو کہ ولادت حضرت شیخ علی مستفی کی ۸۵۵ھ میں ہوئی۔ وفات بوقت صبح دوسری  
 جمادی الاول ۸۵۵ھ میں بمقام مکہ معظمہ ہوئی لکھا ہے کہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا کہ  
 میری انگشت شہادت جب تک موافق ذکر کے حرکت کرتی ہے سمجھ لینا کہ ابھی روح بدن میں باقی ہے۔  
 جب وہ ساکن ہو جائے تو معلوم کرنا انتقال کیا، چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور شیخ عبد الوہاب خلیفہ  
 آپ کے فرماتے ہیں کہ ایک بار بندہ واسطے زیارت مزار شیخ کے گیا اور بنے عرض کیا کہ میں آپ کے خلیفہ کی خدمت  
 میں ہوں، مگر آپ اپنے خلیفہ یعنی میرے پیسے سفارش کیجئے کہ زیادہ تر خیرات بندہ پر فرماویں۔ اُسی شب  
 میں خواب میں دیکھا کہ شیخ مصلیٰ حنفی پر بیٹھ ہیں در میں دست بستہ ایستادہ ہوں، شیخ نے فرمایا کہ  
 تو نے جو عرض میری قبر پر کی، میں نے سب سنی مطمئن رہ تیرے مقصود سب حاصل ہوں گے۔ اخبار الاخبار  
 لکھا ہے کہ بعد انتقال شیخ کے بارہ برس پیچھے آپ کے برادر زادہ نے تھنا کی اعزائے چالاک جیسے شیخ  
 عبد اللہ یا فعی کو قبر فضیل بن عیاض میں دفن کیا تھا، ان کو بھی کسی اولیا کے مزار میں دفن کریں۔ آخر  
 یہ قرار پایا کہ اُن کو ان کے چچا شیخ علی کی قبر میں رکھو۔ جب اُن کی قبر کھولی کہ نقش مبارک بجنبہ موجود تھی  
 کہفن بھی میلانہ ہوا تھا، حالانکہ مکہ کی زمین کا خواص ہو کہ تین ماہ کے بعد مردہ بالکل خاکستر ہو جاتا ہے۔

پسر شیخ بہاؤ الدین جونپوری کہ عمر شریف  
ان کی سو برس سے زیادہ ہوئی۔ صاحب

ذکر شیخ ابو دہن جونپوری قدس سرہ

عظمت اور مجاہدت شہرہ آفاق تھے۔ آخر میں حضرت ایسے ضعیف ہو گئے تھے کہ دو آدمی اٹھاتے  
بٹھاتے تھے، اکثر کمالات حضرت کے مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۹۶ھ میں بمقام جونپور ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ حسن محمدی والقادری ثم سہروردی قدس سرہ

بن شاہ میاں جیو بن شیخ نصیر الدین بن شیخ امجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ  
کہ قطب الاقطاب وقت گذرے ہیں۔ مرید شیخ جمال الدین معدن شیخ محمود راجن کے اور عالم متبحر  
اور علم تصوف سے خوب واقف تھے۔ بترتیب مریدوں میں یگانہ عصر تھے، ترک اور تجرید بڑھا ہوا تھا  
اور نہایت متقی تھے کہتے ہیں کہ حضرت اکبر اعظم نے آپ کی خدمت میں بارہ گانوں کا فرمان اوکھچ  
نقد اور کچھ کپڑا ارسال کیا، آپ نے قبول نہ فرمایا اور زبان فصیح تر جان سے ارشاد فرمایا کہ جب ہم بارہ گانوں  
کے زمیندار ہوئے پھر فقری کہاں۔ ہمارے پیروں نے بھی ایسا منظور نہیں کیا ہے۔ تب اس میر سلطانی  
نے کہ جو وہ لیکر گیا تھا عرض کی کہ یہ پارچہ وغیرہ اور نقد تو خانقاہ کے درویشوں اور ساکین کو تقسیم  
فرمادیجئے، آپ نے ارشاد کیا کہ یہ سلطنت کا مال مشکوک ہے۔ پس جب میں اس کو مشکوک جانتا ہوں تو  
مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں مسلمانوں کو دول و جس کو بادشاہ کا جی چاہے نے فقیر ہمیشہ بادشاہ اسلام  
اور مسلمانوں کے واسطے دعا کرتا ہے، لینے کی کچھ حاجت نہیں، فقیر کے نزدیک کل مسلمان بھائی برابر ہیں۔  
وفات حضرت کی ۸۲۸ھ بقعدہ ۸۹ھ میں ہوئی، مزار شریف احمد آباد گجرات میں زیارت گاہ ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد حسن نظامی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت خلفائے نامدار و فرزند کا مکار حضرت شیخ حسن محمدی کے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں علوم  
ظاہری و فراغ حاصل کیا، قرآن مجید قرات سے پڑھتے تھے، عوارف شریف حفظ یادتھے، علم تصوف میں  
دست گاہ تھی، سات برس سخت مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہ کر کمال کو پہنچا کر رقیعہ خنثیہ  
اور قادریہ اور سہروردیہ نقشبندیہ میں فرقہ خلافت اپنے والد شیخ حسن محمدی سے حاصل کیا اور کاشف

دقائق اور حقائق و معارف تھے، آپ کو افطار کم تھا، تمام عمر کبھی چاندی سونے کو ہاتھ نہیں لگایا، جو فوق حیات  
وہ شام تک قسمت مساکن ہو جاتا تھا یہاں تک صبح کو بھنڈار میں ٹکڑا روٹی کا بھی نہ رہتا تھا، دوسرے روز  
پھر خدا دیتا پھر اسی طرح خرچ ہوتا آپ کی تصنیفات بایلیس کتب ہیں مثل آئینہ وجود اور طریق النہجین  
اور آداب العارفین اور وحدایت المریدین مشہور کتب ہیں سینے اپنے جد حضرت سلطان ابو ظفر سراج  
محمد بہادر شاہ ثانی چشتی فخری سے سنا ہے کہ فرماتے تھے حضرت شاہجہاں بادشاہ نے سن جلوس  
دوسرے میں تین لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ کی سندا اور ایک کلاہ چار ترکی کہ جو خاص بادشاہ کے ہاتھ  
کی سی ہوتی تھی اور ایک گدڑی کہ جو تین ماہ میں سل کرتی رہتی ہوئی نواب اسلام خاں بہادر کو ساتھ کر کے  
حضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جب نواب صاحب موصوف احمد آباد میں پہنچے تو صوبہ اراچند آباد نے استقبال  
کیا اور دو نواب صاحب خدمت شیخ میں آئے، اور بادشاہ کا خط اور سندا کہ جو ضلیہ زریفتی میں تھی پیش کی  
آپ نے فرمایا کہ اس کو کھولو دو نو کا غد پیش کئے، آپ نے پہلے خط کو پڑھا، اُس کا حال معلوم ہوا پھر وہ کٹی  
جس میں کلاہ وغیرہ تھی ملاحظہ کی اُس وقت ایک سیاح درویش حاضر تھا وہ گدڑی تو اُس کو دی اور  
کلاہ کو دست مبارک میں لیکر سید احمد بغدادی کہ جو حریدان خاص سے تھا اُس کے سر پر رکھی، اور  
فرمایا میں تجھ کو یہ خرقہ عطا کیا اور فرمایا کہ یہی میرا تبرک ہے۔ یہ وہ کلاہ ہے کہ جس کو اُس بادشاہ نے  
روزہ رکھ رکھ کر یا ہے اور جس نے کسین بلوغ سے آج تک آسمان کو بے وضو نہیں دیکھا جس نے مال  
سلطنت کو اپنے اوپر حرام سمجھا جو بوجہ حلال ایام گزاری کرتا ہے، اور اُسی وقت اُس کو شاہ ولایت کا شجر  
اکا کر کے رخصت کیا، چنانچہ مزار سید صاحب کا نواح کا شجر میں زیارت گاہ ہے۔ بعدہ نواب موصوف  
فرمایا کہ نقد جو تو لایا ہے در خانقاہ پر مساکن کو تقسیم کر دیا جائے، فقیر اس قدر مال کے رکھنے کا  
مستحل نہیں ہے، اور سبب ان کی نسبت فرمایا کہ یہ واپس بادشاہ کو دیدے کہ اس کے طالب و رہبت ہیں  
میں مگر اس کو منظور کرنا ہوں تو بروز قیامت اپنے پیروں کو کیا منہ دکھاؤں گا، اور بادشاہ کے لئے ایک  
تسبیح سنگ موسیٰ کی عنایت کر کے رخصت کیا، چنانچہ وہ تسبیح ہنوز تبرکات میں میرے پاس موجود ہے  
اور پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ مودود چشتی سے تاحضرت مولانا فخر صاحب گل خواجگان چشت کے تبرکات  
موجود ہیں جن کو میں اپنی اولاد اور جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں، وفات حضرت شیخ محمد اعظم صاحب  
اکل و ربیع الاول ۱۰۸۷ھ میں ہوئی، مزار پر انوار احمد آباد میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ سلیم چشتی بن بہاؤ الدین چشتی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے  
! صاحب کی تھے

ہندوستان میں آپ کو شیخ سلیم چشتی اور عرب میں شیخ الہند کہتے ہیں اور آپ کی والدہ کا نام بی بی احد تھا، آپ کے آباؤ کے گرام کسی زمانہ میں اجدہن سے آکر لودھیانہ میں مقیم ہوئے اور آپ کے والد حکیم آہی علی میں تشریف لاکر سرلے علاؤ الدین زندہ پیر میں کہ یہ اس وقت ایک محلہ تھا قیام پذیر ہوئے اور شہر میں شیخ سلیم تولد ہوئے پیدا ہوتے ہی پیشانی کے بل زمین پر گر پڑے کہ ایک دمان سیائے نورانی میں چھب گیا کہ نشان اُس کا نام عمر را۔ ایک روز خود فرمایا کہ جب وہ دانہ میری پیشانی میں چھباجو بہت تکلیف ہوئی، میں نے چاہا کہ اُس کو کھالوں مگر یہ خیال ہوا کہ تمام عالم میں بدنام ہو جاؤں گا۔ الغرض آپ کی عمر کئی ماہ کی تھی کہ آپ کے والدین ملی سے نقل کر کے قصبہ فچپور میں متوطن ہوئے، وہاں آپ کے والدین نے انتقال کیا، اور شیخ موسیٰ برادر کلاں حضرت نے پرورش کیا۔ بوجہ اولدی کے آپ ہی کو بجائے فرزند پرورش فرماتے تھے، جب آپ سن بلوغ کو پہنچے اور ارادہ سفر کا کیا بڑے بھائی نے روکا اور کہا کہ میرے اولاد نہیں ہو، میں بجائے اولاد کے تم کو دیکھ کر جیتا ہوں، تمہاری مفارقت گوارا نہ ہوگی، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند دیکھا، آخر بعد تو ماہ کے اُن کے گھر فرزند تولد ہوا، آپ فچپور سے سرہند میں آئے مولانا شیخ مجد الدین ملک علما سرہند سے عادم ظاہری حاصل کئے اور کبھی کبھی قصبہ بھدالی میں مکہ متخص سرہند کچھ ہے شیخ بدر الدین کے مزار پر جا کر مشغول رہا کرتے تھے، اور ۱۳۹۰ھ میں مکہ معظمہ میں جا کر کئی حج اور کئے، اور ایک مدت مجاور روضہ طیبہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، بعدہ عرب اور عجم اور خراسان اور شام وغیرہ اقامتیں کی سیر کی صحبت بزرگان سے فیضان حاصل کئے، اسی سیر و سفر میں قطب العارفین شیخ ابراہیم چشتی کے مرید ہو کر فرقہ خلافت حاصل کر کے پھر عرب شریف میں آئے، اور سید محمد مولیٰ و شیخ محمود شامی اور شیخ رجب علی کو فرقہ خلافت عطا فرمایا اور ہزاروں شرفائے عرب مرید ہوئے، بعدہ پھر ہندوستان میں تشریف لاکر پہاڑی سیکری پر رہا اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے اور نکاح کیا اولاد پیدا ہوئی اور عمارت اعلیٰ داغ و چاہ بنائے، بعدہ ۱۴۰۸ھ میں بوجہ معذہ بہوں بقال عازم حرمین شریفین ہوئے، جب بیت اللہ میں پہنچے یاروں سے فرمایا کہ کیا چاہتا ہوں کہ ترک طعام کروں یا سکوت دوام اختیار کروں، یاروں نے عرض کی کہ سکوت سے دروازہ فیض بند ہو جائیگا، آخر آپ نے ترک طعام فرمایا، بعد ہفتہ عشرہ کے قدس بے گوشت کے طعام سے اظہار

فرماتے، اس سفر میں اہل و عیال حضرت کے فقیہوں میں تھے، آپ نور باطن سے اُن کا حال معلوم فرما کر پرلوں کے ہاتھ اُن کے خرچ کے لائق نقد بھیج دیا کرتے۔

**نقل** ہے کہ قاضی غیاث الدین جو قاضی ابراہیم آباد اور آپ کے خلیفہ تھے، انہوں نے ایک روز عرض کیا کہ سلطان محمد عادل شاہ سے اور بندہ سے ملاقات ہو، میں برائے ملازمت جاتا ہوں، اُمیدوار ہوں کہ اسب عراقی جو طویلہ خاص میں ہر محنت ہو کر میں اُس بادشاہ کی نذر کروں، آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ بادشاہ اس کو جُدا نہ کرے، اگر کسی کو دے دیا تو موجب زوال دولت و اقبال کا ہوگا، قاضی نے محکم وعدہ کیا اور گھوڑے کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا اُسے نذر کیا نیز وعدہ شیخ بیان کیا، بادشاہ نے قبول کیا، آخر ایک خاصانِ بارگاہِ سلطان نے وہ گھوڑا ایک لاکھ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنی دولت کو برباد کر دیا، چنانچہ چند روز کے بعد اس کے تمام ممالک میں فتنہ و فساد برپا ہوا کہ ابراہیم خاں سور نے جو سالار محمد عادل شاہ کا تھا بادشاہ سے بغاوت کی، آخر بادشاہ تائبِ قامت نہ لاکر کالینجر کے قلعہ میں چلا گیا، بعدہ احمد خاں سور کہ جو بدلی کا بہنوئی تھا اُس نے یدرش کر کے ابراہیم کو سندھ و بلوچ دہلی سے لکھنؤ لگا کر تھکاتھ کیا چاہتا تھا کہ آگے بڑھے ۹۶۲ھ میں حضرت ہمایوں بادشاہ نے لکھنؤ بازنگر خان سلطنت ہند اپنے ہاتھ میں لی۔

معارج الولايت سے نقل ہے کہ پہلے بننے محلاتِ سلطانی کے تمام اہل فقیہوں سے آپ نے فرمایا تھا کہ چند برس کے بعد یہاں عمارات عالی تیار ہوں گی، تم کو چاہیے کہ اپنے اپنے مکان کشادہ بناؤ، ورنہ گزبھر زمین کا ملنا بھی دشوار ہوگا، آخر حضرت اکبر عظم کو ذاتِ بابرکات سے اعتقاد ہوا، آپ کی دعا سے شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ تولد ہوئے، اور شاہزادہ کو بادشاہ نے برائے تربیت اور پرورش حوالہ شیخ کیا اور تمام رعایائے فقیہ و موردِ عنایاتِ سلطانی ہوئے، محلاتِ شاہی اور دیگر عمارات عالی تیار ہوئیں اور عظیم الشان شہر تیار کیا گیا۔ لکھا ہے کہ ایک روز شیخ محلِ شاہی میں تشریف لے گئے، اُس محل کو دیکھ کر فرمایا کہ جو عمارت میں نے دیکھی ہے خلاف اس کے ہے، اسی وقت نقشہ نویس حاضر ہوئے، اور حسبِ یائے نقشہ تیار ہوا بادشاہ نے بصرفِ زکیر مسجد اور خانقاہ برائے شیخ تیار کر لئی، تاریخِ ثانی المسجود حرام ہے، اور تاریخِ خانقاہ خانقاہ اکبر ہے۔ سبحان اللہ دیکھنے سے تعلق ہو، اسی خانقاہ دوسری روئے زمین پر ہیں۔ شہزادہ سلیم کہیں ہوئے کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شہنشاہ اکبر عظم کو اولادِ زینہ کا بہت خیال تھا، ایک روز شیخ نے عرض کیا

کہ دعائے کجی اللہ تعالیٰ مجھ کو بٹائے اپنے مراقبہ کیا، بعد سر شاکر فرمایا کہ تیری تقدیر میں بٹا نہیں ہے عالم ہوا ہے۔ سلطان نے پھر عرض کیا کہ حضرت اگر میری تقدیر میں ہوتا تو میں آپ کے دعا کا کیوں خواہاں ہوتا۔ آپ نے تھوڑا سکوت فرمایا، بعد ارشاد کیا کہ اس ملک میں راجپوتوں کی بہت بہت دنوں سلطنت رہی بہتر ہے کہ کل بادشاہ بگیم دختر راجہ پہاڑا مل کچھوا فقیرنی سے ملے آئے، بموجب ارشاد بادشاہ کے رانی موصوفہ دوسرے روز آپ کے زمانہ مکان میں آئیں، جب ان کے آنے کی خبر بادشاہ کو ہوئی آپ بھی گھر میں تشریف لائے اور اپنی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ رانی صاحبہ کی پشت پر پشت ملا کر بیٹھو، اور اوپر سے اپنی چادر مبارک دونوں صاحبوں پر ڈال کر اپنی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ یہ بچہ اس کو دیدو وہ اُس وقت حاملہ تھیں بعد تھوڑی دیر رانی موصوفہ سوار ہو کر محل سرے میں داخل ہوئیں، قدرت خدا سے دوسرے روز آثارِ جل کے نمودار ہوئے بعد اس کے بادشاہ جب آپ کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرزند عطا کیا، مگر اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ شہم میں شاہزادہ سلیم پیدا ہوئے۔ بادشاہ نے بہت کچھ کہنا کودیا، یعنی تین کروڑ نقد اور تین لاکھ بیگہ پنجنہ زمین اور تین سو گاؤں خیرات کئے، اور شاہزادہ کو ایک بار موتیوں، اور ایک بار زمرہ، ایک بار ہیرے، ایک بار زلیخا، ایک بار فیروزہ، ایک بار لعل بدخشان کی کے ہمراہ تولی کر خیرات کئے اور پانچاودہ بارہ منزلیں کر کے حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کی اور وہاں بھی بہت چڑھایا اور خیرات کی۔ وہاں سے آکر شہزادہ کو شیخ کی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ شہزادہ سلیم کے خوارق اور کرامات کے بعض مواقع پر ظاہر ہوئے ہیں تو اسے دیکھنے سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ حجرہ میں معکف تھے، نماز کے واسطے مسجد میں جاتے تھے، دیکھا کہ ایک فقیر سوتا ہے، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ فقیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیے، وہ فقیر فرشتہ ہوا اور عرض کی کہ بے شک میں خواب میں لڑ رہا تھا۔ ایک روز ایک شخص نے آپ کے روبرو بیان کیا کہ دختر نایک گوپال نے جو ایک گوتہ مشہور ہے بادشاہ دہلی سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بندی دکن جا کر اپنے پتا یعنی باپ کی ہڈیاں لے آئے، بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے باپ کی ہڈیاں کس طرح شناخت ہوں گی اس طرح عرض کیا کہ ہمارے خاندان میں ہڈی میں سولخ ہوتا ہے یہ عمل راگ کا ہے، شیخ نے سن کر فرمایا کہ گوئیے جو فقط آواز کرتے ہیں ایک سولخ ہڈیوں میں رکھتے ہیں اور درویشوں کی ہڈیوں میں تاسمراخ ہیں۔ یہ فرما کر ران کو چیرا اور ہڈی دکھائی حاضرین نے دیکھا کہ اس قدر چھید تھے کہ خانہ درویشوں کو

ہوتے تھے پھر فرمایا کہ قدسِ مدنی فقیر جانتے ہیں گویوں کو کیا وقوف ہے۔

تقل معارجِ اولایت سے ہے کہ آپ کے چھوٹے بیٹے کا نام تاج الدین تھا، جب ان کی عمر سال بھر کی ہوئی آثارِ کرامت ظاہر ہونے لگے تھے۔ ایک روز نظر اہل خانہ سے غائب ہو گئے، جب تلاش کیا تو بالا خانہ پر شیخ کے پاس پایا، آخر ڈھائی برس کی عمر میں فوت ہوئے اور وفات شیخ بروزِ پنجشنبہ ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ مزارِ فتحپور میں ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے شیخ احمد شیخ بدر الدین آپ کے بروقت انتقال فرمایا کہ بابا صاحب نے بدر الدین کو صاحبِ سجادہ کیا تھا، میں بھی بدر الدین کو صاحبِ سجادہ کرتا ہوں سب کی اطاعت چاہیے اور خلیفہ حضرت کے دیگر مالک میں میثار ہیں مگر ہندوستان میں جو چند حضرات مشہور گزے ہیں یہ ہیں شیخ عبدالواحد متوطن اکبر آباد شیخ امام سرہندی شیخ سدھاری شیخ جلال حافظ امام سید حسین شیخ حاجی حین بھاری شیخ رکن الدین شیخ یعقوب کشمیری شیخ ولی ساکن قصبہ موٹھی بدلی شیخ حاد گو ایاری شیخ محمد غوری شیخ کبیر سارنگپوری شیخ محمد بخاری شیخ پیارا مانڈوی شیخ تقی پاکبش شیخ جیو بدلی شیخ محمد زالی شیخ کمال الدین شیخ فتح اسد سنبھلی وغیرہ قدسِ سراسر رہا۔

**ذکر حضرت شیخ تقی پاکب قدس سرہ**  
یہ حضرت قوم سے نور بان اور خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے صاحبِ کرامت و خوارقِ بلرکت گزے ہیں اور برائے دفعِ زہر ہر آپ کا نام مبارک نہایت مفید لکھا ہے کہ آپ مانک پور کے پہاڑ میں بہت ہے ہیں، وفات حضرت کی ۹۸۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد طاہر گجراتی قدس سرہ**  
یہ حضرت خلیفہ شیخ علی متقی کے تھے اور قوم کے بوہرہ رہنے والے قریہ کے نواحِ گجرات میں تھے مگر جب فضلِ حق شامل حال ہوا صاحبِ علم و فضل و کرامت ہوئے زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، تمام علماء اور فقہاء سے ملے، اور شیخ علی متقی کی خدمت میں رہ کر فرقہِ خلافت حاصل کر کے اپنے وطن میں آکر شرک اور بدعتِ قومی دور کیا اور اپنی تصانیف سے خلقِ اسد کو فیض پہنچایا چنانچہ آپ کی جمع کی کتب یہ ہیں شرح صحابہ سنی بر مجمع البحار رسالہ تصحیح اسرار جلال اور قاعدہ تھا کہ روشنائی خود گھونٹا کرتے تھے، یہاں تک طلباء کو سبق پڑھانے مگر اپنا کام کئے جاتے اور فرماتے کہ دستِ باکاردل بایا زربان و گرفتار اور اس علاقہ میں دور کر کے بدعت اور شرک میں نہایت مشغول تھے، کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے تھے، آخر دشمنوں نے

موقع پاکر سلسلہ میں شہید کیا

## ذکر حضرت شیخ نظام الدین بکھاری قدس سرہ

یہ حضرت فرزند شیخ یوسف شاہ جو سی کے تھے، لکھا ہے کہ حضرت

بارہ سال مادر شکم میں رہے، جب بارہویں سال تولد ہوئے بعد چلہ نہانے کے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ پیالے میں تیرے واسطے بارہ برس کڑوی دوائیں کھائیں۔ یہ سن کر اپنے آنکھیں کھولیں اور تہنم کر کے فرمایا کہ اماں وہ تمام ادویہ میں بھی کھائی ہیں میں بارہ برس تک آپ کے شکم میں مقفل رہا۔ چالینگی دلی کے بچے سے یہ باتیں سن کر آپ کی والدہ کو سہیت معلوم ہوئی، اور اسی صدمہ سے جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ بنی بلی شہر آپ کی پھوپھی نے آپ کو پرورش کیا، جب سن تمیز کو پہنچے مدرسہ ابوحن میں درس علوم کیا ایک شب باہر آنا کو خواب میں دیکھا کہ گلاہ چار ترکی ان کے سر پر رکھی اور فرمایا کہ اے فرزند اللہ تعالیٰ نے تجھ کو فقیری عطا کی پہلے جا کر زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو صبح تمام کیفیت اپنے والد سے عرض کی اور حسبِ جازت والد اپنے کے بہر اہی شیخ سونا اور شیخ محمود شیخ بھیکن اور شیخ حمید الدین طرن مکہ کے آئے اور صراپ کے والد نے ابوحن سے چل کر قلعہ اسیر میں سکونت اختیار کی اور عینا عادل شاہ کو ان کی خدمت میں بہت اعتقاد ہوا، جب عمر حضرت کی آخر پہنچی مرتے وقت عادل شاہ کو وصیت کی کہ میرا بیٹا شاہ بھکاری براہِ شکی برائے حج گیا تھا، وہ اس طرف سے آویگا۔ اُس کی خدمت سے درگزر نہ کرنا، اور تیرے کل مطاہر آبُ س سے حاصل ہوں گے، اور شیخ حسین کو جن کے بیٹے صاحبزادہ کے ہمراہ گئے تھے خرقہ خلافت اور سند عطا کی اور امثال فرمایا، جب حضرت شیخ بھیکن مکہ سے واپس پھرے موضع بنگری متصل الہ اتاولی کے پہنچے۔ عادل شاہ استقبال کو آیا، نذرانہ پیشکش کیا، آپ نے قبول نہ فرمایا کہتے ہیں کہ شاہ بھیکن نے پانچ حج کئے، مگر چلنے میں کبھی پشت کعبہ کی طرف نہیں کی اور نہ جوتی پہنی، اور ایک کوزہ میں بھجور کھا کرتے تھے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا آپ اس میں دست مبارک ڈالتے کہ ان کے ڈنک کی اذیت سے نیند نہ آئے اور صاحبِ اہلِ اند اور قایمِ لیل تھے، چھ ماہ کے بعد اپنے ہاتھ سے کچھ پکا کر افطار کرتے اور یاروں کو تقسیم فرماتے ایسا کہ تین سو آدمیوں کو پہنچتا تھا، ایک باریاروں نے عرض کی کہ حکم ہو تو ہم بھکاری کی روٹی پکاویں، آپ نے فرمایا کہ تم نہ پکا سکو گے، جب وہ لوگ بہت لبتی ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے، الغرض جو جو پکا لے بیٹھا تھا آگ مل گئے میں اُس کی ڈاڑھی جل گئی، آپ نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا بھکاری کا پکانا کار بھکاری کا ہی



لکھا ہے کہ جب حضرت برہان پور میں ٹھہرے تو شیخ محمود کی یہ خدمت تھی کہ وضو کے واسطے پانی لایا کریں چنانچہ حضرت نے شیخ محمود کو پکارا معلوم ہوا کہ تپتی ندی سے پانی لینے گئے ہیں، آپ نے افسوس فرمایا اور ایک عصا زمین پر مارا کہ زمین سے بکثرت پانی جاری ہوا، جب آپ اس جگہ سے چلے تو پانی بھی پیچھے ہوا، آپ نے فرمایا اے پانی تا دلی نہ کر تا دل بند ہی میں جلدی کو کہتے ہیں ہتھ پل، اسی وقت تمام پانی زمین میں غائب ہو کر مثل پانی چشمہ کے جاری ہوا وہ چشمہ اتا دلی ہی مشہور ہے عینا عادل شاہ نے گرد اُس چشمہ کے خانقاہ تعمیر کرائی وفات شیخ کی ۹۸۵ھ میں بمقام برہان پور ہوئی، مزار شریف خانقاہ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ پیارا چشتی قدس سرہ**  
یہ حضرت خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے اپنے وقت میں شاہین معززین سے تھے، اور شیخ اُن کو بہت معتبر سمجھتے چنانچہ جس وقت اکبر اعظم شہزادہ کو لیکر برائے زیارت روضہ حضرت خواجہ بزرگ جمیر شریف کو چلے اُس وقت حضرت شیخ سلیم چشتی نے برائے حفاظت شہزادہ آپ کو ہمراہ کر دیا تھا۔ اتفاقاً جب جمیر شریف میں پہنچے شہزادہ علیل ہو گیا، شہنشاہ اکبر نے آپ کو بلا کر کہا کہ شیخ نے تم کو برائے حفاظت شہزادہ کے ہمراہ کیا تھا کچھ تدبیر کرو، آپ نے کہا کہ بے اجازت شیخ کی میں کچھ نہیں کر سکتا، اسی وقت حکم شہنشاہ تین سو کوس کے دہانے کی سائڈنی حاضر ہوئی، آپ نے عریضہ خدمت شیخ میں لکھا اور سائڈنی سوار کے حوالہ کیا، اُس نے لے جا کر شیخ کی حضور میں پیش کیا، شیخ نے اس کے جواب میں لکھا سلطان کی تسلی کر دو، اور تم خود اُس کی بیماری جلد کر دو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا، شہزادہ کو اسی وقت آرام ہوا اور آپ کئی ماہ بیمار رہے۔ ایک بار آپ قلعہ سے آتے تھے اور ہاتھی سلطانی پانی پینے جاتے تھے، ایک اُن میں مست تھا کئی آدمیوں پر چڑھ کر چکا تھا، آپ کے اوپر لپکا، جب وہ قریب آیا آپ نماز کی نیت باندھ کر قبلہ رو کھڑے ہو گئے، ہاتھی فوراً ہٹ گیا اور شہزادہ کو آپ سے اور آپ کو شہزادہ سے بہت الفت تھی، خورد سالی ہی میں کسب درویشی کر لیا کرتے تھے، اسی وجہ سے شہزادہ کو جذب ہو گیا تھا، جب شہزادہ سن بلوغ کو پہنچا آپ ملک مالوہ میں تشریف لا کر کنارہ درباے نزدیک جہاں گھاٹ جنوب و شمال کے مسافروں کے آمد و رفت کا غما قیام فرمایا، اور ۹۸۵ھ میں انتقال کر کے اسی جگہ دفن ہوئے۔

یہ حضرت خلیفہ مصلح العاقین محمد لاڈ کے تھے کہ آپ کے پدربلے عالم شیر خوار ہیں

**ذکر حضرت شیخ رزق الدین قدس سرہ**

مصباح العاشقین کی نذر کر دیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ یہ میرا مرید ہے، جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی  
مصباح العاشقین نے وفات کی اور بعد سن بلوغ کے بوجہ تعلق رجائی پیر و مرشد سے عارف اور فاضل ہوئے  
اور عشق الہی میں یگانہ عصر ہوئے، خوب سفر کئے، ہندی اور فارسی زبان میں خوب شعر کہتے تھے۔ چنانچہ  
رسالہ بیامین اور جوت نرنجن اور سار بجن کہ جو ہندی زبان میں علم معرفت میں تصنیف فرمائی اور تجلیات  
قلوب کو جو ترتیب مریدوں میں ہر مشہور ہیں، ہندی میں تخلص آپ کا راجن ہے اور فارسی میں تخلص شانی ہے  
حضرت بزرگان دہلی سے ہوئے ہیں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے والد سے پڑھے تھے۔ وفات حضرت  
۲۰ ربیع الاول ۹۸۹ھ میں بمقام دہلی ہوئی۔

یہ حضرت بزرگان اہل حنیت سے تھے، بہت بڑے  
سیاح اور ذاکر اور شافل خوب مجاہدہ کئے ہوئے تھے

### ذکر حضرت شیخ اسحاق قدس سرہ

عمر بھی بڑی ہوئی، اوائل میں آپ کو شوق فرزند کا تھا، جب خدائے فرزند دیا گھر کو چھوڑ کر سیاحت  
اختیار کی، بعض نے لکھا ہے کہ آپ کو اولاد کی تمنا تھی۔ عمر ضعیفی میں حق تعالیٰ نے آپ کو فرزند عطا کیا  
تو روز جمعہ تھا، آپ اپنے خادمہ سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے حاضر کر، اُس نے عرض کیا کہ گھر میں  
کیا ہے جو حاضر کروں، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہے لے آؤ میرا غلہ اور دو پرائے کپڑے لائی، آپ نے خیرات کئے اور فرمایا  
کہ گویئے کو بلا اُس نے کہا نیے کو کیا ہے جو گانے والا آئے، فرمایا کہ گپڑی اور چادر اپنی دوں گا، اُسی غم  
میں پڑوس میں کہیں گانا ہو رہا تھا، اُس کی آواز سن کر یہ طاری ہوا، جب بے اختیار ہوئے اُس کے گھر  
آئے، ذرا ٹھیکر کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج جمعہ ہے مینے غسل نہیں کیا حجام کو بلو اگر اصلاح بنوائی غسل کیا  
یا رول سے رخصت ہوئے اور قرآن شریف پڑھنا شروع کیا، اور جان بحق تسلیم ہوئے، وفات حضرت کی  
۹۹۹ھ میں ہوئی، مزار شریف دہلی میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ زندہ پیر شیخ عبدالبکیر شتی صابری پانی پتی قدس سرہ

یہ حضرت عمدہ مثل شیخ عصر سے تھے، زہد اور تقویٰ اور علوم ظاہری اور باطن میں کامل تھے، اور  
آپ کے تین بھائی تھے، برادر بزرگ شیخ حسین اور شیخ برہان الدین اور شیخ محمود یہ دونوں برادر آپ سے چھوٹے  
تھے، شیخ حسین نے روبرو اپنے والد کے انتقال کیا، اُن کے دو فرزند تھے، الغرض شیخ عبدالبکیر کے انتقال کے

بعد سجادگی پر آپس میں مناقشہ ہوا، سلطان نے دو فریق کر دیے، تھوڑے ہی دنوں کے بعد عید تھی، برائے نماز عید شہر سے باہر دونوں فریقوں میں تلوار چلی، آخر سجادگی شیخ عثمان کے نام مقرر ہوئی۔

سیرالاقطابے نقل ہے کہ ایک بار دو شخص قوم جاٹ کہ ایک اُن میں ہندو اور ایک مسلمان تھا اڑتے اڑتے خدمت شیخ عثمان میں آئے، آپ نے دونوں کے بیان سُن کر مقدمہ جانب مسلمان فیصلہ کر کے اُس کو ڈگری دی، ہندو بہت چلایا کہ آپ نے اپنی امت کا پاس کیا، آپ نے یہ سُن کر مراقبہ کیا، بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ تمھاری دونوں کی عورتیں حاملہ ہیں جو بچا ہے اُس کے گھر لڑکا اور جو جھوٹا ہے اُس کے گھر لڑکی پیدا ہوگی، دونوں نے منظور کیا۔ بعد تھوڑے دن کے ہندو کے گھر دختر اور مسلمان کے گھر لڑکا تولد ہوا اُس وقت دونوں نفاق موقوف ہوا، لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ شیخ نظام الدین نے اپنے ملک میں نیا کنواں تیار کر کے آپ سے عرض کیا کہ فاتحہ پڑھئے، آپ نے فرمایا کہ ایک لگئے اور کئی سُن آٹما پکا کر پہلے فقر اکھلائیں فاتحہ پڑھوں گا، انہوں نے عرض کیا کہ سولے ایک بکری کے میرے پاس اور کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ جوینے کہا تیر بہن ہی کنواں شمار ہو جائیگا، الغرض اُسی شب وہ کنواں بیٹھ گیا، وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں ہوئی، مزار شریف پانی پت میں ہے۔

یہ خلیفہ حضرت راہے حادثہ شاہ کے اور فیض یافتہ

روح پاک خواجہ بزرگ کے اور عاشق رسول کے

**ذکر حضرت شیخ دانیال قدس سرہ**

تھے۔ عجائب احوال غرائب اطوار جامع الکملات ہوئے ہیں اور ایک سو گیارہ برس کی عمر میں ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے تھے

اور حسب الحکم پیر خود کو فتح پور پشغول

**ذکر حضرت شیخ فتح الدین بن حبیبی چشتی قدس سرہ**

را کرتے تھے اور محض اُمّی تھے، علماء آپ کی بے علمی پر معترض ہوتے تھے کہ بے علم ولی نہیں ہوتا، آپ کے مرید شیخ وجیہ الدین کو ناگوار خاطر گذرا، ایک وقت شیخ سے یہ باجرا عرض کیا، فرمایا کہ جو معترض ہو اُس کو میرے پاس لاؤ، ایک مولوی کو آپ کے پاس لائے، آپ نے فرمایا کہ مولانا جس کتاب آپ کہیں میں پڑھوں، اُنہوں نے حدیث پیش کیا، آپ نے فرمایا اول سے پڑھوں یا آخر سے یا درمیان سے اور شیخ وجیہ الدین سے فرمایا کہ میں زبانی بے دیکھے کتاب کے حوالہ پڑھتا ہوں تو لکھ چنانچہ کئی صفحہ آپ نے لکھوائے اور اس عالم کوئے، اور فرمایا کہ کتاب سے مقابلہ کر، اس کو امت کو دیکھنے سے علماء مقتدہ ہوئے۔ لکھا ہے کہ بعد وفات شیخ سلیم کے فچھور میں

اساک باران کے سبب نہایت تکلیف تھی۔ صاحبزادہ شیخ احمد صاحب نے ایک خط آپ کے نام لکھا، اور استدعا کی کہ عایکجئے تاکہ باران جمت ہو، جب خط پہنچا اُس وقت آپ جامع مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ خط کے پڑھتے ہی جنگل میں جا کر دھوپ میں بیٹھ گئے اور بارگاہِ خدا میں التجا کی کہ جب تک فتنہ میں سینہ نہ برسینگا میں یہاں سے نہ اٹھوں گا، اور حاضرین جو ہمراہ گئے تھے اُن سے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو کہ ابر فتنہ کی طرف پیدا ہوا یا نہیں، لوگوں نے دیکھا اور کہا اُس طرف ابر محیط معلوم ہوتا ہے، آپ نے اُسے اٹھے اور جواب میں لکھا کہ اگر بروقت نماز جمعہ فتنہ میں بارش ہوئی تو لکھو، پس اُسی وقت فتنہ پر ایسی بارش ہوئی کہ پھر بارش کی حاجت نہ رہی، آپ کو روحانیت غوث پاک سے بھی فیض تھا۔ وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین نارولی قدس سرہ**  
 یہ حضرت خلیفہ شیخ خانو حشتی کے تھے اور مشائخ وقت گذرے ہیں اور چالیس برس آپ نے طالبانِ حق کو تعلیم فرمایا اور ہر سال پایادہ ننگے پیر بحالتِ ذوق شوق و وجد سماعِ نارنولی سے برائے زیارت مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حاضر ہوتے، وہاں سے اجیر جا کر مزار پراندار حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوتے، اور آپ کے برادر کلاں شیخ انمیں بھی شیخ خانو کے مرید تھے، اور شیخ خواجگی پیری اور شیخ منور کہ مزار اُن کا اکبر آباد میں ہے نہایت مشہور و درویش ہوئے ہیں مرید شیخ خانو کے تھے، وفات شیخ نظام الدین نارولی کی ۹۹۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ طاہر حشتی قدس سرہ**  
 یہ حضرت خلیفہ شیخ اسلم کے سفر بیت اللہ میں پیر کے ہمراہ تھے، جب شیخ ہندستان میں آئے شیخ طاہر کو احمد آباد گجرات میں مقرر فرمایا، اور شیخ محمد شیرازی اور دیگر طالبانِ حق کو برائے تربیت آپ کی خدمت میں چھوڑا بعد امتحانِ باطنی تمام مشائخ اُس علاقہ کے معتقد و فیض یاب ہوئے اور شیخ عظیم صاحب اور شیخ طاہر اصحابانِ دونوں بزرگوں میں کمال اتحاد رہا۔ معارجِ اولیائت سے نقل ہو کر منظرِ شام ہوائی کا جب گجرات پر تسلط ہوا اُس نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ شمشیر میری کمر میں اپنے دست مبارک سے باندھیں کہ میں اکبر پر فتیاب ہو کر تمام ہندوستان کو اپنے تصرف میں لاؤں، اپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک اکبر کو عطا کیا ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اُس کے تغیر میں

کوشش کروں، یہ سن کر منظر نہایت غصہ ہوا اور کہا کہ شکر اکبر کے بدلے پہلے میں شیر اپنی آپ کے خون سے رنگین کرتا ہوں، شیخ نے جواب دیا کہ آٹھ روز کی قہمت سے، بعدہ جو چاہے کرنا، پس وہ ہفتہ نہ گذرنے پایا تھا کہ فوج فتح موج بادشاہی پہنچی، اور ملک گجرات کو تاخت تاراج کیا، منظر فرار ہوا، بیان کرتے ہیں کہ حضرت اکبر عظم نے یہ معاملہ سن کر شیخ کی بہت خدمت کی اور تاحیات اعزاز شیخ محفوظ رکھا و فاقہ حضرت کی سندھ میں ہوئی۔

یہ حضرت درویش کمال تھے اور روحانیت حضرت

### ذکر حضرت شیخ مٹہ گاگردنی قدس سرہ

شیخ خواجہ بزرگ سے فیض یاب تھے، میں برس

کمال روضہ خواجہ پر ہے، ایک دن آواز سنی کہ اے مٹہ تجھ کو بچن پہنچایا اور صاحب ولایت گاگردن کیا، وہاں کا تصرف تجھ کو بخشا، پس حکم خواجہ گاگردن میں آکر مقیم ہوئے، اور حدایت خلق اور ارشاد مریدوں میں مشغول ہوئے۔ گاگردن کا پتھر خلاف سرحد گاگردن یہ ناشر رکھتا ہے کہ اس کا گھس کر بلا ناسبت ہیضہ کو دفع کرتا ہے۔ اس میں کیفیت ایسے ہی بزرگوں کی برکت سے پیدا ہوئی۔ وفات حضرت کی سندھ میں ہوئی مزار گاگردن میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ تقی سہروردی کے تھے

### ذکر حضرت شیخ کبیر جولاہہ قدس سرہ

اور شاہیر زمانہ سے ہوئے ہیں، اپنی

ولایت کو طریق لامتیہ میں چھپایا تھا، اور تمام مواہدان وقت سے ممتاز تھے، چند روز را مانند بیراگی کی خدمت میں رہ کر فن شاعری زبان ہندی میں حاصل کیا۔ زبان ہندی میں معرفت پہلے انہوں نے بیان کیا، ان کی تقلید گرو نانک نے کی، اُن کے بعد معرفت کرودا دوتے بیان کی۔ مگر کبیر صاحب کا وہ کلام جو کہ ہرگز دوسرے شاعر کو نصیب نہیں ہوا، آپ نے جو فرمایا معاملہ اور واردات کو ارشاد فرمایا، وہ باتیں غرائبیں جو طالبان حق کے بکار آتھیں۔ بعد اس کے حضرت شیخ بھیجا جنتی کی خدمت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ مزار شریف بمبیکہ کالواح لکھنؤ میں ہے، اور ہندوستان دونوں گروہ آپ کے معتقد تھے، ہر ایک آپ کو اپنے میں سے شمار کرتا تھا، خوارق اور کمالات آپ کے مشہور ہیں، اور جاہل ہنود آپ کے سلسلہ کے ہیں وہ کثیرینجی کہلاتے ہیں۔ طریقوں کا اذکار و اشغال بالکل اہل اسلام کے مطابق ہے۔ مگر الفاظ کافور و بکلامان سدا کہتے ہیں وہ سوہم کہتے ہیں۔ اس کا نیا لہجہ کو عالم سیر و سفر میں فقرائے کبیرینچوں سے ملنے کا بہت اتفاق ہوا ہے

بعض وقت فقیر اور وہ ایک مکان میں اپنے اپنے کار میں مشغول بھی ہے ہیں حضرت داراشکوہ قادری  
 خلعتِ شاہجہاں بادشاہِ حسنات العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ قیام حضرت کا کاشی یعنی بندس  
 میں تھا۔ وقتِ نزع حضرت کے ہندو اور مسلمانوں میں تکرار ہوئی، مسلمان کہتے تھے کہ ہم اپنے طریق پر  
 تجھ پر تکفین کریں گے، ہندو کہتے تھے کہ ہم ان کو جلاویں گے، آپ کو بیہوشی تھی قریب تھا کہ تلوار چلے  
 آپ نے چشمِ واکلی اور فرمایا کہ کیوں لڑتے ہو میں بھی زندہ ہوں یہ فرما کر درجہ بند کر دیا۔ بعد تھوڑی دیر کے  
 دروازہ کھول کر دیکھا تو حضرت کے بستر پر تھوڑی سی ٹیٹی پڑی تھی اور کچھ نہ تھا یا لنگوٹی وغیرہ تھی یہ کرامت  
 اور زبردستی دیکھ کر سب کی حالت طاری ہوئی، یہ وقوعہ سلسلہ میں ہوا، آپ کا یہ پدشہور ہی۔ مالی ترکی باب  
 جولاہہ کبیر اسنت بھی تمھاری کل کس نے رام کہی، اس پر سے آپ کا اسلام صاف ظاہر ہے، آپ کے صاحبزادے  
 شیخ کمال تھے، اُن کا مزار احمد آباد میں ہی نقل ہو کہ ایک بار شیخ کبیر پان کر رہے تھے یعنی تانا سوت کا صاف کر رہے  
 تھے، گوچہ سر پر رکھا تھا، ایک شخص نے پوچھا کبیر کیا کر رہا ہے، آپ نے جواب دیا کہ ٹوٹے کو جوڑ رہا ہوں، پھر اس  
 کہانے سے سر پر کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ گوچہ۔ آپ فرماتے ہیں، یہیں مڑی سیت ہو یہیں ہو گملا پھول،  
 اپنے میں تو کھوج لے مور کھا سے نہ بھول، دیکھیں چلتی چلی دیکھ کر دیا کبیر روئے، دو پاٹن کے بیچ میں  
 آنا بت گیا نہ کوئے، دیکھیں کبیر بے چوٹ میں گل کٹوں کپاس، اپنی کرنی بار اُترنی تم کیوں بچے اُداس  
 دیکھیں کر سے مالانہ کہوں کھ سے کہوں نہ رام، سوا سا سوہم ہو رہو نہیں اور سے کام، جوگ کر سے یاجپ  
 کر سے مون دہرے دن رین، من منسا استہر کئے جیانہ پاٹے چین، پو تھی پستک دہر دو پاٹے  
 ہو جاسنت نشانی، کہیں کبیر سنو بھی سادھو جوت میں جوت سامنی۔

آپ مرید شیخ سلیم کے تھے  
**ذکر حضرت شیخ ولی حشری قدس سرہ ابن شیخ یوسف حشری**  
 خدمتِ شیخ سلیم میں حاضر ہوئے اسی روز منظور نظر ہو کر فرقہ خلافت حاصل کیا، یہ حال دیکھ کر اور مریدوں نے  
 شیخ سے عرض کی کہ ہم لوگ سالہا سال سے حاضر خدمت ہیں، ہنوز فرقہ خلافت سے مشرف نہیں ہوئے  
 اور یہ پہلے ہی روز مشرف باسعادت ہوئے، اس میں کیا بعید ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ شخص بنانا یا آیا ہو۔ مثلاً  
 لائڈی تیار روبرو آئی فقط اس میں نمک نہ تھا، نمک کے ڈالتے ہی وہ تیار اور خوش مزہ ہو گئی گویا بیٹے کی  
 تیار لائڈی میں نمک ملا دیا ہے۔ وفات شیخ ولی کی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت عالم  
بے بدل مشاہیر

## ذکر حضرت مولانا عبد اللہ انصاری سلطان پوری قدس سرہ

فقرائے ہند سے ہیں مرید خاندانِ حقیقت کے نہایت متقی تھے، زمانہ شیر شاہ سور سے تاحمد اکبر زندہ ہے دفعہ کفر و بدعت میں نہایت کوشش کرتے تھے، امرائے اثناعشری کو آپ نے نہایت عداوت تھی موقع پا کر بادشاہِ مملوک کی جانب سے برہم کر کے دیس بدر کر دیا، آپ نے عرب میں جا کر کئی حج کئے، چند سے مدینہ طیبہ میں رہے اور ستائیسویں میں واپس ہندوستان آئے، دشمنوں نے زہر دیکر شہید کیا، آپ کی تالیفات و تصنیفات سے منہاج الدین و عقیقۃ الانبیاء و کشف الغمہ مشہور کتب ہیں۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نظام الدین ناروئی  
کے قوم سے پٹھان تھے جب محبت الہی

## ذکر حضرت شیخ اختیار الدین مرانی قدس سرہ

پیدا ہوئی اجیر جا کر روضہ حضرت خواجہ پرستگفتہ ہوئے، حسب بشارت حضرت خواجہ بزرگ ناروئی میں آئے دیکھا کہ شیخ نظام الدین ٹوٹی چار پائی برسرِ سڑک بیٹھے ہیں، یہ دیکھ کر اُن کے دل میں خطرہ فاسد گندار شیخ نے نور باطن سے حکم کے سر ہٹا کر فرمایا کہ تو خواجہ کا بھیجا ہوا ان کے حکم کے موافق میرا پاس یا جو اس میں شک کی کیا جگہ ہو یا اس خطرہ شرمینہ اور پشیمان ہوئے اور مرید ہو کر تربیت و تکمیل پائی، بعد از وفاتِ مرحمت فرما کر اُن کے وطن کی طرف حضرت فرمایا اور اختیار خاں سے اختیار الدین مخاطب ہوئے پہلے وطن آکر نزدیک کالج کے قاضی سے ملائے وہیں مدفن ہوئے بعد آپ کی ولادت میں بھی

پہلے نام اُن کا جلال خاں تھا، قوم سے افغان  
تھے اور شیر شاہ سور کے دیوان تھے۔ جب

## ذکر حضرت شیخ جلال الدین کالجی حشتی قدس سرہ

خاندانِ سور سے دولت اقبال گیا یہ رنگ آئینہ دنیائی دیکھ کر اُن کا دل دنیا سے کراہیت کرنے لگا۔ ترک کلی کر کے شاہ محمد حشتی کے بنکے سوسے سودہ ہوئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے، مرید ہو کر نہایت محنت کی مگر کثرتِ باب نہ ہوا، شاہ محمد نے فرمایا کہ جلال شیر اکام آستانہ شیخ بدر الدین صاحبِ لایت سے ہو گا وہاں جا آپ حکم پیر شاہ روضہ شیخ بدر الدین پر اگر جا رہے ہیں میں مشغول ہوں اور اکثر مزار پر قرآن پڑھا کرتے تھے اور مجاہد شاہ میں مشغول تھے، ایک روز مزار پر انوار شیخ سے آواز آئی کہ جلال بدر الدین بدر الدین جلال اس روز سے رجوعِ خلافت اور فتوح ہونے لگا ہزاروں مرید ہوئے، ایک روز آپ کے دل میں یہ خطرہ گندرا کہ اگر فرزند معنوی لالچ لے تو میں اس کو اپنی جگہ چھوڑ دوں گی، شب کو شاہ ولایت اس معاملہ میں فرمایا کہ تیرے واسطے فرزند بھی لاتا ہوں اس کو اچھی طرح تعلیم کرنا۔ اتفاقاً

اُسی عرصہ میں پرگنہ آسوسکار لکھنؤ میں ایک کالیستہ نے اپنے لڑکے کو کس کی عمر بارہ برس کی تھی پڑھنے بیٹھا، وہ نہایت خوبصورت تھا اور گلستاں جب شروع کی ایک روز اُس کا سبق بلغ اعلیٰ بکمال کشف الدجی بکمالہ جنت جمع خصالہ صلوا علیہ اکہ کا تھا، اُس لڑکے نے معلم سے پوچھا کہ اس مرتبہ کا کون شخص تھا۔ معلم نے نعمت حضرت سرور عالم بیان کئے، سنتے ہی بصدق دل سلمان ہوا، یہ سن کر اُس کے متعلقین نے بہت کچھ شور و شر کیا مگر وہ نہ مانا، وہاں سے نکل کر مسافت اختیار کی، یہاں تک کہ ہادیوں میں شیخ کے دروازہ پر آیا روحانیت شاہ ولایت نے شیخ کو آگاہ کیا کہ فرزند تیرے دروازہ پر آیا ہے۔ مخدوم عبدالسد نام رکھنا وہ تیرا جانشین ہوگا۔ شیخ نے اُس کو مرید فرما کر تربیت اور تکمیل فرمائی اور خرقہ خلافت عطا کیا، اُس کو بھی روحانیت شاہ ولایت سے حضوری حاصل ہوئی، اور شیخ جلال کا قاعدہ تھا کہ آدھی رات تک مزار شاہ ولایت پر قرآن پڑھا کرتے تھے، بعدہ ہادیوں سے چندے فاصلہ پر ان کے اطفال تھے وہاں جایا کرتے۔ ایک روز رہزنوں نے تیروں سے شہید کیا، یہ واقعہ ۱۲۱۵ھ میں ہوا۔ بعد شیخ کے مخدوم عبدالسد صاحب سجادہ ہوئے، اُن کا قاعدہ تھا کہ تمام شب بیدار رہتے تھے، ایک پاؤں سے کھڑے رہتے، آپ کی کرامتیں مشہور ہیں ہزاروں مرید ہوئے، چنانچہ شیخ طابا کہ اکابر رائے بریلی تھے ترک دنیا کر کے آپ کے مرید ہوئے اور ۱۲۲۵ھ میں وفات پا کر مرشد کے قریب دفن ہوئے

آپ مرید خاندان حشیت تھے، آپ کے والد حاجی جلدوز

### ذکر حضرت شیخ منزل حشیت قدس سرہ

امیروں میں رہے ہیں، بعدہ ریاضت و عبادت شائع کر کے خرقہ خلافت پہنا اور ادیلے ہند سے ہجرت وفات حضرت کی ۱۲۱۵ھ میں ہوئی۔

آپ امرائے دہلی سے تھے، ایک روز ایک مرید شیخ اسلم

### ذکر حضرت شیخ سید جو قدس سرہ

لے کہا کہ میں ایسا شخص چاہتا ہوں جتنے ہی جذب کر کے سمجھ کو کچھ سے جدا کرے تو میں اُس کا مرید ہوں، اُس درویش نے کہا کہ یہ صفت پر شیخ اسلم میں ہی جو فتخوہر میں ہیں، یہ اُس درویش کو ہمراہ لیکر فتحپور چلے، ہر منزل میں یہ خیال تھا کہ شیخ میرے استقبال کو آویں گے، یہاں تک درخانقاہ پہنچا کہ کھڑے رہے، شیخ نہ آئے آخر غصہ ہو کر دہلی واپس پھرے یہ تھوڑی گئی تھی کہ شیخ نے نور باطن سے معلوم کر کے ایک شخص ان کے پیچھے روانہ کیا وہ واپس پھر لائے، جب وہ



فرستادہ رو برو شیخ جو کے گیا، دیکھتے ہی گھوڑے اتر کر پایادہ خافاہ شیخ میں اگر قدموس ہوئے اور جمال شیخ کو دیکھتے ہی تین روز بیہوش پڑے یہ ہے، چوتھے روز جب ہوشیار ہوئے مرید ہو کر کار فقر تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت سے معزز ہو کر حسب جازت پیر مرشد دہلی میں مقیم ہوئے اور سالہ میں فات پائی۔

**ذکر حضرت شاہ نعمان چشتی قدس سرہ** جب وقت انتقال ان کا نزدیک پہنچا ان سے فرمایا

کہ تو برہان پور میں شیخ نظام الدین بھجاری کے پاس جا کر اپنا حصہ لے پس بہو جب حکم پیر و مرشد آپ خدمت شاہ بھجاری میں پہنچے، انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تیرے آسنے سے پہلے تیرے پیر کی سفارش میرے پاس لگئی ہو، اور اپنی تسبیح اور عصا عطا کیا، اور ایک نظریں کا ل بنایا، بعدہ بطرف قلعہ اسیر رخصت فرمایا، اُس وقت آپ نے عرض کیا کہ وہاں کے شاہ ولایت محمود ہیں، اس میں کیا حکمت ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ حکم رسول مقبول دوسری جگہ جادیں گے، آپ برہان پور سے چل کر قلعہ اسیر میں مقیم ہوئے اور ہمیشہ بذور کرامت مجلس پیر میں حاضر ہوتے اور بعد برخواست مجلس اپنے مقام پر واپس آتے، اور جو تحفہ چاہتے دست دراز کر کے خدمت شاہ بھجاری میں پہنچاتے وفات حضرت کی سالہ میں ہوئی مزار قلعہ اسیر میں ہو۔

**ذکر حضرت شیخ حاجی ادیس توڑی قدس سرہ** آپ اولاد سے پیر کبار کی کہ قوم افغانہ میں توڑی ایک مرد با نعمت و عظمت تھے۔

فیض روحانیت پیر کبار سے کہتے تھے، اور حرمین کی زیارت مشرف ہو کر قرن میں جا کر خواجا ویس قی مزار کی زیارت مشرف ہو کر پھر ہندوستان میں آئے، صاحب معارج الولاہی ناقل ہیں کہ آپ کے گھر فرزند تولد ہوا اُس کا نام داؤد رکھا آپ نے اس کی شادی کرنی چاہی، آپ کے گھر سے کہا کہ یہ بچہ شادی کرنے کے لائق نہیں، جب وہ لڑکا بڑا ہوا دیوانہ ہوا اور ایک پ کی دختر تھی، جب باغ ہوئی آپ نے شیخ یوسف سے کہا میں اپنی لڑکی تم کو دیتا ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی والدہ دریافت کر لوں، آپ نے فرمایا کہ خیر اگر تم قبول نہ کیا تو تمام عمر جبر نہ دیکھو گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شیخ یوسف نے مینا بکھل کئے ایک کے چہرہ نہ تھا یعنی کسی کے اندام نہانی نہ تھی۔ وفات شیخ حاجی کی سالہ میں بمقام قصور ہوئی کہ وطن مہلی شیخ کا تھا۔ صاحب اخبار لاویا پیر کبار صاحب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ پیر کبار بن شورو بن خوشگی قوم افغان آپ کے جو فقیر ہیں بھنے چشتیہ شوریانی بھنے چشتیہ خوشگی کہلاتے ہیں اُن میں بہت سے آپ کی اولاد سے

بھی ہیں۔ لکھا ہے کہ شورہ کے تین لڑکے ہیں، ایک پیر کبار، دوسرا حسین خوشگی، تیسرے خوشگی وازا۔ یہ تینوں بزرگوار کامل، وصاحب ذوق و شوق ہوئے ہیں۔ تلاش پیر میں بہت دنوں پھرے، بہت سے مشائخ دیکھے ان کی صحبت میں ہے مگر تسلی کسی سے نہ ہوئی، آخر قصبہ حبشہ میں آکر خواجہ مودود چشتی کے مرید ہوئے اور آب کشی مطبخ کی کیا کرتے تھے، چالیس برس خدمات مرشد بجالائے، جب وفات خواجہ مودود چشتی کی نزدیک پہنچی پیر کبار کو پاس بلا کر نعمت اور خرقہ خلافت سے ممتاز فرما کر طرف وطن کے رخصت کیا مگر بوجہ محبت کے روضہ مرث کی باروب کشی میں مصروف ہے، آخر دوبارہ واقعہ میں خواجہ نے فرمایا کہ تو اپنے وطن کو جا، ناچار آپ وطن میں آئے، تمام افغانان کو ہستان پناہ و بدعقیدہ تھے، کرامات دیکھنی چاہتے تھے کہ ہم کبوتر جنگلی لاکر شیخ کے گریبان میں چھوڑیں اگر وہ استینوں سے نکل جاویں تو ہم دلائل کے قایل ہوں۔ قدرت خدا سے اسی وقت دو کبوتر جنگلی غیب سے پیدا ہوئے اور شیخ کے گریبان میں سے نکس کر ہر دو کبوتر استینوں میں سے نکل گئے، یہ کرامت دیکھ کر اطراف و جانب کے لوگ بالخصوص قبیلہ خوشگی تمام و کمال مرید ہوئے۔ پیر کبار نے کبوتروں کے واسطے دعا کی اور کبوتر فرج کرنے کی تمام مرید قوم کو ممانعت کی کہ جو کبوتر کو ستا دیگا اس کے اولاد نہ ہوگی یا تنگ روز رہیگا چنانچہ قبیلہ خوشگی میں بالکل کبوتر کے ستلنے کی ممانعت ہے۔ پیر کبار کے بہت سے خلیفہ ہوئے، مگر مشہور ترین یہ ہیں: اول۔ شیخ تنگ کہ غلامے مشائخین سے تھے اور بھتیجے ہیں آپ کے، بعض نے لکھا ہے کہ خواجہ مودود چشتی کے پوتے تھے ان کے حق میں دعا کی تھی کہ تیرے مرید اور تیری اولاد قیامت تک معرفت سے خالی نہ رہیگی، وفات شیخ کبیر کی ۵۵۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت ثانی ابو الحسن خرقانی تھے ابو الحسن خرقانی نے روحانیت سلطان اعارین سے

ذکر حضرت آخوند عید شوریانی قدس سرہ

تر بیت پائی تھی، انہوں نے روحانیت پیر کبار سے تربیت پائی اور کارِ فقر کو کمال پہنچایا۔ ظاہر کسی سے بیعت نہیں تھی، اجرائے احکام شریعت میں نہایت استعداد و عقیدہ تھے، شاہ و گدا کو ایک نظر سے دیکھتے تھے، امر سے نفرت کرتے تھے، سلع کو بہت دوست رکھتے تھے، مرید اور خادم نہ رکھتے تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی کرامات بہت کچھ بیان کی ہیں، چنانچہ کھانے میں نمک بہت ڈالتے تھے، مگر جب کھانا تیار ہوتا تو نمک موافق ذائقہ کے معلوم ہوا کرتا تھا، ایک وزیر ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میرا عزیز بہت روز سے کم ہو اس کے

مرنے جینے کی کچھ خبر نہیں آپ نے چندے مال فرا کر ارشاد کیا کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ گجرات اُس کے مرنے کی خبر آئی ایک روز ایک ٹھاکر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ شہنشاہ اکبر بندہ سے ناخوش ہو دعا کیجئے کہ میرا قصور معاف کرے جو آپ نے اویں میں نذر کروں گا، آپ نے فرمایا کہ روبرو بادشاہ کے بے کھٹکے جائینے اُس کی زبان بند کر دی، اُس کی زبان کو تیرے دیکھتے ہی یہ حرکت ہوگی کہ اس خلعت و وجب خلعت حاصل ہوگا بادشاہ کے پاس سے ایک بکرا میرے واسطے لانا، آخر راجپوت ٹھاکر بادشاہ کے روبرو گیا اور خلعت حاصل کیا اور بکرا لیکر آخوند کے روبرو آیا، آپ نے فرمایا یہی ایک بکرا میرا حدیہ ہو وفات حضرت کی سنہ ۱۰۱۷ھ میں بمقام قصور ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ پیریانی تہی** آپ خلیفہ اپنے پدر کے تھے اوصاف جیدہ موصوف

تھے، فطانت اور ریاضت اور عبادت میں شہرہ آفاق و دلوں جہاں بے پروا اور متفرق بر یاد سولی تھے، آپ بھائی تھے بڑے بھائی آپ کے شیخ کمال کہ حقیقت میں اسم بامسمیٰ تھے، بعد انتقال الد کے ان کو صاحب سجادہ کرنا چاہا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور اپنے جھوٹے بھائی شیخ نظام الدین کو صاحب سجادہ کیا، شیخ نظام نے صاحب سجادہ ہو کر ایک مدت حدایت اور ارشاد میں مشغول رہ کر سنہ ۱۰۱۷ھ میں حلت فرمائی، مزار پانی پت میں ہوا و عمر شریف ایک سو نیا دینس کی ہوئی

**ذکر حضرت شیخ رحمت شوریانی حشتی قدس سرہ** یہ حضرت اولاد سے پیر کبار کی تھے اور روحانیت جذابی سے تربیت پائی، اور تمام حیوانات کی

بولی سمجھتے تھے، ان سے کلام کرتے تھے، وفات حضرت کی سنہ ۱۰۲۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد بن فضل الد قدس سرہ** نسب آپ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے پہلے بزرگ آپ کے جوہنور کے باشندے تھے

پھر گجرات میں جا رہے تھے، آپ گجرات میں پیدا ہوئے، اور آپ کے والد نے آپ کی طفولیت میں قصا کی جب جوان ہوئے پہلے شیخ صفی گجراتی کی خدمت میں رہ کر فرقہ خلافت پہن کر بعد مکتہ معظمہ میں گئے۔ بارہ برس شیخ علی متقی کی خدمت میں بسر کئے وہاں سے احمد آباد میں آکر نکاح کیا، ایک مدت شیخ وجیہ الدین سے کتاب علوم ظاہری کیا، بعدہ مجدد شیخ ماہ جوہنوری کے گجرات میں تھے، آئے انہوں نے ان کے والد سے سنا تھا کہ میرا بیٹا فطرت ہوگا، اس واسطے بہت اعزاز سے رکھتے تھے۔ ایک بار شیخ ابو محمد خضابی نے کہ فرید ان کے والد کے تھے، شیخ وجیہ الدین اور شیخ ماہ کو لکھا کہ میرا شہباز پرواز کیوں نہیں کرتا، انہوں نے

جواب میں لکھا کہ پروازی تمھارے ہاتھ میں ہے، اور شیخ محمد کو اسیر کی طرف نصبت کیا، وہاں پہنچ کر انہوں نے وہ نعمت کر جو آپ کے والد شیخ ابو محمد اسیر کے سپرد کر گئے تھے حاصل کر کے برہان پور میں جا کر تدریس ظاہری اور باطنی میں مشغول ہوئے، آپ کو خدمت جناب رسانتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال محبت تھی، ہر سال واسطے زیارت رسول مقبول کی جاتے، چند سے قیام کے بعد باشارہ حضرت علیہ السلام واپس آتے جو فتوح ہوتا ایک ثلث عیال اطفال کو ایک ثلث فقرائے خانقاہ کو دیتے اور ایک ثلث مدینہ طیبہ کو ارسال کرتے۔ وفات حضرت کی بمقام برہان پور شب دوشنبہ دوسری رمضان ۸۹۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت اولاد سے پیر کبار کی تھے، اور اخبار اولاد اور محتاج الولاہ کے مصنف خواجہ غلام محی الدین

### تذکرہ حضرت لانا شیخ احمد شورانی قدس سرہ

عبد اللہ خویشی چشتی آپ کے دادا تھے، اور شاگرد اور مرید حضرت شیخ ابلی بن شاہ کاکو کی کہ وہ اولاد سے بابا صاحب کی تھے اور لاہور میں رہتے تھے ہزاروں اُن کے مرید تھے شیخ احمد اُن کی خدمت میں قصور حاضر ہوئے آپ کے زمانہ میں جو سلسلہ علمائے لاہور اور ملتان سے حل نہ ہوتا تھا وہ آپ کے روبرو پیش ہو کر حل ہوتا تھا اور ہمیشہ ادعیمہ ناظرہ و چیل اسم و دعا لے صیفی و حزب البحر کا ورد رکھتے تھے، اور شیخ احمد فاروقی سرسری کابل مجیدی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و شیخ عیسیٰ برہان پوری یہ تینوں صاحبان حضرت کی نہایت عزت کرتے تھے اور شیخ عبد اللطیف برہان پوری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی عمر میں دو شخصوں سے بہتر نہیں دیکھے ایک شیخ عبد الوہاب دوسرے شیخ احمد شورانی بلکہ برہان پور میں جو طالب قصور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس قصور میں خدمت شیخ احمد میں بھیجتے اور تالیف و تصنیف کی نسبت فرماتے کہ متدین تالیفات کافی اور وافی ہیں آپ کے کچھ تالیف نہیں فرمایا، مگر ایک کتاب سبالات احمدی رو ملاحظہ وغیرہ میں تالیف کی وہ کافی ہے، وفات حضرت کی ۸۸۰ھ میں چنی مزار شریف قصور میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری کے تھے، آپ کو سماع سنتے ہی وہ حالت ہوتی

### تذکرہ حضرت شیخ محمد سلیم صابری چشتی لاہوری

تھی کہ دم نکلنے میں کچھ ہی باقی رہ جایا کرتا تھا، تین ہین چار چار دن بیہوش پڑے رہتے تھے شل مردہ اور نہایت بابرکت اور صاحب کرامت تھے، وفات حضرت کی ۸۷۰ھ میں چنی مزار لاہور میں متصل مزار شیخ محمد صدیق کے ہوئی۔

حضرت نے پہلے سید محمد کالپوی قدس سرہ

### تذکرہ حضرت میر سید محمد کالپوی قدس سرہ

حضرت نے پہلے سید ابوالاعلیٰ نقشبندی سے

مرید ہو کر سب نقش بند کیا، بعدہ زیارتِ روضہ خواجہ بزرگ جمیر میں آئے اور روحانیت خواجہ کئی سلسلوں میں فیض یاب ہوئے، ایک بار آپ روبرو مزارِ خواجہ مشغول تھے، معلوم ہوا کہ حضرت نے پان عنایت کئے جب بحال خود کے ٹنگس پانوں کا ہاتھ میں پایا اور ہمیشہ درس میں مشغول رہتے فقرے بہت تواضع اور عظیم پیش آتے امرار سے کم تو جھی کرتے تھے اور ہر ایک سلسلہ میں مرید فرماتے تھے اور تفسیر سورہ فاتحہ لکھی وفات حضرت کی سلسلہ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ علی حسینی پانی پتی قدس سرہ** آپ مدایح اعلیٰ و مراتب معلیٰ رکھتے تھے اولاد سے شیخ جلال الدین کبیرا لایا کی تھے۔

خرقہ خلافت اپنے والد شیخ نظام الدین سے حاصل کیا، اور شیخ نظام الدین نارنولی سے بھی خرقہ تبرک حاصل کیا، پہلے نام نامی عبد السلام تھا بعد شاہ علی مخاطب ہوئے پہلے آپ نوکری پیشہ تھے، فزاخان کہ امرائے سلطان بابر بادشاہ سے تھا، اُس کے نوکر رہے، تیر اندازی میں تمام فوج باری میں مشہور تیر انداز تھے۔ جب جذبہ الہی گلوگیر ہوا دہلی سے پانی پت میں اپنے پدر کی خدمت میں حاضر ہو کر حسبِ جازت اُن کے ایک حجرہ میں متصل درگاہ حضرت شاہ ولایت چلہ میں بیٹھے اور ریاضت اور مجاہدہ میں بہت کوشش کی، یہاں تک درجہ مسدود کر لیا تھا اُنہی حالت میں شیخ نظام الدین نارنولی کو دیکھا، فرماتے ہیں کہ حصہ باطنی تیرا میرے پاس ہو چلے اسے اُنٹھکر شیخ نظام الدین نارنولی کی خدمت میں پہنچ کر خرقہ خلافت و خطاب شاہ علی سے مشرف ہوئے بمصنّف سیرالقطاب شیخ اللہ دیا کہ آپ کے مریدوں میں سے ہیں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ایک امر کی روحانیت حضرت بوعلی قلندر سے استدعا کی اور کچھ نذر قبولی، جب میری مراد حاصل ہوئی میں ہر کام حضرت شاہ علی نیاز چڑھانے چلا رہا ہوں میں بارش بہت ہوئی، آپ نے ہمارے ہوں کو فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو بارش سے تم کو کچھ نقصان نہ ہوگا ہم نے دیکھا کہ ہم سے دو قدم کے فاصلہ سے بارش ہوتی ہو اور ہم نہیں بھیگتے۔ الغرض درگاہ میں پہنچے نیاز چڑھائی تقسیم کی مگر ہم پر ایک بوند تک نہ پڑی، لکھتے ہیں کہ میرا ایک پیر بھائی چند اشرفیاں اپنے مکان میں کہیں گاڑ کر بھول گیا ہر چند تلاش کیا نہ پایا ناچار حضرت مرشد سے عرض کیا آپ اس کے مکان کی طرف متوجہ ہوئے، جب قریب دروازہ مکان کا شاہ راہ پر تھا پہنچے، آپ نے ایک عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ یہاں کھود اُس نے جو کھودا برتن اپنا بھر اشرفیوں سے پایا یہ کچھکیر حیران ہو کر عرض کی کہ میں یہ برتن اپنی کوٹھڑی میں گاڑا تھا راہ میں کیونکر آگیا، اس میں کیا بھید تھا، آپ نے فرمایا یہ ستر الہی جو اس کا ذکر ناسخ ہو

شاہ اعلیٰ نے اپنی خانقاہ میں چاہ تیار کر لیا مگر اُس کا پانی کھاری نکلا جب خدام نے حضرت سے عرض کیا تو اُسی وقت ایک خادم درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین نے چند کاک تبرکات لاکر رکھے آپ نے اُن کو توڑ کر اپنے ہاتھ سے اُس چاہ میں ڈالے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ اب اُس چاہ کا پانی چکھ کر دیکھو پس حاضرین نے بموجب رٹلو کے پانی جو چکھا تو شربت ہو گیا، آپ کے دو فرزند تھے شاہ منصور اور شاہ نور دونوں نے روبرو حضرت کے قضا کی اور شاہ محمد ابن شاہ منصور صاحب سجادہ ہوئے تھے اور حضرت ۸۹۱ھ میں پیدا ہوئے اور عمر ایک سو بیالیس سال ۸۳۲ھ میں بعد حضرت جہانگیر بادشاہ انتقال فرمایا، شیخ اللہ دیا نے تاریخ ولادت لفظی ۸۹۱ھ سے نکالی ہے اور تاریخ وفات ۸۳۲ھ شیخ اعلیٰ سے نکالی۔ بعد وفات کے کئی برس پیچھے اُستانی نے آپ کے روضہ کی عمارت تیار کرانی۔ لکھا ہے کہ جب چوترا بن کرتیار ہوا ایک شب میر عمارت سے بحالت خواہ فرمایا کہ چوترا بننے سے میری نفس کا صندوق خشک ہو گیا، ایک اینٹ صندوق میں لپٹری جو میرے بائیں اوپہ لپٹری ہے، مناسب ہے کہ پہلے اینٹ اٹھا کر صندوق درست کر کے پھر نئے برسر سے چوترا بنا، میر عمارت نے صبح اپنا خواب اُستانی سے بیان کیا، اُس نے کہا کہ جیسا حضرت کا حکم ہے اسی طرح کرنا چاہیے۔ الغرض تمام رُسلے شہر و ملازمان نواب مقرضیل و جس نے سنا اسی طرح تمام خلایق پانی پت آپ کے مزار پر جمع ہوئی پھر چوترا ہمارا کیا گیا، قبر کا پٹا و کھولا دیکھا تو واقعی بائیں طرف کا تختہ ٹوٹا ہوا ہے، داہنا بائیں پھیل ہوا ہے یا بائیں سکڑا ہوا ہے کہ جس طرف اینٹ جا پڑی تھی باقی یہ معلوم ہوتا تھا کہ آرام فرماتے ہیں اور آنکھیں غیر مضمون درست ہیں، تمام خلایق زیارت نقش مبارک سے مشرف ہوئی، بعد تختہ صندوق کا درست کر کے پھر چوترا بنا۔ ان اُستانی کی کیفیت کہ جو کاتب الحروف نے اپنے بزرگوں سے سُنی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت جد امجد نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اپنی کینزوں میں سے ایک کینز اپنے رضاعی بھائی نواب مقرب خاں کو جنہوں نے کسوتی کے کھنبہ قلندر صاحب کی درگاہ پر چڑھائے تھے اور وہیں اُن کا مقبرہ ہے اور اولاد سے شیخ جلال الدین کبیر لایا گیا تھے اُن کو عنایت کی وہ بی بی نہایت عقیقہ اور قرآن شریف کی حافظہ تھیں۔ نواب اور اُن کا تمام خاندان عطیہ سلطانی سمجھ کر اُن کی عزت کرتا تھا یہ نہایت پرہیزگار اور نمازی تھیں یہ امرائے پانی پت کیرانہ کی لڑکیوں کی اُستانی تھیں یعنی دختر نواب اور دختر دیوان عبدالرحیم اور دیگر لڑکیاں اُس خاندان کی اور دیگر شرفا کی ان کے پاس آکر قرآن پڑھتی تھیں، زیور ان کے پاس بہت تھا انہوں نے اُن کو فروخت کر کے شاہ اعلیٰ صاحب کی دگاہ بنوائی اور کیرانہ میں درمیان دونوں رباؤں کے چاہ اوچھل اور عجائبات

تیار کرائی اُسی مسجد کے صحن میں ان کی قبر ہے، اس پر سنگ مرمر کا تونڈ ہے، وہ مسجد بھی مسجدِ ستانی کی مشہور  
جوانجان ہیں وہ دربار کی مسجد کہتے ہیں۔

نوکر حضرت بایزید تیکہ فی حقیقی قدس سرہ

آپ مشائخ وقت تھے اور تربیتِ روحانیت  
شیخ تیکہ سے پانی ایک روز سماعِ میفش  
وقت تھے، فرمایا کہ کوئی ہو کہ میرے روبرو آئے میں اُس کو خدا سے ملاؤں قبیلہ خوشگی سے شیرخان مجوزی پابند  
مجوزی و صدر الدین و تیزی سُن کر اُٹھے اور آپ سے مصافحہ کیا، اُسی وقت تینوں وہل حق ہوئے کہتے ہیں  
کہ جب سماع سنتے تھے ہی الفاظ فرماتے اسی طرح بہت سے وہل حق ہوئے۔ ایک بار آپ نے بموجبِ عادت کے یہی کلمہ  
فرمایا ایک غیر شخص روبرو آیا، آپ نے فرمایا کہ تم جھوٹا بلایت نہیں ایک دایت ہو کہ جب ہ مصافحہ کرنے اُٹھا شیخ نے  
اور اپنے درمیان آگ سے بھری ہوئی کھائی دیکھی مصافحہ نہ کر سکا، آپ کی زوجہ کے روایت ہو کہ بعد نماز صبح مصلے پر  
بیٹھے ہوئے بنے شیخ کو کبھی بصورت پیر کبھی بصورت جوان کبھی بصورت شیر خزان دیکھا، پہلے صورت شیر میں کھل گیا  
ڈری، میرا ڈر نامعلوم کر کے صورت اہلی میں ہو کر فرمایا کہ امتِ ڈر شیران حق کے گھر شیر جنگلی نہیں آتا ایک بار آپ سفر  
میں تھے، قریل کبر آباد کے آدمی کی کھوپری پڑی تھی، آپ اس سے باتیں کرنے لگے، اُس کی سرگزشتِ ریافت و فاکر  
اُس کے واسطے دعا کی وفات حضرت کی ۳۰۰ سالہ میں مئی، مزار پر انوارِ قصور میں ہو، آپ کے تینوں خلفاء کا ذکر حسبِ ذیل ہو  
اول خلیفہ آپ کے شیرخانِ امجوزی تھے، ایک بار آپ چلے جاتے تھے کہ ہاتھی مست آتا تھا، فیل بان نے  
کئی بار پکار کر کہا کہ راستہ سے ہٹ جاؤ، آپ نے فرمایا کہ مست کو مست سے کچھ اندیشہ نہیں جب وہ فیل مست  
قریب آیا آپ کے روبرو سرزمین کے اوپر رکھا، آپ نے ہاتھ سے سر اس کا اُٹھایا اور فرمایا کہ اگر میں اس کا  
سر نہ اُٹھا تا تو یہ تمام عمر سرنگوں رہتا، ایک بار ایک پیر زال آپ کی خدمت شریف میں آئی اور عرض کیا کہ  
اس بوڑھی کا ایک بی لڑکا ہے وہ رب م ہے، اُس کی شفا کی غاکیجئے، آپ نے چند سے تامل فرما کر ارشاد کیا کہ  
اسکی عمر پوری ہو چکی اب سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں کر میں بنی عمر اسکی دوں، یہ کہہ کر چادر اوڑھتے ہی لیٹ کر جان  
بحق تسلیم ہوئے، اُدھر اس پیر زال کے لڑکے کو شفا ہوئی۔ مردانِ خدا خدا نداشت، لیکن زخا خدا نداشت، دوسرے  
خلیفہ صدر الدین شیخ صدقہ کے مثل دیوانوں کے پھر کرتے تھے بچے آپ کے ہمراہ بہت راکرتے تھے اور وہ بچے  
مانگا کرتے تھے، آپ اپنی نفل میں سے نکال نکال کر دیا کرتے تھے، ایک بار آپ یاروں کے ہمراہ چلے جاتے تھے کہ مینہ  
بندت آگیا ہمراہی گھبرائے آپ نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو چنانچہ ان کے گرد اگر دپانی برسا وہ لوگ بچے ہے

تیسرے خلیفہ شیخ پایندہ توزی تھے جو ان کے بچے ہوئے وضو کے پانی کو پیتا اور لیا ہو جاتا تھا۔

آپ خلیفہ شیخ نظام الدین بلخی صابر  
ذکر حضرت شیخ جان اسلام پوری قدس سرہ

کے تھے، علوم ظاہری اور باطنی سے

آراستہ پیراستہ تھے، اوایل میں بمقام لاہور طلباء کو درس کرتے تھے، جب جب حقیقی نے اپنی طرف  
کھینچنا ترک تعلیم کر کے طلب حق میں ٹھکرتھا میرا کر شیخ نظام الدین کے مرید ہو کر کار درویشی تمام کر کے ہمراہ  
مرشد حج کر کے بلخ میں آ کر خرقہ خلافت لیکر پھر لاہور میں گئے اور آپ کا شہرہ کرامات بلند ہوا اور ہزاروں مرید  
ہوئے، وفات حضرت کی نویں جمادی الثانی ۸۳۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

آپ خلیفہ شیخ نظام الدین بلخی کے تھے

ذکر حضرت سید علی غواض ترمذی قدس سرہ

بلخ کو چلے ہیں، بہت دنوں خدمت مرشد میں رہ کر نعمتیں حاصل کر کے ملک یوسف زئی کی طرف رخصت  
ہوئے وہاں ہزاروں آپ کے مرید ہوئے اور بہت سے خدا رسیدہ ہوئے، چنانچہ مولانا درویش پشاور  
اور ان کے فرزند شیخ عبدالکریم مرید ہوئے۔ صاحب مخزن الاسلام نے حضرت کی نہایت تعریف کی جو حضرت  
اپنے عہد میں غوث اعظم ثانی تھے اور بلا مزامیر کے سماع سنتے تھے، وفات حضرت کی ۸۵۷ھ میں ہوئی مزار  
ملک یوسف زئی میں ہے۔

آپ خلیفہ سید علی غواص کے تھے علوم

ذکر مولانا درویش پشاور پستی قدس سرہ

ظاہری اور باطنی سے آراستہ برائے

پردہ ولایت آپ طلباء کو پڑھایا کرتے تھے اور کفر اور شرک اور بدعت کو دور کرنے میں نہایت کوشاں تھے۔  
آپ کی تالیفات سے مخزن اسلام زبان افغانی میں نہایت معتبر ہے کسی قدر نام تمام رہ گئی تھی، سو آپ کے فرزند  
شیخ عبدالکریم نے پوری کی اور صاحب معارج الولاہی کی اس پر شرح چڑھی ہوئی ہے۔ اپنے وقت میں عالم تعمیر  
تھے۔ وفات حضرت کی ۸۵۷ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ دانیال کے صاحب کبر

ذکر حضرت سید محمد مہدی بن سید یوسف جو پوری

اور مغلوب الحال تھے، حالت سکون  
ش بعض حضرات کے کسی نے انا اللہ وانا الیہ راجعون فرمایا آپ لفظ انا مہدی فرمایا کرتے تھے اور



حالتِ محبت میں جو دعویٰ مہدیت کرتے تھے، جب ہوش میں آتے اُس سے مائب ہوتے جو جاہل کہ حالتِ محبت میں یہ کلام سنتے تو بہ کھینچ نہ جانتے تھے، آخر کو ایک گروہ مہدویہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ آپ کو ہر چند منع فرماتے سمجھاتے کہ مجھ کو دعویٰ مہدیت نہیں مگر بعض وقت جو زبان حضرت سے نکلتا تھا وہ اُس ہی کے پابند تھے، اور حضرت کی مراد یہ نہ تھی کہ میں مہدی ہوں بلکہ انا مہدی کے معنی ہادی مہدی ہیں۔ وفات حضرت کی آخر سال ۱۱۰۰ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ حاجی گلشن بیانی قصوی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے پیر کیا رکھی تھے، اول میں آپ کو تفرید اور تجرید اور تقویٰ بدرجہ

کمال تھا۔ سات حج کئے اور نقاب ہمیشہ چہرہ پر ڈالے رہتے تھے کہ نظر نامحرم پر نہ پڑ جائے، لیکن نقیاب نہ ہوتا تھا۔ ہر جذبہ کوشش کی بہت اولیائے امتیجی ہوئے مگر ساتویں مرتبہ حج کو گئے، وہاں جاکر خانہ کعبہ کے روبرو بہت گریہ زاری کی کہ ہاتھ غیب نے ندائی فتح باب تیرا شیخ عیسیٰ مشوانی کے پاس ہو، پس ہندوستان میں اگر شیخ عیسیٰ مشوانی کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ عیسیٰ مشرب ملا متیہ رکھتے تھے، اکثر شراب پیا کرتے تھے یہ حال دیکھ کر بد اعتقاد ہوئے اور اُن سے انکار کیا، شیخ عیسیٰ نے نور باطن سے معلوم کر کے آواز بلند کہا کہ تو جس کے پاس گیا کشتہ کار نہ ہوا، آخر کعبہ سے معور ہو کر میرے پاس آیا اور ملاقات ہونے سے پہلے ہی پھر گیا یہ امر عقل کے خلاف ہے، یہ سنتے ہی بصدق اعتقاد سر اپنا شیخ کے قدموں پر رکھا اور بیٹھے، شیخ نے بقیل شراب کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو اٹھا کر میرے پاس لا، انہوں نے کسی قدر تامل کیا، شیخ نے خود اٹھ کر بوتل اٹھا کر تمام شراب اُن کے حلق میں ڈال دی، اُسی وقت یہ بنجود ہو گئے، جب ہوش آیا لباس تقویٰ اُن کے لباس محبت یعنی بقدرتِ سعادت لباس اختیار کیا اور دنیا اور اہل دنیا سے کم التفات کرتے تھے، سکر ہر وقت غالب رہتا تھا، سر اور ڈاڑھی اور مونچھ اور پلکوں کے بال اکھاڑ ڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زینتِ دنیا ہے اس کو دور کرنا چاہیے حضور اور مجرد رہنا چاہیے، سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے، آگ سے بہت شغول رہتے کہ ہر وقت آگ روشن رہتی تھی جو کچھ نذرانہ آتا اُس کو دھونی میں ڈال دیتے ایک افغان بے اولاد آیا اور دعا چاہی کہ میرے گھر اولاد ہو فرمایا کہ پہلا لڑکا مجھ کو دے تو تیرے بہت سی اولاد ہوگی میں دعا کرتا ہوں اللہ قبول کرے گا۔ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا اُس افغان نے اُس لڑکے کو لاکر شیخ کی نذر کیا آپ نے اس بچہ کو لیکر آگ میں ڈال دیا، یہ دیکھ کر وہ افغان بہت پشیمان ہوا اور کہا کہ میں اس کو جلائے کے واسطے نہ لایا تھا آگ میں

نکال کر مجھ کوئے آپنے فرمایا کہ بیٹے تیرے پس کو جلایا نہیں، اپنے گھر جا اس کو اُس کے گہا لے میں بادیا جب وہ اپنے گھر گیا اپنے بچہ کو گہوارہ میں پایا۔ لکھا ہے کہ بسبب غلبہ جلال کے آگ بھی مظہر جلال آہی ہر وقت روشن رکھتے تھے، وفات حضرت کی ۳۲۷ھ میں ہوئی، مزار شریف قصبہ قصور میں ہے، بعد وفات شیخ جس کی کچھ حاجت ہوتی ہو وہ بصدق دل نیت کرتا ہو کہ جب میری مراد پوری ہوگی آگ روشن کر دوں گا۔ چنانچہ بعد حصولِ شب جمعہ کو آگ روشن کرتے ہیں، پس آگ ہی حضرت کی نیاز مانی جاتی ہے۔

ذکر حضرت شیخ حاجی عبدالحلیم حشتی لکھنوی قدس سرہ  
آپ کا طریق ادبی تھا ظاہر کھیست  
معبیت نہ کی تھی روحانیت خواہ

بزرگ قدس سرہ سے تربیت پائی اور شجرہ جو اپنے مریدوں کو دیتے بعد اہم مبارک خواجہ اپنا نام تحریر فرماتے اور اپنی تالیفات میں خود لکھا ہے کہ وفات میری ۳۲۷ھ میں ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ذکر حضرت شیخ حاجی عبدالحکیم حشتی لاہوری قدس سرہ  
یہ حضرت شیخ خدوم عجلہ الملک  
عبد اللہ انصاری کے فرزند

اور مرید شیخ نظام الدین بنی صابری تھے لکھا ہے کہ حضرت بھی ہمراہ شیخ کے بلخ میں ہے، بعد انتقال اپنے والد کے لاہور میں آکر حدایت خلق السد میں مشغول ہوئے نہایت بابرکت اور صاحب کرامت تھے، آپنے دوج کئے ایک ہمراہ والد کے اور دوسرا پیادہ مع چند مریدوں کے راہِ خشکی سے پس اس سفر میں ایک بار راہِ گم گئے اسی جگہ پہنچے کہ جہاں پانی نہ تھا یاروں پر تشنگی غالب آئی آپنے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی کہ ایک تیر آپ کے سر پر سے بولتا ہو گا ذرا سمجھے ضرور کہیں پانی ہو یہ سمجھ کر چند قدم چلے تھے کہ چشمہ پانی کا ملا سب نے فسل کیا اور فرمایا کہ آج سے جو ہمارا مرید ہو تیر کو نہ مائے، اُس روز سے آپکے سلسلہ میں تیر کا گوشت منع ہو ایک روز حاجی صاحب اپنی خانقاہ سے کہ قریب بلخ زبیل لہنا رگیم دختر حضرت اور گزریب عالمگیر بادشاہ کے تھی برائے فاتحہ مزار پیر زہدی بر جاتے تھے ایک شخص شیرانام رشیم بان ملا اور وہ دن بھی عرفہ عید الضعی کا تھا، شیرا بولا کہ آج کا دن حج کا ہو وہ لوگ بڑے طامع در میں جو طواف کعبہ کا کرتے ہوں گے، افسوس ہو کہ ہم اس وقت محروم ہیں یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر تو بھی چاہتا ہو کہ میں بھی حاجیوں کے ساتھ شریک ہوں تو اپنی آنکھیں بند کر کے میرے پیروں پر اپنے پیر رکھ اُس نے بموجب حکم آنکھیں بند کئے اپنے پیچھے حضرت کے پیروں پر رکھے، جب آنکھیں کھول لیں اپنے کو ہمراہ شیخ جبل عرفا پر پایا اور چھی طرح رسومات حج ادا کئے اور اسی طریقہ سے پھر لاہور میں آیا، آپ کی تصنیفات سے اسرارِ عجیب

جو اذکار و اشغالِ حنیفہ میں نہایت عمدہ کتاب ہے اور شرحِ فصوص الحکم فارسی بھی مشہور کتاب ہے وفات حضرت کی سن ۸۰۰ھ میں بتایا ہے ۲۰۰ رجب بمقام لاہور ہوئی اور اپنی خانقاہ میں فن ہوئے آپ کے چار فرزند تھے، شیخ یحییٰ اور احمد نور اور عبدالحق اور اعلیٰ حضور ان میں شیخ یحییٰ نہایت باکمال و صاحبِ اُل قال ہوئے ہیں ہزاروں آپ کے مرید تھے ایک بار ایک چور کہ نام اس کا خیر و خفا وہ رہنمی بھی کرتا تھا موضع سید والہ سے بارادہ چوری لاہور میں آیا اور بہت کوشش کی کہیں موقع نہ لگا، آخر خانقاہ شیخ یحییٰ میں لگ کر لقب نگاہی اور شیخ کے دیل کھول کر اہل لقب سے یکساں ہوا، اُسی وقت اندھا ہو گیا، پھر اندر خانقاہ کے گھسا بیٹھا ہو گیا جب یہ باہر آیا نہایت ہوا کئی بار آیا ہوا آخر مجبور ہو کر جہاں سے بل کھولے تھے وہیں باندھے اور ایک کونہ میں بیٹھ رہا جب سچ ہوئی خادمانِ خانقاہ نے شک کا جواز عرض کیا اور اُس چور نابینا کو درود لے گئے اُس نے تمام کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا، اس وجہ سے واجبِ رحم ہے اور اپنا ہاتھ اُس کی کھوپ پر پھیر اُسی وقت بنایا ہوا اور چوری سے تو بہ کر کے مرید ہو کر کمال کو پہنچا۔

آپ اولاد سے پیر کبار کی تھے نہایت متوکل اور  
**ذکر حضرت شیخ الداد دوزی قدس سرہ** ہمیشہ حجرہ میں معتکف رہا کرتے تھے کسی کی شادی

غنی میں شریک نہ ہوتے تھے اور ہمیشہ حجرہ بند رہتا تھا اور آخوند سید شوریانی آپ کی بہت عزت کرتے تھے ایک بار آپ نے دعا کی کہ میری اولاد زیادہ ہوگی، ان میں کئی شقی کوئی مستحق ہوگا امیدوار ہوں کہ سب کو بخش دے آواز ہوئی کہ کمان! تھ میں لیکر تیر چھوڑ جتنے قدم پر تیر ٹپکا اتنی شیت کو بخشا آپ نے کمان سے جب تیر چھوڑا پچا قدم پر جاگرا، معلوم ہوا کہ چار شیت کی بخشش ہوئی، وفات حضرت کی سن ۹۰۰ھ میں ہوئی مزارِ تصور میں ہو۔

آپ خلیفہ شیخ الداد کے اور وہ خلیفہ محمد جہدی کے  
**ذکر حضرت ملک محمد جانی قدس سرہ** وہ خلیفہ شیخ دانیال کے وہ خلیفہ سید راجی حاد شاہ

کے وہ مرید شیخ حسام الدین مانک پوری کے کہ خاندانِ نظامیہ میں مشہور مشائخ گذرے ہیں اور لقبِ پاکِ محقق ہندی تھا، آخر عمر میں آپ کبڑے ہو گئے تھے، ایک بار حضور اکبر اعظم نے شہنشاہ نے ان کی ہیبت کو دیکھ کر تبسم فرمایا آپ نے کہا کہ لے بادشاہ ظرف پر تبسم کیا یا کہار پر بادشاہ نے آپ کی فطانت پر آفریں کی، ہندی اہل ہاں میں آپ کی تابعت بہت ہیں۔ مثلِ پداوت، دھونی نامہ پوسی نامہ وغیرہ وفات حضرت کی سن ۸۰۰ھ میں ہوئی

آپ کا شمس الدین فیاض تھا  
**ذکر حضرت مخدوم شیخ عبدالرشید جوہپوری قدس سرہ** لقب آپ کا شمس الدین فیاض تھا

اور مرید اپنے والد شیخ مصطفیٰ عبد الحمید عثمان کے اور وہ مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین انبلیشی کے وہ بزرگ شیخ معروف جو پوری کے وہ مرید شیخ الداد شاہ کا فیہ و حدایہ کے وہ مرید راجی حاد شاہ کے اور شیخ طیب سے دوسرے سلسلہ میں جازت یافتہ تھے پہلے درس تدریس فرماتے تھے بعد وہ چھوڑ کر کتب خانے معرفت کا مطالعہ کرنے لگے عربی زبان سے بہت شوق تھا اور شیخ محی الدین کے اسرار مخلوقات پر عمدہ شرح تحریر کی ذکر جہر بہت کرتے تھے، سماع میں بہت وجد ہوتا تھا اور کتب رشیدیہ اور زاد السالکین متفقہ و الطالین ایک دیوان آپ کی تصنیفات سے ہیں شمس تخلص کرتے تھے، وفات حضرت کی ششہ احد میں ہوئی۔

آپ پسر و مرید سید محمد کے اور عاشق نام پاک میر سید محمد گیسو دراز کے

### ذکر حضرت میر سید احمد گیسو دراز کا لیوی قدس سرہ

اُن کی متابعت میں اپنے بھی گیسو دراز کے سماع کو بہت دوست رکھتے تھے ہندی اور فارسی زبان میں شعر فرماتے تھے اور مسائل توحید و مقدمات شیخ محی الدین بن عربی کے اوپر علانیہ تقریر دلپذیر کرتے بعد اوائے فرض نماز کلمہ توحید نو بار فرماتے۔ شاہجہا پور کے لوگ کہ جو سلسلہ نقشبندیہ میں تھے مقابلہ در مناظرہ کیا کرتے تھے مگر جو خطا کو آتا اس کی تسکین فرماتے آپ کی تصنیفات سہ جامع اکلم اور مشاہدات میں، وفات حضرت کی ششہ احد میں ہوئی آپ مرید خاندان شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے۔

### ذکر حضرت مولانا نقی الدین ودی

نہایت متقی دن بھر جنگل میں عبادت مشغول رہتے تھے تھوڑی دیر گھر میں ٹھیکر پھر باہر آجاتے ابدال آپ پاس آتے تھے بلکہ انہوں نے ایک بار چاہا کہ آپ ہمارے جہاں رہیں، آپ نے اہل دیال کا عذر کر کے منظور نہ کیا، شیخ افق الدین پسر بزرگ شیخ نور قطب عالم کہ نہایت بزرگ متواضع و صاحب جلال تھے شیخ انور بڑا خورشید نور کہ نہایت سخی اور جہاں نواز تھے شیخ حسام الدین لکھتے ہیں: بندہ نے محذوم زادہ سے پوچھا کہ عشق کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ جب تک مکہ کھول کر دیکھے معلوم کرے کہ دست آتا ہے یا اس کا کیا آتا ہے ہر وقت اُسی کے خیال میں رہے، ورنہ کیوں آنکھیں کھولیں۔

ذکر حضرت شیخ ابوسعید حشتی صابری گنگوہی بن شیخ کریم الدین بن شیخ عبد القدوس قدس سرہ

یہ حضرت نواسہ شیخ بندگی جلال الدین تھانی سری کے تھے چند مدت اپنے جہاں حال کو کوسٹ سپاہ گری میں پوشیدہ رکھا جب عشق کا غلبہ ہوا تو اپنے نانا شیخ جلال کے مرید بنے، چونکہ شیخ کبر سن اور فرائے احادیث میں مستغرق رہتے

تھے کار شجنت شیخ نظام الدین تھانیری کے سپرد تھا، آپ کو بھی ان کے حوالہ کیا کہ تم ان کو تربیت کرو پہلے  
 آپ نے ذکر نفی اثبات شروع کیا تھا، بعدہ ایک مدت کے جب یہ یا منت شاقہ کی اور مجاہدہ کیا انوار جبروتی و ملکوتی  
 رونما ہوئے، چونکہ ہمت عالی رکھتے تھے ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ طلب شہود ذات رکھتے تھے، اب جاننا  
 چاہیے کہ نور میں تم پر ہے جو صفت جلال سے ظاہر ہوتا ہو، برنگ آفتاب یا برنگ طلا یا برنگ کشمکش کھائی یا تیار  
 جو بہ صفت جمال ظاہر ہوتا ہو، برنگ ماہ یا فقرہ یا پانی جلوہ گر ہوتا ہو تیسرا نور ذات منفرہ ہے، صفات سے  
 اٹک کر ہوا، اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ حضرت کو تو جہ اس نور کی طرف تھی۔ الغرض جب شیخ نظام الدین  
 طرف عرب کے روانہ ہوئے اور حضرت گنگوہ شریف میں ریاضت اور عبادت میں مشغول رہے اور جنگلوں میں  
 سر اسیمہ بھر کرتے تھے، ایک روز روضہ قطیف عالم بندگی شیخ عبدالقدوس پر بیٹھے تھے، اور مفاہات  
 پیر میں رہے تھے کہ قبر کے اندر سے آواز آئی کہ ابو سعید اگر طالب خدا ہے تو بلج کو جا آپ تین شب روضہ  
 شیخ پر رہے تینوں شب یہی ندا سنی اور ایک شخص انجان آیا اُس نے کہا کہ اگر بلج کا راستہ معلوم نہیں  
 تو میں چلتا ہوں اور اُن کو گھوڑے پر سوار کر کے لے چلا، جس منزل پر پہنچتے تھے وہاں نہایت مدارات  
 ہوتی تھی کہتے ہیں وہ شخص روحانیت شیخ تھی جب بلج سے تین کو سب سے تو شیخ نظام الدین کو بشارت ہوئی  
 کہ ابو سعید آتا ہے تیسری امانت اس کے حوالہ کرنا، بسبب یہ خانقاہ شیخ میں پہنچے تین روز امیرانہ دعوت اور  
 مدارات کی، چوتھے روز ان کو گوشہ میں لے جا کر نوادر شان سکھانے کی اور کل کیفیت بیان کی اور  
 شغل سے پایہ تلقین فرمایا، الغرض بارہ برس مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہے، ایک روز فرمایا کہ تمہارے اعمال  
 اور اشغال نے تم کو تعجب میں ال رکھا، اب چاہیے کہ کتوں کی خدمت کیا کر، آپ چند روز شکاری کتوں کی خدمت  
 میں مصروف رہے، ایک روز کتوں کو ٹھیلنے جلنے تھے کہ بارش ہونے لگی، سامنے سے ایک دھڑکتا آگیا اس پر ان  
 شکاریوں نے حملہ کیا، آپ نے رو کا پھیر لیا کہ کچھ نہیں کر پڑے، اس وقت رو کر کہا کہ ابھی ایک بندہ تیرا شیخ  
 نظام الدین ہو کہ دنیا اُس کے پیر و دھو دھوکہ پیتی ہو ایک میں ذلیل و درخوار ہوں اُسی وقت عنایت الہی ہوئی کہ  
 جودہ بنی روشن ہو گئے بعد ترتیب و تکمیل کے ہندوستان میں مقام گنگوہ شریف حدایت خلق میں مشغول ہوئے  
 سوا طبع الانوار سے روایت ہو کہ ایک شخص منکر حال درویشان آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں طلب خدا  
 میں آیا ہوں مگر قوت ریاضت اور مجاہدہ کی نہیں رکھتا، چاہتا ہوں کہ نظر کیا اثر سے مجھ کو خدا تک پہنچا دیکھے  
 اپنے عصا یا تھن میں بیکر فرمایا کہ میں طالب خدا کو تین ضرب میں خدا رسیدہ کرنا ہوں اور اُس کے

سر پر عصا مارا کہ عالم ملکوت اُس پر تکشف ہوا، دوسرا عصا مارا عالم جبروت کھل گیا، تیسرا عصا مارا عالم شہود پر  
 بہرہ ور ہوا۔ یہ ہوش ہو کر گر پڑا، تین روز دست اور پیچہ دریا جب ہوش آیا مریہ ہو کر صاحب کمال ہوا، اقبال اللہ  
 سے نقل ہو کہ ایک بار حضرت غسل فرما رہے تھے اور شیخ محمد صادق سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے اُن کو ایسا  
 معلوم ہوا کہ چپانی کا قطرہ جسم مبارک سے نیچے زمین پر گرنا ہے، بصورتِ امر صاحب جمال ہو کر آسمان اُٹھا  
 ہے، پھر نہیں دکھائی دیتا، پس بعد انفرار غسل کے شیخ محمد صادق نے یہ کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ  
 تجھ کو اللہ تعالیٰ نے عالی مرتبہ فرمایا اور اس معاملہ کی حسن طور پر شرح فرمائی عمر حضرت کی دراز ہوتی ہے  
 جب آخری وقت قریب ہوا اُس وقت تبرکات پیران اور سجادگی بندگی شیخ محمد صادق کو مرحمت فرما کر اسمِ اعظم  
 تعلیم فرمایا، وفات حضرت کی کیم یاد دوسری بیعِ انسانی ۵۹ھ میں ہوئی، بعض نے ۶۰ھ لکھا ہو، خلفاء آپ کے  
 بہت ہوئے، مگر جو مشہور ہیں یہیں بندگی شیخ محمد صادق جن کا ذکر آدیا، دوسرے شیخ ابراہیم رامپوری قدس سرہ  
 کہ نہایت فقر اور فانی موصوف تھے اور زہد اور ریاضت میں قدمِ راسخ رکھتے تھے ہمیشہ فنا کی حدیت میں متغرف  
 رہتے اور محبتِ اہلبیت میں بے اختیار تھے، جن دنوں میں حضرت بنام سید پور علاؤ الدین کرناں میں مقیم تھے چار پانی  
 پر نہ سوتے تھے، لوگوں نے سببِ ریافت کیا آپ نے فرمایا کہ لہض سادات اس مقام کے لیے ہیں کہ ان کو چار پانی  
 میسر نہیں وہ زمین پر سوئیں میں چار پانی پر قدم رکھوں نہایت ترکِ دبے اور آپ ہمیشہ دکن باغ سید پور میں  
 مشغول رہتے، جب باغ میں پھل گئے اطفال سادات ان پر پتھر مارتے مگر جھاڑتے اگر آپ کے جسم پر پتھر بھی  
 لگ جاتا تو اس کو سعادت سمجھتے آخر جب بہت ہی تنگ ہو چکے تھے کہ کہا کہ نہ کھاؤ نہ گاردخوتوں سے فرمایا کہ مجھ کو  
 ادب سادات ہوا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس روز سے اُن درختوں میں پھول تو گئے مگر ٹر نہیں آئے، اقبال اللہ  
 سے نقل ہو کہ آپ نے روحانیت حضرت ابو علی قلندر سے تربیت پائی اور نہایت خصوصیت اور حضوری تھی آپ کے  
 فضائل ظاہر ہیں کہ شیخ محمد دہلوی شاہِ باز آپ کی تربیت میں ہے، مزار شریف رامپور میں جو تیسرے خلیفہ  
 شیخ محمد صدیقی صدر پوری تھے کہ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر طلب حق میں گھر سے نکل کر اکثر  
 مشائخین وقت سے ملے مگر مدعا حاصل نہ ہوا آخر دہلی میں گروہِ مقدسہ حضرت خواجہ قطب الدین پر متکفل ہو  
 حضور نے معاملہ میں فرمایا کہ سلسلہ شیخ صابر علی کا گرم ہو، سنگوہ میں بوسجد پاس جا جگم خدا گنگوہ میں کہ شیخ  
 ابو سعید جی کے مرید تھے، شیخ نے اپنے خادم مجاہد کو فرمایا کہ تجدید وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے گوشہ میں  
 بیٹھ کر استدعا و محبتِ اللہ کو دیکھ کہ اُس کے موافق تربیت کی جائے، جب انہوں نے مراقبہ کر کے دیکھا اور

عرض کیا کہ مناسبٹ لایت موسوی ہے۔ مرآۃ الاسرار سے نقل ہو کہ شیخ محب الدین برائے زیارت روضہ شیخ احمد عبدالحق کے ردولی آئے، میرے مکان پر قیام کیا میں بھی وہیں موجود تھا، وہاں سے شہر پٹنہ میں میرید عبدالحکیم سے کسبِ لکچر کیا، بعدہ الہ آباد میں سکین گزین ہوئے، پہلے فخر فاقہ پیش کیا آخر کٹا ہوئی اور ہزاروں مرید ہوئے، آپ مین برس الہ آباد میں ہے، بہت سے آپ کے خلیفہ ہوئے، وفات حضرت کی ۹ رجب بروز پنجشنبہ بوقت غروب قباب ششہ میں ہوئی، مزار الہ آباد میں ہے، آپ کے ایک پسر خود سال تاج الدین چھوڑا تھا، تیسرے خلیفہ شیخ خواجہ پانی تپی اور چوتھے خلیفہ شیخ حبیب الدین پانچویں خلیفہ شیخ ابراہیم سہارنپوری تھے۔

یہ حضرت خلیفہ اور برادر زادہ شیخ ابوسعید کے تھے اور سماع نہایت زور شور سے سنتے

## تذکرہ حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی

تھے، اس وقت جس پر نظر پڑ جاتی تھی، تجلی ذات اس پر پرتو ٹپکن ہو جاتی تھی اور حضرت نہایت خوبصورت تھے، حرانیت حضرت رسول قبول علیہ السلام سے نہایت ارادت تھی اور جو شخص آپ کے پاس تاجب تک بیٹھا رہتا، اسوا الدل برداشتہ رہتا تھا، ایک بار آپ عمدہ کپڑے پہن کر بروز عید برائے آداب کب نش اپنے عم بزرگ شیخ ابوسعید کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے ان کا جمال دیکھ کر فرمایا کہ میل نچی لایت کائنات اس پسر کی میثانی میں چمکتا ہوا دکھتا ہوں، دران کے قلب کو کشش کیا اور آخر ان کو شوق نام الہی ہوا، مرید ہو کر ریاضت اور مجاہدات میں مشغول ہوئے۔ اقتباس الانوار سے نقل ہو کہ ایک بار آپ بازار سہارنپور میں چلے جاتے تھے ایک مہاجن پر نظر پڑی، اسے جو پھر کر حضرت کو دیکھا، فریفتہ جمال ہو کر قدموں پر اڑا اور مسلمان ہو کر مرید ہوا، آپ نے اس کا نام شیخ عبد السلام رکھا کہ سماع میں اُن کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، ایک بار آپ سے کہتے ہوئے بمقام جلگنا تھ پہنچے، بازار کی سیر کر رہے تھے کہ ایک بت نگین کو دیکھا کہ ہندو اُس کی پوجا کر رہے ہیں، شیخ بھی جوتا مٹا ہو گئے، کہ وہ بت آپ سے ہم کلام ہوا اور آپ کی تعریف کی، کشف دیکھ کر بہت ہندو مسلمان ہوئے بعض مرید ہوئے، لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق نام آپ کا ایک مرید گاؤں میں رہتا تھا اور ناگنہ تھا، شیخ بھی اس کے باغ میں سیر کرنا تشریف لے گئے اور اُس سے فرمایا کہ چند دالے آئندہ، چونکہ فصل ہو چکی تھی وہ نہایت تلاش سے چلنے والے ثابت اور ایک کترا ہوا لایا، آپ نے اُن کو نوش فرما کر ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری منگو بچہ تم کو چھپسہ سالم ایک ناقص عطا کرے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چھپسہ اچھے پیدا ہوئے اور ایک کو نکا پیدا ہوا بعد چند روز کے

شیخ پھر اُس دیہہ میں تشریف فرما ہوئے اہل دیہہ شیرینی لیکر لئے تمام ہال بچے گاؤں کے جمع ہوئے شیرینی تقسیم کی عبدالحق کے چھبیس سالم بچوں نے گونگے کی شیرینی چھین لی، اُس نے غل و شور کیا آپ نے فرمایا کہ کیا غل ہو حاضرین نے عرض کیا کہ عبدالحق کے اچھے بچوں نے گونگے کی شیرینی چھین لی، فرمایا اس کو ہاسے رد بلاؤ جب وہ پاس پہنچا اپنا لب اُس کے منہ سے نکالیا اُسی وقت گویا ہوا وفات حضرت کی ۱۸ محرم ۱۰۵۸ھ میں ہوئی مزار گنگوہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے آٹھ مشہور ہیں:- شیخ محمد داؤد کہ فرزند بزرگ تھے وہ شریعہ شیخ محمد گنگوہی کے فرزند دوم تھے باکمال اور صاحب سلسلہ گدے تھے تیسرے شیخ ابراہیم مراد آبادی جو تھے شیخ عبدالحق سہا پوری پنجم شیخ عبد الجلیل الد آبادی، چھٹے شیخ جمال ساکن موضع کا جھو، ساتویں شیخ مبارک تربیت یافتہ، شیخ ابوسعید کے تھے، انہوں نے بہت کچھ ریاضت اور مجاہدہ کے حج کئے تمام جہان کی سیر کی مگر کشود کا رہنوا آخر بخدمت شیخ محمد صادق حاضر ہوئے، اور چندے مشقت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب سلسلہ ہوئے ان کے مزار کا کچھ پتہ نہ لگا، آٹھویں خلیفہ شیخ یوسف کہ ان کو بھی خرقہ خلافت پیش گاہ شیخ ابوسعید سے حاصل تھا اور انہوں نے شیخ نظام الدین تھانیسری کو بھی دیکھا ہے، ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکر جہر کرتے تھے اور بہت اگلاز طبع تھے مگر کشود کا رہنوا تھا، آخر شیخ محمد صادق سے بیعت کی اور اولیائے روزگار ہو کر بمقام سمانہ علاقہ کرنال میں سکونت پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

ذکر حضرت شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی

آپ خلیفہ اور صاحب سجادہ بھی تھے کہ حال قوی ہمت بلند اور ریاضت اور مجاہدہ میں یگانہ روزگار تھے۔ مرآۃ الاسرار حضرت کے عہد میں لایف ہوئی وہ لکھتے ہیں کہ حضرت کو اول عمر میں طلب حق دانگیر ہوئی، اور آپ کے والد نے حسب الامر حضرت رسول قبول آپ کی تربیت شریعہ کی اور حضرت ریاضت اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے اور جو تہمتی کر رہا ہوتا تھی عالی مہنتی سے اس پر قناعت نہ کر کے شاہدہ ذات رب الجلیل میں قدم آگے رکھتے اور موجب تلقین پدر خود اذکار و اشغال و مجاہدہ میں مصروف رہتے پھر دن چڑھے تک ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرتے اقتباس سے نقل ہے کہ شیخ داؤد ہمیشہ گیارھویں بیج الاول کو عرس حضرت غوث الثقلین کا کیا کرتے تھے، ایک بار حضرت کے پاس کچھ خیر نہ تھا اپنے خلیفہ شیخ سوندھا سے فرمایا کہ کسی بہا جن سے کچھ قرض لو تا کہ عرس غوث پاک کیا جائے، یہ فرما کر برائے قیلو گھر میں جا کر استراحت فرمائی بیدار ہو کر شیخ سوندھا صاحب کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اب قرض نہ لینا غوث پاک نے خود کچھ



خج عرس عیادت کیا، شیخ سوندھالے مفصل حال اسکی دریافت فرمایا، آپنے فرمایا کہ میں سو گیا تھا، معلوم ہوا کہ غوث پاک تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ پڑیہ لے کر عرس کر اس میں گیارہ روپیہ اور ایک شرفی جو جب میں بیدار ہوا وہ پڑیہ اپنے پاس رکھی ہوئی پائی، دیکھا تو اشرفی اور گیارہ روپیہ اس میں پائے کہتے ہیں اس سے پہلے آپکے ہاں بہت تنگی رہتی تھی جس روز سے غوث پاک نے یہ عطیہ مرحمت فرمایا نہایت کشائش ہوئی اور فتوحات بدرجہ غایت ہونے لگی۔ نقل ہو کر آپنے ایک مرید کو چلہ میں بٹھایا، جب چلہ پورا ہوا اسنے عرض کیا میں نے چالیش روز کچھ نہیں کھایا۔ حضرت نے فرمایا کیوں جھوٹ بولتا ہے جو تو نے کھایا میں جانتا ہوں جس درخت کے چتے تو نے کھائے ہیں میں اُس سے لگا ہی دلا سکتا ہوں اور اس درخت کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ گویا نے، اُس درخت نے مصیع زبان سے گواہی دی اور وہ مرید شرمندہ ہوا اور اپنا قصور معاف کرایا، آپنے فرمایا کہ جو جدید بیعت کر کہ سبب دروغ کے تیری بیعت بھی کاذب ہوئی۔ شیخ سوندھالے آپکے فرماتے ہیں ایک ایک شیشا آیا اور حضرت سے سوال کیا کہ فیض با خدا کب ہوتا ہے، آپنے ارشاد کیا کہ جب فقیر کفر تمام جھٹنے اور حالت اذا تم الفقر فہو اللہ جلوه نما ہر پھر اُس سے پوچھا کہ بند ملائق اطلاق اسم خدا کے کس کسے ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے جب بہت اللہ اللہ کہتا ہے اور اپنے کو فراموش کرتا ہے بلکہ خود نہیں بتاتا نقل ہو کر آپکے ہاں ایک مور بلا ہوا تھا آپ اس کو بہت دوست رکھتے تھے دانہ پانی اپنے ہاتھ سے دیتے تھے، جب آپکی انتقال ہوا اور جنازہ دروازہ سے باہر نکلا وہ مور دروازہ کے ایک درخت پر بیٹھا تھا فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ نقل ہو کر ایک روز نواب سعدا شاہ دیر حضرت صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ نے کہ عالم تجھ اور بیکانہ روزگار تھے بخد مت حضرت سلطان عرض کیا کہ شیخ داؤد گنگوہی علم ظاہر حیداں نہیں رکھتے اور علم باطن میں معلوم نہیں کہ کہاں تک رسائی ہے۔ اگر کم ہو تو ان کی آزمائش کروں، بادشاہ نے فرمایا کہ مجھ کو ان کے علم میں کچھ شک نہیں مگر بہتر ہے تم بھی اپنا شک متاؤ حضرت بتقریب عرس حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سترہ حاضر تھے، نواب مذکور بھی بحیلہ زیارت مزار پُراؤا خواجہ پر پہنچا، حضرت سے مل کر بحث مقدمات علیہ شروع کی، آپ نے روحانیت حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی، محارثا ہوا کہ بابا داؤد مینے تجھ کو بحر موج کیا جو یہ سوال کسے جواب شافی ہے، پس سعدا شاہ نے سولہ سوال کئے، حضرت نے سبکے جواب شافی دیئے، یہ کرامت دیکھ کر حضرت کو خزینہ علوم سمجھ کر کہاں عجز و نیاز پیش آیا، اور مرض ہو کر خدمت شاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ شیخ مدرسہ الہی کا تعلیم یافتہ ہوں ان سبب میں جلد معلوم موجزن ہیں بادشاہ نے فرمایا الحمد للہ کہ میں تو بعد اپنے حوصلہ کے ان کے کمال سے واقف ہوں

مگر تم بھی واقع ہوئے اور لکھا کہ شاہزادہ داراشکوہ قادری قدس سرہ کو حضرت کمال محبت تھی جب حضرت دہلی تشریف لے جاتے تھے دولت سرے شہزادہ پر قیام پذیر ہوتے اور دونوں بزرگوار برابر دو مصلے بچھا کر مشغول رہتے۔

نقل ہے کہ حضرت اورنگزیب عالمگیر بادشاہ <sup>۱۰۸۵</sup> سنہ میں سربراہ آئے تخت شاہنشاہی ہوئے۔ بعض دشمنان خاندان چشتیہ نے شاہ سے شکایت کی کہ شیخ داؤد رات دن بدعت اور سماع میں مشغول رہتا ہے متابعت شرع شریعت باطل منحرف ہے، داراشکوہ کا ہم صحبت اور دوست ہے، یہ سن کر بادشاہ نے حضرت کی طلبی میں فرمان جاری فرمایا، حضرت حسب طلب شاہ دہلی پہنچے شاہ نے ملا عبد القوی کہ دشمن فقرا تھا برائے بحث بھیجا، اُس نے حضرت کے پاس آکر مسئلہ سماع کا استفسار کیا، آپ نے فرمایا کہ اگر از روئے ظاہری پوچھتا ہے تو اسماع لایہ مباح یعنی جاہل ہر اُس کو سماع مباح ہو میں اپنے کو لایق سننے سماع کے جانتا ہوں اگر از روئے باطن دریافت کرتے ہو تو تم پر ظاہر ہو جائیگا، پس جو قوال کہ ہمراہ تھے اُن سے ارشاد فرمایا کہ کچھ کہو انہوں نے قوالی شروع کی، شیخ مست جام توحید ہوئے اور ملا سے فرمایا کہ اے جاہل میں خود صاحب شرع ہوں مجھ سے لیل باحت سماع دریافت کرتا ہو۔ یہ فریلے ہی ملا کو تمام علوم فراموش ہوئے، جاہل محض ہو گیا۔ گویہ زاری شروع کی اور اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھا اور غفو تقصیر چاہا، شیخ کو بھی اُس پر رحم آگیا اور فرمایا کہ تو ملک اعدا اور مفتی ہے، فقیروں کو کیوں تکلیف دیتا ہو، پس جو بھول گیا تھا یاد آگیا اور صدق دل سے مرید ہوا۔

صاحب قبا س الانوار ناقل ہیں کہ جب قنات آخری قریب پہنچا تین روز پہلے اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد سے فرمایا کہ تابوت میرے واسطے آرہا ہے کہ تین شبے برابر رسول مقبول کو دیکھتا ہوں کہ فرماتے ہیں کہ داؤد جلد میرے پاس آ، پس حسب الامر شیخ کے تابوت تیار کیا۔ شبِ پنجم ماہ رمضان شہود عالم اطلاق نے حضرت پر غلبہ کیا، حالانکہ اہرام جہانی سے کوئی لاحق حال نہ تھا، قوالوں کو طلب کر کے قوالی شروع کرائی، بوقت صبح چھٹی رمضان کو تبرکات پیرانِ چشت اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کئے اور فرمایا کہ یہ امانت شیخ سوندھا کی ہو میرے بعد اُس کے حوالے کرنا اور جان اطہر کو مشاہدہ جاناں میں تسخیم کر کے بادست یک رنگ ہوئے بعض نے سن وفات <sup>۱۰۸۵</sup> سنہ لکھے ہیں۔ خلیفہ آپ کے یہ ہیں اول شیخ سوندھا پسر شیخ عبد المؤمن قدس سرہ کہ اولاد سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھے، آپ کے والد بھی صاحب دستگاہ اور قبضہ سفیدوں کی بانی بیت سے چودہ کوس جانب غربہ متوطن تھے، اور حکام بادشاہی سے تھے شیخ سوندھا و برادر

آپ کے چھوٹے بھائی نے روبرو والد کے وفات پائی اور حضرت زیر تربیت اپنے والد کے لیے جب تک  
کو پہنچے کار درویشی میں مشغول ہوئے، چندے اپنے کمال کو کسوت سپاہ گری میں پوشیدہ رکھا، اسی عرصہ  
میں پانی پت میں آپ کا نکاح ہوا، بعد چند روز کے آپ کی منکوحہ کا انتقال ہوا، اس وقت کلیہ تعلقات  
صوری سے خلاصی حاصل ہوئی اور تمام علایق سے مجرد ہو کر طلب مرشد حقیقی میں بیکلے پہلی منزل پانی پت  
میں ہوئی اور جو ارروضہ حضرت شیخ جلال کبیر لادلیا میں اترے، نماز عشا سے فارغ ہو کر آرام فرمایا، شیخ  
جلال الدین کو معاملہ میں کچھ کا تشریف لاکر ہاتھ پکڑا اور شیخ محمد داؤد کی صورت دکھائی اور فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا داؤد  
نام ہے، قصبہ گنگوہ ہی میں اس کا مکان جو وہاں جا اپنے مطلب کو پہنچا۔ جب حضرت بیدار ہوئے صورت شیخ  
داؤد کو لوح سینہ پر منقش دیکھا، صبح وہاں سے اٹھ کر گنگوہ کی راہ لی اور خدمت میں شیخ داؤد کی پہنچ کر مرید ہوئے  
بعض نے لکھا ہے کہ فرقہ خلافت پہلے شیخ محمد صادق سے ہی پہنچا تھا، الغرض چندے ریاضت اور مجاہدہ  
میں مشغول رہ کر بعد تکمیل کامل کے فرقہ خلافت حاصل کیا، اور حسب ہدایت پیر دستگیر شیخ محمد داؤد برلے  
ہدایت خلق پانی پت میں اگر مقیم ہوئے، کبھی روضہ کبیر لادلیا رہیں کبھی شاہ ولایت میں شب بسر فرماتے تمام  
دن جنگل میں عبادت مشغول رہتے، بعد حسب اجازت مرشد موضع پوہر میں چندے رہے اور روحانیت  
سید مضر الدین صاحب لایت سے استفادہ اٹھایا، شیخ بلاتی کہ ہم دھتھے وہ آپ کے ہمراہ تھے، بعد بمقام کستیل  
کہ وطن شیخ بلاتی کا تھا تشریف لائے اور چند روز رہے اور ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک چلہ قدم  
حجرہ سے باہر نہ نکلتے تھے، ایک بار بہرہ رومی شاہ ولایت بھوہر کا عرس تھا آپ بھی شریک تھے کہ بھوہر کے  
حاکم کا پسر فوت ہوا اُس مردہ کو خدمت حضرت میں لائے، اُس کے باپ نے عرض کی کہ مردان خدا خدا نخواستہ  
لیکن ز خدا جدا نباشند، امیدوار ہوں کہ میرا پسر زندہ ہو، یہ سن کر اُسٹھے اور اُس کے سر ہانے جا کر فرمایا  
کہ حکم ان حی اقیوم اُسٹھے، اُس نے اُسی وقت چشم واکیں اور زندہ ہوا لکھا ہے کہ ایک بار حالت مستی  
میں پڑا وہ کی آگ میں پہر بھرتک بیٹھے تھے، جامہ تک نہ جلا اور ایک بار بمقام کستیل مجلس سماع میں تشریف  
رہتے تھے، کہ ایک درویش نے حالت وجد میں کہا کہ دیکھو حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہندالوی تشریف لائے  
بعض نے لکھا ہے کہ یہ کبابی تشریف لائے، اس پر قاضی شہر بہرہم ہوا کہ ولی کو نبی کہنا کفر ہے اور اس  
درویش کے درپے قتل ہوا، آپ نے قاضی سے فرمایا کہ عاشق و المجنون معاف رکھو درپے اس کے قتل کئے نہ ہو۔  
قاضی نہ بڑایا، اُس پر خفا ہو کر فرمایا کہ تو نے عاشقان الہی کے قتل پر کمر باندھی جو کتنے کی بولی بول کر مرے گا

چنانچہ اُسی وقت اس کو منہ اور کھانسی اور دم پید ہوا اور اُسی مرض میں مر گیا۔ یعنی وہ عرس شیخ صوفی اپنی کا تھا اور جس درویش نے نبی ہند کہا تھا اُن کا نام عبدالنقاد تھا جو شیخ بھٹی کے خاندان سے تھے۔

نقل ہے کہ ایک بار موقعِ براس میں تبرج عرس تشریف فرما تھے وہاں سادات کی ایک مسجد تھی، اس میں قبلہ رو بیٹھے تھے، اُس مسجد کے روبرو ایک الان تھا وہاں ایک خراباتی بھنگ پیس رہا تھا، آپ نے جو رگڑے کی آواز سنی فرمایا کہ کیا پیستا ہے۔ مریدوں نے کہا کہ ایک خراباتی بھنگ پیس رہا ہے، فرمایا اُنکی منع کر دو جب وہ منع کرنے سے نہ مانا تو بہت پرہیزگاری سے پہنچے، آپ کو پاس شریعت جلال آیا، حالانکہ اس وقت عمر شریف نوے سے گذر چکی تھی مگر مثل جوانان عصا لیکر اُس کے روبرو گئے وہ آپ کی ہیبت سے بھاگا۔ آپ نے فرمایا کہ کہاں جاتا ہو، آخر نظر قہر اُس پر پڑ چکی تھی، موضعِ یتنگ میں جا کر مر گیا۔

نقل ہے کہ بوجہ کبر سنی کے بیٹھنا اُٹھنا محال تھا مگر جب سماع ہوتا تو کھڑے ہو کر وجد کرتے اور ایسی قوت ہو جاتی تھی کہ دس آدمیوں سے بمثل سنبھلتے تھے۔ اقتباس سے نقل ہے کہ ایک بار عرس شیخ جلال الدین سے فارغ ہو کر بھوہر جاتے تھے، راستہ میں رہزن نے مگر بوجہ ہیبت حضرت کی دستِ دلدار نہ کر سکے ایک خادم پیچھے رہ گیا تھا اُس کو لوٹ لیا وہ روتا ہوا حضرت کے روبرو آیا آپ نے فرمایا کہ اس کی وضو آگ نہ لگی، یہ فرماتے ہی وہاں آگ لگی، زمیندار وہاں کے دوڑے، عاجزی سے پیش آئے جو لڑتا تھا حاضر کیا آپ نے درود شریف پڑھ کر اُس طرف دم کیا فوراً آگ بجھ گئی، لکھا ہے کہ ایک بار آپ وجد سماع میں تھے کہ پیر بھر تمام بدنِ نظر مردمان سے غائب ہو گیا، پیر بھر کے بعد پھر دکھائی دیا، بعد فرائع مجلس کے ایک نے پوچھا، فرمایا کہ نو معشوق عاشق پر غالب آگیا، اُس نے نور عاشق کو چھپایا تھا، لکھا ہے کہ جب قاتل قات نزدیک پہنچا تو الوں کو طلب کر کے فرمایا کہ یہ بیت حافظ صاحب کی کہو، صحبتِ غیرِ خواہم کہ بود عین تصور؛ با خیال تو چرا با دگر اس پر دازم؛ پس جب قاتلوں نے اُس کو شروع کیا تو آپ کو وجد ہوا اور اُسی ذوقِ شوق میں تاریخ ۳۴۰ ہجری ۱۲۹۱ء میں بمقام سفید دریا انتقال فرمایا، خلیفہ آپ کے اول شیخ محمد اکرم بن محمد علی اکبر سلطان براسوی مصنفِ اقتباس الانوار و سواطع الانوار قدس سرہ ہوئے، آپ کے کلمات آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہو سکتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ ہاتھ کنگن کو آری کیا اور نامہ حضرت اور نگریب زندہ ہے۔

دوسرے خلیفہ شیخ محمد علی بن شیخ النخس ساکن براس، تیسرے خلیفہ شیخ میر محمد ساکن تھانہ بھون، چوتھے خلیفہ شیخ عثمان کرنالی، پانچویں خلیفہ شیخ محمد سدید کبھتلی، چھٹے خلیفہ شیخ داد کے شیخ بلاتی، کہ محبوب

مرشد تھے، اور خود پیر مرشد کے عاشق صادق تھے، ذکر جہر بہت کرتے تھے، جب شیخ داؤد جی کا انتقال ہوا ہندوستان کو چھوڑ کر حج کیا، اور مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے، چندے وہاں رہ کر فوت ہوئے ساتویں خلیفہ شیخ داؤد کے شیخ عبدالقادر متوطن قصبہ ستور وفات بھی حضرت کی دستور میں ہوئی آٹھویں خلیفہ شیخ داؤد کے شیخ ابوالعالی انبیٹھوی کہ جن کا ذکر آگے آویگا نوویں خلیفہ شیخ داؤد کے سید غریب الدین بن سید عبدالرسول کیراڑی کہ جہاں کا تب لُحروف بوجہ تباہی خاندان کے مفیم ہے دوسری وجہ قیام اپنے کی آگے بیان کر دینگا۔ جاننا چاہیے کہ سید غریب اللہ اور صاحب سیر الاقطاب ددو بزرگ عالم زاد بھائی اور بھائی تھے اور سید غریب الدین کو آپ کے والد نے شاہ محمد پیر زادہ شیخ جلال پانی تہی کا مرید کر دیا تھا، جب یہ سب لائے ہوئے تو بیرے کچھ اعتقاد نہ تھا، جب سن بلوغ کو پہنچے اور طالب مولیٰ ہوئے تو گنگوہ میں جا کر شرف خدمت شیخ ابو اگنگوہی کا حاصل کیا اور اذکار و اشغال میں مشغول رہے، بعد مرید ہونا چاہا۔ حضرت نے فرمایا اس سے پہلے کہیں بیعت کی انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ خور دسالی میں شاہ محمد پیر زادہ کا مرید ہوا تھا اب آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا تو بکر بھگلو اور میرے پیروں کی کیا مجال ہو کہ اُس خاندان کے مرید کو مرید کریں ہم سب اُس درگاہ کے غلام ہیں، بہتر ہے کہ تو جا کر روضہ شیخ پر تلجی ہو اور اپنا قصور اپنے پیر سے معاف کر لے سید غریب اللہ حکم شیخ ابوسعید پانی بت میں آئے اور مرشد سے تمام حال بیان کر کے قصور معاف کرایا، اور ایک مدت تک پانی بت میں مشغول رہے، جب شیخ ابوسعید کا انتقال ہوا پھر خدمت شیخ محمد صادق میں حاضر ہو کر مرید ہونا چاہا، ان کے حکم سے شیخ محمد داؤد کے مرید ہو کر تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، اور شاہ حسین جی سے بھی خرقہ خلافت پہنچا تھا۔

نقل ہے کہ بعد عطائے خرقہ خلافت ضلع کرناں جلنے کا اُن کو حکم ہوا انہوں نے عرض کی کہ غلام کو طون شریفین کی اجازت ہو، شیخ نے فرمایا کہ وہاں تجھ کو کوئی نہ پوچھیکا، وہاں لوگ کسی کے معتقد نہیں ہونے لگے بتائیں گے، آپ نے عرض کی کہ نفیر کو ایسی ہی جگہ رہنا چاہیے کہ جہاں اُس کو کوئی نہ پوچھے، آخر کیرانہ میں کہ کدکان آبائی ترہ محلہ میں مقیم ہوئے، چنانچہ اس فقیر نے بھی قیام اس قصبہ میں کر لیا کہ کوئی پیران حال و تکلیف نہیں ہو، اہل قصبہ میں ایسی کچھ جامعیت ہو کہ ہر شخص بچوں و دیگر نیست کے مضمون میں بہت خوش ہو۔ فقرہ کی لطف کبھی اس اہل قصبہ کو توجہ نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاحضیٰ محمد سالم خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کو قابلِ وقت لکھتے ہیں، اور اُن کی لولاد بھلی موجود ہے مگر اُن کے مزار کا نشان کسی کو معلوم نہیں۔ میاں یار علی مشاہد

عسائری کہ تمام اس نواح میں مشہور ہیں، مگر اہل قصبہ میں سے کسی کو ان کے مزار پر فاتحہ پڑھتے نہیں دیکھا۔ حضرت سید غریب اللہ شاہ کا مزار بھی ٹوٹا پھوٹا پڑا ہے، سیدوں کا حجرہ مشہور ہے، آپسے بھی لوگ کم واقف ہیں، جو شخص فقیری کرنی چاہے کیرانہ میں آکر رہے، ہندوستان میں واسطے اپنے فقیروں کے سوا کیرانہ کے دوسرے مقام تصور نہیں ہوتا، کس واسطے کہ ہندو اور مسلمان اس قصبہ کے کبھی جوئے حال اور تکلیف دہ فقیروں کے نہیں ہوتے، آدم برسر مطلب

نقل ہے کہ سید غریب اللہ اکثر عرس حضرت خواجہ قطب الدین میں حاضر ہوا کرتے تھے، ایک بار عین مجلس ایک پیر زادہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ متب شاہی کو ہمراہ لیکر آیا، اور قوالی کو منع کیا کہ تمام صوفی بے حظ ہوئے سید صاحب نے روحانیت حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی، معاً معلوم ہوا کہ قبر شریف ہوئی، اور حضور بہ لباس سبغ برآمد ہو کر قبر شریف پر بیٹھے، فرماتے ہیں: گلگوں لباس کرد سوار عند شد، یاران مذکر نیکد کہ آتش بلند شد یہ سنتے ہی سید صاحب کو حالت ہوئی، یہاں تک کہ اس پیر زادہ کو کبھی حالت ہوئی، بعد چند روز کے وہ پیرا اسی ہیبت میں مر گیا، اُس نواح میں یہ نقل مشہور ہے کہ بعد اس معاملہ کے حضرت اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نے تمام مشائخین چشتیہ کو جو دہلی سے شمال میں تھے طلب فرمایا، اس نواح کے پیر زادہ جب کیرانہ میں آئے اور تیر ڈاڑھ و روازہ سے باہر پہنچے، ان کی گاڑیوں کے جوہل تھے رہ گئے، بہتیرا ہانکا مارا قدم نہ اٹھایا اس وقت سب کو خیال ہوا کہ سید غریب اللہ شاہ کا یہ تصرف ہے، سب صاحبان کے مکان پر آئے اور چلنے کے واسطے کہا، چونکہ آپ کا نام بھی حاضری کا حکم ہو چکا تھا، آپ نے اپنی رعیت کے کہا رول سے ڈولی تیار کر کر ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب گاڑیوں سے ڈولی آگے ہوئی کل میل چلنے لگے۔ بدتین منزل کے دہلی پہنچے، یہاں محتجب نے ایک مکان میں فرش کر کر اُس کے نیچے چھری کٹاریاں تلواریں تیز نکا رکھیں، کسی فقیر دوست نے ان درویشوں کو مطلع کیا، کل کو فکر ہو گیا کہ اسد ہی شرم رکھے، صبح صبح صاحب اس مکان میں طلب ہوئے حکم ہوا کہ یہاں حالت ہو تو دیکھیں یہ حالت تمہاری ریا کے ساتھ ہے یا سچی ہو۔ سب نیچے گرد میں گئے چُپ تھے سید غریب اللہ شاہ نے کہا کہ اگر سماع کی اجازت ہو تو ضرور عاشقانِ خدا کو حالت وجد ہو یہ کہہ کر ایک درویش فرمایا کہ کچھ کہہ اُس نے یہ غزل خواجہ قطب الدین کی شروع کی، جس کا مطلع یہ ہے: ۵

دل اگر دانا بود در ہر گمن اسرار بہت، ز چشم گر بینا بود یوسف بہ ہزار بہت۔ اس پر سید صاحب کی حالت ہوئی اور بے اختیار ہو کر لوٹنے اور وجد اور مستی کرنے لگے، پہر بھر کا دل وجد یا مگر نہ فرش کہیں پھٹا نہ جسم بند

پر زخم آیا، یہ کراست دیکھ کر حضرت عالمگیر نے کل درویشوں کو باعزاز رخصت فرمایا، سید صاحب کے جاگیر دہی چاہی آپ نے قبول نہ کی اور فرمایا کہ چند بیگہ زمین آپ کے بزرگوں نے میرے بزرگوں کو دی تھی، میری فوت لایوت کے واسطے وہی کافی ہے۔ نقل کرتے ہیں کہ جس شب آپ کی وفات ہوئی اُس کی صبح کو مستقدان اور مربیان میں سے ایک بزرگ پانی بت میں تھے، اُن کو معلوم ہوا کہ سید صاحب نے انتقال کیا، وہ روتے ہوئے بھاگے جب جہنما گھاٹ پر آئے سنا کہ سید صاحب نے شب کو قضا کی افواہیں باحال پریشاں کیرانہ میں کئے تو لوگ حضرت کو قبر میں اتار کر پھاڑتے تھے، ان حضرت نے حاضرین سے کہا ذرا تامل کرو اور کاغذ قلم دوتا لاؤ، ان میں ایک پرچہ لکھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بعد مرنے کے ہم وہاں کی کیفیت تجھ کو بتائیں گے سودہ وعدہ ایفا فرمائیے، اور وہ کاغذ کو دوات قبر میں رکھ دئے، تھوڑی دیر بعد دست حق پرست کاغذ اور قلم دوات لے پھاڑے باہر آیا، اُن درویش نے وہ لیا اور ہاتھ آپ پر اندر ہو گیا، اُس پرچہ کو جو دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہاں کے حالات بیان کرنے کا حکم نہیں ہے، مزار کیرانہ میں حجرہ مشہور ہے اندر آبادی کے دیکھا اور سنا کہ آپ کی اولاد سے ایک ہی شخص رہتا چلا آتا ہے، دوسرا بیٹا زندہ نہیں رہتا ہے جو رہتا ہے وہ نیک نعت ہوتا ہے۔

### تذکرہ حضرت شاہ ابوالمعالی حقی صابری

یہ حضرت خلیفہ شیخ داؤد گنگوہی کے تھے،  
اور ختم خلافت شیخ محمد صادق سے حاصل

کر کے داؤد جیو سے تکمیل کی آپ کے والد سید محمد اشرف کہ قصبہ انبیٹھ میں جو متصل سہارن پور کے ہے متوطن تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو شاہ ابوالمعالی خورد سال تھے، آپ کی والدہ نے آپ کو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا اور شیخ شب دران کی تربیت میں بسے تھے، جب انہوں نے انتقال کیا تو شیخ داؤد کے سپرد کیا آخر تکمیل پر تکمیل ہو گئے۔ سوا طع الانوار سے نقل ہے کہ حضرت اوسط حال میں شہود ذات الہی میں محو ہو کر دنیا مافیہا کی خبر نہ رکھتے تھے، ایک بار تین ماہ تک کچھ نہیں کھایا پیا محو مطلق رہے، جب وقت نماز آتا خادم پیشکش ہو سشیا کرتا نماز ادا کر کے پھر محو ہو جاتے تھے، ان میں تین سال کمال بیوشی رہی، بعدہ امور دینی سے باخبر ہوئے مریدوں نے بوجھا کہ کیا حالت تھی، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو برائے نماز آگاہی ہو جاتی تھی منجانب اللہ نہایت آگاہ کرنے کی کچھ حاجت نہیں تھی۔

اقتباس الانوار سے نقل ہے کہ ایک بار موسم نیشکر میں اپنی زمین پر گر گئے کہ جہاں زراعت نیشکر تھی

اور جہاں گڑ تیار ہوتا تھا اُس جھونپڑے میں شب کو قیام فرمایا، جو لوگ کو لہو چلا ہے تھے ہندی زبان میں گانے لگے، تو چلیا جا اکتارا، تیری کھڑی ملا کی کارا، آدمی رات اندھیری، تیری جوگی کی سی پھیلا یہ سنتے ہی بخود ہو گئے اور ہوکا نغہ کیا اور اُس جولھے میں اپنی بھٹی میں گر پڑے، لوگوں نے دوڑ کر نکالا تو دیکھا کہ ایک بال بھی نہیں جلا، اُس روز سے بہت ہی شہرت ہوئی ہزاروں مرید ہوئے۔

نقل ہے تھانیر میں مجلس تھی، آپ کے پیر بھائی اور دیگر شاغین جمع تھے کہ ذکر کلمہ طیبہ آیا آپ نے فرمایا کہ جس نے اس کلمہ کو دل سے پڑھا ہے وہ اگر لفظ لاکسی ذی جان کے کان میں کہے تو وہ مر جائے اور اللہ کہے تو پھر زندہ ہو جائے، یہ کہہ کر پھر کھڑے ہوئے، وہاں ایک گائے بندھی تھی اُس کے کان میں لاکھا دہائی وقت مر گئی اللہ کہا زندہ ہو گئی اور چرنے لگی۔ نقل ہو کہ حضرت کے گھر میں کمال نگلی تھی اکثر فاقہ سے گذرتی تھی، کبھی شخص نے یہ خبر سید میراں بھیکہ کو دی، انہوں نے ظرف غلہ کا گھر سے منگا کر اُس میں اپنا ماتہ ڈالا اور کہا کہ کبھی اس ظرف میں سے غلہ نہ ہوگا، کیسا ہی خچ ہوگا۔ الغرض جب دو ماہ فراغت سے گزرے آپ نے استفسار حال فرمایا، لوگوں نے کل حال راست راست عرض کئے، پس جب اُس ظرف منگا کر تھوڑی دیر سرنگوں رہ کر فرمایا کہ میراں بھیکہ میرے توکل میں غلط ڈالتا ہے، اس ظرف کو توڑ دو۔ نقل ہے کہ ایک بار کنبھ کا میلہ تھا، پانسو فقرائے ہند و دس کی جماعت انبیٹھ میں آئی، حضرت کا نام سن کر آپ کے پاس آئے کہ ہم تم نام فقیری میں ایک ہیں تم مقیم اور ہم مسافر ہیں، ہمارے بھنڈار سے کافکر دو، آپ نے فرمایا کہ بننے کی دوکان سے لے لو، اُس وقت چند دوکانیں تھیں، جس دوکاندار کے پاس سے اوجاپت اٹھتی اُس کی دوکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ان درویشوں کو سیدھا تول سے اُس نے عرض کیا کہ میرے پاس دو چار سیر اٹھا ہوگا اتنا سیدھا کہاں سے لاؤں اور سہارن پور و رے کب آپ سے آئے گا، آپ نے فرمایا کہ ٹوکر سی آٹے دال وغیرہ کی اور گھی کا برتن ایک جگہ نکال کر رکھ، جب اُس نے سب چیزوں کے برتن ایک جگہ رکھ دیے آپ نے اپنی چادر مبارک سے ڈھانک دیا اور فرمایا کہ اب تو ملنا شروع کر، الغرض تصرفات حضرت سے سب سیدھا مل گیا، بعدہ جو دیکھا تو جس برتن میں جو چیز تھی جوں کی توں موجود تھی، یہ کرامت دیکھ کر وہ دوکاندار مسلمان ہو کر مرید ہوا اور سلک و لیا میں ملا۔

نقل ہے آپ ایک ایک ہمایہ تھا کہ ہر وقت اور ہر جگہ آپ کی شکایت کرتا اور جبری طبع یا کرتا تھا ہر وقت درپے آزار کے رہتا، مریدوں نے اُس کی تادیب بھی چاہی مگر آپ نے منظور نہ کیا، جہاں تک ممکن ہو اُس کے



اکرام و کامیابی میں کوشش فرماتے، اتفاقاً وہ مر گیا، آپ نے اُس کا بہت رنج کیا اور کئی دن تک روتے رہے۔ آخر یاروں نے حال دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ عالمِ ناسوت میں اکثر انبیاء اولیاء کا دامنِ حال غبارِ دنیا سے ملوث ہو جاتا ہے، اُس کا زایل ہونا بغیرِ بدگونی اور غیبت اور ملامت ایسے اشخاص کے ممکن نہیں سو یہ توفیق میرا بڑا دوست تھا، اس واسطے مجھ کو اس کے مرنے کا رنج ہوا، وفاتِ حضرت کی تاریخ ۸ ربیع الاول ۱۱۱۷ھ میں ہوئی مزارِ انبیٹہ میں ہو، خلیفہ آپ کے میراں یہ بھیکہ تھے کہ ذکر اُن کا بجائے خود آویگا۔

آپ خلیفہ فتح خان  
شاہ  
لاہوری کے اعلیٰ درجے کے

### ذکر حضرت شیخ عبد الخالق لاہوری حنفی صابری قدس سرہ

درویش اور صاحبِ سماع تھے، حالتِ سماع میں جس پر نظر ڈالتے مست و بیہوش کر دیتے تھے جو آپ کے حلقہ ارادت میں آتا تھا کامل ہو جاتا تھا، وفاتِ حضرت کی ۱۲ رجب ۱۱۵۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہو۔

آپ مرید شیخ اسحق بن شاہ کا کونفا حنفی حنفی تھے  
اور میاں عارف مشہور تھے عہدِ حضرت شہا الدین

### ذکر حضرت شیخ عارف لاہوری قدس سرہ

صاحبِ قراں ثانی شاہجہاں غازی بن شہر لاہور میں شیخ وقت مشہور تھے، ہزاروں مرید تھے، ہر مہینہ کا آخر میں دس روز منقطع رہتے تھے پہلی تاریخ کو جھرو سے باہر آتے اُس وقت جس پر نظر پڑتی وہ تین روز بیہوش رہتا تھا، لہذا اُس روز کوئی پاس جھرو کے نہ آتا تھا، تمام دن تہذابِ جھرو پر بیٹھتے تھے اور سماع میں وجد بہت کرتے تھے کہ قریب لگ رہ جاتے تھے۔ شہزادہ دارا شکوہ سے مسائلِ توحید میں گفتگو کر کے دونوں بزرگوار حظ اُٹھاتے آخر بمقام لاہور ۱۱۶۲ھ میں درمیانِ اعتکاف کے انتقال فرمایا۔

آپ خاندان سے شیخ اعلیٰ کے تھے علوم  
ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار تھے

### ذکر حضرت شیخ اسماعیل حنفی اکبر آبادی قدس سرہ

طالبِ دنیا یا دین جو خدمت میں آتا اُس کو محروم نہ رکھتے اور فرماتے تھے کہ اگر طالبِ دنیا کا مطلب حاصل ہوگا تو اُس کو اولیاء اور فقرائے محبت ہوگی، آخر رفتہ رفتہ طالبِ حق ہو کر منزلِ مقصودِ اصلی کو پہنچ جاوے گا، خلق کا ہر وقت از دحام راکر آتا تھا اور سماع میں وجد بہت کرتے تھے۔ وفاتِ حضرت کی ۱۱۶۶ھ میں ہوئی۔

حضرت مرید خاندان شیخ نظام الدین نازولی  
کے تھے بعض نے لکھا ہے کہ جب حضرت کو سماع

### ذکر حضرت سعید خاں میانہ حنفی قدس سرہ

میں حالت ہوتی تھی وہ اثر جانوروں میں بھی ہوتا تھا کہ وہ مرغ نیم بیل کی طرح ترپتے ایک روز آپ زبردست راگ سُن رہے تھے جب آپ کو وجد ہوا ایک فاختہ نیچے گر کر ترپنے لگی ایک انجان نے اُس کو ذبح کیا، آپ کو بہت رنج ہوا فرمایا اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا آخر پہلے وہ ذبح دیوانہ ہو گیا پھر کسی نے اُس کو قتل کیا۔ وفات حضرت کی سن ۷۸۷ھ میں برہان پور میں ہوئی۔

آپ نے روحانیت پیر کبار سے تربیت پائی تھی نہایت باکمال اور سماع میں بہت غلو

**ذکر حضرت شیخ چھوگی افغان عزیز زنی قدس سرہ**

کرتے تھے، تمام شب سماع سنتے تھے، جب وفات حضرت کی نزدیک پہنچی حاضریں سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی نہ ہے، جب تک رسول پاک کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گا جان نہ دوں گا تم لوگ تار پیدار رسول مقبول نہیں رکھتے، یہاں سے چلے جاؤ، درجہ بند کردو، بعد وفات میری کے چھت جہود کو شگفتہ پاؤ، چنانچہ ایسا ہی ہوا، وفات حضرت کی بمقام قصور سنہ ۷۶۹ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ عبدالحق لاہوری کے تھے جو کچھ زبان سے فرماتے فوراً اُس کا ظہور ہوتا

**ذکر حضرت شیخ عارف صابری لاہوری**

کامل وقت گزے ہیں، ایک بار آپ کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا، جب قوال اس بیت پر آئے ۵  
اے سچے جہاں دردست دوست بزمید جان کنز بمیرم چند بار، شیخ کو اس پر ذوق ہوا وجہیں آئے کہ ایک شخص اپنے پس کولا یا کہ وہ سخت بیمار تھا، دعا کی التجا کی، حضرت نے اُس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اسی وقت اُس کی صحت ہوئی، وفات حضرت کی مرذی الحجہ سنہ ۷۸۷ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

حضرت فرزند مولانا درویش کے تھے

اور خلیفہ میر سید علی خواجہ کے

**ذکر حضرت مولانا عبد الکریم پشوری قدس سرہ**

اند علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل پر عالی قدر اپنے سے کی علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار تھے مخزن الاسلام کو پورا کیا کہ جو آپ کے والد کی تصنیف تھی، ایک شخص نے دریافت کیا کہ غوث کی تشریف کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ملنے کے کوئی اُس کے منہ کی طرف دیکھے تو وہ نہیں دے، چنانچہ بعد انتقال حضرت کے ایک شخص نے برائے امتحان حضرت کے چہرہ کی طرف دیکھا آپ ہنس پڑے وفات حضرت کی ملک یوسف زنی میں سنہ ۷۸۷ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت قوم گوجر امجد کا مین وقت ہوئے ہیں

**ذکر حضرت شیخ نیچو پشوری قدس سرہ**

فیضان مولانا درویش تھے، آپ کے مرید اکثر صاحب کمال گذرے ہیں، چنانچہ مولانا چالاک میانہ و خوش ہنر و شیخ علی وغیرہ مشہور ہیں، وفات حضرت کی سن ۸۷۰ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ پیر محمد سلون قدس سرہ

یہ حضرت مرید شیخ عبد الکریم کے تھے، اور وہ مرید خاندان نظامیہ میں تھے، سلسلہ اُن کا

شیخ حامد الدین مانک پوری تھا ہے عالم باعمل اور مرید بھی اکثر آپ کے با علم و فضل ہوئے ہیں، صاحبِ جبار لاویا نے آپ کی کرامت کا بہت کچھ ذکر کیا ہے یعنی آپ کی کیفیت تھی کہ جیسی صورت چاہتے تھے جیسی ہو جاتا کرتی اور دنیا اور فاری میں شر خوب کہتے تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۰ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ یحییٰ گجراتی قدس سرہ

آپ شیخ وقت اور مرد با عظمت و باہیت کہ سلسلہ ارات و اکابی آپ کا حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے

ماحق ہوتا ہے، بہت کچھ زہد اور ریاضت اور مجاہدہ کے بعد حج کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے، علماء و مشائخ مدینہ آپ کی کرامت کے معترف تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۰ھ میں بمقام مدینہ پاک ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ جیندھانی ہشتی

آپ تھانی جیندھادی تھے، شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت خوب افاق ساکن قصبہ موہان تھے، بعد ازاں

میں متوطن ہوئے، تمام شب یا دعا میں تنہا رہتے، دن کو جنگل سے لکڑیاں لاتے، اُن کو فروخت کر کے خرچ ساکن اہل خانہ میں لاتے، سماع میں بہت غلو کرتے ہندی، فارسی، عربی میں خوب اشعار کہتے تھے، اور چند سالے فقہ میں تصنیف کئے، وفات حضرت کی سن ۸۷۰ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ حبیب خیری قدس سرہ

یہ حضرت متوطن بنگالہ کے تھے، حالیہ میں اگر شیخ محمد کے مرید ہو کر چندے کے کشت و پاشی

میں مشغول رہ کر خیر میں آئے اور میں برس بغیر ضرورت قوی کے حجہ سے باہر قدم نہ رکھا اور صائم الدہر اور تمام الیل تھے، فتوحات جو ہوتا اُس کو قبول نہ فرماتے، اسم ذات کا شغل رکھتے تھے، نہایت باکمال اور صاحب کرامات تھے، غیب کی خبریں دیتے تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۰ھ میں بمقام ادرنگ آباد ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہ

یہ حضرت شیخ کمال اور متوکل تھے، اور حاجی تھے، متوطن جو پورہ کے تھے، بعدہ دہلی میں تحصیل علم کیا۔

اُس کے بعد قنوج میں آئے، وہاں بھی کچھ پڑھا وہاں سے لکھنؤ آکر قاضی شیخ عبدالقادر سے بقیہ تحصیل کر کے حضرت شاہ عبدالسیاح چشتی کے مرید ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ دیگر سلاسل میں جاز حاصل کی اور کنارہ گوشتی پر قیام فرما کر حدایت خلیق میں مصروف ہوئے اور فتوح بھی بہت تھا مگر سولہ خیرج ایک روزہ کے اور زیادہ نہ رکھتے تھے یہاں نوازی بہت کرتے سماع سے نہایت ذوق تھا اور جب چاہتے مہر ایان پانی پر سے گذر جایا کرتے تھے کسی کا پیر تر نہ ہوتا تھا دونوں وقت قوال حاضر ہوا کرتے تھے صاحب معارج الولاہیت لکھتے ہیں کہ جب میں بنگالہ سے لکھنؤ آیا شیخ پیر محمد کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت شفقت سے پیش آئے اپنی تصنیفات بجز الفرائض شرح دیوان حافظ پیش کئے اُس کی لفظ فرما کر بہت خوش ہوئے اور بعض اشغال چشتیہ کی بندہ کو اجازت دی اور رخصت فرمایا، حضرت کی تصانیف سے شرح حکمت شریعہ ہدایہ حکمت و فتاویٰ فقہ میں اور مکتوبات تصوف میں اور راجع منازل سلوک میں ہیں وفات حضرت کی سن ۱۱۸۸ھ میں بمقام لکھنؤ ہوئی۔

آپ تمام دن طلباء کو علوم ظاہری و باطنی پڑھاتے، اور شب کو طالبانِ حق

### ذکر حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری

کی تربیت فرماتے تھے اور حالت وجد سماع میں جس پر نظر پڑتی وہ تارک دنیا ہو جاتا تھا۔ آپ مرید شیخ محمد عارف لاہوری کے تھے۔ وفات حضرت کی بمقام لاہور در ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ محمد ابراہیم رامپوری کے وہ خلیفہ شیخ ابوسعید گنگوہی کے وہ خلیفہ شیخ

### ذکر حضرت شیخ محمد چشتی صابری لاہوری

نظام الدین بنی کے وہ خلیفہ شیخ بلال الدین تھانیسری کے وہ خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے فقیرِ شان عالی اور بلند رتبہ رکھتے تھے، مزار حضرت کا دہلی میں لب دریا ہے، وہ شیخ محمد کی باؤلی شہر ہے یہ حضرت بھی اپنے عہد میں قطبِ ہلی تھے تمام امرائے دہلی معتقد تھے اکثر خوارق اور کرامات حضرت کے مشہور و معروف ہیں۔ بزرگانِ راقم کو بھی نہایت خلوص تھا، فتوحات آپ کو بدرجہ غایت تھا۔ وفات حضرت کی ۲۴ محرم ۱۱۶۵ھ میں ہوئی، آپ کے مزار پر عاشقی برستی ہی نہایت پر فیض جگہ ہے۔

آپ فادات عظام جاندھر سے تھے، بد تحصیل علوم ظاہری کے خوب سیاحت کی بعدہ ابوالحالی

### ذکر حضرت شیخ عبدالرشید جاندھری

کے مرید ہوئے، جب عمر طبعی حضرت شاہ کی پہنچی اُن کو سید میراں بھیک کے سپرد کیا، اُن کی خدمت میں اُنہوں نے تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، وفات حضرت کی غرہ ماہ برج الاول بروز جمعہ ۱۲۷۵ھ میں عین حیات سید میراں بھیکہ میں ہوئی، فوت ہو کر جاندہر میں مدفون ہوئے

## ذکر حضرت سید محمد سعید الخاٹب بہ سید میراں بھیکہ حشتی صابری قدس سرہ

یہ حضرت صاحب سجادہ شاہ ابوالعالی کے تھے صاحب مقامات بلند درجات ارجمند با عظمت اور سمیت اور رحمانیت تھے، عشق اور محبت میں نمانی نہ رکھتے تھے، اکثر استغراق رہا کرتا تھا، سماع سے بہت خوش تھے جس قدر کرائش ظاہری اور باطنی اور قبولیت صوری اور معنوی حضرت کو حاصل تھی، اُس وقت میں دوسرے کو نہ تھی بہت کم آپ کے بھرتیہ ابدالیت و قطبیت و غوثیت کے پہنچے ہیں، دوسرے ہندی زبان میں بیانِ تعبد میں خوب فرماتے تھے، مشہور ہیں اور سادات صحیح النسب تھے، یعنی سید میراں بھیکہ بن سید محمد لوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید نظام الدین بن سید عزیر الدین بن سید شاہ تلج الدین بن سید عز الدین نوہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفار کش بن سید زید سالار لشکر بن سید امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید علی شاہ رہبر بن سید حسن ثانی لقب مجھس بن سید محمد مدنی حمیص بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی حسن حمیص بن سید حسین علی اصغر بن حضرت امام زین العابدین بن سید الکوین حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعین اور سلسلہ مادی بھی سالار لشکر سے جانتا ہے، اور سید زید سالار لشکر برائے جہاد ہندوستان میں اگر سوانہ میں ٹھہرے، وہاں کے راجہ نے اُن کو شہید کیا، بعدہ ان کی اولاد راجہ سے لڑی اور فقیاب ہو کر سوانہ کی سکونت اختیار کی۔ سلطان شمس الدین التمش نے اس دودمان کی بہت کچھ مدارات اور پرورش فرمائی، بعض نے لکھا ہے کہ سلطان موصوف نے اس خاندان میں اپنی دختر کی شادی کی تھی مگر سوانے سلطان رضیہ بیگم کے سلطان کی دوسری دختر زنجی، رضیہ بیگم بادشاہ ہوئی پھر بسبب بد اعمالی کے معرول ہوئی مشہور ہے۔ صاحب ثمرۃ الفوائد لکھتے ہیں کہ حضرت میراں بھیکہ نو برس کی عمر میں تیمم ہوئے اور آخوند فرید سے تحصیل علوم ظاہری کی بعدہ بطلب حق خدمت شاہ ابوالعالی میں مرید ہو کر بعد ریاضت

اور مجاہدہ شاقہ کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ نقل ہو کہ ایک ہندو سیر برنام ساکن موضع بی بی پور کہ مسلمانوں کا جانی دشمن تھا ایک بار اُس نے کچھ مفسدہ پردازوں کی جس کی وجہ سے گرفتاری کا حکم ہوا، وہ بمقام پیش آیا، آخر گرفتار ہو کر سرہند میں آیا، صوبہ دار سرہند نے اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اتفاقاً برقدار کو تو اس کو قتل گاہ پر لے جلتے تھے کہ راستہ میں سواری حضرت شاہ میراں بھیکہ کی ملی وہ دوڑ کر قدموں گر کر او عرض کی کہ اگر میں بچ گیا تو مسلمان ہوں گا، میری شکمکشانی کیجئے، آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر اللہ کو یاد کر محافظ اُس کو گھسیٹ کر لے چلے ابھی قتل گاہ پر نہیں پہنچا تھا کہ صوبہ دار کا حکم ہوا کہ اس کو خونی کوہمارے روبرو پیش کر جب سامنے اُس کے گیا اُس کا قصور معاف کیا اور خلوت دیکر رخصت دی وہ خدمت حضرت شاہ آکر مسلمان ہو کر مریہ ہوا۔ آپ نے اُس کا نام پیر شاہ رکھا کہ وہ واصلان الہی سے ہو کر داخل خلفاء ہوا لکھا ہے کہ ایک بار اساک باراں تھا تمام رعایا اور بادشاہ سب کو بیچ اور فکر تھا اور وہ عہد محمد شاہ بادشاہ کا تھا۔ امرائے دہلی سے بعض نے عرض کیا سید میراں بھیکہ کہ اس وقت شیخ وقت اور واصل حق اور محبیب العوات ہیں اگر وہ دعا کریں تو مینہ برسے بادشاہ نے صوبہ سرہند کے نام حکم جاری فرمایا کہ سید میراں بھیکہ صاحب کو باعز از تمام زردا بہدولت پہنچائے اور ایک خط حضرت کے نام مشتاقانہ لکھا۔ جب حاکم سرہند خدمت سید صاحب میں حاضر ہوا بادشاہ کا خط دیا اور کل حال عرض کیا۔ آپ نے اُس خط کو پڑھا اور فرمایا کہ میری جانب سے بادشاہ کو لکھ دو کہ میں ایک ناچیز فقیر ہوں۔ لایق حاضری دربار سلاطین نہیں ہوں نہ کسی کام ہوں سوائے اس کے کہ دعا کروں سو میں ہمیشہ برائے بادشاہ اسلام و دیگر مسلمانان دعائے خیر کرتا ہوں، آپ کو کیا فکر ہے۔ اللہ رحیم اور کریم ہے اپنے بندوں پر خود رحم فرماویگا۔ فقیر کو معاف رکھئے قدرت خدا سے ادھر تو صوبہ سرہند کی عرضی پہنچی ادھر کثرت سے بارش ہوئی۔ بعد اُس کے حضرت محمد شاہ نے پچاس ہزار روپیہ نقد خدمت سید صاحب میں ارسال کئے، آپ نے بدقت قبول فرمائے۔

نقل ہے کہ ایک نوربات ساکن موضع نودھن حضرت کامرید تھا۔ اتفاقاً اس کا دس برس کا لڑکا فوت ہوا، قدرت خدا سے اُسی وقت حضرت بھی اُس کے مکان پر پہنچے اُس نوربات نے روزانہ کر کے اپنے لڑکے کو کوٹھڑی میں ڈال کر بند کر دیا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ جب تک حضرت کھانا نہ کھالیں انتقال ہر حال نہ کھلے اس کی اہلیہ نے کھانا تیار کیا جب کھانا حضرت کے روبرو آیا آپ نے فرمایا کہ اپنے پسرو کو لاؤ، اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا، اس نے عرض کیا وہ کھیلنے گیا ہے اُس وقت اُس کا آنا غیر ممکن ہوا آپ نے

فرمایا کہ میں بغیر اُس کے ہرگز نہ کھاؤں گا۔ جب وہ مجبور ہوا رو کر عرض کیا کہ وہ تو آدھی رات تھی جو مر گیا۔ اپنے فرمایا سوتا ہوگا جا کر دیکھ لے، اُس نے کوٹھڑی کے کواڑ جو کھولے دیکھا کہ اُس کا نفیری خواب بلند ہے یہ دیکھ کر خوش ہوا اُس کو جگا کر ہاتھ بکڑ کر حضرت کے پاس لایا یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں معتقد ہو گئے کھاہے کہ ایک شخص بارادہ مبعیت خدمت حضرت میں حاضر ہوا اور دل میں اُس کے یہ خطہ گنہ راکہ اگر پیراں ہے تو آج مجھ کو بے موسم خرینہ دیکھا۔ حضرت نے نور باطن سے اُس کے خطہ کو معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اگر شب نصف خرینہ موافق اُس شخص کی آرزو کے بنے طاق حجرو میں رکھا تو ہے حاضر کرو جب آیا اُس کے حوالہ کیا وہ خرینہ لیکر صدق دل سے مرید ہوا۔

نقل ہے کہ ایک بار محمد شاہ بادشاہ نے معرفت نواب روشن الدولہ بہادر قلاوند کچھ حلوا سوہن اور کچھ پوناک برائے تقسیم فقرائے اور کچھ نقد سید صاحب کے ارسال کیا اور دعا چاہی کہ ہمیشہ میری اولاد میں سلطنت ہے، نواب مذکور بعد قطع منازل خدمت سید میراں بھیکہ میں حاضر ہوا اور توفیق بادشاہ مشکیش کیا۔ حضرت نے وہ کل سامان حاضرین خانقاہ کو تقسیم فرمایا اور سلطنت کے بارہ میں مراقبہ فرما کر ارشاد کیا کہ محمد شاہ کو جو سلطنت ملی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی سفارش سے ملی، انہوں نے دو پشت سلطنت کی سفارش کی تھی، بندہ کا کیا چارہ ہے، ہاں اس کی اولاد میں بادشاہ ملک معرفت پیدا ہوگا، فخر الدین اس کا نام ہوگا، وہ قطبِ وقت اور شاہِ ولایت بنی ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خاندان میں سوائے شیخ کا تباہِ حروف کے اور کا نام فخر الدین نہیں ہوا نہ کوئی سوائے حضرت کے درویش ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت ایک بار شاہجہاں آباد میں تشریف لاکر نواب تہور خاں کے مکان پر فرودکش تھے سہ پہر کو بہت سے اہل شہر حاضر تھے، خانماں نواب گلوریاں لایا اور تھالی گلوریوں کی حضرت کے روبرو رکھی، اپنے اپنے دست مبارک سے ایک ایک گلوری کل حاضرین کو تقسیم کی، مگر تہور خاں کو نہ دی اُن کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ اسی وقت ایک گلوری تھالی میں سے اُڑ کر نواب کے ہاتھ میں جا پڑی، اپنے تسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ تہور خاں تمہاری مُراد ملی، انہوں نے آداب بجا لاکر اُس کو نوش کیا۔ نقل ہے کہ حضرت کو بہت فتوح ہوتا تھا موافق خیرچہ اپنے خادمان کے تو رکھ لیتے اور کل اپنے پیر کی نذر کرتے، بادرجی خان کی یہ کیفیت تھی کہ سوائے یا ہزار آتے سب کو بلا تخصیص قوم اور ملت کے کھانا پکھا ہوا بدعادت تھا، جیسا کوئی کھانا طلب کرتا وہی ہی ملتا تھا، چنانچہ آج تک آپ کی خانقاہ آباد اور فیض ظاہری

اور باطنی جاری ہے۔ آپ کے مرید ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ بہت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار فرمایا تھا کہ فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ ذکر اسم ذات کیا کرے، اگر چالیس ہزار روزہ کرے تو اس کو نعمہ درویشی و لذت حرام ہے، اور اپنے مریدوں کو بعد آدھی رات کے سونا بھی منع فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ کی خانقاہ میں بعد آدھی رات کے فقراء خانقاہ اور مسافر درویش سب جگائے جاتے ہیں۔ ولادت حضرت کی ۹ رجب بروز دوشنبہ ۶۷۲ھ میں ہوئی اور چوراسی برس کی عمر ہوئی۔ پانچویں رمضان ۷۳۱ھ میں وفات پائی مزار قصبہ کھڑام میں حاجت روا کے خلق ہجو خلیفہ آپ کے یہ ہیں۔ ۱۔ شاہ محمد باقر پیر شاہ ابو المعالی و شاہ امام الدین خلیفہ شاہ محمد باقر شاہ نظام الدین پسر دوم شاہ محمد و شاہ عابد کوئلہ والد و سید عبدالمومن کہ مرید شاہ ابو المعالی کے اور خلیفہ شاہ میراں بھلیہ کے و شاہ نعمت اسد مرید شاہ ابو المعالی و شاہ نورنگ و خواجہ مظفر و نواب روشن الدولہ ظفر خاں بہادر نواب بھکاری خاں پسر روشن الدولہ بانی مسجد طلانی لاہور و شیخ امان اسد و سید محمد جواد کہ اولاد سے شاہ زید شہید کے اور حضرت کے تھے و میان اسد بندہ و سید نعیم مولوی سید مرتضیٰ گرویزی و سید حافظ غلام اسد و میان محمد شاہ کہ منصب دار بزرگان کا تب تھے و شاہ سجاد و حاجی بیت اسد جامع فضائل شاہ میراں بھیکہ و میان کرم علی کہ یار ہمد سید صاحب تھے اور قصبہ کمر تھلہ میں مدفون ہیں شیخ محمد حیات سارنگ پوری علاؤ الدین و خواجہ عبد اسد و پیر شاہ مذکور بالا ساکن بنی پور و شاہ عبد الرحمن بھلوانی و شاہ عنایت بھلوان پوری و میان غلام محمد صائم الدہر و فایم اللیل کہ پچیس سال برابر معتکف رہے و موسیٰ خاں کہ گم تھلہ میں آسودہ ہیں و مولوی غلام حسین ساکن موضع مجتبیٰ متصل سہارن پور آسودہ ہیں و شیخ محمد و شیخ محمد فضل ساکن سمانہ جو سمانہ میں آسودہ ہیں دریا سے مثل زمین کے عبور کرتے تھے اور پیر ترنہ ہوتا تھا و میان محمد اعظم کہ خدمت لنگر خانہ ان کے سپرد تھی اور غرباء کو وظائف تقسیم کرتے تھے۔ شیخ جھجو کہ نواح روضہ حضرت میں آسودہ ہیں و میان محمد طاہر و محمد فضل خاں کہ جوار حضرت میں آسودہ ہیں و شیخ محمد میر شاہ آبادی و جعفر علی خاں ابن مرزا یار بیگ کہ اہل بزرگان کا تب تھے و میان کہ بخش و سید علیم اسد جالندھری و صوفی محمد صدیق و میان محمد مراد و شیخ جیون و سید عتیق اسد کہ سب سب سادات سے گزے ہیں۔ کمالات ظاہری اور باطنی رکھتے تھے، مرید شاہ ابو المعالی کے اور خرقہ سید میراں بھیکہ سے پہنچا۔ وفات حضرت کی بمابہ شعبان ۷۳۱ھ میں ہوئی۔



## ذکر حضرت شاہ بہلول کی صابری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ سید میراں بھیکہ کے اور قوم سے  
پنجان متوطن جاندھر اور عالم علوم ظاہری باطنی

تھے۔ علم معقول و منقول سید عبدالرشید و سید عتیق اسد جاندھری سے حاصل کیا، اور وضع قلندرانہ رکھتے  
تھے، بعد انتقال مرشد کے لاہور میں اگر شاہ بلاق قادری لاہوری سے فیض کامل حاصل کیا، اور آپ بہت  
اڑے صاحب تصانیف ہیں۔ فوائد الاسرار و شرح دیوان حافظ آپ کی تالیفات سے ہیں آپ کے کئی شاگرد بھی صاحب  
دیوان ہوئے ہیں عظمت خالص تخلص برکی اور سبھا چند تخلص نادار اور سید عظیم اسد جاندھری بھی آپ کے شاگرد تھے  
وفات حضرت کی ۱۰۸۵ھ میں ہوئی مزار قریب عید گاہ جاندھر کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ شاہ لطف السیاحی قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ بھیکہ کے تھے اور متوطن انانہل  
کے اوائل سے علوم ظاہری اور باطنی

کئی تکمیل شاہ بھیکہ سے کی اور ثمرۃ الفوائد شاہ بھیکہ کی کرامات میں لکھی، وفات حضرت کی بروز شنبہ ۱۰۸۵ھ  
میں بمقام جاندھر ہوئی۔ مزار باہر شہر کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سلیم صابری لاہوری قدس سرہ

آپ عظمائے مشائخ چشتیہ سے تھے اور وطن  
شیخ محمد صدیق لاہوری کے اور سماج

بہت خوش تھے۔ ہمیشہ سماع سنتے تھے، علمائے لاہور آپ سے دشمنی رکھتے مگر کچھ قابو نہ پاتے تھے، جب دہار  
لاہور حضرت کا مرید ہوا اُس نے تمام دشمنان حضرت کو سزائے واجبی دی۔ وفات حضرت کی ۱۰۸۵ھ  
۱۵۱۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت خلیفہ حضرت قطب عالم  
شیخ محمد عظیم چشتی نظامی کے تھے

بعد حصول علوم ظاہری کے تکمیل علم الہی کی پیش گاہ پیر روشن ضمیر میں کر کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد  
یابادہ واسطے حج بیت اسد کے تشریف لے گئے، وہاں سے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر مقیم ہوئے  
ہزاروں اہل عرب و عجم و ہند و دیگر ممالک کے مرید ہوئے۔ اُن میں بہت سے خلفائے اکمال ہوئے۔ آپ ہمیشہ  
ترتیب طالبان حق میں مصروف رہتے، صایم الدہر اور قایم اللیل تھے، آپ کو افطار کم تھا اور مزار پر نوا  
حضرت رسول مقبول سے بھی فیضان تھا۔ ہر وقت استغراق رہ کر تہاذات پاک رسول و راکل رسول سے

نہایت محبت تھی، اور ہر ایک سلسلہ میں مرید فرماتے تھے، چنانچہ حضرت شیخ فخر محمد قادری کیرانوی کے خلیفہ اکمل سید طاہر کوٹاوی کے تھے وہ جب حج کرنے مدینہ طیبہ میں پہنچے، حضرت سے شرفِ حضورِ حاصل کر کے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، اور آپ کے عشق و محبت میں لیے محو ہوئے کہ متعلقان اور ہندستان کو بھول گئے، بلکہ تاحیات آپ کی خدمت میں رہنے کا تہیہ کر لیا۔ مگر ایک بار حضرت نے فرمایا کہ فخر محمد رسول مقبول کا حکم ہے کہ تو واپس ہندوستان کو جاتے ہو سلسلہ جاری ہو گا خلقِ اندلیض اٹھانگی اور اپنی گڈری اور دستار دار تعلیم حضرت غوث الثقلین مرحمت فرما کر ہندوستان کو روانہ کیا۔ آپ ہندستان میں آ کر کیرانہ میں مقیم ہوئے، جس کی کماحقہ کیفیت آئندہ بیان ہوگی۔ اگرچہ آپ کے کئی خلیفہ صاحب سلسلہ ہوئے ہیں، مگر ہندوستان میں خاص سلسلہ چشتیہ حضرت شیخ کلیم الدجہان آبادی سے اور سلسلہ قادریہ شیخ فخر محمد غیاث الدین کیرانوی سے جاری ہو، اور وہ تبرکات شیخ یحییٰ مدنی ہنوز موجود ہیں سال میں دو بار ان کی زیارت ہوتی ہے۔ کمالات شیخ کے دیکھنے سیرالاولیا سے بخوبی منکشف ہو سکتے ہیں۔ وفات شیخ مدنی کی بتاریخ ۲ صفر ۱۱۱۷ھ میں بمقام مدینہ طیبہ ہوئی اور زیر قبر رسول مقبول کے دفن ہوئے۔

آپ عظیم الشان  
مذکرے اولیاء

## ذکر حضرت شیخ کلیم الدجہان آبادی قدس سرہ العزیز

خاندان چشتیہ نظامیہ تھے اور جہان آباد مخفف شاہ جہان آباد کا ہے۔ اول آپ نے شاہ جہان آباد میں تحصیلِ علوم ظاہری فرمایا اور درس تدریس میں مشغول ہوئے، ہزاروں طالبانِ علم کو فیض ہوا، جب شیخ الہی پیدا ہوا پیر طریقت کی تلاش ہوئی اور ریاضت اور مجاہدہ شروع کیا، بعدہ روحانیت حضرت سلطان المشائخ سے تربیت پائی۔ آخر بادشاہ روحانیت حضرت سلطان المشائخ معہ چند شاگردان باوفا عازمِ طرین بیت کے ہوئے، بعد انفرنج مدینہ طیبہ میں آ کر خدمت حضرت شیخ یحییٰ مدنی میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، چند دنوں رہ کر تکمیل کر کے فرقہٴ خلافت حاصل کیا۔ بعدہ حکم پیر روشن ضمیر پھر شاہ جہان آباد میں تشریف لائے۔ قلعہ شاہی اور جامع مسجد کے درمیان ایک مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت اور نگزیب عالمگیر بادشاہ نے خاتقاہ تیار کرائی اور محمد معظم بہادر شاہ بادشاہ سنہ چوتھے جلوس میں مرید ہوئے اور پیروی مذہب شیعہ سے توبہ کی۔ بعد ان کے محمد شاہ تک جو بادشاہ ہوئے سب استعانتِ بوسی کرتے رہے، چند مدت تعلیم اور تحقیق طالبانِ حق میں مصروف رہے، کہتے ہیں تمام شب حجرہ شریف میں محکوس لکھے رہ کر عبادت

حق میں مشغول رہتے تھے، آپ کی تصنیفات سے بائیس کتب ہیں، جن میں کشکول درمقہ شریف اور سواہل وغیرہ مشہور ہیں، یہ اس کا تب لے بھی دیکھا ہے کہ جد کا تب حضرت ابو ظفر ہمیشہ عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے، فاتحہ ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ کلیم الد صاحب شاہ ولایت شاہجہان آباد ہیں اور آپ کی ولادت موسوی تھی، آپ کو اسی طریقہ پر روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین نجستیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضان تھا۔ وفات حضرت کی ۲۶ ربیع الاول ۸۲۲ھ ہجری میں ہوئی مزار اپنی خانقاہ میں تھا، اب بدعت در کے جو آبادی قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان کی ویران کر کے سطح ہوا کر گیا وہ خانقاہ وغیرہ سب منہدم ہو گئی فقط ایک چبوترہ ہے، اس پر مزار ہے اور گرد اُس کے کٹھرہ ہے۔ حضرت شاہ غلام فرید صاحب مرشد نواب بہاد پور نے تیاری چبوترہ اور کٹھرہ میں روپیہ سے بہت امداد کر کے فخر دارین حاصل کیا۔ خلیفہ آپ کے تمام ملک میں پہنچے اور سلسلہ جاری ہوا۔ مگر خلیفہ اعظم شیخ نظام الدین دلی اورنگ آبادی ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

## ذکر قدوة الواصلین عمدة العارفين حضرت شیخ نظام الدین دلی اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت شیخ المشائخ متاخرین و خلیفہ راستین شیخ کلیم الد جہان آبادی کے تھے، حضرت کو فتوحات اور رجوعات اپنے عہد میں شیخ شہاب الدین بہروردی اپنے جد سے کم نہ تھے، اُس وقت میں یہ کیفیت دوسرے مشائخ کی نہ تھی۔ ایک لاکھ تو مرید آپ کے دکھنی تھے اور دیگر علاقہ جات کا کچھ شمار نہیں آئے خلفاء سے بہت باکمال اور صاحب عظمت ہوئے حضرت کے کمالات و خوارق زیادہ حد تحریر سے ہیں اللہ تعالیٰ نے ذات فیض آیات کو ہمہ صفت موصوف کیا تھا، حسن صورت اور سیرت و دو نعمت فرمائے تھے۔ وطن پہلی حضرت کا ملک پورب میں ایک قصبہ کر کہ اُس کو قصبات پورہ کہتے تھے، والد آپ کے عالم اور متمول تھے۔ بعد انتقال پدر بزرگوار کے برائے تحصیل علوم وارد شاہجہان آباد ہوئے، یہاں شہرہ علم و فضل شیخ کلیم کا سُن کر حاضر خانقاہ ہوئے، اُس روز شیخ مجلس سماع میں حالت وجد میں تھے، اور دروازہ خانقاہ برائے اغیاران بشرط سماع بند تھا، شیخ نظام الدین نے دروازہ بند دیکھ کر دستک دی، شیخ کے مریدوں میں سے ایک نے اگر دیکھا اور نام دریافت کر کے

شیخ سے عرض کیا کہ نظام الدین نام غیر شخص نا آشنا کھڑا ہے، شیخ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بیگانہ نہیں بلکہ  
 بلالو لوگوں نے عرض کیا کہ خلافت قاعدہ مردنا آشنا کو اس مجلس میں بلانا نہ چاہیے۔ شرط سماع فوت  
 ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر نظام الدین ہے تو نا آشنا نہیں ہے، اپنا ہی ہے جلد لاؤ۔ الغرض جب  
 حضرت کو روبرو شیخ کے لئے تو آپ مراحت مرث دانہ سے پیش آئے تمام شاگردوں سے ممتاز فرما کر انیس  
 مجلس صحبت اپنی کا کیا اور ہمیشہ ان کی تعلیم میں مشغول رہتے۔ شیخ نظام الدین سماع میں شور و گریہ والا  
 آپ کے مریدوں کا دیکھ کر تعجب ہوا کرتے۔ اس عرصہ میں تحصیل علوم ظاہری سے انفرار ہوا، ایک بار  
 ایک بزرگ مریدان شیخ کبیر شیخ یحیی مدنی مدینہ منورہ سے آئے، شیخ کلیم اللہ اس وقت کچھ حقایق و معرفت  
 باری تعالیٰ بیان فرما رہے تھے۔ کل حاضرین سُن رہے تھے کہ وہ بزرگ بھی پہنچے۔ شیخ کی نظر کیا اثر جو  
 اُن پر پڑی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، یہ حال دیکھ کر شیخ نظام الدین نے شیخ کے مریدوں سے  
 استفسار حال کیا، ان صاحبوں نے تفصیل و احوالات فقر بیان کئے سُن کر فقیری کی طرف اعتقاد ہوا  
 اور خیال بیت آیا، ایک روز مجلس تھی، جب وہ برخاست ہوئی شیخ اُٹھے گھر میں تشریف لے جانے لگے  
 شیخ نظام الدین نے تعلیم شیخ حجاز کر درست کر کے روبرو لب فرش رکھیں، شیخ نے نظریات سے  
 ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ نظام الدین تو واسطے کسب علوم ظاہری کے میرے پاس آیا، میرے حصول  
 فوائد باطنی کے اولیٰ و نسبے۔ آپ نے عرض کیا کہ سپردم ہو یا یہ خویش را، تو دانی حساب کم و بیش را  
 یہ سنتے ہی شیخ کو فرمایا شیخ کبیر شیخ یحیی مدنی کا یاد آیا کہ مدینہ طیبہ میں وقت رخصت فرمایا تھا کہ کلیم اللہ  
 ایک شخص نظام الدین نامی اس بیت اور صورت کا آئیگا اور بروقت دعوت الی اللہ کے یہ بیت  
 زبان بر لائیگا۔ پس سنتے ہی اس بیت کے شناخت کر لیا کہ یہ وہی نظام الدین ہے جس کے واسطے  
 شیخ نے ارشاد فرمایا تھا، اور اُسی وقت اُن کو مرید کر کے تعلیم اور تربیت باطنی میں مشغول ہوئے۔ چند روز  
 مجاہدہ اور مشاغلو معنوی میں رکھ کر کار بہ تکمیل پہنچا کر خزانہ خلافت عطا کر کے طرف دکن کے رخصت فرما کر  
 شاہ ولایت اورنگ آباد کا کیا۔ یہ حضرت دہلی سے رخصت ہو کر اورنگ آباد میں پہنچ کر طالبان حق کی تربیت  
 میں مشغول ہوئے، نہایت مقبول خلائق ہوئے، لاکھوں مرید ہوئے، یہاں تک کہ نواب نظام الملک آصف شاہ  
 بہادر جد نواب غازی الدین خاں مصنف مناقب الفخریہ مرید ہوئے، اور حضرت کے حالات میں  
 کتب حسن اشمال اور برکت صحبت حضرت سے باوجود امارت اور ریاست کے تصنیف باطنی میں کمال

بہم پہنچایا، نقل کرتے ہیں کہ آپ کا ایک خرید تھا، اُس کی زد جو عارضہ جذام لاحق ہوا اور اعضا بچنے لگے، پہلے اُس نے اطباء سے رجوع کی، جب کچھ سود نہ ہوا حضرت کی خدمت میں آیا، آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے، اُس نے دعا چاہی اور بہت رویا کہ میری زوجہ کی یہ کیفیت اور اب یہ نوبت نہیں کرنا، کنبہ اُس سے متنفر ہے، حضرت اُس کی صحت کے واسطے دعا فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ میں طبیب نہیں کیا کروں، جب وہ بہت رویا آپ کو رحم آیا اور وضو کا باقیماندہ پانی جو بدھنی میں تھا رحمت فرمایا اور کہا کہ ہر روز قدرے اس میں سے پلایا کر اور تھوڑی مٹی یہ گیلی لے جا اور اُس کو زخموں پر لگایا کر اُس نے دیسا ہی کیا، دریاں نہفتہ کے اُس کی زوجہ کو صحت ہوئی، کہتے ہیں اکثر مریض اور بنگلہ ماہر سرج خدمت عالی میں حاضر ہوتے تھے، جس پر چند روز دم فرماتے اُس کو صحت ہوتی اور جو شکایت ضعف بصر کی لاتا اپنا لب اس کی آنکھ میں لگا دیتے، اس کی آنکھیں روشن اور مقوی ہو جاتی تھیں۔ ایک بار ایک سنیا سی حضرت کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ فقیری میں آپ کو کیا معلومات ہو، آپ نے فرمایا کہ سچانک لا علم الا ما علمنا انکانت اعلم جب وہ بہت مصر ہوا آپ جلال اُگیا اور فرمایا کیا دیکھنا چاہتا ہو، اول تو تو اپنی شکل کو دیکھ ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کو دائینہ لادو، اُس نے جو اپنی صورت دیکھی معلوم ہوا کہ نصف چہرہ بندر کا اور نصف خنزیر کا سا ہو، یہ دیکھ کر وہ حیران ہوا اور کہا کہ میری صورت بدل جانے کی کیا وجہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیری آنکھوں سے دکھا دیا کہ جیسا بندروں و سوروں کو جتے ہو ایسے ہی تمہاری شکلیں اُن کی شکلوں کی سی ہو کر تمہارا حشران کے ساتھ ہو گا یہ کرامت دیکھ کر وہ مسلمان ہوا اور عرض کی کہ مجھ کو ایک کسب ایسا یاد ہے کہ اگر آپ کو بتا دوں تو آپ عمر بھر جس قدر چاہیں خرچ کریں اور آپ کا خزانہ کم نہ ہو اور جہاں جو چاہو موجود ہو جائے، اُس نے اپنی جھولی میں سے ایک نایل پیش کیا کہ یہ بادن تولہ پاؤ رتی۔ الغرض اُس نے تھوڑا تانبہ چرچے کے قدرے اُس میں سے ڈالا تانبہ اُسی وقت کندن ہو گیا، یہ ملاحظہ فرما کر آپ متبسم ہو کر فرمائے لگے کہ اس میں بہت بکھیرا ہے، ہم کو اسد صاحب نے بہت آسان طریقہ عنایت فرما دیا ہے، تھوڑا تانبہ اور چرچے لے، جب اُس نے تانبہ بچھلایا، آپ نے اُس میں تھوک دیا اُسی وقت کندن ہو گیا، اُس نے عرض کیا کہ اس میں کیا حکمت ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ برکت نام ابی کی ہو، جو زبان سے کیا جاتا ہے مگر وہ کام آتا ہے کہ جو اسلام کے ساتھ ہوتا ہے وہ از سر نو صدق ال سے مُرید ہوا اور عرض کی کہ کسب درویشی مجھ کو بھی تعلیم فرمائیے، آپ نے اُس کو مُرید کیا، جب اُس کو کئی برس ہو گئے محدث

مگر سبب اصلی نہ حاصل ہوا، ایک روز اس نے عرض کیا کہ مقامات نہیں کھٹے، آپ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے وہ بلا یعنی ناریل اکیر کا تیرے پاس ہنوز موجود ہے، اُس نے اقرار کیا، آپ نے فرمایا کہ اگر اس چاہ میں ڈال دے فقیر کو متوکل رہنا چاہیے۔ الغرض بموجب حکم پیر روشن ضمیر اُس نے اُس کو یعنی ناریل اکیر کو چاہ میں ڈالا، اُسی شب کو اُس کی مطلب برآری ہوئی اور اولیائے وقت سے ہوا اور نام اُس کا عبدالحق رکھ کر تبریز کی طرف رخصت فرمایا، وفات شیخ نظام الدین صاحب کی ۱۲۲۲ھ میں ہوئی، مزار اورنگ آباد میں زیارت گاہِ خلافت ہے۔

آن مقتدائے اولیا و صاحبِ سراخفی و حلبی مستغرق در بحرِ کنارِ جہاں  
عظمت و ہمتِ عالمِ فیض و کرامتِ آن باتفاقِ حنا و ولایتِ قطب الافراد  
محبِ نبی حضرت خواجہ لانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی حشمتی نظامی قدس سرہ

آپ عالم العلماء دہر و انظم مناعِ مختصر بلکہ قطب ہند اور خلیفہ اپنے پیر بزرگوار شیخ نظام الدین دہلی اورنگ آبادی کے تھے، علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نسب آبلے کے گرام حضرت کا شیخ شہاب الدین بہروردی سے ملتا ہے، اور نسب مادری حضرت ید اسادات بندہ نواز میر سید محمد گیسو دراز تک پہنچتا ہے، حضرت مولانا کے پانچ بھائی تھے۔ اول شیخ محمد عماد الدین دوسرے شیخ غلام محین الدین تیسرے شیخ غلام بہاؤ الدین، چوتھے غلام کلیم اللہ اور پانچویں حضرت مولانا فخر صاحب نواب نظام الملک غازی الدین خاں بہادر والی حیدر آباد دکن جامع مناقب الفخیر اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۲۱۶ھ میں حضرت بمقام اورنگ آباد تولد ہوئے، اس وقت حضرت شیخ کلیم اللہ جان آبادی دہلی تشریف فرما تھے، جب مولانا پیدا ہوئے غسل دے کر ان کو ان کے والد شیخ نظام الدین خدمتِ شیخ میں لے گئے، شیخ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خرقہ پہنے ملبوس خاص سے تیار کر کے پہنایا اور مولانا فخر الدین نام رکھا۔ یعنی اول لفظ مولانا شیخ نے فرمایا۔ الغرض جب عمر شریف سات برس کی ہوئی، حضرت ید عالم فخر اولاد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ پانچ بن عطا فرمائے، جب بیدار ہوئے پانچ بن اُنھیں بلے، صبح شیخ نظام الدین نے اپنے کشف سے

معلوم کر کے حضرت کے پاس آکر فرمایا کہ اے نور عین عطیہ رسول مقبول تنہا کھانا نہ چاہیے۔ روزی ہوا کہ تنہا غزری، پس حضرت مولانا نے دو دانہ تو نوش فرمائے تھے، باقی تین دانہ رو برو والد کے پیش کئے، پس جب عمر شریف سولہ برس کی ہوئی شیخ نظام الدین آپ کے والد نے وفات پائی، بعدہ حضرت آٹھ برس زہد اور مجاہدہ ریاضت شاقہ میں مصروف رہے، کافر فقر کی تکمیل کی مگر تحصیل علوم ظاہری سولہ برس کی عمر میں فانی ہو چکے تھے، جب سن شریف پچیس برس کا ہوا اللہ میں وارد دہلی ہو کر تعلیم اور ترتیب طلبائے ظاہری اور باطنی میں مصروف رہے۔ بعدہ بارادہ زیارت مزارات خواجگان جنت اہل بہشت بہ ہمراہی کلوخوہ اور شیخ نور محمد بھیل مہاروی دارالخیر امیر میں جا کر زیارت روضہ خواجہ سے مشرف ہو کر چندے دیاں رو کر استفادہ حاصل کر کے طرف اجداد کے چلے مشہور ہے کہ حضرت کو بھیکیتی اور بنوٹ میں کمال حاصل تھا، رستہ میں رہنروں نے گھیرا وہ میں پچیس آدمی تھے آپ نے تنہا اُن سے مقابلہ کر کے سب کو زبر کیا، یہاں تک کہ وہ سارا گاؤں مسلمان ہوا، دہلی سے اجداد میں حاضر ہو کر زیارت روضہ بابا صاحب مشرف ہو کر وہاں چندے متکلف رہ کر فیضان روحانیت بابا صاحب حاصل کر کے لاہور میں آئے، سید محرم علی نقشبندی سے ملے اور چندے اوپر مزار گھربار مخدوم علی گنج بخش بھویر ببادائے سنت پیران خد متکلف رہ کر افادہ حاصل کیا اور کل مزارات لاہور پر فاتحہ پڑھی تین روز مزار میان میر لاہوری پر رہ کر مراجعت کی۔ پانی پت میں آکر زیارت مزار حضرت قلندر صاحب مخدوم صاحب شاہ ولایت صاحب و دیگر اولیاء سے فانی ہو کر واپس دہلی میں تشریف لائے کہتے ہیں کہ جب حضرت دہلی میں تشریف لائے تو شیش محل ماطہ شاہجہان آباد سے باہر تھا، بعدہ امیر دروازہ کے باہر خانقاہ تیار ہوئی تھی، مسجد خانقاہ کی تو کاتب بھی زیارت کی ہے، اب جو وہاں سے نہر نکلی ہے وہ مسجد منہم ہو گئی ہے چند قبروں کے نشان باقی ہیں۔ آخر یہاں رجوعات خلائق پہنچے کہ حضرت ابونصر معین الدین جد کلاں راقم مرید ہوئے، اُن کے مُربد ہونے ہی تمام رؤسائے شہر و شاہزادگان عالی قدر کل حلقہ ارادت میں آئے۔

نقل ہے کہ ایک بار مجلس سماع میں مریدان حضرت کو وجد تھا اور حضرت بھی بیہوش اور جامِ وحدت سے مدہوش تھے دو شخص بد معاش بھی اس وقت موجود تھے، ایک نے ایک سے کہا کہ میاں بیکھنا یہ کچھ عجب کس طرح ناچتا ہے۔ اتفاقاً یہ آواز حضرت کے گوش زد ہوئی، آپ نے اُن کی طرف تیز نظر دیکھا، اسی وقت

وہ ناچنے لگے، اور اپنے ہتیار اور کپڑے سب قوالوں کو دیدے، جب ہوش آیا حضرت کے قدموں میں سر رکھا اور بیعت کی آرزو کی، اپنے فرمایا ہم بچہ کہ قص و سماع میں ہیں تم ہم سے کیوں بیعت کرتے ہو انہوں نے عفو و تفسیر چاہا، اور مرید ہوئے، حضرت نے دس شرعی اپنے پاس سے قوالوں کو دے کر ان کے کپڑے اور ہتیار دلائے۔

نقل ہے کہ ایک شخص یار محمد نام صوفی کہ آستانہ حضرت سلطان المشائخ میں رہتے تھے وہ ایسے یار ہوئے کہ زندگی کی امید منقطع ہو گئی، ایک روز انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اگر مجھ میں قوت چلنے کی ہوتی تو میں فخر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا کے واسطے دعا کرتا، اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا فخر صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ مرزا یار محمد تم کو قوت چلنے کی نہ تھی میں خود تمہارے پاس آگیا تسلی رکھو اچھے ہو جاؤ گے، جب سوتے سے اٹھے اپنے کوچ صبح اور سالم پایا اور مولانا کی خدمت میں شکر یہ ادا کر کے کل کیفیت عرض کرنی چاہی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ برنامہ شریف کے پیر زادوں میں سے ایک صاحب نے اپنے گھر میں کہا کہ اگر اب کے کسی کام کو دہلی جانا ہو تو مولانا فخر سے بیعت کروں یا مولانا خود یہاں آجائیں تو اور بھی خوب ہو، تھوڑی دیر کے بعد یہ گھر سے کسی کام کو نکلے دیکھا کہ مولانا تشریف لائے، دیکھتے ہی پکی قدم بوسی کی اور مرید ہوئے۔ عرصہ سے آج تک مولانا دہلی سے باہر قدم بھی نہ رکھا، پس تشریف لے جانا مولانا کا فقط بزرگ کرامت تھا۔ مشہور ہے کہ تھانہ ارضنا سوئی تھی کہ جو دہلی سے بیس کو س ہے تپ دق میں مبتلا تھے، کامل نو ماہ تپ کو ہو چکے تھے آثار زبول، اعضا ظاہر تھے چہرہ کی نظارت جاتی رہی تھی، پیشانی پر چین نہیں بڑتی تھی، کان اور گلا دونوں چھوٹے پڑ گئے تھے، براز کے ساتھ ہڈیوں کا گودا آنے لگا تھا، بول میں دہنیت تھی، الغرض تیسرا درجہ تھا، آخر اپنی زندگی سے ایس ہو کر پاکی میں بڑ کر خدمت مولانا میں حاضر ہوئے اور روئے مولانا نے ان پر رحم فرمایا اور گلے لگایا اسی وقت ان کو شفا ہوئی۔

نقل ہے کہ احرار نے شاہجہان آبلو سے ایک صاحب حضرت کے مرید تھے، مگر بوجہ ہرکالے دشمنان فقرائے ان کا اعتقاد فسخ ہو گیا تھا، وہ اکثر میاں سید ظفر علی ابدال شاہ کے پہاڑ گنج میں رہتے تھے ان کی خدمت میں بھی آجایا کرتے تھے، ایک بار سماع سننے کے بلے میں حضرت مولانا کی شکایت کی، سید صاحب کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور ان کو تیز نظر سے دیکھا کہ وہ بیہوش ہو کر ترپنے لگے یہ حالت دیکھ کر



جو ملازم اُن کے ہمراہ تھے اُن کو پاکی میں ڈال کر مکان پر ملائے بہت کچھ تدارک کیا مگر کوئی کارگر نہ ہوا ناچار حضرت مولانا کی خدمت میں لا کر عرض کیا کہ یہ آپ کے مُرید ہیں ان کے واسطے دعا کیجئے، حضرت نے فرمایا کہ یہ وقوعہ سید ظفر علی شاہ کے مکان پر ہوا ہے، اور وہ ہندوستان کے اس وقت شاہِ دہلا ہیں وہیں لے جاؤ میں اس میں کچھ نہیں کہہ سکتا، الغرض ان کے لواحق وہاں سے اُن کو سید صاحب کی خدمت میں لائے، سید صاحب نے ان کو جو نظر الطاف سے دیکھا فوراً شفا ہوئی، وہ نوابِ صحت پا کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا بھی تشریف لائے اور کیفیت اُس کی دریافت کی، سید صاحب نے متنبہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم مجھ سے دریافت کرتے ہو، یہ کہہ کر کہا کہ میرا وقت وصال قریب ہے تمہاری امانت جو عطیہ غوثِ اقلین میرے پاس ہے وہ لو اور مجھ کو رخصت دو، دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا، مولانا تو میانہ میں سوار ہو کر اپنے مکان پر آئے اور سید ظفر علی شاہ نے اُسی شب کو انتقال کیا۔ ایک بزرگ درویش کہ جن کی عمر چار سو برس کی تھی اور مرید حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے تھے کہ جن کا ذکر دوسرے حصہ قاعدہ میں آئے گا، سید حسن رسول نما کے قریب پہاڑ پر رہتے تھے، یہ ظفر علی شاہ کو نعمت اُن پہنچی تھی، پہلے سید ظفر علی شاہ مرید خاندانِ چشتیہ کے تھے۔

تقل ہے کہ دس شخصِ فغان ولایتی کو جو دہلی میں طالبِ علمی کرتے تھے اور حضرت مولانا کے دشمن اور علانیہ بازاء میں بڑا کہا کرتے اور قتل پر آمادہ تھے، کسی نے یہ خبر مولانا کو بھی دی، آپ نے اُن کو کچھ خیال نہ کیا، چند روز اسی طرح گزر گئے، ایک بار عرسِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں لانا بھی تشریف فرما تھے اور مجلسِ سماعِ گرم تھی، یعنی دالانِ مجلسِ خانہ میں سماع ہو رہا تھا اور حضرت نزدیک مزارِ پُر انوار مشغول تھے، ان میں سے دو دشمن چھریاں لئے ہوئے منتظر وقتِ چہرہ مرزا قاضی علی الدین پر بیٹھے تھے اور آواز بلند سے بڑا بھلا کہہ رہے تھے، آخر مبلغِ الدین خادمِ آستانہ نے حضرت کی عرض کیا کہ اب تغافل نہیں ہو سکتا، کہاں تک ان کے سخن پسینیں یہ تو ذوقِ سماع میں خلل نہ لائیں، یہ سن کر حضرت نے اُن کو نگاہِ تیز سے دیکھا کہ دونوں بیہوش ہو کر تہہِ بچہ گر پڑے اور ناچنے لگے، آخر قدموں پر گر کر اپنا قصور محامد کرایا اور مُرید ہو گئے چنانچہ صاحبِ مناقب الفخریہ فرماتے ہیں: نگاہِ شہناں را دستِ کردہ، اثرِ بارگِ و در پستِ کردہ۔

نقل ہے کہ ایک عالمِ دکن سے شہرہٴ علم و فضل حضرت مولانا کا سن کر دہلی آئے، خریفانہٴ گاہ کے

ایک مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت نے نور باطن سے اُن کا آنا معلوم فرما کر اپنا شعار کر لیا کہ وہ نو وقت گھر سے کھانا لے جا کر اُن کو کھلاتے اور باہر بیٹھنا بالکل چھوڑ دیا، جب وہ مولوی خانقاہ میں آکر حضرت کو درخت کرنے معلوم ہوتا کہ اندر گھر میں تشریف رکھتے ہیں، اسی طرح اُن کو ہفتہ گزر گیا۔ ایک باجوہ حضرت کھانا کھلائے گئے، اُن مولوی نے کہا افسوس ہی میں اتنی دور سے آیا اور مولانا صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہوا، اپنے فرمایا کہ کون مولانا، انہوں نے کہا مولانا فخر الدین صاحب، اپنے فرمایا کہ وہ بھی عاجز ہے، یہ سن کر وہ روئے اور افسوس کرنے لگے کہ چودہ سو کوس کی محنت لائیں گئی، کچھ تھا دیکھا کچھ اور اپنے خادم سے کہا کہ جلد دہلی سے چلو، آپ نے فرمایا کہ آج میری دعوت قبول کیجئے کل اختیار ہے اور جو پہلے میں خدمت کی وہ حق مسجد تھا، غرض جوں توں کر کے وہ ٹھہرے، اپنے مکان پر اگر نقیب کو حکم دیا کہ صبح مجلس ہے ایک عالم دکن سے تشریف لائے ہیں، کل مشائخ دہلی جمع ہوں، شب گلدی صبح آپ لباس درویشی سے مسند حضرت خواجہ بزرگ پر آکے بیٹھے تمام مشائخ حاضر ہوئے قوالی شروع ہوئی۔ اپنے نقیب کو حکم دیا کہ فلاں مسجد میں ایک مولوی ٹھہرے ہوئے ہیں اُن کو حاضر کر نقیب موافق احوال الہ کے مولوی کو ہمراہ لایا، جب مولوی در خانقاہ پہنچا سماع کی آواز آئی بہت ہی خفا ہو کر اپنے ملین کی خبر چلو، آج معاملہ صاف ہو جائے گا، پس جس وقت ردبر حضرت کے آئے اور نظر فیض اثران پر پڑی فوراً بخود دست مدہوش ہو کر وجد کرنے لگے تمام کپڑے قوالوں کو دیدئے، اس قدر شور و شریک کی کہ مثل مردہ ہو کر پڑ گئے، حضرت منہ پر رد مال رکھ کر بمسم فرمایا کئے، آخر اپنے کوزہ پانی طلب فرما کر اُس پر دم منہ پر چھینا دیا، چونکہ وہ برہنہ ہو گئے تھے اپنے لنگی اُن کے اوپر ڈال دی، جب وہ ہوشیار ہوئے قدموں پر گرے اور عرض کی کہ جیسا سنا تھا اُس سے متوجہ زیادہ پایا اور مدید ہو کر چند زہد میں مشغول رہ کر ادیبائے زمانہ سے ہوئے۔ مولوی کو تنفر اس پر ہوا تھا کہ ریش مبارک خشخاشی رہتی تھی اور انگشتان بعض میں انگشتی رہتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت صحن خانقاہ میں جلوہ فرما تھے اور تدریس سلم میں مشغول تھے کہ ایک بٹھان چھری ہاتھ میں لے کر آیا اور بعد سلام پوچھا کہ مولوی صاحب باوجود اس علم فضیلت کے سماع سنتے ہو اس کا کیا سبب کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تصور ہوں تم دعا کرو یہ سنتے ہی اُس نے حضرت پر چھری لگائی مگر زخم نہ آیا، چاہتا تھا کہ دوسری اور بائیں کے ایک خادم نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت نے خادم کو نظر سے منع فرمایا کہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے اور اپنا سر اُس کے

آکے جھکا کر فرمایا کہ میں حاضر ہوں اگر میرا سر کسی کے کام آجائے تو بہتر ہے، پس وہ بیرحم شرمندہ ہو کر چلا گیا، دو سو روز وہ بدگوہر اور ہمارہیوں کو لیکر آیا، حضرت وقت معینہ پر تشریف فرما تھے وروازہ بند تھا، اُس نے آواز دی کہ دروازہ کھولو جب دروازہ کھلا وہ مینوں اندر آئے، حضرت معلوم فرمایا کہ آج ضرور یہ بارادہ قتل آیا ہے، تیز نظر سے اُن کی طرف دیکھا وہ اُسی وقت زمین پر گرے اور دھند میں آئے، یہاں تک کہ سر پھوٹ گئے، کھنی گھٹنے ٹوٹ گئے، جب ہوش آیا قدموں پر گرے تقصیر جانا اور بیعت کی خواستگاری کی، آپ نے اُن کو بیعت تو نہ فرمایا مگر کچھ دیکر رخصت فرمایا، مشہور ہے کہ ایک بار کسی نے بیان کیا کہ اس شہر میں حرام بہت ہونے لگا ہے، خصوصاً ٹکھائیوں کا جواڑہ ہے اُس سے اور بھی زیادہ خرابی ہو، جس کے پاس دو پیسہ بھی ہوں وہ جا کر اپنا منہ کالا کر آئے یہ سن کر حضرت کو خیال ہوا کہ ایسا امر ہونا چاہیے کہ بندگانِ خدا حرام سے بچیں، آخر شام کے وقت سوار ہو کر ٹکھائیوں کے آڈھ میں آئے وہ دیکھتے ہی سب جمع ہوئے قدم بوسی کر لے لگیں، آپ نے فرمایا کہ سب تم اپنی جگہ پر جاؤ جبہ ملی گئیں، آپ لگ لگ ہر ایک کے مکان پر گئے، اُن کی خرچی دریافت کی جو سب نے کہا وہ اُس کو دیکر فرمایا کہ آج فقیر تمہارا جان ہو، عرصہ راز تک ہر روز اُن کو روپیہ تقسیم فرمایا، آخر ایک ٹرید کو حضرت کا وہاں جانا معلوم ہوا اُس نے عرض کیا کہ وہاں جانے میں کیا عیب ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو یہ خیال آیا کہ بڑھیا جو طوفان میں اُن کے پاس تو مالدار ہی جا بیگا، اور یہ اڈا ایسا ہو کہ دو دو پیسہ کے واسطے وہ کجنت بھی گنہگار ہوتی ہیں، دیکھو بھائیوں کو بھی گنہگار کرتی ہیں، جو دن مخلوق خدا سے بچے بہتر ہے۔ کہتے ہیں وہ رنڈیاں سوا سو کے قریب تھیں سبے حرام سے تو یہ کر کے کلج کر لیا، اور جس نے سب سے پہلے اٹھ کر قدم بوسی کی تھی وہ فقیر کو بنی کریم کے چوراہے پر جا بیٹھی اور سالک مجدد بن ہوئی۔

نقل ہے کہ حاجی احمد خلیفہ مولانا صاحب کہ مدینہ طیبہ میں سکن پذیر تھے ایک روز انہوں نے عالم دیا میں مولانا کو مجلسِ رسولِ مقبول میں دیکھا، صبحِ مدینہ سے روانہ ہوئے، دہلی میں پہنچ کر حضرت سے بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، صاحبِ مناقب الفخریہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں جو فرزند ہوتا حضرت نام رکھتے تھے، ایک بار جو فرزند تولد ہوا بیٹے عرضی لکھی، اس کے جواب میں مبارکباد تو لکھی مگر نام نہ لکھا۔ میں نے قتل سمجھا کہ یہ فرزند نہ جیے گا، چنانچہ ایک ماہ کا ہو کر مر گیا۔ اور نیز صاحبِ مناقب فخریہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا تھا تین برس کی عمر میں سلع میں اُس کو جسد ہوا ایک بار وہ بیمار ہوا بیٹے عرضی لکھی

جواب لکھا کہ ایک اچھا ہو جائیگا، دوسری بار جو بیمار ہوا جانبر نہ ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اکبر شاہ بادشاہ نے سب سے شدت سے درو تھا بادشاہ نے خواجہ سرا کو خدمت مولانا میں بھیج کر عرض کرایا، آپ نے سر مبارک پر علامہ اُنار کو خواجہ سرا کو دی کہ یہ بادشاہ کو دیدینا اُس نے لاکر حضور میں پیش کی، بادشاہ نے غصہ کیا اُس کو ٹھکر رکھا معاً درو موقوف ہو گیا۔ اس کلام سے سو بار مروا یہ قول کہ خدمت حضرت میں ارسال کی حضرت اُنکو وقت وہ طلبائے خانقاہ کو تقسیم کر لئے۔ ایک بار حضرت کے اُس تفریب کسی عرس کی غمی تمام اس شہر اور شہزادے اور مشائخ سب حاضر تھے۔ علین قولی میں قوالوں کو بند فرما کر حافظ عبدالقادر متخلص بہ قادری کہ حضرت کے مرید تھے ارشاد فرمایا کہ قصیدہ بردہ سے کچھ پڑھ اُنہوں نے چند بیت خوش الحانی سے پڑھیں تمام مجلس کو جوش و خروش ہوا اُسی وقت ایک مہر و ص کرایا، اُس جوش و خروش اثر پڑی اُسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور مولوی محمد روشن علی و سید محمد مرزا کہ قراتی ثواب روشن لڑو کے تھے اُسی روز مرید ہوئے۔ نقل کرتے ہیں کہ حضرت مولانا انتقال سے دو برس پہلے محل سلطانی میں رونق افروز ہوئے چند بیگمات مرید ہوئیں۔ چنانچہ والدہ حضرت ابو ظفر بھی حضرت کی مرید تھیں اُنہوں نے حضرت بہادر شاہ کو پیش کر کے مرید کرایا اس وقت عمر اُن کی آٹھ برس کی تھی حضرت نے کچھ پڑھ کر بہادر شاہ پر دم کیا، اور بادشاہ اکبر سے فرمایا کہ اگر یہ بچہ بادشاہ کا نہ ہوتا تو میں اس کو لیکر اپنا کر لیتا۔ بادشاہ نے عرض کی اب بھی آپ ہی کا غلام ہے، فرمایا کہ یہ خود ہمارا ہو جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت مولانا مجلس سماع میں روضہ حضرت سلطان المشائخ پر حاضر تھے ایک نوجوان کو کوہ ہوا، ناگاہ قوال کسی ضرورت کو اٹھ گئے کچھ چپ ہوئے وہ نوجوان مردہ ہو گیا تمام بدن سرد ہو گیا، تمام اہل مجلس اس کی طرف نگراں تھے اُس کا باپ یہ حال دیکھ کر روتا ہوا مولانا کے دربار آیا اور عرض کی کہ یہی ایک بستر تھا سو فوت ہوا، میں بھی جینا نہیں چاہتا۔ حضرت نے ازراہ رحم فرمایا کہ یہ ابھی زندہ ہے تسلی رکھو اور قوالوں کو گلے کا حکم دیا کہ یہ غزل شروع کرو۔

لب لعل تو صد جان می دہد      خضر آسا آبِ جیواں می دہد  
مردہ گر با شتم بعالم باک نیست      جاں بوصل خویشاں می دہد

جب قوالوں نے یہ غزل شروع کی تمام مجلس جوش و خروش میں آئی اس نوجوان کو بھی حرکت ہوئی پھر بحالت وجد زمین پر لوٹنے لگا، بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہو گیا، نقل ہے کہ مولوی حکیم کہ علامہ نے دینی سے

تھے سماع کے بائے میں حضرت مولانا بہت پرہیز رکھتے تھے۔ ایک روز عین وقت مجلس کے بارادہ بحث آئے، مولانا نے نگاہ تیز سے دیکھا کہ گویا تیرسا لگا، مولوی محکم بیٹھ گئے اور وجد ہوا، بعدہ مرید ہوئے ترک تدریس کر کے سلوک طریقت میں مصروف ہوئے، کبھی روبرو حضرت کے نعرہ ہائے عاشقانہ مانتے اور کہتے کہ آے مردمان دیکھو ہزن دنیا اور قصاب عاشقان مولانا فخرالدین کو کہ ایک تیرنگاہ سے مولوی محکم کی شہید کیا۔ حضرت اُن کی ایسی مستانہ وار باتیں سن کر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار مولانا نے ایک لڑکے کو برائے تعلیم مولوی محکم کے سپرد کیا کہ اس کو میزان الصرف پڑھاؤ۔ اگرچہ مولوی بسبب عشق الہی و ولولہ طبیعت کے لایق درس تدریس نہ ہے تھے مگر حکم مرشد کو جبراً قہراً منظور کیا، دو روز تو اُس کو پڑھایا، تیسرے روز ضرب زیداً عمرّاً کا سبق آیا، لڑکے نے آپسے پوچھا کہ استاد کو زید نے کیوں مارا، مولوی نے فرمایا بابا معشوقانِ عاشقان بگیناہ کو ناحق مارتے ہیں، یہ کہہ کر کتاب چاہ میں ڈالی بچڑی پھینک دی و جد میں اگر بیہوش ہوئے یہ خبر مولانا صاحب کو ہوئی، فرمایا کہ مولوی کو میرے پاس لاؤ، جب روبرو آکر ہوشیار ہوئے مولانا نے فرمایا کہ لفظ ضرب زیداً عمرّاً کی کیا کیفیت ہو، عرض کی کہ حضرت بس بس دو روز بموجب حکم عالی کے سبق دیا اب معاف فرمائیے، اگر مار ڈالنا منظور ہے بہتر ہے ورنہ میرا دلغ صرف پڑھانے کے لائق نہیں جو چند روز بعد مولانا میں رو کر ادیائے روزگار سے ہوئے۔ وفات حضرت مولانا فخر صاحب کی بتاریخ مہتمم جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں بمقام شاہجہان آباد ہوئی، مزار گھر بار زیر مسجد استانا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا حاجت روائے خلق ہو کہتے ہیں کہ جہاں مولانا کا مزار ہے یہ جگہ بہت کوتاہ تھی، جب جسد مبارک کو اس جگہ دفن کرنا چاہا تو ہرگز کسی کو گمان نہ تھا کہ یہاں پورا مزار ہو جائیگا، اگر قدرت خدا سے حضرت کا بھی مزار بناؤ، پاس آپ کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی مزار ہے، اور اور بھی جگہ ہے۔ چچا فیروز شاہ قادری غلٹ شاہزاد سلیم کہ جن کا ذکر دوسرے حصہ میں ہوگا، فرماتے ہیں کہ ایک بار بادشاہ بہادر شاہ خواجہ صاحب میں مقیم تھے میں بھی وہیں تھا اور موسم نہایت گرم تھا، شب روز ٹوچلتی تھی میرے سہیلیوں کی رائے ہوئی کہ آج کا دن باغ محمد شاہی میں کہ باغ ناظر شہور ہے تمام دن رہیں، میں اور میرے دوستوں نے باغ میں کھانا کھایا، جب وہ پہر ہوئی تو میں و مزار عدد انگن بخت دونوں وہاں سے پایادہ چلے، خواصوں نے چھتیاں اکھول لیں، جب قریب محل سلطانی کے آئے، حضور جنگلی ڈیوڑھی پر ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے اور گردن تاسینہ کھڑکی سے باہر تھی اس کمرہ کے نیچے ہی سے راستہ تھا، جب ہم نے بادشاہ کو دیکھا آداب

بجالاتے، ڈیوٹی پر حاضر ہو کر اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، بس حسبِ حکم ہم دونوں کو باریابی ہوئی پھر آدابِ بجالاتے اور حسبِ اجازت بیٹھے، بعد مزاج پُرسی کے بیٹے عرض کیا کہ جنانا جانی تو بہت سخت چلتی ہو یہ کھڑکی بند ہو جانی چاہیے، ایسا نہ ہو نصیب اعدا لو لگ جائے۔ بادشاہ نے ابدیدہ ہو کر فرمایا کہ چار روز ہو کہ بیٹے یہیں بیٹھے کچھ ایسا دیکھا کہ ہر دوپہر کو یہیں آکر بیٹھتا ہوں، یہ تو مجھ کو ہولے خس خانہ سے بہتر معلوم ہوئی ہے، بیٹے عرض کیا کہ وہ ارشاد ہو فرمایا کہ ایک روز میں اسی جگہ بیٹھا تھا بیٹے دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے حضرت صاحب یعنی مولانا فخر صاحب دونو بزرگ ہاتھ پکڑے جھرنے کی طرف چلے آتے ہیں، قریب تھا کہ میں جھروکوں کی طرف سے کودوں مگر اشارہ سے منع فرمایا، میں سکتہ کے عالم میں ساکت رہ گیا، اُس روز سے دوپہر اسی جگہ گذرتی ہے، اور یہ مولانا اس کا تب کی ہے کہ حضرت ابو ظفر کو مزارات حضرت خواجہ اور حضرت مولانا سے اس قدر محبت تھی کہ اکثر خواجہ صاحب میں رہا کرتے، استانہ کی طرف کبھی پشت نہ کرتے تھے، جس امر میں مولانا صاحب کے قدوس کی قسم کھاتے تھے وہ سچی ہوتی تھی، جب کبھی حضرت مولانا کا ذکر آتا روتے اور حالت طاری ہو جاتی تھی، تصویر حضرت مولانا کی کسر ہاتے رہتی تھی، بعد حضرت مولانا کے تعلیم حضرت مولانا قطب الدین فرزند اکبر حضرت مولانا سے پائی اور تمام پوتوں اور پڑوتوں کو مولانا سے بھی بہت محبت رہی، بہت ادب سے پیش آتے تھے، بیٹے دیکھا ہے کہ جب میاں کالے صاحب مبارکباد چاند رات یا مزاج پُرسی کو تشریف لاتے تو مسند سے اُٹھ کر بیٹھے ہو کر تعظیم کرتے اور بار بار سند شاہی پر بٹھاتے، جب میاں کالے صاحب حج کو گئے ہیں تو معرفت ریڈیٹنٹ دہلی بنام رؤسائے ہند و حکام عالی قدر منجانب گورنر انگریزی سران جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کے پیرزادہ حج کو جاتے ہیں لازم ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو، چنانچہ جہاں سے گزریں وہاں کے حاکم ضلع یا رئیس نے کو سوں سے پیشوائی کی دعوت اور نذر و نیاز سے پیش آئے اور میاں نظام الدین صاحب و میاں غلام معین الدین صاحب کہ پڑوتے مولانا صاحب کے اور بادشاہ کے پوتوں سے بھی چھوٹے تھے، مگر کبھی ان صاحبان کے نام نہ لیتے تھے، بڑے میاں اور چھوٹے میاں فرمایا کرتے تھے۔ جلد مریدان مولانا صاحب کے کمال محبت رکھتے تھے، جو دولش خاندان فخریہ کا آتا اُس سے نہایت محبت سے ملتے مصافحہ کر کے روتے جو اس کی قسمت کا ہوتا خدمت گذاری کرتے، مولانا کے اکثر فضائل

بیان فرماتے اور اولاد مولانا بھی اولاد بہادر شاہ پر کمال مہربان رہی۔ چنانچہ میاں کالے صاحب اس کاتب پر نہایت شفقت فرماتے اور ارشاد کیا کرتے تھے کہ محبت خدا داد ہے جس قدر مجھ کو اُلفت غلام نظام الدین سے ہے اسی قدر احمد اختر سے ہے، بلکہ ایک گھی اور اُس کا یا بکو جو خورد سالی میں میاں غلام نظام الدین کی سواری کا تھا احقر کو مرحمت فرمایا تھا، ایک بار فقیر بیمار تھا دو ماہ اپنے مکان پر رکھا اور جب صحت ہوئی اُس وقت قلعہ میں بھیجا، آخر کیفیت ارادت اور محبت حضرت ابو ظفر کی یہ ہے کہ جب بجائے تخت کچک بوریا بیٹھنے کو بلا اور رنگون میں بھیجے گئے وہاں سے بھی صدر کو ایک درخواست بھیجی تھی کہ میں اور کچھ نہیں چاہتا یہ جو کچھ نقد اور سامان رنگون میں ملتا ہے یہ بھی نہیں چاہیے، اُمید یہ ہے کہ مجھ کو بمقام ہنر بی جھوڑ دیا جائے کہ وہاں میرے پیر کا مزار چاہتا ہوں کہ جودن کی زندگی ہو اُس مزار کی جادو بکشی میں بسر کر کے اپنے پیر کے قدموں میں فن ہوں، مگر یہ آرزو ہی پوری نہ ہوئی وہ بھی ہو گا کوئی اُمید برائے جس کی، اپنا مطلب نہ ایک چرخ کھینے کا ہے، اور غلطی حضرت مولانا کے صدمہ پہنچے ہیں، مگر تیر کا چند صاحب مرج ہوتے ہیں۔ اول حضرت مولانا قطب الدین پسر سجادہ نشین حضرت کہ پدر بزرگوار سے کچھ کم نہ تھے۔ ۲۸ محرم ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی، دوسرے اکمل الخفاری مولانا نور محمد خیل جہاروی و شاہ عبداللہ و شاہ غلبہ و شاہ مولوی روح اللہ و سید احمد و شیخ شمس الدین، مولوی بدیع الدین، مولوی فرید الدین، شیخ محمد سلیم، مولوی مکرم، مولوی فرید، مولوی روشن علی، مولوی حسن محمد، شاہ محمد فتح اللہ و صوفی یار محمد شاہ اودانی قادری و لواب نظام الملک غازی الدین خاں مصنف مناقب فرید شاہ محمد بیاد و حاجی محمد واصل و مولانا سید محمد و مولانا سید ضیاء الدین، سید فخر الدین مست و شیخ گل محمد و حافظ سعد اللہ و شاہ مراد و شیخ محمد مراد و شیخ امان و مولوی علاء الدین و شیخ ضیاء الدین، مولوی محمد صلح و میاں عبدالوہاب بیکانیری و حاجی احمد و حاجی فدا بخش محمد غوث کیرت پوری و محمد غوث فرزند ثانی کہ حضرت والد کے پہلو میں آسودہ ہیں، و مولانا عطاء الدین معروف سید میر محمد دہلوی، مولانا شاہ نیاز احمد و حضرت اکبر شاہ ثانی بادشاہ۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ آپکی والدہ حضرت جناب عالیہ سادات عظام سے تھیں۔ جب اکبر بادشاہ اُن کے محل میں آئے وہ جب قرآن پڑھتیں کہیں متشابہ لگتا یا کوئی لفظ غلط صادر ہوتا آپ بتاتے، اُن کو اپنے حکم میں سے آواز آتی۔ ایک روز انہوں نے شاہ عالم سے کہا کہ میرے شکم میں کوئی جن یا کوئی بلا ہے قرآن پڑھنے میں جہاں ٹھوکتی ہوں میرے شکم میں سے کوئی مجھ کو بتا دیتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ

اندیشہ نہ کرو تمہارے شکم میں ولی خدا ہے، ان کا شعار تھا کہ بہت کم بولتے تھے اکثر اشاروں سے کام لیتے، تمام دن درود شریف پڑھتے تہجد کی نماز کو بیدار ہو کر صبح تک ادا کئے نوافل میں مصروف رہتے اور مرید بھی کرتے تھے۔ شب چار شنبہ، رمضان بمقام کند پور ریاست دیوان میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی بمقام درگاہ قطب الدین بختیار کاکی انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اور خلیفہ حضرت مولانا فخر صاحب الوظفربہادر شاہ ثانی کے سلسلہ جشتیہ وقادریہ ونفس بند پیر شریف و کبرویہ میں صاحب اجازت تھے، چونکہ میرے جد تھے میں تسلیم سے حضرت کے خوارق و کرامات لکھنا مناسب نہیں سمجھتا، مگر ایام غدر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ غدر ہوتے ہی ترک لباس کر دیا تھا انخت کا بیٹھنا سو قوت فرما دیا تھا، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں خاتم النسل تیور ہوں اس کا خاتمہ میرے رب ہوں گا۔ ایک بار میزان کے دالان میں جلوہ افروز تھے، حاضرین دربار سے فرمایا کہ گولہ روکتے روکتے میرے ہاتھ جل گئے، جو اعرائے مفرین سے تھے اُن سے فرمایا میرے ہاتھ دکھو اور سو گھوڑا بیتک ہاتھ سرخ ہو گئے تھے، بارود کی بو آتی تھی، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیر روشن ضمیر کے مریدوں میں سے کوئی سوائے اس بذصیبت کے ایسا نہیں کہ جو منزل مقصود کو پہنچا ہو، میں بھی اُمیدوار ہوں کہ میرا مہر کس وقت آوے گا، اگر جواں بخت ہو شیبار ہو جائے تو میرا مصمم ارادہ ہے کہ میں اس نام بادشاہی کو چھوڑ کر اپنی تکمیل کروں۔ چنانچہ چھ برس رنگون پہنے سے وہ مراد پوری ہوئی۔ رنگون میں یہ کیفیت رہی کہ جبر سے کم باہر آتے تھے تمام دن تلاوت کرتے تھے، شب کو ادا کئے نوافل اور ذکر اکرام ذات میں مشغول رہتے تھے شرح گلستاں کہ جو تصوف میں لکھی ہے ایک بار طبع ہو چکی ہے، شاعری آپ کے دیوانوں سے ظاہر ہے آپ کے نو دیوان تھے، دو وہ کجن میں پتہ، ٹھٹھری، دہریت، تروٹ، ترانہ، سرگم، خیال، چوٹی چند کتب وغیرہ تھے اور ہر ملک کی زبان میں تھے، غدر میں کتب خانہ کے ہمراہ غارت ہوئے، خط طغرائیں بہت کچھ ایجاد کئے نسق کے خوشنویس تھے، اکثر کلاہ دوزی کیا کرتے تھے، وفات حضرت کی بمقام رنگون ۱۰ شوال ۱۰۸۵ میں ہوئی، مشہور ہے کہ غدر سے چالیس برس پہلے غلہ کا کھانا ترک کر دیا تھا، آئندہ اور رنگرہ سے رغبت تھی، مگر ان کا بھی عرق چوس کر تھوڑی دیر بعد نمک پانی پی کر شکم کو صاف کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ نواب نجم الدولہ دبیر الملک اسد شاہ نظام جنگ جو ہرنیم ہرز کے خلیفہ میں انظم لکھی ہے اس سے تہذیب عالی ظاہر ہے۔

نظم



ایکے از راز نہاں آگہ نہ	دم مزن ار رہ کہ مردہ	در ہزاراں مرد مردہ کیست	آدمی بسیار اما شہر کیست
در تومی پر سی کہ مردہ کیست	جہ سراج الدین بہادر شاہ	در طریقہ رہنمائے رہبران	در خلافت پیشوائے خزان
آنکہ چوں ز راز و محرم زند	دفتر کون مکان برہم زند	آنکہ جودنے نوارا سر دہد	نہ شود نخلے کہ شبلی بردہد
آنکہ چو شوق آسمان زایش	تخت چوں رفرف بر زلزلہ	شبلی از نبردہ آواز عشق	شاہ با بر تخت گوید راز عشق
عشق دارد پایہ ہر کس نگاہ	مہمراز شبلی و تخت از بارشاہ	انجہ ابراہیم ادہم یافت است	بعد ترک مسند جم یافت است
شاہ ماہ دارد وہم در رہروی	خرقہ پیری و تاج خسروی	شاہی درویشی انجما بہم است	بادشاہ عہد قطب عالم است
بر دعائے شہ سخن کوتاہ ادا	تا خدا باشد بہادر شاہ ادا		

## ایضاً

محیط بخشش کف دریا و بحاب نوال	قرلوائی فلک خرگہہ دستارہ سپاہ
رئیس تاجوران خسرو جہاں داور	دلیل راہرواں مرشد خدا آگاہ
بفیض آگہی آئین شناسن سیر سلوک	بفرخروی ارزش فزائے دولت و جاہ
دم مراقبہ صورت نمائے جوہر عقل	آگہ شاہد نیرو فزائے نور نگاہ
ز حق عطیہ پذیرد چو ماہتاب ز مہر	بخلق بہرہ رساند چو آفتاب ماہ

بعد انتقال حضرت کے بھی کسی نے کچھ لکھا ہے جس کا یہ ایک شعر مجھ کو بھی یاد ہے شعر  
ظاہر اگر گو شاہ بود باطن آدر ویش بود      مال و جان بردین دادہ گوئی سبقت در بود

## ذکر حضرت مولوی مکرم خلیفہ مولانا فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم بے بدل درویش بے مثل تھے ایک بار شریف فرمائے الد آباد ہو کر سید محمد خاں داروغہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے ایک روز مجلس سماع تھی اور آپ کو وجد تھا ناگاہ قاضی الد آباد بھی وہاں آگیا مولوی مکرم کو وجد میں دیکھ کر ازراہ تسخر کہنے لگا کہ اس مولوی کو کیا ہوا کہ اس طرح چوڑھلا تا ہے اسی شب کو وہ اپنے پتنگ پر سوتا تھا کہ صورت مثالی حضرت مولانا فخر کی وہاں پہنچی اور قاضی کے چوڑھلا کر زمین پر سے مارا اور فرمایا کہ لے قاضی نابکار میرے مریدوں کی نسبت ایسے کلمات بے ادبی کے زبان پر لایا۔ صبح کو جو قاضی بیدار ہوا اُس کے چوڑھلا پر ذیل سخت نمودار ہوا اور

اس میں نہایت ٹیس اور چپک تھی کہ چوڑا نہ ہلا سکتا تھا، بہت کچھ تدا بیر علی میں لایا مگر سود نہ ہوا آخر دی محکم کی خدمت میں حاضر ہو کر غفور جاہلیم چاہا، مولوی صاحب نے رحمتی سے دنس پر ہاتھ لگایا، اس وقت موقوف ہوا، آخر مولوی صاحب کی دعا سے اس کو صحت ہوئی۔

### حضرت مولانا نور محمد بھیل جہاروی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ اعظم و مصاحب  
ہمد حضرت مولانا خضر الدین

جہاں کے تھے، فقر میں عالی شان و بلند مرتبہ رکھتے تھے، اور جو جہربانی پیر روشن ضمیر کی حضرت پر دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ ایک بار حضرت مولانا خضر نے ان کے حق میں فرمایا کہ نور محمد خلق کے تجھ سے کام پڑیں گے، یہ سن کر آپ تعجب ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ میں ایک ناچیز ہوں، حضرت ایسا فرماتے، آخر جیسا کہ مولانا نے فرمایا تھا، اُسی طرح کا ظہور ہوا کہ ہزاروں طالبان خدا حضرت کی توجہ سے با اور صاحب ولایت ہوئے، کرامات آپ کی مشہور ہیں، جو شخص حضرت کے روبرو آتا اس کی انی بعض اُبیان فرماتے، یہاں تک کہ مولوی غلام حسین کہ آپ کے مُرید تھے آپ سے سو کوس پر ان کی وفات ہوئی، آپ کو ان کے جنازہ کے ہمراہ دیکھا یہ غلام حسین جھیلادہنی کہلاتے تھے۔ شجرۃ الانوار میں لکھا ہے۔ اجہ نور محمد نے پہلے قرآن حفظ کیا، بعدہ برائے تحصیل علوم دہلی میں گئے اور مولانا کی حضوری میں شرف لکھا، علوم ظاہری سے فارغ ہو کر سنہ ۱۱۰۰ھ میں مُرید ہوئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ دوسرے کئی بار لوگوں نے خدمت مولانا میں عرض کیا کہ نور محمد پنجابی اب تو نیکہ لگا کر بیٹھتا ہے گویا شیخ ت ہو گیا ہے، آخر مولانا نے ان کو طلب فرما کر ارشاد کیا کہ نور محمد ابھی پنجاب کو چلے جاؤ یہاں ایک م ٹیڈو آخر حسب حکم پیر روشن ضمیر بمقام جہار ان عرف تلج سرور ریاست بہاولپور میں اگر مقیم ہوئے ملیم و تلقین مُریدان میں معروف ہوئے۔ مزار ان کا پاک پٹن شریف سے بجانب غرب چالینس کو س کے ملہ پر ہے، اب جو صاحب سجادہ ہیں ان سے بھی ملا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ایک بار بعد چلے آئے ان کے سے حضرت مولانا نے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک روٹی تھی، سو آدھی نور محمد پنجاب میں لے گیا ی میں تم سب مُرید ہو۔ میر محمدی یہ اپنے ماموں سید فتح علی شاہ صاحب کی دولت سے بھی غنی ہے جو اس کا حصہ میرے پاس تھا لے چکا۔ وفات حضرت کی سہرزی الحجۃ سنہ ۱۱۰۰ھ میں ہوئی، وفات نے یہ بکر حیف و اولیٰ جہاں بے نور شد، مزار تلج سرور جہار ان شریف میں ہے، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:-

حضرت قاضی محمد عاقل، حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ نور محمد نرنولی و حافظ جمال لسانی و حافظ غلام حسین چیلادہنی و مولوی محمد مسعود جہانگی والے و حافظ غلام محمد کیری والے و حافظ غلام ناصر پیش امام و سید مارفت شاہ پاک پنی و شیخ جمال محمد ہشتی قدس سرہ العزیز۔

آپ خلیفہ مولانا فخر صاحب کے

ذکر حضرت مولانا ضیاء الدین حبیب پوری قدس سترہ

مولانا نے ان کو بے پور کی طرف رخصت کیا، آپ بے پور کے باہر مقیم ہوئے، بعد چند روز کے لوگ آپ کو شہر میں لے گئے اُس وقت وہاں سوائے مسجد شاہی کے دوسری مسجد نہ تھی، اُس میں راجہ کے گھوڑے بند تھے، پکار کر اذان کہنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔ بعد چندے قیام کے آپ کی کرامات کا شہرہ ہوا، راجہ بھی خدمت عالی میں حاضر ہونے لگا۔ ایک بار اہل ہندو کا کوئی تہوار تھا، شاہینم اشٹمی تھی۔ راجہ برائے پوجا ٹھاکر دوارہ کے سوار ہوا، راستہ میں خیال آیا کہ فقیر سے بھی مل چلو، آخر خدمت عالی میں حاضر ہوا، بعد تھوڑی دیر کے عرض کی کہ میں ہوتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اور بیٹھو، اس نے کہا کہ تمام شہر او پاسا ہے یعنی روزہ سے ہے، جب میں پوچھ کر کے او پاس کھودو لگا تب سارا شہر پوجا کر کے روزہ کھود لگا، آپ نے فرمایا کہ تم تمہارے ٹھاکر کو یہیں بلا دیجئے تم یہیں پوجا کرو۔ اس کرامت کا راجہ بھی مستثاق ہوا، آپ راجہ کو اپنے حجرہ میں لے گئے، فرمایا آنکھیں بند کر، جب اس نے چشم بند کر کے بعد تھوڑی دیر کے جو دیکھا اپنے ٹھاکر کی مورتی کو حضرت کے روبرو حاضر پایا، راجہ نہایت متعجب ہوا اور اُس کی پوجا کی، اوپر ہی دل سے سمجھا کہ یہ کوئی شعبہ دار اپنے گلے میں سے اپنی مالا اُتار کر اُس بُت کے گلے میں ڈال دی، حضرت نے راجہ سے کہا کہ پھر آنکھیں بند کر۔ الغرض پھر جب راجہ نے آنکھ کھول کر دیکھا اُس کو وہاں نہ پایا، آخر رخصت ہو مندر میں آیا، وہاں عجب گہما گہمی دیکھی کہ تمام بُجاری گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں، پوچھا کیا ہے، پندتوں نے کہا کہ مہاراج کی عمر و راز پوچھ ٹھاکر جی بکلیٹھ کو گئے تھے بہت دیر سنگھاسن سے غایب ہے وہاں کی نشانی بھی لائے، یعنی ایک مالگلے میں پڑی ہے۔ راجہ نے جو دیکھا تو اپنی مالا مودت کے گلے میں بائی، بُجاریوں سے کہا کہ یہ مالا ہماری جوگ ہے، پس وہ اپنی مالا اس کے گلے سے اُتار کر اپنے گلے میں ڈالی اور معمولی طور پر پوچھ کر کے پھر حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں آپ کے حالات سے واقف نہ تھا، آپ کی خدمت کچھ بجانہ لایا، اب مجھ کو اپنا نیاز مند سمجھ کر کچھ خدمت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ مہاراجہ تم کو خدا نے راجہ مہاراجہ بنا کر ملک مال دولت و حشمت دی تم کو چاہیے

اپنی نکل رعایا کو ایک نگاہ سے دیکھو تمہاری مسلمان رعایا کو نہ ہونے مسجد اور بانگ سے بہت تکلیف ہوتی تھی راجہ نے اپنے ہمراہی اہلکار کو حکم دیا کہ مینل ہزار کی تیاری سے ایک مسجد بنادی جائے اور اذان کی اجازت ہو، آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ بادشاہی مسجد کہ جس میں طویلہ ہے خالی کرادی جائے راجہ نے اُس روپیہ سے طویلہ تیار ہو جانے کا حکم دیا کہ ابھی وہاں سے گھوڑے نکال کر اس کی مرمت استرکاری کرادی جائے آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا پیسہ نکٹا تو پھر اس میں نماز نہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام خود کرا لیتا ہے۔ الغرض وہ مسجد مسلمانوں کو ملی، اور اب حضرت کے طفیل سے بیس سے زیادہ مسجدیں ہیں جن میں دھڑا دھڑ نمازیں ہوتی ہیں۔ ایک دوست فرماتے ہیں کہ میں جمیر سے آتا تھا جے پور میں گاڑی بھرتی تھی، وقت دو گھنٹہ کا تھا سخت گرمی تھی، ایک بالکی گاڑی میں سوار ہو کر بھاگا بھاگا مولانا ضیاء الدین کے مزار پر آیا، جی چاہا کہ مزار کی قدمبوسی کروں، مگر جب چلا تو پتھر فرش کے ایسے گرم تھے کہ یہ بھلس گئے، غرض مجھ کو قریب پہنچا، جب اس سل پر پیر پڑا کہ جو زیر توذ تھی بالکل سچ تھی، میں نے بخوبی کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور حضرت کے مرتبہ عالی پر عش غش کرتا ہوا پھر اسٹیشن ریلوے پر آیا۔

## ذکر حضرت مولانا سید عماد الدین میر محمدی ہلوی قدس سرہ

آپ ہمیشہ زادہ سید فتح علی شاہ قادری کے اور خلیفہ اکل حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کھ اور نہایت عظمت و کرامت تھے، سادات عظام و رؤسائے عالی مقام دہلی سے تھے، علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر پہلے تربیت درویشی کی اپنے ناموں سید فتح علی شاہ قادری سے کر کے کئی سلسلوں میں اجازت حاصل کی آخر حضرت مولانا صاحب کے مرید ہو کر کار تکمیل پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کر کے اوپر تربیت شہزادگان و رئیسان دہلی کہ جو مرید حضرت مولانا کے تھے مقرر ہوئے اور آپ کے بھی ہزاروں مرید تھے، ذات بابر کا سے فیض عام جاری تھا، سماع کو بہت درست رکھتے تھے، اوائل میں بہت سفر کئے بزرگان وقت سے فوائد حاصل کئے، جب تک حضرت مولانا حیات رہے بغیر دیکھے ان کے نہ رہ سکتے تھے، عاشق میر تھے، تھام اولاد حضرت ابو ظفر بہادر شاہ اور دیگر شاہزادہ و امراء آپ کے مرید تھے، چنانچہ شہزادہ سلیم خور دسال تھے چھت کے اوپر پتنگ پڑا ہے تھے، حضرت نیچے دالان میں تشریف فرما تھے، ان کے پتنگ پر ادھنی صلابت لے کر پتنگ ڈال دیئے وہ روئے لگے، حضرت نے ان کے روئے کی آواز سن کر دالان سے باہر آئے اور پوچھا کہ

میاں روئے کیوں ہو، انہوں نے عرض کیا کہ میرے ایک پتنگ پر کتنے ہی بیج ڈال دیے ہیں، آپ نے فرمایا نہ رو لو وہ کاٹا معاً یہ فرماتے ہی جتنے بیج پڑے تھے سب کٹ گئے، میں نے دیکھا کہ تا ایام غد حضرت ظل سبحانی ہمیشہ عرس شریف میں شامل ہوتے رہے، وفات حضرت کی ۲۲ لاکھ میں ہوئی۔ مزار شاہجہان آباد میں متصل چلی قبر کے اپنی خانقاہ میں ہو، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:- سید عنایت حسین مکن کشمیری دروازہ، شاہ میر محمد شیخ فیض اللہ، مرزا نجمہ بخت عم شاہ، شاہزادہ سلیم برادر شاہ، مرزا محمد روشن شیخ، کاتب محمد دارا بخت میراں شاہ، پدر کاتب شیخ انجمن متوطن ساگر صاحبزادہ لطف اللہ کہ کسی اولیاء کی اولاد سے تھے، مولوی رحمت علی، مولوی نجیب اللہ۔

## ذکر حضرت مولانا سید شاہ نیاز احمدی فخری نظامی خلف سید حاجی حکیم شاہ رحمت سرہندی قدس

آپ اعظم اولیائے متاخرین و کبرائے و خلفائے راستین مولانا فخر الدین فخر جہاں کے تھے کہ باناز و نیاز ہمزاد درد سوز گداز دماز و در عشق و محبت جانناز علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ رموز صوری اور معنوی میں یکنائے روزگار تھے، طالبان خدا کو بخدا پہنچاتے تھے، بارگاہ حضرت کے معدن فیوضات ربانی اور خانقاہ مطلع انوار سبحانی تھے، مولد شریف حضرت کا سرہند تھا، جب آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ خور دس سال تھے، آپ کی والدہ عقیقہ روزگار تھیں، آپ کی پرورش فرماتی تھیں۔ بعدہ بلے تربیت ظاہری و باطنی حضرت مولانا فخر جہاں کے سپرد کیا، مولانا نے آپ کی تعلیم میں نہایت کوشش کی کہ تیرہ برس کی عمر میں علوم منقول اور معقول غرض اور اصول حدیث اور تفسیر اور فقہ وغیرہ فاضل ہو کر دستا فضیلت حاصل کی اور بیعت ہوئے، چند سال کی کوشش میں بکمال ولایت باطنی فایز ہوئے، بعد عطلے خرقہ غلام پیش گاہ پیر مرشد سے بخت بانس بریلی مامور ہوئے۔ وہاں پہچکے ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے ہزار با آدمی سلسلہ ارادت میں آئے اور مردان کابل و قندھار و بدخشاں و شیراز و فارس و عرب شام و روم و کوہ قاف آ کر مستفیض ہوئے اور خلفاء حضرت کے ہر چہار سمت عالم میں مامور ہوئے۔ مغرب و مشرق کہ حضرت سید شاہ عبداللہ بغدادی قادر گیلانی کے اولاد سے حضرت غوث اعظم کی تھے دہلی میں تشریف لائے بمقام حاجی مسجد مجمع عام میں حضرت مولانا فخر الدین سے کہا کہ چندے نیاز احمد کو مجھ کو دیدیجئے کہ ہندوستان میں

اسی کے واسطے آیا ہوں، جو امانت اس کی جو اس کو دیدہ دل و حسبِ محکم حضرت غوث پاک کے اپنی لڑکی کی شادی اس کے کروں دوسرا کام نہیں ہو، حضرت مولانا نے اُن کا فرمان قبول کیا، آپ بمقام رامپور تشریف لے جا کر اُن کے بھی مہر دے دیے اور نعت پڑھائے قادر یہ مشرف ہوئے۔ خوارق اور کرامات حضرت کی بہت مشہور ہیں، بالکل قدم بقدم حضرت مولانا کے تھے، دیوان نیاز آپ کی تصنیفات مرغوب طبع آصفیہ ہو، اردو فارسی دونوں زبانوں میں عمدہ اشعار تھاق اور معرفت میں غزلتے تھے، ولادت باسعادت بمقام سرہند ۱۳۳۷ھ میں ہوئی، اور وفات حضرت کی بانس بریلی بتاریخ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ میں ہوئی، مزار گھر بار بریلی میں حاجت برائے خلق ہو۔

تذکرہ حضرت مخدوم زادہ شیخ یار علی شاہ کیرانوی صابری حجتی قدس سرہ

جلال الدین کبیر الاولیا بانی تپتی کے تھے، بڑے صاحبِ عظمت و جلال و ربا کمال گزشتے ہیں، و بہت خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں، البتہ آپ کے وقت میں کچھ اہل کیرانہ آپ سے رجوع کرتے تھے، بعد انتقال آپ کے پیروہ ہیت اصلی پر آگئے، مزار آپ کیرانہ میں آپ کی ہی بیٹھک میں ہو، جو شاہ جی کی بیٹھک نواب دروازہ مشہور ہے۔

تذکرہ حضرت سید علیم الدین سید عتیق اللہ حجتی جالندہری قدس سرہ

اور عالم ظاہری اور باطنی تھے۔ انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و نہرۃ السالکین و شرح اخلاق ناصری و زبدۃ الریایات و نشر الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدرر للرحبان عربی مؤلف مزنا خاں برکی محدث آپ کی تصنیفات ہیں، آپ خورد سالی میں شاہ ابوالعالی صابری کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور تکمیل سید میراں بھیکہ سے کی اور فرقہ خلافت حاصل کیا، تمام عمر تقنین اور تعلیم میں بسر کی۔ نقل ہو کہ آدینہ بیگ خاں فوجدار دوآبہ جالندہ نے صدیق بیگ کو قصبہ نور محل کا حاکم کیا، اُس نے ایک سید کی ملک ضبط کر کے تیس روپے طلب کئے وہ حضرت کی خدمت میں آیا، آپ نے ایک خط سفارشی صدیق بیگ کو لکھا آپ نے سفارش نامنظور کی اور کلمات ناشائستہ زبان پر لایا۔ قدرت خدا سے دوسرے ہی روز صدیق بیگ کو آدینہ بیگ خاں نے ہلا کر قید کیا، اور تیس ہزار روپیہ جبرانہ کیا۔ آپ کے حالات اسرارِ علم میں شرح وار لکھے ہیں۔ ولادت حضرت کی ۲۲ جمادی الآخر ۱۰۹۹ھ میں ہوئی۔ وفات ۱۶ صفر ۱۲۷۷ھ میں بمقام جالندہر ہوئی۔ دروازہ پر آفتابِ چشتیہ مادہ تاریخ وفات کندہ ہے۔

## ذکر حضرت سید علی شاہ چشتی جالندھری قدس سرہ

آپ خلیفہ سید علیم الدین کے تھے  
اور صاحب سجادہ بھی ہوئے ہزار

مرید ہوئے، وفات حضرت کی ۱۲۷۷ھ میں ہوئی رضی اللہ عنہ آپ کا مادہ تاسیخ ہے کہ جو غلام رسول ساکن ٹانڈہ  
نے نکالا کہ آپ کے مریدوں میں سے تھا۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ سید علیم الدین کے تھے  
قصبہ راہون دو آبہ جالندھری میں

رہتے تھے ذات جامع الکملات تھے علوم ظاہری اور باطنی سے خوب اہر تھے تمام عمر تعلیم و تلقین میں مصروف  
ہے، وفات حضرت کی ۱۹ ر ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سعید بیری شریقی لہوری قدس سرہ

آپ قوم سے نو مسلم تھے  
اور خوجہ قوم کا جوشہو

ہے پیشہ آبائی کرتے تھے، بعض وقت غلہ ایک جگہ سے لجا کر دوسری جگہ فروخت کرتے تھے، کبھی کسی بہرے غلہ  
بیل پر لاد کر لاہور میں لاتے اور فروخت کر کے اُس کے نفع میں گذر کرتے، ایک بار غلہ لے جاتے تھے دریا کا وادی کر  
جب موضع نیاز بیگ پر قریب مدرسہ کہنے کے اُنے بیل کا پیرا بجا دے گا پیر ٹوٹ گیا، غلہ کی گون گر پڑی جو آپ کے  
ہمراہی تھے اُن سے ہر چند کہا کہ تم اس بار کو تقسیم کر کے اپنے بیلوں پر بکھو مگر وہ نہ مانے وہ سب بیخ و بن سکھو کے دہان  
چلے گئے یہیں ہے۔ الغرض جو دن باقی تھا وہ تمام ہوا شب باندھیری تھی، آپ نے درگاہ پر دو گار عالم  
مستجاب الدعوات میں دعا کی کہ الہی کوئی سبب پیدا کر کہ یہ غلہ سلامت لاہور میں پہنچ جائے، جب نصف  
شب گذری ایک سوار دور سے پیدا ہوا، جب وہ نزدیک آیا اُس نے سخت آواز دی کہ تو کون ہے جو  
اس ویرانہ میں کہ اندھیری رات ہو غلہ لئے بڑا ہے میرے پاس آیا ہے سمجھے کہ کوئی رہزن ہو تو ٹٹنے آیا ہے  
زخمی سے جواب دیا کہ میں غریب مسافر مزدور ہوں میرا نام سجد ہے میرے پاس سولے اس غلہ کے  
اور کچھ نہیں، ایک بیل تھا سودہ لنگڑا پڑا ہے، اُس سوار نے فرمایا کہ گون غلہ کی میرے پاس لاؤ انہوں  
نے جواب دیا کہ بیل بکا ہے مجھ اکیلے سے گون اٹھ نہیں سکتی، سوار نے فرمایا کہ لنگڑا انہیں ہے، پھر  
انہوں نے کہا کہ اس کے بیکار ہونے کی وجہ سے میں یہاں بڑا رہا اور ہمراہی چلے گئے، سوار نے فرمایا کہ  
اس کو کھڑا کر، ذرا انہوں نے بیل کو سہارا دیا وہ کھڑا ہو گیا پھر باکل درست تھا، اب انہوں نے جانا کہ

یہ امداد غیبی تھی اور یہ سوار سہزن نہیں ہی بلکہ رہنما ہے، پھر انہوں نے کہا کہ گوں بھاری ہی میں تنہا نہیں اٹھا سکتا۔ وہ سوار نزدیک آیا، اور نوک بھالہ سے اٹھائی، انہوں نے یہ کرامت سوار کی دیکھ کر اُس کے قدم پکڑ کر عرض کیا کہ میں آپ کی زیارت مشرف تو ہوا، مگر اپنا اسم مبارک بھی فرمائیے، میرا خاص مطلب یہ ہے کہ بس دنیا سے بے پردہ ہو جاؤں، سوار نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے جا اپنا راستہ یہ بہت سوائے اوچتر سے پیش آئے، تب سوار نے فرمایا کہ میں علیؑ ہوں حکم پروردگار تیری امداد کو آیا ہوں، عاتجہ کو خدا رسیدہ کیا، یہ فرما کر نظر سے غائب ہوئے، سعید واپس مشرق پور میں گئے اور جو کچھ گھر میں تھا رامو مولا میں دیکر ریاضت اور محنت میں مشغول ہوئے، اور سلسلہ صابریہ میں مرید ہو کر اولیائے روزگار سے ہوئے۔ یعنی شیخ محمد سعید بن محمد باقر مشرق پوری مرید شاہ مراد ملتانی کے وہ مرید شیخ جیو شاہ گجراتی کے وہ مرید شیخ ذکریا دوی کے وہ مرید حاجی قطب دوی کے وہ مرید شاہ درگاہی لاہوری کے وہ مرید شیخ ابو سعید گنگوہی کے۔ ایک بار آپ خرپڑہ لاہور میں لا کر دوکان نیلگر پر فروخت کرنے لگے۔ نیلگر کے دل میں خطرہ گذرا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی تخم وغیرہ خرپڑہ کاٹ نیل میں جا پڑے اور وہ خراب ہو جاوے اس سے بہتر ہے میں اُن کو یہاں سے اٹھا دوں، آپ نے نور باطن سے اس کا خطرہ معلوم کر کے کل خرپڑہ باقی ماندہ اُس کے مات میں ڈال کر فرمایا کہ تیری زندگی تک اب اس مات میں نیل ڈالنے کی حاجت نہ ہوگی جتنا چاہے رنگ، چنانچہ بارہ برس تک وہ مات رنگین رہا کبھی نیل ڈالنے کی حاجت نہ ہوئی۔ اس قسم کی ہزاروں کرامات مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۲۸۷ھ میں ہوئی، مزار مشرق پور میں مادہ تاریخ لفظ درغ مزار پر کندہ ہے۔

آپ مشہور شاعر پنجاب

**ذکر حضرت شیخ خیر الدین خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ**

آپ کا مشہور ہے، اور مرید شیخ سلیم لاہوری کے تھے، سماع میں وجد بہت ہوتا تھا اور لنگر جاری تھا، اُس میں فقیر اور غنی کی خصوصیت نہ تھی۔ وفات حضرت کی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

آپ خلیفہ اکمل بندگی شاہ میراں بھیکہ

**ذکر حضرت شیخ محمد سالم روپڑی قدس سرہ**

کے تھے، عجائب حال و غرائب اطوار عالم علم معرفت تربیت مریدوں میں بیگانہ عصر تھے، سماع سے بہت حظ اٹھاتے تھے، رجوعات فتوحات



بکثرت تھے، ہزاروں مُرید تھے۔ ہر روز ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ سوالا لکھ کیا کرتے تھے، وفات حضرت کی ۳۰ ذی الحجہ ۱۱۸۷ھ میں ہوئی، مزار روپڑ میں ہے۔

آپ خلیفہ و صاحبِ سجادہ شیخ محمد سالم  
**ذکر حضرت سید محمد اعظم روپڑی قدس سرہ**

ایسا جذب تھا کہ نظر فیض انرجس پر پڑتی وہ خدا رسیدہ ہوتا تھا۔ ایک بار حضرت گھوڑے پر سوار روپڑ سے دو سکر گاؤں میں جاتے تھے کہ رہزنوں نے آگھیرا اور گھوڑا لینا چاہا، آپ کمالِ حلم سے پیش آئے اور فرمایا کہ یہ گھوڑی کہ جس پر میں سوار ہوں دُبی اور کم قیمت ہے، دوسری گھوڑی میرے مکان پر موجود ہے وہ اس سے نہایت بہتر ہے، اگر اس وقت ٹھہرو تو میں وہ گھوڑی لاکرم کو دوں، یہ فرما کر مکان پر گئے اور وہ بیش قیمت گھوڑی لاکر رہزنوں کو دیدی وہ لیکر اپنے مقام پر گئے، دوسرے روز تمام مردوزن اُنکے آکر تائب ہوئے اور حضرت کی گھوڑی اور ایک دوسری لاکر لیں۔ وفات حضرت کی ۱۹ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ میں ہوئی مزار آپکے روپڑ میں ہے۔

آپ خلیفہ شیخ محمد ہلوی  
**ذکر حضرت شاہ نصیر کوکہ ذکر الصابری حشتی قدس سرہ**

زہد و تقویٰ سے آراستہ مجاہد باللہ شیر صورت با عظمت و ہیبت تھے۔ عاشقِ سماع و وجد تربیت یافتہ روحانیت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ بہت کرتے تھے، دنیا اور اہل دنیا سے بہت متنفر تھے، نام پاک حضرت مخدوم علی احمد صابری حشتی کلیر کے عاشق تھے تربیت مریدوں میں بیکادر و زکا رہتے، وفات حضرت کی، ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شاہ نصیر کوکہ  
**ذکر حضرت سادات شاہ غلام حشتی صابری قدس سرہ**

عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے، علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیرا تھے، سماع کو بہت دوست رکھتے، آپ کے دو صاحبزادے تھے بڑے صاحبزادہ سید صابر علی شاہ اور دوسرے صاحبزادہ نے خورد سالی میں انتقال کیا، آپکی مجلس سماع میں کل حاضرین پر حالت طاری ہوتی تھی، حالت وجد میں جس پر نظر پڑتی وہ بھی وجد میں جاتا تھا، حالت وجد میں تو الونگ بہت داد و دُش فرماتے تھے وفات حضرت کی ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت بندگی سید بر علی شاہ معروف میاں صاحب بخش حشتی مولوی صاحب برقی سسرہ

آپ خلیفہ اکمل و صاحب سجادہ بندگی شاہ غلام سادات تھے، بیان کرامت حضرت کا احاطہ تحریر سے افزوں ہے کل امراء دہلی شاہ و شاہزادگان ذات بابرکات سے معتقد تھے، حضرت نہایت مخیر تھے، فتوحات کو کم قبول فرماتے تھے، غریبوں سے نہایت محبت تھی۔ ایک بار کیسا ہی آسید زدہ روبرو حضرت کے جاتا حضرت کی صورت دیکھتے ہی اس کا آسید بجاگ جاتا تھا، آپ کے نفس پاک کو اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ کیسا ہی سخت بغض ہوتا، جہاں حضرت سے دو چار دن دم کرایا اُس کو صحت ہوئی۔ ہزاروں گھر آپ کی رعایا تھے ہر شخص کو رعایا سے مثل فرزندوں کے پرورش فرماتے۔ وفات حضرت کی تاریخ ۱۲ رجب الاول ۱۰۳۳ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں اندرون شہر ہے۔

## ذکر حضرت سید میر عبد اللہ شاہ قدس سسرہ

آپ خلیفہ و پیر صاحب سجادہ سید بر علی شاہ حشتی صابر کے تھے نہایت بابرکت اور صلح اور عابد تھے، حضرت کا زہد اور عبادت آپ کی زیارت سے اہل نظر کو معلوم ہو جاتی تھی، اوائل عمر سے عابد اور صلح تھے۔ چنانچہ بوجہ صلاحیت اور عبادت کے بادشاہ بھی اعزاز کرتے تھے۔ تمام شہر دہلی حضرت سے معتقد تھا، حکام یورپین بھی اعزاز کرتے تھے، پیرزادگان میں یگانہ عصر تھے، اوائل سے تا آخر فقر بسر فرمایا، اگر آخری وقت میں حضرت کو سراج دہلی، فخر دہلی، برکات دہلی جو کہیں سو بجا ہے۔ مجھ کو بچہ پن سے حضرت کی خدمت میں نیاز اور حضرت کو مجھ پر شفقت تھی۔ وفات حضرت کی تاریخ ۲۳ شعبان ۱۰۳۳ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں قریب مزار والد کے اندرون خانقاہ ہے۔

## ذکر حضرت مولانا قاضی محمد عاقل حشتی فخری نظامی قدس سرہ

حضرت خلیفہ کلان مولانا نور محمد بھیل مہاروی کے تھے، کوٹ مٹھن میں پیدا ہوئے اور سات آٹھ برس کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوئے، اور چند سال محنت کر کے تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستا فضیلت حاصل کی، بعدہ مولانا نور محمد سے بیعت کر کے ریاضت شاقہ اور زہد میں مشغول ہوئے، چند روز میں کارروائی تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ تمام دن تعلیم طلبائے علم دین میں مصروف رہتے۔

آدھی رات تک طالبانِ حق کو تعلیم فرماتے، بعد آدھی رات کے ذکر اسم ذات میں مشغول ہوتے حضرت کے مدرسہ شریعت اور طریقت سے ہزاروں کامل ہو کر نکلے۔ ان میں سے جو اولیاء اور صاحبِ اجازت ہوئے وہ یہ ہیں:- اول مولانا قاضی خواجہ خدابخش پیر حضرت دوم مولوی سلطان محمد تیسرے مولوی عبداللہ، چوتھے شیخ شرف الدین، پانچویں شاہ محمد اعظم کہ اولاد سے مخدوم جہانیاں کے تھے، چھٹے حافظ جان محمد ساکن اوج شریف ساتویں مولوی خواجہ تلج محمد صاحب، آٹھویں خواجہ محمود بنیرہ اکبر مولانا نور محمد صاحب سجادہ، نویں خواجہ گل محمد احمد پوری، دسویں حاجی نصرت، گیارہویں میاں نور محمد ان کے علاوہ اور بھی بہت خلیفہ ہوئے وفات اس ذات جامع الحسنات حامی دین متین پیشوائے اہل یقین کی ۸ ماہ رجب المرجب ۱۲۹۹ھ میں ہوئی، مزار گھربار کوٹ مٹھن میں سجدہ گاہ مریدان ہر۔ مادہ تاریخ اُس بادشاہ شریعت شاہنشاہ طریقت کا یہ ہے۔

روز ہشتم بود از ماہ رجب  
کز جہاں نور جہاں شد محتسب

## ذکر حضرت مولانا خواجہ قاضی خدابخش ابن قاضی محمد عاقل کوٹ مٹھن

یہ حضرت خلیفہ اعظم و فرزند مکرم قاضی محمد عاقل کے تھے، یہ مادر نداد ولی تھے، خوارق اور کرامات طفولیت سے ظاہر ہونے لگے تھے، علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار اور تربیت مریدوں میں شہرہ آفاق تھے، نظر فیض رجب پر پڑتی تھی فوراً اس کے دل میں محبت الہی پیدا ہو جاتی تھی اور باستفا اور عطا تھے، باپجو آمدنی املاک جدی اور توہات بغایت کے ترک اور تجزیہ کے ساتھ آیام گزاری کرتے تھے، فتوحات اور آمدنی ذاتی کو فقہ مساکین فرماتے اور خرقة خلافت بہت کم عطا کیا ہے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو جب تک شہود ذات میسر نہ ہو قابل عطاء خرقة خلافت کے نہیں ہوتا، چنانچہ چچہ حضرت کو کہ جو اس مرتبہ عاقل کو پہنچ گئے تھے خرقة خلافت عطا فرمایا، وہ یہ ہیں:- مولانا شاہ غلام فخر الدین فخر جہاں، وعدی خواجہ نصیر بخش مہاروی خواجہ نور بن خواجہ نور محمد ثانی و مخدوم کرم حیدر ساکن اوج دسویں غلام کبریا۔ وفات حضرت کی ۸ رزی الحجہ شب جمعہ ۱۲۶۹ھ بمقام چاچڑاں شریف ریاست بہاولپور میں ہوئی، مزار پڑانوار بمقام کوٹ مٹھن زیارت گاہ خلائق و حاجت روائے مریدان ہے۔

آپ خلیفہ اعظم و فرزند اعظم  
ذکر حضرت مولانا خواجہ فخر الدین فخر جہاں قدس سرہ

غلامی اور باطنی سے آراستہ پیراستہ فقر میں رتبہ بلند رکھتے تھے، تفرید اور توحید میں یگانہ عصر تھے۔  
 جمال یوسفی کمال موسوی خلق محمدی حاصل تھا، اپنے کمال ولایت کو نامقدور چھپاتے تھے، فتوحات بھی  
 بہت تھا، عبادت اس طرح فرماتے کہ کسی کو آگاہی نہ ہو، شہرت کو کم پسند فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ  
 دنیا بڑا کہے خواہ جلا کہے اس کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیے، پروردگار عالم سے معاملہ سچا ہے۔ اول اقل  
 سلطان الاذکار فرماتے تھے، بعد شہود حق میں مستغرق ہو گئے تھے۔ حضرت بروز دوشنبہ بمقام  
 چاچڑاں شریف تولد ہوئے اور بہار جمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی، حزار پُر اذکار کوٹ مٹھن میں  
 حاجت روئے خلق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے برادر حقیقی حضرت مولانا خواجہ شاہ غلام فرید کہ بیشک اس وقت  
 فرید عصر اور مقتدائے مشائخ ہیں زیب مسند خواجگان چشت ہوئے، یہ حضرت بہار ذیقعدہ ۱۲۶۵ھ  
 میں تولد ہوئے۔ ہیئت زہے گوہر خاندان نسریہ، دسے یا جمی قدر و عزت مزید، اس ہیئت سے  
 تالیخ ولادت نکلتی ہے۔ جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی آپ کے والدہ انجش قدس سترہ نے انتقال  
 کیا۔ آپ کے برادر کلاں خواجہ مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ کو مثل فرزند پرورش فرمایا، اور شب رو  
 آپ کی تربیت میں مصروف رہتے۔ اول قرآن حفظ کیا اور چند روز میں تحصیل علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ  
 ہو کر اپنے برادر کلاں سے بیعت کر کے ریاضت شاقہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے  
 خرقہ خلافت پایا، آخر صاحب سجادہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ذات ستودہ صفات کو سلامت رکھے کہ  
 اس وقت میں حضرت یادگار سلطان المشائخ ہیں اور اخراجات حضرت کے گویا اخراجات حضرت سلطان المشائخ  
 نظام الدین اولیا کا نمونہ ہے۔ اس وقت ہندوستان میں دوسرا فقیر یا امیر ایسا نسی نہیں ہے کہ آپ کے  
 نزدیک اشرفی اور پیہ سونا چاندی، اینٹ پتھر سب برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سیر حسی دی ہو کہ جو  
 سائل پہنچ جاتا ہے سینکڑوں ہزاروں دیتے ہیں، میں بھی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ برحورہ دارغشاہ  
 جامع سلاسل فخریہ کا غلام ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہر وقت حضرت کو استغراق رہتا ہے، میں بہت سیاحت  
 اکثر درویشوں کی زیارت سے مشرف ہوا، مگر حضرت شاہ غلام فرید صاحب کے مقالات وہ پائے کہ  
 جن کا بیان کرنا اسرار الہی کا فاش کرنا ہے، مگر جی چاہتا ہے کہ بعد تحریر اس مجموعہ کے حضرت کے حالات  
 ریاضات و مقالات کہ جو طے فرما چکے ہیں اور خوارق و کرامات اور کلمات طیبات جمع کر کے سعادت حاصل  
 کروں گا۔ خلفا حضرت کے یہ ہیں:- حضرت صاحبزادہ مولانا خواجہ محمد بخش صاحب کہ خورد سالی سے عبادت کا

شوق تھا، مخدوم سید ولایت شاہ ساکن اوج صاحبزادہ میاں فضل حق و میاں نصیر بخش صاحبان جہاد کی ولواب والی ریاست بہادر پور سلہ اسد تعالیٰ۔

آپ خلیفہ نامدار و احباب باوقار خواجہ نور محمد چشتی جہاروی کے تھے، کشف و

## ذکر حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی فخری نظامی

کرامات زحد و ریاضت و عبادت و عشق و محبت الہی میں شرق سے غرب و جنوب سے شمال تک مشہور تھے۔ پہلے وطن آپکا گرجی کہ ایک پہاڑی مقام ہے تھا، ہوسنیا رہوئے کوٹ مٹھن میں مدرسہ قاضی محمد عاقل صاحب میں تحصیل علوم ظاہری فرمائی۔ اُسی عرصہ میں شیخ نور محمد بنو خلفا و دیگر مشائخ کوٹ مٹھن شریف لائے اور خانقاہ مخدوم میں ٹھہرے، خواجہ سلیمان مجذوب جاذب حقیقی دیاں پہنچ کر بیعت مشرف ہوئے، کئی برس بجزود پر مشرور رہ کر کار درویشی تکمیل پہنچ کر خرقة خلافت حاصل کیا اور حسب الامر پیر روشن ضمیر تونسہ شریف میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، آپ کے مرید اقدس اور خلیفہ بے انداز ہوئے۔ ہر جہاں رحمت عالم میں پہنچ کر فیضانِ فخریہ جاری کیا، اور ایک لاکھ کافروں کو مسلمان فرمایا۔ بعدہ برلے زیارات و زارواں جگان چشت وارد ہندوستان ہو دیں میں آکر میرے جد ابو ظفر سے حراۃ دہلی کی زیارت کی، بعدہ اجیر شریف کی زیارت سے مشرف ہو کر تونسہ کو مراجعت فرمائی۔ مناقب المصوبین وغیرہ کتاب دیکھنے سے آپ کے کمالات ظاہر ہو سکتے ہیں و مشہور ہیں۔

نقل ہے کہ آپ کے وطن میں ایک مجذوب بیہتہ تھے، جب آپ محل مادر میں تھے، اور آپ کی والدہ گھر سے باہر آئیں وہ مجذوب آپ کی والدہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے، اہل دیہہ نے ان کی طرف گمان فاسد کر کے اُن کو تکلیف دینا چاہا، اول اُن سے سبب پوچھا کہ اُس عورت کو دیکھ کر تم کیوں کھڑے ہوتے ہو کیا ارادہ ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس عورت سے مجھ کو کیا علاقہ ہے، اس کے شکم میں بادشاہ دین دنیا ہے، میں اس کی تعلیم کو کھڑا ہوتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک بار بعد اوائے نماز ظہر حجۃ شریف میں وظیفہ ادا کر رہے تھے کہ ایک عورت رُتی ہوئی آئی اور عرض کی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ مر گیا اب میں کیا کروں، آپ نے فرمایا صبر کر، آپ کے خادم کو اس ضعیفہ کے روتے پر رحم آیا، اُس نے عرض کیا کہ حضرت ایک بیماری سکتہ کی ہوتی ہے اگر ازراہ کرم حضور جل کر ملاحظہ فرمائیں تو تسلی ہو جائے، یہ سن کر حضرت اُس ضعیفہ کے مکان پر آئے، اُس کا پسر

مردہ پڑا تھا اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو مردہ معلوم ہوتا ہے۔ خادم نے پھر عرض کی کہ سکتے بھی مشابہ موت کے ہوتا ہے، حضور نبض ملاحظہ فرمائیں، آپ نے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ناڑی بھی نہیں جو، پھر خادم نے عرض کیا کہ غور سے ملاحظہ کیجئے آپ کی توجہ قلبی اس طرف ہوتے ہی قدرت خدا سے اُس کی نبض کو حرکت پائی فرمایا کہ چلتی تو ہے، اُس خادم نے کہا کہ پھر غور سے دیکھئے، دوسری بار توجہ اُس طرف ہوئی بخوبی نبض کو حرکت لگی اور وہ بیٹھا ہو گیا، اُس عورت نے اُس لڑکے کو لاکر حضرت کی نذر کیا، آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اُس کے سپرد کی وہ بہت جیا۔

نقل ہے کہ ایک لاتی آپکا معتقد اور سوداگر تھا، جب وہ ہندوستان سے ال فرودخت کر کے واپس جاتا، حضور کی زیارت مشرف ہوتا، بہت کچھ پیشکش کرتا۔ ایک بار وہ بیٹھا تھا اُس کے سامنے بہت فتوح ہوا، اُس کے دل میں خطرہ گذرا کہ یہ حضرت لنگر خانہ اور دادو دیش جو ہے ہم دنیا داروں کے باعث ہے اگر ہم کچھ نہ دیں تو سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے، آپ نے فوراً باطن سے معلوم منبراً کر حضرت سلطان المشائخ اور سلطان غیاث الدین کی وہ نقل بیان کی۔ جب سلطان نے ممانعت کی تھی کہ کوئی ہمارا ملازم وہاں نہ جائے نہ کچھ لے جائے، اس پر حضرت سلطان المشائخ نے خواجہ مبشر کو حکم دیا تھا کہ آج سے دو غنا خچ کر وجود رکھو طاق حمرو میں سے لبا کرو، اور اس سوداگر سے فرمایا کہ حمرو میں سے ہمارا مصللاً اٹھا لاؤ وہ حسب حکم حمرو میں گیا، جس وقت جاننا ز اٹھائی دیکھا کہ اُس کے نیچے دریا کی تین دھاریں چلی جاتی ہیں، ایک اشرفی کی، ایک روپیہ کی، ایک میں جواہرات بہتے چلے جاتے ہیں یہ دیکھ کر اُس کو ہیبت ہوئی، جاننا ز ہاتھ سے گر گئی لرزتا ہوا آکر قدموں پر گر غرقو تصور چلا۔ آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ جو مرنے میں وہ سوائے خدا کے کسی کے محتاج نہیں، یہ جو آنا ہے یہ اسباب ظاہری ہو، اور اس کو منع فرمایا کہ اس کی شہرت نہ ہو جب وہ سوداگر بار دیگر ہندوستان میں آیا دہلی پہنچ کر برائے ملاحظہ شاہ اپنی اشیاء لایا، یہ کرامت حضرت کی بچشم خود دید بیان کی، سینے یقل زبانی شاہ کی سنی۔ وفات حضرت کی، صفر بروز پنجشنبہ بعمر یک صد سال ۱۲۶۶ء میں ہوئی۔ مزار پر انوار شگھر و شریف میں حاجت روائے خلق جو۔ غلغلا اگرچہ حضرت کے ہزار در ہزار تمام ممالک میں ہیں مگر چند صاحب تبرکاً تحریر ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ انکبش سلمہ اللہ تعالیٰ کر حضرت کے صاحب سجادہ اور مفید وقت اور شیخ المشائخ ہیں۔ بیٹے بھی حضرت کی زیارت کی جو دوسرے شیخ محمد یار و حافظ محمد علی خیر آبادی و مولوی محمد علی و میاں عبدالستار شاہ کہ ان کے مریض ہیں

حاجی احمد السہ صاحب غنیمت ہیں۔

## ذکر حضرت مولانا غلام نصیر الدین معروف کالے صاحب دھلوی خلف مولانا قطب الدین خلف اکبر حضرت مولانا صاحب

آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے، زہد اور تقویٰ میں یگانہ عصر اول اول کسوت غنا میں اپنے کمال کو پوشیدہ رکھا، بعدہ چندے تو نسہ شریف میں حضرت شاہ سلیمان صاحب ہمعصبت نے کم بولتے اور نہایت شہ زور تھے، مرید اور خلیفہ اپنے والد کے تھے، وفات حضرت کی بمابہ صفر ۱۲۶۲ھ میں ہوئی، مزار قطب میں آپ کے بعد آپ کے فرزند کلاں مولانا غلام الدین صاحب سجادہ ہوئے۔ ۲۱ شوال ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی، مزار قطب میں ہو، آپ کے بعد آپ کے برادر خورمیاں عین الدین صاحب سجادہ ہوئے، ۲ صفر ۱۳۱۶ھ میں وفات پائی، آپ کے بعد آپ کے برادر میاں کمال الدین سلمہ تعالیٰ صاحب سجادہ ہوئے اور نگ آباد میں آسودہ ہیں۔

یہ حضرت خلیفہ خواجہ سلیمان چشتی کے تھے اور عالم اور

## ذکر حضرت شیخ حاجی رمضان چشتی لاہوری قدس سرہ

صائم الدہر عابد زاہد خلیق و مجرد از خلق و وصل بحق ہمیشہ مسجد میں مشغول رہتے، حالت فقر اور تجرید سے گزارتے تھے، سماع میں آپ کو بہت اضطراب ہوتا تھا اور استجاب لدعوات تھے، زیارت حرمین غیر ممکن بھی مشرف ہوئے تھے، بمابہ رمضان ۱۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے، اور ۳۰ رمضان ۱۳۱۶ھ میں فوت پائی، مزار شیخ محمد ظاہر لاہوری کے مزار کے متصل ہے۔

## ذکر حضرت بندگی حافظ موسیٰ چشتی صابری مانک پوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ بندگی سید محمد غلام روپڑی کے تھے، اوائل میں آپ کی دوزوجہ تھیں، پہلے لوہے کو صیقل فرماتے تھے، آخر میں قلوب انسان کو صیقل کیا۔ سجان السد کیا اسرار آگہی تھا، پس جب جاذب حقیقی نے اپنی طوٹ کھینچا دو فوایوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو کر سید محمد غلام روپڑی کی خدمت میں بیعت کر کے بحق مشغول ہوئے، بد تکمیل کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ایک مدت روپڑا اور بہلول پور میں مشغول رہے آخر مانک پور میں مقیم ہوئے اور خلق السد کی ہدایت میں مصروف ہوئے، حالت جذب میں جس کو نظر بھر کر

دیکھ لیتے تھے وہ مجذوب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ حضرت کی توجہ سے مجذوب ہوئے، وفات حضرت کی ۱۶ رمضان بروز یکشنبہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی، 'عزرا' قصبہ مانگ پور میں زیارت گاہ و خلائق ہر خلیفہ آپ کے غلام معین الدین، حافظ محمد حسن عرف حافظ بانکے، مولوی امانت علی، خواجہ عبداللہ امر دہوی و میرانت علی و محمد بخش سہاگ ڈالے و پیر شاہ صاحب سجادہ ہوئے

**ذکر حضرت مولوی امانت علی چشتی** آپ خلیفہ موسیٰ مانگ پوری کے تھے، مرد بزرگ صاحب عبادت کہ دنیا اور اہل نیا سے کچھ کار نہ رکھتے تھے، بعد وفات حافظ صاحب کبک کشمیر میں جا کر شیخ احمد کشمیری کی خدمت میں حاضر رہ کر فیض حاصل کیا، بعدہ امر وہہہ میں سکونت اختیار کی، وفات حضرت کی ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت محمد حسن عرف حافظ بانکے** یہ حضرت خلیفہ موسیٰ مانگ پوری کے تھے، مجدد بالسد صاحب ترک و تجرید اور فقر میں شان عالی رکھتے تھے، علم توحید میں مبیل تھے، سینکڑوں مرید رکھتے تھے، آزاد منش اور فارغ قیودات دنیوی سے تھے حضرت کے خلفاء سے مرزا قایم الملک چشتی صابری اس وقت میں غنیمت اور صاحب سلسلہ ہیں، تمام ہندوستان میں ان کے خلفاء کے مرید ہر مل و معصوم صفت بھی ہیں سلسلہ اللہ تعالیٰ۔

**ذکر حضرت بندگی غلام معین الدین شاہ خاموش حیدر آبادی** یہ حضرت خلیفہ اکمل حافظ موسیٰ مانگ پوری کے تھے

صاحب زہد و ریاضت و عشق و محبت صاحب سماع و سخی وقت رجوعات و منقوحات بد جہ غایت تھا، مسافروں اور درویشوں و راہل عرب سینکڑوں بلکہ ہزاروں دیتے تھے چنانچہ اب تک جو عات آپ کی صاحب سخا کے پاس آئی کہ کسی درویش حیدر آباد کو نہیں جو نہایت اکمال گذرے ہیں، ہندوستان میں بڑے زیارت حزارات خواجگان چشت جو آئے تھے اس سفر میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اپنے سلسلہ کے پیران چشت کے حزارات پر کھواب اور زلفیت کے خلاف چڑھائے، باوجود اس فتح کے خود فقرا و تجرید کے ساتھ ایام گذاری کرتے تھے، لباس صابر یہ پہنتے تھے مزاج میں کچھ قسمی کم تکلف نہ تھا، عبادت میں شہرہ آفاق تھے، اگرچہ کایہ تب لحوں زیارت مشرف نہیں تھا، لیکن جہت یتیم حیدر آباد میں گیا بطور سیاحی تو حضرت ہندوستان میں تھا اور وہاں کے فقرا کو دیکھا زیادہ حیدر آباد میں ٹھہرنا نہ ہوا، کس واسطے کہ ارادہ یادت ملک مدراس تلنگانہ تھا، چھاؤنی میں ایک سنیا سکی مکان پٹھرا تھا



چہار منارہ کے قریب لالہ کالکا پرشاد بالکا پرشاد کے مکان پر مدعو تھا کہ ان سے سرنج کی ملاقات تھی، وہ قانون گو سرنج کے ہیشہ زادہ تھے جو کہ وہاں سے ایک مکان بھی قریب تھا آپ کے حالات سن کر گیا، مناکر ہندو گئے ہوئے ہیں ایک ہفتہ بعد آباد میں ٹھہر کر بیراگیوں کی جماعت کے ہمراہ آگے چلا گیا، آخر سنہ ۱۳۱۵ھ میں حضرت کے روحی فیضان ہوا جس کی ذکر تذکرۃ الفقراء میں ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی ۲۸ مایہوز ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ مزار حیدر آباد دکن میں ہے خلیفہ آپ کے یہ ہیں: سید محمد ہاشم حسینی حشیتی صابری سجادہ و ہلال شاہ و امان الدین شاہ و بلاتی شاہ۔

یہ حضرت سالک مجدد تھے، سوائے  
**ذکر میاں گھوڑا شاہ سرنجی حشیتی نظامی قدس سرہ**  
 ایک گزہ کے اور کپڑا نہیں رکھتے تھے

حالات جذب میں مثل گھوڑے کے کوندے پھاندتے، اگر چاہے یا نالہ آیا جست کر جاتے تھے ضعیفی میں بزرگ کرامت وہی حالت رہی، ایک گھوڑی سواری میں اور ایک نیل گائے کو تل رہا کرتی تھی، جس کو آپ کے بالکے کفر چٹ لیکر چلا کرتے تھے راکٹ مندر بردہ کہا کہ علاقہ بھیلہ متصل شس آباد ہے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہمارے ہاں تشریف فرما تھے، کسی کے ہاتھ کا پکایا ہوا نوش نہ فرماتے تھے۔ کفر چٹ کھانا تیار کر کے اپنے ہاتھ سے کھلاتے تھے اور وہی طہارت بھی کرایا کرتے تھے، حضرت کے واسطے انگٹھ پر باٹی سینک ہے تھے کہ ابراہا اور مہاوت کا پانی برسنے لگا، تو سر پر ہاتھ رکھ کر ہماری پولی یعنی دروازہ میں آگئے، اور باواز بلند کفر چٹ سے فرمایا کہ اگر میری دھوتی پر ایک بوند بھی پڑی تو آج تیری خیر نہ ہوگی، کفر چٹ اپنے کرنے کا دامن دھوتی پر دے کھڑے ہو گئے، گھوڑی دیر کے بعد پانی قہم گیا، دیکھا خوب پانی برسا تھا چار طرف بہ نکلا مگر حضرت کی دھوتی پر ایک بوند نہ پڑی۔

نقل ہے کہ ایک بار ٹونک کی طرف عازم ہوئے، بمقام ریاست اندر گڑھ پہنچ کر در دولت راجہ پر مقیم ہوئے اور اُس وقت بسبب مساک باراں کے تمام مالوہ پریشان تھا، دوسرے روز کفر چٹ کا نکر یعنی باٹی سینک ہے تھے، حضرت نے کفر چٹ سے فرمایا کہ بچہ اتنے باٹی سینک میں گھوڑی کو تالاب میں سے پانی پلاؤں، لوگوں نے عرض کی کہ بہشتی اگر پانی پلا دیگا، تالاب خشک پڑا ہے۔ آپ نے دسنا گھوڑی لئے ہوئے تالاب کے بیچ میں گھوڑی پکڑ کر بیٹھ گئے، تمام شہر میں شہرہ ہوا کہ فقیر تالاب میں بیٹھا ہوا ہے، لوگوں نے جا کر وہیں لانا چاہا، آپ نے سب کو دھتکار بتائی، وہ دن تمام ہوا، دوسرے روز ایک ٹکڑا ابراہا آیا اور ایسا پانی برسا کہ تالاب بھر گیا، گھوڑی جھوٹ کر کنارہ پر آئی، حضرت غوطہ کھانے لگے آخر راجہ مع اپنے

اراکین دولت پہنچا بدقت حضرت کو نکالا، جب بستر پر آئے راجہ نے برائے اولاد زینہ دعا چاہی، آپ نے فرمایا کہ گج سے نویں مہینہ بیٹا ہوگا۔ راجہ آپ کو محل میں باعزاز ٹھہرایا، خدمت میں مصروف ہوا، جب نویں ماہ فرزند تولد ہوا، راجہ دست بستہ آکر کھڑا ہوا اور عرض کی جو حکم ہو کالائوں، آپ نے فرمایا پانچ سو بکریاں دے، اُس نے اُسی وقت حکم دیا، جب بکریاں آئیں اور حضرت نے اُن کو ملاحظہ فرمایا تو گھبرائے کہ میں کیا کرونگا میں تو پانچ سو تھوڑی سمجھا تھا، راجہ نے عرض کی کہ اب یہ آپ کی ہلک ہے جو چاہے کیجئے فرمایا اچھا اب تو میں وزیر خاں کے پاس ٹونک جاتا ہوں جب وہاں سے واپس آؤں گا لے جاؤں گا۔ الغرض بعد قطع منازل قریب ٹونک کے ایک درخت بڑے نیچے ٹھہرے، چونکہ حضرت سے بہت لوگ واقف تھے نواب سے خبر کی کہ سر سونج سے میاں گھوڑا تشریف لائے ہیں، چونکہ نواب وزیر الدولہ نہایت پابند شریعت تھے برائے امتحان ایک گٹھا گھانس چار سیر چنے ایک مشک پانی بھیج دی اور جعدار دروازہ کو ہراہ کیا جب وہ سامان روبرو حضرت کے آیا کفر چٹ سے فرمایا کہ گھوڑی کے داہانہ لٹکا کر چھوڑ دے، اور آپ اس کے امتحان پر مثل گھوڑی کے جا کھڑے ہوئے، کفر چٹ سے فرمایا کہ اکاڑی بچھاڑی لٹکائے اور تو برا چڑھا کہ الغرض کئی پوئے گھاس کے کھلے، ایک مشک پانی مثل گھوڑی کے پیا، باوجودیکہ منہ میں ایک دانت بھی نہ تھا، مگر مثل گھوڑی کے کل دانہ چاب گئے اور گھوڑی کی سی لید کی اور اُسی رنگ کا پیشاب کیا اور جعدار سے فرمایا کہ گھوڑا شاہ کا یہ تبرک ہے، نواب کے پاس لے جا۔ جعدار نے یہ کرامت نواب سے بیان کی، نواب اُٹے اور کہا کہ یہ لوازمہ برائے اسب حضور ارسال کیا تھا نہ کہ برائے حضور، اور پوچھا کہ یہاں کیونکر قدم نہج فرمایا، آپ نے فرمایا کہ راجہ اندر گڑھ لے بکریاں دی ہیں اُن کے چرانے کو جھگ لے، نواب نے کہا کہ جو گاؤں علاقہ سر سونج سے پسند ہوئے لیجئے، نواب نے ایسا گاؤں تجویز کیا کہ جو شہر سے قریب اور اس کی نشست چار پانچ ہزار روپیہ کی تھی، آپ نے قبول نہ کیا فرمایا کہ وہ بستی راجپوتوں کی ہے، بکریاں جس اُجاڑ کرینگے وہی میرا سر بھوڑ دیکھا۔ آخر اگر وہ گاؤں کو جو پہاڑی تھا منظور کیا کہ جو میرے سامنے پندرہ روپیہ پال پر ٹھیکہ کو تھا وہاں بکریاں بھوڑ دیں، انتقال حضرت کا غدر سے پہلے ہوا، مگر یہ کہی نہیں فرمایا اس سبب سلسلہ گم ہوا

ذکر مولوی غلام مصطفیٰ وزیر آبادی قدس سرہ

آپ مرید شیخ الدننا صابری کے تھے  
 وہ مرید شیخ کریم الدین کے وہ مرید شیخ  
 محمد غوثؒ وہ مرید شیخ قادریؒ کے وہ مرید حامد شاہ کے وہ مرید شیخ محمد صدیق لاہوری کے وفات حضرت کی ۱۱۶۷ھ

میں ہوئی، مادہ تالیخ خدا پرست ہے۔ آپ کے بعد سیر چلیغ شاہ سبزواری لاہوری صاحب سجادہ ہوئے۔

یہ حضرت صاحبِ جد و سلع تھے تجوڑ  
**ذکر حضرت شیخ فیض بخش لاہوری قدس سرہ**  
 اور تفرید کے ساتھ ایام گزاری کرتے

تھے، اور مرید سید جید علی شاہ کے، وہ مرید شیخ خیر شاہ کے سال بھر میں سترہ عرس کیا کرتے تھے اور شہر ساز  
 سے ایام گزاری کرتے تھے۔ آپ کے مرید بھی باکمال گذرے ہیں، اور حضرت کا ملان متاخرین صابریہ میں  
 باکمال گذرے ہیں عاشق رسول تھے، چنانچہ شبِ ہنم جب ششہ احد میں کہ چند روز پہلے سے تپ محرقہ  
 میں مبتلا تھے، حافظ قادر بخش سے فرمایا کہ مناجات پڑھو، انہوں نے یہ مطلع شروع کیا ۵

منم خاکِ در کوئے محمدؐ، اسیر حلقہٴ مومے محمدؐ، قلیلِ نوکِ شمشیرِ نگاہشؐ، شہید تیغِ ابروئے محمدؐ، یہ سننے ہی  
 حالتِ وجد ہو کر عرق آیا اور انتقال فرمایا۔

**ذکر حضرت سلطانِ مملکتِ عشق ہادینا و مرشدِ نامرزا روشن بخت گورگانی**

**چشتی والقادری السہروردی ثم نقشبندی قدس سرہ العزیز**

یہ حضرت اولاد سے احمد شاہ بادشاہ کی ہیں۔ آپ کے والد حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے مرید تھے  
 اول ان کے گھر کئی دختریں پیدا ہوئیں، ان کو فرزندِ زینہ کی کمال آرزو تھی، جب حضرت حل میں آئے  
 تو آپ کے والد ماجد نے اپنے پیر روشن ضمیر سے عرض کیا کہ بگیم کو پھر حل ہے اور کھانا بھی کم ہو گیا ہے  
 جس کی وجہ سے وہ بہت ضعیف اور نحیف ہوتی جاتی ہیں، ان کے واسطے قویذِ مرحمت کیجئے اور دعا کیجئے  
 کہ ابجے اللہ تعالیٰ فرزندِ زینہ عطا کرے۔ حضرت مولانا نے چندے تال فرما کر ارشاد کیا کہ مرزا کچھ اندیشہ نہ  
 کرو، اللہ تعالیٰ نے تم کو فرزندِ دلی مادر زاد عطا کیا، اور یہ جو تمہارے گھر میں کھانا کم ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ  
 کہ تمہارا فرزند مالِ سلطنت کو کہ شکوک ہو قبول نہیں کرتا اور جس وقت وہ بچہ پیدا ہو اُس کا نام فخر الدین  
 رکھنا اور اپنا پہنا ہوا اگر تمہارے مرحمت کر کے فرمایا کہ اس میں سے کُرتہ بنا کر پہناؤ، مگر وہ بیٹا میل ہو گا۔ جب  
 حضرت تولد ہوئے تو شیر نہ نوش کیا، والدین حضرت کو نہایت فکر ہوا، بوائے ملنے آئے انہوں نے  
 دم کیا تو یزد و غیرہ دئے، آخر سب نے کہا کہ آخری علاج یہ ہے کہ خیرات کرو، آپ کے والد نے بہت کچھ  
 خیرات کیا، اُس وقت حضرت نے شیر نوش کیا، اور جب زبان کھلی پہلے لفظ اللہ کہا اور اوائل

عمر سے تاحیات کھل کھلا کر کبھی نہیں ہنسے جب کسی قدر ہوش آ یا حضرت مولانا قطب الدین خلعت حضرت مولانا فخر الدین کی خدمت میں جانیکا شوق ہوا اور مولانا موصوف بھی نہایت عنایت فرمائے لگاتار حضرت مولانا عطاء الدین میر سید محمد دہلوی کے مرید ہو کر ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور مولانا نیاز احمد سے بھی فیض حاصل کیا۔ بائیس برس کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور غنا کو ترک کر کے فقر اختیار کیا اور حکم پیر روشن ضمیر جریدہ خوب سیر و سفر فرمایا۔ علاقہ جودھپور میں ایک بزرگ کی خدمت میں چندے رکھ کر فیضان حاصل کیا۔ جب واپس ملی میں آئے سکونت قلعہ علی ترک کر کے بلخ امیر خا میں کہ اس محلہ میں شرفائے شیخ زادگان رہتے تھے اور اکثر غریب بھی تھے آپسے تھے مگر حالت جذب کی تھی بعد اس کے مرزا قادر بیگ گوالیار دیلمی میں تشریف لائے کہ حضرت نے اپنی لایت کو کسوت سپاہ گری میں پوشیدہ کیا تھا مگر چند طالبان حق دہلی سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک صاحب نے حضرت پیر و مرشد سے عرض کی کہ ایک درویش کامل صاحب لایت قریب تیلی داڑھ کے ٹھہرے ہوئے ہیں قابل ملنے کے ہیں یہ سن کر حضرت اُن کو مسافر اور جہان شہر سمجھ کر مع چند یاران باصفا کے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے معاً دیکھتے ہی وہ اٹھ کر حضرت سے ملے اور مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے واسطے دہلی آنا پڑا اپنی امانت لیجئے حضرت نے عرض کیا کہ میں آپ کی تلاش میں سرگرداں پھر الحمد للہ کہ آج منزل مقصود کو پہنچا اور اُس بوقت بعیت کر کے نعمت ولایت قادریہ مشرف ہوئے وہ حالت جذب اُسی وقت موقوف ہو گئی اور سن بلوغ سے تا ایام ندر ہمیشہ نماز صبح اور عصر اور مغرب جامع مسجد میں گزاری کہی ناغہ نہیں ہوئی۔ چالیس برس شب کو نہیں سوئے دوپہر کو قدرے بادائے سنت قیلو لہ فرمایا کرتے تھے ہمیشہ پابندی سنت نبوی کے ساتھ ایام گزاری کرتے تھے۔ طریقہ رسول مقبول علیہ السلام کو فرو گذاشت نہ فرماتے تھے ہر وقت با وضو اور بآداب رہتے تھے۔ عشاء کے وضو سے نماز صبح ادا فرمایا کرتے تھے اور نوافل تہنیت <sup>مندی</sup> اور آداب مسجد کہی قضا نہیں ہوئے۔ ہم خورد و کلاں سے پہلے حضور سلام علیک کرتے اس کا تب اور دیگر سینکڑوں اشخاص نے چاہا کہ پہلے ہم سلام کریں گریہ مطلب کہی کچی پورا نہوا۔ کئی بار کا تب نے راستہ میں بٹے پیر جا کر شیت کے پیچھے سے سلام عرض کرنا چاہا۔ مگر جب چاہا کہ زبان کہوں اُسی وقت حضرت نے پھر فرمایا السلام علیکم مرزا صاحب۔ ایک یہ کہ کہی کسی کا ہاتھ حضور کے قدم تک نہیں پہنچا جب کوئی قدموں کو ہاتھ لگا نا چاہتا فوراً حضرت کے

دست حق پرست اس کی بخلوں میں آجاتے اور آپ اُس کو اپنے سینہ سے لگا لیتے اور ہمیشہ بیوگان و عرجا محکمہ اکا کام کیا کرتے، یہاں تک کہ کوئی سوت کوئی انڈے کوئی مرغی کوئی بکری دیتا کہ اس کو چوک پر فروخت کر کے لاد بیجئے۔ آپ وہ سامان لیں کر فروخت کر کے اُس کے دام مالک کو لاکر دیتے محلہ سے یسر نکلتے تو اہل محلہ دیکھتے مگر چوک پر کبھی کسی نے آپ کو فروخت کرتے نہیں دیکھا۔ ایک بار اسس ذرہ بقدر احمد اختر کا تمل لمخوف نے عرض کیا کہ سماع کے بارے میں احقر کو کیا ارشاد ہوتا ہے؟ زبان حق بیان سے فرمایا کہ بھائی صاحب کسی عالم سے دریافت کرو جو وہ فرمائے اُس پر عمل کرو پھر اس غلام نے عرض کی کہ حضرت علماء تو منع فرماتے ہیں اور فقر اس کے اثبات میں کمال لال لئے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اگر علماء سے اعتقاد ہے اُن سے دریافت کرو اگر فقراء سے محبت اور ارادت ہو اُن سے پوچھو پھر بیٹے عرض کیا کہ حضور شریک سماع کیوں نہیں بولتے کبار کا سماع میں شریک ہوتا تو ثابت ہو۔ فرمایا مجھ میں وہ صفات ہرگز نہیں ہیں جو کبار میں تھیں اور جو شرائط کا سماع سننے میں چاہئیں اُن کا پورا ہونا مشکل ہے۔ غرض کہ میں آپ کو سماع سننے کے لائق نہیں پاتا۔ اس وجہ سے نہیں اسناد دوسرے کو اپنا اختیار ہے، پھر بیٹے عرض کیا کہ سماع میں کسی کو وجہ ہوتا ہے کوئی روتا ہے کوئی جنتا ہے کوئی محو ہو جاتا ہے کسی پر سکے کا عالم ہو جاتا ہے، حضرت نے چشم مبارک پر نرم کر کے ارشاد فرمایا کہ بیٹے جو درویشوں سے سنا ہے وہ اس طرح بر ہے کہ اہل صفا سماع کو معراج الروح کہتے ہیں اور حالت وجد کی سات قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ مرد دردمند اور صلح ہو اگرچہ شغل اور سلوک سے اُس کو کچھ تعلق نہ ہو مگر سماع کے سننے سے رونے لگتا ہو، آہ اور نالہ کرتا ہے مگر وہ فقط نرمی و خیال عذاب قبر یا عذاب دوزخ وغیرہ سے رونے لگتا ہے نہ اُس کو کچھ عشق نہ ذوق ہے کس واسطے کہ آواز میں اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت عطا کی ہے کہ ہر سننے والے کا دل متحرک ہو جاتا ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ صوفی مبتدی یا سوتی کہ بسیار درد و فراق محبوب و رکشت اندوہ اور عدم یستکی مطلب ذوق اور شوق اُس کی جلاتا ہے وہ روتا ہے شور کرتا ہے مگر اُس کو جانتا نہیں کہ یہ کیا ہے، اور کہاں سے ہے اس کی کیفیت مثل صاحب عرشہ کے ہو جاتی ہے کہ بدن اُس کا کانپتا ہے اگر صاحب ہاں اُس کو معلوم نہیں کر سکتا کہ اُس کو کون ہلاتا ہے کیوں کانپتا ہے نہ اُس میں کچھ رنج و حسرت

ہوتی ہے۔ پس صوفی بتدی بجز درو عشق کے انوار و اسرار سبحانی کو نہیں جانتا، اسی درود  
عشق سے رونا اور شور کرتا ہے۔ تیسری حالت یہ ہے کہ سالک اہل نظر کو ایک وقت پیش آتا ہے  
کہ جسم باطن اس کاٹن و جمال محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو کر اس کی زیبائی اور عنائی کو دیکھ کر بخود  
و بے اختیار شیفہ و فریغہ جمال نامتناہی بکھوش و خروش میں آکر بیہوش و مدہوش ہو کر مایت محبت  
اور عشق سے اضطراب میں آکر لذتِ حضوری سے روتا اور آہ و نالہ کرتا ہے پس اس درو اسرارِ عشق  
کو عاشق و معشوق ہیں ظہور کرتے ہیں، عاشق کو کہی ہنساتے کہی رلاتے ہیں۔ دوسرا اس  
لذت سے آگاہ نہیں ہوتا، یہ درجہ اعلیٰ ہے کہ یہ حالت محض فراق کی ہو بلکہ فراق وصال ہو اور فراق  
وصال کیا ہے یعنی بود و نابد ہو جائے عاشق نہایت حرارت عشق و غلبہ محبت محبوب میں محبوب صفت  
ہو جائے وجود مجازی درمیان میں نہ ہے کہ لذت وصل محبوب حقیقی بے تعین مجاز کے حاصل کرے مگر  
جب تک سالک ذکر اللہ سے تذکیہ باطن نہیں کرتا، آفتاب اس دولت کا اس پر نہیں چمکتا۔ اس  
جلالت میں عقل معاد باقی رہتی ہو محو مطلق نہیں ہوتا۔ چوتھی حالت وہ ہے کہ سالک کو اللہ تعالیٰ وہ وقت  
نصیب کرے کہ اس وقت میں نزول انوار جمال و جلال محبوب حقیقی ہو اور اپنی بود نہ ہے، اور اس حال  
سے خود ربود ہو کر محو ہو اور متلاشی بود کا ہو۔ مگر جب اس کا کچھ پریشان نہ پائے پس اسے کم ہونے سے  
روئے اور افسوس کرے کہ اگر بود وجود میں رہتا اور جمال و کمال محبوب حقیقی میں معاونہ کر کے خطا اٹھاتا  
مگر نہ پوری ہونے اپنی خواہش سے روتا ہے مثل فستیلہ موم کے کہ وہ چاہتی ہے کہ میں ہیبت اصلی  
میں رہ کر نظارہ جمال شمع کروں مگر یہ آرزو اس کی پوری نہیں ہوتی جس قدر شمع سے ملتی ہے اپنے  
نابد پاتی ہے آخر آتش کا قاعدہ ہے کہ جو اس کے پاس ہوگا اس کو محو کر کے عین آتش کرے گی، مگر یہ  
اس وقت تک ہے کہ جب تک صوفی کو اس کی لذت معلوم نہیں ہوتی اور جب لذت بالیتا ہے تو یہ  
لذت سب سے بہتر ہے کہ صفت آتش ہو کر عین آتش ہو جائے مثل شرابی کے کہ جب لذتِ شراب  
سے باہر ہو جاتا ہے اور اس پر نشہ چھا جاتا ہے تو اس کو لا لک جاتی ہو کسی قدر شراب نوش کرے  
سیر نہیں ہوتا، ایسے ہی عاشق کہ جب یہ لذت فراق وصال سے آگاہ ہو جاتا ہو تو خود اپنے کو وصالِ فراق  
میں ڈالتا ہے۔ بیت آرزوئے دشتِ تم گشتِ نگی آئے بودہ تشنہ تر گشتِ جوگر دیدم بد دشت  
اللہ تعالیٰ ہر عاشق کو یہ حالت عطا فرمائے۔ حالتِ پنجم وہ ہے کہ صوفی اہل حسنی

کو ایک حالت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اُس کی لذت کو نہ بیان کر سکتا ہے نہ نشان دے سکتا ہے۔ اُس وقت اُس کے دل میں تمنا ہوتی ہے کہ محوِ احدیت ہو کر وجود سے گذر کر محو اور متلاشی ہو کر تمام باہمیہ اپنے سے خود رفتہ ہو کر یکتائی و یگانگی پیدا کرے کہ ہستی اُس کی سے کچھ اثر باقی نہ رہے محو مطلق ہو کر الان کا کان ہو جائے ہر چند عاشق جانناز چاہتا ہے کہ محو ہو کر خود مضمحل ہو کر لاشیٰ محض ہو کر عینِ مشوق ہو جائے، مگر جب مدعا پورا نہیں ہوتا تو کمالِ حسرت اور محبتِ حضوری سے بے اختیار ہو کر آہ و نالہ اور گریہ و زاری کرنے لگتا ہے۔ چہٹی حالت وہ ہے کہ صوفی کو عین وجد و سماع میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عام مجاز سے انتقال کر کے عالمِ باطن میں سیر کرتا ہے اور اُس جگہ خط اُٹھاتا ہے تمام اعضا اس کی لذت بے خبر ہوتے ہیں مگر دل آگاہ ہوتا ہے یا یہ کہ دل حقیقی اس سے مطلع ہوتا ہے اس کا اثر تمام بدن میں ہوتا ہے۔ مثلِ حیحی کہ حیحی قلب سے مشغول ہوتی ہو اور اثر اُس کا بوسیلاً بشرائین کے تمام بدن میں پہنچتا ہے بدن گرم معلوم ہونے لگتا ہے مگر زبان کو یارا نہیں کہ اس لذت کا شہد بھی بیان کر سکے۔ کس واسطے کہ دنیا میں کوئی چیز اُس کے مقابلہ کی نہیں کہ جس پر تشبیل سے حالت ہفتم یہ ہے کہ بعض وقت صوفی صاحبِ ذوق اور وجد کو عین حالت وجد و سماع میں اُس کا شعور برقرار رہتا ہے مگر اپنی ہستی سے بے خبر ہو جاتا ہے، جیسا کہ ایک باریاں میر لاہوری قدس سرہ نے حالاتِ اربابِ ذوق و مشوق اور اصحابِ سکر اور فنا میں فرمایا کہ اس عالم میں صاحبِ وجد کامل و رمنتہی وہ ہیں کہ عین حالت میں ان کا شعور برقرار رہے۔ اگر ان کے دامن میں کو دوں ڈال دیں تو ایک دانہ نیچے نہ گرے۔ حاتمِ رین نے ایک سے عرض کیا کہ حالتِ سماع و وجد شمرن بخودی اور محویت ہو اور شعور کا باقی رہنا اس کا منافی ہے حضرت نے جواب دیا کہ اس وقت کا علم ذاتِ صوفی سے نہیں ہو کہ وہ اپنی صفات سے فانی اور اپنی ہستی اور تمام عالم سے فانی ہے بلکہ اُس کو ایسی بخودی ہوتی ہو کہ اس شعور کے ساتھ بھی شعور نہیں رہتا پس عالمِ حق اس وقت اس میں قائم ہو کر یہ حفاظت کرتا ہو پس جو فعل کہ اُس وقت صادر ہوتا ہے وہ حقیقت وہ منسوب بحق و صوفی درمیان میں نہیں ہوتا۔ ایک بار چند درویش خدمتِ عالی میں حاضر تھے، اور چند رؤسا، شہر شاہزادگان عالی قدر سے بھی موجود تھے ایک صاحب نے عرض کیا کہ سلاسلِ مشائخ کبار میں کونسا سلسلہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے سلاسل ہیں سب نور علی نور ہیں۔ یوں ہر شخص اپنے سلسلہ کو انس و علی سمجھتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہو

تمام کرم شمع کے عاشق ہیں لیکن جان کے خوف سے جلنے کی تاب نہیں رکھتے پروانہ اس کی محبت میں ایسا بے اختیار ہے کہ وہ اپنے وجود کو شمع پر ڈال کر بھر دو شہود و شمع ذات اپنی کو فدا کر کے بشرف اتحاد دیکھا لگی مشرف ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے کرم کے کہ بونے یگانگت و اتحاد ان کے شام جان میں نہیں پہنچتی۔ اسی طرح سالک جملہ طریق کے قید و حفظ جان میں گرفتار ہیں۔ تجلیات صوری اور معنوی پر قناعت نہیں کرتے ہیں۔ بخلاف عارفانِ حقیقیہ اور قادریہ کے کہ یہ پروانہ ہستی تعین روحی اپنے کو لاشعہ انوار شمع ذاتِ محبت میں جلا کر عین نور ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مولانا جامی نے فرمایا ہے رفت اوزمیاں ہمیں خدا ماند خدا، الفقر اذا تم ہوا مدانیست۔ پس یہ سنکر تمام مجاس کو حالت طاری ہوئی اکثر اہل دل رونے لگے، مرزا فیروز شاہ خلف شاہزادہ سلیم ناقل ہیں کہ ایک بار ناظر قلعہ معلیٰ نے بھنور شاہ عرض کیا کہ در بانان دروازہ دہلی قلعہ معلیٰ نے بیان کیا کہ جس وقت ہم دروازہ کھولتے ہیں مرزا روشن صبح کو دروازہ کے باہر کھڑا ہوتے ہیں احتیاطاً اطلاع کرتے ہیں جناب اقدس فدوی سبحا کہ شب کو مرزا صاحب موصوف شہر میں رہا کرتے ہیں صبح قلعہ میں آجاتے ہیں۔ اس امر کا غلام کو خیال ہوا دو خواجہ سربراہے رفیع حال پوشیدہ طور پر مرزا صاحب کے مکان پر تعین کئے کہ دیکھیں کیا یہ باجراہ۔ غرض مرزا صاحب شب کو باہر جانا ثابت نہوا بلکہ معلوم ہوا کہ بعد نماز عشا کے مرزا صاحب تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے ہیں، بعدہ اول وقت نماز صبح تک بالا خانہ پر عبادت میں مشغول رہتے ہیں یہ معاملہ قابلِ گزارش تھا اس وجہ سے عرض کیا۔ چچا صاحب مغفور فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت حاضر تھا حضور نے ناظر سے ارشاد فرمایا کہ ہرگز انکی گزائی نہ کی جائے۔ وہ شخص قطبِ وقت اور اہل خدمت ہے اس کو بند کھلا دروازہ سب یکساں بلکہ ان کی نسبت شاہ سلیمان صاحب بھی مجھ سے کچھ فرما گئے تھے۔ الغرض اس وقت تک حضرت کارا ز فاش نہوا تھا۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی اور خلقت نے رجوع کی اس وقت اپنے محلِ مسکن آباہی کہ جو قلعہ میں تھا اس کی سکونت ترک کر کے باغِ عظیم خاں میں متصل دہلی دروازہ کے کہ وہاں شرفا اور غریب لوگ آباد تھے جا رہے تھے اور اپنی آمدنی میں سے قدرے برائے سدرت رکھ لیا تھا، باقی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ حوالہ عاصیہ اذگان اور قوم المکان کر دیا تھا۔ حضرت کے تین عاصیہ تھے بڑے عاصیہ زادہ فوت ہوئے، چھوٹے مجذوب تھے، چھلے عاصیہ زادہ مرزا جلیل الدین عرف مرزا بلاتی کہ علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیراستہ ہیں پہلے اپنی کرامت کو پردہ



ملازمت میں پوشیدہ رکھا، پچاس روپے ماہوار سے زیادہ کی نوکری قبول نہیں کی۔ اب دنیا اور اہل دنیا سے بغیر ہوا کر گشتہ عافیت میں ایام گزاری کرتے ہیں، ہفتہ میں سولے نماز جمعہ باہر آتے تھے۔ ایک کرامت مرزا روشن صاحب کی یہ تھی کہ جتنے آپ کے مرید تھے سب کو کشف القبور تھا۔ چنانچہ اس احقر کا تب لحدوں کا اس وقت لہو و لب میں مشغول تھا یکایک بزرگوں کے مزارات پر جانے کا شوق ہوا وہاں حاضر ہو کر مشغول ہوتا۔ چنانچہ پیر روشن ضمیر کے تصدق سے ان کی زیارت مشرف ہوتا جو میرا کام ہوتا اس کے بارہ میں عرض کرتا جو حکم رہتا اسی کے موافق ظہور میں آتا تھا۔ چنانچہ دو روز حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر جا کر مشغول ہوا۔ تیسرے روز حضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو حاضر ہوا کروں، فرمایا کہ فقیر کی بہت دوستی اچھی نہیں اُسی وقت میں وہاں سے رخصت ہو کر چلا آیا اور یہ کیفیت مرزا بہادر صاحب خلیفہ پیر روشن ضمیر اپنے کے روبرو بیان کی تبسم کناں ہو کر فرمائے لگے کہ میاں وہ عالیجناب ہر جلال مرزا ہے کہ بڑے بڑے وہاں کوشش کر کے چلے گئے زیارت تو بڑی بات ہے مگر بوجہ جلال حضرت ٹھیکر بھی نہیں سکے اور تم ایسا کہتے ہو میں نے مکر عرض کیا کہ خلاف نہیں ہو جو میں نے عرض کیا راست ہے اس پر فرمایا کہ اگر تم نے حضرت کو دیکھا ہے علیہ شریف بیان کرو اس وقت میں نے علیہ شریف عرض کیا علیہ سُنکر جبکہ گھگھے لگا یا اور فرمایا کہ نہ ہے نصیب بہائی صاحب یہ تصرف تھا ہے پیر کا ہے پیر کو مجھ کو ہمراہ لے کر خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں۔ بادشاہ نے فرمایا تم کو بھی مبارک ہو وہ کیا خوشی ہے انہوں نے عرض کی احمد اختر دو روز کی حاضری میں تیسرے روز زیارت حضرت شمس العارفین سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر فرمایا بہائی بہادر صاحب سچ ہے یا دل لگی انہوں نے فرمایا علیہ شریف دریا نت فرمایا مجھے حضور نے بندہ سے فرمایا کہ تجھ پر کیا کیفیت گذری اور علیہ شریف حضرت کا کیا ہے میں نے جو دیکھا تھا عرض کیا، پس بندہ کو گھگھے لگا کر فرمایا کہ اے نور عین جو کچھ تجھ کو تیرے پیر نے بتایا ہے اُس پر خوب محنت کر دیکھی تو نے اپنے پیر کی کرامات اس کے بعد اور درویشوں کے حالات بیان ہوتے ہیں بعد ہم رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئے۔ اب دو تین برس کا عرصہ گذرنا ہے کہ میری ایک پیر بہن درد عرق انسا میں مبتلا تھیں ناگاہ یہ فقیر اور مرزا ولی نجات کہ خاندان اور نگزیب عالمگیر میں ممبر اور میرے مہربان ہیں اُن کے

مکان پر جانکے اُس وقت اُن کو نہایت تکلیف تھی بہت جبین تیس میری طرف دیکھ کر فرماتے لگیں کہ مرزا روشن کے ہاتھ میں ہاتھ دیکھ کر کچھ تدبیر کر دینے کہا کہ ڈاکٹر اس کا علاج خوب کریگا۔ کہنے لگیں کہ میں نے سب علاج کر لیا مگر مرزا روشن کی آنکھوں سے دیکھو یہ سنکر میں سمجھا کہ یہ حضرت ہی کی طرف ہدایت ہوئی۔ میں نے عرض کی کہ چشم مبارک کا تصور کر کے اُن کو دیکھنا شروع کرو پاؤ گھڑی کے بعد اُن کو صحت ہوئی۔ اس کے بعد دو برس زندہ رہیں پھر اس درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک بار ارشاد فرمایا کہ اسباب دنیا جمع کرنا عیش و دنیا ناپائدار جگہ ہے اس میں مسافروں کو بسر کرنا چاہیئے بلکہ جس قدر ممکن ہے اسباب موت جمع کرے ہر وقت اسی کی فکر میں رہے کس واسطے کہ آخر یہ ہوتا ہے کہ قبر گھر اور خاک کا بچھونا اور کپڑے دوست ہوتے ہیں اسباب دنیا سے اُس وقت کچھ کام نہیں ہوتا پس موت کے فکر سے بہتر کوئی فکر نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا اسباب موت کیا ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر وقت اُس کو یاد رکھنا اور نیک عمل کرنا پھر فرمایا کہ جو مردان خدا ہیں وہ ہمیشہ موت کے خواہاں رہتے ہیں کہ ایک وسیلہ ہر ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانے اور محبوب حقیقی سے ملنے کا جیسا کہ کسی نے خواجہ جنید بغدادیؒ کو پوچھا کہ ابوسعید خدریؒ کا مرتے وقت کیا حال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو ایسا شوق تھا کہ اگر اُن کی روح مائے شوق کے پرواز نہ کرتی تو کچھ عجب نہ تھا اور حضرت کا یہ شعار تھا کہ اکثر قبرستان میں جا کر کچھ پڑھ کر ثواب اسکا اہل تسبیح کی اردو احوال پہنچاتے اور رویا کرتے بہت بہت دیر بیٹھے رہتے اور اکثر یہ فرماتے کہ صحبت اہل دنیا سے بلکہ دنیا کی صحبت سے اہل قبور کی صحبت بہتر ہے ایک تو اُن کی صحبت آخرت کو یاد دلاتی ہے پس جو آخرت کو یاد رکھیں گے آفات دنیوی سے بچیں گے۔ دوسری خوبی ان کی صحبت میں یہ ہے کہ بعد چلے آنے کے بغیریت نہیں کرتے اور یہ قاعدہ تھا کہ آستانہ کسی بزرگ کے اندر نہیں شریفین لے جاتے تھے بابر کٹر ہے ہو کر فاتحہ ادا کیا کرتے تھے۔ ایک بار اس کا تباہ حروف کے دل میں یہ خطرہ گذر کہ حضرت کو کسی واپسی نے بہکا دیا جو مزارات اولیاء اللہ کی طرف سے اعتقاد کم ہو گیا ہندو تک جاتے ہیں زیارت کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگاتے ہیں مزارات کی گرد اپنی آنکھوں پر ملتے ہیں۔ معاً نور باطن سے میرے خطرہ کو معلوم کر کے میرے سید و جاد علی کی طرف متوجہ ہو کر اولیاء اللہ کی صفات بیان کیں گے احوال فرماتے ہیں بعد کہنے لگے کہ میں کبھی کسی اولیاء اللہ کے مزار کے متصل نہیں جاتا دُور سے

سلام اور فاتحہ عرض کر کے چلا آتا ہوں، بعض کا یہ خیال ہوگا کہ یہ کرامت اولیاء اللہ کے قائل نہیں یا متکبر ہیں۔ استغفر اللہ یہ ہرگز نہیں، اولیاء اللہ خاصانِ خدا بادشاہِ دین و دنیا میں ایک ناچیز ہوں، میری کیا مجال کہ نزدیکِ مقربانِ خدا کے جا بیٹھوں۔ اس وجہ سے دُور رہتا ہوں، کس واسطے کہ دنیا کے امیرِ کرجن کی امارت و حکومت برائے چندے اور فانی ہوا ان کے پاس ہر کہ دمہ کی مجال نہیں کہ جاسکے ان کے پاس بیباکی سے جانا خلافتِ ادب اور موجبِ بُرائی کا ہے جو نزدیک جاتے ہیں وہ اس لائق ہوں گے، مگر میں اپنے کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ خاصانِ خدا کی صحبت کے لائق ہوں، تیسرے پہر کو میں اپنے پیر بھائی مرزا بہادر مغفور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے حال پر نہایت مہربان اور باعثِ میری مریدی کا بھی آپ ہی تھے۔ میں نے جو کہ خطہ میرے دل میں گذرا اور حضرت نے جو ارشاد فرمایا اُن کے روبرو بیان کیا اُنہوں نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حضرت نے فرمایا اُن کی کس نفی ہے ورنہ کمالاتِ حضرت کے تم بھی کس قدر جان گئے ہو دیکھو تم نے فقط ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا، بغیر کسی محنت کے کشفِ القلوب ہو گیا۔ جلتے ہو کہ جتنے تہا ہے پیر بھائی ہیں سب کو کشفِ القلوب ہے، جو کچھ مجاہدہ اور ریاضت کرتے ہوں گے اُن کی کیا کیفیت ہوگی، سمجھ لو کہ جس کے ہاتھ پکڑنے میں یہ برکت ہے اُس کے رتبہ کو کون معلوم کر سکتا ہے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقرا سے محبت رکھو اُن کے پاس جایا کرو اُن کے کلامِ سناؤ، مگر جب جاؤ خالی ہاتھ نہ جاؤ، کس واسطے کہ فقرا سے افضل کوئی نہیں ہے، یعنی قیامت کے روز فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرمایا گا میرے بندوں سے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں، فرشتے عرض کریں گے کہ الہی وہ کون ہیں فرمان ہوگا کہ وہ فقیر کہ جو قافلہ اور صابرا اور میری رضا پر راضی ہیں اُن کو حب میں داخل کرو، پس چاہیے کہ آدابِ فقر المخطو رکھے، فقیر کو بُرا نہ جانے چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الفقیر فخری ایک بار مرزا بہادر صاحبِ دَمیر و اجد علی وغیرہ بارانِ حضرت حاضر تھے ایک شخص نے ذکر کیا کہ کل حضرت سلطانِ خلد اسدِ ملکہ نے ملا حسین کشمیری کو کہ جو مسجدِ فتحپوری میں رہتے ہیں اور اکثر طلباء کو درس کرتے ہیں خرقہِ خلافت عطا کر کے حکم دیا کہ چندے استثناء حضرت خواجہ صاحبِ پرستگف رہ کر وطن کو جاؤ ملا آپ مجھے شخص ہیں نہ معلوم بادشاہ سے جو خرقہِ خلافت حاصل کیا اُس میں کیا بھید ہے وہ کچھ طامع بھی نہیں ہیں یا حضرت یہ تو ارشاد فرمائیے کہ یہ خرقہ خلافت

کیا چیز ہے۔ حضرت نے زبان حق بیان سے ارشاد فرمایا، خلافت مشائخ جو اس وقت رائج ہے اس کی آٹھ قسمیں ہیں، اُن میں بعض مقبول بعض مجہول۔

اول خلافت الہی، دوم اصالتاً، سوم اجازتاً، چہارم اجماعاً، پنجم وراثتہ، ہشتم حکماً، ہفتم تکلیفاً، ہشتم اویسیا۔ پس خلافت الہی تو وہ ہے کہ جیسے حضرت سلطان المشائخ کو تھی، جیسا کہ سیر الملوکیا میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اپنے مریدوں میں سے ایک کو خلافت دے کہ صاحب لایت ہندوستان کریں کہ ہاتھ غیبی کی آواز سنی کہ نظام بدوئی آتا ہے، راستہ میں اس خلافت کے لائق وہ ہے، پس جب حضرت سلطان المشائخ پہنچے بابا صاحب نے باہر حق اُن کو اپنا خلیفہ کیا اور بہت رحمتیں فرمائیں۔ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بابا نظام الدین کو ظاہر میں اپنا خلیفہ کیا، مگر باطن میں وہ خلیفہ باری تعالیٰ ہے اور نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خلافت کو صوفیائے کبار خلافت الہی کہتے ہیں، اور خلافت اصالتاً وہ ہے کہ مرشد اپنے مرید میں لیاقت اس بارگراں کے اٹھانے کی خود دیکھ کر اُس کو خرقہ خلافت عطا کر کے کسی جگہ برائے ارشاد و ہدایات خلق کے مقرر کرے، اور خلافت اجازتاً وہ ہے کہ مرشد اپنے مرید کو قابل دیکھ کر مرید کی نیکی اجازت دے، جیسا کہ رسم ہے، ایسی خلافت کو رضائی بھی کہتے ہیں اور اجماعاً اُسے کہتے ہیں کہ مثلاً کسی بزرگ نے انتقال کیا، اپنی زندگی میں کسی مرید یا وارث کو خلیفہ نہ کیا تو قوم اور قبیلہ نے وارث یا مرید کو خلافت اُس کی میں تجویز کر کے اُس کا صاحب سجادہ کیا، اور وراثتاً وہ ہے کہ مثلاً کسی بزرگ نے وفات کی اور اس کا کوئی خلیفہ نہ تھا اُس کی اولاد سے لائق شخص سجادہ پر بیٹھا ایسی خلافت نزدیک اصفیا کے جائز نہیں، ہاں اگر مورث اس امر کی اجازت دیدے تو جائز ہے اور حکماً وہ ہے کہ ایک بزرگ تھا اُس نے وفات پائی اور اس کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور اُس کے وارثوں میں بھی اختلاف ہو اور حاکم وقت نے کسی وارث یا رشتہ دار لائق کو ممتاز بخلافت کیا تو یہ جائز ہے اور تکلیفاً یہ ہے کہ مرید نے پیر سے بار بار عرض کی کہ بندہ کو خلافت عطا ہو یا دوسرے شخص کی سفارش یا حمایت سے خلافت حاصل کی یہ بھی جائز نہیں ہے نہ اس میں بر خورداری ہو ایسے خلیفہ اس وقت میں بہت ہیں، لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل، زکین کپڑے کر لئے بال بڑھائے موٹے دانوں کی تسبیح ہاتھ میں لی، الی اللہ یا اللہ کا دم بھرنے لگے، آنکھیں بند کر کے دبی دبی آواز سے باتیں کرنے لگے

قطب ہو گئے، نفوذ باللہ السدسہر سلمان کو ریا سے بچائے اور اویسیا وہ ہے کہ روح پاک کسی بزرگ سے تربیت اور تلقین پائے یا نعمت حاصل کرے، مگر متاخرین کے نزدیک ایسی خلافت ناجائز ہے۔

کس واسطے کہ جب تک تکمیل کار درویشی نہیں کر لیتا اس لائق نہیں ہوتا، جو حضرات اویسی ہوتے ہیں ان کو مجاہدہ اور ریاضت اور ان کے مراتب کو خیال کر لینا چاہیے، فرمایا کہ جب سالک مقام جبروت و فنا فی الرسول حاصل کر لے اس وقت پر جائز ہے کہ اُس کو خلافت عطا کرے اور اگر نہ دینا منظور ہو تو اس وجہ سے کہ ایسا نہ ہو یہ اسی جگہ رہ جائے معاملات شغلی میں رہ جائے تو پیر کو اختیار ہے جسے چاہے اور جب طالب شہود ذات پر پہنچے شیخ پر واجب بلکہ فرض ہے کہ خلافت عطا کرے بعض حضرات اہل علم و لکھنوی کو خلافت دیتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے بعض کے نزدیک جب مرید خطرات روحانی اور شیطانی سے آگاہ ہونے لگتا ہے لائق خلافت ہو جاتا ہے، مگر ہمسے پیروں کے نزدیک جب تک شہود ذات پر نہیں پہنچتا لائق خلافت نہیں ہوتا اور خلافت جو دیتے ہیں وہ بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک مستقل کہ وہ اصلاً خلق اللہ کو ہدایت کرے اور سلسلہ اپنے نام کا لے، دوسرے بطریق نیابت یا سفارت کہ شیخ مرید کو فرما دے کہ تو میری جانب مرید کر، پس جو مرید ہو گا وہ شیخ کا ہو گا اور سلسلہ بھی شیخ کے نام تک ہو گا یہ باطل ہے اور بعض نے خلافت کبریٰ اور خلافت صغریٰ فرمایا ہے، کبریٰ وہ ہے کہ پیر کو متواتر الہام برائے عطائے خلافت خاص ایک کے لئے ہو یہ خلافت کبریٰ ہے کہ شیخ خرقہ دینی میں حق کی طرف سے ماسور ہے اور خلافت صغریٰ وہ ہے کہ شیخ سالک کو لائق دیکھ کر یعنی سمجھ لے کہ اس کو شہود ذات بہم پہنچا اُس وقت اُس کی خرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر برائے ہدایت جس جگہ مناسب جائے مقرر فرمائے۔ ۱۱۰۶ھ میں حضرت چراغ ملی میں تشریف لے گئے وہاں تب عارض حال ہوئی، حذام درگاہ حضرت نصیر الدین چراغ ملی سے فرمایا کہ میرا وقت قریب ہے ایک سردار سے کی جگہ آستانہ میں چاہیے، چونکہ اقبال اس خاندان کا چچا تھا ہوا بگڑا گئی تھی انہوں نے کہا کہ اندر جگہ نہیں ہو باہر موجود ہے، آپ نے فرمایا کہ خصوصیت اندر کی تھی باہر کی کچھ ضرورت نہیں یہاں نہ مریں گے اور کہیں جامہیں گے، اسی وقت ایسے ہو گئے کہ گویا بارہی نہ تھے، وہاں سے فرید آباد میں کر ٹھیرے، بعد کئی روز کے منجھلے صاحبزادہ سے فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، میں جہاں تم ہو گے تمہارے ساتھ رہوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارہ برس تک ان کو ہر وقت ہمراہ معلوم ہوئے، اور وہیں فرید آباد میں انتقال کیا، اور اہل والے تکیہ میں دفن ہوئے۔ کاتب و دیگر علمایان حضرت نے

مزار شریف کا حال دریافت کیا، مگر وہ جگہ سب کے دل سے محو ہو گئی۔ سبحان اللہ تمام عمر میں حضرت سے کبھی کوئی امر خلافت شریعہ شریف واقعہ میں نہیں آیا، پروردگار عالم نے آپ کے مزار کو پرستش سے بچانے کو سب کے دل سے اس کا نشان محو فرما دیا، دوسرا امر یہ ہے کہ آپ کو ترک تجرید زیادہ نہ تھا بعد انتقال کے بھی وہی صورت پیش آئی۔

خلیفہ آپ کے مزار بہادر صاحب شہید تھے، ان حضرت نے میاں قادر شاہ قادری سے بھی تربیت پائی تھی اور صاحب اجازت تھے۔ اول طریقہ زہد اور ذکر پاس انفاس اس عاجز کو حضرت نے تعلیم فرمایا تھا۔ ایک روز آپ مجھ سے فرمایا کہ چلو کل جو شیرنی پکڑی آئی ہے اُس کو دکھیں، میں حضرت کے ہمراہ ہوا، جب بنجرہ شیرنی کے قریب پہنچے گہبانوں نے قریب جانے سے منع کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم سے یہ کچھ نہ کہیگی، مینے دیکھا وہ حضرت سے آگے نہ ملاتی تھی، یہاں تک کہ آپ نے غصہ سے اس کے کئی ہودے مارے مگر وہ کچھ نہ بولی اور دوسرا جو کوئی ذرا پاس ہوتا اُس پر بھینکتی غرائی۔

فدر میں جب شہر خالی ہوا آپ کے کو احقین نے ہر چند چاہا کہ آپ بھی شہر سے نکلیں، آپ نے فرمایا کہ مزار روشن کے طفیل مقامات حاصل ہو گئے، شہادت باقی تھی سودہ خود میرے پاس آگئی ہے اور ہر وقت شہداء مجھ کو اپنی طرف بلاتے ہیں، چنانچہ حضرت سید الشہداء فرماتے ہیں کہ بہادر علیہ السلام یہاں سے نہ جاؤں گا آخر شہید ہوئے۔

نقل ہے کہ آپ کے صاحبزادہ مرزا حمید الدین عرف مرزا بلاتی صاحب نے پندرہ سیپارہ اول کے حفظ فرمائے تھے، پندرہ آخر کے باقی تھے، اور ماہ رمضان المبارک قریب تھا، آپ نے ہر چند حافظوں سے کہا کہ ایسی ترکیب کرو کہ میرا پسر اب کے قرآن سُنائے جو کوئی یہ کام کرے گا وہ جو کچھا وہ میں دوں گا، کسی سے یہ نہ ہو سکا۔ ایک روز حافظ کالے کہ حضرت کے مژید اور یار ہدم مزار روشن کے تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب بارہ تیرہ روز رمضان کے رہ گئے دُعا کرو کہ بلاتی قرآن سُنائے، اُنہوں نے عرض کیا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں حضرت بھی دُعا کریں یہ سُن کر حضرت مزار روشن قدس اللہ سرہ نے صاحبزادہ کو بلایا کہ قرآن لے کر آؤ، جب وہ آئے کہا قرآن کھولو اور اپنا سبق نکالو اور فرمایا کہ میاں کچھ دکھائی بھی دیتا ہے، اُنہوں نے عرض کیا کہ اباجان نور کے حرف معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ صاحبزادہ موصوف نے قرآن سُنایا

اور آج تک حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ حیات ہیں، آخر کے پندرہ سیپاروں میں قتل ہوا  
تک نہیں لگتا۔

آپ خلیفہ میر عیوض علی کے تھے  
اور وہ خلیفہ مولوی بدیع الدین

## ذکر حضرت مولانا ظہیر الدین کیرانوی قدس سرہ

کے، وہ خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں لہوی کے، بڑے صاحبِ سبب اور عالمِ باعلیٰ تھے۔ رضی  
عالیہ حضرت سلطان الاشباح کے عاشق تھے، کبھی روضہ عالیہ کی طرف پشت نہیں کرتے تھے، نفلیں بہت  
پڑھتے تھے، جو آمدنی موردنی سے آتا وہ راہِ مولا میں صرف فرماتے ہر روز بعد نماز مغرب خواجگانِ شہتِ کاسم  
ہوتا نمازیوں کو تھوہ سیم فرماتے، خود فقر اور فاقہ سے بسر فرماتے، جو سافر و آمد مسجد ہوتا اُس کو کھانا دیتے، جس مسجد  
میں حضرت مشغول رہا کرتے تھے اُس کے صحن میں جامِ گدازت تھا۔ ایک روز ترشح ہو رہی تھی جاسمِ خوب  
یکدم ہی تھی، حضرت اس کے نیچے ادا لے نوافل میں تھے کہ ایک رائیں کے لڑکے نے جاسمِ جھاڑ نیکو بچہ  
ملا وہ سر مبارک میں لگا کہ جس کے صدر سے سر بھٹ گیا، خون جاری ہو گیا، اپنے اُس جاسم کی  
طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہی جاسمیں رہیں تو ظہیر الدین کا سر کیوں بچے گا، اُس روز سے تاحیات حضرت کی  
اُس میں پھل نہیں آیا، بعد انتقال کے وہ اپنے موسم پر بارور ہوئی، میری عمر دس برس کی تھی، میں نے بھی آپ کے  
ہمراہ کھانا کھایا ہے، اُسی روز سے کچھ عشق پیدا ہو گیا، اور مولانا فخر الدین زرا دی کے رسالہ اصول السماع کا  
فارسی میں ترجمہ فرمایا کہ طبع بھی ہو گیا ہے۔ ایک روز ایک صاحب نے دریافت کیا کہ مولانا شریعت اور طریقت  
میں کیا فرق ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی ایسی مثال ہو جیسے کھانا عمدہ ظرف اچھے مگر جب وہ کھا یا گیا تو لذت  
نہ آئی، معلوم ہوا کہ اس میں نمک کم ہے، پس جب تک نمک طریقت نہیں ملتا لطف نہیں آتا۔ وفات آپ کی  
سنہ ۷۸۰ھ میں ہوئی، مزار شریف قصہ بنیبت میں ہے۔

آپ خلیفہ مزار روشنِ بخت کے تھے، سوائے قرآن شریف

## ذکر مرزا دلیر شاہ قدس سرہ

کے اور کچھ پڑھا نہ تھا، پہلے مولوی محمد حیات صاحب کے مُرید

ہوئے، آخر حسبِ اجازت اُن کی مرزا روشن سے بیعت کر کے کارِ تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔  
آپ کی کیفیت تھی کہ حافظ شیرازی کی غزل پر غزل فرماتے، جس قسم کا مسئلہ آپ نے دریافت کیا جاتا، اُس کی  
حسنِ طور سے حل فرماتے تھے، چندے رامپور میں شریف فرمایا ہے۔ نواب رامپور نے ہر چند ملنا چاہا

آپ نے قبول نہیں کیا، تیسرے خلیفہ حضرت حافظ کالے دہلوی، چوتھے مولوی مسیح محمد پنجابی، پانچویں شاہ محمد حنین، چھٹے مرزا دولت شاہ، ساتویں سید واجد علی کہ عاشق پیر اور صاحب اکیر تھے اور تاجات اُن کو پیر سے حضوری رہی۔

## ذکر قدوة العلماء زبدۃ الاتیقا مہاجر فی سبیل اللہ مولوی رحمت اللہ آفیدی ہندی قدس سرہ

اگرچہ اوصاف اس برگزیدہ آفاق خابج احاطہ تحریر و تقریر سے ہیں، لیکن مضمون بالا بدرک کلاماً تیرک کا کچھ تحریر کرتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ مولود و منشا اس برگزیدہ اصفیا کا قصبہ کیرانہ محلہ دربار کلاں ضلع مظفرنگر کا ہے اور یہ قصبہ قدیم سے مردم خیز ہے، اور اولاد حضرت امیر المؤمنین جامع قرآن عثمان بن عفان خلیفہ ثالث رسول حبیب الرحمن سے ہیں جیسا کہ نسب نامہ حضرت ذی النون موجود ہے۔ بہر صورت جدِ اعلیٰ ان کا شیخ عبدالرحمن گارزونی تھا کہ ہمراہ سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان میں آئے قصبہ پانی پت کی وفات پائے زیر قلعہ مدفون ہوئے، اُس روز سے اولاد اُن کی جو ہمراہ تھی سکونت پذیر پانی پت ہوئی اور اُن کی اولاد سے بعد چند پشت کے حضرت مخدوم جلال الدین کیرلاویا پانی پتی تہی قدس سرہ کے ذکر کرامات اُن کا اور خلفا اُن کے کا کتاب روضۃ الاقطاب و روضۃ الایضیا وغیرہ میں مندرج ہے، بعد اُس کے اولاد خلفت کلاں حضرت جلال الدین سے حکیم عبدالکریم عرف شیخ ہنا کہ کتاب خلاصہ تنانی ان کی تالیف ہے، مقرب درگاہ جلال الدین اکبر بادشاہ مخاطب بخطاب شیخ الزماں، مقبرہ اُن کا مقبرہ حضرت ابو علی قلندر جانب شمال اہل بشرق پانی پت میں نالاں موجود ہے اور فرزند کلاں مخاطب بخطاب مقرب خاں عہد نور الدین جہانگیر بادشاہ میں صوبہ سورت ممبئی کے ہوئے اور انہوں نے اپنی حکمت علمی سے سات جہاز غرق سالہا سال کے برآمد کئے، منجملہ اور چیزوں کے ستون کسوٹی بھی انہیں میں تھے اور بادشاہ جہانگیر کو برآمد جہازاں سے اطلاع دی۔ بادشاہ نے کل اسباب انہیں کو عطا کیا بعد اس کے آئے ہوا کیرانہ کی پسند کر کے مکان سکونت اور دو آب پختہ اندرون وسط تالاب کے ایک بنگلہ بالائے چوترہ بنوا کر ستون کسوٹی برپا کئے اور ایک گڑھی بنوائی اور پانچ بلغ تخم اُن کا



دکھن سے منگاکے لگائے اور سال سولہویں جلوس میں بادشاہ جہانگیر کی رائے میں آئے، جیسا کہ عبارت جہانگیری سے ظاہر ہے، وہ یہ ہے کہ جو عرصہ کثیر سے زبدہ مخلصان یا اخلاص و عمدہ محبان باختصاص یار و فادار مقرب خاں ملتی تھا کہ کلبہ احزان کو قدم مہینت لزوم سے رشک فرمائے، فردوس یوں کہ چوڑے تئیں خاطر اس کی بغایت منظور تھی اس واسطے عنان عزیمت اس طرف منعطف فرمائی، اس خیر خواہ قدیمی نے اسباب جواہر تہ تیہ تین لاکھ روپے کا اور باغ اور دو تالاب مع بنگلہ نذر حضور کیا، لینا تالاب اور بنگلہ کا اقتضای فتوت شاہنشاہی سے بعید سمجھ کر اسباب جواہر اور باغ قبول فرمائے، جیسا کہ باغبار مذکورہ تا عہد بہادر شاہ قبضہ امایان شاہی میں ہے، لیکن ۱۲۷۵ھ سے بمعرض ضبطی سرکار انگریزی نیلام ہو گئے، خریداران نیلام کے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ ہر دو تالاب و چوڑہ و گڑھی موجود ہیں مگر حویلی کا دروازہ قائم نہیں جیسا کہ وہ محلہ بنام نواب دروازہ مشہور ہے اور خطوط اسی پر سے آتے جاتے ہیں۔ روایت معتبر ہے کہ ایک روز دربار جہانگیر بادشاہ میں کسی شخص نے ذکر کیا کہ مقرب خاں کے ہاں ایک ایسی شے ہے کہ حضور کے ہاں نہیں ہے، پوچھا، وہ کیا چیز ہے، عرض کیا کہ ستون کسوٹی کے حکم ہوا کہ لکھ بھیجو حضور میں بھیج دے، آپ کے وکیل نے اسی وقت اطلاع دی۔ مقرب خاں نے ستون مذکورہ بنگلہ مسطورہ سے اکھڑا کر شباشب پانی پت خانقاہ میں بھیج دیے، تیسرے روز فرمان بادشاہ بمضون مذکورہ الصدر آیا، انہوں نے عرضی کھلی کہ پہلے درود فرمان والا شان سے نذر خانقاہ کر چکا، اگر حکم ہووے وہاں سے اکھڑا کر ارسال حضور کروں۔ حکم آیا کہ کچھ ضرورت نہیں، جو کہ جلدی نہیں کر دئے تھے، اس واسطے رزق السد خاں خلف مقرب خاں نے دوبارہ مرتب کرایا جیسا کہ اس کے کتبہ سے سما حال موجود ہے، ہویدا ہے اور وہ ابیات یہ ہیں۔

## ابیات

منظر نور جلال مست جلال، ہر سچو عیسیٰ مرہ را بخند رواں  
 بوعلی جوں بوعلی سیناںش کرد زان سبب کیت دل رسوزنا  
 تانیا فرمودہ ایوان چو قلند، بہر تون سنگ نک زیراں  
 از خرد چشم غبار سالاد، چو لائی گیمیا کردم عیاں  
 سال و تار سنج انبایش در حساب  
 شد بوالاجاہ رزق السد خاں

اور سجد سنگ سرخ اندرون خانقاہ تعمیر ساختہ رزق السد خاں ہے اور کہتے ہیں کہ ایک تاجرانگو مٹی

دربار جہانگیری میں لایا کہ یہ ہیرے کی بے جڑ ہے، بادشاہ نے سب میران حاضرین دربار کو دکھائی کسی کی شناخت میں نہ آئی، مقرب خاں نے دیکھ کر عرض کیا کہ پانی میں ڈالی جائے، اس وقت نگہ آریزہ کا متغیر ہو گیا ثابت ہوا کہ وہ مصری سفید سے تراشی ہوئی تھی، اگرچہ قصہ اور بھی مشہور ہے کہ تحریرنا اس کا فوت مطلب کا باعث ہوتا ہے اور مقبرہ مقرب خاں اندرون خانقاہ مشہور و قائم ہے، اب مطلب اصلی پر آتا ہوں برادر دوم یعنی پسر نامی شیخ سادیلوان عبدالرحیم نے کہ مکان اُن کا بجلہ نواب دروازہ محل مشہور و قائم ہے اور کہ ایسے محال پچاس برس طرف شاہجہاں بادشاہ سے اُن کی جاگیر میں رہا اور دیوانہ ان کا کہ نامزد عدل گڑھ تھا اور عوام اس کو بادل گڑھ کہتے ہیں مکان سکونت اور عدل گڑھ میں حیات اپنی میں شیخ حسینی اور شیخ احمد دیا کو دیکر مکان دوسرا بنا فرمایا اور نام اُس کا دربار معزز پایا مع شیخ فضل پسر سوبی اپنے کے سکونت اختیار کی اور شیخ فضل مصاحبان درگاہ شاہجہاں بادشاہ سے ہے اور سچ مہر یہ محتاج فضل شد بدل و جان غلام شاہجہاں، بعد اس کے نجابین شیخ قطب الدین اور شیخ بدر الدین ہر دو برادران حقیقی کے تقسیم مکانات ظہور میں آئے بنام دربار کلاں مکان شیخ قطب الدین و دربار خود مکان شیخ بدر الدین مشہور ہوا، جیسا کہ تاہذ ایوم دربار کلاں اور دربار خود مشہور ہیں، بعد اس کے فرزند سوبی شیخ قطب الدین کہ موسوم بہ عبد الرحیم تھے، اُن کے پسر حبیب احمد اور اُن کے والد نجیب احمد پسر سوبی نجیب احمد مولوی حلیل الرحمن علیہ الرحمۃ والغفران کہ دیانت اور صلاحیت میں مشہور ہیں لافان والامثال تھے، بعد اس کے بمضمون حدیث شریف العید من سعد فی بطن امہ ۳۳۳ھ ماہ جمادی الاول میں مولوی رحمت اللہ پیدا ہوئے اور والدہ شریفہ مولوی محمد ج بیان کیا کرتی تھیں کہ بیٹے حمل میں بکثرت دیکھا ہے کہ بیان اُن کا خالی دراز نفسی سے نہیں، لیکن ایک خواب بیان کیا جاتا ہے کہ ایک فہ بیٹے دیکھا کہ وزیر النصار یعنی ہشیر خود مولوی صاحب یہ کہتی ہیں کہ بیڈولی والی تیرے نام پر کیا چاند روشن نہیں ہوا ہے کہ روشنی اُس کی تمام جہان کو محیط ہے، ابتدائے طفلی میں آثار صلاحیت عیاں تھی اور عمر دس بارہ برس میں کتب درسیہ درجہ فارسی سے فراغت پائی اور تحریر خطوط فارسی اچھا کرتے تھے انہیں ایام میں افغانیش شیخ فرید الدین ساکن قصبہ بڈولی ضلع مظفر نگر خالو حقیقی اپنے کے ہمراہ مولوی علی احمد ساکن قصبہ مذکور کہ قرابت قریبہ رکھتے تھے واسطے تحصیل علوم روانہ شاہجہاں آباد ہوئے مدرسہ مولوی محمد حیات قیام پذیر ہوئے کے مصروف بہ تحصیل علوم ہوئے اور چونکہ طبع سلیم اور ذہن

خدا داد مستقیم تھا، ایام طالب علی قصبہ سبق ہے، بعد اس کے سنہ ایک ہزار دوصد و پنجاہ ہجری میں والد ان کے کہ بعدہ منشی گری راجہ ہندوراؤ بہادر مرہٹہ کے عرصہ چند سال سے ملازم تھے، ہمراہ آقائے نامدار اپنے کے فایز شاہجہان آباد ہوئے، ہمراہ ملازمین لشکر ظفر پیکر سرکار کے مقام ترولین گنج بیردن لاہوری دروازہ جانب غرب متصل پہاڑی دہریج قیام پذیر ہوئے، مولوی صاحب بھی بخدمت والد ماجد رہنے لگے اور تنخواہ بھی ان کی بصیفۂ تالیف سنائے وقت شہ کے اپنی سرکار سے مقرر ہو گئی، اس وقت میں ہر روز ترولین گنج سے واسطے سبق کے آمد و رفت مدرسہ سبق الذکر میں رکھتے تھے، اور شب کو حسب الطلب سرکار کے مضمون کتابا کبرنامہ تالیف شیخ ابوالفضل کا گوش گذار سرکار کرتے تھے اور کار تحریر خطوط والد اپنے کا بخوبی انجام دیتے تھے، بعد اس کے سنہ یک ہزار دوصد و پنجاہ و سہ ہجری برطانی والد ان کے کی اس سرکار سے ظہور میں آئی۔ والد ان کے وطن میں خانہ نشین ہوئے، اور یہ بجائے والد کے کار تحریر خطوط کا دیتے تھے، بعد چند ماہ کے موقوفی ان کی بھی ظہور میں آئی، پھر فارغ البال ہوئے مدرسہ مطور میں مصروف بہ درس تدریس ہوئے پھر جو سبق موافق خواہش اپنی کے نہ پایا ہمراہ چند طلبار پایادہ روانہ لکھنؤ ہوئے، وہاں کے مفتی محمد سعد الدین سلم الثبوت اور میرزا احمد امور عامہ پڑھا اور لکھنؤ میں مرجع طلباء پھر سنہ ایک ہزار دوصد و پنجاہ و شش ہجری میں وارد وطن ہوئے اور دختر اوسط خال حقیقی کہ مدت سے منسوب بنام ان کے تھی شادی کے بعد سنہ یک ہزار دوصد و پنجاہ و ہفت ہجری راجہ ہندوراؤ نے ان کو مع والد طلب کر کے والد کو ان کے ہمراہ غلام غوث خان مختار کار اپنے کے بہ تنخواہ قدیمی ملازم کے واسطے بندوبست الماک اپنی کے روانہ کامل چکلی ضلع دھارواڑ کیا، اور ان کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ بجانب کوہ بھیمت شکار ہوا۔

بعد اس کے وقت فایزنگی شاہجہان آباد بمقام ترولین گنج ہنگامہ تعلیم طلباء گرم اور کار تحریر خطوط سرکار کرتے تھے، پھر سنہ یک ہزار دوصد و شصت ہجری میں لڑکے ان کے نے جو کم نام ایک سالہ تھا انتقال کیا، اور زوجہ ان کی نے بمرض حمی دق بے ستلاہو کے سنہ یک ہزار دوصد و شصت و یک ہجری میں انتقال کیا، پھر نسبت ان کی اگرچہ اقربا میں ہو گئی تھی چند سال نکاح نہ کیا بلکہ اپنی طرف سے انکار کیا، بعد اس کے سنہ یک ہزار دوصد و شصت و دو ہجری میں انتقال والد

ان کے کا بمقام کامل ظہور میں آیا، بعد اس کے تعلق ملازمت ترک کر کے اپنے چھوٹے بھائی منشی محمد علی کھن  
سرکار ہندو راؤ میں مقرر کر کے کوئی دن مدرسہ مولوی محمد حیات میں پڑھا۔ بعد اُس کے مسجد اکبر آبادی میں  
کہ جانب جنوب مشہور تھی قیام پذیر ہو کے تدریس طلباء مصروف ہوئے، بعد اُس کے ۱۲۶۶ھ ہجری  
میں کہ انہیں ایام میں دوی محمد حیات نے انتقال کیا تھا وارد وطن ملاوہ ہو کر ہنگامہ وعظ و تلقین تدریس  
طلباء میں مصروف ہوئے، اور آبادی مسجد محلہ بخوبی ظہور میں آئی، اور جو کہ تحریر کتاب اراد لاد ہام بفرشتہ  
شاہ عبد الغنی ساکن خانقاہ غلام علی شاہ فارسی میں لکھی تھی اب تک نبض اس کی ظہور میں نہ آتی تھی کہ  
آپ بعد ضعیف تر و لرزہ بیمار ہوئے، باوجود مصلحت و سہلات الزال بخار ظہور میں نہ آیا، اور اکثر طبیوں کی  
رائے میں حوی دق تجویز ہو گئی، لیکن برادر اوسط اُن کا کہ معالج تھا برخلاف اور طبیوں کے تھا۔ غرض کہ بیماری  
مولوی صاحب سے تمام خاندان بے سرو سامان تھا، جیسا کہ عم کللاں اور ہر دو عم خورد اور دیگر اعرار نے اُن کی اللہ  
کے پاس آ کر بیان کیا کہ جو ہمارے دودمان میں ذات مولوی صاحب کو فخر خاندان پیدا کیا ہے ہم یہ چاہتے  
ہیں کہ طبیب اور ہی آپ کے علاج کے واسطے لادیں، اور کوشش در باب استعلاج ہم پہنچا دیں، اللہ  
مخدومہ ان کی لئے کہ ازب کہ صالحہ اور متدین تھیں کہا کہ تدبیر وابستہ تقدیر ہے کہ میں رائے خلف و  
اپنے کے بہ نسبت اور طبیوں کے واثق سمجھتی ہوں، غرض کہ شدت بیماری سے زوال طاقت پایا  
ہوا کہ بیٹھنے سے معذور ہوئے اور لیٹے ہوئے چار پائی پر نماز ادا کرتے تھے۔ ایک روز یہ کہا دیکھو  
میں نماز ظہر پڑھتا ہوں کوئی آگے کو نہ نکلے، بعد تھوڑی دیر کے گریاں ہو کر ہوش میں آئے، بھائی اوسط  
اُن کے لئے جانا کہ اوپر مایوسی حیات اپنی کے گریاں ہیں، یہ کہا بھائی متسم بخدا میرے نزدیک  
قواعد طب سے کوئی علامات رد یہ نہیں، انشاء اللہ صحت ہو جائے گی، فرمایا کہ میں اس لئے  
نہیں روتا ہوں اور مجھ کو بھی صحت اور بقا حیات اپنی کی امید ہے، اگر اس واسطے کہ مینے اس وقت  
خواب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں، آپ نے  
ارشاد فرمایا کہ میں یا رب العالمین اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا فتی الزحیٰ حک  
رسول اللہ قال کذا و کذا یعنی لے جو ان خوشخبری ہو جو بیچ حق تیرے کے رسول نے کہا ایسا اگر چہ  
تالیف اراد لاد ہام جہاد مرض ہوا ہے یقین ہے کہ جہاد شافی ہی ہوگا، بعد اس کے حالت اصلی صحت  
پر آ کے اراد لاد ہام کہ منتشر ہوا تھا بعرصہ سات ماہ کے صاف کیا، بعد اس کے بتقریب

بعض اتفاق تشریف بری شاہجہان آباد ہوا، اور صورت چھپنے کتاب مذکور میں حاشیہ پر استفسار مولوی آل حسن مصنف ظہور میں آیا اور انہیں ایام میں ڈاکٹر وزیر خاں ساکن محلہ کاغذیان سملقات ہوئی، اور ڈاکٹر مذکور مستدعی تشریف بری اکبر آباد کا ہوا، وہاں پہنچکر بسرائے جہلی بہت مقیم ہوئے جو کہ ان دنوں میں محکمہ صدر اکبر آباد میں تھا اور وکلاء صدور میں رہتے تھے اور پادری فنڈر صاحب بھی وہیں مقیم تھے اور ہر کسی سے بروقت ملاقات یہ کہتے تھے کہ کوئی ہماری میزان حق کا جواب لکھے اور طعن ہماری کا محمدیوں پر ہے جواب دے جو کہ اکثر اس امر پر سکوت کر کے جواب نہیں دیتے تھے، یہ بھی باعث خود پسندی پادری صاحب صوف کا ہوتا تھا، اس وقت میں اکثر وکلاء و رؤسا اکبر آباد ملتی اس بات کے ہونے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مقابلہ پادری صاحب ہو، ہر چند مولوی صاحب نے غدر غریبیطی کا کیا لیکن پذیرا نہ ہوا۔ آخر الامر وکلاء نے مذکور انصہر سلسلہ جنباں مباحثہ فیما بین ہوئے، پادری صاحب نے اس امر کو فوراً عظیم سمجھ کر زیادہ تر مضمحل ہوئے، جیسا کہ رسالہ مباحثہ کا کہ خطوط فیما بین مولوی صاحب و پادری صاحب کے قریب دس گیارہ جزو کے فخر المطالع میں شائع ہوا تھا، اور اُس کے اشتہار میں تاریخ یوم تقرر مباحثہ کا دیا گیا تھا، اگرچہ اُس زمانہ میں ریل نہ تھی مگر پھر اکثر سامعین سواری گھوڑا گاڑی پر اگر داخل مجمع مباحثہ ہوئے، اور چودہ سٹلوں میں مباحثہ تقریر کیا تھا اور شرط یہ تھی کہ جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہو جائے گفتگو دوسرے مسئلہ میں نہ کی جائے۔ غرض کہ روز اول پادری صاحب گفتگو زیر سے پیش ہے اور دوسرے روز مغلوب ہے، اور تیسرے روز نہایت عاجز ہوئے اور یہ امر باعث بدنامی پادری صاحب کا ہوا، بعد اس کے اگر عبادت قدم بازار میں کھڑے ہوتے تو ہر ایک دوست سے کہتے تھے کہ تیری زبان کہاں گئی تھی جو بولانا گیا، بعد اس کے ۲۳، ۲۴ سبھری میں سولہویں رمضان کو وقوع غدر واقع ہوا، اور مولوی صاحب اس حادثہ ناگہانی میں اشتہار ہو گئے، عازم مکہ معظمہ ہوئے اور جو کچھ جائداد موروثی جو وطن میں تھی ضبط ہو کر نیلام ہو گئی، بعد اُس کے ۲۵، ۲۶ سبھری میں پادری فنڈر صاحب واسطے حصول ملاقات استنبول روانہ ہوئے اور وہاں پہنچکر ایک امیر سلطان سے مل کر مستدعی جواب کے ہوئے، اس امیر نے علماء سے مشورہ کیا، جو کہ محمود خان رئیس نجیب آباد کہ ایام غدر سے داخل زمرہ مصاحبان امیر موصوف تھا منظر ہوا کہ ہندوستان میں ایک فاضل جلیل الشان کی گفتگو نہ ہی پادری بلند مکان سے ہوئی تھی، اور اُس فاضل نے

کتاب در جواب اعتراضات اس پادری کے لکھی ہے، اور وہ کتاب چھپ گئی ہے۔ جو کہ قافلہ حلاج ہند ہر سال آتا ہے دستیاب ہونا ممکن ہے، جیسا کہ یہی مضمون بنام شریف مکہ آیا، اتفاقاً خلف شریف مولوی صاحب سے پڑھتا تھا، جواب میں لکھا گیا کہ وہ کتاب اور اُس کا مصنف یہاں موجود ہے، بعد اُس کے موافق حکم شریف نے سامان زاد راہ کر کے مولوی صاحب کو روانہ استنبول کیا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر جواب اعتراضات بحضور علماء پڑھا، پسند خاطر ہوا، بعد اس کے پادری سائل کو طلب کیا، بوقت آنے کے فیما بین ظہور میں آئی۔ پادری صاحب سوائے اس بات کے کہ میں جواب سوالات اپنے کا کچھ پایا زبان پر نہ لائے بعد اس کے واپس ہوئے اور اشد راہ میں فوت ہوئے، اور بحسب درخواست اس کتاب کا ترجمہ فارسی سے عربی اور ترکی میں لکھا اور کتاب عربی مسموم بنظر ہر حق کیا، ہر دو نسخہ چھاپہ خانہ بکرات قلاب طبع میں آئے، آپ عرصہ تین سال تک استنبول میں قیام پذیر ہو کر مکہ میں آئے اور بعد وصول النساء بیگم رئیسہ بنگالہ بنا مدرسہ کی محلہ جندریہ میں بی بی الی چنانچہ مدرسہ مولیہ مشہور ہے اور کوشش بیگم مذکور اور روضہ ہند سے آبادی مدرسہ مذکور کی بخوبی ظہور میں آئی اور جو کہ ترجمہ ترکی چھپ کر دخل مکتب خانہ شاہی میں ہوا تھا، ایک روز اتفاق سے ملاحظہ سلطان میں گذرا، اور استفسار حال مصنف ہوا، جانب حضرت سلطان سے طلب مولوی صاحب ظہور میں آئی، مولوی صاحب مع حضرت مولوی نور فایز استنبول ہوئے بوقت پہنچنے بندر کے سلطان کی طرف چند امیر مع توپ خلعت کے آئے اور بروقت پہنچنے کے مرتب تعظیم ظہور میں آئے اور بزبان ترکی فرمایا کہ ہم تمہاری کتاب اور ذکر خیر سن کر مشتاق ملاقات ہوئے اور بعد چند روز کے ارشاد ہوا کہ تا تقرری خدمت پانٹورویہ ماہواری تم کو ملا کریں گے، یہاں قیام پذیر رہیں، انہوں نے التماس کیا کہ میں حالت پیری میں سکون مدفن کئے جا رہا ہوں چنانچہ تین سو روپیہ ماہواری مقرر ہو گئے، مبلغان مذکور باسم مدرسہ لوحین اپنے کے دفتر شاہی میں لکھوائے اور بروقت خصصت عرض کیا کہ بشرط مرضی برادر یا داد اپنے کو گر بیان امن میں روانہ شدہ خدام والا مقام کروں گا اور خصصت ہو کر روانہ مکہ ہوئے، اور عند الذکر سامعین نے کہا کہ ایفادہ وعدہ کر کے بعد تحریر و استرخا برادر خود اپنے یعنی قاری بدر لاسلام برادر زادہ اپنے کو روانہ استنبول کیا وہاں جا کر ہشاہرہ پانٹورویہ جس کے ایک سو پچاس روپیہ کے قریب یہاں کے رائج الوقت ہوتے ہیں

ماہواری ملازم ہو گیا اور خدمت دارونمگی مکتب خانہ شاہی کی بنام اس کے تقرر پائی، اور بعد انتقال مولوی صاحب کے پھر نوری خدمت انتظام مدرسہ صولتیہ کی بنام قاری بدرالاسلام ہوئی، چنانچہ تا حال مقیم مکہ معظمہ منتظم مدرسہ مذکور بہ تنخواہ بدستور مامور ہے، اور مولوی صاحب نے ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ بمصر ۵ سال انتقال فرمایا، اور کہ میں مدفون ہوئے، انا لشدو انا الہ راجعون۔

## قرآن مجید صنعتی الف

جس کی ہر سطر شروع کلام مجید سے آخر تک الف سے شروع ہوئی ہو اور حاشیہ پر تفسیر اتقان اردو بیچ ہو اگر کسی سطر کے الف پر سوئی سے نشان لگایا جائے تو آخر تک وہ نشان الف پر ہی لگیگا۔ غرض کہ وہ مصنف بے بہا ہے جو شاہی کتب خانوں میں ہزاروں روپیہ کی لاگت کے باوجود نظر نہیں آتا۔ طول ہر صفحہ ۱۳ انچ، عرض ۱۰ انچ، ۲۱ سطریں ہیں۔ حد یہ بلا جلد تھے، مجلد چمے، علاوہ محصولہ اک۔

## نقشہ گلزارِ چشتیہ

یہ نادر مرقعہ بھی ایک عجیب و غریب قابل زیارت تحفہ ہے، جس میں اکتالیس اولیائے کرام چشتیہ کی شبیہ کرام و تاریخ ولادت و سنہ وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیکر مولانا فخر الدین صاحب چشتی قدس سرہ تک قابل زیارت درج کی گئی ہیں۔ یہ مرقعہ طول میں ۱۲ انچ اور عرض میں ۱۸ انچ ہے کاغذ دبیر رنگ سبز و لاجورد پر نہایت خوبصورتی سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ایک سو بیس روپے

## گلبنِ حُبّت

اس تاریخ میں ۶۴ اولیائے کرام کی تصویرات مع حالات تاریخی ولادت و سنہ و مقام ولادت و وفات درج ہیں، کتاب کیا ہے ایک گلدستہ ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸

تمام فرماشیں بنام منیجر کتب خانہ میو رپریس دہلی آئی چاہئیں

# مذہبہ اولیاء

جلد سوم

مؤلفہ

علامہ باخبر جناب مرزا احمد اختر صاحب

خلف اکبر محمد دارا بخت میران شاہ دہلوی

جس کو

حساب الارشاد منشی ابلاقی اس صاحب مالک مطبع

مرزا صاحب نے تالیف کیا

اور

کتبخانہ میو پریس دہلی محلہ پیلہ ہاؤس دہلی میں باہتمام منشی شریال لک کتبخانہ

برس چھپکشی شائع ہوا

چھپکر فیض بخش خاص عام ہوا

مطبوعہ اقبال رنڈا دہلی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# در بیان حضرات خاجگانِ حشمت قادریہ

حرمۃ اللہ علیہم اجمعین

اول ذکر غوث الثقلین حضرت محبوب کبریا سید محی الدین سلطان عالم  
اولیائے عظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ لعلہ

کثرت آپ کی ابو محمد و لقب محی الدین ہے اور غوث الثقلین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ تصرف حضرت کا  
اور چرن و انس کے تھا اور اسم شریف سید عبدالقادر خلف سید ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ  
ابلی بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ موسیٰ الجون  
بن سید عبداللہ محض یا محسن بن سید حسن الثنی بن حضرت امیر المومنین امام حسن بن حضرت امیر المومنین  
امام متقین اسد السلاسل علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ  
اور کنیت ان کی ام الخیر اور لقب امہ الحیا کہ دختر نیک اختر شیخ عبداللہ صومعی کی نہیں کہ وہ مشائخ کبار  
جیلان سے اور اولیائے زمانہ مستجاب لدعات تھے نسب ان تاج المستورات کا حضرت امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے کہ فاطمہ ام الخیر بنت شیخ الاسلام سید عبداللہ صومعی بن سید ابو جلال محمد  
بن سید ابو طاہر بن سید ابو عطاء عبداللہ بن سید الجمال عینی بن سید ابو علاؤ الدین محمد بن سید  
علی العریضی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امیر المومنین امام حسن  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جلی حضرت کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ولادت حضرت کی جیل میں ہوئی کہ اس  
جیلان اور گیلان اور کیل بھی کہتے ہیں صاحب تاریخ یا فقی تحریر فرماتے ہیں کہ نام اس قصبہ کابل  
تھا وہ جگہ نہایت پُر فرزا اور آب و ہوا معتدل کہ بچے کوہ جودی کے واقع ہوا ہے، کوہ جودی

وہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی اُس جگہ ٹھہری تھی چنانچہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہے اور بغداد  
سات روز کا راستہ ہے اور محی الدین لقب ہو نیکی یہ وجہ ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ میں بروز جمعہ  
بغداد سے باہر آیا راستہ میں مقابل ایک بیمار ضعیف اور نحیف کے پہنچا اُس نے میری طرف متوجہ ہو کر  
کہا السلام علیک یا عبد القادر میں نے کہا وعلیک السلام یا عبد اللہ اُس نے کہا میرے پاس  
جب میں نزدیک گیا کہا کچھ کو بٹھائیے اُس کو بٹھایا اُسی وقت وہ حالت اُس کی جاتی رہی رنگ  
چمکنے لگا اور مجھ سے کہا کہ مجھ کو پہنچاتا ہے میں نے کہا کہ نہیں کہنے لگا کہ تیرے وجود مسعود کی برکت سے بار دیگر  
زندہ ہوا میں تیرے دادا کا دین ہوں کہ تجھ سے پہلے ضعیف ہو گیا تھا اور تو محی الدین ہو زمین پر نام نہا  
محی الدین اور آسمان پر بارائش پب ہے۔

نقل ہے کہ نسبت ارادت و تربیت حضرت کو بلا واسطہ روحانیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ  
وسلم سے ہے اور پیر خرقہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مبارک مخزومی تھے کہ سلسلہ بالآخر ذکر حضرت میں درج ہوگا  
صاحب مخزن قادر یہ تحریر کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کو خواجہ جنید سے ملحق ہے سلسلہ امامیہ قادریہ و  
سلسلہ الذہب کہتے ہیں اور پیر صحبت حضرت کے شیخ حادویاس تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت نے صلب پدر سے انتقال کیا تو عمر شریف آپ کی والدہ کی ساتھ برس  
کی تھی یہ بھی کو امت ظاہر ہے کہ ساٹھ برس کی عمر میں کہ وقت نا اُمیدی محل کا ہے ولادت بشر و جو  
حضرت خارق اور عادت کا ظہور ہوا اور بعد تولد حضرت کے سید ابی عبد اللہ برادر خور و پیدا ہوئے  
کہ عین جوانی میں اُن کا انتقال ہوا اور آپ کی ہشیر کا نام بی بی نصیبہ تھا تحفۃ الغیبین میں مذکور ہو کہ والد  
حضرت ایک بار مع چند اصحاب کینزان اپنے باغ میں تفریح طبع فرما رہے تھے ایک درخت سیدب پھیلا ہوا تھا  
اس میں سے ایک سیدب خوشنما معلوم ہوا اُس کو توڑنا چاہا چونکہ وہ بلند تھا ہاتھ نہ پہنچا خدمتگار سے فرمایا  
کہ چوکی لا جب چوکی آئی اُس پر چڑھ کر دست دراز کیا کہ اُسی وقت در در جگر اٹھا بیتاب ہو کر چوکی پر سے  
گر پڑیں کینزوں اور مصاحبوں نے شور کیا کہ لٹنے میں ایک ماریاہ اوپر سے گرا اُس کو دیکھ کر فرحت ہوئی  
کہ حکمت الہی تھی اگر وہاں ہاتھ جا پہنچتا تو ضرور سانپ کا ٹٹا جب حضرت تولد ہوئے اور آغوش مادر میں کھیل  
ہے تھے کہ آپ کی والدہ نے آپ کے منہ پر ٹانچا مارا آپ نے والدہ کہا کہ یا والدہ آج اس کی تلانی ہوئی کہ جو ناخن میں نے تہا سے  
جگر میں مارا تھا بسبب سانپ کے وہ گستاخی معاف کیجئے سبحان اللہ مادر رحم میں یہ کرامت تھی جو ظاہر ہو۔ صاحب نیل نقاد

شاہ بہار الحق بن حقائق و معارف آگاہ شاہ رحمت اللہ کرنا لی زبان حضرت کی والدہ کی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ایک بار فقط گھر میں ہی موجود تھی کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا، میں نے اس خیال سے کہ یہ محروم نہ جائے خود برقعہ اوڑھ کر کھانا لیکر دروازہ کے قریب جا کر کہا کہ اے اس بد بخت نے معلوم کیا کہ گھر خالی ہے وہ اندر چلا آیا، اسی وقت ایک شیر پیدا ہوا اور اُس کے پارچہ کر کر ہوا پر گئے دونوں کا نشان نہ رہا، اُس وقت عبد القادر جل میں تھے، اس قصہ کو سنیے کسی سے نہ کہنا جب عبد القادر پیدا ہوا اور کتب میں آیا جایا کرتا تھا، ایک بار لڑکوں کے ہمراہ کھیل میں لگا رہا بہت دیر بعد آیا مینے براہ چشم نہائی دھمکایا تو مجھ سے کہا کہ اے مادر میرا تیرے پر حق ہے بھول گئی مینے کہا وہ کیا بیان کیا کہ فلاں تاریخ فلاں وقت کہ میں تیرے شکم میں تھا ایک سال بے ادبانتہ صحن مکان میں شیر پیدا ہوا تھا وہ میں ہی تھا، وہ فرماتی ہیں کہ میں اُس روز سے نہایت ادب کرنے لگی تھی۔ صاحب مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ جس روز حضرت تولد ہوئے ایک ہزار افضل پیدا ہوئے لڑکی ایک نہیں ہوئی، تمام وہ لڑکے اولیا ہوئے، سب نے حضرت سے فیض حاصل کیا ولادت باسعادت مقام جیلان اول شب رمضان شکوہ میں ہوئی۔ درجن جمالہ جلی بہ ہریدہ کہ دیگفت عاشق بڑ تاریخ ولادتش ز عارف بہ ہر کس کہ شنید گفت عاشق بہ رمضان میں تمام دن شیر نوش نہ فرماتے تھے۔ جب حضرت تولد ہوئے تو آپ کی والدہ نے معاملہ میں رسول مقبول کو معہ صحابہ دیکھا کہ تشریف لائے اور مبارکباد دیکر فرمایا، یا اباصلح اعطاک اللہ بانجا و ہود لدی و محبوبی و محبوب اللہ تعالیٰ سبحانہ و سکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کائناتی بین الانبیاء والرسل۔

روایت ہے کہ اس قدر مجاہدہ توکل اور تجربہ فرمائی کہ دوسرے سے ممکن نہیں چونکہ حضرت سرحلقہ اولیا تھے تمام مقامات غوثی و قطبی و قطب لاقطابی سے ترقی کر کے مقام محبوبی پر پہنچے۔ سید محمد انکی مکالماتی میں لکھتے ہیں کہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ محبوبیت میں مشہور ہیں۔ مناقب غوثیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سسرور عالم فخر اولاد شب معراج عرش پر تشریف لے گئے، راہ میں بوج پا محبوب بجان کی کو اپنے قدم کے پاس دیکھا اور نہایت شفقت سے اپنا قدم دوش مبارک غوث الثقلین پر رکھ کر فرمایا قدمی علی رقتک و قدمک علی رقاب اولیا، امتی۔

روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے نشان قدم مبارک رسول کا آپ کے دوش پر موجود تھا

بعد میں تمام اولیائے اُمت نے اس کو مان لیا۔ شیخ شریف بن خضر حینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ تیرہ برس حضرت کی خدمت میں رہے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے کبھی بیٹھتی کبھی جسم مبارک نہیں دیکھی، حضرت سید عبدالجبار پر حضرت کی روایت ہے کہ میں نے ایک بار عرض کیا کہ جہاں آپ کا بول براز پڑتا ہے وہاں کی گھاس میں سے خوشبو آتی ہے اور کبھی جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی یہ تمام صفات جسم مبارک رسول مقبول میں تھیں، آپ نے فرمایا کہ عبدالقادر فانی اور باقی ہوا ہے، وجود باوجود اپنی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم بالحدود وجود جدی لا وجود عبدالقادر پھر بیٹھنے عرض کیا کہ اسی طرح ابرو جو سایہ فگن رہتا تھا، فرمایا کہ بندگان خدا شبہہ میں پڑتے اور مجھ پر گمان نبوت کرتے، اس وجہ سے میں یہ ترک کیا۔ ایک بار حضرت نے فرمایا کہ اور ولی انبیاء کے قدم بقدم ہیں میں اپنے جد کے قدم بقدم ہوں، مولانا جامی تاریخ امام عبدالسہ یا فنی سے نقل کرتے ہیں کہ جو کرامات و خوارق و عادات حضرت سے صادر ہوئے کسی اولیاء سے لیے نہیں ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے چند ابیات حضرت کی شان میں لکھی ہیں یہ ہیں ابیات غوث اعظم دلیل راہ یقین، یسعیں رہبر اکابر دین، اوست درجہ اولیا شہباز، جو بغیر در انبیا ممتاز، اولیاء بندہ اش از دل و جان، قدم او بگردن ایشان، وصف تعریف او ز من نہ نکوست، خود کرامت او معروف اوست، مجمع القضاے سے نقل ہے کہ آپ کے پیدا ہونے کی خبر جناب سرور انبیاء نے جناب امام حسین علیہ السلام کو دی تھی کہ تیری اولاد میں فلاں صدی میں غوث اعظم عبدالقادر پیدا ہوگا، علیہ مبارک حضرت غوث اعظم خیف البدن فوای سیلہ میانہ قد گندم کون پوئے ابرو کشادہ پیشانی رش کلاں آواز بلند اور روئے مبارک ایسا چمکتا تھا کہ برائے دیدار جو آتا فحش مشاہدہ جمال نہیں رکھتا تھا، جو صدیہ آتا وہ حاضرین کو تقسیم فرماتے، غریب اور فقراء سے نہایت ہی در تواضع کے ساتھ پیش آتے، اہل دنیا کی تعظیم کو نہ کھڑے ہوتے اپنے ہم نشینوں کی بہت عزت کرتے مہربانی ایسی تھی کہ ہر شخص اپنے دل میں تصور کرتا تھا کہ میری سی محبت دوسرے نہیں درجہ بیا عاجز آپ کی خدمت میں آتا اُس پر ہاتھ پھیرتے ہی اُس کو شفا ہوتی تھی، کبھی کسی امیر یا خلفاء کے گھر نہیں گئے ایک بار خلیفہ بغداد ابوالمظفر دسل توڑہ اشرفیوں کے لیکر آیا آپ نے قبول نہ فرمائے، اور آپ صائم الدہر تھے اور قبلہ رُویٹھے تھے، مجاہدہ کی کیفیت یہ رہی کہ برابر چار سال ایک خلوت میں گزائے، اور مہینوں کو جنگلوں میں رہے، چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز گذاری، بغداد شریف میں پندرہ برس

بعد عشا کے تمام شب ایک پیر سے کھڑے ہو کر عبادت کی، یعنی ایک قرآن ختم فرماتے اور لباس فاخرہ پہنتے تھے، حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں اگر میری آنکھ جھپکتی تو میں آواز سننا کہ اے عبدالقادر تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ آپ کی عمر سولہ برس کی تھی کہ بغداد میں آکر بقرات قرآن حفظ کیا، بعدہ چند روز میں تمام علوم حاصل کر کے علمائے وقت سے ممتاز ہوئے، یعنی سات برس میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آٹھ برس تجرید میں رہ کر بعدہ دعوت الی الحق میں مشغول ہوئے اور ساٹھ سے چھ سو طلبہ بار کوروز سبق پڑھاتے تھے، جس طالب علم کے پاس کتاب نہ ہوتی اپنی قلم سے لکھ کر عطا فرماتے، جس کو مرید فرماتے سلسلہ پیران اپنی قلم سے لکھ کر دیتے اور نماز نوافل میں ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے سورہ مزمل یا سورہ الرحمن پڑھتے یا سورہ اخلاص سو بار پڑھتے، اور شب کو قریب تہجد کے قرآن ختم فرماتے اور مجموعہ چہل چھ سو ساٹھ دفعہ پڑھتے، شب اور دن کو دعائے سیفی و حرز ایمان و عزیمت کبیر درود کبیر و نودونام خدا ہزار بار پڑھتے، اور شجرہ جنیدی برائے استمداد ایک بار بلاناغہ پڑھتے، شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی سے نقل ہے کہ فاطمہ نام مہری سولہ برس کی لڑکی کو ٹھٹھے پر سے غائب ہوئی میں حضرت کی خدمت میں گیا اور تمام ماجرا عرض کیا، فرمایا کہ آج کی شب جنگل کنج میں کہ بغداد کا ایک محلہ ہے وہاں جاکر زمین پر اپنے گرد دائرہ کرا اور کہہ سم اللہ علی بنت عبدالقادر اور جب بیٹھے تو کہو یا شیخ عبدالقادر شیخ اللہ جب خوب اندھیرا ہو گا جوق جوق جن بصورت مختلفہ آویں گے ان سے ہرگز نہ ڈرنا، صبح ہوتے ان کا بادشاہ آویگا اس سے مطلب بیان کرنا۔ چنانچہ مینے جاکر موافق حکم کے عمل کیا، دیکھا کہ مختلف صورتوں کے گردہ در گردہ جن آنے لگے، میرے دائرہ میں کوئی نہیں آیا صبح ہوتے بادشاہ آیا، اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کیا کارہے مینے کل حال بیان کیا، اُس نے تمام جنوں کو بلا کر دریافت کیا میرا جو بھی حاضر ہوا اور میری لڑکی کو لادیا، مینے اُس بادشاہ سے کہا کہ تم بہت مطلع غوث پاک ہو، اُس نے کہا کیونکہ نہ ہوں سید عبدالقادر غوث انقلین میں، جن اور انس سب ان کے فرمان پذیر ہیں جو ان سے پھر رہے وہ مردود ہے۔ ایک شخص کی عورت کو مرگی آتی تھی، اُس نے حضرت کے در بدر شکایت کی، آپ نے فرمایا اُس کے کان میں کہہ دے اے جانس اس جگہ شیخ عبدالقادر معیم ہیں، اگر پھر دوبارہ ہو تو مجھ کو خبر دینا، الغرض پھر مرگی تاحیات

اُس کو نہ آئی، امام عبدالسد یا شیخ یاغی میں لکھتے ہیں کہ حضرت چالینس برس بغداد میں رہے کبھی کسی کو مرگی نہ آئی، شیخ ابوالقاسم عمر بن سعد فرماتے ہیں کہ میں ایک روز مدرسہ میں تھا، حضرت وضو کر رہے تھے ایک چڑیا نے بالائے جامہ پچال کر دی چاہتی تھی کہ اُڑے اُسی وقت گر پڑی اور مر گئی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے اُس جگہ کو پاک کیا اور جامہ بدن سے اتار کر بندہ کو دیا اور فرمایا اس کو فروخت کر کے مساکین کو دے۔ گلزار معانی سے نقل ہے عہد دولت میں یک کیفیت تھی کہ اگر کوئی بے نام آپ کا لیتا سترن سے جدا ہو جاتا تھا، آخر سید عالم نے بشارت دی کہ یاد دی وجود تمہارا وسیع ہو اب نبی کی کیا حاجت ہے، ترک جلال کرو آگے ایسا وقت آدیکھا کہ ہر ایک تیرا نام لے گا اُس سے حضرت نے ترک جلال کیا، یعنی حوزیانی کا وظیفہ ترک کیا، کہتے ہیں کہ بخوف جان کوئی بے وضو حضرت کا نام نہیں لیتا تھا، یہ اب بھی ہے کہ جو بے وضو نام نامی لیتا ہے تنگی رزق کی ضرور ہوتی ہو اور جو ہمیشہ شیرینی پر نیاز کرتے ہیں تنگ نہیں رہتے، اور آپ کی گیارہویں کرنا برائے کشائش رزق مجرب عمل ہے، تمام بزرگوں کا اتفاق ہے، اور ترکیب ختم یہ ہے کہ گیارہ یا سات یا تین شخص باطہارت گیارہویں شرب ہر ماہ کو ایک جگہ بیٹھ کر اول گیارہ بار الحمد للہ باقیمہ پڑھ کر سو بار درود شریف اور گیارہ بار کلمہ تجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر شعی للہ اور سورہ یسین ایک بار اور ایک اکتالیس بار اہل نشرے باقیمہ اور ایک سو گیارہ بار درود شریف پھر گیارہ بار الحمد پڑھ کر شیرینی پر فائز حضرت کی دے کر تقسیم کرے، یہ ختم برائے ہر کار مجرب ہے اور ایک جلسہ میں سو الاکھ مرتبہ پڑھنا یا شیخ عبدالقادر شعی للہ برائے ہر ہم مفید ہے، اپنے مکملہ میں شیخ ابوالقاسم عمر بن ناز لکھتے ہیں کہ حضرت فرمایا کہ جس کسی کو کچھ مشکل کا سامنا ہو وہ میری طرف رجوع کرے تو اُس کی مشکل حل ہو اور جو مجھ سے توسل کرے اُس کی حاجت براری ہو۔ ترکیب اداۃ الصلوٰۃ الاسرار و صلوٰۃ الحاجت صلوٰۃ للہ الی الحضرت قادریہ کہ درمیان مغرب اور عشا کے ادا کرتے ہیں حضرت رسول مقبول سے استفادہ اٹھاتے ہیں، چنانچہ شیخ یوسف سجاندی فرماتے ہیں میں نے حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ جس کی موت قریب ہو اُس کا علاج کیا ہے کہ نہ مرے فرمایا کہ اگر دو گانہ ولد ی عبدالقادر باعقاد ادا کرے عمر اُس کی دراز ہو اور جس مدعا کے لئے متواتر چالیس روز ادا کرے وہ پورا ہو اور توشہ حضرت کا قبولنا برائے ہر مطلب مفید ہے بعدہ و توشہ

باظہارت تیار کر کے مسلمانوں کو تقسیم کرے، بہتر یہ ہو کہ ایک توشہ پہلے ادا کرے، وزن توشہ میدہ گندم آدھ سیر، روغن زرد شکر سفید ہر ایک سوا سیر، مغز بادام پستہ، کشمش، مغز خراہر ایک ساٹھ سات تولہ بدستور حلو بنا کر حضرت کی نیاز دیکر تقسیم کرے۔

حقیقۃ الحقائق سے نقل ہے کہ ایک بیوہ پیر زال کا پسر دریا میں ڈوب گیا وہ خدمت حضرت میں آکر کہنے لگی کہ ایک پسر تھا سو دریا میں ڈوب گیا میں حضرت کی معتقد ہوں آپ کو خدا نے سب طرح کی قوت دی ہو، میرا پسر مجھ کو دیجئے، آپ نے فرمایا وہ تیرے گھر آگیا، اُس نے گھر جا کر دیکھا پسر نہ پایا پھر دوڑی آئی اور روئی آپ نے فرمایا وہ تو گھر آگیا پھر اُس نے جا کر دیکھا پسر نہ پایا پھر جا کر رونے لگی، آپ نے مراقبہ فرمایا کہ جاوہ تیرے گھر آگیا۔ اور یہی روایت ہے کہ حکیم خدا جمعہ کے روز حضرت کی نظر جن مسلمان پر پڑتی تھی وہ اولیا ہو جاتا تھا۔ اسرار اسالکین سے نقل ہے کہ حضرت ایک بار چلے جاتے تھے کہ عیسائی اور ایک محمدی مباحثہ کرتے چلے آتے تھے، عیسائی محمدی سے کہتا تھا کہ میرے نبی تیرے نبی سے بہتر ہیں اور تو اپنے نبی کو بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے عیسائی سے فرمایا کہ تیرے نبی کو فضیلت کس دلیل سے ہے، اس نے کہا کہ وہ مردہ کو زندہ کر دیتے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مصطفائی سے میں ایک ناچیز ہوں اگر میرے روبرو مردہ آئے تو میں قم کہہ کر اُس کو زندہ کر دوں بلکہ مردہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آجائے، میرے ہمراہ کسی مردہ کی قبر چلے فضیلت احمدی تجھ کو دکھا دوں، عیسائی ہمراہ آیا اور ایک بُرائی قبر پر پہنچ کر کہا کہ اس کو زندہ کرو، آپ نے فرمایا کہ تیرے پیغمبر کیا کہہ کر زندہ کیا کرتے تھے، اُس نے کہا تم باذن اللہ کہہ کر زندہ کیا کرتے تھے، آپ نے منہ اپنا قبر کی طرف کر کے فرمایا تم باذن اُسی وقت قبر بھٹی اور قوال خوش الحان گانا ہوا باہر آیا، عیسائی نے یہ معائنہ کر کے فضیلت محمدی کا اقرار کیا اور مسلمان ہوا نقل ہے کہ ایک فقیر خدمت عالی میں آیا اور کہنے لگا ہر روز آپ کی درگاہ سے فیض دیکھا ہے اور آج آثار سخاوت نہ دیکھے، آپ نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ ایک سو چالیس فاسق اور فاجر لاؤ جب وہ آئے دائیں بائیں سطر سطر کھڑے کر کے بنظر الطاف اُن کی طرف دیکھا، اُسی وقت اُن کو بمقام وصول الہی پہنچایا اور اس فقیر سے فرمایا کہ آج یہ سخاوت تھی ۵

جزاں محبوب خدا کیست کہ ایسا کار کند کہ چسپ طائفہ را لایق دیدار کند

کبریت عیسےٰ نفیے بعد محمد جزوے کہ بیک نظر دو صد مردہ بیدار کند

نقل ہے کہ سید احمد رضی بن ابوالحسن رضی دختر سادات حسینہ سے تھے اس وجہ خواہہ راؤ حضرت کے مشہور کرتے ہیں، مگر حضرت کے خلیفہ تھے مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت اپنے خادم کی معرفت سید احمد رضی کو کہلا بھیجا، عاشق سید اس کلمہ کے سنتے ہی جوش عشق میں آکر عاشق ناراض ہی کہنے لگے خدا ہوا عاشق آپ کے روبرو درخت تماماً جلنے لگا اور وہ بھی جل کر فاختہ ہو گئے پھر مثل پانی کے ہو گئے، خادم نے یکفیت جا کر حضور سے عرض کی ارشاد فرمایا کہ اسٹانی کو لا، جب خادم واپس آیا دیکھا کہ سید صاحب نے لمحہ حقیقت سے رجوع باطل وجود و عنصر انسانی کر کے سر اٹھایا، خادم نے پھر جا کر حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ ایک ان کو اور ایک بزرگ کو ہوا، سوائے دو کے تیسرے کو نصیب نہیں ہوا، شہسوار نے کہ دیدند حسن یار بڑیا فند دریا حسش بے کنار، جگہ گشتند غرق بحر حسن دوست، نے خبر از بحر طارند و از کنار ۛ

نقل ہے کہ ایک روز ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرے میں لڑکیاں پیدا ہوئیں لڑکا نہیں ہوتا، میرا شوہر مجھ کو طلاق دے کر دوسرا نکاح کرنا ہے، میرے واسطے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا جا لڑکا ہوگا، اس کے دل میں خطرہ آیا کہ میرے واسطے دعا نہیں کی، میری تسکین کو فیسے ہی کہہ یا اپنے خطرہ معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ تیری کل لڑکیاں مرد ہو گئیں، جب وہ گھر آئی سب کو مرد پایا، مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ شیخ علی عربی کے گھر لڑکا بے تناسل کا پیدا ہوا ایک مجذوب بچے حضرت کا پتہ دیا کہ وہ دعا کریں تو کام چلے وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور فرزند کے واسطے دعا چاہی، حضرت نے ارشاد کیا کہ تمہاری تقدیر میں نہیں، انہوں نے کہا کہ اگر تقدیر میں ہوتا تو حضرت کے پاس کیوں آتا، آپ نے فرمایا کہ میری پشت سے پشت ملا میری تقدیر میں ایک فرزند اور باقی تھا، سو تجھ کو دیا، اس کا نام محمد ہوگا، میرے نام پر لقب کرنا، جب شیخ اکبر محمد پیدا ہوئے، محی الدین لقب ہوا، توحید میں بہت کچھ آپ کی تصنیفات ہیں، قطب وقت اور مشہور ہوئے، حضرت غوث پاک نے ان کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ سبحان اللہ کیا لڑکا پیدا ہوا کہ جو اپنے وقت میں میری زبان ہوگا، سرخی کو آشکارا کرے گا۔ شیخ محی الدین بن عربی کو جو کچھ پہنچا بے واسطے دوسرے کے حضرت سے پہنچا، مگر حضرت دارا شکوہ کے نزدیک شیخ محی الدین بن عربی حید شیخ یونس القصار کے وہ



خلیفہ محبوب جانی کے اور شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ سے خرقہ خلافت پایا اور خضر علیہ السلام سے بھی فیض ہوا اور شیخ ابو مدین مغربی کی بھی صحبت میں رہے۔ شب جمعہ ۲۲ ربیع الآخر کو انتقال کیا۔ مزار بیرون دمشق ہے۔ لکھا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی بھی حضرت غوث پاک کی دعا سے پیدا ہوئے، فضائل حضرت کے حد تحریر سے باہر ہیں، کوئی کتب صوفیہ سے ایسی کتاب نہ ہوگی کہ جس میں حضرت کا ذکر خیر نہ ہوگا، اس وجہ سے چند نقول پر تمام کیا۔ وفات حضرت شب یازدہم ربیع الآخر ۸۱۴ھ میں ہوئی، مزار پُرانوار حاجت روائے خلق مدرسہ باب الازج میں واقع ہے کہ حضرت کو مدرسہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مبارک مخدومی نے دیا تھا، امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص بغداد میں جا کر روضہ محبوب جانی کی زیارت سے مشرف نہ ہوا کرامات اُس کی سلب ہو جاتی ہیں۔

## ذکر فرزندان حضرت غوث پاک

ذکر سیف الدین عبدالوہاب قس سترہ  
آپ بہاؤ شہان ۸۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور بعد والد کے صاحبِ سجاد

ہوئے، وفات حضرت کی ۲۴ شوال ۸۹۳ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں ہے، ابوالنصور عبدالسلام شیخ ابو الفتح سلیمان یہ دو آپ کے صاحبزادہ تھے۔

ذکر حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ قدس سترہ  
آپ فرزند دوم حضرت غوث پاک کے تھے، نام ابو محمد ابو عبد الرحمن عیسیٰ ہے کہ فیضانِ نبوی اپنے والد سے حاصل کیا، ہمیشہ درس میں رہتے تھے، اور فتوح الغیب آپ ہی کے واسطے لایف ہوئی تھی، وفات حضرت کی ۸۳ھ میں ہوئی مزار مصر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ شمس الدین ابو بکر عبدالغفریز قدس سترہ  
آپ فرزند سوم غوث پاک کے تھے، وفات حضرت کی بمقام قصبہ بخارا ۸۸۹ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ سراج الدین عبد الجبار عبد الرحمن ابو الفتح قدس سترہ  
آپ فرزند چہارم غوث پاک کے تھے نام علوم اپنے والد سے

حاصل کئے اور دیگر بزرگوں سے فیض اٹھایا اور چند عہد عراق کے مفتی بھی رہے، وفات حضرت کی سنہ ۸۸۹ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق قدس سرہ

آپ فرزند نجم غوث پاک کے تھے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد سے کی اور صاحب سلسلہ اور صاحب گردہ ہوئے، ہزار ہا فقیر آپ کے سلسلہ کے موجود ہیں رزاق شاہی کہلاتے ہیں، تاج ترکی سر پر کئے ہیں اور کتاب جلال الخواطر آپ کے جمع فرمائی، نقل ہے کہ ایک بار آپ اپنے اپنے والد کے پاس ہوا پر سے مردان غیب کو آتے دیکھا، آپ کو دہشت معلوم ہوئی، حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مقام خوف نہیں ہے یہ مردان غیب ہیں اور تو بھی ان میں سے ہے۔ صاحب انیس القادریہ نے آپ کے پانچ فرزند لکھے ہیں۔ شیخ ابوالصالح و شیخ ابوالقاسم عبدالرسیم و شیخ ابو محمد اسمعیل و شیخ ابوالحسن فضل اللہ و شیخ جمال اللہ کہ عشبہ غوث پاک کے تھے، وفات حضرت شیخ عبدالرزاق کی ۶۱۲ ماہ شوال سنہ ۷۳۸ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں مقام حرب ہے۔

### ذکر فرزند ششم شیخ ابوالاسحاق ابراہیم قدس سرہ

آپ سنہ ۵۲۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ شوال سنہ ۵۹۲ھ میں وفات پائی مزار نزدیک مزار والد کے ہے۔

### ذکر فرزند ہفتم شیخ ابوالفضل محمد قدس سرہ

آپ عالم حدیث تھے، وفات حضرت کی ۵۲ ذیقعدہ سنہ ۷۳۷ھ میں ہوئی، مزار آپ کا مقبرہ جلیہ میں ہے۔

### آٹھویں فرزند شیخ عبدالرحمن قدس سرہ

آپ سنہ ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴ صفر سنہ ۷۳۷ھ میں وفات پائی، مزار بغداد میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے

تھے، شیخ ابو محمد عبدالرحمن و شیخ ابو محمد عبد الرزاق، یہ دونوں صاحب عالم متبحر ہوئے ہیں۔

### نویں فرزند شیخ ابو ذکریا یحییٰ قدس سرہ

آپ ۱۲ ربیع الاول کو سنہ ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے، ۱۵ اشبان سنہ ۷۳۷ھ میں بمقام بغداد سفر آخرت فرمایا

مزار برابر شیخ عبدالواہب کے ہے۔

### دسویں فرزند شیخ ابوالنصر موسیٰ قدس سرہ

سلخ ربیع الاول سنہ ۵۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور شب غرہ جمادی الآخر سنہ ۷۳۸ھ میں فوت ہوئے، مزار دمشق میں ہے۔

## ذکر نقشہ خلفائے حضرت غوث الثقلین

سلسلہ	نام بزرگوار	ابتداء و فنا	جائے مزار	کیفیت
۱	شاہ ابو عمر قرشی بن مرزوق	۵۶۴ھ	مصر نزد امام شافعی	آپ کی عمر بڑی ہوئی ہے، ایک بار آپ کی دعا سے دریائے نیل کا پانی کم ہو گیا، دوسرے سال اُس میں اور تھوڑا پانی ڈالنے سے زیادہ ہو گیا
۲	شیخ قصبہ ابان موصولی	۵۷۰ھ	موصل	قاضی موصولی کو آپ نے انکار کیا، ایک بار راستہ میں ملا پکڑ کر حاکم کے پاس لے جانا چاہا، تھوڑی دیر بعد آپ کی تین صورتیں دکھیں، آخر تائب ہوا۔
۳	شیخ احمد بن مبارک	۵۷۲ھ	بغداد	وعظ میں حضرت کے پاس بیٹے تھے۔
۴	شیخ ابوسعید قیلولی	۵۷۴ھ	قیلولہ	عراق میں مشہور شائع گذرے ہیں۔
۵	شیخ صدق بغدادی	۵۷۲ھ	بغداد	کراماتیں آپ کی مشہور ہیں۔
۶	شیخ عمر صیرفی	۵۷۵ھ	عرب	صاحب لایت ہوئے، ہر زمین پر بیٹھے ہو، آسمانوں کی سربراہ تھے
۷	شیخ محمد الادانی	۵۷۶ھ	۰	منفرد رہے تھے یعنی اُن لوگوں میں جو دائرہ قطبہ خارج ہیں
۸	شیخ ابوسعید بن شبلی	۵۷۹ھ	۰	بہت بڑے کامل گذرے ہیں کہ ایک سوداگر کا جہاز آپ کی نذر ہونے سے ڈوبنے ڈوبتے بچ گیا۔
۹	شیخ حیات	۵۸۲ھ	سج ہادی ثانی	مشہور بزرگ گذرے ہیں
۱۰	شیخ ابوسعید مغربی شعیب	۵۹۰ھ	۰	کسی کا حاشیہ نے مار ڈالا وہ رو رہا تھا، آپ نے اس شیر کو کچھ گدھے دیکھو، بار اس گدھے کا کام بیا کر چنانچہ تمام مریضیں بکھیر دیں۔
۱۱	شیخ موفق الدین المقدسی	۶۲۲ھ	۰	آپ صاحب کثیر التصانیف ہیں
۱۲	شیخ خضر الدین قمی نوی بٹالی	۶۳۰ھ	۰	عالم متبحر نہایت مستی اور صاحب تصانیف گذرے ہیں۔

بیچہ	نام بزرگوار	تاریخ وفات موسیٰ	بائے مزار	کیفیت
۱۳	شہاب الدین مہرودی	۳۲ھ	بغداد	ان کا ذکر لگے ہوگا، ان کے پیر بھی حضرت کے مرید تھے۔
۱۴	سید احمد رفاعی	۲۲ جمادی الثانی ۵۴ھ	.	محبوب ترین خلفائے تھے کہ آپ کی والدہ کو حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔
۱۵	شیخ شمس الدین علی حداد بن عمر بغدادی	۱۹ رجب سنہ نہیں ملا		مشہور اور قطبِ وقت اور صاحبِ سلسلہ گذرے ہیں، کئی گروہ آپ سے ملتے ہیں، آپ کے تین خلیفے تھے شمس الدین علی بن قتیبی قطب الدین ابوالفیث جلیل یعنی شیخ ابی فیض۔

## ذکر نبیرہ گان حضرت غوث الثقلین

اول امام ابو منصور عبدالسلام بن قدس سرہ بن سید عبدالوہاب شیبہ بن ذی الحجہ ۵۴۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی، مزار مقبرہ جلیہ میں ہے۔

دوم شیخ ابوالفتح سلمان بن سید عبدالوہاب قدس سرہ بہ ماہ رمضان ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی مزار بغداد میں ہے۔

سوم شیخ ابوالقاسم عبدالکریم قدس سرہ بن سید عبدالرزاق، وفات حضرت کی ۱۳۲۵ھ میں ہوئی مزار باب حرب میں ہے۔

چہارم شیخ ابوالنعمان بن سید عبدالرزاق قدس سرہ کہ زینت اہل عراق تھے، وفات حضرت ۱۳۲۵ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں ہے۔

پنجم سید ابو عبداللہ محمد قدس سرہ بن سید عبدالعزیز کہ عالم تصوف اور پرنسز گارتھے، وفات حضرت کی ۱۳۳۵ھ میں ہوئی۔

ششم شیخ ابوالفتح داؤد قدس سرہ بن سید ابوالفتح سلیمان بن سید عبدالوہاب ہمیشہ وعظ و نصیحت میں رہتے تھے، اور صاحب سلسلہ تھے، وفات حضرت کی ۱۳۸۵ھ میں ہوئی، مزار نزد جلد خود۔

ہفتم شیخ سید محی الدین ابو عبداللہ چراغ علان بن شیخ ابو صلیح قدس سرہ، وفات حضرت

کی ۶۵۶ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

ہشتم سید سیف الدین ابو بکر کجی بن سید ابوصلاح قدس سرہ کہ قدوہ علمائے ۶۵۶ھ میں وفات پائی مزار اطراف بغداد میں ہے۔

نہم سید محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حامد بغدادی کہ نوے سید عبدالرزاق کے تھے شہادت آپ کی ۶۵۶ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

دہم سید ابو احمد عبد اللہ کہ برادر حضرت محبوب سجانی کے تھے صاحب علم و ولایت تھے سنی فات نہیں ملا۔

## ذکر دوستانِ محبانِ معتقدانِ حضرت غوثِ پاک

شیخ ابو رضا محمد بن احمد بغدادی وفات حضرت کی ۵۵۶ھ میں ہوئی۔

شیخ غدی بن مسافر سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ وفات آپ کی ۵۵۶ھ میں ہوئی مزار جبل بیکارہ میں ہے شیخ موسیٰ بن ہامین رولی ۵۵۶ھ میں وفات پائی۔

سید عبدالرحمن طفیسونجی کہ قبیلہ اسد سے تھے بہت بڑی عمر کے مثل گدھے ہیں مزار طفیسونج میں ہے۔

شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری کہ وفات حضرت کی ۵۵۸ھ میں ہوئی۔

شیخ مظہر بازاری کہ وفات حضرت کی ۵۵۸ھ میں ہوئی مزار عراق میں ہے۔

شیخ تاجہ کردی کہ آپ کے اقوال نہایت زبردست اور پر مہنی ہیں وفات آپ کی ۵۵۸ھ میں ہوئی مزار جبل خرمین میں ہے۔

شیخ جاگیر الکردی کہ وفات حضرت کی ۵۵۹ھ میں ہوئی۔

شیخ علی بن وہب بخاری آپ بڑے اجاب سے ہیں وفات حضرت کی ۵۶۰ھ میں ہوئی۔

شیخ عمر بن عثمان مرزوق کہ ۵۶۰ھ میں وفات ہوئی مزار امام یافعی کے مزار سے شرق میں مکہ معظمہ میں ہے۔

شیخ سوید بخاری کہ وفات حضرت کی ۵۹۲ھ میں ہوئی مزار بخار میں ہے۔

شیخ ارسلان دمشقی کہ جب آپ کا انتقال ہوا لوگوں نے جازہ کے ساتھ آپ کے گروہ سبز پوش کو دیکھا۔  
 شیخ عبدالرحیم مغربی کہ وفات حضرت کی ۹۵۵ھ میں ہوئی، مزار موضع قینی توالج مصر میں۔  
 شیخ بلخ مکارم نہر۔

## سلسلہ پیران حضرت محبوب جانی

اس طرح پر ہے کہ حضرت مرید سلطان الاولیا شیخ ابوسعید مبارک مخدومی بن علی بن حسین مخدومی  
 قدس سرہ کے پیر طریقت و حقیقت اور عالم علوم ظاہری اور باطنی تھے، وفات حضرت کی ۲۵ محرم ۸۵۳ھ  
 میں ہوئی، مزار بغداد میں مدرسہ بابا لاریج میں ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن الہنکاری بن یوسف بن جعفر قریشی الہنکاری قدس سرہ آپ مرشد شیخ ابوسعید مبارک  
 مخدومی کے تھے تین روز بعد افطار کرتے، بعد نماز عشاء کے نماز تہجد تک قرآن شریف ختم کرتے تھے، وفات  
 حضرت کی ۱۱ محرم ۸۵۳ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالفرح طروسی کہ نام یوسف تھا بن شیخ محمد بن عبداللہ کہ پیر شیخ ابوالحسن کے اور مرید شیخ عبدالعزیز  
 یمنی کے اور شیخ ابوالفضل سے بھی فرقہ خلافت پہنچا تھا، وفات حضرت کی ۱۰ ربیع الاول ۸۵۳ھ میں ہوئی۔  
 شیخ ابوالفضل تہمی بن شیخ عبدالعزیز طروسی بن حرث بن اسد کی کہ اصلی نام عبدالواحد تہمی اور کنیت ابوالفضل تہمی  
 تھی، اور مرید اپنے والد کے تھے، وفات ۵ ارجنادی الآخر ۸۵۳ھ میں ہوئی، مزار بقام بغداد مقبرہ امام  
 جنبل میں ہے۔

شیخ عبدالعزیز طوسی بن حرث، یہ مرید شیخ شبلی کے تھے، ۱۱۲۸ھ یا دسویں یقعدہ ۸۵۳ھ عہد خلیفہ عبدالکریم  
 میں آپ کی وفات ہوئی، مزار یمن میں ہو، اس وجہ سے یمنی بھی کہتے ہیں۔

## خاندان

شیخ ابوبکر شبلی کہ مرشد شیخ ابوالفرح طوسی کے اور مرید خواجہ جنید بغدادی کے کمالات حضرت کے  
 انھیں شمس ہیں، عیاں راچہ بیاں۔ وفات حضرت کی ۱۰ ربیع الاول ۸۵۳ھ میں ہوئی کہ شب جمعتھی  
 آپ کے خلیفہ یہ ہیں: شیخ ابوالقاسم فیصل بن مقتدر شاہ عبدالموئین، شیخ ابوبکر طستانی و ابوالقاسم  
 نصر آبادی و ابوالحسن حضرت دعا و ابوالحسن بندار بن حسین بن محمد و اہلبلب بن شیرازی مرشد ابو عبداللہ

خفیف مزار شیخ شبلی کا بغداد میں ہے۔

سید الطائیف طاووس العلما رتواری و زجاجی خواجہ ابوالقاسم بنید بغدادی کہ شیخ مرشد ابوبکر شبلی کے تھے اور مرید سری قلی کے آپ بھی صاحب خانوادہ ہیں آپ کے سلسلہ سے کئی گروہ جاری ہیں کئی مشہور ہیں وفات حضرت کی ۲۴ رجب ۸۳۷ھ میں ہوئی 'خزار بغداد میں ہر خلیفہ آپ کے یہ ہیں: خواجہ ابوبکر شبلی کہ سلسلہ قادریہ ہیں و خواجہ ابو محمد رویم کہ سلسلہ کارزدیہ و زاحدیہ ہیں و خواجہ مرشد علو و نیوری کہ سلسلہ چشتیہ و نقشبندیہ قادریہ و طوسیہ و سہروردیہ و فردوسیہ صوفیہ ہیں و خواجہ ابوعلی رودباری کہ سلسلہ نقشبندیہ بسویہ و عبدوسیہ ہیں و خواجہ ابو محمد حریری کہ سلسلہ انصاریہ و سلطانیہ ہیں و خواجہ ابوبکر واسطی و خواجہ عثمان کی پیر مرشد شیخ منصور حلاج و خواجہ احمد بسوی سلسلہ بسویہ و خواجہ ابوالعباس بن عطا و خواجہ ابوبکر کتانی و جعفر خلانی و شیخ ابوبکر محمد بن علی عطوفی و خواجہ ابو محمد قنص کہ صاحب سلسلہ چشتیہ امامیہ ہیں اور یہ صاحب بے سلسلہ ہے 'شاہ محمود شاہ عثمان مغربی شاہ دقاق و شاہ رومی۔

حضرت سری قلی بن مجلس مرشد خواجہ بنید اور مرید خواجہ معروف کنفی کے وفات حضرت کی بروز شنبہ وقت صبح بتایا سوم ماہ رمضان ۸۵۳ھ میں بعد خلیفہ ابوالعباس احمد ہوئی۔ ۹۸ سال کی عمر ہوئی اور پانچ خلیفہ تھے خواجہ بنید بغدادی و خواجہ خیر التلج ابوالحسن محمد بن اسماعیل و خواجہ ابوالعباس احمد بن محمد سروق و خواجہ ابوالحسن نوری صاحب گروہ نوریہ و شاہ محمود بے سلسلہ حضرت خواجہ معروف کنفی مرشد سری قلی اور مرید داؤد طائی کی کنیت ابو محفوظ بن فیروز بیٹے معروف بن علی کہتے ہیں کہ سات خانوادوں کے پیشوا تھے اور شاگرد امام اعظم کے لکھا ہے کہ داؤد طائی مرید حبیب عجی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید حضرت علی مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ کے۔ دو سلسلہ خواجہ معروف کنفی کا اس طرح ہے کہ خواجہ مرید حضرت امام موسیٰ رٹمان کے وہ مرید حضرت امام محمد تقی کے 'وہ مرید حضرت امام جعفر صادق کے 'وہ مرید حضرت امام ہاشم کے وہ شیخ رضا وہ مرید حضرت امام محمد قاسم کے 'وہ مرید حضرت امام زین العابدین کے وہ صحابہ امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ جاننا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق پہ کو حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرقہ خلافت پہنچا تھا اس وجہ سے

خواجہ معروف کرخی مقتدائے خاندان نقشبندیہ بھی ہیں سوائے خاندان جنیدیہ اور طغوریہ کے کل خاندان فقرا کے آپ پیشوا ہیں، وفات حضرت کی ۲۲ محرم ۸۳۵ھ میں ہوئی مزار پر انوار بغداد میں ہے۔

شاہ نعمت السد بن سید ابوبکر سید شاہ  
نور بن سید لیل دہم بن سید جعفر بن محمد

### ذکر حضرت شاہ نعمت السدلی قدس سرہ

بن سید بہاؤ الدین بن سید داؤد بن سید ابوالعباس احمد بن سید حسن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید متقی بن سید صلح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اسرار ہما شاہ نعمت السد عظمائے مشائخ سے گزے ہیں، خوارق اور کرامات بہت سے حضرت سے ظہور میں آئے اور سلسلہ ارادت آپکا اپنے بزرگوں سے دست بدست چلا آیا ہے۔

تاریخ فرشتہ سے نقل ہے کہ ایک بار فیروز شاہ بادشاہ نے احمد خاں خاٹھاناں کی آنکھ میں سلاخی پھیر کر اندھا کرنا چاہا، اور وہ سپاہ لیکر بادشاہ کے مقابل ہوا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تلج ترکی سبز سر پر رکھے ہوئے ہیں اور خوشخبری سلطنت دکن کی دیتے ہیں، انہیں روزوں میں بادشاہ مغلوب ہوا اور احمد خاں کو سلطنت نصیب ہوئی، شاہ نعمت السد ولی جوہند وستان میں ارد تھے، بعد چند روز کے شہرہ کرامات آپ کا جب بلند ہوا تو احمد خاں نے کچھ تحالیف ہمراہ شیخ حبیب اللہ جنیدی کے خدمت میں سید صاحب کی بھیجے اور دعا چاہی کہ اللہ تعالیٰ محمد کو فرزند عطا کرے، حضرت نے وہ حدیث شاہ قبول فرمایا اور بسبب شہرہ شیخ قطب الدین خلیفہ اور شاہ نور السد بن خلیل السد اپنے پوتے کے تلج ترکی سبز رنگ احمد خاں کو بھیجا، احمد خاں اس تلج کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی تلج ہے جو خواب میں میرے سر پر رکھا تھا، اور شاہ نور السد صاحب کا بہت اعزاز کیا اور اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا۔

مشہور ہے کہ جب وقت حضرت کا آخر آیا اور انتقال فرمایا تو مریدان مالدار اور فقرا میں تکرار ہوئی، ہر فریق کا یہ خیال تھا کہ ہم اپنی طبع پرست کو اٹھا دیں گے، قریب تھا کہ تلوار چلے آپنے جلد سے اٹھ کر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جامر میں گئے ۸۳۵ھ میں وفات ہوئی وہاں سے چل کر کوہ ہکھلی میں انتقال کیا وہیں مزار ہے حضرت صاحب گروہ گزے ہیں آپ کو فقہ تلج ترکی کہتے ہیں اور نعمت السد شاہی کہلاتے ہیں۔



## ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین جنیدی قدس سرہ

آپ صاحب کمال و موصوف  
گزرے ہیں سلسلہ شکار پور

قادر یہ رکھتے تھے خوشبو سے بہت شوق تھا اور خوشبو پہنچنے سے آپ کے نہایت ذوق ہوتا تھا یہاں تک کہ حالت ذوق میں انتقال فرمایا ۹۲۱ھ میں وفات ہوئی شیخ احمد نقی آپ کے خلیفہ تھے سلسلہ قادریہ میں یہ صاحب سلسلہ گذرے ہیں مزار شیخ بہاؤ الدین کا سرہند میں ہے۔

## ذکر حضرت سید محمد غوث گیلانی قدس سرہ

بن سید شمس الدین گیلانی بغدادی حلی بن  
سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی

بن سید محمود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز۔

آپ عالم علما و واقف اسرار یزدان کے نہایت سخی اور بہادر تھے آپ کے والد حلب میں مکر مقيم ہوئے اور سید محمد غوث حلب میں پیدا ہوئے اور عین شباب میں نکلا گئی حج کئے تمام ربیع مسکوں کی سیر کی چندے ناگور میں رہے وہاں مسجد بنائی چندے لاہور میں یہ بجاہ برائے زیارت پدر حلب میں پہنچے اپنے والد سے ایک روز عرض کی کہ میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ چندے تاخر کر آخر بعد وفات پدر کے بمقام اویچ اگر مقيم ہوئے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور سلطان سکندر لودھی آپ کا مرید ہوا اور ذات بابر کات سے فیضان قادریہ ہندوستان میں جاری ہوا ہزاروں مرید ہوئے شعر خوب فرماتے تھے۔ قادری تخلص تھا۔ ایک بار قطب الدین لنگاہ حاکم ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث اطفالین فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر بی بی دس کا نکاح میرے فرزند سید محمد سے کر دے چنانچہ حکم غوثیہ کی اُس نے تعمیل کی مگر اس بی بی کو کوئی فرزند پیدا ہوا بعد سید ابو الفتح حسینی کی خوشخبر کہ اولاد سے سید صفی الدین بانی کے تھے اور اویچ میں مقيم تھے اور بہانے سید اسحاق گارزونی میران باو شاہ لاہور کچی کہ وہ سجد نواب وزیر مغل میں آسودہ ہیں نکاح ہوا ان بی بی کا نام فاطمہ تھا اور ان کے شکم سے عبد القادر ثانی و سید عبداللہ ربانی و سید مبارک حقانی و سید محمد نورانی اور ایک دختر پیدا ہوئی سید محمد نورانی لا اولاد ہے باقی چاروں صاحبزادوں کی اولاد قدیم آبادی اویچ سے جدا آباد ہو۔ وہ آبادی اگیلانیاں مشہور ہے۔ وفات حضرت شاہ محمد غوث کی ۹۲۳ھ میں بمقام اویچ ہوئی۔

## ذکر حضرت میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

پہلے آپ کے دادا الباقی سید فیروز دہلی میں رہے اور ہندوستان کی سیر کے لاکھوں میں جا کر سکون

پذیر ہوئے۔ جب سید فیروز سندار شاد پرمتکون ہوئے تمام دن علم حدیث اور فقہ پڑھتے۔ رات کو طالبانِ حق کی تعلیم میں مصروف رہتے۔ بعد نماز جمعہ کے شام تک وعظ فرماتے، آپ مرید اپنے دادا شاہ عالم کے وہ مرید شاہ نور الدین کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید شیخ حاکم کے وہ مرید شیخ عبدالرزاق کے وہ مرید سید عبداللہ گیلانی کے وہ مرید شیخ احمد قادری کے وہ مرید سید میر کے وہ مرید سید مسعود کے وہ مرید سید علی کے وہ مرید سید صوفی کے وہ مرید سید عبدالوہاب بن غوث انقلین کے تھے وفات حضرت کی ۹۳۲ھ میں بمقام لاکھنؤ ہوئی مزار تکبہ ڈنڈی گراں میں ہے۔

## ذکر حضرت سید عبدالقادر ثانی قدس سرہ بن سید محمد غوث حسنی جلیلی اویچی

آپ صاحب کرامات ظاہری و باطنی عاشق الدرب محب رسول اللہ جس پر آپ کی نظر پڑتی کیسا ہی کفار ہوتا مسلمان ہو جاتا تھا اگر فاسق ہوتا ناسب ہو جاتا تھا ولایت حضرت کی ولایت غوثیہ تھی اسی میں سے عبدالقادر ثانی مشہور ہوئے، اوائل عمر میں عیش طلبی صاحبِ نعمت تھے جب صاحبِ سجادہ ہوئے سب چھوڑ دیا سماع سے بھی پرہیز کیا۔ بلکہ اپنے مریدوں کو بھی منع فرمایا اگر کہیں آواز سماع گوش زنی تو بہت روتے آہ سرد بھرتے بلکہ مرنے کے قریب ہو جایا کرتے تھے اروحانیت حضرت غوث اعظم سے تربیت پائی۔ جب بعد انتقال اپنے والد کے صاحبِ سجادہ ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے دل برداشتہ ہو کر حق سے مشغول رہتے تھے، اور دیگر برادر آپ کے امرائے شاہی سے تھے، انہوں نے مدبر کی کہ حمایت بادشاہ سے ہم سجادگی لیں، آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر تمام اسنادِ جاگیر و ملاک و خلافت بادشاہ کے پاس ارسال کر کے لکھا کہ میں یہ نہیں چاہتا جو طالب ہوں اُن کو دیجئے، بعد سالہا سال متوکل ہے اور خلق کی جو رجحان اٹھائی۔ ایک بار بادشاہ زادہ نے آپ کو بلایا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا یہ بیچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست ہر آنچہ بر سرِ امیر و مبارک بار کسیک خلعت سلطان عشق پوشیدہ است بجلد ہائے ہبشتی کجا شود دل شاد

نقل ہے کہ ایک بار ملتان میں بیماری طاعون بہت پھیل ہی تھی، تمام خلق تنگ گئی تھی مگر آپ کے وضو کے جگہ کی گھاس گھونٹ کر پیتا تھا اُس کو شفا ہوتی تھی، اسی طرح ایک بار نواح ملتان اورچ میں ات لہج

پھیلا اُس میں بہت لوگ مرتے تھے ایک روز بہت خلق برلئے دعا آپ کی خدمت میں لائی اُسی شب کو آپ کے مُرید غیاث الدین نے خواب میں سید عالم کو دیکھا کہ مجھ کو لکڑی دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی میرے فرزند عبدالقادر کو دے اور کہدے کہ جو مریض تیرے پاس آئے اس لکڑی کو درد کی جگہ چھوئے اور سورہ اخلاص دو کر صبح جب غیاث الدین بیدار ہوئے وہ چوب اپنے پاس پائی اُس کو لاکر پیر کی نذر کی اور خواب کی کیفیت عرض کی الغرض اُس روز سے ہزاروں کو صحت ہوئی۔ ایک روز آپ برلئے اُدائے ناز صبح بیدار ہوئے اور تمام اہل خانہ کو پکارا کہ بیدار ہو اور سعادت دارین حاصل کرو کوئی نہ اُٹھا صبح لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں جگاتے تھے فرمایا میں ظاہر رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا چاہتا تھا کہ تم لوگ بھی یہ سعادت حاصل کرو مگر تم نہ اُٹھے آپ کے مُرید بہت سے کال گذرے ہیں ولادت آپ کی سنہ ۶۲۷ھ میں ہوئی اور وفات ۸ ربیع الاول سنہ ۹۴۲ھ مزار اوج میں ہو۔

### ذکر حضرت سید محمود حسوی لاہوری قدس بن سید شرف الدین شمس العافین ری موسوی

آپ اولاد سے امام موسوی کاظم کے تھے سید محمد غور سے سیرکناں ہندوستان میں کرشہر لاہور میں محلہ حاجی الی میں کہ اب وہ ویران ہو مقیم ہوئے تھے آپ کے ہزاروں مُرید ہمے آپ صاحب گروہ ہوئے ہیں آپ کے فقر سید شاہی کہلاتے ہیں آپ مرید اپنے پدربیس لہین کے وہ مرید اپنے پدربیس یعقوب کے وہ خلیفہ سید عبداللہ قادری کے وہ خلیفہ سید علی کے وہ خلیفہ سید احمد کے وہ خلیفہ سید اصغر کے وہ خلیفہ سید شاہ ابوالحسن کے وہ خلیفہ سید اسادات سید عبدالوہاب کے تھے وفات حضرت کی سنہ ۹۴۲ھ میں ہوئی مزار بمقام لاہر مقبرہ سید جان محمد حسوی تھا ہوا و حسوری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ زیارت نبی کریم سے مشرف ہوئے۔

### ذکر حضرت سید عبدالقادر گیلانی لاہوری قدس سرہ

آپ مُرید اپنے پدربیس جمال الدین کے تھے بغداد سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے آپ کے چار صاحبزادہ تھے سید حاجی و سید سلطان اکبر و سید غیاث الدین و دولت شاہ وفات حضرت ۹۴۲ھ میں ہوئی

### ذکر حضرت سید عبدالرزاق گیلانی بن عبدالقادر ثانی اوجی قدس سرہ

نہایت بزرگ کامل و عظیم الشان تھے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ ناگور میں تھے بزرگ شہنشاہ

اپنے پدر کا انتقال معلوم فرا کر اسی میں آکر صاحب سجادہ ہوئے، وفات حضرت کی ہجری ۱۰۲۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر میران سید مبارک حقانی اوچی قدس سرہ

آپ فرزند سید محمد غوث کے تھے۔ صاحب تقویٰ و عبادت ترک تجرید کے

خروج خلافت اپنے پدر سے حاصل کیا، جب آپ کو استغراق بڑھا حالت شکر میں اوج سے نکل کر ایسے جنگل میں جا پہنچے کہ جہاں دوسرے آدمی کا گذر نہ ہوتا تھا، صحبت خلق سے نہایت متنفر تھے مجرّب کے ساتھ یا دہولی میں مصروف ہے۔ تذکرہ نوشاہی سے روایت ہے کہ حالت تجرید میں کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت کے روبرو جاسکے اگر کوئی جاتا یا ہوش ہو جاتا تھا یا است ہو جاتا تھا آپ بارہ بارہ کوں گرد آجی نہ جاسکتا تھا مگر شیخ معروف چشتی کا اولاد سے شیخ فرید الدین گنجشکر کی تھے صحرائے لکھی میں حضرت کے پاس پہنچے، اور ایک ہی نظر میں اولیا ہوئے، آپنے فرزند خلافت ان کو مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ معروف تجھ سے نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ شیخ معروف سے گروہ نوشاہی جاری ہوا، بعد اس کے سید مبارک لاہور میں آئے اور ۱۰۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔ شیخ معروف نے ان کے جد مبارک کو لاہور سے لا کر اوج میں ان کے والد کے پاس دفن کیا۔

### ذکر حضرت سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین سید عبد القادر ثانی قدس سرہ

حضرت فقر میں شان عالی مرتبہ بلند رکھتے تھے، سید زین العابدین نے روبرو اپنے والد کے راستہ ناگور میں رہنوں کے ہاتھ سے شہادت پائی، اور سید محمد غوث نے اپنے دادا کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی بعد انتقال اپنے دادا کے بوجہ تکرار سجادگی سید حامد گنج بخش اپنے چچا زاد بھائی کے اوج سے نکل کر قصبہ ست گھر ملک پنجاب میں مقیم ہو کر حدایت خلق میں مشغول ہوئے اور ۱۰۹۰ھ میں بہار سلام بن شیر شاہ وفات پائی۔

### ذکر حضرت سید بہاؤ الدین گیلانی معروف بہاول شیر قلندر قدس سرہ

فرزند سید محمود سید علاؤ الدین معروف بن زین العابدین بن سید سیح الدین بن سید صدر الدین

بن سید ظہیر الدین بن سید شمس العارفین شمس الدین بن سید مومن بن سید شتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت پیران پیر کہ شائخ کبر سے تھے علوم ظاہری اور باطنی سے ماہر اور صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق اکثر اکو استغراق رہا کرتا تھا، حضرت کے والد بغداد سے ہندوستان میں آکر بیدایوں میں سکین گزین ہوئے۔ اُس وقت حضرت خورو سال تھے بعدہ آپ کے والد نے انتقال کیا اور بیدایوں میں دفن ہوئے، چونکہ حضرت مرید اپنے پدر کے تھے اُن کے انتقال کے بعد اپنے اچھا سے تکمیل کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے۔ عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ بارہ بارہ برس کا ایک چلہ کیا کرتے تھے، ایک بار ایک غار میں حالت استغراق میں ایک پتھر سے پشت لگا کر ستر برس بیٹھے رہے۔ جب بامرب وہاں سے باہر آئے کھانچہ کی ہونی پتھر سے وہیں رہ گئی۔ لباس قلندرانہ رکھتے تھے بہت باہمیت تھے۔ عرش شریف دھانی سو برس کے قریب تھی خوب تحقیق ہے کہ جب حضرت کی عمر شریف سو برس کی ہوئی اُس وقت آغاز ریش مبارک کا ہوا۔ سواری میں اکثر شیر را کرتا تھا بجائے تازیانہ کے مارسیاہ رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت غار سے باہر آئے ہیں تو وہاں سے چلکر اُس جگہ آئے جہاں آپ کا حجرہ ہے، پہلے یہاں دریا تھا۔ آپ کنارے دریا کے آ بیٹھے۔ بوجہ ہیبت اور عظمت کے ہر کسی کا ہباؤ نہ پڑتا تھا کہ حضرت کے روبرو اسکے اور متصل جو آبادی تھی اُس میں قوم دہول آباد تھی۔ اُن کی مستورات چوپانی بھرنے آئیں حضرت کو دیکھ کر خوفناک ہوئیں اور اپنے مردوں سے شکایت کی۔ انہوں نے آکر حضرت کو دوسری جگہ بٹھایا۔ آخر کسی وجہ سے وہاں سے بھی بار دیگر اٹھایا۔ آپ کو جو حلال آیا اپنا عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ اے دریا مجھ کو جگہ دے۔ فوراً وہاں سے دریا ہٹ گیا، کسی قدر زمین نکل آئی۔ آپ نے وہاں تین میخیں گاڑیں۔ ایک چوب نیب کی، دوسری چوب بڑکی، تیسری کسی پہاڑی درخت کی تینوں اسی وقت ہری ہوئیں جن میں دو درخت ہنوز موجود ہیں۔ ایک خشک ہو گیا ایشیخ داؤد یعنی دال کہ آپ کے برادر زادہ تھے اُن کے گھر آپ کی دعا سے بہت اولاد ہوئی، حضرت صاحب سلسلہ میں وفات حضرت کی ۱۵ شوال ۸۹۹ھ میں بمہد اکبر اعظم ہوئی۔ مزار حجرہ شریف میں ہے۔

نوکر حضرت محمد جمی قادری قدس سرہ شیخ عبدالوہاب سے نقل ہے کہ بوجہ کبریا کے

اٹھنا بیٹھنا و شوار تھا مگر بعد نماز تہجد کے صبح تک کھڑے رہ کر ایک قرآن ختم کرتے وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید عبدالسدر ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلی اوجی قدس سرہ**  
آپ علم معقول و منقول فرع و اصول سے ماہر اور عالم باعمل و متوکل و مرتبہ ولایت رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور اوجی ہی میں مقیم تھے۔ آپ کی توجہ سے بہت سے باکمال ہوئے وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید اسماعیل گیلانی بن سید عبدالسدر ربانی قدس سرہ**  
حضرت اولیائے عہد اور مرید اپنے والد کے تھے جب حضرت کے کمال کا شہرہ ہوا حضرت اکبر اعظم نے برائے زیارت آپ کو لاہور میں طلب کیا اور ایک ہزار بیگہ پختہ زمین زرعی علاقہ فیروز پور میں آپ کی نذر کی سبحان اللہ کہ بادشاہ و امراء تو حضرت سے رجوع تھے اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہر وقت رجوع کئے ہوئے تھے۔ دنیا یا اہل دنیا کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔ مزار لکھی محلہ میں کہ جواب ویران ہے مقبرہ میران شاہ محمد موج دیدیا بخاری اندرون احاطہ بی بی کلاں زوجہ محمد شاہ موج کے ہے۔ اور حضرت کے تین پسر کامل وقت ہوئے سید حاجی بہاؤ الدین و سید بدر الدین و سید قطب الدین۔

**ذکر حضرت سید حامد مشہور بہ حامد گنج بخش قدس سرہ بن سید عبدالرزاق بن عبد القادر ثانی اوجی قدس سرہ**

آپ مرید و صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے اور نیز صاحب ولایت کہ فقر میں رتبہ بلند رکھتے تھے اپنے وقت کے شیخ زمن کہلاتے تھے اور حضرت کے ہزاروں مرید تھے۔ بادشاہ آپ کے در پر آتے تھے تمام عمر یاد خدا میں صرف کی اور خود سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ کو اپنا جانشین کیا اور ۹۷۸ھ میں بمقام اوجی انتقال کیا۔ آپ کے خلفاء میں سے سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ و شیخ شیر علی شاہ کہ ملتان سے سات کو سب جانب غریب ان کا مزار ہے۔ مشہور ہیں۔

تیسرے شیخ داؤد کرمانی چونی دال قدس سرہ صاحب حال و قال و کشف کرات کہ مجاہدہ شافہ

وریا صفت عظیم کے ہوئے تھے اور بہت نفس کش تھے۔ شام سے صبح تک کھڑے ہو کر یاد مبود کرتے کبھی تمام شب رکوع میں رہتے کبھی تمام شب سجدہ میں پڑے رہتے۔ جب کئی برس اس طرح پر گزے تو دل ماسوا اللہ سے متنفر ہوا اور تفرقہ دور ہوا اُس وقت بارگاہ الہی میں رجوع کی کہ طریقہ سعیت کہ سنت نبی علیہ السلام ہے، کس خاندان میں اور کس سے کروں۔ بشارت ہوئی کہ خاندان عالیہ قادر یہ میں حامد گیلانی سے سعیت کرنا چاہیے حضرت حسب بشارت الہی خدمت سید حامد میں شرف انداز ہوئے اور مرید ہو کر طریقہ سلوک قادر یہ کی تکمیل کی آخر فرقہ خلافت پایا اور صاحب ارشاد ہوئے۔ صاحب شجرۃ اللوار تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ داؤد کرمانی بن سید فتح اللہ کرمانی بن سید مبارک بن سید فیض اللہ باقی بن سید صفی الدین آدم بن سید تقی الدین احمد بن عیسیٰ المجید بن سید عبدالحفیظ بن سید عبدالرشید بن سید ابوالفتاح بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبدالباقی بن سید ابوالاعلیٰ بن سید ابوالوہب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاعلیٰ بن سید داؤد بن سید ابو ابراہیم اسماعیل بن سید محمد بن موسیٰ متبرق بن حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ۔

حضرت داراشکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں کہ سید فتح اللہ عرب سے وارد ہند ہوئے اور ملیب پور میں ٹھہرے، بعدہ قصبہ جونی کہ لاہور سے چالیس کوس ہر طرف جنوب کے وہاں آکر متوطن ہوئے وہیں شیخ داؤد پیدا ہوئے یعنی بعد انتقال والد سے چند ماہ پیچھے پیدا ہوئے، جب سن بلوغ کو پہنچے مولانا اسماعیل شاگرد مولانا عبدالرحمن جامی سے علوم ظاہری حاصل کئے، جب عشق الہی پیدا ہوا روحانیت حضرت غوث پاک سے تربیت پائی اور حضرت غوث پاک کے اشارہ سے سید حامد سعیت کر کے کامل ہوئے اپنی مجلس میں ایسے حیران اور پریشان اور گھبرائے ہوئے بیٹھتے تھے کہ گویا ان کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے یا معشوق کا انتظار ہے، کبھی یکایک حالت طاری ہوتی، جنگل میں نکل جاتے کلمات حقایق باواز بلند فرماتے کبھی ارشاد کرتے کہ عراق کی طرف جو ہوا آتی، نفخہ نفحات الہی سے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں، اکثر عراق کی طرف بوجہ عشق حضرت غوث اعظم کے منتظر رہتے اور نہایت پابند سنت تھے، کوئی امر خلاف حدیث شریف کے زبان سے سرزد نہ ہوتا تھا، وفات حضرت کی سن ۹۸۲ھ میں ہوئی، مزار پُرانوار شیر گڑھ میں کہ متصل جونی کے ہے ہزاروں کرامتیں حال ظاہر ہوتی ہیں، چنانچہ ہر سال

عرس شریف میں دور دور سے خلائق جمع ہوتی ہے پہر بھرات ہے روشنی روضہ عالیہ کی گل بہجائی ہے اور تجلی نورانی ظاہر ہوتی ہے جس کو تمام خلائق دیکھتی ہے کہتے ہیں کہ پہلے روئے مبارک کی زیارت ہو اگر فی تمہی۔

## ذکر حضرت شیخ بہلول دریائی قدس سرہ

آپ اولیائے پنجاب ہیں، صاحب تقویٰ و ریاضت و عبادت و خوارق کہ تمام عمر سیاحی میں بسر فرمائی اور صاحب گروہ بھی ہیں۔ آپ کے فقیر بہلول شاہی کہلاتے ہیں۔ بعض فقیر بہلول شاہی سہروردی مشہور ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح لاتے ہیں کہ بہلول دریائی مرید شاہ لطیف اللہ کے وہ مرید شیخ نصیر الدین قریشی سہروردی کے اور جو فقیر خانہ ان قادریہ سے نسبت کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح لاتے ہیں کہ شاہ بہلول مرید شاہ لطیف اللہ برکی کے، وہ مرید شیخ جمال حیات المیر زندہ جاوید کے وہ مرید حضرت غوث اعظم کے اور شاہ بہلول دریائی نے خرقہ تبرک حیات المیر زندہ جاوید بھی حاصل کیا تھا عمر آپ کی دراز ہوئی جو حقیقۃ الفقرا میں لکھا ہے کہ آپ سیاحی میں بہت بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور بعد انتقال مرشد کے برائے حل بعض مقامات ولایت نجات اشرف میں حاضر ہو کر روضہ متبرکہ حضرت شیر خدا پر دو سال معتکف رہے، اور جاردب کشی سے مشرف رہے جب مطلب برآری ہوگئی وہاں سے کر بلائے معلیٰ میں حاضر ہو کر تین ماہ روضہ ید الشہداء علیہ السلام پر معتکف رہ کر نعمت لائے گوناگوں سے مشرف ہو کر کعبہ میں آکر حج کیا، بعدہ مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو کر پھر بغداد میں آئے، روضہ عالیہ غوث پر ایک سال معتکف رہے، بعدہ برائے حصول افادہ مشرف ہو کر روضہ حضرت امام موسیٰ رضا پر حاضر رہے۔ ایک شب معاملہ میں امام برحق نے فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں غار میں ایک مجذوب ہے اُس کی خدمت میں جا کر اپنا حصہ قادر یہ لے۔ آپ وہاں سے بخوشی تمام اُس غار پر آئے، دیکھا کہ اکیلے وہ بزرگ مراقبہ میں ہیں در چند فادم جگہ ایک جگہ پر ہیں، انہوں نے فدام سے استفسار کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار ہر روز مراقبہ سے سر اٹھاتے ہیں ایک دو حالت جلال الہی کی جو بد بو کا ناہو جل جلالہ وہ آج کا دن ہے



ایک روز نظر جمال ہوتی ہے، جو رو برو آتا ہے قطب وقت ہو جاتا ہے آپ نے اُس روز تو تامل کیا دوسرے روز جستِ سخن نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور اُن پر نظر پڑی اُسی وقت اُن کو مقالاتِ قطبیت کھل گئے، ان درویش کو لوگ عرض کرتے تھے، وفات شاہ بہلول دریائی کی سنہ ۹۸۳ء میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ ابوالفتح قادری لاہوری قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ داؤد کرمانی چونی وال کے تھے، علومِ ظاہری

اور باطنی میں یگانہ عصر ریاضت اور مجاہدہ تقویٰ اور سخاوت میں شہرہ آفاق صائم الہر اور قائم امیل تھے۔ صاحبِ کرامت و خوارق کہ بادشاہ ابوالنعالی دلی کران آپ کا مُرید تھا، آخر وقت میں لاہور آکر محلہ فلان میں کہ محلہ پیر عزیز ننگ مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور ہدایت طالبانِ حق میں مشغول رہ کر ۵۰ محرم ۹۸۵ء میں وفات پائی اور اپنے مکان میں دفن ہوئے وہاں کے صاحبزادگان کے مزار بھی ہیں آپ کا مقبرہ نیرنگ سے جانب شرق کے ہے۔

**ذکر حضرت سید میران بن سید مبارک حقانی گیلانی** آپ مردِ صالح و بزرگِ عالم اور سخی اور صاحبِ کرامات و ولایت تھے

مُرید اپنے والد کے آثارِ اوی سے اُکر لاہور میں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، آپ کی ذات بابرکات سے فیضانِ ظاہری اور باطنی جاری رہا، ہزاروں مرید ہوئے اور ۹۸۵ء میں انتقال کر کے گورستان لاہور میں دفن ہوئے۔

**ذکر حضرت شاہ معرفت پتی قادری قدس سرہ** آپ اولاد سے شیخ فرید الدین گنجشکر کے تھے، اول اپنے پدر سے طریقہ عالیہ

چشتیہ میں مقاماتِ سلوک طے کئے، بعدہ سید مبارک گیلانی بن سید محمد غوثِ حلوی کی خدمت بابرکت میں بمقامِ لکھی جنگل میں پہنچے۔ لوگوں نے پاس جانے کو منع کیا کہ آدمی کی تاب نہیں ہے، جو اُن کے پاس جاسکے یہ نہ مانے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مراقبہ میں تھے مگر نورِ باطن سے ان کا آنا معلوم فرما کر سر اٹھایا اور بتسم ہو کر ان کو دیکھا، انہوں نے قدموں پر سر رکھا، تین روز بیہوش رہا جب ہوش آیا مُرید ہوئے، بعد کچیل کا رغوئیہ کے خرقہ خلافت سے مشرف ہو کر شاہ معروف سبغا طرب ہوئے اور طریقہ نوشاہی کے امام بنے، وفات حضرت کی سنہ ۹۸۵ء میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین شیرگیلانی قدس سرہ

آپ صاحب بجاوہ اپنے پدر عالی قدر کے تھے، علوم ظاہری و باطنی میں فرد فقر میں شان عالی رکھتے تھے اور نواسے شاہ کمال بخاری کے تھے، جس وقت حضرت کے والد نے رحلت فرمائی آپ وہاں موجود نہ تھے، بعد چند روز کے جب آپ گئے تو دیدار والد سے مشرف ہوئے، تمام اقرباء وغیرہ کو حکم دیا کہ کوئی پاس نہ آئے، مگر وہ سمار کہ جس نے قبر مبارک کسوی تھی چھپ رہا تھا، جب آپ نے کفن چہرہ مبارک پر سے اٹھایا اور زیارت کی معمار کی جو نظر پڑی اُسی وقت نابینا ہو گیا۔ بعد چند روز کے جب آپ نے مقبرہ بنانا چاہا تو عمدہ معمار کی تلاش ہوئی، وہی نابینا معمار حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر میں بیٹا ہو جاؤں تو اچھی طرح کام بناؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ پر کہ جب تک تو کام کرے گا بیٹا رہیگا، بعدہ اندھا ہو جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن کو بینا اور رات کو نابینا ہو جانا تھا۔ جب تک م ختم ہوا پھر کچھ نہ دکھائی دیا۔ وفات حضرت کی ۹۸۷ھ میں ہوئی، خزانہ قصبہ جونی میں ہے۔

## ذکر حضرت شاہ قمیص قدس سرہ العزیز

حضرت فرزند سید ابی الیاس گیلانی بن سید تاج الدین محمود بن سید اللہ احمد بن سید شاہ داؤد بن سید جمال الدین علی ابن ابی صالح نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک یہ حضرت صاحب سلسلہ اور گردہ ہوئے ہیں کہ ان کے فقیر قمیص کہلاتے ہیں پہلے سکونت حضرت کی ملک بنگالہ میں بمقام قصبہ سالورہ خضر آباد میں تھی اور تجرید اور تفرید کے ساتھ بسر فرماتے تھے بعدہ نصر اسد نام ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنی لڑکی سے حضرت کا نکاح کیا، بعدہ شہرہ کمالی آپ کا بلند ہوا، ہزاروں مرید تھے، بہت خلیفہ ہو کر اطراف عالم میں پہلے وفات حضرت کی ۹۹۲ھ میں ہوئی خزانہ سالورہ میں ہے، بعد آپ کے سید عبدالرزاق خلیفہ آپ کے صاحب بجاوہ ہوئے۔

## ذکر حضرت سید اسماعیل بن سید ابدال قدس سرہ

آپ صاحب بٹال قال باکال گذرے ہیں، قلعہ رتھور میں رہتے تھے، اولاد سے حضرت غوث پاک کی ہیں، اولاد غوث پاک سے پہلے حضرت ہی کے دادا ہندوستان میں تشریف لائے، ذات ابرکات سے فیض عام جاری ہوا، اور بعض کالین ہند نے آپ سے

بیت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مثل شیخ عبدالرزاق جھنجانی حنفی نظامی و شیخ محمد حسن شیخ امان پانی تہی حنفی یعنی تینوں خلیفہ آپ کے مجمع البحرین مشہور ہیں، سلسلہ آپ کا اس طرح پر ہے سید اسماعیل بن سید ابدال بن سید نصیر بن سید محمد بن سید موسیٰ بن سید عبدالجبار بن ابی صالح نصیر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث اعظم اور سلسلہ درویشی بھی آپ کے ہی خاندان میں دست بدست چلا آیا ہے وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی، مزار میٹھور کے قلعہ میں ہے۔

آپ اولاد سے سید عبدالقادر ثانی کے تھے، ہمراہ برادران لاہور میں کریم ہوئے

### ذکر حضرت سید الخش گیلانی قدس سرہ

مقدمائے شریعت کہلاتے تھے، ہزاروں کو عدایت فرمائی اور ۹۹۴ھ میں وفات ہوئی، ملک بنگالہ کے کسی دیہہ میں آپ کا مزار ہے۔

آپ شیخ وقت اور صاحب تجربہ اور تفرید اور تارک الدنیا اور اہل دنیا سے بے پروا

### ذکر حضرت شیخ خضر بیوتانی قادری

اور ہمیشہ قبرستان میں تنہا رہتے تھے، وقت اشتہا کے سوکے پتے درختوں کے کھا کر ایام نگذاری کرتے اور کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے، ایک تنور بنا رکھا تھا اُس کو گرم کر کے اس کے اندر بیٹھ کر عبادت کرتے، شہر اور گاؤں میں قدم نہ رکھتے تھے، جانوران صحرائی آپ کے بچھلیں رہتے تھے، موسم گرما میں گرم پتھر پر بیٹھ کر بجی مستغرق رہا کرتے تھے، حضرت دار شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حاکم سیوستان برائے زیارت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، وقت دوپہر کا اور موسم بھی گرم تھا آپ ایک سل پر مراقبہ میں تھے، اُس نے اپنا سایہ حضرت پر ڈالا آپ نے معلوم فرما کر چشم واکیں اور فرمایا کہ تو کون ہے اس ویرانہ میں کیوں آیا ہے، اُس نے عرض کی کہ زیارت کو آیا ہوں، جوارث ہو خدمت بجالاؤں، آپ نے فرمایا کہ اپنا سایہ مجھ پر سے دور کر اور جہاں سے آیا ہے چلا جا، جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے اُس کو دوسرے کے سایہ کی حاجت نہیں، اُس نے پھر منت کی کہ کچھ تو کا فرمائیے، ارشاد کیا کہ اگر کچھ کار ہوگا تو دیکھا جائیگا، اُس نے پھر عرض کیا کہ وقت عبادت کے میرے واسطے دعا کیجئے گا، فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ میں اُس وقت تجھ کو یاد کروں اور رسول اللہ تعالیٰ کے مجھ کو دوسرے کا خیال ہو۔ یہ حضرت مرید شاہ سکندر کے وہ مرید بشر الاولادیا خواجہ حافی کے وہ مرید سید علی

قادری کے وہ مرید شاہ جمال مجر کے وہ مرید سید صل شہباز کے وہ مرید شیخ ابوالفتح ابراہیم کے وہ مرید شیخ مرتضیٰ سبحانی کے وہ مرید شیخ احمد بن مبارک کے وہ مرید حضرت غوث الثقلینؒ کی وفات حضرت کی ۹۹۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید شاہ نور حضوریؒ لہوی بن سید محمود حضوریؒ غوریؒ قدس سرہ

حضرت فاضل روزگار درویش بلند اقدار مرید اپنے والد کے اور ان کے ہم پلہ تھے جو کوئی آپ کا مرید ہوتا اول ہی شکیب دیدار نبوی سے مشرف ہوتا، وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں مرنی مزار لاہور میں ہے۔

بن سید حامد گنج بخش گیلانی کے درویش عالی مقام و عالی ذوی الاحترام ہوتا۔

### ذکر حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

میں یگانہ روزگار تھے اپنے عہد میں شیخ پنجاب تھے اور زیارت رسول مقبول حضرت غوث پاک سے مشرف ہوتے تھے، روحانیت غوث پاک سے فیضان حاصل تھا اور روحانیت سید عبدالقادر ثانی سے بطریقہ اولیٰ فیض حاصل کیا، وفات حضرت کی ۱۰۱۸ھ میں ہوئی یعنی راہ ملتان میں گولی سے شہید ہوئے۔

آپ درویش کامل اور صحبت یافتہ بزرگان اور سفر کردہ کرطوس دہلی میں آ کر فوت ہوئے قلعہ تھول

### ذکر حضرت سید حسین قدس سرہ

میں زیر مسجد قوت الاسلام قرب دروازہ جنوبی آپ کا مقبرہ ہے، اب وہ امام ضامن کی درگاہ مشہور ہے یہ حضرت کھیتی کرتے تھے اپنے عضو تناسل کو کاٹ کر پھینک دیا تھا۔ وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی، دہلی کھنہ میں زیر مسجد قوت الاسلام مقبرہ عالی ہو۔

### ذکر حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی الحنی المدنی قدس سرہ

آپ مرید شیخ علی بن حسام الدین مفتی کے تھے، مگر مجمع البحرین تھے کہ خاندان چشتیہ قادریہ میں جائز یافتہ تھے۔ آپ بمقام منڈوی خانہ شیخ ولی اللہ کے کامل روزگار تھے پیدا ہوئے بعدہ آپ کے والد برہان پور میں تشریف لائے یہ صغیر سن تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا، ان کو خور دی میں

عشق الہی پیدا ہوا کہ ملک گجرات و سرندپ کی سیر کرتے ہوئے بیس برس کی عمر میں کعبہ میں پہنچ کر شیخ علی متقی کے مرید ہو کر مقامات سلوک طے کئے، اور شیخ کے کمالات میں ایک کتاب لکھی جس کو شیخ بہت عزیز رکھتے تھے اور بارہ برس مکہ معظمہ میں خدمتِ مرشد میں رہے، باقی اٹھائیس برس مکہ میں گزار کر حج کئے، بعد انتقال پیر کے گجرات میں آکر لوہاقوں سے ملے پھر کعبہ کو مراجعت کی اور حج کیا بعد پچاس برس کی عمر میں متناہل ہوئے اور فتوحات بدرجہ غایت ہوئے لگا، جو آتا سب کو قلعہ مساکن کرتے اہل خانہ کو برائے سدرشق دیتے۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ آپ فرماتے ہیں، ایک بار میں ہمراہ اپنے والد کے سفر میں تھا، راستہ بھول کر ایسے جنگل میں پہنچے کہ جہاں کچھ نہ تھا، مجھ پر بھوک اور پیاس غالب ہوئی میں اس کی وجہ سے روئے لگا، والد نے میری تسلی کی کہ اب پانی اور کھانا آتا ہے، اس شام ہوگئی ابو جحوف جانوران صحرائی کے ہم دونوں درخت پر چڑھ گئے، تمام رات گزری صبح ہم دیکھا کہ چشمہ شیریں ہے، اُس پر ایک پیر مرد کھڑا ہے اس نے مجھ کو دیکھ کر دو روٹی گرم بغل میں نکال دیں ہم نے اُن کو کھایا پیا، اس پیر مرد نے فرمایا کہ قریب گاؤں ہے وہاں جا کر آسودہ ہو ہم اُس گاؤں میں گئے، مگر مجھ کو اس پیر مرد کے دیکھنے کا پھر شوق ہوا، جب میں اس درخت کے نیچے گیا کہ جہاں شب کو رہا تھا نہ وہاں چشمہ، کچھانہ وہ پیر مرد اُن میں حیران ہوا شاید وہ خضر علیہ السلام تھے۔ چنانچہ ایک بار کتاب الحروف اور ایک بزرگ دونوں ہم سفر تھے اتفاق سے دو شبانہ روز کھائے ہوئے گزر گئے تھے، تیسری شب کو ایک جنگل میں زیر کوہ جو اس کا ایک مہذب تھا وہاں چاہ بھی تھا، یہ موقع دیکھ کر ہم اُس چاہ پر ٹھہرے، کھانا تو وہاں کہاں تھا مگر پانی پیئے کو جی چاہا پانی بہت سرد تھا برف پڑتی تھی، جب ڈوہچی چاہ میں ڈالی تو پانی دور تھا رستی جھوٹی تھی، مینے پُنجاری سے کہا کہ اگر رستی دو تو ہم پانی پی لیں، اُس نے کہا تپ چڑھ رہی ہے رستی میرے زیر پٹنگ ہے میں اٹھ نہیں سکتا، مجبوراً تمام شب اُس چاہ پر پیاسے پڑے رہے، جب پھر بھرات رہی وہاں سے چل دئے کہ اتنے میں روز روشن ہوا ابو جہ سردی کے چلا مشکل سے جاتا تھا، ادھر بھوک کی اذیت تھی، تیمم کر کے ہم دونوں نے نماز صبح ادا کی اور چلے تو راستہ بہت تنگ تھا دونوں طرف جھاڑی تھی میں آگے تھا، مینے دیکھا کہ ایک جھاڑی پر تین روٹیاں رکھی ہیں، اُن کو دیکھ کر جی چاہا کہ ان کو اٹھا لو مگر دل میں خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کس قوم کی ہیں، اور یہ بزرگ کہیں گے کہ ذرا سے امتحان میں یہ

صبر نہ کر سکا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور وہ بزرگ اُس جگہ پر آئے، ان کی نظر بھی اُن روٹیوں کی طرف پڑی اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا یہ اُمثالو، میں نے اُن سے کہا کہ نہ معلوم کس کی ہیں یا کتنا اٹھا لایا ہے اُنہوں نے وہ اٹھا کر مجھ سے کہا کہ یہ رحمت خدا ہے دیکھو گھی سے چپڑی ہوئی ہیں ابھی گھی ان جا ابھی نہیں ہے اور یہاں دُور دُور آبادی کا نشان بھی نہیں معلوم ہوتا نہ راہ میں کوئی مسافر بلا میں نے جو دیکھا کہ بیشک گھی اُن پر کا جانا تھا اٹھاتے ہی سردی سے جم گیا، جب وہ تھوڑی دُور گئے ایک مالہ لایا، اُس کو ہم دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں اس میں نہانے لگا وہ بزرگ برائے نسخ حاجت گئے، وہاں سے جو آئے ایک درخت مچ کا لیکر آئے اُس میں پانچ مرچیں تھیں ہم دونوں نے شکر پروردگار داد کیا اور ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی کھائی تو وہ روٹیاں چنے کے آٹے کی تھیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بے انتہا ان کے اپنے بندوں کی ضرور امداد فرماتا ہے، سیر و سفر میں ایسے ایسے مقام پر خبر لی کہ اگر ان کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب تیار ہو۔ آدم برسرِ مطلب۔ شیخ عبدالوہاب متقی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مسافر تھا، میرا گذر شہر لمبار میں ہوا، وہاں قاضی عبدالوہاب شافعی خدمت گزار نظر تھا، مجھ کو بھی فقیر شکل دیکھ کر میرے پاس آیا، میں نے اُس سے پوچھا کہ اگر اس شہر میں کوئی صلح درویش ہو تو میں اُس سے لموں، قاضی نے کہا کہ یہاں ایک بزرگ صاحب کرامات و خوارق ہیں، مگر شراب پیتے ہیں اس وجہ سے ان سے نہیں ملتا۔ پس دوسرے روز میں اُن پرزگ کے پاس گیا دیکھا کہ اونچے ٹیلہ پر ان کا مکان ہے دو تین آدمی اور بھی بیٹے ہیں، جب قریب گیا دیکھا کہ بہت مرد و عورت ان کے پاس بیٹھے ہیں، مجھ کو دیکھ کر حجاب کیا اور خوش ہوئے، تھوڑی دیر بعد در شراب شروع ہوا، مجھ کو بھی اشارہ کیا کہ پی میں نے کہا یہ حرام ہے اس کا پینا ناجائز ہے بہت کچھ اُنہوں نے کہا جب میں پینے پر راضی نہ ہوا تو کہا کہ خیر دیکھ کچھ کو کیا پیش آتا ہے میں وہاں سے رنجیدہ ہو کر اٹھا، اُنسی شب خواب میں دیکھا کہ ایک باغ نمونہ بہشت ہو، میں نے اس میں جانا چاہا دیکھا کہ وہی مرد شرابی کھڑا ہی پیالہ شراب کا اس کے ہاتھ میں ہے، مجھ سے کہنے لگا کہ اگر شراب پی تو باغ میں جاوے نہ ممکن نہیں، صبح جب میں بیدار ہوا لا حول پڑھی، پھر جب سویا وہی صورت پیش آئی، میں نے توجہ جناب سرور عالم کی طرف کی اور پھر جو میں با جناب سرور عالم کو دیکھا کہ تشریف لائے اور عصا ہاتھ میں ہے، وہ مرد شرابی بھی آیا حاضر ہوا۔ وہ مرد شرابی بھی آیا حاضر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے عصا اُس مرد کی طرف ڈالا فرمایا کہ کتنا ہو جائے ناسکار، اُسی وقت وہ گناہ گار

اور وہاں سے بھاگا پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اس کو نکال دیا کہ وہ اس شہر میں بھی نہ رہیگا، صبح جب میں بیدار ہوا اس کے مکان پر جا کر دیکھا کہ وہ اُسی شب کو بھاگ گیا تھا میں نے شکر پروردگار ادا کیا، وفات شیخ عبدالوہاب ستھی کی سن ۱۰۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید عبدالوہاب بھاکری قدس سرہ**

فرزند سید عبدالرزاق بھاکری ماہر علوم دینی و دنیوی جامع کمالات صوفی و معنوی اور مرید اپنے والد کے تھے، تمام عمر عبادتِ خلق میں مصروف رہ کر سن ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت سید میرا سیم حسینی اوجی قدس سرہ**

آپ مرید شیخ بہاؤ الدین قادری کے صاحب علم و تصرفات ظاہری و باطنی رکھتے تھے آپ کے بہت شاگرد مولوی ہوئے ہیں، وفات حضرت کی سن ۹۷۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد حسن قادری جونپوری**

آپ صاحبِ لایت جون پور ہیں۔ خاندان چشتیہ میں مرید اپنے والد شیخ حسن کے تھے اور بزرگانِ چشتیہ سے بھی فیض تھا، جب آپ حج کو گئے وہاں خاندان قادریہ میں شیخ عبدالوہاب کے مرید ہوئے اور کئی برس کعبہ میں رہے، پھر دہلی میں آئے۔ ۱۰۰۷ھ رجب ۹۹۷ھ میں وفات پائی، مزار متصل مجنل اپنے والد کے مزار کے پاس ہے۔

**ذکر حضرت سید صوفی بن سید بدر الدین بن سید محمد اسماعیل گیلانی قدس سرہ**

یہ حضرت صاحبِ شریعت و معرفت تھے، جو آپ مرید ہوتا تھا کامل ہو جاتا تھا لاہور میں کوس شریعت آپ کا چند روز خوب بجا، آخر سن ۱۰۸۷ھ میں وفات ہوئی۔

**ذکر حضرت سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ**

آپ ملی مطلق و شیخ محقق تھے، مرید شیخ السداد مداری کے ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور بعد دولت حضرت اکبر عظیم حسب طلب بادشاہ لاہور میں اگر موضع بابو ساہو کے جنگل میں ٹھہرے ہزاروں آپ کے مرید ہوئے، وفات حضرت کی ۱۰۷۷ھ میں ہوئی اور بجائے اقامت دفن ہوئے، بعد نواب عبدالرحیم خاں جرنیل سلطانی نے آپ کا مقبرہ بنانا چاہا، لشکب خواب بریں سے

فرمایا کہ میرا زار خام ہے گنبد نہ بنا۔

## ذکر حضرت شیخ حسین لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ بہلول دریائی کے تھے۔

صاحب دق و شوق و وجد سماع اور اپنا طریقہ

لامتیہ کہتے تھے۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ کلس رائے کا ستم نے کہ باشندہ لاہور کے تھے، عہد فیروز شاہ میں مسلمان ہو کر شیخ عثمان نام پایا اور کار بافندگی کا کر کے ایام گزاری کرتے تھے اُن کے متعلقان عثمان ڈھڑا کہلاتے ہیں درکار و بار بننے کا کرتے ہیں۔ شیخ حسین ۹۴۵ھ میں شیخ عثمان نو مسلم کے گھر پیدا ہوئے جب سات برس کے ہوئے حافظ شیخ ابوبکر لاہوری سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تین برس میں حافظ ہوئے انہیں دنوں میں شیخ بہلول دریائی لاہور میں اگر مسجد حافظ ابوبکر میں ٹھہرے اور شیخ حسین کو دریا کے پانی لینے بھیجا کہ پانی قریب مسجد نکد کر کے ٹکسالی دروازہ کے باہر تہا تھا جب شیخ حسین پانی لئے شاہ بہلول نے وضو کر کے دو کونٹ تہیت الوضوء ادا کر کے شیخ حسین کے واسطے دعا کی کہ الہی اس بچہ کو عارف اور اپنا عاشق کر پس اس وقت عمران کی دس برس کی تھی شاہ بہلول سے بیعت کی چونکہ رمضان تھا شاہ بہلول نے شیخ حسین کو امام کیا اور ان سے قرآن سنا اور چند سال کی کوشش میں ان کو باکمال کر کے قصبہ جندیوٹ کہ لاہور سے سات کوس اور شاہ کی سکونت کی جگہ تھی چلے آئے شیخ حسین نے ۲۶ برس ریاضت اور مجاہدے میں گزارے دن کو کنا سے دریا راوی پر جنگل میں شنبک روضہ شیخ علی مخدوم گنج بخش بھویری پر بسر کرتے تھے ایک روز بوقت شب مزار پر انوار پر یہ تنہا تھے کہ مخدوم پیدا ہوئے اور جہر بانی شیخ کے حال پر فرمائی۔ اُسی وقت یہ روشن ضمیر ہو گئے تمام مقامات کھل گئے عقل کو کہ ایک روز شیخ حسین تفسیر مدارک کا سبق شیخ سعد الدین لاہوری سے پڑھ رہے تھے واما الحیوۃ الدنیا کے معنی دریافت کئے استاد نے احسن طور پر تفسیر بیان کی شیخ نے کہا کہ مجھ کو قال سے کچھ مطلب نہیں میں طلبگار حال کا ہوں یہ کہہ کر مست جام حال ہوئے اور مسجد سے اٹھ کر کوٹنے لگے اور گانے لگے کتاب چاہ میں ڈال دی اس حرکت سے اور درویش ان کو لامت کرنے لگے آپ چاہ پر آئے اور فرمایا کہ لے پانی کتاب ڈالنے کی وجہ سے درویش مجھ کو برا کہتے ہیں میری کتاب مجھ کو واپس دے اُسی وقت وہ کتاب پانی کے اوپر آگئی آپ نے اُس کو لیکر درویشوں کو دی وہ کتاب بہگی بک نہیں تھی اُس روز سے اپنے اپنا طریقہ لامتیہ کرایا ڈال بھی مونچر منڈا کر جام ہاتھ میں لیکر لامت پند کیا



اور دیوانہ وار کبھی مسجد میں کبھی میخانہ میں کبھی کوچہ و بازار میں کبھی پہنتے کبھی روتے پھر کرتے تھے ایک بار آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج دریائے راوی کی سیر کر بیٹھ گئے انہوں نے کہا کہ مرغین کھانا کھلاؤ تو چلیں، آپ نے منظور کیا اور سب ملکر موضع منڈیان والہ میں آئے کہ جو دریا سے قریب تھا بہار خاں سردار موضع نے آپ کے یاروں کو پکڑ کر پاہ جولان کیا اور ان سے کہا کہ اسکا باران ہے جب تک پانی نہ برسیگا میں ان کو نہ چھوڑوں گا۔ اگرچہ بہار خاں خادم الفقرا تھا مگر یہ جلد برائے بارش اُس نے کیا تھا آپ اپنے یاروں کے پاس گئے اور فرمایا کہ معاملہ برعکس ہوا کہ کہانے کے بدلے قید ہوئی، بعدہ بہار خاں کے پاس آئے اور فرمایا کہ اس حید سے پانی برسنا ممکن نہیں بلکہ آگ برسیگی مگر اُس جو کھانا مرغین شیر و شکر میرے یاروں کے آگے لاکر دعوت کرے تو کیا عجیب ہے کہ پانی برسے یہ سن کر بہار خاں بہت محبت سے پیشیں آیا اور انواع و اقسام کے کھانے لاکر اُن کے یاروں کے دربرو رکھے اور بہت مازات سے پیش آیا۔ جب آپ نے اپنے یاروں کو خوش دیکھا تو طرف آسمان کے کر کے کہا کہ الہی حسین اپنے یاروں سمیت خوش ہو اس وقت لازم ہے کہ باران رحمت بھیج کہ ان کے دل خوش ہوں اُسی وقت پانی برسنا شروع ہوا ایسا برساکہ تمام جنگل بھر گئے نقل ہو کر آپ کے کسی دشمن نے شہنشاہ اکبر اعظم سے شکایت کی کہ حسین نامی فقیر لاہور میں ہے ڈاڑھی مونچھ منڈاتا ہے شیخ لباس پہنتا ہے اور ایک لڑکا مادہ ہونا نام ہے اُس سے صحبت رکھتا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھول پر ناچتا ہے اسی حرکات کر کے دعوے ولایت رکھتا ہے شہنشاہ نے یہ سن کر ملک علی کو توال کے نام فرمان نافذ فرمایا کہ حسین کو پاہ جولان کر کے حاضر حضور کرے فرمان کے پہنچنے ہی کو توال نے اپنے پیادوں کو حکم دیا کہ شیخ حسین کو گرفتار کر کے لاؤ حضرت لاہور میں موجود تھے بدستور پھر کرنے تھے مگر کو توال کے پیادے نہ پاس کے ایک روز کو توال شہر عبد اللہ راہرن کو کو قہر بھٹی سے تھا حسب الحکم بادشاہ قتل گاہ میں لیجاتا تھا خلق کا بہت ہجوم تھا اُسی ہجوم میں شیخ بھی لے کر توال نے اُن کو گرفتار کیا اور جیل خانہ میں بھیج کر پاہ جولان کیا اُسی وقت بیڑی شکستہ ہوئی یہ کرامات دیکھ کر کو توال نے کہا اے حسین جادو کے زور سے تو نے زنجیر توڑی اگر میں چاہوں تو دونوں بیڑوں میں بیڑیاں ڈال کر بادشاہ کے پاس بھیج دوں آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں ابھی تیرے بدن میں ابھی میخیں ٹھک جائیں ورتو اُسی صدمہ مرے اتفاقاً جو فرمان عبد اللہ کا تھا میں کہتا تھا کہ وقت قتل

جو عبداللہ کہے وہ لکھکر ہمارے پاس ارسال کرے چنانچہ عبداللہ نے خوب گالیاں دی تھیں پس کو تو ال نے من و عن وہ گالیاں تحریر کر کے ارسال حضور کیں، حضور ملاحظہ اُن الفاظ سے سخت رنجیدہ ہوئے اور ناظم لاہور کے نام حکم ہوا کہ کو تو ال کی مقعد میں لوہے کی میخ ٹھونک کر ماریں کل مال قرق کریں عیال و اطفال کو قید کریں چنانچہ ناظم نے تعمیل حکم کی فرمان شیخ کا درست آیا۔ بعد اقل کو تو ال کے بادشاہ نے شاہ حسین کو اپنے طور پر اپنے پاس بلایا جب آپ روبرو بادشاہ کے گئے ایک ہاتھ میں صراحی ایک میں جام شہراب تھا بادشاہ نے یہ کیفیت دیکھکر کہا کہ تم مرید خاندان قادر کیے ہو اور یہ حال ہے حسین نے صراحی میں سے ایک جام بھر کر بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے جو دیکھا تو اُس میں سرد پانی تھا دوسرا جام دیا تو وہ شربت بھر ہوا تھا تیسرا جام جو دیکھا تو وہ دودھ سے لبریز تھا۔ بادشاہ نے دوسری صراحی شہراب کی منگا کر حسین کے ہاتھ میں دی انہوں نے بدستور جام بھر کر دیا تو وہی سرد پانی تھا دوسرے میں شربت تیسرے میں دودھ پھر بادشاہ نے برائے امتحان اُن قید خانہ میں بھیجا کہ اگر یہ کامل ہے تو قید اس کو ملے نہیں پس اُن کو قید خانہ میں روانہ کر کے بادشاہ فہل محل ہوئے دیکھا کہ حسین بادشاہ بگیم کے پاس کھڑا ہے یہ دیکھکر قید خانہ میں دریافت کرایا وہاں اُن کو نہ پایا پس اپنے کئے سے بادشاہ تائب ہوا اور چند سے اُن کو اپنے پاس رکھکر خدات بجالا کر فیض قادریہ حاصل کیا اور آپ کی صحبت کی وجہ سے اصطلاح ظاہری سے بے پروا ہوکر اصطلاح باطنی کیا کوشاں ہے اور قیودات ظاہری کو بالکل چھوڑ دیا تھا قاعدہ ہے کہ شیخ کامل جس طریق پر ہوگا اُس کا طالب بھی وہی طریقہ اختیار کریگا۔

نقل ہے کہ حاجی یعقوب متوطن مدینہ تھے انہوں نے شیخ حسین کو مدینہ میں متکلف دیکھا اور دوستی پیدا کی جب دو بطریق سیر ہندوستان میں آئے اور جب لاہور میں پہنچے شیخ حسین کو بازار چکیں مست اور متوالا دیکھکر متحجب ہوئے ایک سے دریافت کیا اُس نے کہا کہ اس کو حسین کہتے ہیں لیکن وہی کا کہنے والا ہے یہ سنکر حسین کے پاس گئے اور کہا کہ تو وہی جو مدینہ میں متکلف تھا یہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بند کر جب انہوں نے آنکھیں بند کیں حضرت کو اُسی لباس سے مدینہ میں متکلف پایا یہ کرامت دیکھکر حاجی یعقوب مرید ہوئے۔

نقل ہے کہ مخدوم الملک قاضی لاہور میں چلا جاتا تھا آپ کو دیکھا کہ ڈھول پر نایع ہے ہیں

یہ دیکھ کر وہ برہم ہوا اور آپ کو تکلیف دینی چاہی، آپ نے جھپٹ کر اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ قاضی! ارکان اسلام کے پانچ ہیں، اول کلمہ توحید و اقرار رسالت احمدی علیہ السلام اس میں ہم تم دونوں شریک ہیں نماز اور روزہ کو میں نے ترک کیا ج اور زکوٰۃ کو تو نے ترک کیا۔ تفریر صرف حسین کے واسطے کیوں ہے یہ سن کر قاضی ہنسا اور چلا گیا۔

لکھا ہے کہ آپ کے خادم قریب نو ہزار کے تھے، بعض ایک لاکھ کہتے ہیں مگر سب کی ہوئے اور آپ کے سولہ خلفاء گزے ہیں، جن میں چار غریب کہلاتے ہیں جو یہ ہیں شاہ غریب بمقام اتی ٹھٹھ وزیر آباد سے تین گونا دوسرے شاہ غریب موضع تگدوی والا ضلع وزیر آباد میں ہیں تیسرے شاہ غریب اجیلا پور دکن میں چوتھے شاہ غریب لاہور میں متصل مزار حضرت کے اور چار دیوان کہلاتے ہیں، اول مادیو دیوان لاہور میں، گورکھ دیوان لاہور میں، بخشی دیوان سیالپور میں، اللہ دیوان لاہور میں مگر مادیو محبوب ترین خلفاء سے تھے تین خاکی کہلاتے ہیں، اول مولائش خاکی لاہور میں، دوم خاکی شاہ وزیر آباد میں، سوم حید بخش خاکی دکن میں، چار بلاول کہلاتے ہیں، اول شاہ رنگ بلاول، دوم بدو، سوم شاہ بلاول کہ یہ تینوں گورو وشنہ حضرت میں آسودہ ہیں، چہارم شاہ بلاول دکن میں۔ وفات شیخ حسین کی صلح جمادی الثانی سنہ ۱۰۷۵ میں ہوئی مزار لاہور میں مجمع خلافت ہے۔

آپ مرید شیخ عبدالوہاب کے تھے خاندان چشتیہ سے بھی فیض یافتہ تھے۔ اخبار الاخیار سے

### ذکر حضرت شیخ حسین قادی قدس سرہ

نقل ہے کہ کنارہ دریائے زہد کے اکثر جگہ جگہ اور پہاڑ ہے، ایک مقام سر راہ پر شیر آگیا تھا اُس نے راستہ بند کر رکھا تھا، آپ کا بھی وہاں گزر ہوا، شیر کا حال سن کر ایک ہاتھ میں چادر لپیٹی ایک میں کار دیا اور اُس جھاڑی میں کہ جہاں شیر تھا گھس کر شیر کو پکڑ کر کار دے ہلاک کیا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۷۵ میں ہوئی۔

آپ مرید اول میر بالا میر لاہوری

### ذکر حضرت شیخ نعمت اللہ سرہندی قدس سرہ

کہ ایک سوداگر مع اپنے فرزند کے خدمت شیخ میں آیا اور عرض کی کہ راہ میں چور میرے پیسے لے گیا، آپ نے نور باطن سے مسلم کر کے سوداگر بچہ سے کہا کہ فلاں گنبد میں تو نے پچھلے ہاتھ میں جلد لاکر اپنے باپ کے لئے وہ یہ سن کر قدموں پر گرا اور مبلغان لاکر باپ کے حوالے کئے، ایک بار ایک شخص نے عرض کیا

اک میری ایک باندی تھی خوبصورت میں اُس کا عاشق ہوں وہ گم ہو گئی کچھ تجویز بتائیے جو وہ مل جا  
آپنے فرمایا کہ سر راہ فلاں جگہ جا بیٹھ ایک گاڑی آدگی اُس کے پردہ کے پاس جا کر کہنا کہ اے کنیز باہر آ  
وہ مل جائیگی چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور اُس کی کنیز مل گئی وفات حضرت کی بعد نور الدین جہانگیر  
بادشاہ سلطنت میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ بزرگ گیلانی قدس سرہ

محمد بن سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قاسم بن سید یحییٰ تاتاری بن سید احمد متقی  
بن سید ابی صلح بن سید ابی نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک کرم و صاحب ولایت اور  
سیر طریقت کے عہد حضرت اکبر اعظم میں لاہور میں آئے ساکنان پنجاب سے ہزاروں مرید ہوئے، خوارق و  
کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئے، وفات حضرت کی ۱۲ ربیع الاول ۸۱۸ھ میں ہوئی مزار موضع متا  
علاقہ پٹیاہ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ شمس الدین قادری لاہوری

یہ حضرت خلیفہ شیخ ابوالسحاق قادری کے  
تھے اور عالم باعمل و عارف مکمل اپنے  
عہد میں یگانہ روزگار تھے، لاہور میں آپ کو بہت فسوح تھا، یہاں تک کہ حضرت جہانگیر بادشاہ  
بھی معتقد ہوئے، جس کے بارے میں جو بادشاہ تحریر فرماتے بادشاہ اُسی طرح کرتے تھے، اس ذریعہ  
ہزاروں کی کار بر آری ہوئی۔

ذکر حضرت سید جمیع عبدالقادر ثالث قدس سرہ

آپ اولیائے وقت اور صاحب  
ولایت تھے اور مرید اپنے والد سید  
محمد غوث بالا پیر صاحب ست گہرہ کے کے بعد انتقال پدر تمام ہندوستان کی سیر کر کے بزرگانِ وقت کا فادہ  
حاصل کیا بعدہ لاہور میں اگر شہر سے باہر محلہ رسول پور آباد فرما کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور  
وہیں ۸۲۲ھ میں وفات پائی مزار آپ کا شہور ہے آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں، بڑی بی بی کلاں کہ  
میران محمد شاہ موج بخاری سے بیاہی گئیں تھیں، اور بی بی دولت کا محلہ سید نظام الدین بن سید میر  
میران بن سید مبارک بن سید محمد غوث سے ہوا۔

## ذکر حضرت سید خیر الدین ابوالمعالی قادری کرانی قدس سرہ

فرزند سید رحمت اللہ  
بن سید فتح اللہ

ولی کامل اور صبیح الہب سادات کرمان سے تھے صاحب کرامات خوارق وزہد و تقویٰ بے تکمیل کسب دریا کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مرید اپنے برادر زادہ اور شیخ داؤد و شیر گڑھی کے تھے، بعدہ لاہور میں آکر راستہ میں جہاں ٹھہرے باغ، چاہ، تالاب تیار کرایا وہ عمارات ہنوز موجود ہیں اور لاہور میں ہزاروں تہ ہوئے ایک یہ کرامات تھی کہ جو آپسے بیت کرتا اُسی شب کو زیارت رسول مقبول سے مشرف ہوتا یا زیارت غوث پاک سے مشرف ہوتا، حضرت دارالاشکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ملا شاہ نقل کرتے ہیں کہ ایک بار میں ہمراہ اپنے اخوند ملا نعمت اللہ کے عالم و عامل و فقیر کامل تھے حضرت کی زیارت کو آئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت کے ایک مرید نے تسبیح نذر کی، میرے دل میں آیا کہ اگر مجھ کو دیں تو خوب ہو جب ہم چلنے لگے مجھ کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ یہ تسبیح اپنی خواہش کے موافق لے، اگر ہو سکے تو اس پر ستوا بار درود پڑھا کر مجھے تحفہ اور ایک تسبیح کو بہت ثواب ہوگا۔ اخوند نعمت اللہ سے روایت ہے یعنی آخوند کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھ کو غوث پاک سے نہایت محبت اور ارادت ہے آیا غوث پاک کو بھی میری ارادت کی خبر ہوگی یا نہ ہوگی، اُسی شب مجھ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں سسر بہت کھڑا ہوں اور حضرت غوث پاک نے دستار سفید مجھ پر عطا کیا اور فرمایا کہ میں تیرے حالات سے واقف ہوں صبح جب میں بیدار ہوا شاہ ابوالمعالی نے مجھ کو کتاب کر کے دستار سفید عنایت کی اور کہا کہ یہ وہی دستار ہے جو شب کو غوث پاک نے مجھ کو دی تھی اور شاہ ابوالمعالی صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہیں، چنانچہ بوجہ عشق حضرت محبوب سبحانی کے تحفہ القادریہ تحریر کی کہ مشہور کتاب ہے ولادت حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں ذی الحجہ ۹۶۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ میں ہوئی مزار لاہور میں موتی دروازہ کے باہر ہے عیدین کو ہزاروں آدمی زیارت کرتے ہیں۔

آپ خلیفہ میاں میر بالا پیر لاہوری  
کے تھے تمام عمر خدمت مرشد میں رہے

## ذکر حضرت میاں ننھا شاہ قادری قدس سرہ

اور حالت استراق میں بھی پاس رہتے تھے۔ ایک روز ایک درویش جو پورے آپ کے پاس آئے اپنے پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کام کو آیا ہے اُس درویش نے کہا کہ آپ کی زیارت کو آیا ہوں فرمایا کہ مجھ کو

دیکھ اس درویش نے کہا کہ آپ کا نام اور حال وغیرہ سے بھی خبردار ہونا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ نام میرا ننھا اور قوم تیل نکھالنے والا اور میاں میرا صاحب کا ادنیٰ خادم ہوں اور حال میرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کنجیاں عالم جبروت و ملکوت و لاہوت کی میرے ہاتھ میں دی ہیں، جب چاہتا ہوں در ملکوت کھول کر داخل ہوتا ہوں، اسی طرح جبروت اور لاہوت میں جاتا ہوں۔ حضرت داراشکوہ چہد راقم سکنیتہ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ درخت اور پتھر وغیرہ نباتات و جمادات سب حضرت کے آگویا ہوتے تھے، اور اپنے اپنے فوائد اور خواص بیان کیا کرتے تھے، آپ کچھ جواب نہ دیتے تھے، ایک روز گنبد میں تشریف فرما تھے باہر آنا چاہتے تھے کہ آواز سنی کہ ایک ساعت ٹھہر، آپ نے کہا تو کون ہے اور اور منع کرنے کا کیا باعث ہے، پھر آواز ہوئی کہ میں گنبد ہوں اور منع اس واسطے کرنا ہوں کہ باران بکثر آویگا باہر جانے سے تم کو تکلیف ہوگی، یہی گفتگو تھی کہ بارش ہوئی۔ ایک روز یہ چلے جاتے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک چوہا مڑا ہوا ہے، آپ نے اُس طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اس حال سے راستہ میں بڑا ہے اٹھ اور اپنی جگہ جا، وہ اُسی وقت زندہ ہو کر روانہ ہوا۔ ایک بار میاں میرا صاحب آپ سے پوچھا کہ تنہا اب کہاں مشغول رہتے ہو، آپ نے فرمایا کہ موضع چہرہ کے بلخ میں مشغول رہتا تھا، وہاں جو بہت درخت تھے، اور سیج سبحان اللہ والحمد للہ کہتے تھے ان کے شور سے خلل آتا تھا، اب خلیفہ بنید محلہ میں ایک کونہ میں مشغول رہتا ہوں، یہ سنکر میاں میر نے تبسم کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ تیلی کا لونڈا کہاں تک پہنچا ہے کیا کہتا ہو، ایک روز میاں میر و میاں ننھا و ملا محمد سیالکوٹی سایہ دیوار حجرہ میں بیٹھے تھے کہ ہوا تپ چلی اور بارش آئی، میاں میر نے فرمایا کہ اب ناچار یہاں سے اٹھنا پڑا سیال ننھا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بارش اور ہوا کو آپس میں ٹکرا دوں تا مطلع صاف ہو جائے، یہ بات میاں میر صاحب کو ناگوار گذری اور فرمایا کہ تو اظہار کرامات اور خود نروشنی کرتا ہے یہاں سے اٹھ کر حجرہ میں چلے جانے سے کیا نقصان ہوگا راجی میں ہم دخل دیں بے ادبی ہو کہ فعل المحمود محمود ہے۔

لکھا ہے کہ آپ ناخاندہ تھے، مگر جو سامنے آتا اُس کو بخوبی پڑھ لیتے تھے۔ وفات حضرت کی شب ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ مزارِ قرب مزار میاں میر کے، جب آپ انتقال ہوا تو میاں میر صاحب نے ابدیدہ ہو کر فرمایا کہ رونق فقیر خانہ میاں ننھا لے گئے، اور خاندان کو وصیت مسرمانی کہ بعد مرنے کے مجھ کو بھی میاں ننھا کے پاس دفن کرنا۔

## ذکر حضرت حاجی مصطفیٰ سہروردی قدس سرہ

آپ صاحب زہد اور تقویٰ اور قانع و قانع نفس میاں میر صاحب کے مرید تھے

ہر وقت سکر اور استغراق رہتا تھا ایک بار آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے جب رکوع میں جھکے استغراق غالب ہوا کہ رکوع میں رہ گئے جو مقتدی تھے وہ دوسری بار اپنی نماز ادا کر کے چلے گئے۔ آپ سات روز رکوع میں رہے وفات حضرت کی ۳۹ صفر ۱۰۳۹ بروز چہارشنبہ ہوئی۔

## ذکر حضرت سید عبدالوہاب گیلانی قدس سرہ

آپ تعلیم یافتہ عبد القادر گیلانی ثالث کے تھے لاہور میں رہتے تھے

شیخ وقت کہلاتے تھے ہزاروں مرید تھے ۳۷ سنہ میں انتقال ہوا۔

## ذکر حضرت سید شیخ عبداللہ قدس سرہ

آپ اولاد سے غوث پاک کی تھے اور مرید اپنے والد سید عمر کے تھے اور پابند

طریقہ غوثیہ اور قدسیہ کی تھے پندرہ برس کی عمر سے شوق درویشی ہوا، ابتدا سے نکل کر ہندوستان میں اگر تحصیل علوم کر کے موضع ٹھٹھ نواح دہلی میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب تک آپ زندہ رہے کبھی اس موضع میں جو رری یا اور کوئی ظلم نہ ہوا۔ وفات حضرت کی ۳۷ سنہ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت ملا حامد قادری قدس سرہ

آپ قرآن پڑھنے میں لاثانی تھے، علوم ظاہری اور باطنی اور رموز طریقت اور حقیقت

سے خوب ماہر تھے پہلے یہ میاں میر صاحب کے منکر تھے بعدہ مرید ہو کر کمال معقد ہوئے بعدہ ترک درس فرما کر عبادت معبود میں مشغول ہوئے، تھوڑے ہی دنوں میں بکمال لایت پہنچے، آخر ۳۷ سنہ میں بتاریخ ۱۷ مار رمضان وفات ہوئی مزار روضہ میاں میر میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد میسرہ میاں میر بالا پیر قادری لاہوری قدس سرہ

آپ مشائخ عظام قادریہ عاشق غوثیہ اور خلیفہ شیخ خضر سیستانی قادری کے تھے، آپ کے والد کا نام قاضی سامیہ بن قاضی قلندر فاروقی اور آپ کی والدہ بی بی فاطمہ بنت قاضی تارن اور نسب الا

حسب حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطابؓ منتهی ہوتا ہے، آپ شہر سیوستان میں ۵۰ سالہ میں پیدا ہوئے ناز و نعمت سے پرورش پائی، آپ کی سات برس کی عمر تھی جو تئیم ہوئے پانچ برس میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے، پہلے اُن کے والد نے اُن کو بطریقہ قادریہ تعلیم و تعلیم فرمایا، بعدہ سپاہ سیوستان پر جا کر شاہ خضر سیوستانی کے مرید ہو کر کار تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب اجازت پیر روشن ضمیر لاہور میں آئے اور حضوری روحانیت حضرت غوث پاک سے مشرف ہوئے پھر تمام عمر حسب چاہتے تھے حضوری سے مشرف ہوتے تھے، شب کو نہ سوتے دن کو نہ کھاتے، صائم رہتے تیسرے روز افطار کرتے، بعدہ ایک ماہ کے بعد افطار کرنے لگے تھے، حضرت دارا شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ کے بھائی سیوستان سے لاہور میں آئے اُس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا اُن کو اپنے جھرو میں بٹھایا آپ نے باغ میں جا کر وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کر کے دعا کی کہ الہی میں یکس بے یار و دیار ہوں، سوائے میرا کون ہو، ہمان آیا اور میرے پاس کچھ نہیں جو اُس کی خدمت کروں، آپ دعائیں تھکے ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ایک شخص کھانے کا خانہ لئے تیرے در پر منتظر ہے، آپ اپنے جھرو پر آئے، دیکھا تو خوان کھانے کا موجود ہے، آرنہ خون نے وہ آپ کے رو برو رکھا دیکھا تو اُس میں کھاتا اور کچھ نقد ہے، اُس نے کہا کہ اس وقت جو تم نے چاہا تھا کھانا اور نقد موجود ہے، اگر حاجت ہو تو ارشاد کیجئے کہ اور آجائے، آپ نے شکر پروردگار ادا کیا اور برادر کے ہمراہ کھانا نوش فرمایا۔ نقل ہے کہ نور جہاں بیگم زوجہ حضرت جہانگیر بادشاہ کہ مذہب اشاعری تھیں، ایک بار بمقام اکبر آباد بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھ پر بہت ہی مہربان ہیں میرا مذہب ہے جو حق ہے اُس کو کیوں نہیں قبول فرماتے، بادشاہ نے فرمایا کہ جانا جان دادم نہ کہ ایمان۔ نور جہاں نے کہا کہ آپ نے ہم کو بے ایمان سمجھا میں جو پابند اس مذہب کی ہوں تو اس وجہ سے کہ یہ مذہب حق ہو باقی اور مذہب میں افراط و یفراط ہے، بادشاہ نے کہا کہ اس کی سنہ کیا ہے، نور جہاں نے کہا اس کو تحقیق کیجئے، حق اور باقی کمال جائیگا، یعنی مشہد مقدس، ہمارے مذہب کے ایام کو طلب نہا کہ اپنے مذہب کے علمائے مبارک کو جوتی ہو اُس کی بیروی کیجئے۔ الغرض ایک سیر فناء عشری مشہد مقدس کو گیا وہاں سے ایک عالم کہ جو مشہور وقت اور چمکانہ روزگار تھا اور مذہب اشاعری کا امام مانا جاتا تھا، باعز از تمام بیکروانہ ہندستان ہوا، اُدھر نور جہاں کے کہنے سے بادشاہ نے تمام صوبہ داروں کے نام فرمان جاری کر دیئے تھے کہ فلاں



مجتہد مشہد سے آتے ہیں، جہاں پہنچیں اُن کی تعظیم و تکریم میں اور ضیافت اور جہاندار ی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جائے اور ہر صوبہ امرائے شہر و علما شہر و فقرا سمیت استقبال کرے، اور جو خدمات مجتہد صاحب کی بجا لائے اُس سے حضور کو مطلع کرے۔ الغرض جب مجتہد قریب لاہور کے آئے کہ صبح لاہور میں داخل ہوئے صوبہ لاہور نے میاں میر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ صبح مجتہد صاحب لاہور میں داخل ہوں گے پیشوائی میں آپ کو بھی چلنا ہوگا، آپ نے فرمایا کہ فقیر کو معاف رکھئے، صوبہ نے کہا میں مجبور ہوں بادشاہ کا حکم اسی طرح ہے اگر آپ نہ گئے اور خبر بیگم صاحبہ کو ہوئی تو خون ہو کہ کچھ فساد اُٹھے مصلحت یہی ہے حضرت بھی تشریف لے چلیں، حضرت نے مصلحتاً قبول فرمایا۔ صبح تمام اہلایان لاہور نے مجتہد کا استقبال کیا جب مجتہد کی رائے منور میاں میر پر پڑی صوبہ لاہور کے کہا کہ ان حضرت کی تعریف کیجئے، صوبہ نے کہا کہ آپ عالم اور درویش ہیں مجتہد نے آپ سے مصافحہ کیا اور صوبہ سے کہا کہ میرے اُترنے کے واسطے مکان حضرت کی خانقاہ کے قریب درست ہونا چاہیے، الغرض قریب خانقاہ ایک مکان آراستہ کیا گیا، اُس میں مجتہد فردکش ہوئے، دس روز صبح تمام خلائق کہ مجتہد کی مشتاق تھی میاں میر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم مجتہد کا وعظ سنا جاتے ہیں، مگر یہ آپ کے ذریعہ سے پیش ہوگا، حضرت نے ہر جذبہ عذر کے مگر جب وہ لوگ نہ مانے آپ اُن کے ہمراہ قیام گاہ مجتہد پر آئے، مجتہد نہایت تعظیم سے پیش آئے آپ نے مجتہد سے فرمایا کہ مخلوق لاہور آپ کی زبان در بیان سے کچھ سنا چاہتی ہے اور یہ فقیر بھی مشتاق ہے، مجتہد نے کہا میں آپ کا مشتاق ہوں، آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ غلبہ کثرت رائے پر ہوا کرتا ہے۔ الغرض چونکہ بھی اور مجتہد صاحب نے اُس پر جلداء فروز ہو کر موافق معمول اپنے مذہب کے اہلبیت رسول مقبول کی شنا شروع کی، جب ذکر کر دئے معلیٰ کا آیا اُس کی تعریف میں فرمایا کہ اے مومنین اللہ تعالیٰ نے زمین کو وہ عظمت دی ہے کہ اُس کے گرد بارہ بارہ کوس تک دوزخ کی آنج حرام ہے، اُس پر میاں میر صاحب نے سر اٹھا کر باواز بلند فرمایا کہ اے حاضرین والامکین یہ بزرگی کو بلا کی اس وجہ سے ہے کہ وہاں نولے رسول مقبول لیٹے ہوئے ہیں، سبحان اللہ جائے غور ہے کہ جہاں خود وہ سرور عالم مع اپنے تینوں دین کے آسودہ ہیں اُس جگہ کے واسطے اگر کہا جائے کہ اس کے گرد سو سو کوس دوزخ کی آنج حرام ہے تو بجا ہے، یہ سن کر مجتہد صاحب چُپ ہوئے اور سبب کسل راہ کے درد سر کا جیلہ کر کے چونکی سے اُتر آئے، جلسہ برضا ہوا، صوبہ لاہور سے کہا کہ بادشاہ کو لکھ دو کہ مجھ کو آب و ہوا ہندوستان کی موافق نہیں

میں واپس جاتا ہوں، اُس پر ہمراہی امیر نے کہ جو اُن کے ہم مذہب تھا قطعی اس کا سبب اپنے طور پر پوچھا، مجتہد نے فرمایا کہ میں جو فقیر آدمی ہو کہ جس کو اپنے کار سے فرصت نہیں اس کی یک کیفیت تم نے مشاہد کی، چہ جائیکہ علماء ہند کہ جو میرے آنے کی خبر سن کر جہنوں اور برسوں سے محنت کی کہ واسطے مباحثہ کے تیار ہیں اُن سے گلو گزاری مشکل ہوگی، آخر مجتہد صاحب لاہور سے واپس پھر گئے۔ نقل ہو کہ میں میر صاحب باغ زین خاں میں مشغول تھے، ایک فاختہ درخت پر بیٹھی تھی سترہ کہہ رہی تھی، ایک شکاری آیا اور اُس کے ایک ایسا غلہ مارا کہ وہ مر گئی نیچے گری، شکاری نے اُس کو اُٹھانا چاہا دیکھا تو وہ مر چکی تھی، اُس کو چھوڑ کر چلا گیا، حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس مُردہ فاختہ کو لا، جب وہ پاس لائے، آپ نے اپنا دست حق پرست اس پر لگایا وہ اُسی وقت اُڑ گئی اور اپنی جگہ جا بیٹھی اور بولنے لگی، شکاری نے جو پھر آواز سُنی اور قریب اُس کے آکر غلہ مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا وہ نہ مانا اور غلہ چھوڑا اُسی وقت اُس کے ہاتھ میں سخت درد اُٹھا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور لوٹنے لگا، آپ نے اُس کے پاس جا کر فرمایا کہ لے بے در، یہ درد میری بیدردی کا ثمر ہے، مینے منع کیا تو نہ مانا وہ شخص بہت رویا قدم بوسی کی اور شکار سے توبہ کی، حضرت نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا وہ اچھا ہوا درد باطل جاتا رہا، یہ کرامات دیکھ کر وہ مُرد ہوا اور مرتبہ اعلیٰ پر پہنچا، حضرت میاں میر صاحب کے انفاس پاک کو اللہ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ آپ کا دم کیا ہوا پانی کیسے ہی سخت بیمار کو بڑھاتے اُسی وقت اُس کو شفا ہوتی گونگا گویا ہوتا، جس کو شکایت ضعف جسم ہوتی اس پانی کے لگانے سے چشم روشن ہوتیں۔ ایک شخص اپنے پسر گنگ کو لیکر خدمت عالی میں آیا اور عرض کی یہ بولتا نہیں، آپ نے اُس بچہ کی طرف توجہ فرما کر ارشاد کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، اُسی وقت اُس نے بسم اللہ پڑھی اور گویا ہوا اور تھوڑے دنوں میں قرآن حفظ کیا۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ نے چہرہ ہار ہو کر رومال مستعمل اپنے خدمتگار کو دیکر فرمایا کہ تیرا جو بیمار ہوا یا آسیب زدہ ہو اُس کے سر پر رومال پیٹ دیا کر، چنانچہ اُس روز سے خادم کے ہاتھ سے ہزاروں کو شفا ہوئی، خوب اُس کی دوکان گم رہی جو بیمار اس کے پاس آتا وہ رومال عطیہ میاں میر اُس کے سر پر پٹتا اُس کو صحت ہوتی، ایک روز آپ ایک باغ میں شریعت فرماتے، درخت سرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسم باری تعالیٰ سے تو کونسا نام لیتا ہے، وہ درخت گویا ہوا کہ اسم یا نافع کی تسبیح کرتا ہوں۔ ایک روز حضرت صحن خانقاہ میں جلوہ افروز تھے اور بہت سے لوگ حاضر تھے کہ ایک نفل فقط تہ بند باندھے اگر حضرت کے روبرو بیٹھ گیا

اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کچھ نقد پیش کش کیا، آپ نے نداس کی قبول فرما کر اس مغل کو دیکر فرمایا کہ اگھوڑا خرید کر فلاں شاہزادہ کے پاس جانو کر ہو جائیگا۔ ایک ہوش بہت دنوں سے بطع زر خانقاہ میں پڑا تھا کہنے لگا کہ آپ کبھی کسی کی نذر قبول نہیں فرماتے آج قبول کی تو ایک نئے آدمی کو اتنا مال دے دیا ہم جو مدت سے اُمیدوار پڑے ہیں محروم ہے، ایسے گستاخانہ کلام کر کے وہ توجلا گیا، آپ نے فرمایا کہ یہ دروغ گو ہے، ایک سوساٹے بانیں درم اس کے پاس ہیں وہ اس کے پاس سے گم ہوں گے اور یہ اُن کے غم میں مر گیا، اور تین جاہیں اور جائیں گی، چنانچہ دوسرے روز اُس کو حاجت غسل ہوئی وہ غسل خانہ میں نہایا کپڑے پہنے ہیمانی وہیں چھوڑی اور خدمت میاں میر میں آیا آپ نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ کھول کر بیٹھ، اُس نے جو کمر کھول کر دیکھا خالی پایا، وہاں سے گھبرا کر چلا آپ نے فرمایا کہاں چلا، اُس نے کہا کہ غسل خانہ میں کچھ بھول آیا ہوں، جب غسل خانہ میں دیکھا ہیمانی نہ پائی روتا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا، اُسی وقت شکم میں مروڑا اٹھا خون کا دست آیا پھر حضرت کے روبرو گر پڑا زاری کرنے لگا، آپ نے فرمایا کہ دریا پر جا وہاں ایک کشتی میں ایک درویش ہو اُس سے اپنی ہیمانی لے لے، وہ جب دریا پر آیا کشتی اور درویش کو دیکھا، دل میں کہنے لگا کہ یہ مزدور معلوم ہوتا، اس کے پاس ہیمانی کہاں، اُس فقیر نے سر اٹھا کر کہا کہ اپنی ہیمانی لے اور بہت سی ہیمانیاں اُس کے روبرو ڈالیں وہ اپنی ہیمانی لے کر آیا مگر دست جاری تھے آخر مر گیا، دو شخصوں نے وہ ہیمانی لی تیسرے کو جو خبر ہوئی اُس نے اُن دونوں کو زہر دے کر مارا، آخر وہ بھی بجرم قتل زہر خورانی حکم صوبہ لاہور مارا گیا، جیسا ارشاد فرمایا تھا پورا ہوا، نقل ہے کہ حضرت شاہجہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما ہوئے، بروز جمعہ وقت صبح میاں میر صاحب کی زیارت کو آئے اور پچاس ہزار روپیہ پیش کیا، میاں میر صاحب نے قبول نہ فرمایا بادشاہ نے کہا کہ اہل خانقاہ کو تقسیم فرما دیجئے، آپ نے ارشاد کیا کہ مال سلطنت مشکوک ہوتا ہے جس کو میں اپنے واسطے منظور نہیں کرتا، اس کو دوسرے بھائی مسلمانوں کے واسطے کس طرح منظور کروں، مجبور بادشاہ وہاں سے رخصت ہو کر ایک اور بزرگ لاہور میں تھے اُن کے پاس گئے اور وہ روپیہ نذر کیا، اُن بزرگ نے خدام سے فرمایا کہ رکھ لو، جب دوسرے جمعہ کو پھر بادشاہ میاں میر صاحب کے پاس آئے استفسار کیا کہ وہ روپیہ آپ نے قبول نہ فرمایا اور فلاں حضرت نے قبول کر دیا، آپ نے فرمایا کہ وہ درویش مثل دریا کے ہیں اور میں مثل کوڑہ کے ہوں کہ ناخن ڈوبنے سے اُس کا پانی

مکروہ ہو جاتا ہے، الغرض یہاں سے رخصت ہو کر بادشاہ پھران درویش کے پاس گئے اور پوچھا کہ میری نذر آپ نے قبول کی اور میاں میر صاحب نے نہ قبول کی اس میں کیا اسرار ہے، انہوں نے فرمایا کہ میاں میر صاحب کا اتفاق ہوا ہے۔

نور محمد خادم میاں میر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ایک بار بالائے حجرہ شریف فراتھے مجھ سے فرمایا کہ نعلین اور کوزہ پانی کا میرے پاس رکھ کر جا سورهینے نعلین تو اوپر رکھ دی کوزہ پانی کا رکھنا بھول گیا، جب پہرات ہے میں بیدار ہوا مجھ کو یاد آیا کہ پانی برائے دھونو نہیں رکھا، پس پانی لیکر اوپر گیا، دیکھا کہ حضرت نہیں ہیں بجھا کہ بیت الخلا گئے ہو گے وہاں جا کر آواز دی کچھ اشارہ نہ معلوم ہوا، ناچار چلنے روشن کر کے تمام حجرہ میں دیکھا کہ ہین پاپا متحیر ہوا کہ اس وقت کہاں گئے ہو گے کہ اتنے صبح ہوئی، حجرہ برے مجھ کو آواز دی کہ دھنو کو پانی لایا میں پانی لے گیا اور بے اختیار ہو کر متعسار حال کیا فرمایا کہ کنج کی رات میں غار حرا میں تھا، وہاں عبادت کا بہت ثواب ہو گیا مگر یہ سیراز تاحیات کس سے کہنا، نقل ہے کہ جن روزوں میں جہانگیر بادشاہ رذل افروز کشمیر تھے کسی بدگمن نے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مرزا حسام الدین خلیفہ شاہ باقی بالہ کی شکایت کی، بادشاہ نے ان دونوں بزرگوں کو کشمیر طلب فرمایا، جب یہ صاحب لاہور میں وارد ہوئے شیخ عبدالحق پریشان حال خدمت میاں میر میں آئے اور اپنا تمام حال عرض کیا، میاں میر نے فرمایا کہ تم کشمیر نہ جاؤ گے، تمہارا فرزند نور الحق کابل جایگا اور نہ مرزا دہلی سے جدا ہو گا۔ چوتھے روز لاہور میں خبر مستہر ہوئی کہ بادشاہ نے انتقال کیا اور عیش بادشاہ لاہور میں لاکر دفن کی گئی، واقعہ ۱۰۳۲ھ کا ہے۔ نقل ہو کر امرائے لاہور سے ایک نے اپنے مکان میں کنواں کھدایا پانی اُس کا شور مچا، اُس نے ایک کوزہ پانی اپنے چاہ کا حضرت کی خدمت میں ارسال کر کے تمام کیفیت عرض کر بھیجی، حضرت سورہ فاتحہ پڑھ کر ان پانی پر دم کر کے قدے اُس میں نوش فرما کر ارشاد کیا کہ یہ پانی اسی چاہ میں ڈال دیا جائے، وہ پانی پڑنے ہی پانی اُس چاہ کا کہ جو بے چاہت تھا شیریں اور قابل چاہ ہوا۔ ایک بار آپ کے مرید محمد فاضل کا پسر مر گیا، اُس کو بہت غم ہوا، جب حضرت کے پاس گیا آپ نے فرمایا کہ غم مت کی تیری عورت حاملہ ہے اُس نے اپنے گھر آکر دریافت کیا، معلوم ہوا کہ حمل ہے، جب وہ بچہ پیدا ہوا آپ نے اس کا نام محمد فاضل رکھا اور فاضل سے فرمایا کہ تیری تقدیر میں لڑکی تھی مینے تین بار خدا سے دعا کی اُس نے قبول فرما کر تجھ کو لڑکا مرحمت فرمایا لکھا ہے کہ حضرت کے تین

برادر اور دو ہمیشہ تھیں، ایک میاں قاضی، دوسرے قاضی عثمان، تیسرے قاضی طاہر ایک بی بی باقی دوسری بی بی جمال خاتون کے عارفہ وقت تھیں۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت مولانا شاہ اپنے خلیفہ کے سر ہانے ایک قبر کے بیٹھے مشغول تھے، مولانا صاحب نے کشف القبور سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبر کہتا ہے کہ میں جوانی میں مرا اور اپنے کردار کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں تم عزیز میرے سر ہانے آئے، تعجب ہے کہ میں عذاب تک نہ ہوں، حضرت نے فرمایا کہ صاحب قبر سے پوچھ کہ تیرا عذاب کس طرح رفع ہو، مولانا شاہ نے توجہ کی پھر عرض کیا کہ وہ کہتا ہے ستر ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اگر مجھ کو بخشا جائے تو میرا عذاب رفع ہو، حضرت نے تمام فریادوں اور یاروں کو طلب فرما کر باتفاق رائے سب کلمہ پڑھوایا، جب وہ پورا ہوا مولانا شاہ صاحب نے توجہ کر کے عرض کیا کہ صاحب قبر کہتا ہے کہ وہ عذاب تک نہ سجان اللہ کیا میت اسلام تھی۔

نقل ہے کہ ایک فاضل، ملا سنگی، ام حضرت کے خادم تھے ایک بار حضرت نے اُن سے فرمایا کہ اگر تم کو دوستی اپنے وطن میں ضرر درجانا چاہیے اور متعلقوں کی خبر لینی چاہیے، اگرچہ اُن کا دل چاہتا تھا مگر تعمیل حکم جلد بدشاں میں پہنچے، بعدہ بعد مغرب داخل روستا ہوئے، جب گھر کے قریب پہنچے دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں مشعل روشن ہیں دگیں پکٹی ہوئی تیار ہیں، آپ نے ایک سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیا ہے، اُس نے کہا کہ ملا سنگی ایک شخص تھا بانیس برس ہوئے کہ ہندوستان میں چلا گیا، اب اُس کے مرنے کی خبر آئی، بعد عدت کے اُس کی ایامیہ کا دوسرا نکاح ہوا ہے میں بعض ہمسربانے اُن کو پہچانا سب نے وہ معاملہ درجہ برہم ہوا، مولانا ایک مدت گھر میں ہے فرزند پیدا ہوا اور پھر خدمت میاں میر میں آئے ہی حضرت نے ارشاد کیا کہ مولانا اگر ایک ساعت کی بھی دیر کرتے تو بہت مشکل ہوتی، مولانا نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور شکریہ ادا کیا، واہ واہ کیا کرامات کیا ولایت تھی، نقل ہے کہ کسی شخص کی باندی کچھ مال لیکر فرار ہوئی، وہ مال بیگانہ تھا، اُس نے بہت تلاش کی جب نہ ملی تو حضرت سے التجا کی آپ نے فرمایا کہ وہ میرے گھر میں ہے، اُس نے جو گھر جا کر دیکھا باندی کو اپنے گھر میں پایا، اُس سے سارا حال پوچھا اُس نے کہا کہ میں بہت دور چلی گئی تھی، ابھی کسی نے میرا بازو پکڑ کر یہاں پہنچا دیا، میں حیران ہوں اتنی دور کیونکر آگئی۔ چنانچہ قلعہ کا نگڑہ مدت کے فتح نہ ہوتا تھا، ابک فریج آپ کا مرید تھا، اُس نے عرضی دی، آپ نے عرضی کی پشت پر تحریر فرمایا

کہ فلاحِ قوت تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا، چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ستمی برس کی عمر میں بتاریخ، ربیع الاول ۸۸۵ھ عہد حضرت شاہجہاں میں ہوئی۔ نواب وزیر خاں اُس وقت صوبہ دار لاہور تھے، مزار پر انوار لاہور میں مشہور حاجت روائے خلق ہو، چونکہ حضرت دارالشکوہ شاہجہاں بادشاہ کو آپ کی خدمت میں ارادت تھی، اس وجہ سے انہوں نے مقبرہ بنوایا مشہور ہو کر جب رنجیت سنگھ لاہور کا مالک ہوا اُس نے برائے تیاری گردودارہ امرتسر کے تمام مکانات شاہی اور مساجد اور مقابر سے پتھر اتار کر امرتسر کو روانہ کئے جن کے ذریعہ گردودارہ تیار ہوا، اُس کا قاعدہ تھا خود ہر مقام پر جا کر اپنے سامنے مسمار کرانا تھا۔ ایک روز مدد لیکر میاں میر صاحب کے مقبرہ پر گیا، حکم دیا معماروں کو کہ توڑو قدرت خدا سے اُس کا گھوڑا بگڑا اور یہ گرا اٹھ کر ہنسا اور کہا کہ یہ بادشاہوں کے پیر کا مقبرہ ہے اس کو نہ چھیڑو، اور چھ سو روپیہ سالانہ برائے عرس حضرت اپنے خزانہ سے مقرر کر دیئے تھے، چنانچہ گورنمنٹ انگریز بھی تو وہ روپیہ ہر سال دیتی ہے، خلفاء آپ کے بہت ہوئے ہیں، اُن میں سے چند صاحبان کا ذکر تو ہو چکا ہے اور چند اصحاب کا ذکر آگے ہوگا جو دیگر مالک ہیں، وہ معلوم نہیں ہندوستان میں مشہور ہوئے وہ تحریر ہیں۔

## ذکر حضرت سید غلام غوث و شاہ حاکم قدس سرہ

یہ دونوں بزرگ کاملِ وقت اور صاحبِ کرامات گذرے ہیں، ان کے دادا سید ظہور الدین بخارا اگر اچھ میں متوطن ہوئے، اور راؤ گھاسی بن علی راؤ کو دامیر کہیر کی تھا، سید صاحب کا مریہ ہوا اور بمقام علی کنارہ راوی پر کہ لاہور سے چار کوس ہے سید صاحب کو لا کر رکھا، وہاں بہت قبولیت ہوئی، ان حضرت کی دعا سے بہتوں کے اولاد پیدا ہوئی، امیر نظام الدین شاہجہانی نے اولاد کے لئے استدعا آپ کی دعا سے اُس کے اولاد ہوئی۔ وفات سید غلام غوث کی ۵۵۰ھ میں اور شاہ حاکم کی ۵۸۵ھ میں ہوئی مزار دونوں بزرگوں کے موضع مذکور میں ہیں، آج تک کسی کی مجال نہیں کہ سرور ختی خانقاہ سے مسواک توڑے چنانچہ عہد حکومت رنجیت سنگھ میں وہ موضع راجہ دھیان سنگھ کی جاگیر میں تھا، اس کے ملازمان سے کسی نے ان درختوں سے مسواک توڑی، اُسی وقت درخت میں سے خون جاری ہوا اور مسواک لینے والا تپ میں مبتلا ہوا، بعد دو روز کے وہ شخص مزار پر آکر جہ سالی کرنے لگا اور نذر قبولی، جب چھا ہوا

تھوڑا زمانہ گذرتا ہے کہ دریائے راوی مزار سے قریب آگیا تھا، آپ کی اولاد نے نعشہائے یدلام غوث  
و شاہ ماکم و ید غوث علی بنیر حضرت بد سدر الدین پر حضرت قبر سے نکالیں تازہ پائیں کفن بھی میلانہ ہوا تھا

## ذکر حضرت سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ لاہوری قدس سرہ

آپ شاہ پنجاب اواریا عہد منتشر و صایم الدیر قائم اللیل تھے، فرقہ درویشی سید سل الدین قادری  
لاہوری سے حاصل کیا تھا کہ وہ خلیفہ شیخ ابواسحق لاہوری کے تھے، صاحب محبوب لو اُصلین تحریر فرماتے  
ہیں کہ بزرگان شاہ بلاول ہرات ہمراہ ہایوں بادشاہ ہندوستان میں آئے اور شیخ پورہ کہ لاہور سے  
دس کوس ہے اُن کی جاگیر میں دیا گیا تھا، شاہ بلاول اُنی موضع میں تولد ہوئے، ولی مادر زاد تھے  
آپ کی سات برس کی عمر تھی کہ آپکا بھولی ایک لڑکا مر گیا، آپ اس کے سر ہانے لگے اور فرمایا کہ یا رب  
ہیوقت سونانہ چاہیے، اُٹھ، کہ ہم تم کھیلیں، اُس لڑکے نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر ہمراہ حضرت کے  
چلا گیا، یہ سن کر آپ کے دادا سید عیسیٰ نے آپ کو برائے تحصیل علوم لاہور میں بھیجا کہ آپ نے شیخ فتح علی  
کے زیر تعلیم رہ کر تھوڑے دنوں میں کمال حاصل کیا، بعد شوق الہی پیدا ہوا کنارہ دریا پر شیخ  
شمس الدین سے لے، شیخ نے بہ محبت ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو برائے اپنی  
معرفت کے پیدا کیا ہے تم کو لازم ہے کہ میری صحبت میں رہو، تمہارے حصہ کو جو امانتا میرے پاس  
اُس کو ویہ اسی وقت مرید ہوئے، کسب درویشی میں مشغول ہوئے، ایک بار شیخ شمس الدین کنارہ دریا  
پر ایک درخت کے نیچے سوتے تھے، شاہ بلاول خدمت میں استعاذہ تھے ایک زمیندار آیا اور درخت پر  
چڑھ کر سوکھی لکڑیاں توڑنے لگا، آپ نے فرمایا کہ ذرا توقف کر جب پر بیدار ہوں اُس وقت لکڑیاں  
توڑنا وہ نہ مانا، آپ نے اُس کو تیز نظر سے دیکھا فوراً وہ درخت گر کر مر گیا، جب شیخ بیدار ہوئے اُس کا حال  
دریافت کیا، آپ نے بے کم و کاست عرض کیا، اُس پر شیخ نے فرمایا کہ ہم فقیروں کو غصہ نہ چاہیے، جبکہ  
تمہارا جلال فرو نہ ہو تم محلہ شاہ ابواسحق میں حجرہ میں رہ کر قرآن پڑھا کرو، چنانچہ کئی سال آپ حجرہ  
میں رہے، اتفاق سے اس محلہ میں کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، انقال بہ لائی لیئے آئے نہ چنے لگے  
لگے، صاحب خانہ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا وہ بہت متفکر تھا، آپ نے اپنے حجرہ میں نور پٹن  
سے اُس کا حال دریافت فرما کر اپنی بہن لیکر حجرہ سے باہر آکر اُس کے گھر میں پھینک دی کہ وہ

لوٹ گئی۔ صاحب خانہ نے جو دیکھا تو وہ کھڑے سب سونے کے تھے۔ اس میں سے کچھ تقالوں کو دیا باقی آسودہ ہوا۔ لکھا ہے کہ آپ کا لنگر خانہ دونوں وقت عام تھا۔ آپ لباس مکلف پہنتے تھے اور باورچی خانہ میں ہر قسم کے برتن تھے۔ ایک چور نے اسباب باورچی خانہ لینا چاہا اندھا ہو گیا۔ آخر ایک کونے میں چھپ رہا۔ جب صبح ہوئی آپ نے داروغہ باورچی خانہ کو بلا کر فرمایا کہ ایک نابینا فلاں گوشہ میں بیٹھا ہے اُس کو لا اور دونا حصہ اُس کو دے کہ رات کا بھوکا ہے۔ داروغہ نے اُس کو تلاش کر کے کھا دیا۔ اس نے منت کی کہ مجھ کو حضرت کے رو برو لے چلو۔ جب رو برو آیا تو انجا کرنے لگا قدموں پر سر رکھا اور مرید ہو کر بیٹھا ہوا اور اوقات آپ کے اس طرح تقسیم تھے کہ صبح سے تاہر چاشت مراقبہ میں رہتے بعد اس کے کھانا تقسیم کراتے۔ بعد دوپہر قدرے قیلولہ فرماتے بعدہ نماز ظہر اجماعت ادا کر کے حلقہ مریدوں کو توجہ دیتے۔ اُس وقت غلام کو زہ پانی کالے حاضر رہتی بعد توجہ اُن پر دم کرتے۔ اس پانی سے بیماروں کو شفا ہوتی۔ بعد عا جمنہ آتے جن کے واسطے سفارش نامہ بنام بادشاہ لکھے جاتے اور نقد داد و دہش فرماتے۔ بعدہ تا مغرب عبادت میں مشغول رہتے بعد مغرب روزہ کھوتے۔ نماز مغرب سے سفارغ ہو کر ادائے نوافل کرتے۔ بعدہ ردئی کے ٹکڑے سے ساگ چولائی نوش فرماتے۔ اور پھر تقسیم طعام کراتے۔ بعد نماز عشا خلوت میں تشریف لجا کر تا وقت تہجد تین ختم قرآن کہتے ایک بار شیخ ابو طالب دس ہزاری کہ حضرت کا مرید تھا آیا اور عرض کی کہ اساک باران کی وجہ سے میرے دیہات جاگیر میں نہایت خرابی واقع ہے۔ حضور توجہ فرمائیں۔ حضرت نے یہ سن کر آسمان کی طرف دیکھا کہ ابراہیم اور اس کی جاگیر کے دیہات پر خوب پانی برسا۔ وفات حضرت کی سن ۸۵۷ بتاریخ ۲۶ شعبان میں ہوئی۔ عمر حضرت کی ستر برس کی ہوئی۔ مزار قریب دہلی دروازہ ہے۔

## ذکر حضرت سید عبدالقادر نجاری اکبر آبادی قادری قدس سرہ

شیخ صاحب حال و قال و عالم باعمل و زاہد بے بدل اور تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے نصف شب تعلیم مریدان اور نصف عبادت پر روزگار میں بسر فرماتے۔ سوائے قیلولہ نصف النہار کے نہ سوتے تھے۔ سن بلوغ سے تالیفات کبھی دن کو نہیں کھلا۔ وفات حضرت کی سن ۸۵۷ میں ہوئی۔ مزار شریف اکبر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ آپ علاوہ مباحثات و فیضان ذری الاقترار



دعالم باعمل و شایخ بے مثل کہ بہادر ریاضت میں ثانی نہ رکھتے تھے حضرت غوث پاک سے نہایت اعتقاد تھا۔ پہلے سید جمال الدین ابوحنس سوسلی پاک شہید گیلانی خلف شیخ حامد گیلانی کے مرید ہو کر افادہ حاصل کیا اور خرقہ خلافت پایا اور شریعت و طریقت میں مقتدا کے روزگار ہوئے علم حدیث اتفرسیح کی قاضی عندا سے تکمیل کی عہد جہانگیر بادشاہ میں مقبول خواص و عوام ہوئے۔ بادشاہ بھی حضرت کو مانتے تھے اور بہت اعزاز فرماتے تھے۔ آپ منجانب نغرا و غرا و علما بادشاہ سے جو کہتے اسی طرح بادشاہ عمل میں لاتے نقد یا جاگیر جو کہتے مرحمت فرماتے اور شیخ احمد مجدد الف ثانی اور حضرت سے بابت تخریر مکتوبات شیخ احمد کے سامنے رہتا تھا۔ آخر دونوں بزرگوں میں صفائی ہوئی اور بہت اخلاص بڑھا۔ وفات حضرت کی بعد حضرت شاہ جہاں شہنشاہ میں ہوئی۔ مزار پر انوار بلی میں کنارہ حوض شمس کے مقبرہ عالی پر زیارت گاہ ہے۔ تھوڑا وقت گزرا ہے کہ ایک ولایتی بزرگ آپ کے مقبرہ میں رہتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ کیا مولوی کے مقبرہ پر کیوں پڑے ہو اس سے ہنر اور جگہ بتادیں۔ ان ولایتی نے کہا کہ میں دل لگ گیا ہے اسوجہ سے پڑا ہوں جب اس شخص نے بہت ہی اصرار کیا تو ایک روز ان ولایتی نے ان کو لجا کر مقبرہ کے باہر بٹھایا اور کہا کہ چپ بیٹھے ہنسائیں نے سنا کہ کوئی اندر مقبرہ کے باوازلہ مندر قرأت سے عدم مہجے کے ساتھ صحت الفاظی سے قرآن پڑھ رہا ہے۔ جب وہ آواز آئی بند ہوئی ولایتی اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر مقبرہ کے لے گئے دیکھا تو وہاں آدمی کوئی نہ تھا اس شخص سے ولایتی نے کہا کہ مولوی روز اس وقت تلاوت قرآن کی کرتے ہیں میں ان کے قرآن پڑھنے کا عاشق ہوں اس وجہ سے یہاں پڑا ہوں۔ وہ شخص تاب ہوا اور دل سے روحانیت اور مزار حضرت کا معتقد ہوا۔ آپ کی تصنیفات سے بہت کتب میں گزیر کا چند تحریر ہوتی ہیں شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی مراد المستقیم و اخبار لاخیار و شرح فتوح النیب و جذب القلوب الی یار المحبوب کہ جس میں مدینہ منورہ وغیرہ کا مفصل حال درج ہے اور علم تصوف میں بھی کئی رسالہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ ۛ

ذکر حضرت سید محمد متیم محکم الدین قدس سرہ سید محمد متیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید

محمد نور بن سید بھاؤ الدین بھادل شیر گیلانی۔ آپ مرید حیات المیر جمال اللہ بندادی کے کلمات ظاہری و باطنی سے آراستہ پیراستہ اور شیخ وقت اور پیر طریقت تھے۔ آپ درجائی تھے۔ شاہ متیم و شاہ نرنگ پیر دونوں متنازعہ رسالے تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا۔ ان حضرات نے تھوڑے

عصر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔ محمد متیم کو جب شوق الہی پیدا ہوا ہر شب برائے کثابہ بش باطنی مزار اپنے دادا آنحضرت بھاول شیر پر جا کر اُس کے گلے لگ کر سوتے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ سید بھاول شیر مزار سے باہر آئے اور آپ کے ادھر مہربانی کر کے فرمایا اے فرزند تیرا حصہ میرے پاس نہیں سید بھاول حیات میرے پاس ہے۔ لاہور میں جاؤ وہاں وہ ملیں گے۔ اسی وقت لاہور کو روانہ ہوئے جب قبرستان لاہور میں پہنچے سید حیات کا حجرہ معلوم کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور اسی وقت صاحب کمال ہوئے۔ ایک روز شاہ متیم بایا ران زیر درخت کے بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور بیان کرنے لگا کہ فلاں عابد کی اتنی عورتیں ہیں ہر شب سب کے پاس مہتا ہے ادھر اپنے حجرہ میں عبادت کیا کرتا ہے۔ دوسرے فقیر نے یہ سنکر اپنے دل میں انکار کیا۔ آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اولیاء اللہ کی کرامت سے انکار نہ چاہیئے۔ اس درخت کے پتوں کو دیکھ تسلی ہو جائیگی۔ اس درویش نے سر اٹھا کر جہتوں کو دیکھا ہر شاخ اور پتے پر شاہ متیم کو موجود پایا اور جہاں بیٹھے تھے وہاں بیٹھے پایا۔ آپ صاحب سلسلہ اور صاحب گروہ ہیں اور موضع حجرہ میں رہتے تھے۔ ایک زمیندار نے قریب موضع حجرہ کے گاجروں کی کاشت کی اُس میں کھاؤ ڈالا۔ آپ کو جو بد بو آئی خدام سے فرمایا کہ ان کو اکھیر کر میرے گھوڑوں کے آگے ڈال دو۔ خدام کلمہ بجالائے۔ گروں میں کہتے تھے کہ حضرت نے بے اجازت مالک کے بیگلے مال میں تصرف کیا۔ صبح کو مالک کھیت پر آیا اور اپنا کھیت تباہ دیکھا اور حضرت سے عرض کی کہ میں نے یہہ مکاریں اس وجہ سے کاشت کی تھیں کہ آپ کی نذر کرونگا مگر آج کی رات کوئی لیگیا۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ خوب ہوا حق بچتی دار رسید۔ وفات حضرت کی ۷۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار موضع حجرہ میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری قدس سرہ

آپ اکمل  
مفتاح شیخ  
حسین لاہوری کے تھے اور کل مریدوں سے محبوب تھے۔ گروہ بہلول شہابی میں شیخ وقت اور عارف باللہ گذرے ہیں۔ لکھا ہے کہ آپ کے والد بہن تھے اور شاہدہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ نہایت پاک صورت و سیرت تھے۔ شیخ مادھو ایک روز سوار ہوئے پلے جارہے تھے شیخ حسین کی نظر ان پر چڑی ہزار جان سے عاشق ہوئے اور خود شاہدہ میں جارہے اور تمام شب ان کے گھر کا طواف کیا کرتے تھے دن کو جہاں مادھو بیٹھتے یہ بھی ان کے رو برو جاسیتے۔ مگر مادھو کو ان کی طرف کچھ خیال نہ تھا، لیکن

شب کو جو مادھو اپنے اہل خانہ سے باتیں کرتے شیخ حسین صبح اُسکو سب کہہ دیتے۔ اسید طرح کی برس گزرنے اور شہر و عشق شیخ حسین کا تمام میں پھل گیا چونکہ دسے دکن راہ ہوتی ہے۔ آخر مادھو کو بھی شیخ حسین کا خیال پیدا ہوا کبھی کبھی ان کی خدمت میں آنے لگے۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ رات دکن شیخ حسین کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر والد مادھو رنجیدہ ہوئے ان کو منع کیا مگر یہ نہ مانے ناچار ہو کر مادھو سے کہا کہ گنگا کا نہان ہے میں نہانے جاتا ہوں تم بھی میرے ہمراہ چلو یہ سنگرامادھو خدمت شیخ میں آنے اور خدمت طلب کی آپ نے فرمایا کہ مادھو تو اپنے والد سے کہہ دے کہ وہ جاویں انشاء اللہ میں تجھ کو وقت نہان کے وہیں پہنچا دوں گا یہ سنگرامادھو نے باپ سے کہا کہ تم جاؤ میں آجاؤں گا شیخ نے وعدہ کیا ہے کہ میں پہنچا دوں گا اس میں اسکا امتحان ہو جائیگا انکے والد تو ہر دو وار گئے شیخ کے پاس ربے جسٹن غسل گنگا کا آیا مادھو نے شیخ سے التجا کی کہ وعدہ پورا کیجئے شیخ انکو لیکر شہر کے باہر آئے اور فرمایا کہ قدم اپنے میرے قدموں پر رکھ کر آئیں بند کر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب انکو کھولی اپنے کو کنارے گنگا کے پایا۔ غسل کیا اور والدین سے ملے۔ بعد پھر شیخ کی خدمت میں آئے جس طرح پر گئے تھے اسی طور شاہدہ میں آگئے اسی روز سلمان ہوئے۔ بعد چند روز کے ہوئی آئی۔ تمام ہندو عیش میں مشغول ہوئے شیخ حسین نے بھی برائے مادھو مجلس سماع مقرر کی اور خوب رنگ اور گلال ہوا خوب ناچ رنگ رہے۔ اسی مجلس میں حضرت مادھو مدہ ہوئے اور اسی وقت نظر فیض اثر پڑنے ہی کامل ہوئے۔ آپ کے سلسلے کے بہت فقیر ہیں اور کئی غلیفہ ہوئے ہیں۔ وہ صاحب جمع ہو کر بروز بستی مجلس سماع اور رنگ گلال گرم کرتے ہیں اور غلیفہ آپ کے یہ ہیں شیخ یاسین و شیخ صالح و شیخ کا کو و شیخ شہاب الدین و شیخ عبدالسلام و بابا حاجی و قاضی شاہ و شیخ یعقوب و بہار خان قوم سٹھا و میان ابراہیم میان محمود و میان شعبان و میان شعبان ثانی۔ بستی کے روز حضرت کے مزاج بہت ہجوم ہوتا ہے۔ انفرص شیخ مادھو بہ کمال ولایت جب فائز ہو چکے شیخ حسین نے ان سے فرمایا کہ تجھ کو چاہیے کہ لاہور سے راجہ مان سنگہ کا نوکر ہو کر اس کے ہمراہ مہم دکن پر جا یہ سنگرامادھو بہت رنج ہوا۔ مفارقت پر رشتہ فیض کی اگرچہ گوارا نہ تھی مگر تعمیل حکم ہمراہ راجہ مان سنگہ روانہ ملک دکن ہوئے جب غنیم سے جنگ شروع ہوئی بعد بہت کوشش کے ایک بار فوج مان سنگہ بد دل ہوئی۔ مان سنگہ کچھو مارا یس جیسو یہ حال فوج کا دیکھ کر حضرت سے ملتی ہوا۔ آپ نے قبول فرما کر پیر و شغیر کی طرف توجہ کی۔ مٹا شیخ حسین بزرگ کرامات شیخ مادھو کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ راجہ سے کہہ دے کہ ابھی ملے

مقابلہ دشمن سوار ہوا انشاء اللہ فتح پائی نگار مان سنگہ حسب الامر جنگ میں مشغول ہوا اور دیکھا کہ فوج کثیر دق پڑنے لگی آسمان سے اترتی ہے اور میرے دشمنوں سے لڑتی ہے آخر اسی روز فتح پائی۔ بعد ہر دو بزرگوار ہمراہ لاہور میں شریف لائے نقل ہے کہ ایام وفات شیخ حسین کے جب نزدیک پہنچے قرب لاہور کے چاہ اور بارغ تیار کر لیا اور فرمایا کہ برائے چندے میرا مقدا سی جگہ ہوگا۔ میرے مرنے کے سال بھر بعد بالوپورہ میں دفن ہو گئی۔ چنانچہ بعد سال بھر کے شیخ مادھو نے موافق وصیت کے نقش شیخ حسین کو بالوپورہ میں لا کر دفن کیا شیخ مادھو ۸۹ھ میں پیدا ہوئے اور بعد انتقال شیخ حسین کے جب سال تمام ہوا اور برس مان سنگہ کے پاس رہے تیرہویں سال لاہور میں آکر بجائے پیر صاحب سجادہ ہو کر ۳۵ سال اس خدمت پر محمود ہے اور تاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۵۶۷ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت خواجہ بہاری قدس سرہ العزیز آپ خلیفہ میان میر لاہوری کے تھے۔ بہت بڑے

عالم اور فقیہ اور محدث اور عارف تھے۔ حاجی پور میں رہتے تھے۔ پہلے قصبہ کوہ پور میں شیخ جمال اولیا سے تحصیل علوم کیا بعد لاہور میں اکوٹا محمد فضل سے حدیث صحیح کی اور ان ہی مکان پر قیام کیا۔ بعد میان میر صاحب کے مرید ہوئے۔ بعد انتقال میان میر کے آپ سے خلافت بہت رجوع ہوئی اور ہزاروں مرید ہوئے ایک روز غازی خان کے ہاں عرس تھا بہت مشایخ اور دیگر قسم کے حضرات جمع تھے اور موسم بھی گرمی کا تھا۔ ذکر توحید کے بارہ میں آگیا شیخ بہاری نے کچھ جواب نہ دیا سامنے آگ روشن تھی اٹھکڑاں میں جا بیٹھے اور فرمایا کہ قال قیل کی کچھ حاجت نہیں ہے حال توحید یہ ہے اور صحیح دسالم آگ سے باہر آگئے کہتے ہیں کہ اکثر آپ کے دست و پا جدا ہو جایا کرتے تھے اٹھ تاجب الدعوات تھے۔ ایک بار حضرت داراشکوہ قادری نے عرض کیا کہ مرزا آصفی بیگ والی خطہ ایران قندھار پر قبضہ کر نیکا ارادہ رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی کیا مجال ہے کہ تمہارے ملک پر ہاتھ دھار کرے انشاء اللہ مارا جائیگا۔ بعد ایک ماہ کے معلوم ہوا کہ ۸۷ھ میں مرزا آصفی بیگ کو کسی نے زہر دیکر مار دیا۔ وفات حضرت کی ۵۷۷ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ سلیمان قادری قدس سرہ آپ صاحب سجادہ شاہ معروف چشتی قادری کے

تھے سکراہ عشق اور محبت ہیں شان عانی رکھتے تھے صاحب کرامات اور خوارق تھے چار سال کی عمر میں منظر نظر

شاہ معروف ہوئے تھے ہر وقت حالت شکر میں رہتے تھے۔ ایک بار شاہ معروف مریض بھیلو وال میں تشریف لجا کر بیان منگو کے مکان پر شب باش ہوئے۔ میان منگو حاضر خدمت رہے کہیں شاہ سیلان بھی کھیل رہے تھے اُن کو دیکھتے ہی اُسٹے اُن کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ منگو یہ میری امانت ہے یہ کچھ شیخ وقت ہو گا ہزاروں کو اس سے فیض پہنچے گا۔ شاہ معروف تو وہاں سے چلے آئے اور میان منگو والد شاہ سیلان اُن کی تربیت میں معروف ہوئے۔ انکو لڑکپن میں بھی وجد ہو جاتا تھا جب بالغ ہوئے خدمت شاہ معروف میں حاضر ہو کر کسب قادریہ کی تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک سو سال بہت وجد ہوتا تھا یہ چاشنی عشق چشتیہ کی تھی۔ آپکے دو خلیفہ مشہور ہوئے ہیں اول حاجی محمد نور شاہ گنج بخش دوسرے مولوی کریم الدین قادری۔ لکھا ہے کہ جب شاہ سیلان موضع منجر میں رہتے تھے ایک سوچی کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ہر وقت مراتب میں رہتے۔ اُس سوچی کا جو ہمایہ تھا وہ سحرہ پن سے آپکی نقلیں کیا کرتا تھا ایک بار آپ چلے جاتے تھے اور وہ سحرہ پن سے گردن جھکائے مراتب حضرت کی نقل کر رہا تھا آپ نے دیکھا اور اس سے کہا کہ فقیروں کے حال کی نقل کرنا پھر سحرہ پن کرنا اچھا نہیں ہوتا اس حرکت سے باز آؤرنہ منرا یا بیگا اُس نے گستاخی سے کہا کہ تجھ سے مکار فقیر میں نے بہت دیکھے ہیں جا اپنا کام کر اپنے فرمایا کہ جس طرح میرے پیچھے نقل کرتا ہے میرے روبرو بھی تو کر کہ میں دیکھوں۔ اُس نے بیباکی سے آپکے مراتب کی نقل کی پھر جو گردن اٹھائی نہ اٹھی۔ تاحیات گردن کج رہی کہتے ہیں کہ موضع چک کا جو سردار تھا اس کے چار بیٹے تھے چوڑا بیٹا اس کا ہنسپال تھا اُس نے جو شہرہ کرامت شاہ سیلان سنا آپ کی خدمت میں آیا اور چالیس روپے نذر کئے۔ اس کے باپ چودہری کو خبر ہوئی اُس نے بیٹے سے کہا کہ تو ایسے کے پاس جاتا ہے جو سوچی کا لڑکا ہے اس کو چالیس روپے کیوں دیئے چار روپے دیئے تھے اگر شاہ سیلان چند ہر کو دیتا تو وہ شریف تو تھے۔ پھر وہ خدمت عالی میں آیا آپ نے چار روپے رکھ لئے باقی واپس کر دیئے اور فرمایا کہ تیرے باپ کی اجازت چار روپے کی ہے اور فرمایا خدا کرے کہ اُس کا سکرابوت موجیوں سے شکستہ ہو۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ چودہری نے اپنی زوجہ کو گالیان دیں اور کہا کہ کل تجھ کو جان ماروں گا۔ اس نے اپنے ہمایہ نعلین دوزوں سے کہا۔ انہوں نے اسی شب کو اپنی اُس لکڑی سے کہ جس سے جوتی بناتے تھے اس کا کام تمام کیا۔ وفات حضرت شاہ سیلان کی سنہ ۱۰۶۵ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید جان محمد حضوری بن شانور بن سید محمود حضوری لاہوری قس

آپ شایخ عظام قادریہ سے تھے اور اولاد حضرت امام موسیٰ کاظم کی تھے مرید اپنے والد کے جو شخص آپ کا مرید ہوتا اسی شب کو زیارت رسول مقبول سے شرف ہوتا۔ صاحب عظمت و وسیت اور مرجع غلام تھے وفات حضرت کی ۶۶۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت محمد صلح اکبر آبادی قدس سرہ

آپ شیخ الشیوخ اور عالم علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے۔ نہایت صابر و قانع اور ہزاروں مرید رکھتے تھے۔ مریدوں کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۱۳۔ ذیقعد بروز جمعہ ۶۶۰ھ میں ہوئی۔ مزار اکبر آباد میں ہے۔

## ذکر حضرت سید عبد الرزاق شاہ چراغ لاہوری قدس سرہ

فرزند سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث، ادبی گیلانی قدس سرہ کہ اعظم اولیا۔ قادریہ سے اور علوم ظاہری اور باطنی میں جامع تھے مرید اپنے والد کے۔ آپ اپنے دادا کے رو بہ پیدا ہوئے انہوں نے اس وقت فرمایا تھا کہ ہمارے گھر چراغ پیدا ہوا اس روز سے شاہ چراغ مخاطب ہوئے بہت بڑے سیاح تھے شایخ حرمین سے بہت ہم محبت بکرا استفادہ اٹھایا۔ حضرت شاہجہان آپ کے بہت معتقد تھے۔ وفات حضرت کی ۲۲۔ ذیقعد ۶۶۰ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں متصل مزار اپنے والد کے ہے جس پر مقبرہ شاہجہاں بادشاہ نے تیار کرایا آپ کے سات صاحبزادے تھے جن میں سید مصطفیٰ کامل و شہر تھے وہی صاحب سجادہ ہوئے تھے۔ ۱۶ برس بعد والد کے زندہ رہ کر ۱۳ شعبان ۶۸۰ھ میں انتقال کیا اور روضہ الدین میں مدفون ہوئے۔

## ذکر حضرت شیخ شاہ محمد ملا شاہ قادری قدس سرہ

آپ خلیفہ اعظم میاں میر لاہوری کے تھے۔ صاحب حال و قال و خوارق و عادات کینت کیکی آخوند اور لقب لسان اللہ آپ کے والد

ملاحد متوطن موضع ارکسان علاقہ روستاق اقلیم بختانچہ در آپ بھی وہیں پیدا ہوئے اور مغربی میں  
 آپ کو طلب حق دامگیر ہوئی اسی عشق میں اگر کشمیر میں تین سال رہے وہاں سے لاہور میں آئے بہت کم  
 قیام کر کے اکبر آباد میں آئے وہاں میاں میر کے فضائل سنا کر لاہور میں آکر میاں میر سے بیعت کی اور  
 ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو کر بالکل دنیا سے دل اٹھالیا یہاں تک کہ عام مریدان میاں میر سے  
 ممتاز ہوئے۔ غلام با خدمت گار ہمراہ نہ رکھتے تھے آپ کے ہاں کبھی ہانڈی نہ چڑھتی تھی نہ کبھی چراغ  
 روشن ہوتا تھا۔ سات برس تک تمام شب بلا ناغہ جس دم کے ساتھ ذکر غنی کیا اور سلطان الاذکار بھی  
 کرتے تھے آپ کے خاندان کے سب درویش سلطان الاذکار کرتے ہیں اور بہت جلد کامیاب ہوتے ہیں سیاحی  
 میں ایک درویش آپ کے خاندان کے ملے یہ کاتب اور وہ چند روز ایک سجد سیدانہ میں مقیم ہی بہت کم میں نے  
 اسکو کیا مگر بہت جلدی اس میں فحیاب ہونے لگا اور میاں ملاشاہ صاحب عشا کے وغیرہ صبح کی نماز ادا کرتا  
 سن بلوغ سے تاحیات کبھی آنکھ میں نیند نہیں آتی زمین سے پشت نہ لگائی۔ کبھی غسل کی حاجت نہ ہوتی تھی  
 ایک نزدیک درویش کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ کبھی نہیں نہاتے۔ آپ نے نور باطن سے فرما کر ارشاد کیا کہ  
 غسل احتلام حالت نیند میں ہوتا ہے اور غسل جنابت قربت زن سے ہوتا ہے میں نہ سوتا ہوں نہ عورت  
 رکھتا ہوں میں وہ سے دونوں غسلوں سے پاک ہوں اور بعد عطار خرقہ خلافت کے کشمیر میں متوطن ہوئے  
 شہرہ کرامت آپ کا تمام عالم میں بلند ہوا اور جمع خلائق ہوئی مگر جو شیعوں کشمیری تھے وہ دشمن تھے وہ آما وہ بحث پر  
 ہوئے مگر ان میں سے جو رو بردارئے وہ نائب ہوئے انکی برکت سے ہزاروں بددین دار ہوئے جسکو چاہتے تھے  
 چشم ظاہر سے دیدار رسول مقبول دامحبابہ کبار و غوث پاک کو دکھا کر مشرف کرا دیتے تھے۔ کشمیر میں آپ کے  
 بہت مرید ہیں حضرت داراشکوہ جدر اقامت تحریر فرماتے ہیں کہ مسئلہ توحید میں مجھکو سخت مشکل کا سامنا  
 تھا مگر بخوف حضرت سے عرض نہ کر سکتا تھا کہ ایک بار میں نے توجہ روح پر فتوح حضرت سید عالم  
 کی طرف کی۔ اسی وقت روحانیت پاک مع غلفائے راشدین ظاہر ہوئی اور ارشاد کیا کہ اللہ جل شانہ قادر  
 ہے جس طرح چاہے قدرت اس کی تقاضی ہوتی ہے۔ بندگان مومنین کو بیدار دکھانا ہے۔ اس جواب سر  
 میری شکل مل ہوئی جب میں بار دیگر خدمت مولانا میں حاضر ہوا تبم فرما کر ارشاد کیا کہ اپنے مسئلہ کا جواب  
 پایا جس شخص نے جواب دیا میں نے انکو اطلاع کی تھی سبحان اللہ کیا مرتبہ تھا اور حضرت کو خود فرستگی  
 فنا کے احیاء ذات ظہور ذات وحدت الوجود میں زیادہ تھی۔ اسی وجہ سے مریدان باوقفا

اس سلسلہ کے حامل قال وحدۃ الوجود رکھتے ہیں مثل حضرت شیخ ذلی کے کہ یہ پہلے کا سیتھ تھے اور منصب امیر الامراء رکھتے تھے حضرت داراشکوہ ان سے بہت مانوس و محلبس تھے جب جذبہ عشق آہی آگیا تو مانگیر ہوا اور صحبت داراشکوہ نے ان میں اثر کیا ترک جاہ و مال کر کے مولانا شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو کر بہت کی جملہ اولیاء سے ہوئے اُن کی مشنوی اُن کے حال کی شاہد ہے اب آخر وقت میں قیصر شاہ بھی اس سلسلہ میں کامل تھے جب ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا ہے حضرت ملا شاہ صاحب یونانی اور تمام یونان معروف بوحدت الوجود کے مسائل سے بھرا ہوا ہے وفات مولانا شاہ کی ۱۲۹۹ھ میں ہوئی مزار روضہ میاں میر لاہوری میں زیارت گاہ ہے۔

## ذکر حضرت اراشکوہ قادری خلیف اکبر بھان و شاہ قدس سدر الغریہ

خرقہ خلافت شیخ محمد ملا شاہ سے پہنچا اور میاں میر لاہوری سے بھی تربیت پائی اور شاہ سرمد دہلوی سے بھی خرقہ خلافت حاصل تھا فقر میں شان عالی اور رتبہ بلند رکھتے تھے زہاد و ریاضت میں یگانہ روزگار علوم ظاہری اور باطنی سے خوبا ہر تھے مسائل توحید سے خوب واقف اور نہایت خوبصورت تھے اگرچہ علم سنکت پڑھے نہ تھے مگر بزور ولایت چاروں یوں کے ترجمہ کئے اور اپنشد کا ترجمہ سر اکبر شاہ ہے جو کتب شریعت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ برائے فقرا کبیر اعظم ہے جو طالب خدا چھ ماہ آپ کی خدمت میں رہا کال ہو گیا بلکہ بعض کو ہمزہ مقامات درویشی کھل گئے آپ کی تصنیفات دیکھ کر بہت اولیاء ہوئے آپ کے بعد جو بزرگ گزے سب آپ کی تصنیفات سے فیض اٹھایا اور اٹھا ہے ہیں آپ کی تصنیفات سے چھبیس کتب خور و کلاں سفینۃ الاولیاء سیکنتہ الاولیاء رسالۃ حق نماجۃ البحرین دیوان قادری سر اکبر جو کتب شریعت رسالہ معارف حسنات العارفین و رسالہ شاہ راجہ جری و اسرار احمدی و اسرار عاشقین مقامات الصادقین و اکبیر الطالین وغیرہ ہیں باقی فقر کی نظر سے نہیں گذریں۔

آپ سادات صحیح نسب اور جامع کمالات صوری معنوی تھے بعد انتقال حضرت کی قبر سے

## ذکر حضرت سید شاہ کردیر قدس سدر

دست حق پرست باہر اگر معیت کرتا تھا آخر شیخ بہار الدین ذکر یا ملتانی نے ایک بار مراد بر حاضر ہو عرض کیا کہ آپ کی کرامات میں کسی کو شک نہیں مگر آپ کے جد کی شریعت میں رخنہ پڑنا ہو آگے آپ لک



ہیں، اُس روز سے وہ ہاتھ ٹکنا بند ہو گیا، مزار حضرت کانواح لٹان میں ہے۔

آپ صحیح النسب سادات عظام سے تھے، اور  
مُرید اپنے جدی خاندان کے غیاث الدین بلبن کے

### ذکر حضرت سید مولہ قدس سرہ

عہد میں ملی میں رہتے تھے، سخاوت بہت بڑی تھی کوئی کیمیا گر کوئی شعبہ باز کوئی جادو گر کوئی بالکمال  
جانتا تھا آخر عہد سلطان جلال الدین خلجی میں قلندر ان شیخ ابو بکر طوسی نے شہید کیا، اُس روز ایسا گرد  
غبار اٹھا تھا کہ گویا قیامت نمودار ہونے والی تھی۔

آپ عالم تصوف اور باکمال تھے طلباء کو پڑھاتے تھے  
اور صاحب تصنیف تھے بہت سی کتب کے ماسیہ کلمے

### ذکر حضرت شیخ وجیبہ الدین

مُرید شیخ محمد غوث کے تھے، وفات حضرت کی سنہ نو سو کئی ہجری میں ہوئی اور اپنی خانقاہ میں دفن  
ہوئے، بعدہ اُن کے فرزند شیخ عبدالصاحب سجادہ ہوئے۔

یہ حضرت مشرق قادریہ رکھتے تھے، زنا  
بہلول لودھی میں ملی آئے تمام سلوک

### ذکر حضرت شاہ عبداللہ قرشی قدس سرہ

طے کے ہوئے تھے، ہر روز ہزار نفل پڑھتے تھے اور تین ختم روز کرتے تھے، رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ اولاد سے میر معین الدین صاحب  
تفسیر معنی کے تھے، اپنے عہد کے محدث

### ذکر حضرت سید رفیع الدین فی قدس سرہ

تھے اور بہت سخی اور خلیق تھے، سلطان سکندر اُن کا معقد تھا، اس وجہ سے آگرہ میں رہتے  
تھے، وفات حضرت کی آگرہ میں ہوئی۔

نہایت متبرک اور عظیم الشان درویش تھے خلق سے  
مستغنی اور بہت من تھے، بدبضعت کے

### ذکر حضرت مخدوم جیو قادری دکنی

اُٹھانہ جاتا تھا، اگر کر باندھ کر تمام شب کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے۔

### ذکر حضرت شاہ صفی اللہ سیف الرحمن قدس سرہ

آپ پسر وغلیفہ شاہ مقیم حکم الدین کے تھے، نہایت کریم اور خلیق اور عالم باعمل صوفی بے بدل

حقائق و معارف آگاہ اور مردِ اپنے والد کے اور صاحبِ بجاہ بھی تھے 'مستجاب الدعوات اور سیفِ زبان تھے لکھا ہے کہ آپ اپنے مقبرہ والد اپنے کا بنانا جابجا ہمارے دریافت فرمایا کہ اس قسم کے گنبد بنانے کا تخمینہ کر لیا لگتی لگی اور فردنیا کر کے تاکل رویش پگی دیدیا جائے ہمارے تخمینہ کر کے فردیش کی، آپ نے فرمایا کہ میرے مُصلے کے نیچے سے لے لے اُس نے جو مُصلیٰ اٹھایا دیکھا کہ اشرفیوں کی تعمیل رکھی ہو اُس نے اٹھا کر جو شمار کیا تو موافق فرد کے اُس میں نکلانہ کم تھا نہ زیادہ، بعد چند روز کے معمار نے پھر عرض کیا کہ پنج سفیدی گنبد فرد میں تحریر نہیں ہوا وہ عنایت ہو، فرمایا کہ اُس روز تیری تحریر کے بموجب بننے طلب کیا غیب سے امداد ہوئی، اب شرم آتی ہو کہ ملائکان قدس کو کیا بار بار تکلیف دوں یہ پنج اور جگہ سے ہو جائیگا۔ وفات حضرت کی و سبج الادل ششہ میں ہوئی، مزار بمقام مجھو کہ مشہور ہے وہی آپ مقیم تھے۔

**ذکر حاجی عبدالمحیل قدس سرہ**  
 آپ خلیفہ شیخ رنگ بلادل کے وہ مرید شیخ مادھو کے وہ مرید شیخ حسین لاہوری کے کامل وقت گزے ہیں اور درگاہ قدم رسول دہلی دروازہ کے باہر بمقام لاہور آپ ہی نے تیار کرائی تھی اور بہت بڑے تیار تھے سات حج کئے، وفات حضرت کی ۸۲ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت حاجی محمد شام گیلانی قدس سرہ**  
 آپ اولاد سے سید محمد غوث اچھی کی تھے، ایک سو میں برس کی عمر ہوئی، بارہ برس سیاحت مملکت کی اور بہت مشایخوں نے فیض حاصل کیا، آخر لاہور میں اگر مقیم ہوئے وہاں بہت رجوع خلائق ہوئی، آخر بروز جمعہ ۱۳۸ھ میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت قطبِ بدال میر سید طاہر قطب الدین کوتانوی قادری قدس سرہ**  
 آپ کی کنیت ابو الحسن واسم طاہر لقب قطب الدین فقرا و تجربہ میں شان عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے اہل بصیرت آپ کو محمد دم جہانیاں کہتے تھے، خلیفہ و صاحبِ بجاہ پدر خود میر سید محمود بخاری شہید کوتانوی کے اور اپنے چچا سید عبدالوہاب اور جد خود میر سید حسین سے بھی استفادہ اٹھایا تھا اور نعمتہائے دو جہانی بلا واسطہ روحانیت حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیں شاہ محمد غلیل اپنے راسطہ لقیات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سید طاہر نے فرمایا کہ تفسیر سورہ منزل کی اپنے خود نہیں لکھی، بجانب حق تعالیٰ

جیسا ارشاد ہوا اُس کے موافق لکھا ہے، یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ای ولدی تفسیر سورہ  
زلزل کی لکھتا کہ خلق کو ہدایت ہوا اس فقیر نے عرض کیا کہ فقیر نے ترک کتابت کیا کچھ نہیں لکھتا ہوں، فرمایا کہ  
اس سورہ کی تفسیر ضرور لکھنی چاہیے اور فقیر سے فرمایا کہ کرتے اپنا آگے سے اٹھائیں بوجہ حکم کے اپنے شکم  
پر سے کرتے اٹھایا اور حضرت نے بھی اپنے شکم پر سے پیراہن اٹھا کر دست حق پرست اپنا اپنی ناف پر  
رکھا اور اشارہ کیا ایک شے سفید مثل شیر قدرے ناف مبارک میں سے نکلی اور اچھل کر فقیر کی ناف  
میں آگئی چونکہ میں سوتا تھا اُسی وقت آنکھ کھلی اپنی طبیعت پر سرور اور انکشاف پا کر بے اختیار اٹھ کر  
چند کلمے تحریر کئے پس جو اُس کو دیکھے گا انشاء اللہ اسراغیب عجایب رونما ہوں گے، یہ تفسیر مرث۔  
کامل ہے اور فرمایا کہ میرے مریدوں سے جو اس کا مطالعہ کرے یا اپنے پاس رکھے مجھ کو اپنے پاس حاضر جانے  
بے شک وہ تفسیر الہی ہی ہے، اس کا تب نے بھی مطالعہ کیا ہے منہج اسرار جو حضرت شیخ فتح محمد غیاث <sup>الدين</sup>  
سے روایت ہے کہ حضرت سید طاہر نے کل پاؤ سپارہ اپنے عم سید حسین سے پڑھا تھا مگر فضل الہی سے  
تمام علوم دینی و دنیوی گھل گئے تھے، جو کتاب رو برو آئی اُس کو پڑھ کر اُس کی شرح فرمائی جو مسئلہ  
لاصل ہوتا اُس کو آج کل طرح پر حل فرماتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ علوم دینی و دنیوی ازبرد حفظ یاد ہیں، ایک بار  
اوایل حال میں سطرف نارنول کے تشریف لے گئے اور حضرت شیخ عاشق بن فرخ شاہ بن قطب شاہ بن  
شیخ نظام الدین نارنولی سے کہ خلیفہ خواجہ خانو علی حسینی نظامی کے تھے اُنہوں نے نہایت تکلف سے  
اُن کی دعوت کی، کھانے اقسام اقسام کے رو برو رکھے اور فرمایا کہ خوب سیر ہو کر کھاؤ، سید صاحب نے کہا  
کہ مجھ کو دوسرا کھانا دار کار ہے، تب شیخ نے جاننا کہ یہ طالب خدا ہے اور فرمایا کہ یہ کھانا کھا خدا وہ بھی عطا کرے گا  
بعد تناول طعام شیخ نے فرمایا کہ میرے ہمراہ تالاب پر چل سید صاحب نے کہا مجھ کو تالاب اور نالہ سے کیا کام  
ہے، مجھ کو حرف وحدت چاہیے، یہ سن کر شیخ عاشق نے فرمایا کہ تمہارا کام تمام ہوا، کتنا جاؤ تمہاری  
ذات سے بہت سے عارف اولیا ہوں گے، پس وہاں سے رخصت ہو کر گتانا آئے اور گوشہ عزلت  
میں بیٹھ کر فقر و فاقہ اختیار کیا اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نازنول کا  
حق میرے ذمہ ہے، شیخ محمد نصیر ساکن گڑھی کہ مرد بزرگ گذرے ہیں، فرماتے ہیں کہ جب آپ کے  
وصال کی خبر شیخ ابراہیم رامپوری کو پہنچی بہت رو کر فرمایا کہ سبحان اللہ کیا عارف خدا  
صاحب ارشاد پیدا ہوا تھا، اگر چند روز دنیا میں اور رہتا تمام ہندوستان عاشق خدا ہو جاتا

اور سید صاحب بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے وقت میں شیخ محمد صادق لنگوہی و شیخ ابراہیم رامپوری و شیخ معصوم سربندی و شیخ پیر محمد ساکن بنو شیخ علاؤ الدین ساکن برزادہ عارفان خدا و صاحب ارشاد ہیں، اکثر ان صاحبوں سے جو خط کتابت کرتے تھے اُس کا یہ طریق تھا۔ مجاہد اظہار اشتیاق اگرچہ بتقریب مدعا ضروری است اما طریقت اہل دل محض کفر است چوں جاذبہ شوق شرارہ آتش است پنبہ را چہ یار کہ در خود پنبہا نواند ساخت ناچار شدہ دودہ بر سر من زند الدما سوا ہوس۔ لکھا ہے کہ حضرت نہایت متوکل اور غربا دوست تھے، امرا اور اہل دول سے متفر فرماتے تھے، نواب جعفر خاں آپ کا معتقد تھا، ہمیشہ کتانہ حاضر ہوتا، مگر آپ نے کبھی اُس کی نذر قبول نہیں کی، حضرت اور نگزیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا، آپ نے جواب تحریر کیا کہ فقیر نہیں بیٹھا بادشاہ کے واسطے دعا کرتا ہے، غیبت کی دعائیں اکثر بادشاہ نے پھر خود کتانہ حاضر ہونا چاہا، آپ نے قبول نہ فرمایا کچھ نقد ارسال کیا اُس کو بھی نہ یا بزرگ خراج خانقاہ کچھ دیہینے چاہے آپ نے منظور فرمائے اور لیے پابند سنت تھے کہ کبھی طریقہ رسول کو فرو گذاشت نہ فرماتے تھے، نماز فجر اول باجماعت ادا کرتے تا اشراق کسی سے محکم نہ ہوتے تا بہ چاشت با شوق تلاوت کرتے، بعد نماز چاشت کے بغیر بولے قیلولہ فرماتے بعد نماز ظہر و ظالفت ادا کرتے قبل از عصر حاضرین سے ہم کلام ہوتے، بعد نماز عصر کے پھر درود شریف پڑھتے تا بہ مغرب بات کرتے، بعد از مغرب بعد اداے نوافل آدھی رات تک تلاوت کرتے بعد اداے تہجد ذکر میں مشغول رہتے، نماز جمعہ کے واسطے سب پہلے جامع مسجد میں جاتے اور صائم الدہر بھی رہتے پیش از جمعہ سونہ کہتے پڑھتے ایک جمعہ درمیان دیکر اصلاح بنواتے غسل کر کے کفنی پہنتے کلاہ چار ترکی کو دوست رکھتے جو حاضر خدمت ہوتا اُس کو جلدی خدمت فرماتے، اگر ہجوم خلافت ہو جاتا تو آپ فرماتے بلے کیا مرضی صل بلاین یہ فرماتے ہی حاضرین کے دل اچاٹ ہو جایا کرتے تھے اور مریدوں کو بھی ارشاد فرماتے کہ طالب کو تنہا شب بسر کرنا چاہیے کہ کنائش اسرار پروردگار تیسر ہو آپ خود فرماتے ہیں سے

زطالما شنو این سخن گفتا ست پے تنفر خلافت تقرر خدا ست پے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کوئی مجھ کو نہ جانے نہ میں کسی کو جانوں، خدا مجھ کو جانے اور میں خدا کو نظر فیض اثر کی کیفیت تھی کہ مومن پر نظر پڑتے ہی اُس کا دل ذکر ہو جایا کرتا تھا ہر روز و دین کرامات ظاہر ہوتی تھیں یہ سادہ ہوئے سے ایک شخص آیا اور عرض کی کہ تمام شہر نے آپ کی سلام عرض کیا اور شکر ادا کرتے ہیں کئی یامین

ہوئی تھی آپ کا نام لینے سے نصفت ڈوبی ہوئی تر آئی اور تمام مردم سلامت رہے، آپؑ فرمایا دیا کچھ چیز نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُؤْتِیْ۔ محی کد بہانہ برغیری ہند:

نقل ہے کہ سال بھر پہلے اپنے وصال سے اپنے خلیفہ شیخ محمدؒ کو فرمایا کہ میرا سفر قریب ہے اور سات روز پہلے خرقہ اور سند خلافت شیخ فتح محمد غیاث الدین کو مرحمت فرمایا اور ایک خط لکھا تھا وہ یہ کہ: اے گلدستہ گلستانِ لایت احمدی دای ثمرہ بستانِ حدایت محمدی ای طوبیٰ علم و کرامت و ای شجرہ سدرہ علم و استقامت ای آفتاب آسمان دین و اے ماہتاب برج یقین ای انسان انسان عین و اے منظور و مقبول حضرت غوث الثقلین ای شیخ الاسلام و المسلمین دای نوحیم فقیر طاہر قطب الدین یہ ہے ہوشیار کہ مجلسِ آفرادہ: بیدار کہ عمر سن سرآمد: قانون جہاں ست چوں کہ بجو: یک رفتہ دیگرے درآمد: قول پیر عبدالبکیر است مرید چراغ پیرست ہر چند کہ سر برآوردن پذیرا ست ہر سال بتاریخ یازدہم عرس حضرت غوث اعظم فرض بلکہ بچو فرض واجب تراست خلافت من ترا درست ہوشیار باش بیدار باش سنگ تراشی بہ تراش امدل مردم محراش محراش محراش سد بس باقی ہوس۔ رقعہ دیگر منظوم

ای واصل اصل نور دیدہ	وی صاحبِ دل خدا رسیدہ	وی شیخ مشائخ زمانہ	وی جانِ جہاں جسم جانی
ای اخترِ برج استقامت	وی درخین صدق کرامت	زاخجا کہ تو نور قطب دینی	سیرایہ سعادت و یقینی
از وصل خدا اشارت باد	ایں طال توئی مبارکت باد	از لطف علی ولی ولایت	سجادہ نبی بتو عنایت
تو خاطر خویش جمع می دار	من شیم از تو دور ز نہا	تو تن صفتی و من جو جانم	در جان تو جان صفت نہا
آئیں کہ ترانہ دہ ستار است	کردن وی روی ذوالفقار	تو آئینہ و من جسمالم	با آئینہ خویش در خیالم
فرض ست ترا ہدایت علم	بر وقت نہیے شیم غطا	نفس تو بیا دتا قیامت	ہر سلسلہ را سبب قیامت
مردانہ دریں نہیے قدم زن	مستانہ در بچہ عدم زن	در خاتم دل تو حق گین با	طاہر معہ مصطفیٰ قرین با

اللہ بس ما سوا اللہ ہوس

عمر شریف ۶۳ سال کی ہوئی، وفات اُس جامع الکملات کی بتاریخ الاربیع الآخر بروز چہار شنبہ ۱۰۸۸ھ ہوئی، سبحان السدوق وصال حضرت کا امین عصر اور غروب لکھا ہو۔ مزار بمقام کوتانہ تحصیل باغپت ضلع میرٹھ میں زیارت گاہ ہے۔ مشہور ہے کہ جب نقش مبارک کو قبر میں رکھا رسم ہے کہ چہرہ سے کفن اٹھا کر قبر میں کھاتے ہیں جب حضرت کا چہرہ کھولا ہاتھ اٹھا کر انگلی سے منغ فرمایا یہ کرات دیکھ کہ خلقت میں

شور اٹھا، حضرت کے دو صاحبزادے تھے، سید محمد عاشق و سید محمد صادق کہ دونوں حضرات صاحب ارشاد ہوئے، اور خلیفہ حضرت کے یہ ہیں:- حاجی حرمین شیخ فتح محمد غیاث الدین صاحب مجاہدہ کہ جن کا ذکر اس میں ہوگا و شیخ محمد جمال الدین قادری اکبر آبادی کہ یہ اپنے والد کے ہمراہ کھرکھو سے اکبر آباد میں مقیم ہوئے تھے، عین جوانی میں آپ کو شوق الہی پیدا ہوا اکثر بزرگوں سے ملے آخر کٹمانہ میں آکر سید طاہر کے مرید ہوئے اور ۲۷ سال سوائے نماز عیدین و جمعہ کے حجرہ سے قدم باہر نہیں رکھا، اغنیائے بہت متنفر تھے، پیر برست ہو کر پھر فغانی آمد ہو گئے تھے، آخر میں بعمر ۶۰ سال بروز پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو وفات پائی، مزار کھرکھودہ میں ہے۔ فتح محمد ہادی بذات طہ بود، سید طاہر کے تیسرے خلیفہ شاہ محبوب احمد ساکن چھکولہ کہ ریاضت اور مجاہدہ کو بجد کمال پہنچا دیا تھا، چھ ماہ بے آب طعام رہتے تھے، کیسا ہی دریا چڑھا ہو شوق دیدار پیر میں مصلیٰ دریا پر ڈال کر پار ہوتا تھا جب یہ خبر پڑا کہ ہوئی آپ نے اُن کو منع فرمایا کہ اظہار شرکایت محبوب ہے، اور ان کے حق میں سید طاہر نے ایک بار فرمایا کہ جو میرے مریدوں میں محب اللہ کی قدم بوسی کرے وہ جنتی ہوگا۔ وفات شاہ محبت ۸ رجب کو ہوئی۔ اول چھکولہ میں کنارہ دریا کے جنازے مدفون ہوئے، بعدہ بوجہ طغیانی دریا کے آپ کی اولاد نے نقش مبارک موضع نمیری متصل سرلے روح اللہ خاں نواح دہلی میں لا کر فرنی کی جب نقش نکلی تو کفن تک میلانہ ہوا تھا۔ چوتھے خلیفہ شاہ عبدالبتول خیر آبادی کہ اولاد سے مخدوم شیخ احمد دیا کی تھے، جبلکہ کے رہنے والے تھے، اور صاحب تصانیف بھی مزار کج اہلکہ میں ہے، پانچویں شاہ الکبش ساکن مکہ معظمہ کہ درس کراتے تھے، چھٹے خلیفہ فتح شاہ فندھاری کہ صاحب خانقاہ تھے ساتویں خلیفہ شاہ عبدالواحد مدنی، آٹھویں سید کمال شگوفہ میں، نویں حضرت شاہ استبول میں، دسویں شاہ الکبش ثانی بغداد میں، گیارھویں شاہ فاضل شہر دو بھر میں، بارھویں شاہ پیر محمد سورتی تیرھویں شاہ محمد صلح دو بھر میں، چودھویں شاہ عبدالصلح سراندیپ میں، پندرھویں شاہ عبدالواحد کر بلانی، سولہویں شاہ میرزا ان کا مزار معلوم نہیں، سترھویں شاہ کمال الدین لدانی، اٹھارھویں شاہ توکل شگوفہ میں، انیسویں شاہ سلیمان بصری، بیسویں شاہ عبدالواحد کلاں صف آبادی، اکیسویں شاہ بلانی جدہ میں، بائیسویں شاہ سدید، تیسویں شاہ تقوی مدنی کہ خانقاہ یعنی صفہ عبداللہ شاہ میں رہتے تھے۔

## ذکر ان حضرات کا جو فیضانِ صحبت سے باکمال ہو

شیخ جیون ساکن نانوتہ کہ ۱۲ ربیع الاول کو انتقال کیا اور سید صاحب کے مزار کے پاس دفن ہوئے شیخ محمد ساکن انبالہ و شاہ ہدایت اسد ک سالک مجدد و سید فتح محمد لٹانی و شیخ محمد ثانی و شیخ جلال الدین جالندہری و شاہ خلیل و شاہ انجش و شاہ الربندہ و شاہ غلام محمد و شیخ حسن علی کہتے ہیں بعد انتقال سید صاحب کے نواب جعفر خاں عالمگیری نے آپ کی خانقاہ اور درگاہ تیار کرائی کہ جو اب شکستہ پڑی ہوئی امیدوار ہوں کہ اُس کی مرمت کرا کر سعادت حاصل کروں اور یہ چند دوہے سید صاحب کے جو ہندی زبان میں ہیں ہدیہ ناظرین ہیں و و و

طاہا بی کے بھجن بن جسم اکارت جائے  
ایسا مورکھ کون ہے پان چھوڑ کھل کھائے  
طاہا وہ ڈگ جائیں گے جن کے تھانکی نابہ  
طاہا ایک درگہ رہو در در کرے نہ کوئے  
آج رین ہے رنگ کی کال نہ ایسے ہوئے  
سن کی لکٹی لائے کرتن کو ڈالے کہو  
جو دیکھا چاہو پیو کہ دل مل ڈاور جی  
پھر پاچھے پھپھتائے گا جب گھر جائیگا چھوڑ  
جس کے ہرے پی بے اُس کو سد اسہاگ  
پی کے اتی پتا پ سے اس سوتن کھ کہی  
کہ ہی تو پی پونچھیں گے ہی کون ہوا اس ٹھور  
طاہا بندے چھوڑ بن بند ہوئے چھوڑ بنان  
دسوں دساد بن بھٹی جت دیکھو ت پیو  
لوہو تیل جلائے کے تو سمکھ دیکھو پیو  
اب ہم سے جم بھاگیو جم پر بھی ہم جسم

موسے چنارین دن جو کڑی گھن کھائے  
طاہا سندر بھجن کو کبھی نہ چھوڑا جائے  
مہارن دکھ ہوت ہوتن من جھگڑے نابہ  
کو کر در در پھرت ہے دُر دُر دُر ہوئے  
طاہا پی کے سوانگک درس دیکھ کھ کے دھوئے  
طاہا سونا عجب ہے جو کوئی جائے سو  
طاہا جون کرتل میں تیل ہو جون ہرے پی  
طاہا کوٹھے پر کی دوڑ ہے دوڑا جائے تو دوڑ  
طاہا جس ہرے پی نہیں لگیو اُس ہرے آگ  
طاہا یہ سوتن نندرا بڑی پی پاس جان نہ دے  
طاہا مرتک ہو رہو اوڑھ پریم کی سوڑھ  
اوگن کی زنجیر میں مورکھ باندھے جان  
جاوون سے پی نیرن بوتادن سکھ پایو جیو  
طاہا تن کا دیو اوروں باقی گردن سو جیو  
طاہا تو مر جائیں گے کچھ ہم میں ہے نہ ہم

طاہا ہم تو اسے پریم کے جم سے ڈرتے تانبہ  
 طاہا دنیا گھر ہے بھونس کا متالاگے آگ  
 رہنے اور چت نہیں چلنے اور چسواؤ  
 طاہا جو جی دیکھے پر کر دیت نہ لاگے بار  
 طاہا پہلے ایک بھی چہوں دس بی بی ہوئے  
 طاہا اب تک تو مہلی بھی اور ایک ہی منا نہ  
 طاہا بی ڈھونڈ یاروم شام خراسان  
 طاہا سنگے جیو کا جگ میں ناہیں کوئے  
 طاہا جم آیا جی نین کو ڈھونڈ سے سگرے دیہ  
 طاہا من کھ ہو جو چمک دیکھ مت بھاگ  
 طاہا دہرا نہیں دہرا جہاں ہے گر کی بان  
 طاہا ایسی پریت کر جوں کر سان کی ریت  
 طاہا کوٹ سرلے کا پھوٹ رہا چہوں اور  
 طاہا صورت مٹر کی چڑھی ہے نت چت  
 طاہا جگ چلتا جات ہے جگ میں لاہا ناہنہ  
 طاہا ٹاٹائی لاج کی روک رہی سب بھٹا نو  
 طاہا تن کی تنخی من بھیو اور من کی تنخی جیو  
 طاہا جگ میں آن کے کہیں نہ پایو چین  
 طاہا جگ میں آن کے چھوڑ دو سگری انیٹ  
 طاہا کنکری پتھری ٹھیکری رہے آری ہوئے  
 طاہا بیل سو بیل ہے ایچی ٹھاہنہ کٹا نہہ  
 طاہا بھتے دریاؤں میں پڑے سو غوط کھائے

جم بچارا کیا کرے جو جوت ہے مرجانبہ  
 پی کا ہرگ بوجھ کر بھاگتا جائے نو بھاگ  
 طاہا پی سے یوں ملے جوں ندیاں دریاؤ  
 ایک جیو کیا ہوت ہے دیکھے لاکھ ہزار  
 نا جاناو چین ایک میں کون سہاگن ہوئے  
 جب جی جم کی بس پے تب بت رہی کہ نانیہ  
 گر نیٹری بتلایا نکو جان پکچپان  
 اور سنگ سب بھاڑے پی سنگ ہو سو ہوئے  
 جب جی بی کے پاس ہو تو جم کہاں سے لیہ  
 بھاگن کو جاگ نہیں چہوں دس لاگے آگ  
 سلمان بھاگ نیا رے سیں کا فر بوجن جائیہ  
 دام گھنے دکھ جو گنا تو دکھیت سے ریت  
 مت سوئے سکھ نندرا آن لگے ناچور  
 کھاؤ پیو سکھ کرو یا درکھو یہ نت  
 جو چین پی کے سنگ رہو سو ہی لاہا جان  
 من کی ٹاٹائی دور کر سوچھ پرے دوکا نوٹ  
 جی کی تنخی بی بھیو دی پیرو ہی جیو  
 سانس نفاہ کو نچ کا باجت ہے دنین  
 لینا ہے سوئے چلو اُجڑی جات ہے بیٹھ  
 جب دیکھوں نین بھر سب میں پاؤں ملے  
 ہم سے تم کو بہت ہیں تم ساہم کو ناہنہ  
 بہتی ڈوبے نازی کہیں نہ پائے تھلے

یہ چند دوسے اس کاتب الحروف احمد اختر کے ہیں



مالی سبک ایک ہر مورکھ سے نہ بھول  
گیت نہیں پرگھٹ ہے نین کھول کے دیکھ  
بن من استہر کئے بنے نہ یک سو کام  
لکھنے ہار لگھ گیا تو میٹن ہار اکون  
اپنی سمجھ کا پھر ہے پیا بے تو پاس  
ہر دم دیکھو آپ میں یہی گرو دن کی ریت  
یہاں تو درشن دیکھ کر دوئی بڑھ گئی لاگ  
کاگا سے ہنسا کئے کرت نہ لاگی بار

اس گیا سنار میں بھانت بھانت کا پھول  
انڈی جیرج جراج میں جوبیس میں ایک  
جوگ کر دکی جگ کر جیت رہو پی نام تو  
احمد دنیا باوری کرے کالج بے سون  
دور کہے سے دور ہے پاس کہے سو پاس  
جوگ جگ سب چھوڑ کر درڑھ کسپالی پریت  
لوگ کہیں درشن کی سٹی ہے من کی آگ  
روشن کے میں داریاں واری سو سو بار

### دوا

وقت پڑے پر گئے کرت بندھا ہے دیر  
بنائے بی نام کے بنے نہ اچھو کار

روشن کے بل جاؤں میں روشن سانچا پیر  
نام یا جن سب کیا جوگ جگ آپچار

سید محمود شہید جو سید بخاری  
ستا نوی طاہر کے پیر اور

### ذکر پیران سلسلہ سید طاہر اکتانوی قدس سرہ

والد تھے فقر میں شان عالی و رتبہ بلند رکھتے تھے اور اداہل سے صاحب حال و قال تھے زیارت  
حرمین سے مشرف ہو کر حسن ابدال کی طر تشریف لائے، اتفاقاً وہاں کفاروں سے جنگ شروع ہوئی  
آپ بھی برائے جہاد وادائے سنت جہود شریک جہاد ہوئے، ہزاروں کو قتل کیا آخر سر مبارک  
تن سے جدا ہوا، ایک ہاتھ میں سُر لیا، ایک میں تلوار لیکر غنیم پر گرے، یہاں تک قتل کیا کہ فوج کفار  
فرار ہوئی، اُس وقت حضرت زمین پر گرے، شہادت حضرت کی بوم دوشنبہ ربیع الآخر میں ہوئی  
مزار اسی نواح میں کنارہ دریائے اہک کے واقع ہے۔

آپ فرید سید علاؤ الدین قادری  
کے اور فرزند بھی تھے، اُن کی

### ذکر حضرت میر سید حسین بخاری قدس سرہ

والدہ کا نام بی بی راج باس بنت مخدوم شیخ عبدالغفور اعظم پوری تھا، حضرت جامع الکملات  
و منبع الحقائق علوم ظاہری اور باطنی میں مکمل تھے۔ نقل ہے کہ ایک شتر پُرانہ جو اہل سرکار

جہانگیر بادشاہ سے گم ہوا ہر چند تلاش کی نہ ملا آخر داروغہ جواہر خان نے مسرت سے رجوع کی آپ نے ایک نقش تحریر فرما کر عنایت کیا اور فرمایا کہ دروازہ ڈیرہ جواہر خانہ پر چسپاں کر دو اونٹوں کی نظار آدگی اپنا شناخت کر کے لے لینا چنانچہ بموجب ارشاد کے اسی طرح شتر علاء حضرت کی ایک سود و برس کی تھی، بتاریخ ۱۶ جمادی الآخر کو وفات پا کر اکبر آباد میں دفن ہوئے۔

### ذکر حضرت میر سید علاء الدین

ابن سید جلال الدین بن سید فتح الدین بن سید شمس الدین بن سید ظہیر الدین بن سید غاں بن سید عبدالرزاق بن سید

ناصر الدین محمود بن محمود جہانیا سید جلال الدین بخاری، مرید شیخ عبدالغفور عظیم پوری کے اور مرشد پدر میر سید حسین کتانوی کے صاحب ریاضت و مجاہدت و ترک تجرید اور فقر میں شان عالی رکھتے تھے وفات حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں جمادی الآخر ۸۹۰ھ میں ہوئی مزار کتانہ میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ عبدالغفور عظیم پوری قدس سرہ

فرزند شیخ بدر الدین ساکن بھٹانہ کرشن سے تھے اور خلیفہ میر سید عبدالکبیر کے جانشین

ہستنا پور کے تھے اور خرقہ خلافت شیخ عبدالعزیز سنہلی سے بھی پیونجا اور خاندان مشیت میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے نعمت پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، آپ کی کرامات مشہور ہیں آپ نے فرمایا جو کہ درویش کو مکارہ دست ہے اُس کو یافت اور نایافت کام نہیں بے اختیار ہو، طلب بدو اور درویش کر میں اپنے کو ایسا مشغول کر دو کہ اگر بادشاہ آجمل آوے اور سلام کرے تو جواب نہ دے سکے، کس واسطے کہ اباں کو بادشاہ سے کیا کام کام تو بادشاہ کو بادشاہ ہو۔ پہلے حضرت نے بیعت سید الکبیر ہستنا پور سے کی، بعد اوجگہ بیعت ہوئی وفات حضرت کی شعبان ۹۸۰ھ میں ہوئی مزار عظیم پور میں ہے تین صاحبزادے تھے ابو اسحق و شیخ احمد و شیخ بندہ جو نہری تینوں صاحب عظیم پور میں سودہ ہیں۔

### ذکر حضرت میر سید عبدالکبیر قدس سرہ

آپ شان عالی و کرامات بلند رکھتے تھے اور مرید میر سید عبدالقطب شکار پوری کے تھے اور بیٹے سید محمد

وہ سید عمر کے وہ سید شہاب الدین کے وہ ناصر الدین محمود کے وہ محمود جہانیا کے اور سید عبدالکبیر زادہ ولی تھے عالم طفلی میں چمن نعل تھا اسی طرح ظہور ہوتا تھا اور پیر کے عاشق تھے بہت بادشہجہ وفات حضرت کی ۲۰ رجب میں ہوئی مزار ہستنا پور میں ہے۔

### ذکر حضرت سید عبداللہ قطب شکار پوری قدس سرہ

آپ فرزند سید قطب بن سید

اسمٰئیل بن سید ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ خرقہ ارادت سید ناصر الدین بخاری سے حاصل کیا پیر مرید دونوں ہم بد تھے، یعنی سید ناصر الدین پیر آپ کے چھیرے بھائی کے بیٹے تھے، آخر بد تکمیل کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور اچ سے دہلی میں آئے، سلطان سکندر لودھی آپ کا معتقد ہوا بہت آپ کو شہر میں لا کر رکھا، رجوعات اور فتوحات بدرجہ غایت تھی، مگر خود فقرا اور فاقے بسر فرماتے تھے ہزاروں مرید تھے ایک روز آپ حجرے میں تشریف فرما تھے، خیال آیا کہ کوئی آجائے تو گھر سے قرآن سنگالوں، پس پشت حجرہ گھر تھا، آپ کے فرزند سید جلال نے کہ گھر میں تھے، والد کے خطرو کو معلوم فرما کر دیوار میں سے اُتھ بڑھا کر قرآن والد کے سامنے پیش کیا، حضرت نے فرمایا کہ دروازہ سے کیوں نہ آیا اتنی جلدی نہ چاہئے پوشیدگی باطن فرض ہے۔ وفات حضرت کی دسویں ذی الحجہ ایک سال میں تھی، مزار شکار پور میں ہے آپ کے پانچ فرزند تھے۔

### ذکر حضرت سید صدر الدین سلطان

بن سید زین العابدین سید حمین  
بن سید کبیر بن سید اسمٰئیل

بن سید ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ مرید سید فضل اللہ کے تھے اور سید محمد بن فضل اللہ سے بھی خلافت پائی تھی کشف و کلمات و زہد و عبادت میں شہرہ آفاق تھے، عالم شریعت پیشوائے طاعت و حقیقت و معرفت تھے، اور دو خلیفہ رکھتے تھے ایک سید عبداللہ شکار پوری، دوسرے حاجی عبدالوہاب بخاری، وفات حضرت کی ۲۷ شعبان میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید فضل اللہ قدس سرہ

آپ مرید اپنے برادر سید حامد قطب کے تھے علم تصوف کے محقق اور محدث عاشق اللہ

کہ تمام مقامات فقر طے کر کے فنا فی الذات میں مستغرق ہو گئے تھے آپ کے دو خلیفہ تھے ایک سید محمد پیر حضرت دوسرے سید فضل اللہ مزار حضرت کا اوج میں ہے۔

### ذکر حضرت سید حامد قطب نو بہار قدس سرہ

آپ خلیفہ اپنے پدر ناصر الدین محمود کے

اور کامل وقت اور وصال حق سے ہوئے ہیں جو حضرت کا مرید ہوا کامل ادب ہوا اور آپ کے فیض اپنے پدر سے بھی تھا، سلسلہ آپ کا سنور جاری ہے، آپ کی اولاد اچ میں گدنی نشین تھی دہلی

آتی ہے۔ مزار آپکا پنج میں ہے۔

## ذکر حضرت ناصر الدین محمود نوشہ قدس سرہ

یہ حضرت محبوب ترین فرزند

مخدوم جہانیاں سے تھے

علم و اخلاق و نفس قاطع تصرفات صوری و معنوی رکھتے تھے، لباس اچھا پہنتے تھے، معشوق  
بسر فرماتے تھے، اور مرید لینے والد مخدوم جہانیاں کے تھے۔ نقل ہے کہ جب مخدوم جہانیاں بمبئی  
تشریف لائے اور سلطان فیروز شاہ آپکا مرید ہوا یہ کیفیت تھی کہ دعوت میں بھی موجود ہوتے تھے  
اور اپنی فرود گاہ پر عبادت میں مشغول دکھائی دیتے تھے، ایسی کرامات دیکھ کر تمام دہلی معتقد ہوئی تھی  
ایک بار شہر غور میں گرفتار شدہ کینز ہو کر آئی تھیں سلطان نے سب کو مخدوم کی نذر کیا، مخدوم  
نے سید ناصر الدین محمود کو غایت کیں، جب یہ خبر سلطان کو ہوئی متعجب ہوا کہ ان کے  
ادائے حقوق کیونکر ہوں گے، سلطان نے دوسری عورتوں کو اس معاملہ کی خبر کے واسطے مقرر  
کیا، معلوم ہوا کہ ہر روز ہر محل میں موجود ہوتے ہیں، کھانے کے وقت سب کے ہاں کھانے کھاتے  
ہیں، غسل کے وقت سب کے ہاں غسل کرتے ہیں، یہ سن کر بادشاہ اور بھی متعجب و معتقد ہوا، ان نبیوں  
کے شکم سے ۲۵ فرزند قطب ہوئے، بی بی تنگنی دختر والی لشکھ کے شکم سے سید حاکم قطب فیض اللہ  
سید اسماعیل و سید شہاب الدین و سید علیم الدین، یہ پانچ قطب ہوئے، اور بی بی رحمت خاتون کے  
شکم سے سید برہان الدین و میاں سادات عالم دو قطب ہوئے کہ ولایت گجرات میں سودہ ہیں  
اس قبیلہ میں اکثر بزرگ صاحب طالع قال ہوتے آئے ہیں اور ایک فرزند سید ناصر الدین محمود کے  
شاہ جلال تھے کہ قنوج میں انتقال کیا۔ وفات سید ناصر الدین محمود کی ۲۲ رمضان ۸۸۴ھ میں  
ہوئی، مزار شریف پنج میں ہے، اور ذکر مخدوم جہانیاں کا دوسری جگہ آئے گا، کس واسطے کہ اول  
خرد ان کو خاندان سہروردی کے ملا تھا۔

نسبت ارادت

سید جان محمد حضوری

## ذکر حضرت سید سرور دین لاہوری قدس سرہ

سے رکھتے تھے کہ وہ آپکے والد اور مرشد بھی تھے، اور سید محمود حضوری سے تاسید سرور دین  
چارپشت صاحب لایت و ارشاد ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہے، اور زیارت رسول سے شرف

ہوتے ہے، وفات سرور دین کی بتاریخ ۲۱ شوال بروز جمعہ ۱۱۳۷ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں نزد مزار پدر زیارت گاہ ہے۔

### ذکر حضرت سید محمد امیر قدس سرہ

آپ اولاد سے سید بہاؤ الدین بہاول شیر کی اور مرید سید سیف الرحمن بن شاہ مقیم محکم الدین

کہ عارف کامل و رہادی دین گذرے ہیں جس وقت دہلی میں مقیم تھے حضرت اورنگزیب عالمگیر نے زیارت کا ارادہ کیا، آپ نور باطن سے معلوم کر کے غائب ہوئے، جب بادشاہ آپ کے مکان پر گئے آپ کو ہر چند تلاش کیا نہ پایا، فقط سید نور محمد آپ کے پسر سے ملکر چلے آئے، بعد تلاش کے معلوم ہوا کہ قطب صاحب کی لالٹ پر کھڑے ہیں، نور محمد نے قوالوں کو حکم دیا کہ کچھ کہو ان کی آواز سن کر نیچے آئے، لکھا ہے کہ بادشاہ حین اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ وفات حضرت کی ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت حاجی محمد قادری بنو شاہ گنج بخش قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ سلیمان قادری کے تھے، صاحب سکرو جذب شوق و زہد و ریاضت اور نہایت متقی تھے اور صاحبِ لایت اور امام فرقہ نوشاہی کے، آپ نے پاپادہ سات حج کئے، لکھا ہے کہ آپ کی نو برس کی عمر تھی آپ سوتے تھے، اور والدہ آپ کی آٹا گوندھ رہی تھیں، ایک بی بی جو کہ سنا کی تھیں وہ آئیں اور آپ کا منہ کھول کر نفل میں تکیہ رکھنا چاہا، دیکھا کہ مار سیاہ پٹا ہوا ہے، وہ دیکھ کر شور کرنے لگیں کہ آپ کی والدہ بی بی جو شہر سن کر دوڑی آئیں دیکھا تو کچھ نہ تھا، متعجب ہوئیں کہ گھر میں سے آواز ہوئی کہ یہ عورت ناپاک تھی ہم کو منظور نہ ہوا کہ ہمارے دوست کو ہاتھ لگائے، کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے، جب عمر آپ کی پانچ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بیت اللہ سے آئے اور قرآن پڑھنے بٹھایا، کئی ماہ میں قرآن حفظ کیا، اور سال بھر کے بعد آپ کے برادر شیخ اسماعیل پیدا ہوئے، جب عمر نوشاہ گنج بخش کی نو برس کی ہوئی ترک دنیا کی اور جگہ میں جا کر مشغول ہوئے، بعد بہت جستجو کے آپ کے والدین آپ کے پاس پہنچے اور بدقت نوشہرہ لاکر ایک بزرگ کی لڑکی سے آپ کا عقد کیا، چھ برس تمام شب کنارہ دریا پر کھڑے رہ کر عبادت کرتے اور تمام دن مسجد نوشہرہ میں تلاوت فرماتے، ایک بار کسی نے کہا کہ ملا کریم الدین ایک کامل درویش کی خدمت میں پہنچے کہ جو موضع بھیلوال

پر گنہ بہیرہ میں رہتے ہیں، اُن کی توجہ ہمیشہ مقبول بارگاہ کبریٰ پہنچے، اگر تم بھی وہاں جاؤ تو خالی نہ رہو گے یہ سن کر بھیلو وال پہنچ کر خدمت شاہ سلیمان میں مشرف ہوئے، خرید ہو کر کار درویشی تکمیل پہنچا کر محبوب مرشد ہوئے کہ انہوں نے اپنے فرزند تاج محمد ورسیم داد و دیگر اشخاص کو آپ کی تربیت میں سپرد کیا اور نوشتہ گنج بخش خطاب یا آپ قوم سے کہہ کر دل تھے کہ ایک قوام پنجاب سے آپ کے اکثر بزرگ بابرکت تھے ہیں۔ ایک روز ایک شخص نئی زوجہ نابینا کو رو برو حضرت کے لایا اور بٹھایا اور بینا ہو نیکی استدعا کی۔ حضرت نے فرمایا کہ آنکھ کھول کر میری طرف دیکھ، اُسی وقت بینا ہوئی۔ حافظ معصومی آپ کے خلیفہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ قیامت کو گرد ہا گردہ اپنے اپنے سر گرد ہوں گے جھنڈے کے نیچے ہوں گے آیا یہ سچ ہی کیا اجڑہ ہے، اُسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور بہت خلق جمع ہے اور بہت سے جھنڈے معلوم ہوتے ہیں، اُن میں ایک بہت بڑا جھنڈا حضرت فوٹ اعظم کا ہے، میں نے جھنڈا نوشاہی تلاش کیا، دیکھا کہ حضرت معیار و کعبہ موجود ہیں، مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ اتیری یہ جگہ ہے، صبح جب میں حاضر خدمت ہوا معاً فرمایا کہ حافظ سلسلہ قیامت برحق ہے، جیسا کہ تو نے خواب میں دیکھا ایسا ہی انشاء اللہ ہو گا۔ تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ جیون جہام آپ کے مُرید تھا، موضع ماہوکی کا رہنے والا تھا، اُس نے عرض کیا کہ حضرت اگر میری کہینتی پر تشریف لے جائیں تو موجب برکت ہو، آپ قبول فرما کر چلے کہ وہ موضع نوشہرہ سے دو کوس تھا، امرایاں نے عرض کیا کہ وقت عصر آگیا ہے، فرمایا کہ جیون کی کہینتی سے اگر ادا کروں گا، سب چُپ ہے اور سمجھے کہ ضرور شام ہو جائیگی، دو کوس کا جانا ادا آنا ہے، آپ وہاں گئے بدیر ٹھہرے، نماز کا خیال نہ رہا، مگر آفتاب اس جگہ سے نہ ہٹا، اور آپ نے وہاں سے اگر نماز عصر ادا کی، تھوڑی ہی دیر بعد آفتاب غروب ہوا، آپ مستجاب لدعات اور سیف زبان تھے، جو مُرید غائبانہ وقت مصیبت کے آپ کو پکارتا ہر روز ولایت ہر طرح سے اُسی امداد فرماتے، جیسا کہ تذکرہ نوشاہی میں مفصل درج ہے، اور حافظ معصومی آپ کے داماد بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے، قیامت کا حکم جو مسافر آتا اُس کے اپنے گھر ٹھہرنے اُس کی خدمت کرتے، اگر مسافر زیادہ ہوتے تو گاؤں میں خود مانگ کر اُن کو اُٹھاتے، وفات حضرت کی بعد عالمگیر بادشاہ غازی سلطنت میں ہوئی۔

آپ گجرات میں مشہور اولیا ہوئے  
ہیں اپنے عہد کے شیخ وقت اور

ذکر حضرت میاں غیاث قدس سرہ

افضل اعدا تھے، بہت مخیر اور متواضع اور رحیم کریم سلیم تھے، مرید میاں بھگت کے وہ مرید میاں محمد طاہر کے۔

## ذکر حضرت شیخ عبدالسدوشیخ رحمت اللہ قدس سرہ

آپ ساکن مدینہ تھے، مدینہ سے وارد ہندوستان ہو کر طالبان دین کو نہایت نفع پہنچایا، احمد آباد میں مقیم ہے اور وہیں وفات پائی۔

## ذکر حضرت سید جعفر بن ہاشم بن صوفی علی گیلانی قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد کے اور نہایت بابرکت تھے، وفات حضرت کی دو شنبہ ۹ رجب ۱۰۱۱ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں امی والا تکیہ میں ہے۔

آپ کے بزرگ

۱۰۱۱ھ میں

## ذکر حضرت سید عبدالحکیم گیلانی بن سید بایزید قدس سرہ

ایران سے ہندوستان میں آئے اور بعد حضرت بابر بادشاہ ۱۰۲۲ھ میں سید نجم الدین دہلی میں آئے، ان کے دادا انعام الدین لاہور میں آئے تھے، حضرت لاہور میں پیدا ہوئے، بعد تحصیل علوم ظاہری کی شیخ عبدالسد کے مرید ہوئے، وہ مرید شاہ فیروز کے، وہ مرید شاہ عالم کے، وہ مرید شیخ نور الدین کے، وہ مرید شیخ احمد کے، وہ مرید سید صوفی کے، وہ مرید سید عبدالوہاب کے، وہ مرید و فرزند حضرت غوث غفرلہ کے نہایت صابر و شاکر تھے، لہذا دُنیا کو ترک کر دیا تھا، نمک اور شکر کو برابر سمجھتے تھے، وفات حضرت کی ۹۷۰ سال ۱۰۱۱ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں ہے۔

## ذکر حضرت سید محمد فاضل متوکل بن سید ہاشم گیلانی قدس سرہ

آپ صاحب توکل و عبادت و ریاضت تھے، ترک اور تجرید میں شہرہ آفاق، دُنیا اور اہل دنیا سے نہایت متنفر، صائم الدیر، قایم اللیل، عالم اور عامل بوجہ اتقی کے، حضرت عالمگیر بادشاہ آپ سے بہت خوش تھے، فتوح کو قبول نہ کرتے تھے، سن بلوغ سے تاحیات سوائے اپنے حجرہ یا جامع مسجد کے دوسری جگہ نہیں گئے، وفات حضرت کی دوسری ذی الحجہ ۱۰۱۱ھ میں ہوئی، مزار باہر لاہور کے متصل خانقاہ ہے۔

اسمعیل محدث کہے، 'مجدد دیگر عمارات آپ کے مزار کی حضرت اور نگریب عالمگیر نے تیار کرائی تھی رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہمراہ دیگر مقبروں کے اس کے بھی پتھر اکٹھے کئے، بعدہ پشاور و گروں نے انہیں بھی اکٹھا کر فروخت کیں۔

## ذکر حضرت خواجہ محمد فصیل قادری نوشاہی قدس سرہ

آپ رہنے والے کابل کے تھے، پہلے ہندوستان میں آکر ملازم سلطانی ہوئے، بعدہ ترک کر کے بندست حاجی محمد نور شاہ حاضر ہو کر مرید ہوئے، بتدکیل کار درویشی کے خرقہ خلافت پاکر کجربل میں جا کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، کیسا ہی فاسق آپ کے روبرو آتا تا تب ہوتا، کیسا ہی مریض روبرو آتا اُس کو شفا ہوتی، کابل میں آپ وحی مشہور ہیں، ایک بار چند اہل دیہہ کابلی ایک زندہ گھٹا چار پائی پر ڈال کر مردہ بنا کر برائے امتحان کرامت حضرت کے روبرو سے نکلے، آپ برائے اداۓ نماز جنازہ اُس کے ساتھ ہوئے، جب موقع نماز پر آئے آپ کو پیش امام کیا، حضرت نے تکبیر فرمائی اسی وقت اُس مغرور کی سوچ قبض ہوئی، اُس کے ساتھی منتظر تھے کہ اب یہ آٹھ کر کے گا کر میل کچی کرامت سے زندہ ہوا، ہم مخروہ پن کریں گے، جب وہ نہ اٹھا تو سب حیران ہوئے اور آپ کے قدموں پر پڑے اور اظہار حال کیا اور بولتی ہوئے کہ معاف کیجئے، آپ نے فرمایا کہ حجت القلم باہو کا بن ایک بار باغ سرکاری میں ستر آدمی پہاڑ پر سے ایک سل کو نیچے لاتے تھے مگر نہ لاسکے، باغبان نے حضرت سے آکر عرض کی کہ آپ باغ میں گئے اور لا اللہ کا نعرہ مارا اُس کے ستر ٹکڑے ہو کر جدا جدا جا پڑے، یہ کرامت دیکھ کر حاکم کابل نے وہ باغ 'نذر کیا، آپ کو ہمیشہ سکر رہتا تھا، گاہے فریاد فوٹ ہو جاتے تھے، اس وجہ سے علمائے کابل نے آپ کو تکلیف دینی چاہی اور فتوے پر تمام علماء کے دستخط کر کے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ تم پر نماز فرض ہے اگر نہ پڑھے گا تو حد شرع جاری ہوگی، آپ نے فرمایا کہ نماز بے وضو کی روا نہیں ہے، پس علماء بانی لائے، آپ وضو کرنے بیٹھے، جب ہاتھ پر پانی ڈالا ہاتھ پر رواں نہ ہوا، یہ کیفیت تھی کہ پانی ہاتھ پر ڈالا اور وہ خشک ہوا تب آپ نے فرمایا کہ جب تک پانی اعضا پر نہ پہنچے وضو درست نہیں ہوتا، اس وجہ سے میں مجبور ہوں آخر سب نے معافی چاہی اور معتقد ہوئے۔ وفات حضرت کی ۱۲۸۷ھ میں ہوئی مزار کابل میں ہے۔



## ذکر حضرت شیخ رحیم داد قادری قدس سرہ

آپ پسر بزرگ اور  
جانشین شاہ سلیمان

قادری کے تھے، صاحب علم و عمل و متوکل کہ بعد وفات اپنے پدر کے شاہ نوشاہ سے تعلیم پائی تھی آپ کو نہایت استغراق رہتا تھا، مگر وجہ حلال سے روزی پیدا کرتے، ایک بار آپ نے خرپڑہ بوئے تھے اور آپ کے صاحبزادے رکھوالی پر تھے کہ ایک سپاہی آیا اُس نے خرپڑے توڑنے چاہے، صاحبزادے نے منع فرمایا، اُس بد بخت نے اُن کے منہ پر طمانچہ مارا وہ روتے ہوئے وہاں کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ صبر کرو وہ اپنا کیا پائے گا رات کو وہ سپاہی دیوانہ ہوا ہر کسی پاس جا کر کہتا کہ برائے خدا میرے سر پر دو چار جوتیاں مار دو کئی روز کے بعد اُس کے متعلقین حضرت کی خدمت میں لائے، غصہ قصور چاہا، آپ نے معاف فرما کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، اسی وقت اُس کی صحت ہوئی وفات حضرت کی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی، مزار بھیلوال میں متصل والد کے ہے۔

## ذکر حضرت سید عمر گیلانی قدس سرہ بن سید ہاشم گیلانی

آپ کو اُردت اپنے والد  
تھی نہایت اِکمال

اور بزرگ گزے ہیں اور صاحب تصنیف بھی ہیں۔ وفات حضرت کی بروز یکشنبہ ۱۲ شعبان ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید حسن پشاور گیلانی قدس سرہ

آپ مرید اپنے پدر سید عبداللہ  
گیلانی کے ہیں، جد سید محمود

دارد ہندوستان ہو کر ٹھٹھہ میں مقیم ہوئے تھے، آپ پشاور میں اگر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے نہایت بزرگ اور صاحب عظمت تھے، وفات حضرت کی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی، مزار پشاور میں ہے سید محمد غوث لاہوری آپ کے فرزند تھے۔

## ذکر حضرت شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی و صاحب تقویٰ بہت بڑے عامل گزے ہیں، فتوحات بدرجہ نہایت تھا، سلسلہ آپ کا اس طرح پر ہے کہ شاہ رضا مرید قاضی شیخ محمد فضل لاہوری کے وہ مرید شیخ الداد کے وہ مرید محمد جلال کے وہ مرید سید نور کے وہ مرید سید زبیر العابدین کے کہ چشتی مشہور تھے وہ مرید شیخ عبد الغفور کے

وہ مرید شیخ و جہیل الدین کے وہ مرید شاہ محمد غوث گوالباری کے، وفات حضرت کی بتایا ۱۲ جمادی الاول ۱۱۹۱ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

آپ سادات عظام مشرق  
کرام و یاران کبار و حبان

ذکر حضرت سید محمد صالح قادری نوشاہی قدس سرہ

غنیخوار و خلفار باوقار و خدام نامدار حضرت حاجی محمد نوح شاہ سے ہیں اور ان پر عایجاد حضرت شاہ کی از حد غایت تھی، وفات حضرت کی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی، اور ان کا خزار پر انوار چمک سادہ میں جو کہ چھوٹی گجرات سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے زیارت گاہ غلام ہے۔

حضرت نوشاہ عایجاد  
کے میدان عالیشان

ذکر حضرت شیخ صدر الدین قادری نوشاہی قدس سرہ

و خدام بلند مکان میں سے ہیں، اس حضرت اہل لداری کا پیشہ کرتے تھے، مرشد کی نظر پڑے ہی کمال ہو گئے، وفات حضرت کی ۱۱۱۲ھ میں واقع ہوئی۔

یہ حضرت عبدالرزاق  
شاہ چراغ گیلانی کے

ذکر حضرت شاہ درگاہی قادری لاہوری قدس سرہ

خلیفہ تھے، نہایت متقی اور خاندان صابریہ میں بھی اجازت یافتہ تھے، نقل ہوا کہ آپ کی خانقاہ کے نزدیک ایک زمیندار کا چاہ تھا، ایک روز اس نے عرض کیا کہ میرا لڑکا پھنسیوں کی بیماری میں مبتلا ہے اگر آپ مہربانی کریں تو وہ اچھا ہو جائے، چونکہ اس وقت خوشی میں تھے فرمایا کہ کنوئیں کے پانی میں نہلاؤ، شفا پا جائیگا، اور اس کنوئیں کے واسطے دعا کی کہ جو کوئی بیمار پھنسیوں میں مبتلا ہو اس میں غسل کرے اچھا ہو جائیگا، پتا پنجہ دفعہ جاری ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۱۲۲ھ میں ہوئی، اور انحضرت کا مزار چاہ پائیاں والا کے متصل لاہور میں ہے۔

آپ شاہ سلیمان قادری کے چھوٹے  
پیر تھے، اور تربیت اور تکمیل حاجی محمد

ذکر حضرت شیخ تاج محمد قادری قدس سرہ

سے کی، بعد وفات پدر موضع لکھیا نوالہ میں آئے۔ ایک دفعہ اساک باراں تھا، لوگوں نے آپ سے دعا چاہی آپ کلکڑ میدان میں کھڑے ہو گئے، اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ پلکے کپڑے بھیگ گئے اور

جنگل سیراب ہو گیا۔ نقل ہے کہ سجاد لدغات تھے، جو زبان سے نکلتا تھا فوراً اس کا ظہور ہوتا تھا وفات آنحضرت کی ۱۱۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبد الحمید قادری نوشاہی قدس سرہ  
آپ خلیفہ حاجی محمد شاہ کے تھے، اولیائے وقت گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید نور محمد بن سید محمد امیر گیلانی قدس سرہ  
آپ مادر زاد ولی تھے جب بڑھے بٹھلایا تو اُسٹامہ کے آگے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس کا ترجمہ سنا یا اور خوب روئے وفات حضرت کی ۱۱۲۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ خوش محمد قادری نوشاہی قدس سرہ  
آپ حاجی محمد نواز کے خلیفہ تھے، اور اشعار بھی دہندی کہتے تھے، معج ظلیق ہوئے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۲۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حافظ برخوردار نوشاہی قدس سرہ  
آپ فرزند اور خلیفہ حاجی محمد شاہ کے تھے، شاذ روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے، نہایت خلیق و بابرکت تھے، اکثر کرامات آپ کی مشہور ہیں وفات حضرت کی ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد الوہاب بن سید سر الدین بن جان محمد حضوی لاہوری قدس سرہ  
یہ حضرت مرید اپنے والد کے نہایت متقی و صاحب عظمت اور صاحب فیض گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۳۱ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد تقی نوشاہی قدس سرہ  
حضرت نواز شاہ علیجاہ کے مرید تھے، مجاہد فیض اس قدر کہ ہمیشہ محبت الہی میں مست

و مدہوش تھے۔ ایک بار عیداضی کو قربانی ہو رہی تھی، ایک سے بوجھایا گیا ہوتا ہے، اس نے کہا اللہ واسطے بکری قربانی کرتے ہیں، یہ سن کر آپ کو جوش آیا اور چھری لیکر اپنے گلے پر پھیری کہ میں بھی اللہ کے نام پر قربان ہوتا ہوں، تھوڑا سا گلہ لکھنے پایا تھا کہ لوگوں نے چھری پکڑ لی وفات حضرت کی ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ ہاشم دریا دل نوشاہی قادری قدس سرہ

آپ نے زندگانی حضرت حاجی محمد نوشاہ کے تھے، نہایت سخی اور متقی اور ہماں نواز تھے، اور شاگرد مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی و مولوی عبدالسدر لاہوری کے تھے۔ ایک شخص نے ایک روز آپ کو برا بھلا کہا اسی روز اس کا فرزند مر گیا۔ ایک دفعہ آپ خانقاہ نوشاہ میں بیٹھے تھے، ایک بیمار کہ جس کا ہاتھ اور پاؤں رہ گئے تھے چار پانی پر ڈال کر آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا کہ سورہ ملک پڑھ، اس نے پڑھی اور صحت پائی، وفات حضرت کی ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

آپ پہلے عرب کے تشریف لائے کوٹلہ میں متصل وزیر آباد کے سکونت اختیار کی، اولاد غوث پاک سے تھے، نہایت خوش صورت و خوش سیرت بکرا مت تھے، وفات حضرت کی ۱۳۶۶ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید بدر الدین گیلانی لاہوری قدس سرہ بن سید علی

ہمیشہ طلباء دین کو درس کرتے، اور محمد معزالدین جہاندار شاہ بادشاہ آپ کے معتقد تھے، وفات حضرت کی ۱۳۷۷ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار پٹانوار لاہور میں واقع ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عصمت اللہ نوشاہی قدس سرہ

یہ حضرت پیر نجم حافظ خروڑا کے ہیں، نہایت بزرگ و متقی عابد و عالم گذرے ہیں، اور تکمیل درویشی کی شیخ عبدالرحمن سے کی، نہایت بابرکت و با عظمت گذرے ہیں، آپ کی ادنیٰ توجہ سے کئی آدمی کمال ہوئے، وفات حضرت کی ۱۳۸۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری کیرانوی قدس سرہ

آپ فرزند عبدالسدر کے تھے، کلمات بلند و مقامات ارجند رکھتے تھے، خلیفہ قطب ابدال سید طاہر قادری کوتانوی کے تھے، اور روحانیت غوث پاک سے بھی فیض یاب تھے، وطن اصلی آپ کا انبالہ ہے، نقل ہو کہ آپ کی چودہ برس کی عمر تھی، کہ شیخ محمد قلندر ساکن انبالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے سامنے

ذکر و شغل کیا کرتے، بعد ایک مدت کے ان قلندر نے اپنے سر پر سے کلاہ اتار کر اُن کے سر پہ کی اُس روز سے ان کو اور بھی محبت بڑھی، یہاں تک کہ ذکر حق میں اپنے کو فراموش کرتے، کیفیت اُن کی دیکھ کر اُن بزرگ نے فرمایا کہ تو جا کر بمقام کوتانہ سید طاہا صاحب کُرید ہو، آپ بموجب ارشاد اُن کے کوتانہ میں آئے اور سید صاحب کے مُرید ہوئے، اور ذکر و شغل میں چندے مصروف رہے، بعد تکمیل کار ورویشی کے خرقة خلافت حاصل کیا، بعدہ حسبِ جازت مرشد اعظم بیت اللہ ہوئے مگر بہشت شاہ بدر الدین قادری کہ صحرائے مصر میں برقعہ اوڑھے رہتے تھے، ان کی خدمت میں پہنچ کر نعمتاً بیمار سے مشرف ہوئے اور مکہ معظمہ میں آئے، بعد اواسے حج مدینہ شریف میں آکر حضرت شیخ کبریا یحییٰ مدنی کی خدمت میں مشرف ہو کر سمجھ گمان کو اُن سے مشرف ہو کر سلسلہ قادریہ شریفہ و مہرہ اوقش بندہ میں صاحبِ جازت ہوئے چلتے تھے کہ باقی زندگانی مدینہ میں بسر کریں۔ ایک روز شیخ یحییٰ مدنی نے فرمایا کہ فتح محمد رسول فرماتے ہیں کہ تو ہندوستان کو جا تجھ سے بہت لوگ ہدایت پائیں گے اور آخر خرقة خلافت حاصل کرے گا، اُس وقت اللہ تعالیٰ میں آئے، اور اللہ تعالیٰ میں حسبِ حکم شیخ یحییٰ مدنی قصبہ کیرانہ میں آکر حویلی و خانقاہ و چاہ تعمیر کئے۔

نقل ہے کہ حضرت بطریق سیر و اردہلی ہو کر زیارت مزار خواجہ قطب الدین پر حاضر ہوئے، وہاں ٹھیکہ مراقبہ کیا، قوال یہ بیت گا رہے تھے: اے اے لبرہند منعم تجھ بن مسلمان نہیں، کفر است بے توستی یہ بات پہنانی نہیں، یہ بات سن کر آپکے جوش آیا اور سر مراقبہ سے اٹھا کر بے اختیار رونے لگے، حاضرین پر حالت طاری ہوئی، مولوی جلد سد کہ چومرید خاص تھے ہمراہ تھے، بعد اقامت اُنہوں نے پوچھا کہ یا شیخ کبریا کی طرح نہیں ہوئی، جیسی کہ آج حالت ہوئی، اس میں کیا جھید؟ آپ نے فرمایا کہ افشائے واقعات منع ہو، مگر تم فرماتے ہو، میں نے مراقبہ میں یہ دیکھا کہ حضرت قطب لاقطاب تشریف فرما ہیں اور تمام اولیاء دہلی حاضر ہیں آپ بشوق تمام مومن ہیں، یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی بے قرار ہو گیا۔ اُس روز سے ہمیشہ دہلی جا کرتے تھے، ایک روز آپ شاہ ترکمان بیابانی کے مزار پر جا کر مشغول ہوئے، ایسی تجلی ہوئی کہ جس قدر آدمی روضہ عالیہ میں تھے کسی کو تاب نہ رہی کہ وہاں ٹھہر سکے، جس وقت آپ کیرانہ میں تشریف لائے ہیں اول بھولا شاہ فقیر کہ صاحبِ خانقاہ تھا اور آپ کی منکر تھا، آخر مرید ہو اور آپ کی خانقاہ کی جادوئی پر محو رہا، دوسرا امر یہ ہوا کہ مشرک سٹالی پر شیخ سہار الدین خلیفہ کبیر الاولیاء پانی پتی کا

مزار ہے، اس سڑک پر کیرانہ اور شالی کے درمیان کوئی چاہ نہ تھا، مسافروں کو نہایت تکلیف تھی۔ زمینداران کیرانہ نے متصل مزار مذکور کے ایک کنواں بنانا چاہا، دن بھر معمار اُس پر کام کرتے جب دوسرے روز جا کر دیکھتے تو کنواں ڈھایا ہوا ملتا، جب کئی روز اسی طرح گذر گئے اہل کیرانہ حضرت کی خدمت میں آئے امداد چاہی، آپ زراہ رحم اس مزار پر تشریف لے گئے، چند زمیندار بھی آپ کے ہمراہ تھے، جب رات ہوئی وہ لوگ تو اوپر درختوں کے چڑھے، آپ چاہ پر بیٹھ گئے جب آدھی رات گئی ایک بزرگ پھاوڑا ہاتھ میں لئے پیدا ہوئے، چاہتے تھے کہ کنوئیں پر پھاوڑا ماریں آپ منع آئے، انہوں نے کہا میں اس مقام پر کنواں نہ بننے دوں گا، کنوئیں کی وجہ سے یہ مقام ناپاک رہیگا، ہر چند آپ نے سمجھایا وہ بزرگ نہ مانے اُس روز تو وہ چلے گئے، دوسرے روز اسی وقت پھر وہ پیدا ہوئے، وہ زمیندار درختوں پر بیٹھے تھے، انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک تخت اترتا اُس پر دو بزرگ تھے، یہ دونوں صاحب ان کو دیکھ کر کھڑے ہوئے اور تعظیم بجالائے، ان دونوں بزرگواروں نے جن کا مزار تھا ان سے فرمایا کہ ہم کو فتح محمد کی خاطر منظور ہے، لہذا چاہ بننے دو انہوں نے منظور کیا اور وہ تخت جس طرح سے آیا تھا اُسی طرح چلا گیا۔ ان زمینداروں نے حضرت پر چھپا کر تخت پر یہ دونوں بزرگ کون تھے، فرمایا کہ جو دوسری طرف تھے وہ غوث اعظم تھے اور جو بائیں طرف باادب بیٹھے تھے وہ ان کے پیر فتح جلال الدین پانی پتی تھے، یہ کرامت حضرت کی دیکھ کر تمام کیرانہ معتقد ہوا۔ نقل ہو کہ آپ نے دو برس اپنے انتقال سے پہلے مریدوں کو خبر دیدی تھی کہ وقت وصال میرا نزدیک ہے، چنانچہ تاریخ ۹۰۷ھ ربیع الاول ۸۸۷ھ شب چارشنبہ بعد نماز عشاء تین بار اسم ذات فرما کر جان بحق تسلیم کی، عمر آپ کی تریسٹھ برس کی ہوئی، اُس روز تمام دن تیرہ و تاریک رہا، چنانچہ مادہ تاریخ اَنَا بَعَثْنَاكَ فَتَحًا ہے، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:- حاجی محمد نظر محمد قادری، حافظ عبدسہ قادری، ہلوی و سید بلال و شاہ عثمان و شاہ سلیمان، شاہ محمد شریف و شاہ محمد طاہر شاہ محمد خلیل و شاہ عبدالرشید صاحب سجادہ وفات ان کی پانچویں محرم ۸۸۷ھ میں ہوئی، ان کے بعد شیخ جلال الدین شاہ چراغ صاحب سجادہ ہوئے۔ ۹۱۶ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شیخ محمد یوسف قادری سجادہ نشین ہوئے ۹۲۳ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شیخ نجف علی صاحب سجادہ ہوئے، ۹۲۸ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شاہ امین الدین صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ یہ بزرگ بھی اپنے وقت کے صاحب تقویٰ و عاملِ گدے میں نہایت خلیق و متقی تھے، انہوں نے

۱۵۲۷ھ میں وفات پائی اُن کے بعد شاہ جمال الدین سجاد نشین ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ احمد بیگ نوشاہی قدس سرہ

تمام معاملات دینی و دنیوی کا انکشاف تھا، بہت سے آپ کے مرید بھی باکمال گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۵۴۷ھ میں ہوئی مزار سیالکوٹ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ عنایت قادری شطاری قدس سرہ

بعد عطائے فرقہ خلافت لاہور میں اگر صداقت خلق میں مصروف رہ کر ۱۵۴۷ھ میں وفات پائی، مزار لاہور میں ہے۔

ذکر سید حاجی عبداللہ گیلانی قدس سرہ بن سید اسماعیل

تعلیم طلبا رحق میں مصروف رہتے تھے، ناظم لاہور آپ کا مرید تھا، خوارق آپ کے بھی مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۵۴۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ جمال اسد نوشاہی قادری قدس سرہ

آپ فرزند ششم خواجہ برخوردار کے تھے، صاحب ذوق و شوق اور ذکر کی کیفیت تھی کہ سو گئے جاتے آپ کا قلب ذکر رہتا تھا، جس کی آواز لوگ سنتے تھے، وفات حضرت کی ۱۵۴۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حافظ معموری نوشاہی قادری قدس سرہ

یہ حضرت صاحب جمال و کمال و ذوق و شوق تھے، مرید خاندان نوشاہی کے تھے، وفات ۱۵۴۷ھ میں ہوئی۔

ذکر شاہ محمد غوث لاہوری گیلانی قادری قدس سرہ

فرزند سید حسن پشادری، مرید اپنے والد کے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ

اور صاحبِ جازت سلسلہ ختیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ میں تھے، روحانیت میں میاں میر لاہوری سے بھی تربیت پائی تھی اپنے عہد میں شیخ وقت مقتدائے روزگار مرجعِ خلافت تھے، ایک بار نونہال نگہ نے آپ کی خانقاہ کے چند درخت کٹوائے تھے جو باعثِ ہلاکت اس کے ہوئے وفات حضرت کی ۱۰۵۰ھ میں ہوئی۔ آپ حاجی نور محمد شاہ کے خلیفہ تھے

**ذکر حضرت شیخ پیر محمد المشہور بسپار قدس سرہ**

بعد انتقال پیر کے گجرات میں آنے لگے

۱۰۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔

**ذکر حضرت شیخ عبد الرحمن المشہور بہ پاک حمان نوشاہی قدس سرہ**

یہ حضرت بھی حاجی محمد نوشاہ کے خلیفہ تھے کہ اکثر خلفاء اولاد حضرت نوشاہ نے ان سے تکمیل کی۔ جب مرتبہ صمدانیت کو پہنچے کھانا باطل ترک کر دیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک روز اپنے خادم سعدی سے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ جس مریض پر تو نظر ڈالے اُس کو شفا ہو اور جس فاسق پر تیری نظر پڑے وہ ولی ہو جائے چنانچہ اُس روز سے جو مریض شیخ سعدی کے سامنے آتا تھا اُس کو شفا ہوتی تھی، وفات شیخ عبد الرحمن کی ۱۰۵۳ھ میں ہوئی اور مزار ٹھہری جلد الرحمن میں مشہور ہے اور شیخ الداد کو صاحبِ بقیہ و ثوق تھا آپ کے گھر تھے

**ذکر حضرت سید عبد القادر شاہ گد اگیلانی بن سید عمر بن حاجی محمد ہاشم قدس سرہ**

آپ جامعِ طریقت و شریعت و محرم اسرار حقیقت و معرفت تھے کہ حاجاتِ زہد و ریاضت میں مشغول رہے آپ صاحبِ ملفوظات بھی ہیں اور سیفِ زبان بھی خور و سالی میں سید عبد السمک کی سے تکمیل کی بعد اس کے سید عبد الرحمن کی خدمت میں رہے، بعد اس کے سید محمد لاہوری سے فیض حاصل کیا اور صاحبِ تابیع بھی ہیں وفات حضرت کی ۱۰۵۴ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری قدس سرہ**

آپ خلیفہ پیر محمد بسپار کے تھے آپ کو جذبہ درستی و استغراق ہوتا تھا پہلے ملازم بزرگانِ راقم کے تھے جب جذبہ اکی دامنگیر ہوا ترکِ لباس کر کے شیخ پیر محمد مرید ہو کر تکمیل کر کے اولیا ہوئے آپ اولاد سے بھرا کر جینی کے تھے۔ بعد عطائے خرقہ خلافت لاہور میں آئے کوٹلہ آباد کیا



جو کولہ شاہ فرید آباد مشہور ہے اور ہدایت خلق میں مصروف ہے، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ فتح محمد نوشاہی قدس سرہ**  
آپ نوشاہ عالی جاہ کے مرید تھے ملک پوٹھواری میں تمام خلقت آپ کی کمرڈ تھی، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار پوٹھواری میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ عنایت قدس سرہ بن جافظ برخوردار**  
یہ حضرت مرید شیخ عبد الرحمن کے تھے، گیارہ برس تک حالت استغراق میں رہے کچھ نہیں کھایا، اکثر شب بیدار رہا اور وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی  
**ذکر حضرت شیخ محمد سلطان لاہوری مرگنیتی قدس سرہ**  
آپ سالک مجذوب صاحب کمال اور عشق و محبت تھے، مرید شیخ سندی شاہ کے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت سیدہ حسین بن سید نور محمد سجائو نشین حجرہ قدس سرہ**  
مشہور شاعر و مرجع خلافت تھے بہت کرامات و خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۵۳ھ میں ہوئی اور مزار حجرہ میں ہے۔

**ذکر حضرت میاں حمت اللہ قدس سرہ بن جافظ برخوردار نوشاہی**  
آپ نہایت متقی و سخی تھے، ایک بار حاکم علاقہ نے تقاضا کر لیا کہ میں آپ کی خدمت میں بھیجا، آپ نے ارشاد کیا کہ اس سے کہہ دو کہ ہم نے تجھ کو مسند حکومت جدا کیا اس تقاضے میں ہماری توہین تھی، چنانچہ اسی روز وہ معذور کیا گیا، جس امر میں چاہتے تھے غریب سے لیا دہوتی تھی۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ نصرت اللہ نوشاہی بن حافظ برخوردار قدس سرہ**  
آپ بہت بڑے عالم باہل اور با خدا گذشتے ہیں، مرید اپنے والد کے تھے، اور فیض حمد بیگ سے بھی پایا تھا وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت میر علی شاہ قصوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ غایت تھے اور سماع میں بہت حالت ہوتی تھی، وفات حضرت کی ۱۱۸۵ھ میں تھی۔

ذکر حضرت شیخ سعد اللہ نوشاہی بن جافظ بر خوار قدس سرہ

آپ طبابت بھی کئے تھے، جو بعض آپ کے

زیر علاج رہتا تھا اس کو شفا ہوتی تھی، گو یا جامع الشفا تھے۔ ایک شخص آپ کا منکر تھا اور ہمیشہ تکلیف دیا کرتا تھا، آخر اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ اس کا مال و اسباب چور لے گئے اور ہر دو ہسپروفوت ہوئے اور خود نابینا ہو کر مر گیا۔ وفات حضرت کی ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد عظیم قادری قدس سرہ

آپ منظر کرامات و خوارق تھے اولاد سے

مرید اپنے جدی سلسلہ کے تھے، اگرچہ افغانان لاہور لوٹ مار کرتے تھے مگر کوٹ بیگم تک کہ بجائے سکونت حضرت کی تھی نہ آ سکتے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت عظیم شاہ سراج قادری قدس سرہ

آپ مرید مصاحبان قادری کے تھے وہ مرید حضرت شاہ میاں صاحب

سجادہ جمروہ کے تھے، بعد عطائے خرقہ خلافت بمقام بابکوال کہ لاہور سے چھ کوس ہے تشریف لائے اور تعین ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے، بہت بڑے صاحب کرامات گذرے ہیں، احمد شاہ ابدالی دُرانی کو بھی آپ سے عقیدت تھی، وفات حضرت کی ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید محمد شاہ رزاق گیلانی بن شاہ محمد ہاشم قدس سرہ

آپ تجرید و تقویٰ میں یگانہ روزگار

تقویٰ اور صلاحیت میں شہرہ آفاق تھے، وفات حضرت کی ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ مصاحب خاں خور ولاہوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ سید سردار شاہ کے تھے

علوم ظاہری و باطنی میں کامل، اکثر صدایت خلق اور درس تدریس میں مشغول رہتے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی اور مزار آٹھ بابک وال میں کہ لاہور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ذکر حضرت شاہ صدر الدین بن سید میر عبدلرزاق قدس سرہ | آپ صاحب شیعہ  
اور سخاوت و

شجاعت تھے، دفع کوفہ میں نہایت کوشاں رہتے تھے، وفات حضرت کی سن ۱۱۹۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید سعد الدین بن سید عبدلرزاق صاحب حجرہ قدس سرہ

نہایت بابرکت بزرگ گذرے ہیں، بہت خلق آپ سے فیض یاب ہوئی ہے۔ وفات حضرت کی سن ۱۱۹۷ھ میں ہوئی آپ

ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہ | آپ خلیفہ مصاحب خان کے تھے  
وفات حضرت کی سن ۱۲۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قدس سرہ | مرید شیخ شرف الدین  
پانی پتی کے تھے، وہ

مرید خاندان میاں میر لاہوری کے تھے، اکثر لوگوں نے آپ کی کرامات کے امتحان کئے، آخودہ لوگ غل سمجھے، اکثر  
کرامتیں آپ کی لاہور میں مشہور ہیں، آپ کے خلیفہ یہ ہیں:- امام غلام محمد گامویش، الہ یار شاہ قاری، شیخ فیض  
قریشی، وفات حضرت کی سن ۱۲۱۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمود قدس سرہ | آپ مرید سید صدر الدین کے تھے، صاحب مال قابل  
گذرے ہیں، وفات حضرت کی سن ۱۲۱۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عادل شاہ گیلانی بن سید فاضل قدس سرہ

صاحب تقویٰ اور بافیض تھے، وفات حضرت کی سن ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید شاہ قادری لاہوری قدس سرہ | آپ لاہور میں انگریزوں پر مرزا محمد  
گنج بخش ہوتیری کے مقیم ہوئے

بہت خلق نے آپ سے رجوع کی، وفات ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ سراقادری قدس سرہ | آپ خلیفہ جان محمد قادری کے تھے، اپنے وقت میں کامل  
دبارکت گذرے ہیں، وفات ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر سید علی شاہ قادری قدس سرہ

یہ حضرت احمد آباد سے لاہور میں تشریف لاکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے، آپ بہت سی کرامات کا اظہار

ہوا، آپ مرید سید غازی کے وہ شاہ اعظم کے وہ شاہ اکرام کے وہ شاہ خلیل کے وہ شاہ میاں کے وہ شاہ مصطفیٰ کے وہ شاہ میاں جی کے وہ سید پیرو کے وہ شاہ کرم علی کے وہ شاہ مسعود کے وہ شیخ نور محمد کے، وہ شیخ احمد کے وہ شیخ صوفی کے وہ شیخ رحمت اللہ کے وہ شیخ فضل اللہ کے وہ سید عبدالوہاب کے اور وہ حضرت غوث اعظم کے وفات ان کی ۱۲۲۷ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں بمقام جنگی چراغ شاہ واقع ہے۔

## ذکر حضرت شیخ سید سرائی شہید مقیم ہی قدس سرہ

آپ کی کرامات و خوارق طویل ہیں اور ۱۲۲۸ھ میں شہادت پائی۔

## ذکر حضرت شاہ غلام نبی قدس سرہ

آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے، نہایت بزرگ بابرکت و کرامت تھے، اور روح پاک محمد گنج بخش ہو تری لہذا ہی بھی

فیضان حاصل کیا تھا، بغیر کشتی کے دریا سے گذر جاتے تھے اور قدم تر نہ ہوتا تھا، وفات ان کی ۱۲۳۴ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید قطب الدین گیلانی قدس سرہ

خلیفہ اپنے والد کے تھے، مرجع خلائق بابرکت صاحب کرامات عالم باعمل، وفات آپ کی ۱۲۵۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ مسلم خاں قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ صدر کے ہیں، آپ امیر زادہ تھے، ترک نال منال کر کے فقیروں کے تھے، تہذیب و سادہ شیخت پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں

مصروف رہے، وفات آپ کی ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شاہ بڑے صاحب دہلوی قدس سرہ

آپ صحیح النسب اداات عظام اور اولیاء کرام اور سلسلہ قادریہ میں مشہور و مشہور

صاحب کرامت و خوارق گزشتے ہیں، عہد حضرت محمد شاہ بادشاہ میں وارد دہلی ہوئے، اس زمانہ میں برائے امتحان فقرانہ بادشاہ فقیر گرفتار کر کے بندی خانہ میں رکھے جاتے تھے، ان حضرت کو کوثر الی کے پیادوں کے کہا کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ پکڑے جاؤ گے، آپ نے فرمایا کہ میں نے کیا جرم کیا جو اس بحث میں در پیادہ آئے، آپ کی بندی خانہ میں لے گئے، داروغہ بندی خانہ نے کہا کہ یہ جکی موجود ہے تم بھی دانہ دلو آپ نے جکی کی طرف بھاگنا معاوہ چلنے لگی، یکر امت دیکھ کر کل فقیر بجز تمام مستعدی ہوئے کہ یا بندہ خدا ہماری بندی چھڑائے، آپ نے

حکم دیا کہ اسے چلیو! حکم خدا دانہ دو۔ فقر کو نہ تکلف دو، اُسی وقت سب چکیاں چلنے لگیں، دانہ اُن میں پڑنے لگا۔ یہ کیفیت دیکھ کر داروغہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کا مطلب حاصل ہوا اور کل باجرا عرض کیا بادشاہ ہوا دار پر سوار ہو کر خان سامانی میں آئے، جہاں فقیر قید تھے اور حضرت کی قد مبوسی کی اور عرض کیا کہ تکلیف دینے کا باعث صرف یہی تھا کہ کامل درویش بنے، خدا نے میری ہر ادبوری کی۔ حضرت کو اپنے ہمراہ لاکر ایک عمدہ مکان میں باعزاز رکھا اور دیگر فقر کو نقد اور جاگیریں دیکر رخصت کیا۔ ایک روز حضرت نے رخصت چاہی بادشاہ نے عرض کیا کہ میری التجا یہ ہے کہ آپ میرے پاس رہیں، جہاں حکم ہو خانقاہ تبدیل ہو جائے، آپ نے فرمایا چار کوڑی خشت منگا اور ہم تم دونوں دریا کی سیر کریں۔ الغرض دونوں کشتی پر سوار ہوئے، جب کشتی بیچ دریا کے پہنچی حضرت نے وہ خشت دریا میں چھوڑ کر فرمایا کہ جہاں یہ ٹھیسوں وہاں تکیہ فقیر کا ہو گا۔ حکم بادشاہ ان اینٹوں کی تلاش ہوئی، آخر دیکھا کہ پانی بہت گیا، چاروں اینٹیں کچھ کچھ فاصلہ سے رکھی ہیں، جب کشتی قریب پہنچی حضرت کشتی سے اتر کر وہاں جا بیٹھے، بعد اس کے یہ کیفیت ہوئی کہ ہر وقت ہزاروں آدمی اہل شہر اور امراء بادشاہ حاضر خدمت رہا کرتے تھے ہزاروں کرامت اور خوارق حضرت سے ظہور میں آئے، اور ہنوز مزار پر انوار سے فیضان جاری ہے۔ ایک ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ اُس وقت سے کچھ تک کیسی ہی دریائے جن نے طغیانی کی مگر آپ کے تکیہ پر پانی نہیں چڑھا، وہ تکیہ دریا کے بیچ میں نگم بوہ کے سامنے موجود ہے، اور وہیں مزار ہے، آپ کے دوسرے صاحب سجادہ میاں قادی بخش مجدد ہوئے، دن کو تمام شہر میں پھرتے جس کے گھر میں چاہتے گھس جاتے جوئے جس کو چاہتے اُٹھا کر دیدینے کوئی مانع نہ ہوتا تھا۔ ایک روز ایک جوہری کا صندوق اُٹھالائے اور اُس کو اپنی جھونپڑی میں رکھ کر گوجروں کو بلا کر لائے اتنے میں وہ جوہری شیرینی لیکر آئے اور مندی ہوئے، گو جرم تقاضی ہوئے کہ وہ صندوق ہم کو دیکھے، آپ نے فرمایا کہ جھونپڑی میں گدڑی کے نیچے ہے یلو اگر مل جائے، گو جروں نے جا کر خوب ڈھونڈا ان کو نہ ملا، بعد مالک صندوق سے فرمایا کہ جلدی اندر جا کر اپنا صندوق لے لے، جوہری اندر گیا اور اپنا صندوق لایا، یہ کرامت دیکھ کر سب حیران ہو گئے، گو جروں کو شیرینی دے کر فرمایا کہ تمہاری قسمت میں نہ تھا چلے جاؤ۔ ایک بار ناظر قلعہ کا درشاہ اُتار لائے قلعہ سے باہر اُس میں پتھر رکھے اور شمر کی بیگم کے باغ میں سے ماریاہ پکڑ لائے، اُس سے اُس گٹھڑی کو باندھا اُس کا پھن منھ میں لیکر گانٹھ دی اور اُس کو مڑک پر رکھ دیا اور راہ گیروں سے فرمایا کہ جو چاہے لیے مگر سانپ

دائے، اُس کی دہشت سے کوئی پاس نہ گیا، آخر وہ گھٹری اپنے سر پر رکھ کر پڑنے کو ٹلنے کو چلے، طامع کو پیچھے چھوڑے، آپ نے کوٹلہ پہنچ کر وہ گھٹری بھینک دی اور اپنے تکیہ کی راہ لی، وہ گھٹری پھینکتے ہی نظر مردمان سے غائب ہو گئی، لوگوں نے دوڑ کر آپ سے پوچھا کہ وہ گھٹری کسے لے آئے فرمایا کہ وہ پتھر سونے کے تھے، جب کسی نے نہ لئے بیٹے اس کو جنوں کو دیدیا وہ اٹھالے گئے۔ بعض وقت دریائے اس طرح گذر جاتے تھے کہ پیر کا تلوا بھی تر نہیں ہوتا تھا، اُن کے بعد میاں مہدی علی شاہ صاحبؒ کا ہونے، نہایت بزرگ اور متواضع مرجع خلافت تھے، بادشاہ بھی حضرت کی خدمت میں گاہے گاہے حاضر ہوتے تھے، ایام خشکی میں جو زمیندار اپنے لیکر اُس طرف گذرتے تھے، فی بار چار کوڑی اور پانچ اُپلے حق تکیہ عالیہ کے مقرر تھے۔ ایک روز حضرت ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی ابو ظفر بہادر شاہ حضرت کے پاس بیٹھے تھے، تمام جلوس سواری زیر تکیہ حاضر تھا کہ چند کھاسیں اُپلوں کی آئیں حضرت نے دیکھ کر آواز بلند فرمایا کہ بھلا ہے، بابا اور وہاں سے اُٹھ کر کوڑیاں اور اُپلے لیکر پھر بادشاہ کے پاس آکر گفتگو میں مصروف ہوئے، حضرت باکل بیباک اور پاک تھے ہر کہ و مہ کو ایک نظر دیکھتے تھے، برادر خورد کا تباہ و محروم مرزا گوہر سلطان حضرت کا مرید اور نہایت پیارا تھا، آپ کی کسی مرد فرمایا کرتے تھے، چنانچہ قبل از وقت نکلنے ریش بردیکے اُس کے چہرہ پر ڈاڑھی کُل لی تھی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا فوراً میں ظہور ہوتا تھا۔ ایک بار سائیں کل پوش اور دو تین اُسی قسم کے آدمی جمع ہو کر شاہ بڑے صاحب کے تکیہ کی طرف چلے راہ میں مشورہ ہوا کہ اگر مہدی علی شاہ صاحب کرامات ہے تو ہم کو حسبِ دلخواہ ہر ایک کے کھانا کھلائے گا اور ہر ایک نے ایک ایک چیز کھانی مقرر کر لی، جب تکیہ میں حضرت کے پاس پہنچے آپ نہایت مہربانی سے پیش آئے کہ اسی وقت جو بہادر بادشاہی دو خان کھانے کے لوگ لایا اور عرض کی کہ حضور نے یہ کھانا آپ کے واسطے بھیجا ہے، آپ نے ان صاحبوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمہاری دعوت عنایت کی ہے کھاؤ، ان صاحبوں نے عذر پیش کیا، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ کل پوش راستہ میں مہدی علی شاہ کے پاس بیٹی روٹیاں کھانا چاہتے تھے نوادر کھاؤ الغرض موافق ضمیر ہر شخص کے اپنے دستِ حق پرست سے ہر ایک کو دیا اور فرمایا کہ خوب کھاؤ۔ کل پوش کہتے تھے کہ انہار اس کرامت سے ہم متحیر ہوئے اور غفورِ منصور چاہا وفات حضرت کی غدر سے کئی سال پہلے ہوئی، مزار اُسی تکیہ میں ہے۔

تذکرہ حضرت حافظ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی المعروف حضرت آخوند صاحب قسؒ

آپ فرشتانہ کی کھڑکی کے سامنے اپنی مسجد میں عداوت خلق اور نفع رسائی شہر میں صرف بہتے تھے عاشق رسول، عامل وقت گذرے ہیں۔ کاتب کو بھی حضرت کی خدمت میں نیاز حاصل تھا، ہزاروں مریض و سحر آلودہ و دیگر حاجت مند ہر صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے، بفضل خدا ان سب کی مطلب برآری ہوتی تھی، حضرت کی کرامات و خوارق احاطہ تحریر سے باہر ہیں، مگر کسی قدر تبرکاً درج کرتا ہوں۔

ایک روز میرے پیر بھائی مرزا بہادر صاحب کہ جو فرید عصر تھے مجھ کو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں گئے، اُس وقت حضرت مریضوں و حاجت مندوں کی طرف متوجہ تھے، کامل دس بجے جب فارغ ہوئے مرزا صاحب مذکور سے فرمایا کہ آج خلاف عادت انی دیر ٹھہرنے کا کیا باعث ہوا، انہوں نے کہا کہ میں آج ایک کار ضروری کو آیا ہوں، وروہ یہ ہو کہ میں مقرض ہو گیا ہوں میرا قرض ادا کیجئے، آپ نے فرمایا کہ میں فقیر متوکل ہوں میرے پاس کیا ہجرت کو اللہ نے شہزادہ کیا تم ہی کچھ اس کی سبیل نکالو، مرزا صاحب موصوف نے کہا کہ ہمارا آپ کی پُرانی دوستی ہو کبھی کوئی کام نہیں پڑا آج ذرا سا کام پڑا ہے سو ہی آپ گریز کرتے ہیں۔ اگر کچھ میرا کام نہ ہو تو پھر میں کبھی نہیں ملوں گا، یہ سُن کر مرزا صاحب موصوف کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ کے بالاخانہ پر جو مقام عبادت گاہ ہے لے گئے، بعد قنوتی دیر کے دونوں بزرگ نیچے تشریف لائے، مرزا صاحب موصوف اور یہ کاتب مخلص ہو کر سوار ہوئے، میں نے راستہ میں مرزا صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ آپ دونوں صاحب ادب پر گئے تھے آپ کو آؤند صاحب نے کچھ دیا کچھ بتایا، مرزا موصوف نے فرمایا کہ بھائی اپنے حجرہ میں مجھ کو لے جا کر جلال میں اگر مجھ سے فرمایا کہ کیا کہنا ہے میں نے کہا کچھ دلوایئے یہ سُن کر ایک دو تہر چھت پر ماری، میں نے دیکھا کہ چاروں طرف چھت گیری میں سے روپیہ کی دھاریں بندھ گئیں، وہ روپیہ اس قدر تھا کہ اگر چھت مسکان کی بیٹھ جاتی تو کچھ عجب نہ تھا، اور مجھ سے فرمایا کہ اپنا روپیہ بھر لے جا، مگر یہ یاد ہے کہ تیری فقری بگڑ جائیگی، میں نے ہنس کر قدم پکڑے اور عرض کی کہ مال مشکوک میں بھی نہیں چاہتا فقط ہنسی کی بات تھی نقل ہو کہ کسی جگہ طلباء کی دعوت تھی، طلباء کہ حضرت کے یہاں سے پرورش پاتے تھے سب گئے ایک نہ گیا، ہر چند اُس کو لوگوں نے کہا وہ نہ گیا چنانچہ حضرت نے بھی فرمایا، اور تو چلے گئے وہ حضرت کے پاس بیٹھا رہا، اُس وقت میرے ایک دوست بھی حضرت کے پاس موجود تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے صاحب دعوت کے مسکان کی طرف منہ کر کے زور سے سانس لیا اور فرمایا کہ بریائی کی بو آتی ہے اس طرح پر سانس لے لے کے کئی کھانوں کے نام لئے اور فرمایا کہ وہاں قوتانے کھانے ہیں اور تو یہاں بیٹھا ہے

وہاں کیوں نہ گیا، اس عرصہ میں وہ طلباء بھی آگئے، میں نے اُن سے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا لکھایا جن کھانوں کے نام حضرت نے لئے تھے وہی کھاتے، اُنہوں نے کھائے تھے اور سلسلہ ارادت آپکا اس طرح پر ہے یعنی حافظ صاحب مرید شاہ محمد غوث کے وہ مرید شاہ آل احمد کے، وہ مرید سید شاہ جزہ کے وہ مرید شاہ آل محمد کے وہ مرید شاہ برکت اللہ کے، وہ مرید شاہ فضل اللہ کے، وہ مرید سید احمد کے وہ مرید سید محمد کے، وہ مرید شیخ محمد دم جمال اولیا رکے، وہ مرید شیخ ضیاء الدین قاضی جاکے، وہ مرید حضرت شاہ محمد بھکاری کے وہ مرید سید ابراہیم کے، وہ مرید شیخ بہار الدین کے، وہ مرید سید احمد جیلانی کے وہ مرید میر سید موسیٰ کے، وہ مرید میر سید علی کے، وہ مرید سید علی محی الدین ابی نصر کے، وہ مرید سید ابوصالح کے وہ مرید سید عبدالرزاق کے، وہ مرید حضرت غوث اعظم کے۔ وفات حضرت کی ۱۲۹۶ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں زیارت گاہ ہے۔ آپ کے صاحب سجادہ مولانا حافظ مولوی محمد عمر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو ان صالح با عظمت صاحب زہد و تقویٰ تھے، آپکی ذات بابرکات سے فیض عام جاری ہے مثل اپنے مرشد برحق کے عاشق رسول اور صاحب سلسلہ ہیں۔

یہ حضرت فی زمانہ نوریؒ  
میں قطب وقت اور

### ذکر حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قادری قدس سرہ

شیخ زمانہ گزے ہیں، جن کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و کرامات بے غایات کے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور زباں زرد خاص و عام ہیں۔ تذکرہ غوثیہ سے حضرت کے فضائل بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرید سید اعظم علی شاہ باری کے وہ مرید سید عبداللطیف تبری کے وہ مرید سید امیر بالا پیر کے، وہ مرید سید مقیم محکم الدین کے وہ مرید سید ابو المعالی کے، وہ مرید بھادل شیر قلند کے، وہ مرید شیخ عبدالجلال کے، وہ مرید سید شاہ محمود کے، وہ مرید سید نور محمد کے، وہ مرید سید جلال الدین کے، وہ مرید سید شمس الدین کے وہ مرید سید شہاب الدین کے وہ مرید سید احمد اونی کے، وہ مرید سید علی کے وہ مرید سید عبدالرزاق کے، وہ مرید حضرت پیران پیر کے، اور مولانا کو خان دان سہروردی میں شاہ فدا حسین شاہ صاحب رسول شاہی سے خفت، خلافت پہنچا تھا، اور خاندان نقشبندیہ میں میاں غلام علی شاہ صاحب دہلوی سے خلافت پائی تھی، وفات حضرت کی شب دوشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں ہوئی، مزار شریف پانی پت میں حاجت روائے خلق ہے



حضرت کے مریدوں میں سے کئی حضرات باکمال ہیں، چنانچہ مولانا مولوی اسوجان صاحب دہلوی ساکن محلہ روڈ گراں عجیب بالنسبت صاحب مذاق مستغرق بمقام فانی اشبح بالنسرت صاحب ذوق و ذوق کہ فقر میں شان عالیٰ رتبہ بلند رکھتے ہیں، اس احقر پر نہایت ہریان ہیں اور انکشاف کرامت سے محرز کہ اپنے کمال کو کسوت ملازمت میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔

## ذکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ

آپ مقتدلے روزگار امام زمانہ قطب عہد کمالات ظاہری اور باطن سے آراستہ پیراستہ اور وابستہ محبت الہی صاحب تقویٰ غرق بحر معرفت کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے آپ سے نسبت تھی اور روحانیت خواجہ احرار سے بھی فیضان حاصل کیا تھا، کابل سے سمرقند میں شرف لے جا کر تحصیل علوم ظاہری کیا، بعد خواجہ کنکلی کے مرید ہو کر چندے ریاضت شافہ میں مصروف رہ کر کار درویشی تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا، آپ کم سوتے کم کھاتے کم بولتے اور عشا کے بعد سے تا نماز تہجد و ختم کئے بعد نماز تہجد ایک سو بیس بار سورہ یسین پڑھتے، بعد اس کے ذکر اسم ذات میں مصروف ہوتے، جب آغاز صبح کا ہوتا عرض کرتے کہ الہی رات کو کیا ہوا جو جلدی سے گزر گئی، تھوڑی دیر دیکھی، بعدہ تجدید وضو کر کے دو رکعت تہنیت الوضو ادا کر کے درمیان سنت اور او قفل صبح کے اکتالیس بار سورہ مزمل پڑھ کر نماز صبح باجماعت ادا کر کے تا وقت اشراق وظائف میں مشغول رہتے، بعد اشراق کے ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک تلاوت قرآن میں مصروف رہتے، بعدہ عشاء کی کار برآری فرما کر بوقت دوپہر بعد نماز چاشت قد سے قیلوہ فرما کر نماز ظہر ادا کر کے تا بہ عصر ادا لے نوافل میں مشغول رہتے، عصر سے تھوڑی دیر پہلے حاضرین سے ہم کلام ہوتے، بعد عصر کے تا بہ مغرب درود شریف پڑھتے، بعد ادا لے نماز مغرب و نوافل ہمیشہ تا بہ عشاء طالباں خدا کی تربت فرماتے، اکثر روضہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پر حاضر ہوا کرتے تھے، آخر روحانیت خواجہ سے فیضان حاصل کیا، جس کی سند لے آؤ گی۔

نقل ہر کہ ایک روز آپ کے پسر خواجہ محمد عبداللہ حاضر ہوئے اُن کے ہاتھ میں آری تھی، فرمایا اس کو دیکھ

جب انہوں نے آئینہ پر نظر کی خواجہ کی ریش مبارک کو سفید دیکھا، حالانکہ آپ کی ڈاڑھی سیاہ تھی یہ دیکھ کر پستعجب ہوئے، آپ نے فرمایا کہ جلتے تعجب نہیں کہ یہ نور الہی ہے کہ سبھی ریش پر نمودار ہوا، ایک روز حضرت امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ رہے تھے جب آپ نے الحمد بڑھنی ششدری کی روحانیت امام ابوحنیفہ کوئی آپ کے آگے ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ شیخ میرے مذہب میں بہت اولیاء اور علمائے ربیعہ اتفاق امام ربانی مجدد الف ثانی کے تھے، اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار دہلی آکر مزار حضرت خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہو کر روبرو مزار کے بیٹھ کر متوجہ ہوا، حضرت نے نہایت عنایت سے اپنی نسبت خاص سے کچھ بندہ کو بھی عطا کیا، وہاں سے چل کر مزار حضرت خواجہ قطب الدین کی زیارت سے مشرف ہوا، جبکہ حکم ہوا کہ آج جو نسبت خواجہ باقی باللہ نے تجھ کو عطا کی ہے وہ نسبت سیری ہے وہاں سے چل کر حضرت سلطان المشائخ کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا، وہاں سے مجبوراً شاہ ہوا کہ جو نسبت تجھ کو خواجہ باقی باللہ نے عطا کی ہے وہ عاشقی اور نیاز مندی سے متعلق ہے اور سیری نسبت میں محبوبیت غالب ہے، تجھ کو وہی نسبت کافی ہے، دہلی سے چل کر میں اجمیر شریف میں آیا، جب روضہ حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں متوجہ ہوا فرمایا کہ وہ نسبت کہ جو تجھ کو خواجہ باقی باللہ سے حاصل ہوئی ہے وہ مجھ سے ہے، میں نے عرض کیا کہ خواجہ باقی باللہ نے کبھی نہیں فرمایا کہ مجھ کو نسبت خواجہ جگن جیبت سے ہے، حضرت نے فرمایا کہ جب میں نے خدمت خواجہ یوسف ہمدانی سے نسبت پائی وہ مشعر بہ شوق و ذوق و فن تھے، وہ نسبت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین کی روحانیت سے وہ نسبت خواجہ باقی باللہ کو حاصل ہوئی، آخر حق بقدر رسید وفات حضرت کی دو شنبہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۳۰ھ میں ہوئی، مزار پُر الوار بیرون فیصل شاہ جہاں آباد نہر جہ پور سے پار متصل درگاہ قدم شریف زیارت گاہ ظلیق پور۔ حضرت غلام علی شاہ دہلوی سے روایت ہے کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بندہ برائے زیارت روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہوا اور توجہ کی، دیکھا کہ حضرت مزار سے باہر شریف لائے، موسم گرما میں وقت دوپہر کا تھا، چونکہ حضرت کے مزار پر سایہ نہیں ہے سبب گرمی کے میں پریشان ہو گیا اور اٹھ کر چلا آیا، اس روز سے نہایت انوس میں ہوں، اس واسطے کہ حضرت کی ذرا سی توجہ سے اپنے میں بہت ترقی دیکھتا ہوں اگر زیادہ نصیب ہوتی تو اور زیادہ ترقی ہوتی، ایک طالب فیضان مدت کے آپ کے مزار پر مشغول تھا ایک روز اس سے فرمایا کہ تو یہاں

کیوں پڑا ہے اُس نے عرض کیا کہ طالب خدا و نیز طالب فیضان حضور ہوں، آپ نے ارشاد کیا کہ ہمارے مرید شہر میں ہیں تو ان کے پاس با تیری مطلب برآری ہوگی، چنانچہ وہ شخص حضرت شاہ ابوسعید کے پاس گیا مرید ہوا اور کل کیفیت بیان کی۔ نقل ہے کہ ایک طالب آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میں طالب معرفت الہی ہوں، فرمایا کہ چند روز رہ کر کسب نقشبندیہ کر خدا فضل کرے گا، اُس نے جواب دیا کہ میں بے مشقت چاہتا ہوں مجھ سے محنت نہ ہو سکیگی، اگر آپ کی درگاہ سے محروم کیا تو معلوم کروں گا کہ کتب صوفیہ میں جو بزرگوں کے حالات لکھے ہیں وہ ایک ڈھکوسلہ ہے، یہ سن کر آپ کو جلال آیا اور اُس کی طرف دیکھا موعاً یہوش ہو گیا، بعد افاقہ ہوا اپنے مریدوں سے فرمایا کہ یہ شخص اُمّی ہر اس پر خدا نے فضل کیا جس علم میں چاہو بکثرت کرو، چنانچہ امتحان میں پورا اُترا اور ہوا پر پرداز کر کے نظر مردمان سے غائب ہو گیا۔

## نقشہ سلسلہ پیران حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی

جہر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	مدینہ منورہ	.
۲	حضرت محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	.	.	.
۳	حضرت قاسم بن محمد	۱۲ھ	مدینہ	.
۴	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	دو شنبہ ۱۵ رجب ۱۲۹ھ	.	.
۵	حضرت بایزید بسطامی	جمعہ شعبان ۱۳۶ھ	بسطام	.
۶	خواجہ ابوالحسن حرانی	۳۲۰ھ	.	.
۷	خواجہ ابو علی فارمدی	۳۶۰ھ	.	.
۸	خواجہ یوسف ہمدانی	۳۳۲ھ	ہرات	.
۹	خواجہ عبدالخالق عجمدانی	۵۴۵ھ	عجمدان	.
۱۰	خواجہ محمد عارف ریوگری	۷۱۵ھ	ریوگر	.
۱۱	خواجہ محمود فغوی	۷۱۶ھ	.	.
۱۲	خواجہ عزیز علی راستینی	۷۲۱ھ	خوارزم	.

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱۳	خواجہ محمد بابا ساسی <sup>۷۷۵ھ</sup>	<sup>۷۷۵ھ</sup>	قصبہ ساس	.
۱۴	خواجہ امیر کلال	پنجشنبہ ۸ جمادی الاول <sup>۷۷۲ھ</sup>	سوخار	.
۱۵	خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی	۳ ربیع الاول <sup>۷۹۱ھ</sup>	قرب نجار	.
۱۶	خواجہ علاؤ الدین عطار	۲ رجب <sup>۷۸۲ھ</sup>	جفائیا	.
۱۷	مولانا یعقوب چرخ	<sup>۷۸۱ھ</sup>	یلفنو	.
۱۸	خواجہ عبدالسدا حرار	غرمہ محرم <sup>۷۹۵ھ</sup>	سمرقند	.
۱۹	مولانا زادولی	<sup>۷۳۶ھ</sup>	خرش	.
۲۰	مولانا درویش محمد	<sup>۷۷۰ھ</sup>	موضع اسفہار	.
۲۱	خواجہ محمد الکنگ	<sup>۱۰۰۸ھ</sup>	قصبہ الکنگ	.
۲۲	خواجہ باقی باللہ	<sup>۱۰۱۲ھ</sup>	دہلی	.

### دوسرا سلسلہ پیران خواجہ باقی باللہ اس طرح پر ہے

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت علی مرتضیٰ	۲۱ رمضان <sup>۷۴۰ھ</sup>	نخجہ اشرف	.
۲	خواجہ حسن ابصری	۵ محرم <sup>۱۱۱۱ھ</sup>	بصرہ	.
۳	خواجہ حبیب عجمی	۳ ربیع الاول <sup>۱۵۶ھ</sup>	.	.
۴	خواجہ داؤد المانی	<sup>۱۶۲ھ</sup>	.	.
۵	خواجہ سعید کرخی	۲ محرم <sup>۷۲۰ھ</sup>	کرخی	.
۷	خواجہ سری سقطی	۳ رمضان <sup>۷۳۵ھ</sup>	بغداد	.
۷	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب <sup>۷۳۳ھ</sup>	.	.
۸	خواجہ ابوعلی رودباری	<sup>۷۲۲ھ</sup>	رودبار	.
۹	خواجہ ابوعلی کاتب	<sup>۷۵۶ھ</sup>	.	.

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ	جائے مزار	کمیت
۱۰	خواجہ عثمان مغربی	۳۶۳ھ	نیشاپور	۰
۱۱	شیخ انقاسم کرکائی	۳۵۰ھ	کرکان	۰
۱۲	شیخ ابوعلی فارمدی	۳۶۰ھ	۰	۰
۱۳	خواجہ یوسف ہمدانی	۵۰۲ھ	ہرات	۰
۱۴	خواجہ عبدالخالق عجمدانی	۵۵۵ھ	عجمدان	۰
۱۵	خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی	۷۹۱ھ	قریب بخارا	۰

باقی بزرگوں کے حالات پہلے نقشہ میں لکھے گئے

## ذکر حضرت شیخ احمد مجد الفشانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی میں قطبِ قوت غوثِ عہد گذرے ہیں، جامعِ اکرامات صاحبِ ولایت عاملِ سنتِ جماعت و ارثِ کمالِ نبویہ مزینِ اطوار احمدیہ نقشبندیہ امامِ طریقتِ مقصدائے حقیقت پیشوائے طریقتِ نقشبندیہ مجددیہ کہ منظرِ کرامتِ اولاد سے حضرت عمر فاروق کی تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت کو سلسلہ نقشبندیہ میں ارادتِ خواجہ باقی باللہ سے تھی اور طریقہ قادریہ میں شاہ سکنہ نقشبندی اور سلسلہ صابریہ حیشتیہ میں مخدوم عبداللہ سے اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی مخدوم عبداللہ سے فیضان تھا۔ لکھا ہے کہ حضرت ۷۹۵ھ میں پیدا ہوئے شیخ بدر الدین نقشبندی سے روایت ہے کہ عالمِ خرد سالی سے اظہارِ کرامت شروع ہونے لگے تھے۔ شیخ محمد نعمان کہتے ہیں کہ بچے ایک معاملہ میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا با حضرت صدیق اکبر تشریف لائے اور حضرت نے ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ نعمان سے کہو کہ جو مقبول شیخ احمد کا ہے وہ مقبول میرا ہے، جو میرا مقبول ہے وہ خدا کا مقبول ہے۔ سید محمد صالح کہتے ہیں کہ ایک بار مجھ کو حضرت نے طرف بھڑانچ کے ججا اور فرمایا کہ راستہ میں سورہ لائلاف بہت پڑھنا اگر مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کرنا، جب میں چلا راستہ بھول گیا ایک جنگل و برانہ میں جا جہا ایک شیر جا رہا تھا کہ میرے اوپر حملہ کرے میں نے حضرت کا نام لیا اسی وقت حضرت بذاتِ خود پیدا ہوئے اور شیر کو بھگایا اور میں نے میرے ہمراہیوں نے شیر سے خلاصی پائی۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ احمد سجد میں بیٹھے حلقہ کراہے تھے، مریدوں کی تعلیم میں متوجہ تھے کہ شاہ سکندر کیستلی تشریف لائے اور فرقہ قادریہ شیخ احمد کو دیا، اُسی معاملہ میں ان کو خیال پیدا ہوا کہ میں مرید فاندان نقشبندیہ کا ہوں اور نسبت قادریہ نے مجھ کو گھیرا لیا نہ ہو کہ پیران نقشبندیہ ناراض ہوں اُمّ وقت دیکھا کہ حضرت غوث اعظمؒ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ اور خواجہ عبدالباقیؒ و خواجہ حسین الدین حشتیؒ و شیخ شہاب الدین سہروردیؒ و شیخ نجم الدین کبریٰؒ و مدار صاحب پیران عظام تشریف لائے اور سب نے آپ کا اپنا خلیفہ کیا، اُس روز حضرت صبح سے ظہر کے وقت تک مراقبہ میں رہ کر اس حال کو دیکھتے رہے۔

نقل ہے کہ قید ہونے سے چند روز پہلے آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا تھا کہ مجھ پر کوئی بلا آئی والی ہے کس واسطے کہ ترقی مقامات ولایت مجھ کو ہونی ہیں، اب ضرور ہے کہ کوئی بلا نازل ہوگی، چنانچہ جب قید ہوئے ہزاروں قیدی کفار آپ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے، اگر حالت قید میں بادشاہ کے واسطے کبھی بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ بادشاہ نے جو مجھ کو قید کیا خوب ہوا، کس واسطے کہ کئی ہزار آدمی دولت دین سے مشرف ہوئے اور میرے مقامات میں ترقی ہوئی، ہر چند مرید چاہتے تھے کہ بادشاہ کے واسطے بددعا کرنا آپ منع فرماتے تھے، یہ ذکر عہد نور الدین جہانگیر بادشاہ کا ہے، کاتب کی رائے یہ ہے کہ بیشک حضرت قطب الوقت و اصل حق اور نصف مزاج تھے، کس واسطے کہ بادشاہ کی جو حالت تھی انہر من ائس تھی، مگر اُس وقت کے علماء ہند کو آپ سے نفاق تھا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے چند روز آپ کا نفاق رہا اور تمام شیعہ مع نور جہاں بیگم کے آپ کے دشمن تھے صحیح یہ کہ وہ لوگ باعث تخریب تھے، پس یہ قید ہونا اور جو بے ادبی ظہور میں آئی وہ صرف ابائے شیعہ سے تھی حضرت ازراہ کشف بادشاہ کی ضمیر سے واقف تھے، کیونکہ بددعا دیتے کس واسطے کہ بادشاہ کو اس میں بے گناہ سمجھتے تھے، مگر آخر میں فاندان کے ایک مرید نے جس کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھا جاتا اُس نے آپ کا بدلہ جہانگیر کی اولاد سے لیا الغرض آدم برسر مطلب چونکہ یہ فاندان تیموریہ ہمیشہ سے خادم الفقرا مشہور ہے اور آخر کو بعد در سال کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفائی کٹی ہو گئی تھی، بادشاہ نے حضرت کو انجور و بزملا کر جو بے ادبیاں کہ علماء شیعہ کے کہنے سے ہوئی تھیں ان کا عذر چاہا اور بہت اکرام کیا، یہاں تک کہ حضرت کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہ کرتے تھے، اور شہزادہ خورم کو آپ کا مرید کر دیا، اُس روز سے نا عہد عالمگیر بادشاہ اکثر امراء شاہی آپ کے سلسلہ ارادت میں آتے رہے، آپ فرماتے تھے کہ قیامت تک جو ہر سلسلہ میں مرید

ہوں گے، اُن کی خبر مجھ کو ملا کرے گی، اور جو میرے سلسلہ میں ہے وہ آتش و دوزخ سے آزاد ہے اور مجھ کو بشارت دی گئی ہے کہ جہدی آخر الزماں میرے طریقہ میں ہوں گے۔ حضرت کے فضائل حضرت کے مکتوبات سے ظاہر ہیں، دوسرا سب آپ کے قید ہونے کا یہ ہے کہ آپ نے ایک رسالہ درِ موفیض میں تالیف فرمایا تھا، وہ لوگ حضرت کے بہت دشمن تھے، چونکہ نور جہاں بیگم بھی شیعہ تھیں، پس یہ لوگ بھی باعثِ آپ کی تحقیر کا ہوئے ہیں، میرے نزدیک یہ قید ہونا گویا حضرت کی حکمت تھی، ایک تو اس قید میں ترقی مقامات کا ہونا دوسرے شہزادہ اور احرار کا حلقہ ارادت میں آنا، ورنہ ایک بادشاہ کیا اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ جمع ہو کر آپ کے ضرر پہنچانا چاہتے ہرگز ممکن نہ تھا، کس واسطے کہ عارفِ قید میں نہیں آسکتے، آپ کا درجہ تو اعلیٰ تھا آپ کے ادنیٰ ادنیٰ غلامانِ غلام سے بہت سی کراتیں ظاہر ہوئی ہیں اور اُن کے مزارات سے ہنوز ظاہر ہوتی ہیں نقل ہے کہ ایک شخص شہرہ کرامت حضرت کا سُن کر داخل سرہند ہوا، وقت شب تھا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا، آپ کے کسی دشمن کے گھر ٹھہر کر آپ کا حال دریافت کیا، اُس نے برعکس بیان کیا بلکہ سخت کلمات کہے جب کہ صبح رات گزری وہ اہل خانہ مر گیا، یعنی اُس کا کوئی دشمن پہنچا اور سونے کو ہلاک کیا، صبح وہ شخص جب حضرت کی خدمت میں آیا آپ اُس کو کھلے نکالے اور فرمایا کہ تو جس شخص کے گھرات کوربا تھا اُس نے جو کچھ کہا تھا جھوٹ کہا تھا آخر اُس نے اپنی سزا پائی، نقل ہے کہ شیخ الاسلام مولوی عبد الحکیم یا لکھنوی ادا اہل میں آپ کے دشمن تھے، ایک شب آپ کو خواب دیکھا کہ آپ بیتِ قل اللہم تم ذرہم پڑھتے ہیں، یہ سنتے ہی مولوی کے دل میں آپ کا شوق پیدا ہوا، جب بیدار ہوا تو اپنے قلب کو ڈاکر پایا اور چند روز آپ کے تصور میں ذکر حق کرتا رہا، آخر حاضر خدمت ہو کر مُرید ہوا شیخ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سید دشمن معاویہ تھا، ایک دفعہ شیخ مکتوبات کو دیکھ رہا تھا جب تعریف معاویہ کی دیکھی مکتوبات کو ہاتھ سے پھینک دیا، اُسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور اُس کے دونوں کان پر کمر فرمایا کہ ادبِ ادب تو میرے کلام پر اعتراض کرتا ہو، اگر تجھ کو یقین نہیں تو آج تجھ کو علی مرتضیٰ کی خدمت میں لے جاتا ہوں، چنانچہ کشاکش اُن کے پاس کو بحضور علی مرتضیٰ لے گئے اور عرض کی کہ یہ شخص تعریف معاویہ سے مجھ پر معترض ہے، میری کتاب پھینک دی کیا ارشاد ہوتا ہے، جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ ہرگز اصحابِ پیغمبر خدا سے عداوت نہ کرنی چاہیے اور جو شیخ احمد نے کہا وہ حق ہے، یہ سُن کر وہ سید متحیر ہوا اور کچھ دلیل کہنے لگا، حضرت امیر نے فرمایا کہ ابھی دل اس جاہل کا نورِ صحت سے منور نہیں ہوا ہے، اس کے سینہ پر ایک سیلی مارو کہ توبہ کرے، چنانچہ حضرت نے ایک سیلی اُس کے سینہ پر ماری اور اُس نے توبہ کی صبح جب وہ بیدار

ہوا تو اُس کے سینہ پر سیلی کا نشان تھا، حضرت کی خدمت میں کر مرید ہوا، نیز روایت ہو کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ احمد صاحب دونوں بزرگوں میں نزاع تھی، ایک روز میں شیخ محدث کی خدمت میں گیا اور اپنے شیخ کی کرامت بیان کی انہوں نے انکار کیا، میں نے کہا بزرگان دین اور عارفان حق سے عداوت خوب نہیں، ہمارا تمہارا منصف قرآن ہر ہم تم وضو کریں اور قرآن کھولیں جو آیت نکلے اُس کے موافق عمل کریں، چنانچہ قرآن شریف کھولا یہ آیت نکلی رجال لا تہجد تجارتہ ولا بیع عن ذکر اللہ اسی وقت شیخ محدث تاب ہوئے اور وہ جھگڑا موقوف ہو گیا، شیخ جان محمد جالندھری فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ قادریہ میں شیخ کا مرید ہوا، ایک شب حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میرے دل میں گذر کہ میں سوال کروں کہ مجھ کو زیارت غوث الاعظم کی تمنا ہے، شیخ نے نور باطن سے میرے دل کا حال معلوم کر کے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جان محمد قطب نامے کو پہچانا ہے، میں نے انگلی سے بتایا اسی وقت ایک شخص سنا سے خرقدہ سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار اُس سے جدا ہو کر جلدی سے شیخ کے روبرو آیا، شیخ نے آداب عرض کیا اور مجھ سے فرمایا کہ غوث اعظم ہی حضرت ہیں زیارت کر لے، جب میں زیارت کر چکا حضرت غوث اعظم جس طرح تشریف لائے تھے اسی طرح واپس چلے گئے۔

ملا شیخ میرک فرماتے ہیں ایک بار میں سرہند میں پہنچا اور شیخ سے ملنے کا ارادہ کیا اگر شیخ کمال ہر میرے چاروں سوالوں کا جواب دے گا اول یہ کہ شیخ اپنے کو صدیق اکبر سے افضل کہتا ہے اگر اس سے پاک ہے تو میری تسلی کریگا، دوم میں نے سنا ہے کہ خواجہ باقی باللہ بے اجازت اپنے پیر کے مرید کرنے لگے تھے، اس کا جواب بھی مجھ کو شافی نہیگا، سوم میرے باپ دادا کا حال ظاہر کریگا، چہارم خواجہ خاوند محمود بخاری سے کیا اعتقاد ہے بیان کریگا۔ ہنوز یہ خطہ میرا لپڑا نہ ہوا تھا کہ شیخ نے اپنے سرہانے سے ایک جزو مجھ کو نکال کر دیا فرمایا کہ پڑھ اور فرمایا کہ دیکھ اس جزو سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں اپنے کو خلیفہ پیغمبر بر فضیلت دیتا ہوں، میں نے دیکھ کر کہا کہ نہیں معلوم ہوتا فرمایا کہ جو کچھ مجھ پر واقع ہوا ہے یہ ہر باقی دشمنوں کی افزا پر دازی ہے، پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ خاوند محمود یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ کو اجازت مرید کرنے کی اپنے پیر سے نہیں ہے، کس واسطے کہ ایک روز خواجہ اکمن کی خرپڑہ کھا ہے تھے اور قاشیں کر کے اپنے مریدوں کو بھی دے رہے تھے، مگر خواجہ باقی باللہ کو نہیں دیا، حاضرین نے کہا کہ خواجہ باقی باللہ کو بھی مرحمت ہو، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ثابت ایک خرپڑہ



اس کو دیدیا ہے، خواجہ باقی باللہ یہ سن کر خوش ہوئے اور سمجھے کہ شیخ نے مجھ کو اجازت مرید کر نیکی پدی  
اُس کے جواب میں میں نے کہا کہ اس طرح نہیں ہوئے اپنے پیر سے اور دوسرے بزرگوں سے نہیں سنا بلکہ میرے  
نزدیک ثابت ہوا کہ خواجہ امکنی نے خواجہ باقی باللہ کو اجازت اور خلافت دیدی ہو مگر وہ قبول نہ کرتے  
تھے کہ میں اس بارگراں کے اٹھانے کے قابل نہیں ہوں مگر خواجہ امکنی نے نہ مانا اور فرمایا کہ میں تجھ کو  
اجازت دی اور یہ کام تجھ کو کرنا ہوگا، اُس وقت کئی بوڑھے آدمی اور بھی موجود تھے، اُنہوں نے بھی  
تصدیق کی، یہ سن کر خواجہ خاوند محمود نے فرمایا کہ میں نے بھی سنا ہے اور میرے چوتھے سوال کے جواب میں فرمایا کہ خواجہ  
خاوند محمود میرے پیر زادہ کی اولاد خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی ہیں، پس چاروں سوالوں کا جواب پا کر میں مقنع  
اور مرید ہوا، چنانچہ فیرنے اپنے مرشد سے سنا کہ فرماتے تھے دہلی میں بائیس قطب علی درجہ کے ہیں، میں  
خواجہ باقی باللہ بھی ہیں، میں نے بھی روحانیت حضرت سے فیضان حاصل کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں بلاط  
روحانیت حضرت سے اجازت ہو، ایک زمانہ میں یہ کاتب بھی ایک روز روضہ عالیہ پر حاضر ہو کر زیارت سے  
مشفوع ہوا جو فیض اور مذاق حاصل ہوا بیان سے باہر ہے، چنانچہ قدر سے پہلے بشارت دی تھی کہ تو دہلی سے  
چلا جا اور مالوہ کو جانا ہوگا، میں نے اپنی نصیبی سے اُس پر عمل نہیں کیا، جب مالوہ میں پہنچا وہاں  
قبولیت عظیم ہوئی، جب سمجھا کہ حضرت پہلے ہی آگاہ کر چکے تھے، یہ قبولیت حضرت کے طفیل ہو نقل ہو کہ سید  
غلام علی شاہ دہلوی عالم بے بدل و درویش بے مثل اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ کمال کبجلی  
کے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ احمد مجدد الف ثانی حلقہ مریدوں میں تشریف فرما تھے، فرماتے  
لگے کہ حاضرین حلقہ سے ایک شخص کے گلے میں طوق کفر پڑا ہوا ہے مگر طریقہ راہ راست پر آجائے گا  
یہ سن کر تمام مرید کانپ اٹھے کہ نہ معلوم ہم میں سے کون ہو اور اُس کا نام کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ شیخ  
ظاہر ہے، یہ سن کر حاضرین کو اور بھی تعجب ہوا آخر چند مہینے کے شیخ ظاہر ایک ہندو عورت پر عاشق  
ہوئے اور ترک لباس اسلام کر کے زنا کر گئے میں ڈالا چونکہ شیخ ظاہر سے آپ کو بہت محبت تھی چل  
سن کر بہت رنجیدہ ہوئے، آخر آپ کے دونوں صاحبزادوں نے ایک وقت عرض کیا کہ ہمارا اُستاد کا کفر کے دبا  
میں سر ڈوب گیا ہے اگر آپ توجہ فرمائیں تو وہ پھر مسلمان ہو جو ہونا تھا سو ہوا، جب صاحبزادوں نے بہت ہزار  
کیا آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ ابھی حضرت غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کے تئیں کسی کار پر قدرت ہو  
وہ اگر توسل میرا درمیان میں لائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی وہ حاجت روا کرے، میں دعا کرتا ہوں کہ آپ

دوستوں کے طفیل سے شیخ طاہر کو اس بلا سے نکال، اُسی وقت شیخ طاہر کی مستی اور وہ عشق مزاجی دور ہوئی، اُسی وقت آپ کی خدمت میں اگر دوبارہ مشرف باسلام ہو کر مُرید ہوئے، سید غلام علی شاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا ہے، چنانچہ جنید بغدادیؒ، غوث اعظم اپنی اپنی صدی میں مجدد اور محی الدین مجھے ہیں، پس گیارہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد کو مجدد دین اسلام پیدا فرمایا، چنانچہ مجدد الف ثانی و قلم ربانی و محبوب جانی و امام ربانی و قطب آپ ہی ہیں صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ شیخ احمد سے دو خوارق ایسے ہیں کہ قیامت تک زمین پر یادگار رہیں گے ایک تو آپ کے مکتوبات اور دوسرے رسالہ کہ جس میں حقائق اور معارف بر ملا درج ہیں، دوسرے آپ کے فرزند کہ جن کو آپ نے اپنے کمال سے مثل اپنے کر لیا تھا، وہ ایک خواجہ محمد صادق دوسرے شیخ احمد سعید تیسرے شیخ محمد معصوم، چہارم شیخ محمد اشرف، پنجم محمد فرخ، ششم شیخ محمد علی، ہفتم شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جی، ان صاحبوں میں سے شیخ احمد سعید اور محمد معصوم صاحب سجادہ ہوئے، وفات حضرت کی بروز شنبہ ۱۰ صفر ۱۰۳۲ھ میں ہوئی، مزار سرہند میں زیارت گاہ خلائق و حاجت روا کے مُریدان ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری نقشبندی قدس سرہ

آپ خلیفہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے تھے، صاحب ریاضت و مجاہدت و مقامات عالی و کرامت و خوارق کہ قبولی بہت رکھتے تھے، پہلے خاندان قادریہ میں شاہ سکندر بن شاہ کمال کیتلی کے مُرید ہوئے بعدہ شیخ عبدالواحد والد شیخ احمد مجدد کے زیر تعلیم ہے، اُن کی وفات کے بعد صحبت شیخ احمد سے بہرہ مند ہوئے اور تعلیم خواجہ احمد سعید و خواجہ محمد معصوم پر متعین ہوئے، بعدہ بلائے کفار میں پھنس کر پھر دماغ حضرت سے اُس کفر سے خلاصی پائی، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، بعدہ توجہ حضرت مرشد کے کمال و ولایت فائز ہوئے اور طریقہ نقشبندیہ قادریہ میں صاحب اجازت ہوئے، اور لاہور میں مامور ہو کر ہدایت خلق میں مصروف ہے، مقامات حضرت کے آپ کے اُن مکتوبات جو خدمت پیر میں تحریر کئے ہیں ان سے ظاہر ہیں، خلیفہ آپ کے مشہور ترین یہ ہیں:- شیخ ابو محمد قادری نقشبندی لاہوری، دویم صوفی دہلوی سویم شیخ لکھن مست کہ لاہور میں آسودہ ہیں، چہارم شیخ ابوالقاسم کہ مزار آپ کا جدہ میں ہے، پنجم شیخ آدم بنوری کہ سلسلہ قادریہ میں مُرید تھے، وفات شیخ طاہر کی ۸ محرم ۱۰۳۲ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ سیرنگ قدس سرہ

آپ صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ کے ادرمید بھی تھے، بعد خواجہ حسام الدین کہ مرید

خواجہ باقی باللہ کے تھے، اُن کی خدمت میں رہ کر کار تکمیل پہنچایا، وفات حضرت کی سوسہ سال ہوئی، مزار نزد والد ہے۔

## ذکر حضرت آخوند ملا حسین جبار کشمیری مجدد قدس سرہ

آپ پہلے مرید لانا محمد فادری کے

بعد خواجہ عبدالشہید دہلوی کے ہو کر فیضان کامل حاصل کر کے چندے روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر رہ کر پھر کشمیر میں آکر حدیثِ خلق میں مصروف ہوئے، تاریخِ عظیمہ میں ذکر ہے کہ شیخ محمد امین صوفی د مولانا حیدر و خواجہ محمد فضیل و بابا نصیب الدین سہروردی بروز جمعہ آپ نے آئے، خواجہ محمد عظم صاحب تاریخ مذکور میں کہتے ہیں کہ میں بھی اپنے پیر بابا نصیب الدین کے ہمراہ تھا، ملا حسین نے ایک حدیث پڑھ کر مولانا حیدر سے پوچھا کہ اس حدیث کا راوی کون ہے، ملا حیدر چپ رہے، مگر اُن صاحبزادہ خواجہ محمد فضل نے کہا کہ حضرت عثمان غنی سے روایت ہے ملا حسین نے التفات نہ کر کے پھر مولانا حیدر سے پوچھا، مولانا نے اپنے فرزند کے کلام کی تائید کی، ملا نے کہا پہلے تم نے کہا اب یہ تائید کلام کیوں ہے اس میں سخت تردد ہوا ضرور ہوا کہ حضرت عثمان غنی سے اس کی تصدیق کی جائے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص برقع پوش نورانی آیا، یہ سب بزرگ عظیم بجالائے اور اس شخص کے قدم چومے نوادارے آہستہ باد بکلی تصدیق کی، بعد تصدیق کے وہ برقع پوش جس طرف سے تشریف لائے تھے وہیں تشریف لے گئے، یہ تینوں بزرگ حضرت عثمان غنی کے مشکور ہوئے اور فرمایا کہ مریع پاک خلیفہ ثالث الکی تھی، برائے تصدیق روایت حدیث تشریف لائے تھے، وفات خواجہ ملا حسین کی سوسہ سالہ میں ہوئی، مزار کشمیر ریاست محلہ کوجور میں ہے۔

## ذکر حضرت خواجہ خاوند حضرت ایشاں قدس سرہ

آپ دلی مادر زاد قطب الانشا صاحب حال، قال عاشق

ذوالجلال، ظہر جلال و کمال بن میر سید شریف بن خواجہ مجیر بن تلج الدین حسن بن خواجہ علاؤ الدین عطار اور مرید خواجہ ابوالحسن سفید کے اور روحانیت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی

سے بھی ایسے طریقے پر فیضان تھا، اور سلسلہ آپکا خواجہ خبید بغدادی سے مل جاتا ہے، میں برس کی عمر میں خوش میں آکر تعلیم ہوئے، ایک روز مجلس باقی بیگ حاکم خوش میں بیٹھے تھے کہ بہت بد مزاج اور منکر اویا تھا، آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ وہ لوگ کہ جو اپنے کو خواجہ زال کہتے ہیں خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں ان کی ناک اور کان کاٹ کر شہر میں شہیر کیا جائے، یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ میں میدان دار ہوں کہ رنگ خاندان دشمنان بزرگان کے ناک کان کٹیں، چنانچہ بعد ایک ہفتہ کے میرے شکار شاہ بخارا کا معراج نور شکاری خوش میں آیا ایک ضعیفہ کی بکری زبردستی لے لی، اس پر حاکم خوش نے میرے شکار کو خوب ٹپوایا اُس نے بخارا پہنچ کر بادشاہ سے استغاثہ کیا کہ حاکم خوش نے مجھے کو ٹپوایا اور بار سرکاری چھین لیا، یہ سن کر شاہ برہم ہوا اور باقی بیگ حاکم خوش کو بلا کر اُس کی ناک اور کان کٹوا دیے، اُس منکر اویا نے اپنی سزا پائی، پس جب عبداللہ خاں شاہ بخارا اور اُس کے پسر عبدالمومن نے انتقال کیا حضرت وہاں کے کشمیر میں آکر جمیل بیگ حاکم کشمیر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے بہت کچھ رجوع خلافت ہوئی ہزاروں مرید ہوئے تاحال آپ کی اولاد کشمیر میں موجود ہے، بعدہ اکبر آباد لاہور دہلی میں بھی چندے ہے، بعد شاہانِ مجددی یعنی از عہد حضرت اکبر اعظم تا حضرت شاہجہاں حضرت کا نہایت اعزاز رہا اور جو دعا کرتے فوراً بارگاہ الہی میں مستجاب ہوتی تھی، چنانچہ دوبار بارش کے واسطے دعا کی اور پانی برسا۔

نقل ہے کہ جب شرف بیگ برادر عرض بیگ کابل جانے لگا، حضرت نے کسی کار کے واسطے ارشاد فرمایا اُس نے سستی کی، آپ اُس سے منکر خاطر ہوئے وہ تپ کہنے میں مبتلا ہوا اور نفاس حرارت کا روز بروز زیادہ ہونے لگا، آخر اُس کو حضرت کی خدمت میں لائے اور دعا کے واسطے صحت چاہی، حضرت نے نجیر فرما کر ارشاد کیا کہ اگر خدا چاہے گا صحت ہوگی، لوگ سمجھے کہ شفا کے واسطے فرمایا اُس کو پھر گھر میں لے گئے، اُس کا گھر قریب خانقاہ تھا، جب رات ہوئی یکایک اُس کے گھر سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ اُس کا بیگ مر گیا، اُسی وقت اُس کا برادر عرض بیگ روٹا پٹتا آیا اور عرض کی کہ خواجہ نقشبند نے مردوں کو زندہ کر دیا میں بھی اُمید دار ہوں کہ میرا برادر زندہ ہو، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ گھر میں جا کر دیکھ شاید زندہ ہو، یہ فرمایا ہے تھے کہ رونے کی آواز موقوف ہوئی اور خبر آئی کہ شرف بیگ نے آنکھ کھولی، حضرت کی توجہ سے دین رز میں صحت ہوئی، ایک بار حضرت عید گاہ لاہور میں بروز عید تشریف فرما تھے، نمازی جمع ہو چکے تھے، مگر صوبہ لاہور کا انتظار تھا اثناء ذکر میں آخر وقت نماز کا ذکر آیا

حضرت نے فرمایا کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے، ملا برصالح لاہوری نے انکار کیا اور بے ادبی کے سخن زبان پر لایا، حضرت نے فرمایا کہ اے آفتاب حیات تیرا زیر برسات آگیا، چنانچہ ملا بعد نماز کے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو چلا کہ گھوڑا بگڑا اور ملا گلا اور گردن کا منکا ٹوٹا، بالکل اپنے گھر پہنچا اور جانا کہ یہ شامت اُس بے ادبی کی ہو، آخر قاضی نور الدین و شیخ الاسلام میر حسین کو حضرت کی خدمت میں بھیج کر عفو قصور چاہا، حضرت نے فرمایا کہ اب مجبوری ہے تیر بہدف پہنچ چکا میں اگرچہ راضی ہوں مگر میرے خواجگان صنی نہیں آخر ملا اُسی روز مر گیا۔ ایک بار ملا ذہبی شاعر کشمیر تاسیخ خانقاہ حضرت لکھ کر لایا، اُس وقت ہجوم خلائق تھا اُس کو پیش نہ کر سکا، جب چلا حضرت نے پکار کر فرمایا کہ ملا جو کا غذ تیری جیب میں ہو دیتا جا کہ اس وقت سے بہتر کون قت ہو گا، ملا متعجب ہوا اور پرچہ تاسیخ پیش کیا، خواجہ معین الدین تحریر فراتے ہیں کہ انتقال سے پندرہ روز پہلے بعد نماز عصر نواب فقار خاں عالی جاہ کمرید حضرت کا تھا اُس فرمایا کہ بعد پندرہ روز کے میرا سفر آخرت ہے، چنانچہ جب سولہواں روز آیا بعد نماز مغرب کئی بار شہر چلا، اگلی غنچہ امید بکنی گلے از روضہ جاوید بنما، اور عشاء سے پہلے سرسجدہ میں رکھ کر سفر فرمایا، اُس وقت حضرت شاہجہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما تھے، آپ کے انتقال کی خبر سن کر میران سید جلال الدین صدر صدور لاہور کو حکم دیا کہ تم جا کر میری طرف سے اہتمام تجہیز و تکفین کرو، پس جب برائے غسل نعش مبارک کو تختہ پر لٹایا قریب تھا کہ تہہ بند کی گرہ کھل جائے، حضرت نے دونوں ہاتھوں سے اپنا تہہ بند پکڑ لیا یہ کرامت دیکھ کر تمام حاضرین نے اقرار کیا کہ اولیا ابدالاموتوں پس جب لمحہ میں رکھا اور برائے زیارت چہرہ مبارک سے کفن اٹھایا تو رولب اس طرح جنبش کرتے تھے کہ کچھ پڑھ رہے ہیں، بعد نواب سعید خاں نے آپ کا مقبرہ بنوایا، انتقال حضرت کا ۱۱ شعبان ۱۰۲۷ھ میں ہوا مزار لاہور میں ہے، بعد انتقال کے ہزاروں کرامتیں ظہور میں آئیں۔ حکام لاہور سے ایک شیعہ تھا اُس نے گنبد کو گرانا چاہا آخر اُس کی بیٹی نے اُس کو قتل کیا۔ آپ کے چھ فرزندان تھے خواجہ تلج الدین خاندانہ خواجہ خاندانہ احمد خواجہ خاندانہ محمد و خواجہ خاندانہ معین الدین صاحب کتاب رضوانی کہ شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تھے و خواجہ خاندانہ قاسم و خواجہ بہاؤ الدین خاندانہ مجاہد مزار والد ہے، اور خلیفہ آپ کے یہ ہوئے ہیں، خواجہ احمد پیر حضرت و خواجہ عبدالحسین نقشبندی کہ اولاد سے خواجہ حسن عطار کی تھے، وہ بیٹے علاؤ الدین عطار کے و خواجہ سید بیگی کہ اولاد سے شاہ شجاع کرمانی کے تھے و خواجہ محمد امین و حیدری و خواجہ عبد العزیز و حیدری و خواجہ

باقی ترسون خواجہ شادمان کابلی و مرزا ہاشم برادر خواجہ دیوانہ بلخی کہ مرشد سبحان قلی خاں شاہ بلخ کے تھے  
 و خواجہ لطیف بخشی مرزا ابراہیم برادر میر نعمان مجددی و خواجہ باندی کشمیری و خواجہ حاجی طوسی حاجی ضیاء الدین  
 و خواجہ ابوالحسن سمرقندی و مولانا پایندہ حارثی و خواجہ معین الدین فرزند حضرت ۔

### ذکر حضرت حاجی خضر ادغائی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد سرہندی کے  
 اور بہلول پور علاقہ سرہند میں رہتے

تھے، پہلے شیخ احمد کے والد کی صحبت میں رہ کر کمالات حاصل کئے، بعدہ بخدمت شیخ احمد بکمال ولایت  
 مشرف ہو کر تمام اقالیم کی سیر کی۔ لکھا ہے کہ ایک بار شیخ احمد مجدد صاحب نے اہلس سے پوچھا کہ میرے  
 مریدوں میں سے وہ کون ہے جس پر تو نے دست برد نہ پائی ہو، اُس نے عرض کیا کہ حاجی خضر کبھی میرے ام  
 میں نہیں آیا۔ وفات حضرت کی ستر سالہ بتمام بہلول میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد ثانی کے تھے  
 پہلے حاجی خضر کے تعلیم یافتہ تھے

اُس کے بعد مجدد صاحب کے مرید ہوئے، مگر علوم ظاہری سے نا آشنا تھے۔ ایک روز معاملہ میں  
 آواز غیب سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ تو نے قرآن کیوں نہیں پڑھا، آپ نے عرض کی کہ پروردگار تو قادر ہے  
 اب رحمت کر اسی وقت ایک دست نورانی پیدا ہوا آپ کے سینہ کو مس کیا، اسی وقت نامعلوم  
 کھل گئے، مولانا بدر الدین تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پابند سنت اور رفع بدعت میں بہت کوشا  
 تھے، ایک ہزار طلباء کو آپ کے لنگر سے دو وقتہ کھانا ملتا تھا، آپ سید حسینی اور قصبہ مودہ کے رہنے والے ہیں  
 ایک روز آپ نے فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب جناب سرور عالم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے سینہ پر  
 ہاتھ پھیر کر کوئی چیز نکال کر اُن کو دے کر فرمایا کہ اُس کو کھائے، حسب الامر انہوں نے اُس کو کھایا اور  
 شب کو میری والدہ حاملہ ہوئیں، بعد نواہ کے میں پیدا ہوا اب مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ میرا وجود عطیہ  
 شاہ رسالت سے ہے، آپ ستر سالہ میں مع چند سادات و افغانان و مشائخ وارد لاہور ہوئے  
 دس ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے، چندے و ہاں قیام کیا مگر دشمنان اولیائے حاکم لاہور کو درغلا یا  
 جب آپ کو خبر ہوئی وہاں سے واپس وطن میں آکر زیارت کعبہ سے مشرف ہو کر مدینہ طیبہ میں  
 آئے اور وہیں وفات پائی۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ آپ کے ہمراہ دس ہزار افغانان تھے

اور فوج بادشاہی ہم پر تھی، بادشاہ کو یہ خوف ہوا کہ یہ لاہور پر قبضہ نہ کر لیں، اس وجہ سے وہاں چلے آئے، یعنی بادشاہ نے نہ ٹھہر لے دیا، یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ جب شاہجہاں کو مرید اور معتقد سلسلہ مجددیہ کا اوپر لکھا گیا ہے تو پھر بدگمانی کجا۔ شیخ محمد شریف فرماتے ہیں کہ میں نے اور دوسرے یاروں نے آپ کی پیشانی پر اسم ذات لکھا دیکھا۔ ایک روز ہم نے اس معاملہ کو دریافت کیا آپ نے اُس کا اظہار منع فرمایا اور اُس روز سے وہ نظر مردمان پر پوشیدہ ہو گیا، شیخ صالح کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے طریقہ میں مرید ہوا تو میں نے کہا افسوس ہے کہ اگر میں پہلے پیدا ہوتا اور کسی بزرگ کے طریقہ میں مرید ہوتا تو بہت سہرا ہوتا اب طریقہ متاخرین مجددیہ میں مرید ہوا ہوں کیا فائدہ ہو اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ درویش ہر طریقہ کے اپنے مریدوں سمیت آئے اور مجھ سے مصافحہ کر کے کہا کہ تو سعادتمند ہے کہ طریقہ مجددیہ میں مرید ہوا گو یہ طریقہ آخری ہے مگر متقدمین سے بہتر ہے جب آنکھ کھلی بہت خوش ہوا۔ صبح جب حاضر ہوا فرمایا کہ الحمد للہ تیری تسلی ہو گئی، شیخ غلام سہارنپوری کہتے ہیں ایک بار مجھ سے فرمایا کہ جس مشکل میں تو مجھے یاد کرے گا میں تیری امداد کروں چنانچہ سفر قندھار میں رہزنوں نے مجھ کو گھیرا میں نے آپ کی طرف توجہ کی اُسی وقت آپ کے پیشہ ظاہر دیکھا آپ کی ہیبت ہزنگ بھاگ گئے بنور میں ایک عورت پر جن عاشق تھا اُس کے لواحقین آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس عورت کے کان میں کہہ دو کہ شیخ احمد کہتے ہیں یہاں سے چلا جا ورنہ جلادیا جائیگا چنانچہ لوگوں نے اُس عورت کے کان میں کہا اور وہ اُسی وقت اچھی ہو گئی۔ شیخ محمد شریف کہتے ہیں کہ میں سوتا تھا معلوم ہوا کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ اٹھ تیرے گھر چوڑا میں گھر کر اٹھا کوٹھے پر گیا تو چور مجھ کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ ایک حاکم نے آپ کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو ظلم اور عدت سے توبہ کرے تو میں تیری دعوت قبول کروں یہ وہ سن کر غصہ ہوا اور سخن بے ادبانہ زبان پر لایا، آپ نے اُس کو تیز نظر سے دیکھا اُسی روز وہ شکار میں اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا وفات حضرت کی ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ میں ہوئی، مزار آپ کا مدینہ منورہ میں متصل روضہ خلیفہ سوم کے ہے، آپ کے چار بیٹے تھے شیخ محمد اولیا و شیخ محمد عیسیٰ اور شیخ محمد محسن و شیخ غلام محمد۔

ذکر حضرت شیخ حامد لاہوری قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ آدم بنوری

کے تھے نہایت متقی اور باکمال کما پنے پیر بھائیوں کی تعلیم پر متعین تھے وفات آپ کی بروز پنجشنبہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۰۵۹ھ میں ہوئی مزار بنور میں ہے

**ذکر حضرت شیخ نور محمد ریشاوری قدس سرہ** | آپ خلیفہ شیخ آدم کے اور ترک اور  
بحریدین شہرہ آفاق سلطان

میں تحصیل علوم کر کے شیخ آدم کے مرید ہوئے اور صاحب کمال ہو کر پیر خاندان یوسف زئی ہوئے اور آج تک وہ سلسلہ جاری ہے وفات آپ کی ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت میر نعمان مجددی قدس سرہ** | آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے  
صاحب شریعت و طریقت و بابرکت

و پیر پرست و صاحب ہدایت گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۹۔ صفر ۱۰۶۰ھ میں ہوئی ہے

**ذکر حضرت سید امیر ابو اعلیٰ القشبندی قدس سرہ** | آپ اولاد سے  
خواجہ احرار کی تھے

آپ کے والد الامین اکبری سے تھے وہ اولاد تھے انہوں نے اجمیر شریف جا کر روضہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی پر اولاد کے واسطے التجا کی شرب کو بحالت خواب معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا وہ میرا ہوگا چنانچہ بعد اس معاملہ کے حضرت پیدا ہوئے۔ صغیر سنی سے آثار بزرگی سیمائے نورانی سے ظاہر تھے اور کرامت و خوارق ظاہر ہونے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مادر زاد ولی تھے۔ چند روز میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دربار شاہی سے منصب موزنی حاصل کیا اس عرصے میں ان کے والدین نے انتقال کیا اور دہلی میں قلعہ کہنہ کے سامنے مدفون ہوئے آپ کا روبرا مارت میں مصروف رہے ایک شرب خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ اے فرزند جس واسطے پیدا ہوا اُس کو بھول گیا اور کچھ تعلیم فرمایا۔ جب بیدار ہوئے اپنے دل کو شوق الہی میں مستغرق پایا آخر ترک امارت کر کے عبادت حق میں مصروف ہوئے۔ اجمیر شریف جا کر روحانیت خواجہ بزرگ سے اولیسی طریقہ پر فیضان حاصل کیا بعدہ حضرت خواجہ امیر عبداللہ سے بیعت ظاہری کی کہ وہ مرید خواجہ یحییٰ کے وہ مرید خواجہ عبدالحق کے وہ مرید خواجہ احرار کے وہ مرید مولانا یعقوب چرخ کی وہ مرید خواجہ غلام الدین عطار کے وہ مرید



خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ کے تھے کہ جب آپ کی فقیری کا شہرہ ہوا تو حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ نے ایک روز آپ کو طلب کیا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر آپ کو دیا آپ نے انکار کیا اس وقت بادشاہ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل انکار کرتا ہے تو غضب سلطانی سے نہیں ڈرنا آپ نے کہا میں غضب الہی سے ڈرتا ہوں اس کے آگے غضب سلطانی کوئی چیز نہیں ہے یہ سنکر بادشاہ نے آپ کو گلے نکایا اور غدر چاہا اور کہا کہ یہ فقط تمہارا امتحان تھا الحمد للہ کہ جو گمان میرا تمہارے ساتھ تھا وہ درست رہا اور جہانگیر آپ کی واگذاشت کی آپ قبول نہ فرماتے تھے اُس پر بادشاہ نے مصرعہ فرمایا کہ یہ واسطے اخراجات مساکین کے ہے حضرت نہایت متقی اور معدنِ جود و احسان تھے جو لے لیا و عقبی آپ کی خدمت میں آنا متوجہ ہو کر انکی مشکک نشانی فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بہتر ہے میرے پاس طالب دنیا آویں کہ واسطے کشائش دنیا سے کشائش عقیقی ہو جاتی ہے مگر یہ کیفیت تھی کہ پہلے جو طلب دنیا میں ان کے پاس جاتا تھا بالآخر خدر و زکے طالبِ عقیقی و مولا ہو جاتا۔ آپ پر نسبتِ پشتیہ غالب تھی وفات حضرت کی بروز شنبہ ۹ صفر ۱۰۶۱ء میں ہوئی مرزا ابوالکلام بابا صاحب دہلوی نے جو

**ذکر حضرت شیخ ابوالفتح قدس سرہ**

آپ مرید شیخ آدم کے تھے نہایت محبوب کرار تھیں اپنے پیر کی خدمت میں رہ کر وفات

آپ کی ۱۰۶۲ء میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے صاحب استغراق و پابند سنت و باکرامت گذرے ہیں

**ذکر حضرت شیخ عبدالحی قدس سرہ**

وفات آپ کی ۱۰۶۲ء میں ہوئی۔

آپ فرزند و خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے کہ بطنہ مثل اپنے والد کے تھے ملا بدر الدین کہتے

**ذکر حضرت شیخ احمد سعید قدس سرہ**

ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک بیڑہ بان ڈھاک کے پتے میں بیٹھا ہوا لایا آپ نے گھوری اس میں سے کھائی اور پھر اُس کو اسی طرح بیٹھ کر میری طرف پھینک دیا میں سمجھا کہ اس میں بیڑہ ہی جو آداب بجالا کر جو کہو لاؤ خالی تھا حاضرین نہیں پڑے میں شرمندہ ہوا مگر اُس پتے کو بیٹھ کر اپنی پکڑی میں رکھ لیا جب مکان بڑا کر اس پتے کو پھینکنا چاہا تو وہ برگ پان ہو گیا تھا

تبرکاً اُسکو میں نے کہا یا اور وہ حلاوتِ باطنی پیدا ہوئی کہ بیان سے باہر چہا پنجہ آپ کے حق میں خواجہ باقی باللہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد کے دونوں پسرا احمد سعید و محمد معصوم جواہر کلمے کلمے ہیں کہ خوشنوی میں مقامات احمد کو پہونچ گئے ہیں کسی شخص نے سید غلام علی شاہ دہلوی سے کہا کہ خواجہ شہار اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبزادے بابِ تجدید میں شیخ احمد سے شرکت رکھتے ہیں غلام علی شاہ نے فرمایا کہ شیخ نے فرمایا ہو کہ معاملہ میرا اور میرے فرزندوں کا مثل صاحب شرح وقایہ کے ہر وفات حضرت کی ششہ میں ہوئی :

### ذکر حضرت شیخ محمد سلطان پوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب حل و قال و عالم

باعمل جس بیمار پریم اللہ پر حکم کرتے اُسکی شفا ہوتی اگر جنگل میں جا کر ذکر اللہ کرتے جانوران صحرائی حاضر ہوتے تھے وفات حضرت کی ششہ میں ہوئی :

### ذکر حضرت شیخ محمد معصوم قدس سرہ

فرزند سید شیخ احمد سرہندی کے جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو خواجہ باقی باللہ نے فرمایا تھا

کہ احمد یہ فرزند تیرا جہکوسبارک ہے چنانچہ سولہ برس کی عمر میں دستارِ فضیلت حاصل کی بعدہ باعلومِ باطنی متوجہ ہوئے اور اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئے آخر والد نے اپنے مریدوں کی تعلیم آپ کے سپرد کی اور ان کو وصیت کی کہ اپنی خالقاہ کو تختِ سلطنت اور بلور یہ کوندا شاہی سے بہتر سمجھنا اور امرا اور وزراء بادشاہوں سے محترز رہنا چنانچہ امراء شاہجہانی کی محبت قبول نہ کی مگر بوجہ عقیدت حضرت اوندنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے نہایت محبت رہی بعض اہل کتاب نے لکھا ہے کہ حضرت عالمگیر آپ کے مرید تھے اسی وجہ سے آپ کے مرید امراء عالمگیری میں داخل ہوئے جب زیارتِ حرمین کو گئے وہاں بھی ہزاروں مرید ہوئے تذکرہ اوہمیہ میں لکھا ہے کہ بوجہ مریدی عالمگیر کے حضرت داراشکوہ قادری کو آپ سے نفاق تھا بلکہ آپ کے مریدوں سے بھی تغیر تھا اس وجہ سے حضرت نے روضہ بنوئی عریض کی کہ داراشکوہ ولیعہد شاہجہاں اہل سرہند کے درپے تخریب ہو اُسوقت معلوم ہوا کہ حضرت رسالت مآب نے ارشاد کیا کہ جو دشمن تیرا ہو وہ دشمن میرا ہو اُس کے واسطے شمشیرِ قہر الہی کی کافی ہو چنانچہ شہادت داراشکوہ کی مشہور ہے میرے عسکری سے روایت ہو کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا

اس کے والدین روتے پٹتے حضرت کی خدمت میں آئے اس پسر کے سر ہانے بیٹھ کر متوجہ ہوئے جب ایک ساعت گزری کہ اس کی نفش متحرک ہوئی بعد اس کے کھڑا ہو گیا ملا حسن کا بلی نازل ہوا کہ ایک بار ماہ رمضان میں شیخ معتکف تھے میں حجرہ میں گیا تو شیخ آرام کرنے تھے مزار پر چادر بڑی تھی میرے دل میں خیال گزرا کہ اولیاء اللہ کو سونا نہ چاہیے آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر فرمایا کہ سہ سحر کر شمع و شمش بخراب میدیدم نہ ہے مراتب خواب کے کہ بزبیدارست : اس جواب سے میں منتقل ہوا اور غصہ و غم و غصہ چاہا شیخ محمد صدیق پشاور ہی کہتے ہیں کہ میں ایک بار اونٹ پر سوار جاتا تھا ناگاہ شتر بھاگا میں گرا پیر میرا رکاب میں اُبھارا وہ مجھ کو گھسیٹے لے جاتا تھا ہر چند لوگوں نے روکا وہ نہ رکا کہ میرے دل میں حضرت کی یاد ہوئی میں نے دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور مہار اُس کی پکر کر استادہ کیا رکاب سے پیر میرا جدا کر کے غائب ہوئے اور ایک بار دریا پر کپڑے دھو رہا تھا کہ پیر پھلا میں دیا میں غوطہ کھانے لگا میں نے دیکھا کہ شیخ نے آکر مجھ کو ڈوبنے سے بچایا اُسی طرح ایک باغیہ سلطان الدکام میں مغلوب الحال ہو کر جنگل میں چلا گیا وہاں دہشت معلوم ہوئی پس جس طرف نظر پڑتی تھی صورت شیخ موجود پاتا تھا بلا پائندہ کہتے ہیں کہ ایک شیعہ نے اصحابیہ کاٹھ کو مبرا کہا میں اس کی چھاتی میں مٹکا اراکہ وہ مر گیا اُس کے قصاص میں حاکم نے مجھ کو کڑا دیا اس کے تبرائے کے گواہ چاہے چونکہ اُس وقت اور کوئی موجود نہ تھا میں گواہ نہ دے سکا آخر حاکم نے مجھ کو قتل کا حکم سننا واجب میں سخت پریشان ہوا شیخ کو یاد کیا دیکھا کہ شیخ تشریف لائے اور حاکم سے فرمایا کہ شیخ پائندہ چاہے اس کی گواہی یہ ہے کہ قبر میں مردہ کا منہ اگر قبلہ کی طرف ہو تو ملانے ظلم کیا قابل قتل ہے اگر اُس کا منہ قبلہ سے پھرا ہو تو ملا راست گو ہے۔ حاکم نے یہ امر قبول کر کے اُس کی قبر پر جا کر قبر کو کھلوا دیا وہی تو منہ اُس کا قبلہ سے پھرا ہوا تھا اور شکل بیکر لگی تھی حاکم نے مجھ کو ہار کے بہت اکرام کیا۔ نقل ہے کہ آپ کا ایک مرید رحیم داتا تھا اُس کا باپ مال تجارت لیکر ایک جہاز پر سوار ہو کر چلا اُتار راہ میں جہاز بہنور میں آگیا اُس نے ہزار روپے شیخ کی نذر قبولی جہاز بہنور سے نکل گیا۔ جب ہندوستان میں آیا پانچ سو روپیہ نذر کئے اپنے فرمایا کہ بروقت تباہی جہاز کے تو نے ہزار روپے قبولے تھے نصف کیوں دیتا ہے وہ بہت منتقل ہوا وہ پانچ سو باقی ماندہ۔ بھی پیش کے وفات حضرت کی ۹۷۱ھ میں ہوئی مزار سرہند میں ہے

**ذکر حضرت سید علیم اللہ قدس سرہ** آپ خلیفہ آدم بنوری کے اور سید حسینی

اور متقی اور عالم باعمل تھے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی سے روایت ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ایک روز مجھ کو دیا میں نے اُس کو جب میں ڈال لیا کئی سال وہ روپیہ میرے پاس رہا کبھی میرے کيسہ خالی نہ رہا جس قدر خرچ کرتا تھا اتنا ہی غیب سے اور پہنچاتا تھا وفات حضرت کی ۱۰۸۱ھ میں ہوئی :

ذکر حضرت شیخ محمد انبالوی قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب کرامت ظاہری اور باطنی تھے وفات ۱۰۸۲ھ میں ہوئی]

ذکر حضرت شیخ محمد شریف شاہ آبادی قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے عالم باعمل و درویش

بے مثل صاحب حال و قال گزرے ہیں وفات آپ کی ۱۰۸۲ھ میں ہوئی :

ذکر حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ بن خواجہ خاوند محمود

آپ پسر و خلیفہ اپنے والد کے تھے صاحب تقویٰ پابند سنت نبوی نہایت صالح و عالم علوم تھے اپنے عہد کے مفتی کہ تمام علماء آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے چنانچہ فتوہ منقش بندہ و کسرت السعادت بعبارت آپ کی تالیفات سے موجود ہیں اور اپنے والد کے حال میں رسالہ رضوانی لکھا عہد سلطنت حضرت شاہ جہاں بادشاہ میں نواب مظفر خاں صوبہ کشمیر ہوا اُس کی حکومت میں شیعہ اور سُنی خوب لڑے بعد کشت و خون کے مقدمہ روبرو قاضی ابوالقاسم و قاضی محمد عارف کے پیش ہوا اور حکام نے متنبیہ اہل شیعہ میں سُستی کی کہ اُن کا گروہ زیادہ تھا اس میں اہل سنت کو برا ہی ہوئی شہرے جل کر بہ سرداری حضرت مہفت مینار مقام کیا اور حضرت نے صوبہ کشمیر کو سخت کلمات تحریر کیجیے وہاں وقت حاضر ہوا اور کل اہل سنت کو مناکر شہر میں لیگیا بہت سے ترہ کہنے والوں کو قتل کیا یہ فعل اس کا ظاہری تھا کس واسطے کہ بادشاہ سے خواجہ کی شکایت کی بادشاہ نے خواجہ کو لاہور میں رہنے کا حکم دیا حضرت نے اپنے فرزند کو اپنا صاحب سجادہ کر کے کشمیر میں بھیجا وفات حضرت کی ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالحق حضوری قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے۔ خواجہ قطب خان

روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا کہ دعا کیجئے شاہزادہ اورنگ زیب بادشاہوں میں ایک دینیہ نذر خدام کروں گی یہ سن کر چندے تامل کر کے فرمایا کہ لشکر دارا غلو کو شکست ہوئی عالمگیر تخت پر بیٹھا تھوڑے دن بعد اس کا ظہور ہو اسے سند حضرت کو پیش کی قبول فرما کر ارشاد کیا کہ میں نے برائے خدا اُس کی امداد کی مذللہ لینا ہمارے پر وگار طریق نہیں ہے۔ ایک روز تیل نہ تھا خادم نے عرض کیا اپنے فرمایا کہ تیل کا برتن لا چنانچہ وہ برتن آیا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اُس میں دم کیا وہ تیل ابھر گیا فرمایا کہ یہ باز کسی سے نہ کہنا چنانچہ چند سال اُسی برتن میں سے خرچ ہوا بعدہ اُس نے یہ کرامت کسی سے بیان کی اُس وقت وہ برتن خالی ہو گیا وفات آپ کی ۱۰۳۱ھ میں ہوئی +

### ذکر حضرت خواجہ اوڈ مشکوٰتی قدس سرہ

آپ شاگرد خواجہ حیدر چمی کے تھے اور شکوۃ شریف جفائی

بعد حصول علم ظاہری کے بابا نصیب الدین سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے اسرار الابرار حالات شیعہ میں بزبان عربی و فارسی تالیف کی بعدہ خواجہ خاوند محمود نقشبندی کے مرید ہوئے اور ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی۔ مزار کشمیر میں محلہ کندر پور متصل عید گاہ کے ہے۔

### ذکر حضرت شیخ محمد امین کشمیری قدس سرہ

آپ مرید سید عبدالوہاب کے وہ خلیفہ شیخ عثمان جالندھری کے

تھے۔ بعد عطائے خرقہ نقشبندیہ کشمیر میں آکر مقیم ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب عمر شریف سر سے زیادہ ہوئی ۱۱۰۰ رمضان ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے مصرعہ تاریخ عرش بود مکن روح الامین۔

### ذکر حضرت شیخ یوسف الدین قدس سرہ

آپ فرزند محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی عالم علوم ظاہری و باطنی

اور بسبب اتباع سنت کے محی السنۃ مشہور ہوئے جو فاسق فاجر کا فر آپ کے روبرو آتا تا بے ہوتا اہل دل کے گھر کا کچھ نہ کھاتے تھے اُن سے بہت برہمیز کرتے تھے ہر وقت منتظرانہ بیٹھے رہتے تھے اگر کوئی آپ کے روبرو اللہ کہتا اُسی وقت بیہوش ہو جاتے تھے آپ سے بہت سی کرامتیں بے اختیار صادر ہوتی ہیں ایک شب بڑے اداے نماز تہجد اُٹھے حجرہ کی صحت پر

جاتے ہی بانسلی کی آواز آئی بیقرار ہو کر نیچے گر پڑے ہاتھ میں بہت ضرب آئی فرمانے لگے کہ مردان مجھ کو  
بسبب ترک سماع کے بیدار دیکھتے ہیں مگر بے مدد وہ ہیں کہ نہ صبر کرتے ہیں ایک بار آپ کا ایک مرید علی  
سماع میں شامل تھا اُس کو حالت ہوئی اُس نے ضبط کیا کہ اس کا قلب بھٹ گیا اور وہ مر گیا آپ نے اُس کی  
کیفیت سُن کر فرمایا کہ سماع مہلک درد مندوں کا سوجہ ہے علمائے سماع کو حرام فرمایا ہے آپ کے مریدوں  
ایک نے تقلیل غذا کی آپ نے اس کو منع فرما کر ارشاد کیا کہ اس طریقہ میں حاجت تقلیل غذا کی نہیں  
ہمارے پیروں کے ہاں وقوف قلبی اور صحبت شیخ اور نذرہ مجاہدات شافہ کا خرق عادت اور تصرفات  
ہمارا کام ہمیشہ باتباع سنت ذکر توجہ الی اللہ کثرت النوار و برکات ہے وفات آپ کی شانہ میں ہوئی  
ذکر حضرت شیخ سعدی مجددی لاہوری قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ  
آدم کے تھے

اور خود رسالی سے شیخ آدم کی خدمت میں رہے شیخ محمد عمر پناور بھی کہ آپ کے خلیفہ تھے انہوں نے  
کتاب جواہر الاسرار آپ کے کوالیف عمری میں لکھی شرف الدین نے روضۃ السلام میں بھی آپ کی  
بہت کچھ تعریف لکھی ہے آپ ولی مادر زاد تھے خود رسالی میں جو مشکل پیش آتی وہ بہ وسیلہ حضرت  
سیدانام حل ہوتی تھی آپ کی توجہ سے آسیب بھاگ جاتے تھے جس بزرگ کی طرف توجہ کرتے  
اُس کی روحانیت سے فیض حاصل ہوتا آپ کی سات برس کی عمر تھی ایک روز اپنے دیہہ کے  
باہر چاہ پر وضو کر رہے تھے کہ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی پنور کو جاتے تھے اُن کو دیکھ کر کہنے لگے  
کہ یہ بچہ کیا احتیاط سے وضو کر رہا ہے سوہ تو وہاں سے پانی پیکر چل دیے اُنہوں نے اُن کے  
ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اُس نے کہا حاجی سعد اللہ ہیں پنور اپنے پیر کے پاس  
جاتے ہیں یہ بھی اٹھکر ان کے ہمراہ ہوئیے راستہ میں کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب حاجی صاحب  
خدرت مرشد میں پہنچے انہوں نے ہر ایک درویش کو جب واجب پوچھا جب اُن کی نوبت  
آئی تو حاجی جی نے عرض کیا کہ یہ لڑکا بھی میرے ہمراہ آیا ہے مگر عجیب احوال ہے شیخ نے فرمایا کہ  
مت کہو کہ میرے ہمراہ آیا ہے بلکہ یوں کہو کہ میں اس کے ہمراہ آیا ہوں یہ سعادت مند مقبولِ رگاہ  
الہی ہے اگر تمہاری بخشش ہوگی تو اسی لڑکے کا سبب جانا پھر شیخ نے اُن سے پوچھا کہ تیرا نام کیا  
ہے انہوں نے کہا کہ سعدی شیخ نے فرمایا کہ درواریں سعدی اور بہت مہربانی فرما کر اپنے

گھر میں لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہ خود سال ولی میرے پاس آیا ہر رسول خلاص پر بہت مہربان  
 ہیں بعدہ یہ فرما کر کسی خدمت پر مامور فرمایا۔ تاریخ بخشی سے نقل ہے کہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں ہر کام  
 مرشد سہارنپور میں مقیم ہوا شب کو خواب میں دیکھا کہ شہر پر نور برس رہا ہے اور ایک عفت مانجے کہ اولاد  
 انبیاء علیہ السلام سے تھیں میرے پاس آکر فرمایا کہ تجھ کو حضرت قرۃ العین رحمتیٰ آغا الزمان طلب فرماتے  
 ہیں میں ان کے ہمراہ ایک مسجد نورانی میں گیا دیکھا کہ تمام انبیاء کی مستورات اسادہ ہیں حضرت بی بی فاطمہ  
 سید النساء کی امام میں میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اسے پسریں پی طرف سے تجھ کو اسم اعظم دیتی ہوں پس  
 مجھ کو اسم اعظم بتا کر اور ہر بیویوں سمیت ہوا پر پردار کی اور انکھ سے غائب ہوئیں روایت ہے کہ حرمین  
 شریفین جاتے وقت جب شیخ آدم جہاز پر سوار تھے یکا یک جہاز طوفان میں اگیا اہل جہاز آپسے معیا  
 ہوئے آپ نے دعا کی جہاز بلا سے نکلا جب مکہ میں پہنچے میر منصور نے تباہی کا ذکر کیا شیخ آدم نے فرمایا  
 کہ وہ برکت سعدی کی تھی شیخ محمد امین بخشی فرماتے ہیں مجھ کو شیخ نے پہلے روانہ طرف بدینہ  
 کے کر دیا تھا راستہ میں مجھ کو حاجت غسل کی ہوئی ایک چشمہ میں نہایا موسم سردی کا تھا مجھ کو چا  
 جڑھ آیا کہ اس چشمہ میں سے ایک مرد نکلا اور مجھ کو گرم گرم حلو اعلیٰ لایا میں اچھا ہو کر رہی ہوا۔ مولانا  
 محمد یحییٰ زنگی سے روایت ہے کہ جب خبر انتقال شیخ آدم کی پہنچی آپ لاہور میں مقیم ہو کر ہدایت  
 خلق میں مصروف ہوئے وفات حضرت کی چار شنبہ ۱۰۸۸ ربيع الثانی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی مزار  
 متصل لاہور کے پیر عزیز فرنگ شہور ہر خلیفہ آپ کے یہ ہیں خواجہ محمد سلیم و محمد غنی و خواجہ محمد یوسف  
 خواجہ محمد عارف۔

### ذکر حضرت مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ سعدی لاہوری کے اور مولانا یار محمد گل مہارسی کہ خلیفہ شیخ آدم کے تھے ان سب کو بھی  
 فیض حاصل کیا تھا پہلے کرب حلال سے پشاور میں ایام گزارا کرتے تھے اور بہت سیاحت کی  
 زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور دیگر مشایخ سے فائدے اٹھائے بعدہ لاہور میں اگر شیخ سعدی  
 کے مرید ہوئے صاحب خوارق و کرامات محبت خاں کی مسجد میں جب مراقبہ فرماتے تھے مسجد  
 بلجیا کرتی تھی قدیم سے محراب اس مسجد کی ذرا قبلہ سے بھری ہوئی تھی آپ کی توجہ سے سیدی  
 ہو گئی وفات آپ کی ۱۱۰۸ھ میں ہوئی۔ مزار پشاور میں ہے۔

ذکر مخدوم حافظ عبد الغفور شادری مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ حاجی اسماعیل کے تھے اور شیخ سعدی لاہوری سے

بھی فیض حاصل کیا تھا۔ نہایت فروتنی اور نفس کشی رکھتے تھے، ولی مادر زاد تھے، لڑکپن میں مزار بابا عبد اللہ پر جا کر نفل پڑھتے، بعد ہر رکعت کے ایک پیسہ زیر قدم پاتے، وہ اپنے بچوں میں تقسیم فرماتے، اور روحانیت سید علی ہمدانی سے بھی فیض اٹھایا، اور شیخ سعدی سلسلہ قادریہ و چشتیہ نقشبندیہ و سہروردیہ میں صاحب اجازت تھے۔ کتاب روضۃ السلام کے دیکھنے سے حضرت کے کمالات بخوبی ظاہر ہو سکتے ہیں اور سید محمد غوث گیلانی نے بھی آپ کے کوائف لکھے ہیں۔ وفات حضرت کی ۴۲ شعبان ۱۰۱۱ھ میں ہوئی۔

ذکر خواجہ حافظ احمد بسوی قدس سرہ

آپ منظر خارق و کرامات و مورد انوار تجلیات اور خلوت گزیں تھے، اپنے وطن ترکستان سے جہاں

سیر کرتے ہوئے وار کشمیر ہو کر حضرت ملا شاہ کی خانقاہ میں کئی برس رہے، آخر خواجہ نظام الدین نسیر خواجہ خاوند محمود بہشت ان کو شہر میں لائے اور اپنے فرزند ان کو مرید کرایا، یہ حضرت بھی اپنے عہد میں شیخ کشمیر گذرے ہیں اور ۱۰۱۱ھ میں بمقام کشمیر انتقال فرمایا۔

ذکر حضرت شیخ محمد راد کشمیری قدس سرہ

آپ فرزند ملا محمد طاہر مفتی اور مرید شیخ عبداللہ سرہندی کے تھے، چندے دہلی اور سر

میں رہے ہیں، اور تہجد کے وقت ہزار رکعت روز پڑھتے تھے، نہایت صالح اور بابرکت گذرے ہیں، بمرہ ۷ سال ۱۰۱۱ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے مرید خواجہ محمد غلام کی تصنیفات رسالہ فیض ملا اور تواریح عظمیٰ ہیں

ذکر حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

آپ مرید شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ سرہندی کے عالم متبحر صاحب تقویٰ و کرامت

دنیا اور اہل دنیا سے متنفر جس پر مہربانی سے نظر کرتے وہ طالب حق ہو جاتا تھا، وفات حضرت کی ۱۰۱۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ محمد صدیق مجددی قدس سرہ

یہ حضرت پیر فیض شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے، یہ بھی اپنے والد سے کم نہ تھے، وفات آپ کی ۱۰۱۶ھ میں ہوئی، ۱۰۱۶ھ میں سر



### ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بنی مجددی قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبداللہ محمود کے تھے اپنے وطن سے چل کر کشمیر آ کر قبولیت عظیم پائی اور بہت بڑے

سیاح تھے۔ خواجہ محمد اعظم و خواجہ بابا نور و خواجہ بہاؤ الدین۔ ان صاحبوں نے بھی آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ وفات آپ کی ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بنی فاری مجددی قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ بنجم الدین کبریٰ کے تھے پہلے مرید مجددی سلسلہ میں تھے

بعدہ سیاحی کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں آئے اور شیخ احمد کی کہ خلیفہ شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے اُن کے مرید ہو کر کار تکمیل پنچا کر کشمیر میں تشریف لا کر مقیم ہوئے۔ خلق کثیر حلقہ ارادت میں آئی اور ۱۳۱۰ھ میں وفات پائی

### ذکر حضرت شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سعید بن شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

آپ خلیفہ اپنے پدر کے اور صاحب سلسلہ مجددیہ و کرامت فوارق گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۳۲۰ھ میں ہوئی

### ذکر حضرت شیخ محمد فرخ قدس سرہ

کہ بزرگان حضرت شیخ احمد سرہندی تھے صاحب تقویٰ ماسر علوم۔ ظاہری و باطنی اور مجیب الدعوات تھے۔ وفات حضرت کی ۱۳۲۰ھ میں ہوئی

### ذکر حاجی محمد افضل قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ محمد معصوم اپنے پدر کے عالم بے بدل صوفی بے مثل تھے

بادہ برس والد سے تعلیم پائی پھر بارہ برس شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہ کر فیضان حاصل کئے بعدہ زیارت حرمین سے مشرف ہو کر انبیا کتب خانہ وقف فرمایا اور خود یاد مولیٰ میں مشغول ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حدیث آپ ہی سے صحیح کی۔ آخر ۱۳۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔

### ذکر حضرت حافظ محمد بن نقشبندی قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ عبداللہ بنی مجددی دہلوی کی اور مرید شیخ محمد معصوم سرہندی کے کمالات ظاہری

اور باطنی سے آراستہ پر استقامت طریق مجددیہ میں کامل و مکمل گذرے ہیں آپ کے کمالات کتاب مرزا مظہر جان جاناں سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید محرم علی نقشبندی ہوری قدس سرہ

آپ اعظم اولیائے ہند سے گذرے ہیں پابند سنت صاحبِ تقویٰ شوقِ قطب

شیخ عہد گذرے ہیں۔ کمالات آپ کے ظاہر ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی نے آپ کے ملاقات کر کے آپ کے فقر اور کمال کی تعریف کی سن وفات نہیں ملا۔

**ذکر حضرت نواب محکم خاں مجددی سرفراز** | آپ امرتہ عالمگیری سے تھے ترکہ مارت کر کے شیخ محمد معصوم سرہندی کے مرید ہوئے

ایک روز بادشاہ نے پوچھا کہ تیری عمر کس قدر ہے کہا کہ چار سال بادشاہ نے تبسم کر کے فرمایا کہ کیونکر جواب دیا کہ جو دن آپ کی خدمت میں گذرے اگرت گئے جو چار برس پر کی خدمت میں گذرے یہ اصلی تھے۔ اوجہ یہ کہ دسترخوان آپ کا کشادہ اور پر تکلف تھا۔ جو شریک طعام ہوتا تھا۔ نور باطن سے اس کا سینہ منور ہو جاتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب آپ کا ۱۲۸ھ میں انتقال ہوا اور قبر میں رکھا آپ نے چشم کھل کر فرمایا کہ وہ ملا جو خواجہ احرار کے سر کی ہوا اور مجھ کو میرے پیر سے پہنچی ہے میرے سر پر رکھو کہ میرا فخر ہے۔ آخر خادم نے کلاہ لاکر سر پر رکھی آپ نے انکھیں بند کر لیں عمر آپ کی ایک سو میں برس کی تھی

**ذکر شیخ محمد فضل ٹیالوی قدس سرہ** | آپ ماہر اسرار شریعت واقف الوارط لقی صاحب حال فقال صاحب سلسلہ مقدائے اولیا کہ مرید

شیخ محمد فضل کلا نوری کے وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری کے وہ مرید شیخ محمد ظاہر قادری کے وہ مرید شاہ سکندر کتھیلی کے وہ مرید شیخ احمد سرہندی کے تھے کمالات آپ کے تذکرہ آدمیہ و روضۃ السلام سے دریافت ہو سکتے ہیں وفات حضرت کی ۱۲۸۵ھ میں ہوئی مرزا ٹیالہ میں ہو۔

**ذکر خواجہ حافظ سعد اللہ قدس سرہ** | آپ مرید شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے۔ صاحب مقامات عالی فقر اور قناعت میں شہرہ

آفاق مرزا منظر جان جاناں کی ایفات سے آپ کے کمالات ظاہر ہیں، ۱۱۸۲ھ میں وفات پائی دہلی میں بیرون دروازہ اجیری آپ کا مزار ہے۔

**ذکر حضرت شیخ محمد زبیر قدس سرہ** | آپ مرید شیخ محب اللہ نقشبندی کے صاحب تقویٰ کہ ذکر نفی اثبات بہت کرتے تھے، مرید شاہ گلشن کے

صاحب راز و نیاز کہ امرائے دہلی سے تھے اور ۱۱۸۲ھ میں وفات پاکر دہلی میں دفن ہوئے بعد آپ کا تابوت سرہند میں لاکر دفن کیا گیا۔

## ذکر خواجہ شاہ گلشنِ قدس سرہ

آپ مرید خواجہ عبدالاحد مجددی کے تھے جامع کلمات  
ومنبع الحنات صاحب تقویٰ ترک تجرید میں شہرہ آفاق

مارک لذات جامع مسجد نبی میں رہتے تھے بارہ ماہ حوضِ مسجد کا پانی پیتے، ترکاریوں کے چھلکے یا خشک تپے  
کھاتے تھے اور صاحب کشف کلمات گذرے ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰۵۷ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عبدالرشید مجددی بن شیخ محمد مراد کشمیری مجددی قدس سرہ

آپ مرید اپنے پدر کے تھے اور چند روز سرہند میں شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہے، جب شیخ دہلی میں آئے  
آپ بھی ان کی تاحیات دہلی میں رہے، بعدہ ان کی نقش کے ہمراہ سرہند میں آئے اور پھر حج کیا، وہاں کو دہلی آکر  
۱۰۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

## ذکر حضرت خواجہ نور الدین محمد آفتاب کشمیری بن خواجہ نظام الدین قدس سرہ

آپ اولاد سے خواجہ فاضل محمود کی تھے اور تربیت یافتہ خواجہ احمد بسوی کے تھے، نہایت مرجعِ خلافت گذرے  
ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۶۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حافظ محمد عابد قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبدالاحد کے تھے نہایت عابد اور زاہد صاحب  
تقویٰ مجدد کو آپ کے پاس بہت لوگ آکر مستفیض ہوتے  
تھے، اور صاحب کشف کلمات گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۰۷۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ

آپ سلسلہ قادریہ میں مرید سید محمود بن  
سید علی ساکن مدینہ کے کہ سلسلہ شاہ محمودی

محو الیاری تھے، اور سلسلہ مجددیہ میں مرید حافظ سعد الدار کے تھے، صاحب کلمات متجاہد غوات ایسے کہ آثارِ ابدالی  
میں لاہور لٹا، مگر لکھی محلہ و عبدالسہ داری کو جہاں بچہ قیام تھا کچھ کھٹکانہ ہوا کہ امتیں آپ کی لاہور میں ہو  
ہیں، آپ نے دوج کئے تھے، وفات حضرت کی عمر ایک سو دس سال ۱۱۶۷ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں ہے  
خليفة آپ کے شیخ عبدالرحیم نواسے آپ کے درخشاں علی تھے۔

## ذکر حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری قدس سرہ

آپ مرید حافظ عبدالغفور پٹاوری کے

کہ قطب عہد اور شیخ وقت مقتدائے مشائخین کشمیر گزے ہیں۔ صاحب طالع خوارق و کرامت جو کوئی حاجت لاتا یا مراد جاتا جو دعا کرتے متوجاب ہوتی شیخ شرف الدین کشمیری کہ آپ کے مرید تھے انہوں نے اپنی کتاب روضۃ السلام میں آپ کے کمالات شرح وار لکھے ہیں اور بہت سی کرامتیں زباں زد اہل کشمیر ہیں وفات حضرت کی ۱۸ شوال ۸۱۷ھ میں ہوئی، مزار کشمیر میں ہے۔

### ذکر حضرت شاہ محمد صادق قلندر کشمیری

آپ اہل کشمیر سے تھے ترک دنیا کر کے خواجہ سیرنگ فرزند خواجہ باقی باسد کے مرید

ہو کر مست جام وحدت ہو کر قیودات ظاہری سے قدم باہر رکھا جو ہوشیار آپ کی خدمت میں جاتا مست و مدہوش ہو کر علانیہ کلمہ ہمدست کہنے لگتا، آخر علما نے کشمیر کے حضرت عالمگیر کو ان کے حال سے مطلع کیا آخر معرفت شاہ صادق گرفتار ہو کر حضور بادشاہ گئے، بادشاہ نے سبب یوانگی دریافت کیا، اُس کے جواب میں چند اشعار مستانوار پڑھے، بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو رہا کیا جائے کہ یہ معذور ہے وفات حضرت کی ۱۱۷۷ھ میں ہوئی، مزار موضع لار علاقہ کشمیر میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ محمد رضا الہامی قدس سرہ

آپ ولادت سے خواجہ احرار کی طریقہ نقشبندیہ روحانیت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی

اور قادر یہ روحانیت غوث پاک سے اور نیز روحانیت حضرت صدیق اعظم سے بھی تربیت پائی، صاحب کشف و کرامت با عظمت گزے ہیں وفات آپ کی ۱۱۷۹ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ محمد اعظم دومری قدس سرہ

یہ حضرت فاضل روزگار درویش کا مکار کہ مرید شیخ محمد مراد مجددی

کے تھے کہ تاریخ دومری احوال بادشاہان و مشائخین فضلاء و شعراء کشمیر میں حسن طور پر لکھے ہیں اور شیرلو میں مقامات فقر و فیض مراد آپ کی تابغات ہیں وفات آپ کی ۱۱۷۵ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ کمال الدین بن خواجہ نور الدین قدس سرہ

حضرت صاحب شریعت و طریقت اور مرید اپنے والد کے

تھے ۱۱۷۵ھ میں اہل شیعہ نے آپ کو شہید کیا۔

### ذکر حضرت شاہ اسماعیل دین حبیب سمران مظہر جاننا قدس سرہ

آپ دان عظام

عالمی سے تھے، سلسلہ سی حضرت کا محمد حنیف بن علی رضی سے ملتا ہے اور میر عبد السبحان آپ کے  
 جدا مجد تھے اور وہ مرید فاذان چشتیہ کے تھے، اور بی بی اُن کی اسد خاں وزیر کی دختر تھیں اور مرید شاہ  
 عبد الرحمن قادری کے، دونوں بزرگوار ترک دنیا کر کے ریاضت اور عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔  
 لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے ان فراغ حاصل کیا، جب کہ برس کے ہوئے  
 یتیم ہو گئے، بعدہ بخدست سید نور محمد بدایونی مجددی سے بیعت ظاہری کی، کس اسطے کہ آپ لی مادر زاد اور  
 روحانیت حضرت خواجہ باقی باللہ و خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے پہلے ہی تعلیم پانچکے تھے اور حاجی محمد <sup>افضل</sup>  
 و حافظ سعدا لد و محمد عابد صاحبان سے فیضان کامل حاصل کئے، پہلے حویلی آبائی حضرت کی زیرِ راجع مجد  
 رو برو دوکان لالہ بھڑ بھونجہ کے تھی، اب اس میں ہندوؤں کا ایک محلہ آباد ہے، خدا کی قدرت ہی آپ بہت  
 نازک مزاج اور مجاہد باللہ عالم علم شریعت و طریقت و حقیقت معرفت تھے، نقل ہے کہ خیاط کلاہ تیار کر کے  
 لایا آپ نے سر مبارک پر رکھی معاً در و شروع ہو گیا، حاضرین نے سبب ریافت کیا فرمایا کہ ظاہر کوئی سبب  
 نہیں معلوم ہوتا، حاضرین نے پھر عرض کیا کلاہ اتار دیجیے کہ سر مبارک کو ہوا لگے، چنانچہ کلاہ اُتارتے ہی  
 در و دفع ہوا، دیکھا تو کلاہ میں سنجیہ ٹیڑھا کیا ہوا تھا

نقل ہے کہ آپ ایک روز ہمراہ یاران جنگل میں چلے جاتے تھے، یکایک بارش ہونے لگی، آپ نے دعا کی  
 کہ الہی میرے بار نہ بھیگیں چنانچہ پانی برسا اور حضرت معیاروں کے خانقاہ تک خشک آئے۔  
 حضرت غلام علی شاہ سے نقل ہے کہ میں حاضر خدمت تھا، ایک بوڑھا آیا اور بے ادبی سے کہنے لگا  
 کہ میں آج دیکھنے آیا ہوں کہ جان جاناں کا مظنہ رحمانی ہو یا شیطانی حضرت کو یہ کلام ناگوار خاطر گذرا، اُس  
 تیز نظر سے دیکھا اُنسی وقت وہ زمین پر گر پڑا، اور مثل ماہی بے آب کے ترپنے لگا، آخر باواز بلند کہا کہ  
 میں تو بہ کرتا ہوں، حضرت نے اُٹھ کر دست حق پرست اس کے سر پر رکھا فوراً اچھا ہو گیا۔

نقل ہے کہ دو تھان زرفیت کے والی اودھ بنارس میں عمدہ تیار کر کے حضور حضرت عالی کو ہر شاہ عالم بادشاہ  
 پیشکش کئے، حضور نے ایک تھان میں سے کلاہ ہائے درویشانہ ہر قسم کی تیار کر کے فقر کو بھجوا دیں اور ثابت ایک  
 تھان مرزا صاحب کے پاس بھیجا اور اُنے شیعوں کو ناگوار گذرا اور اپنے علماء کو قہر دی کہ اس طرح کا ایک تھان  
 بیش قیمت بادشاہ نے مرزا جان جاناں کو دیا ضرور وہ اُس کو برائے خوشنودی بادشاہ زیب تن  
 کریں گے، اس وقت گفتگو کا موقع ملیگا، ادھر جب وہ تھان آیا آپ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے

اور خیاط کو طلب فرما کر قبائیل کا حکم دیا، اس نے قبا کتری مگر پردہ لینا بھول گیا، جب کتر جگا عرض کیا کہ حضرت مجھ سے بڑا قصور ہوا، آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے عرض کیا کہ پردہ نہیں جو، فرمایا کہ بازار منگائو جس قدر ضرورت ہو، الغرض تمام شاہجہان آباد میں دریافت کیا اس شکل کا زربفت نہ ملا، آپ نے فرمایا کہ زربفت اس کے خلاف دوسری قسم کا نکایا تو وہ جھلی کھائیگا، کیوں بے فائدہ پیسہ خرچہ فروش کے ٹاٹ میں سے پردہ کاٹ کر لگائے، چنانچہ اسی جمعہ کو بعد نماز جمعہ جو غلط کہنے بیٹھے تو قبائلی زربفتی زیب تن تھی، پردہ اس میں پرنے ٹاٹ کا تھا، معاندان کی کیفیت دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوئے۔ نقل ہو کر محمد قاسم مرید پاک عظیم آباد گیا ہوا تھا ایک روز اس کا برادر آیا اور کہا کہ سنا جاتا ہے کہ محمد قاسم عظیم آباد میں قید ہے اس کی ہائی کے واسطے دعا کیجئے، آپ نے تھوڑی دیر سکوت کر کے فرمایا کہ دلاؤں کچھ تکرار ہو گئی تھی اور سب طبع خیریت ہی کل تھا ہے پاس خط آجائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہتے ہیں کہ نواب مصطفیٰ خاں زورچاکی مرید قیس ہر روز حاضر نہ ہو سکتیں تھیں صرف مراقبہ کرتیں، حضرت کا تصور کر کے توجہ تیں مگر آدمی کے ہاتھ روز کیفیت کھلا کر بھیجی تھیں کہ آپ مجھ کو توجہ دیں۔ ایک روز بے اذن یکم نواب کے خادم نے عرض کیا کہ بی بی صاحبہ منتظر استعاذہ کی ہیں، آپ نے فرمایا کہ بی بی ابھی متوجہ نہیں ہوئیں تو اپنی طرف سے کہتا ہے، خادم شرمندہ ہوا اور غدر تفسیر چاہا۔

ایک روز ایک منکر حالات ادا ہوا آپ کے ہمراہ قبرستان میں گذرا اور عرض کیا کہ یہ قبر میرے دوست کی ہے اس کا حال تو دریافت کیجئے، آپ نے اس طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ قبر عدت کی ہے تیرے دوست کی نہیں ہے تو خلاف کہتا ہے، یہ کراست دیکھ کر وہ قدس ہوا اور عرض کیا کہ برائے امتحان عرض کیا تھا معاف فرمائیے آخر مرید ہوا۔ نقل ہے کہ آپ کی جوبلی کے سارے بھڑ بھڑ کی دوکان تھی، اول وقت جب آپ بڑے نماز صبح جامع مسجد میں تشریف لے جاتے اس کو جگا کر اس کی چارپائی سیدی کر آتے۔ ایک روز اس نے عرض کیا کہ تمام دن آدمی رات تک زوری کر کے سوتے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ جگا دیتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ٹیڑھی چارپائی دیکھ کر دل تنگ ہوتا ہے، اس نے عرض کیا کہ نیند کے غلبہ میں کس کو اوسان چارپائی سیدی کرنے کا ہوتا ہے جیسی بھی ہوئی ہوئی اس پر پڑتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ آج سے میں تیری چارپائی بچھا جایا کر دوں گا، چنانچہ اس روز سے ہمیشہ خود اس کی چارپائی بچھا جایا کرتے تھے۔ نواب عسکری خاں کے والد آپ کے مرید تھے، ایک روز بعد مراقبہ کے انہوں نے حضرت کا دامن بچھا اور کہا کہ جب تک میری دختر کو فرزند نہ عطا کیجیگا دامن چھوؤں گا، آپ نے قدسے تال کو کے فرمایا کہ تسلی رکھو اس کے بیٹا ہوگا۔ چنانچہ بعد نو ماہ کے اس کے گھر فرزند پیدا ہوا

اور اکثر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ انعام الہی سمراد ہائے دینی دنیوی صورتی معنوی حاصل ہوئیں، مگر شہادت ظاہری کہ قرب الہی میں اس کا مرتبہ زیادہ ہو باقی ہو، اللہ تعالیٰ کوئی سبب پیدا کرے کہ یہ مراد بھی ملے پس ایام شہادت نزدیک پہنچے تمام دوستوں و مریدوں کو خطوط بمضون اوداعی لکھے اور حاضر مریدیوں سے فرمایا کہ سفر آخرت میں از نزدیک ہر تم صبر کرنا بہمت کو کام فرمانا، آخر شب چہار شنبہ ۱۹۵ھ میں بلصفت شیعہ کئی مرد و دوائے اور درخانقاہ والا جاہ پر دستک دی۔ خادم نے عرض کی کہ کئی شخص بڑے زیارت حاضر ہیں۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ بلالو! ان میں سے تین اندر گئے، ایک نے پوچھا کہ مرزا جان کون سے ہیں، دو نے کہا کہ یہی ہیں، اُس بدکردار ناہنجار نے پستول مارا کہ کوئی پہلوئے چپ پر لگی عین قلب پر بیٹھی، آپ بسبب ضعف پیری کے زمین پر گرے اور قاتل بھاگے۔ آخر جراح حاضر ہوا۔ صبح کو مرزا جان شاہی نامی گرامی اور ایک ڈاکٹر کو لیکر نواب بخت خاں آیا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ شفا قبضہ قدرت خداوند تعالیٰ میں ہو، جراح کی کچھ حاجت نہیں، اور جنہوں نے یہ کام کیا ہے میں نے اُن کو معاف فرمایا اور اپنا خون بخشا پس تین روز اور حیات ہے اور بعد نماز جمعہ دو نو لاکھ اٹھاکر فاتحہ پڑھی اور الحمد کہتے ہوئے بوقت شام جان بحق تسلیم کی یعنی شہادت حضرت کی نویں محرم ۱۹۵ھ میں ہوئی، مادہ تاریخ یہ ہے۔۔۔ عاس حمیداً مات سیداً اور تاریخ پیدائش صاحب شرع ۱۱۹۵ھ ہے کہتے ہیں کہ وعظ حضرت کا باطل بے ریا اور پاک تھا، شیعہ آپ سے بہت عداوت رکھتے تھے، یہ فعل نہیں کا تھا، آپ کے مرید بہت بالکال گذرے ہیں اور تاحال آپ کے سلسلہ میں کرامت اور ولایت چلی آتی ہو۔

ذکر حضرت مولوی محمد اسد مجددی مظہر قدس سرہ

آپ نے مولوی فنار اللہ پانی تہی کے اور خلیفہ مرزا جان جاناں کے تھے، علوم ظاہری اپنے والد سے حاصل کئے، بعد مرزا صاحب کے مرید ہو کر کارروائی تکمیل پہنچا کر تیس برس کی عمر میں ۱۲۹۸ھ میں انتقال فرمایا، مرزا پانی پت میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد احسان قدس سرہ

آپ خلیفہ مرزا جان جاناں کے اولاد شیخ عبدالحی محدث دہلوی کے نہایت عالی ہمت اور شجاع اور مستجاب الدعوات تھے، وفات آپ کی ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مولوی علیم اللہ گنگوہی

آپ مرید عاشق مرزا جان جاناں کے صاحب مسکو

ذوق و شوق ہمیشہ اہل محبت کا ذکر کیا کرتے اور عاشقان الہی کے ذکر پر بہت روتے، وفات آپ کی ۱۲۱۳ھ میں ہوئی

**ذکر حضرت مولوی شہار الدین پانی پتی قدس سرہ**  
آپ دلا سے کبیر لا دیا پانی پتی کی اور مرید مرزا جان جانا کے عالم تجر ممتاز

وقت شیخ عہد کہ نقہ اور اصل میں مرتبہ جہاد پایا تھا، چند روز علم تصوف کی تحقیق کر کے شیخ محمد عابد نقشبندی کے مرید ہوئے اور مرتبہ خانے قلبی حاصل کیا، بعدہ حبہ مرشد خود مرزا جان جانا کے مرید ہو کر کارہ کبیر تکمیل پہنچایا اور مرزا صاحب نے علم اہد خطاب دیا اور روحانیت اپنے جد سے بھی فیضان حاصل کیا، چنانچہ مرزا صاحب نے آپ کے حق میں فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے بوجہ کما کر کما تھمہ لایا تو عرض کر دوں گا کہ مولوی شہار الدین پانی پتی کو لایا ہوں صلہ تہنیت کثیرہ احوال سمجھ گئے ہیں صاحب سلسلہ وفات حضرت کی ۱۲۱۳ھ میں ہوئی، مرزا پانی پتی

**ذکر حضرت شاہ درگا ہی قدس سرہ**  
آپ مرید سلسلہ محمد زبیر کے تھے، ہمیشہ استعراں رہتا تھا اور توجہ الہی تیر تھی کہ نظر پڑتے ہی ہزاروں ہوش ہو جاتے تھے، آپ کی مادر زاد بھئی ہزاروں کرتیں آپ سے ظاہر ہوئیں اور غیب کی خبر دیتے تھے، خیر و شر سے جو فرماتے معاً اس کی ظہور ہوتا، وفات آپ کی ۱۲۲۶ھ میں ہوئی مزار رامپور میں ہے۔

**ذکر حضرت مولوی صفی الدین صفی القدر قدس سرہ**  
آپ دلا سے خواجہ محمد معصوم سرہندی کے کالات ظاہری اور باطنی میں

قدم بر قدم اپنے جد کے شب روز عبادت میں مصروف رہتے، یہاں تک کہ نواب نصرت اللہ خاں ماکم لاہور کی بخشی گیری نہ کی وفات آپ کی ۱۲۲۶ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ عبدالعزیز غلام علی شاہ بلوی قدس سرہ**  
آپ خلیفہ اعظم صاحب بجا مرزا جان جانا کے تھے، کہتے

ہیں کہ آپ کے والد عبد اللطیف، مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے، بہت بڑے عابد اور زاہد اور بجا کے طعام بقولات پر اکتفا کرتے تھے، اکثر جنگل میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے، قبل از ولادت سید غلام علی شاہ ان کے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں عبد اللطیف السجده کو سپر عطا کرے اس کا نام میرے نام پر رکھنا، بعدہ انہیں نوں میں حضرت غوث پاک کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے پسر کا نام میرے نام پر رکھنا، پس قصبہ پٹار میں جب آپ تولد ہوئے آپ کی والدہ نے نام نہی عبد اللہ



آپ کے چچا عبداللہ کے نام پر رکھا، جب بڑے ہوئے اپنے کو غلام علی مشہور کیا۔ جب عمر شریف تیرہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے آپ کو دہلی میں بلایا کہ ان کو بھی اپنے پیر کا مرید کرادوں گا آپ کے پیچھے سے پہلے شاہ ناصر الدین فوت ہوئے، آپ کے والد نے اجازت دی کہ جہاں تم چاہو مرید ہو کہیں اسطے کہ میرا صاحب مریدی کے لئے تم کو بلایا تھا اب تم مختار ہو۔ پس حضرت نے اول شاہ ضیاء الدین و شاہ عبدالعزیز خاں خواجہ محمد زبیر مجددی و خواجہ میر درد و فرزند خواجہ شاہ ناصر الدین حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں ہلوی و شاہ غلام سادات سبیری والد سید صابر علی شاہ مشائخ دہلی کی صحبت میں حاضریہ کر بہت کچھ استفادہ اٹھایا، بعدہ ۲۲ سال ۵۸۱ھ میں بخدمت مرزا جان جاناں حاضر ہو کر بیعت کی، بتکمیل کار مجددیہ کے خرقہ خلافت پایا اور بعد شہادت پیر روشن ضمیر کے صاحب سجادہ ہوئے، آپ کے مریدوں سے ہزار ہا آدمی اکمال ہوئے، آپ کی کرامتیں جیسا کہ میں نے بیان کی ہیں۔ حضرت مولانا حاجی حافظ محمد حسین کیرانوی مجددی کہ آپ کے خلیفہ اور راقم کے استاد تھے، فرماتے ہیں کہ حضرت کی خانقاہ گویا نیلگر کا ماٹ تھا، کسی رنگ کا آدمی حاضر خدمت ہوتا رنگین ہو کر نکلتا تھا، اپنا اگلا رنگ بھول جاتا تھا۔ ایک بار بقال کے بہت سے دام ہو گئے تھے کہ وہ مودعی تھا ایک روز حضرت حضور فرمایا ہے تھے کہ وہ بقال آیا اور عرض کی کہ خراج ملنا چاہیے تاکہ بازار سے سودا لائے ورنہ مسکین اور طلبائے خانقاہ کو دقت ہوگی، آپ نے فرمایا کہ اس مالک ہے اس وقت جا پہنچاتا ہوں وہ تو گیا، آپ حضو سے فارغ ہوئے کہ ایک شخص نے رامپور کے چھ سو پونے کی ہنڈی لاکر پیش کی مجھ سے فرمایا کہ مولانا یہ لیکر اُس بقال کو دے آؤ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مریدوں کو توجہ دیتے تھے تمام مکان انوار و برکات سے معمور معلوم ہوتا تھا، فیضان عام ہوتا تھا، جس کسی مسئلہ میں ہم کو دقت ہوتی تھی اُس وقت خود بخود حل ہو جاتا تھا۔ ایک بار برادر مولوی کرامت علی دروڈات الحنب میں مبتلا ہوئے۔ حضرت نے ان کے پہلو پر دست حق پرست رکھا اُسی وقت درد جاتا رہا اور فرماتے ہیں کہ امرائے شاہی سے ایک شخص نے حضرت کے امداد چاہی کہ میرا عہدہ بڑے، آپ نے فرمایا کہ تین روز بعد نماز عشا کھڑے ہو کر ام اسد لے کر چلے، چنانچہ اُسی شب اُس نے پڑھا اور صبح کو تقریباً ہی حاصل ہوا وہ ان کو شکوہ ہوا اپنے فرمایا کہ میں ناجیز ہوں یہ برکت اسد کے نام کی تھی جو تو نے صدق دل سے پڑھا تھا، بعد ایک مدت آپ کے کچے واسطے اس سے فرمایا کہ اس کو نوکر رکھا دو، وہ غرور امارت میں لگ گیا تھا اس کی طرف متوجہ نہوا اُس نے حضرت کے کہا کہ میں سب پاس لگ گیا تھا، اُس نے میرا سلام بھی نہ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کا سلام کبھی نہ لے لے گا چنانچہ اُسی ہفتہ میں مجرم قلعہ بیل درخار ہوا اسی طرح

حکیم رکن الدین خاں حضرت کی دعا سے وزیر ہو کر رکن الدولہ ہوئے، حضرت نے ایک عزیز کے ساتھ کہا: انہوں نے کچھ خیال نہ کیا، آپ کو ناگوار گذرا، اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ وہ خود موقوف ہو کر خانہ نشین بنے۔  
 میاں الف شاہ فادم حضرت سے نقل ہے کہ میں ایک جنگل میں راستہ بھول گیا، ناگاہ ایک بزرگ پیدا ہوا اور مجھ کو راہ راست پر لگا دیا۔ جب میں اُس کو اچھی طرح دیکھا تو حضرت تھے، آپ کے مُردہ یا بیٹے ایک احمد یا رتھے کہتے ہیں کہ میں برائے تجارت جاتا تھا، جب ایک جنگل میں پہنچا دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ بیل کو تیز مانکو کہ رہزن اس قافلے کو تباہ کریں گے، پس جو بھی ہم قافلہ سے جدا ہوئے تمام قافلہ خوب ٹٹا۔ حاجی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک بار موسم برشتگال میں کہ دربارِ رور پر تھا، برائے تفریح طبع مسجد گھاٹ پر تشریف لائے میں بھی حاضر تھا کہ ایک کشتی دھار پر زور سے چلی آتی تھی، حضرت نے اُس کی طرف توجہ فرمائی معاً ساکن ہو گئی۔

نقل ہے کہ حضرت برائے تعزیت ایک مُردہ کے گھر تشریف فرما ہوئے اُس کی جان دختر مری تھی وہ بہت رونی، آپ نے فرمایا کہ صبر کر اللہ تجھ کو بیٹا دیگا، اُس نے عرض کیا کہ میں درمیرا شوہر و لوں <sup>ضعف</sup> میں یہ خلاف عقل ہے، فرمایا کہ اسد قادر ہے اُس کے کام کس کی عقل میں آتے ہیں، چنانچہ بعد نو ماہ کے اُس کے پسر پیدا ہوا، ایک عورت آئی اور بیمار کی شفا کے واسطے عرض کیا، آپ نے تبرک میں اُس کو نان اور کباب دیدادے کہ گھر گئی، اُس کو کھول کر جو دیکھا تو وہ حلا ہو گیا تھا، یقین ہے کہ وہ بیمار نہ ہو گیا، چنانچہ وہ <sup>عائشہ</sup> میرا کر علی آپ کے مُردہ نے کسی عورت بیمار کی شفا کے واسطے تین بار عرض کیا، آخر فرمایا کہ اُس کی زندگی پندرہ روز کی ہے، چنانچہ بعد چودہ روز کے وہ مر گئی، آپ بھی اُس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے اکبر علی سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تو نے اُس کی طرف توجہ کی ہی، انہوں نے عرض کیا کہ ایک بار توجہ کی ہی۔ فرمایا کہ انوار و برکات اُمّی کی وجہ سے ہیں۔

والد کا کتاب لحوٹ سے روایت ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار کلامی کے بلغ میں کہ جو میری والدہ کا زرخید ہے گیا تھا، وہاں سے آتے وقت درگاہ حضرت خواجہ باقی باسدر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوا بعد ازلے فاتحہ کے پینے مراقبہ کیا اور دعائیت حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا، اس وقت میں نے عرض کیا کہ فیضانِ چشتیہ اور قادریہ تو میں طفیل اپنے بیروشن ضمیر کے بہرہ مند ہو چکا ہوں، مگر ہوں کہ فیضانِ نقشبندیہ بھی مشرف ہوں یہ عرض کر کے وہاں سے سوار ہو کر مکان پر آیا، شکر

معاہدہ میں دیکھا کہ خواجہ تشریف لائے اور کلاہ اپنے سر مبارک کی مجھ کو عطا کی اور کچھ پڑھنے کو فرمایا۔ سچ محمد  
 تھا۔ بعد نماز جمعہ درباران ڈیوڑھی نے خبر کی کہ حضرت سید غلام علی شاہ تشریف لائے ہیں، اٹھ کر بیٹھیا  
 کر کے حضرت کو لایا، بعد نماز پرسی کے بیٹے کہا کہ آپ نے قدم رنج فرمایا نہایت عنایت کی کچھ خدمت فرما  
 تاکہ بجالاؤں، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ میں اپنے پیروں کی خدمت کرنے کو آیا ہوں کل آپ روضہ  
 حضرت خواجہ باقی بالہ پر حاضر ہوئے اور کسی امر کے واسطے آپ نے اسستدعا کی تھی، چنانچہ نسب کو مجھ کو  
 حکم ہوا کہ دارالنجت کل اگر فیضان نقشبندیہ کا طلبگار ہوا، اُس کو ہم سے بہت محبت ہو تو خود جا کر ہمارے  
 تبرکات میں سے ہماری ٹوپی اُس کو دے، آنا باقی ہم سمجھ لیں گے، یہ فرما کر رومال میں سے بکمال کو کلاہ مجھ کو  
 عنایت کی، بیٹے بھی اپنی واردات عرض کی اور مجھ سے فرمایا کہ آپ بعد نماز تہجد اہم بار سورہ یسین شریف  
 پڑھا کریں، چنانچہ بیٹے وہ کلاہ لیکر اُس کو اپنے سر پر رکھا اور اُس کلاہ کو تلج شاہی سے بہتر سمجھا، چنانچہ  
 دیگر تبرکات کے ہمراہ بیٹے بھی اس کلاہ کی زیارت کی ہو اور اُس روز سے خاندان نقشبندیہ میں ہی مرید کرنے  
 لگے تھے۔ نقل ہے کہ قریب خانقاہ کے ایک شیعہ عورت کا مکان تھا، حضرت چاہتے تھے کہ اس کو لیکر شامل خانقاہ  
 کریں تاکہ خدام کی تنگی رفع ہو مگر وہ نہ دیتی تھی، چنانچہ حکیم شریف خاں صاحب کیمیا انہوں نے بھی جا کر اُس کو کہا  
 اُس نے جواب میں حضرت کی نسبت سخت کلمات کہے اور مکان فروخت کرنے سے قطعی انکار کیا۔ اسی  
 کچھ کہا تھا کہ وہ حکیم صاحب موصوف کو بھی ناگوار گذرا، وہ اسے آکر جہنم سب بیان کیا، آپ آسمان کی  
 طرف منہ کر کے کہا کہ یا حضرت اس عورت کے کلام آپ نے منے اب میں نہ لگا جب تک وہ بدعت نہ دے گی چنانچہ  
 اسی عرصہ میں اُس نے گھر میں موتیں ہوتی شروع ہوئیں، وہ عورت اور ایک لڑکا بچا باقی سب مر گئے، ایک دن  
 وہ لڑکا بھی بیمار ہوا وہ سمجھی کہ یہ میری شامت اعمال ہے کہ بیٹے خاصان خدا کو برا کہا، اُس لڑکے کو لیکر حاضر  
 خدمت ہوئی اور عفو تصور پایا حضرت نے دست مبارک اُس کے سر پر رکھا اُس لڑکے کو شفا ہوئی اور  
 اس عورت نے مذہب حق اختیار کیا اور مرید ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک شخص کابل سے آنا تھا، دریائے سندھ میں شتر اُس کے اسباب ڈوب گیا، اُس نے  
 نذر قبولی کہ اگر شتر میرے اسباب کے دریائے نکل آیا تو روغنی روٹی شاہ غلام علی بھوی کی نذر کروں گا۔ قدرت  
 سے اسی وقت وہ شتر دکھائی دیا اور مع اسباب کنارہ پر آیا، پس جب وہ دہلی میں آیا یہ واقعہ بیان کیا  
 اور روغنی روٹی نذر کی، ایک روز ایک برہمن نو عمر فرید حاضر ہوا تمام اہل مجلس اُس کو دیکھنے لگے حضرت بھی

چشمِ رحمت سے اُس کی دیکھا، اُس نے اُسی وقت جنیوٹوڑا اور سلمان ہو کر ٹرید ہوا۔ مولانا حاجی محمد حسین کیرالوی مجددی فرماتے ہیں کہ حضرت کی کلمات اور خوارقِ عادات زیادہ حد بیان سے ہیں ذاتِ بابر کا سعدن فیوض ربانی منبع الازر تجلیات رحمانی جامع الکمالات مشکاکشائے حاجات صوری و معنوی اور ریاضے پاک تھے امیرِ غریب کو ایک نکتہ سے دیکھتے تھے، جس نے بصدق ل آپ کی غلامی قبول کی گئی ہو گی۔ نقل ہے کہ ایک شخص خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا پسر درواہ سے گم ہے اُس کی کچھ خبر نہیں آپ توجہ کیجئے کہ وہ آجائے آپ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر میں ہی یہ سن کر وہ متعجب ہوا جب اپنے گھر آیا پسر کو موجود پایا۔ ایک روز ایک مفیدہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا پسر سیاہ بادشاہی میں لو کر تھا تو کڑی چھوڑ کر لنگوٹ باندھ لیا ہے، بھنگ پرست پیتا ہے، یہ سن کر ایک سافت متوجہ ہوئے کہ اُن کی خدمت وہ شخص آیا اور نشہ سے توبہ کی اور مرید ہو کر عاشقِ اللہ ہوا۔

کئی صاحبِ مریدان حضرت سے آپ کی خدمت میں آتے تھے راستہ میں باہم کہنے لگے کہ جو حضرت کی خدمت میں جاتا ہے حضرت اُس کو کچھ نہ کچھ تبرک عنایت کرتے ہیں، ایک نے کہا کہ مجھ کو خواہش ہے کہ میرا صاحب کی ہے ایک نے کہا میں کلاہ چاہتا ہوں، چنانچہ جیٹا حاضر ہوئے ہر ایک کو حسبِ دلخواہ اُس کے تبرک عنایت فرما کر کہا کہ تمہارا مدعا حاصل ہوا اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ امیر و غریب جو آتا تھا تفاوتِ امر و نہی میں فرماتے تھے، چنانچہ جب شیر بہادر والی ریاست باند اکلاہ انگریزی سرپر کے حاضر خدمت ہوئے آپ بیکر کو لٹوا ہوئے اور من فرمایا، اُس نے بڑا مانا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اب آؤں گا، آپ نے فرمایا کہ اس صورت سے کھلاؤ۔ جب الان سے نیچے اُترا خود بخود ٹوپی زمین پر گر پڑی وہ پھر اگر نائب ہوا اور حلقہٴ ارادت میں آیا۔

نقل ہے کہ پسر مولوی فضل احمد امام جامع مسجدِ بی علیل تھے، ایک شب اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور پسر کو کچھ کھلایا صبح جو اُٹھے پسر کو صحت ہوئی، مولوی صاحب کچھ نقد کچھ جنس برائے نذر لائے اور قبولیت چاہی، حضرت نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ اُجرتِ خدمت کی ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ رات کی عنایت کا شکر ادا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ طریقِ نقشبندیہ عبادت چار چیزیں ہے بے خطرگی دوامِ حضوری و جذباتِ دارادت آپ نے فرمایا کہ بیعت کی چار قسم ہیں ایک برائے توسل پیران کے دوم بمراد توبہ از عھدیاں سوم برائے کسبِ بیعت اور فرمایا کہ مرد بھی چار قسم ہیں طالبِ دنیا نامرد طالبِ عقبی مرد طالبِ عقبی و مولوی جو نامرد طالبِ مولیٰ خرد اور ایک بار ارشاد کیا کہ فقیر کے چار حرف ہیں تاقی کی

وقت سے فادق سے قناعت سی سے یاد آگئی۔ اسے ریاضت جو بجا لیا وہ وقت سے فاضل و فائز ہوا۔  
 ق سے قرب اور قبولیت پائی، سی سے یاری اور اسے رحمت پائی فقیر ہوا۔ ورنہ ق سے فضیلت سی  
 سے قہر سی سے یاری اسے رسوائی ہوئی۔ فرماتے تھے کہ طالب حق کو چاہیے کہ ایک لمحہ بھی یاد مطلوب سے  
 غافل نہ رہے، بعض وقت ارشاد کیا کرتے تھے کہ میں شربت عاشقی است خرد و بخون جگر چشید نتوان  
 اور اکثر فرماتے تھے کہ اہل دنیا کا فراق مطلق اندوہ و روز و شب در رزق اندیشی بق اندوہ حب دنیا و  
 کل خطیہ یعنی دوستی دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا جب دنیا کی دوستی ہے دل میں جگہ پائی اس کے متعلقہ گناہ  
 ضرور سرزد ہوں گے، دوسرے یہ کہ دل لیک ہے جب محبت دنیا کی اس میں لگائی ہو پھر حب کی کہاں۔  
 نقل ہے کہ جب ایام وفات نزدیک پہنچے چند روز عارضہ بواسیر میں مبتلا رہے، اور مولانا حاجی حافظ  
 محمد حسین کیرانوی کو بلا کر علاوہ خاندان مجددیہ کے دیگر سلاسل میں اجازت دی اور ایک کلاہ حاصل ور  
 ایک مصلیٰ عنایت فرمایا اور بتا سچ ۴۴ ماہ صفر ۱۲۸۵ھ بعد نماز اشراق انتقال فرمایا اور قبل انتقال کے  
 وصیت کی تھی کہ باعی شاہ بہاؤ الدین نقشبندی کی میرے جنازہ کے ہمراہ پڑھی جائے، پھر فلسائیم جو رکھے تو پڑ  
 شیدا شد و جہاں سے تو پڑ دست بکشا جانب زنبیل ما پڑ آفریں در دست قبر باز سے تو پڑ۔

آخر خانقاہ شریف میں پہلوئے پیر و شہنشاہ میں مدفون ہوئے۔ مزار حضرت کا خانقاہ میں حاجت روا  
 خلق ہے۔ اب تک مزار حضرت سے بانیضان تعلیم و تلقین زندہ نہیں ہے مثل حیات کے فیضان جاری ہے  
 مگر طالب صادق چاہیے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ ماہ صیام میں تذکرۃ الفقرا جو اس ناکارہ نے جمع کیا تھا طبع  
 ہو رہا تھا۔ مرزا محمد بیگ صاحب خوشنویس دہلوی کہ جو مرید مولوی ولی النبی رامپوری ثم دہلوی کے  
 ہیں اسکی کتابت کر رہے تھے۔ یہ فقیر اور وہ دونوں ہمراہ چلے آتے تھے چلتی قبر کے پاس ایک سجد میں روزہ  
 افطار کیا۔ بعد نماز مغرب انہوں نے کہا کہ یہ وقت حلقہ میں حاضر ہونیکا ہے وہاں سے اگر غلطیاں بنا دوں گا۔  
 میں بھی ان کے ہمراہ خانقاہ میں آیا وہاں حلقہ ہو رہا تھا۔ وہ تو جا کر حلقہ میں شریک ہوئے جناب مولانا سنہ پر  
 و مال ڈلے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے میں ان سے بہت دور بیٹھا۔ چونکہ خالی بیٹھا تھا میں بھی متوجہ  
 ہوا اور میرے دل میں خطرہ گزرا کہ مولانا زبردست شخص ہے۔ اول تو توبہ مایہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جو  
 تو نے قلیل ہے وہ بھی جہنم جائے اور میں نے گردن اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا پھر خیال آیا کہ تجھ کو مولانا  
 کیا غص تو اپنا قلب مولانا کے قلب کے کیوں ملائے، تو اپنے حضرت شاہ صاحب کی طرف توجہ کر۔ چنانچہ

خیال کر کے پھر میں متوجہ ہوا۔ معاً حضرت مرزا صاحب شاہ صاحب شاہ ابوسعید صاحبان کی زیارت مشرف ہوا، میں نے پہلے کسی کتاب میں حلیہ حضرات کے نہ دیکھے تھے، کبھی پہلے مولانا سے نیاز حاصل کیا تھا جب حلقہ ہو چکا میں نے مولانا سے مصافحہ کیا، اور قریب بیٹھا، مولانا نے میرا حال مرزا محمد بیگ صاحب سے دریافت کیا۔

انہوں نے میری تمام کیفیت بیان کی، مولانا نہایت مہربانی سے پیش کئے، میں نے حلیہ تینوں حضرات کے بیان کر کے تصدیق چاہی، مولانا نے فرمایا کہ حلیہ درست ہیں تم نے کس کتاب میں دیکھے ہیں، میں نے عرض کیا کہ کسی کتاب میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا فرمایا پھر کیونکر معلوم ہوئے میں نے عرض کیا کہ اس وقت آپ کا فیضان جاری تھا، میں بھی آپ کی توجہ سے اس دولت سرمدی سے بہرہ مند ہوا، یہ سن کر دوبارہ کھڑا ہو کر حضرت مولانا نے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ آپ کو معیت کس خاندان میں ہے، عرض کیا کہ بشتیا اور قادریہ میں، مگر سلسلہ حضرت سید غلام علی شاد رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا حاجی محمد حسین کیرانوی خلیفہ شاہ صاحب نے تبرکاً ازراہ مہربانی اجازت دی تھی اور طریقہ احمدیہ کا کچھ کسب بھی بتایا تھا، ایک صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ اسی کا باعث ہے۔

**ذکر حضرت مولانا خالد مجددی قدس سرہ**  
آپ عالم متبحر و درویش عالی قدر گذرے ہیں ان کے حق میں حضرت سید غلام علی شاہ نے فرمایا ہے کہ مولانا خالد جامی وقت و خسرو عہد تھے اور آپ کے مرید بھی تھے، بیت الدین ہوتے تھے وہیں شاہ ابوسعید جی بھی ملے تھے، وفات آپ کی ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ ابوسعید مجددی قدس سرہ**  
آپ خلیفہ و صاحب سجادہ سید غلام علی شاہ دہلوی کے تھے بن صفی القدر بن عزیز اللہ

بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی کہ علوم ظاہری و سولانا رفیع الدین محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی میاں سراج احمد صاحب و مفتی شرف الدین شاہی سے حاصل کیا، پہلے کمالات باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے شاہ درگا ہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا، بعد حسب صلاح قاضی ثناء اللہ بانی تہی حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے مرید کے زہد اور عبادت میں مشغول ہو کر مدارج سلوک حسب طریقہ مجددیہ ملے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، نقل

کہ شہزادہ مرزا طہماسب کے ہاں ایک بار قلعہ میں درویشوں کی دعوت تھی اور شہزادے بھی تھے ایک صاحب نے کہا کہ صاحب کرامت بزرگ اب نہیں ہیں آپ نے ایک نعرہ مارا تمام اہل محاس بہوش ہوئے، یہ کرامت سب معقد ہوئے۔ وفات حضرت کی بروز عید ۱۲۰۸ھ میں ہوئی بمقام ٹونک اوداک کے جد مبارک کے دہلی میں لاکر خانقاہ شریف میں مدفون کیا۔

آپ جامع ملفوظات دارالمعارف تھے آپ بہت صاحب تالیف گذرے ہیں اور شاہ عربی تھے یافت

### ذکر حضرت شاہ رؤف قدس سرہ

کرتے تھے۔ وفات حضرت کی حج کو جاتے ہوئے عین دریا میں ۱۲۰۸ھ میں ہوئی۔

آپ علم شریعت و طریقت جامع کرامت گذرے ہیں وفات حضرت کی ۱۲۰۸ھ

### ذکر حضرت شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید قدس سرہ

میں ہوئی۔

### نقشہ باقی بزرگان مشہور مجذبیہ

نمبر	اسم	نام مرشد	سند وفا	نمبر	اسم	نام مرشد	سند وفا
۱	شیخ محمد صفر	غلام علی شاہ	۱۲۰۵ھ	۸	مولانا محمد جان شیخ	غلام علی شاہ	۱۲۶۶ھ
۲	شاہ عبد الرحمن	مرزا جان جاناں	۱۲۰۵ھ	۹	یلد امام علی شاہ	سیران شاہ حسین	۱۲۸۲ھ
۳	مولوی کریم الدین	غلام علی شاہ	۱۲۰۵ھ	۱۰	مولانا حاجی قاضی	غلام علی شاہ	۱۲۸۳ھ
۴	لاعلی غنوی جرجوری	"	۱۲۰۶ھ		محمد حسین کیراوی		
۵	مرزا رحیم الدین بیگ	"	۱۲۶۰ھ	۱۱	مولوی الیاس بیگ		
۶	سید نور شاہ لاہوری	سید صابر	۱۲۶۳ھ	۱۲	مولوی محمد غوث	شاہ احمد سعید	
۷	مولوی خلیل احمد	شاہ رؤف	۱۲۴۴ھ		در پنجاب		

ذکر حضرت شیخ شہاب الدین ابوصفی ہمدانی قدس سرہ اعز زین شیخ محمد قریشی

یہ حضرت جھوٹے بھائی شیخ ضیاء الدین ابونجیب ہمدانی تھے کہتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین عالم فردی

خاندان ہمدانی

سے حضرت پاک کی صحبت میں رہو اور غوث پاک بھی نہایت مہربانی فرماتے تھے علاوہ بریں اور نیکوں سے استفادہ  
 اٹھایا۔ حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کے پاس آتے تھے۔ یہ حضرت اپنے وقت میں شیخ شیوخ بغداد تھے۔ حضرت کی  
 تصنیفات سے تاقیامت علما و فقرا فیض اٹھاتے رہیں گے۔ آپ کی تصنیفات کو عوارف شریف، بیعت الابرار، باریک  
 کتابیں ہیں شیخ محمد صادق شیبانی قادری سے روایت ہو کہ والد شیخ شہاب الدین سہروردی لا ولد تھے۔ انکی اپنی  
 خدمت غوث پاک میں عرض کی کہ دے لیں اللہ تعالیٰ مجھ کو اولاد سے حضرت غوث پاک نے مراقبہ فرما کر ارشاد کیا  
 کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند سعادتمند عطا کرے گا۔ اسی شب کو وہ پاک دامن حاکم ہوئیں بعد از مہینے کے لڑکی پیدا ہوئی  
 غوث پاک کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ لڑکی نہیں ہے لڑکا ہے اور نام اس کا میں نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی  
 رکھا۔ اسکی عمر دراز ہوگی اور ابروں کے بال اور پستان دراز ہو گئے اور ولی بلند مرتبہ ہو گا۔ یہ سنکر انکی بیوی نے  
 جو اپنی لڑکی کو آکر دیکھا تو علامت سب مرد کی پائی اور شکر پروردگار بجالائیں۔ چنانچہ انکی بیوی کے بال ایسے  
 تھے کہ پلوں کے نیچے پڑتے تھے اور پستان بھی دراز تھے۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت پائی  
 اور اشتیاق علم الہی کا ایسا پیدا ہوا کہ شب و روز اسی میں مستغرق رہتے تھے۔ اگرچہ شیخ البوخیب آپ کے  
 علم نصیحت فرماتے تھے کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہو مگر آپ نہ مانتے تھے۔ آخر ان کو ایک روز لیکر غوث پاک کی  
 خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ بغور دار شائق علم الہی کا ہے۔ اگرچہ فارغ التحصیل ہو چکا ہے۔ میں چاہتا  
 ہوں کہ کچھ اور پڑھے۔ مگر یہ اس میں دل نہیں لگاتا ہے۔ یہ سنکر غوث پاک نے اپنا ہاتھ بڑھا کر  
 شیخ شہاب الدین کے سینہ پر ملا اور فرمایا کہ اے پسر علم کلام سے کیا تجھ کو یاد ہے انہوں نے جو خیال  
 کیا تو کچھ یاد نہ تھا۔ سب بھول گئے بلکہ کتابوں کے نام بھی یاد نہ آئے۔ اس وقت غوث پاک نے قسم کھا  
 فرمایا کہ علم کلام تیرے سینہ سے بھلا کر علم معرفت دیدیا اس روز سے یہ تحصیل علم باطن میں  
 مصروف ہوئے۔ میاں شیخ نجم الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین کے فرماتے ہیں۔ ایک بار میں حضرت  
 کے پاس چلہ میں تھا۔ واقعہ میں میں نے دیکھا کہ شیخ ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے ہیں اور جواہرات  
 کے ڈھیر آپ کے آگے لگے ہوئے ہیں اور پہاڑ کے نیچے کی خلقت کو جو آپ سے مانگ رہی ہے دے  
 رہے ہیں۔ باوجود تقسیم کثیر کے وہ ڈھیر کم نہیں ہوتے۔ جب میں فارغ ہوا شیخ کی خدمت میں آیا رہا ہوتا  
 تھا کہ واقعہ کا حال عرض کروں کہ شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا سو درست دیکھا۔ یہ برکت عنایت  
 غوث پاک کی ہے۔ ایک بار واحد الدین آپ کے پاس آئے آپ نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے



سماع چاہا۔ آپ نے قوالوں کو بلایا۔ ان کو سماع میں مشغول کر کے آپ کو نے میں جا کر تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔ صبح کو خادم خانقاہ نے عرض کیا کہ درویشوں نے تمام رات سماع سنا۔ اب اُن کے واسطے نہاری چاہیئے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ کب سماع ہوا۔ سبحان اللہ تلاوت قرآن میں ایسے مشغول و متغرق ہوئے کہ سماع کی آواز بھی کان میں نہ آئی۔

فائدہ الفوائد سے نقل ہے کہ ایک فلسفی حکیم خلیفہ بغداد کے پاس آیا اور ایک کتاب دکھائی کہ خلیفہ کو بدین کرے اور خلیفہ بھی اُس کے جال میں ایسا پھنسا کہ اس کو اپنا ہم نشین بنا کر رات دن اُس سے باتیں کیا کرتا تھا۔ یہ غیر شیخ شہاب الدین کو ہوئی۔ فرمایا کہ خلیفہ اس حکیم سے ملکر خلقت کو ظلمتِ کفر میں ڈالیکا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر خلیفہ کے پاس آئے۔ قدرتِ خدا سے وہ حکیم بھی حاضر تھا۔ غنغ نے حکیم سے پوچھا کہ اس وقت کیا بحث تھی کہا کہ یونہی کچھ باتیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں فقط اس واسطے آیا ہوں کہ تہلری باتوں کو دریافت کروں اور آپ نے بہت کچھ زور دیا۔ ناچار حکیم نے کہا کہ ہم اس وقت یہ بحث کر رہے تھے کہ حرکت تین طرح کی ہوتی ہے۔ حرکتِ طبعی۔ حرکتِ ارادی۔ حرکتِ قہری۔ حرکتِ طبعی وہ کہ کوئی چیز خود حرکت کرے اور دوسرا اس کا کوئی متکفل نہ ہو۔ حرکتِ ارادی وہ ہے کہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے جس طرف چاہے اور حرکتِ قہری کہ دوسرا اس کو حرکت دے۔ ہم اس بحث میں تھے کہ حرکتِ ملکی بھی حرکتِ طبعی ہے کہ خود بخود اس کو گردش ہے۔ دوسرا اس کو کوئی گردش نہیں دیتا۔ شیخ نے فرمایا کہ حرکتِ ملکی حرکتِ قہری ہے حکیم نے کہا کیونکہ شیخ نے فرمایا کہ فرشتے اس شکل و صورت کے اس طرح پر بحکمِ خدا حرکت دیتے ہیں اور ایک حدیث پڑھی اس پر وہ حکیم قہقہہ مار کر منہا شیخ کو ناگوار گزار چنا پچھ خلیفہ اور حکیم کا ہاتھ بکڑ کر صحنِ مکان میں لائے اور فرمایا کہ الہی جو کچھ اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان دونوں کو سبھی دکھلا اور کہا آسمان کی طرف دیکھو جب انہوں نے آسمان کو دیکھا معلوم کیا کہ فرشتے آسمان کو حرکت دے رہے ہیں یہ کرامت دیکھ کر حکیم اور خلیفہ باعتماد تمام تائب ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دس بارہ ہزار روپے کا فتوحات ہوئے تھا مگر جو آنا شام تک لقمہٴ مساکین ہوتا۔ دوسری صبح کی واسطے ایک ملکاروٹی کا بھی نہ رہتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سب نعمتیں دیں مگر ذوقِ سماع نہ دیا۔ اسوجہ سے نہیں سنتا۔ جبے وقت آپ کا قریب پہنچا تو صاحبزادہ شیخ عماد الدین کی عمر تیس برس کی تھی مگر راحتِ بدی سے محروم تھے عین وقت انتقال پر خزانہ کی کنجیاں طلب کیں۔ خادم نے کہا کہ یہ وقت شیخ کے انتقال کا ہے اس وقت مناسب نہیں۔ یہ آواز شیخ کے

کان میں پہنچی۔ آپ نے خادم کو بلا کر کہا کہ اسکو کبھی دیدے۔ صاحبزادہ نے جو خزانہ کھول کر دیکھا تو چھ دینار سے زیادہ نہ تھا جو شیخ کی تجہیز و تکفین میں خرچ ہوا اور حضرت ہر سال زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوتے رہے۔ ولادت حضرت کی ۵۳۲ھ میں اور وفات ۵۳۳ھ میں ہوئی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی خلیفہ شیخ ضیاء الدین البونجیب سہروردی اور حضرت غوث پاک کے تھے

## شجرہ شیخ شہاب الدین

نمبر	اسم بزرگ	ماہ و سنہ وفات	مزار	کیفیت
۱	شیخ ضیاء الدین البونجیب سہروردی	۶۲ھ	بغداد	
۲	شیخ وجیہ الدین سہروردی	۶۶ھ	"	
۳	شیخ ابو عبد اللہ	۳۳۱ھ	شیراز	
۴	شیخ اسود احمد دینوری	۳۶۶ھ	دینور	
۵	شیخ ممتاز علی دینوری	۴۲۶ھ	"	
۶	خواجہ جنید بغدادی	۴۲۶ھ	بغداد	
۷	خواجہ سری سقطی	۴۵۳ھ	"	
۸	خواجہ معروف کرخی	۴۲۰ھ	کرخ	
۹	خواجہ داؤد طائی	۴۶۲ھ	بغداد	
۱۰	خواجہ حبیب عجمی	۴۱۵ھ	۳ ربیع	
۱۱	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	ربیع الاول ۵۵۵ھ	مدینہ منورہ	
۱۲	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۰ رمضان ۲۰ھ	نجف اشرف	
۱۳	جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ شریف	

خلفاء آپ کے یہ ہیں: شیخ محمد غنی، شیخ بہاء الدین طہاوی، سید نور الدین مبارک شمس العارفین، شاہ ترکان بیابانی، قاضی حمید الدین دہلوی، شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی، شیخ نجیب الدین علی برخش، شیخ فرید الدین عطار۔

ذکر حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین  
عمر سہروردی کے تھے۔ بعد

تکمیل فرقہ خلافت سے مشرف ہو کر دہلی میں آئے۔ سلطان شمس الدین نے آپ کو شیخ الاسلام دہلی کیا بلکہ  
دہلی میں امساک باراں تھا۔ لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید کو آگھیر کر آپ برائے بارانِ رحمت دعا کیجئے  
آپ اُسی وقت اٹھکر مزار سید نور الدین پر گئے اور کہا کہ یا سیدی میری آپ کی جو نزاع تھی اسکو معاف  
فرما کر آشتی کیجئے کہ پانی برسے۔ تمام شہر پانی کا خواہاں ہے۔ آواز ہوئی کہ میں نے تجھ سے سلوک کیا  
دعا کر پانی برسے گا۔ بعدہ مکان پر آکر تمام خلق کے روبرو دعا کی کہ الہی بارانِ رحمت کو بھیج ورنہ میں تاجت  
آبادی میں نہ جاؤں گا۔ اس وقت پانی برسنا۔ قطب الدین آپ کے خادم نے عرض کیا کہ بندہ کو پروردگار  
سے ایسا زور کے ساتھ عرض کرنا چاہیے اس میں کیا بھید تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ دوست دوست سے جو  
کہتا ہے وہ ضرور قبول کرتا ہے۔ دوسرا امر یہ کہ سید نور الدین کی رنجش تھی۔ آج صفائی ہوئی انہوں  
نے بھی واسطہ دے کر فرمایا۔ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے روایت ہے کہ سید نور الدین نے اول  
نعمت شیخ اجل شیرازی سے خلافت پائی بعدہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہو کر فرقہ خلافت حاصل  
کیا۔ وفات شیخ نور الدین مبارک کی عکسہ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت خلیفہ شیخ  
شہاب الدین سہروردی

ذکر حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی دہلوی قدس سرہ

کے تھے۔ صاحبِ عظمت دشان پر جلال کہ ترک تجرید میں یگانہ عصر تھے۔ علاقہ خیوہ سے وارد دہلی ہو کر ماہر  
شہر کے مقیم ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ حضرت خواجہ کے  
دیکھنے کو جاتے تھے۔ اور حضرت خواجہ بھی آپ سے ملنے ایک دو بار تشریف لائے ہیں۔

تقل ہے کہ ایک بار حضرت شاہ ترکمان حضرت خواجہ کے جہان تھے۔ ایک وقت میں دونوں بزرگ  
ایک طباق میں دلیا نوش فرما رہے تھے۔ اور شیخ فرید الدین گنج شکر گس رانی کر رہے تھے۔ حضرت  
شاہ ترکمان کا یہ تاخیر تھا کہ ہر لقمہ کھا کر اپنی بغل میں ہاتھ دیتے۔ پھر دوسرا لقمہ اٹھاتے۔ یہ دیکھ کر  
شیخ فرید الدین کے چہرہ سے آثار ناگواری کے معلوم فرما کر حضرت خواجہ نے اشارہ سے منع فرمایا مگر  
سے ضبط نہ ہو سکا۔ آخر کہا کہ حضرت کھانا کھانے میں بغل میں ہاتھ دینا خلافِ تہذیب ہے۔ آپ شکر

چپ ہو رہے۔ حضرت خواجہ نے پھر اشارہ سے منع فرمایا مگر شیخ فرید الدین نے پھر کہا۔ دوبارہ کہنے سے آپ کو حلال آیا۔ حضرت بہت قوی ہیکل اور زبردست تھے۔ شیخ فرید الدین کا بازو پکڑ کر کھینچا اور اپنا ہاتھ ادبھا کر کے فرمایا کہ دیکھ میں بوجہ ترک ادب کے قطب الاقطاب کے ہمراہ کھانا کھا رہا ہوں ہر قسم پر ہاتھ دھولیتا ہوں جو اس وقت موجود تھے سب نے دیکھا کہ زیر بغل دریا بہا جلاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک قلندر آپ کے پاس آئے اُن کے ہمراہ دوشیر مہر تھے انہوں نے حضرت سے کہا کہ ان کے کہاں باند ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بکریوں میں چھوڑ دو۔ اُس قلندر نے کہا کہ ان کو شیر کھا جائینگے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چھوڑ دو۔ اُس قلندر نے دونوں شیر بکریوں میں چھوڑ دیئے۔ قدرتِ خدا سے اُن بکریوں نے شیروں کو ایسا تنگ کیا کہ وہ شور کر کے باہر نکل آئے۔

نقل ہے کہ ایک ساہوکار دہلی سے کہیں جاتا تھا۔ اُس کے دشمن اُس کے پیچھے ہوئے۔ جب اُس نے دشمنوں کو آتے دیکھا ڈر کے حضرت کے پاس آیا اور کہا مجھے امان دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جا وہ صحن میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ لوگ بھی آگئے۔ حضرت سے کہا کہ ایک شخص ابھی آپ کے پاس آیا ہے۔ وہ کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھ لو۔ انہوں نے آپ کی جھونپڑی اور اس کے اُس پاس خوب دیکھا کہیں نہ پایا۔ ناچار واپس چلے گئے۔ وہ مہاجن سب کو دیکھا کیا اور وہ کسی کی نظر میں نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ مہاجن مسلمان ہوا اور ترک مال و منال کر کے فقیر ہوا۔

نقل ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک بار حضرت سے کہا کہ شہر میں قیام فرمائیے۔ ویرانہ میں آپ کیوں رہتے ہیں۔ آبادی میں رہنے سے برکت انفاس حضرت سے خلائی کو نفع ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کو منظور ہوگا تو یہیں آبادی ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل فیروز شاہ نے اس جگہ آبادی کی اور مسجد بنائی کہ جو موجود ہے۔ پھر گردِ روضہ عالیہ کے چار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنی ترکمان دروازہ آپ کے نام سے مشہور ہوا۔ وفات حضرت کی رضیہ بیگم کے عہد میں ہوئی۔ مزار پر انوار سے فیض عام جاری ہے۔ شب کو صراحی بانی کی لاکر مزار پر رکھتی ہیں۔ صبح بجا کر مریضوں کو پلاتے ہیں۔ انکو صحت ہوتی ہے۔ آپ کے ہاں جو نسبت ہوتی تھی شب کو بھی میلہ رہتا تھا۔ جب تک دارالقصا دہلی ہو جاتا رہا تو حرام کاری کا بھی علانیہ چرچا ہوا کسی نصیر نے حضرت کے میلہ میں کسی طوائف سے حرام کیا اسی وقت دونوں کو کسی اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ یہ دونوں چار بانی پر پڑ کر اپنے گھر گئے۔ اور تمام میلہ میں دبا پڑی

تمام خلقت وہاں سے بھاگی۔ آپ نے خدام کو بشارت دی کہ رات کو ہمارے یہاں میلہ نہ رہا کرے اُس روز سے بعد دوپہر کے میلہ شروع ہوتا ہے اور پہر رات گئے ختم ہو جاتا ہے۔ درگاہ شاہ ترکمان شاہجہاں آباد میں حاجت روائے خلق ہے۔ حضرت صاحب سلسلہ بھی ہیں۔ آپ کے اکثر فقیر بہاروں میں رہتے ہیں۔ ان میں ایک بزرگ صاحب اکیر بھی دیکھے ہیں۔

آپ خلیفہ شیخ شہاب الدین

## ذکر حضرت شیخ بہاء الدین ذکر یکتائی قدس

سہروردی کے ہیں۔ اعظم

اولیائے ہند سے گذرے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کے دادا اکمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے چلکر غارزم میں آ رہے۔ بعد اس کے ملتان میں تشریف لائے۔ آپ کے والد شیخ وچہرہ کی شادی دختر شیخ حسام الدین ترمذی سے ہوئی ششہ میں شیخ بہاء الدین پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں حافظ و قاری ہوئے۔ بعد وفات اپنے والد کے خراسان میں جا کر کسب علوم کیا۔ بہت بزرگوں کی زیارت کی بعد اُس کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پانچ سال مدینہ میں رہ کر کمال الہی محکم مبنی محدث سے حدیث صحیح کی بعد اس کے زیارت بیت المقدس سے مشرف ہوئے وہاں سے چلکر بغداد میں آکر شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں شرف ارادت حاصل کر کے اٹھارہ دن میں کمال دلالت کو پہنچے۔ منتظر خلافت کے تھے کہ ایک شب واقعہ میں دیکھا کہ ایک مکان پر نور ہے اُس میں رسول خدا ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور شیخ شہاب الدین دہنی جانب دست بستہ کھڑے ہیں اور وہاں چند خرقہ ٹنگے ہوئے ہیں۔ جناب سرور کائنات انکو بلا کر اپنے ہاتھ سے شیخ شہاب الدین کے سپرد کر کے فرمایا۔ ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہاء الدین کو پہنا دے۔ چنانچہ انہوں نے خرقہ پہنایا۔ صبح کو شیخ شہاب الدین نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور فرمایا کہ رات کو جو خرقہ تجھ کو عنایت ہوا اٹھالے اور فرمایا کہ حسب الارشاد رسول مقبول یہ خرقہ تجھ کو دیا گیا۔ اس خرقہ کے ملنے سے اور درویش کہ جو سالہا سال سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں بڑی سچے مجاہدہ اور ریاضت کر رہے تھے اور خرقہ خلافت نہیں پایا تھا ان لوگوں کو خیالات پیدا ہوئے کہ ان کو اٹھارہ دن میں خلافت ملی ہم برسوں کے پڑے ہیں اب تک محروم ہیں۔ شیخ غیاث الدین نے نوباطن سے ان کا خطرہ معلوم کر مریدوں سے فرمایا کہ تم تشویش نہ کرو۔ تم مثل لکڑی تر کر کے ہو۔ آگ چوب تر کو یکو یک نہیں جلاتی۔ اور

بہاؤ الدین ذکر یا مثل چوب خشک کے تھا کہ یکایک اس میں آگ نے اتر کیا۔ علاوہ برس جتنی تھیں ہیں سب فضل الہی پر منحصر ہیں۔ پس خرقہ خلافت حاصل کر کے حسب اجازت پیر ملتان میں آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے بہت کچھ رجوعات خلایق ہوئی۔ ملتان کے مشائخوں کو آپ سے حد پیدا ہوا اور اشارتاً ایک دودھ کا بھرا ہوا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اُن کا اشارہ معلوم کر کے ایک گلاب کا بھول اُس کو پیے میں ڈال دیا۔ نقل ہے کہ سید جلال الدین شریف اللہ سرخ بخاری حضرت کی خانقاہ میں آکر بیٹھے۔ صحن میں بیٹھے تھے کوجیل رہی تھی۔ شیخ حجوہ میں تھے سید صاحب کو اپنے ٹلک کی سردی یاد آئی۔ شیخ الاسلام نے نذباطن سے معلوم کر کے حجوہ سے باہر آکر فرمایا کہ بوریئے صحن خانقاہ کے اٹھا کر جھاڑو دے کہ کچھ کڑھ نہ رہے۔ ایک خادم نے جھاڑو دی۔ اسی وقت ایک ٹکڑا ابرکا آیا اور گرج چمک ہونے لگی اور اولے مثل بقیۃ مرغ کے صحن خانقاہ میں برسنے لگے کہ تمام صحن پر ہو گیا۔ خانقاہ کے باہر کہیں ایک اولہ بھی پڑا۔ سید جلال الدین اور دوسرے درویشوں نے خوب اولے کھائے اور برتنوں میں بھر کر رکھے جب واسطے نماز ظہر کے شیخ باہر آئے۔ سید جلال الدین سے فرمایا کہ یا سید برف بخارا کی بہتر یا اولے ملتان کے۔ سید نے عرض کیا کہ ملتان کے اولے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اسی روز مرید ہو کر کئی سال میں مرتبہ ولایت حاصل کر کے اورچ کو رخصت ہوئے۔

نقل ہے کہ مولانا فخر الدین عراقی بھانجے شیخ شہاب الدین ہروردی کے کہ بہت بڑے عالم اور شاعر تھے۔ دمشق میں رہ کر مدرسہ بنا کر درس میں مشغول ہوئے۔ ایک فقیر لڑکے پر عاشق ہو گئے اور ڈاڑھی مونچھیں منڈا کر قلندروں میں مل گئے۔ انہی کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے ہمدان و خراسان پہونے ہوئے ملتان میں آئے۔ خانقاہ شیخ میں شب باس ہوئے۔ شیخ الاسلام نے مولانا فخر الدین کو پہچان کر کشش باطن سے اپنے پاس بلا کر تمام شب اپنے پاس رکھا صبح کو وہ قلندر اٹھ کر چلے۔ یہ بوجہ عشق و محبت کے دوڑے تمام دن انکو ڈھونڈا اور شام کو اپنے ٹئیں ملتان میں در خانقاہ پر پایا۔ شیخ نے مولانا کو اندر بلا کر گلے لگایا اور ان کو توجہ دی ران کے دل سے محبت اس لڑکے کی محو ہوئی اور محبت الہی پیدا ہوئی۔ شیخ نے اپنا ملبوس خاص عنایت کیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کر دیا۔ ایک مرید شیخ کا لاہور میں رہتا تھا اسکو شیخ زندہ دل بھی کہتے تھے۔ بروز عید ہمراہ خلق گئے تھے۔ آسمان کی جانب دیکھ کر کہا کہ آج عید کا دن ہے دوست اپنے دوستوں سے ملتے ہیں۔ میں سوائے تیرے کسی کو دوست نہیں رکھتا تو

اپنے خزانہ سے مجھکو عیدی دے اُسی وقت پرچہ کاغذ بخط سبز نوشتہ اُن کے ہاتھ آگیا اس میں لکھا تھا کہ آگ دوزخ کی جھپیر حرام کی۔ یہ مرید حاضر تھا اُس نے شیخ سے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عیدی دی۔ آپ ہمارے خواجہ ہیں مجھکو عیدی دیجئے۔ شیخ نے تبسم کر کے وہ کاغذ آزلونی دوزخ کا اس مرید کو بخشا اور فرمایا کہ قیامت کے دن آگ دوزخ کی جانے یا میں جانوں۔

نقل ہے کہ بعد سلطان شمس الدین التمش و عاصرت خواجہ معین الدین حبشی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے ولیعہد سلطان قطب الدین جب بادشاہ ہوا اور مرید قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ہوا تمام ایشیائی سلطنت اُس کے قبضہ میں آئی۔ تباچہ بیگ ترک ملتان امروچ اور سندھ کا حاکم ہوا۔ اُس نے فساد برپا کرنا چاہا۔ شیخ بہاء الدین اور قاضی ملتان نے بادشاہ کو اُس کے ارادے آگاہ کیا۔ ان کا خط تباچہ بیگ کے آدمیوں کے ہاتھ آیا۔ اس خط کو دیکھتے ہی تباچہ بیگ بہت غصہ ہوا اور محض تیار کیا۔ قاری شرف الدین قاضی ملتان کو بلا کر دونوں خط کہ جو اسکی شکایت میں بادشاہ کے پاس جاتے تھے دکھلائے۔ قاضی کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا۔ تباچہ بیگ نے جلا دو حکم دیا کہ اسکو قتل کرادو دوسرا خط شیخ بہاء الدین کو بلا کر دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ خط میرا ہے جو میں نے لکھا ہے بادشاہ کے حق میں لکھا ہے تو کیا کر سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی اُس کا بدن کانپ اٹھا۔ قدموں پر گر کر عفو قصور چاہا اور رخصت کیا۔

نقل ہے کہ عبداللہ توال بعداد سے حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن آیا۔ وہاں سے ملتان جانا چاہا۔ چونکہ راہ پر خوف تھی ان سے دعا چاہی کہ میں وہاں سلامت پہنچوں۔ آپ نے فرمایا کہ ملتان سلامت پہنچے گا۔ جب عبداللہ علاقہ ملتان میں قریب حوض کے آیا وہاں قزاقوں کو دیکھا کہ وہ قصد لوٹنے کا کرتے ہیں۔ اُسے آواز بلند بکار کر کہا یا شیخ بہاء الدین سرحد فرید الدین میں سے سلامت آیا۔ اب تمہاری پناہ میں ہوں۔ اس وقت ایک سوار پیدا ہوا اور لیٹروں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا صحیح سلامت ملتان میں پہنچا۔ ایک دوزیہ توال سرخ کبیل اڑھے شیخ کے روپ رو گیا۔ شیخ نے فرمایا یہ نڈاؤ ٹھننا چاہیے۔ کہ سرخ لباس شیطان کا ہے۔ اُس نے گستاخی اور زبان درازی سے کہا کہ تمہارے پاس بے قیاس خزانہ ہے اُس کا خیال نہیں کرتے۔ میرے پڑا لے کبیل کو دیکھ کر طعن کرتے ہو۔ یہ سنکر شیخ نے فرمایا کہ ہو شیار ہو بے ادب مت ہو۔ حق احسان مت بھول یاد کر کہ حوض پر تو نے مجھکو آواز بلند بکارا اور میں نے پنچکتر ارجان و مال بچایا۔ یہ سنکر عبداللہ منفعیل ہوا۔

اور قصور معاف کرایا شیخ صدر الدین کرخی نقل کرتے ہیں کہ مولانا نجم الدین سے میں تفسیر پڑھتا تھا شیخ بہاء الدین نے مجھ سے پوچھا کہ کیا پڑھتا ہے، میں نے عرض کیا کہ تفسیر کشاف و ایجاو و عمڈ پرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو بھونک اور مشغول ہو، میں نے یہ ذکر استاد سے کیا، انکو ناگوار گذرا۔ انکو میں نے دیکھا کہ تینوں کتابیں میرے پاس رکھی تھیں دو اسمیں سے جل گئیں کہ جن کی نسبت شیخ نے فرمایا تھا، بلکہ جو اوپر تھی وہ سلامت رہی، خواجہ کمال الدین شیرازی کہ حضرت کے مرید تھے جواہرنت کی سوداگری کرتے تھے، عدن سے جہاز میں بیٹھے، ان کے پاس بہت مال تھا اور سوداگر بھی ہمراہ تھے تھوڑی دور جہاز گیا تھا، بوجہ مخالفت ہوا کہ جہاز بھنور میں آگیا، سب کو گمان موت کا ہوا اور درود کر سب لوگ غائبن مانگنے لگے۔ کمال الدین مذکور نے فریاد کر کے کہا یا مخدوم بہاء الدین ذکر کیا وقت ہے، اُسی وقت سب نے دیکھا کہ حضرت کشتی میں تشریف لائے ہیں اور آپ کی برکت سے وہ طوفان رفع ہو گیا۔ تمام سوداگروں نے تیسرا حصہ مال اپنا حضرت کی نذر کیا۔ آخر سب نے مقام مقصود پر پہنچ کر شیخ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں نذرانہ بھیجا۔ اگرچہ شیخ فخر الدین نے سوائے روز امداد کے کبھی شیخ کو نہیں دیکھا تھا مگر بروقت پہنچنے کے پہچان لیا، قدمبوس ہوا اور سات لاکھ اشرفی نذرانہ سوداگران پیش کیا۔ آپ نے قبول فرما کر اُسی وقت براہِ خدا تقسیم کر دیا۔ یہ سخاوت و کرامت دیکھ کر شیخ فخر الدین صاحب اپنا کل مال براہِ مولا دیکر حضرت کے مرید ہوئے اور فقیری اختیار کی۔ چنانچہ مزار شیخ فخر الدین گیلانی کا جدہ میں ہے۔

نقل ہے کہ شب ماہ رمضان سے ایک شب شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ میرا وہ دوست ہی جو تمام رات میں دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک قرآن شریف ختم کرے۔ چنانچہ حضرت نے خود امام ہو کر دونوں رکعت ادا کیں اور چار سیپارہ اور پڑھے اور ہمیشہ حضرت بعد نماز تہجد کے تا نماز صبح تک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ لکھا ہو کہ ایک روز آپ اپنے حجرہ شریف میں مشغول تھے اور صدر الدین آپ کے پس پردہ حجرہ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک شخص پیدا ہوا اُس نے ایک لفافہ سر بہر شیخ صدر الدین کو دیکر کہا کہ یہ اپنے مخدوم کو دیدو کہ اتنے میں شیخ باہر آئے انہوں نے وہ خطان کے ہاتھ میں دیا جس خط کو دیکھتے ہی اللہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوئے حجرہ میں سے آواز آئی کہ۔ دوست بد دوست چہرست۔ وقت حضرت کی ۷۶۶ھ میں ہوئی، مزار ملتان میں ہے۔ آپ کے جد و پدر اور بی بی راستی آپ کی والدہ ان صاحبوں کے مزار



ملتان میں ہیں۔ آپ کے دادا کے مزار پر ایک درخت ہے جو دیوانہ اس کے پتے کھاتا ہے اچھا ہو جاتا ہے۔ خلیفہ آپ کے بہت سے ہیں۔ چنانچہ شیخ فخر الدین عراقی دمشق میں اور شیخ نجم الدین علی برعشی شیرازی بغداد میں اور جوہندوستان میں ہیں ان کا ذکر آگے آئیگا۔

## ذکر حضرت صدر الدین عارف بن شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس

آپ خلیفہ اعظم و صاحب سجادہ شیخ کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور خوارق و کرامات بے اندازہ رکھتے تھے اور قطب تھے۔ آپ سات بھائی تھے۔ شیخ صدر الدین، شیخ برہان الدین و شیخ ضیاء الدین و شیخ علاؤ الدین و شیخ شہاب الدین۔ شیخ قدرت الدین و شمس الدین بعد انتقال پدر کے جب ترکہ تقسیم ہوا تو شیخ صدر الدین کے حصہ میں سات لاکھ اشرفی سوائے اوچاؤ و منقولہ اور غیر منقولہ کے آئیں اسی وقت سب کو راہِ خدا میں تقسیم کیا۔ کچھ اپنے پاس نہ رکھا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے والد نے راہِ خدا میں بھی صرف کیا اور خزانہ معمولہ کر گئے تم نے اتنا مال جو میراث پدری سے ملا تھا ایک دن میں برباد کیا۔ کل کے واسطے کوڑی بھی نہ رکھی بڑا کیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ دنیا ان کو فریب نہ دیکتی تھی میں ابھی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ اگرچہ کبھی کبھی میں بھی غالب آگیا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا غالب ہو کر مجھ کو راہِ مولا سے پھیرے۔ اس واسطے اسکو جدا کیا کہ تسلی دل کے ساتھ یاد خدا کر دوں حصہ پدری رکھنے کو میرے بھائی کافی ہیں۔ ساتواں حصہ رہا رہا نہ رہا۔ ایک روز شیخ صدر الدین دریائے کنارہ پر دھوکہ کر رہے تھے۔ شیخ رکن الدین ان کے فرزند مفت سالہ ان کے ہمراہ تھے کہ ایک غول ہرنوں کا سامنے آیا انہیں ایک بچہ پر شیخ رکن الدین کا دل مائل ہوا۔ چاہتے تھے کہ اسکو بکڑیں مگر باپ کے ڈر سے نہ اٹھ سکے اُدھر شیخ نے وضو کر کے فرزند کو اپنے پاس بٹھا کر قرآن شریف پڑھوانا شروع کیا۔ انکا قاعدہ تھا کہ ہر روز چار دفعہ کے پڑھنے میں ایک سیپارہ حفظ کر لیا کرتے تھے اُس روز سات بار پڑھا اور حفظ نہ ہوا۔ شیخ نے اسکا سبب پوچھا۔ خدام نے عرض کیا کہ ہرنوں کی ڈار سامنے سے نکلتی تھی اُن میں بچے بھی تھے شاید اُنکا دل اس طرف گیا ہو۔ شیخ نے فرزند سے پوچھا کہ بابا ہرن کدھر گئے ہیں انہوں نے کہا دریا سے جانبِ غرب گئے ہیں اور بچے بھی خوبصورت تھے۔ شیخ نے تھوڑی دیر مائل کیا دیکھا کہ ہرنی بچوں

کو ایسے مذہبی چلی آتی ہے اور شیخ کے آگے آکھڑی ہوئی۔ شیخ رکن الدین نے بچہ کو پکڑ کر گود میں لیا۔ اُسی وقت دو جُز یاد کئے اور ہر فی بچہ کو لیکر اپنے گھر آئی۔ یہ حضرت جامع الکرامات منبع الحسان قطب الوقت شیخ المشائخ ہند گزرے میں۔ کرامات آپ کی بے انتہا مشہور ہیں وفات حضرت کی ۶۳۲ ذی الحجہ ۸۷۷ھ میں ہوئی۔ مزار ملتان میں ہے نزد مزار والد۔

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے  
**ذکر حضرت شیخ جمال خندان رو قدس سرہ**  
تھے بہت با کمال و با عظمت گزرے

ہیں۔ وفات حضرت کی ۷۶۷ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ بہار الدین ذکر یا ملتان کے  
**ذکر حضرت شیخ حسن افغان قدس سرہ**  
تھے۔ صاحب ذوق شوق عالم علوم باطنی

آپ محض امی تھے مگر امتحاناً کسی قسم کا کتبہ آپ کے سامنے آنا اُس کے معنی مطلب سب بیان فرمادیا کرتے تھے، ان کے پیر کہا کرتے تھے کہ اگر خدا قیامت کو مجھ سے سوال کرے گا کہ میرے واسطے کیا تحفہ لایا۔ عرض کروں گا کہ حسن افغان کی مشغولی عبادت جس زمانہ میں آپ دہلی آتے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک مسجد بناتے ہیں اور بہت سے عالم قبلہ درست کر رہے ہیں یہ بھی وہاں کھڑے ہو گئے آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ جدہ میرا منہ ہے اُدھر محراب درست کر دو۔ لوگوں کو انکار ہوا۔ آپ نے انگشت شہادت قبلہ کی طرف اٹھا کر فرمایا اگر میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ غرض کل حاضرین زیارت کعبہ سے مشرف ہوئے۔ ایک دُعا آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے کہ امام کے دل میں کچھ خطرے گذرے۔ بعد نماز کے آپ نے امام کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لیجا کر کہا کہ آپ دہلی سے افغانستان میں جاتے تھے وہاں سے بردہ خرید کر ملتان میں لاتے تھے۔ انکو بچکر نفع کثیر اٹھاتے تھے۔ بیچارہ حسن دست بستہ نینگے پاؤں تمہارے پیچھے حیران پھرتا تھا۔ اس نماز کو کیا نماز کہوں ع دل درکار و تن با خدا ہو۔ غرض ایسی ایسی بہت سی کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئی ہیں، وفات حضرت کی ۷۶۹ھ میں ہوئی۔ مزار ملتان پائین مزار مرشد ہے۔

**ذکر حضرت سید جلال الدین منیر شاہ میر سخ بخاری قدس سرہ**  
آپ خلیفہ شیخ بہار الدین ذکر یا ملتان کے تھے جو سید بخاری کہلاتے ہیں وہ سب آپ کی اولاد

سے ہیں۔ نسب نامہ آپ کا یہ ہے: سید جلال الدین بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سید امام نقی رض۔ جاننا چاہئے سید علی اصغر کے دو بیٹے تھے سید عبداللہ سے سادات بخاری اور سید اسماعیل سے سادات چاکری سید صاحب کے بہت سے لقب ہیں۔ جلال الدین شیر شاہ ابوالبرکات والوالصمد و میر بزرگ مخدوم عظیم و جلال اکبر و عظیم اللہ اور آپ نواسے سلطان محمود و بادشاہ توران کے تھے۔

منظہر جلالی میں لکھا ہے کہ حضرت مادر زاد ولی تھے۔ لڑکپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے شہر سے باہر آئے۔ وہاں ایک جنازہ کی نماز تیار تھی۔ آپ نے پوچھا چار پائی پر جو پڑا ہے اُس کا کیا حال ہے۔ کسی نے کہا فلاں شخص مر گیا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ آپ نے کہا پھر کیا کرو گے اُس نے کہا کہ زمین میں دفن کر دینگے۔ یہ سنکر آپ کا بدن کانپا اور اللہ اکبر کہہ کر سر ہالے مروے کے جا کر تم باذن اللہ فرمایا وہ مردہ فوراً زندہ ہو گیا اور اپنے پاؤں چلا گیا۔ چالیس برس اور زندہ رہا۔ جب آپ کے والد کو یہ خبر ہوئی انہوں نے بہت کچھ دھمکایا اور منع فرمایا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرنا شرع میں رخصت پڑتا ہے۔ پہلے گھر سے سفر کر کے آپ نجف اشرف آئے چندے وہاں رہ کر مدینہ میں آئے وہاں سے بیت المقدس کو گئے پھر مدینہ میں آئے وہاں کے سادات نے آپ سے سند سادات چاہی۔ آخر یہ امر طے ہوا کہ مزار رسول مقبول پر چلکر دریافت کریں سید جلال الدین نے روضہ عالیہ کے روبرو کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یا ادمی روضہ کے اندر سے آواز آئی و علیکم السلام یا لدی قرۃ عینی و سراج کل امتی انت متی و من اہل بیٹی۔ یہ سنکر تمام سادات انکی توقیر اور تعظیم بجالائے۔ بعد کعبہ میں آنکر چ گیا۔ وہاں سے چلکر ریح مسکون کی سیر کی۔ ہزار ہا مخلوق کو ہدایت فرمائی اور ملک پنجاب میں آنکر شہر جننگ سیلان آباد کیا۔ ایک روز آپ حجرہ میں نہ تھے اور دروازہ بند تھا۔ حاضرین مسجد کے کان میں ذکر نفی اثبات کی آواز آتی تھی۔ آپ کے مریدوں میں سے شیخ غار نے پوچھا کہ آپ توحجرہ میں نہ تھے وہ کون تھا جو حجرہ میں ذکر کر رہا تھا۔ فرمایا کہ پیالہ جو بی ذکر کرتا تھا۔ ایک تعلق نام افغان کہ دولیش کامل تھا سندھ سے چلکر اوج میں آیا۔ راستہ میں جو فقیر اسکو ملا اسکی ولایت کو سلب کیا۔ اوج میں آکر سید صاحب کو بھی بلوایا۔ اسوقت آپ مشغول تھے۔ تعلق کا خادم ہیبت کی وجہ سے کچھ عرض نہ کر سکا۔ اور وہاں جا کر تعلق سے حال شیخ بیان کیا وہ خود سوار ہو کر مسجد کے دروازہ پر آیا۔ اندر

آنا چاہا مگر نہ آسکا۔ آخر کار کہا کہ یہ سید کامل ہو مگر فریوس ہے کہ عیالدار ہے یقین ہے کہ تمام عالم میں اسکی اولاد بھر جاوے گی۔ کہیں آواز آپ کے کان میں پہنچی آپ کو غصہ آیا اور اسکو نظر جلال سے دیکھا اسکی وقت وہ جھک کر گیا۔ لکھا ہے کہ جب یسینجی اسے بھکس میں آئے ہیں تو سید بدر الدین نے اپنی دختر کا نکاح آپ سے کیا۔ چندے وہاں رہ کر پھر ادرج میں آئے تھے۔ آپ کے باغیچے لڑکے پیدا ہوئے۔ وفات حضرت کی بعمر ۹۹ سال ۶۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار ادرج میں ہے۔

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے ہمیشہ

### ذکر حضرت شیخ احمد مشوق قدس سرہ

محمور رہتے تھے۔ قندھار میں سوداگری کی دکان

تھی ملتان میں واسطے تجارت کے آتے تھے۔ ایک دن راستہ میں شیخ صدر الدین کو دیکھا۔ شیخ نے ان کو اپنے پاس خانقاہ میں بلا کر قدرے شربت اپنا جھوٹا پلایا اسکے پیتے ہی ان کا دل روشن ہو گیا اور مرید ہوئے تمام مال و متاع خیرات کر کے فقیر ہوئے۔ ایک دن یہ نہا رہے تھے کہ دعا کی آہی تو بادشاہ ہے اپنے بندوں کو اپنی عنایت سے نوازتا ہے جب تک مجھکو اپنے قرب و اپنے مرتبہ سے کہ میرا بھیکو کتنا مال ہے نہ آنگاہ کریگا میں پانی سے پاؤں باہر نہ رکھوں گا۔ اسوقت آواز غیب ہوئی کہ تیرا مرتبہ ہماری درگاہ میں بہت ہے کہ تیرے وسید سے خلقت کو آتش و دوزخ سے بچا کے بہشت میں بھیجوں گا عرض کیا کہ الہی تیری نعمت کی حد اور تیری رحمت کی گنتی نہیں۔ اسپر اکتفا نہ کرونگا۔ پھر آواز ہوئی کہ تجھ کو اپنا محبوب اور مشوق کیا۔ تاکہ طالبوں کو تو میرا عاشق کرے۔ یہ سنکر بانی سے نکلے۔ آخر بوجہ جذبہ عشق کے جہاں اور اہل جہاں سے پیغمبر ہو کر مست و مدہوش ہو گئے تھے۔ آخر علمائے ان کو اکڑا کر فرض کیوں نہیں ادا کرتا۔ ورنہ تجھ پر حد جاری کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ میں قوت نماز پڑھنے کی نہیں رکھتا ہوں۔ خیر تمہارے کہنے سے نماز تو پڑھتا ہوں مگر سورہ فاتحہ نہ پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا بے فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی کہا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ بے اس کے فاتحہ نہیں ہوتی۔ آخر علماء نے نماز پر ان کو کھڑا کیا جسوقت ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے ہر نکتے سے خون ٹپکنے لگا کہ کپڑے تر ہو گئے رکعت تو ذکر اپنے علماء سے فرمایا کہ میں زن حائضہ ہوں نماز مجھکو محاف ہے۔ وفات حضرت کی ۷۷۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ ضیا الدین دمی قدس سرہ آپ خلیفہ شہاب الدین بہروری

کے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی آپکا مرید تھا۔ وفات حضرت کی ۷۲۱ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں ہے۔

حضرت صاحب کمالات ظاہری  
و باطنی اور صحیح النسب سادات

## ذکر حضرت لال شہباز سندھی سہانی قدس سرہ

حسینی اور خلیفہ شیخ بہا الدین ذکر کیا ملتانی کے تھے۔ بوجہ جذب اور مستی کے طریقہ آپکا ملامتہ تھا سرخ کپڑے پہنتے تھے۔ آپکے مرید بہت تھے ہنوز آپ کے مزار سے کرامتیں ظہور میں آتی ہیں۔ آپ کو اپنے جدی خاندان میں بھی حضرت امام جعفر صادق سے اجازت ہو، وفات حضرت کی ۷۲۱ھ میں ہوئی مزار پرنوار حضرت کا ملک سندھ میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی بن شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ

آپ صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے۔ عالم علوم ظاہری و باطنی تھے اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ نقل ہے کہ انکی سات بیہینے کی عمر تھی۔ انکی والدہ صاحبہ چاندرات کے سلام کو اپنی خضر شیخ بہا الدین ذکر کیا کی خدمت میں گئیں وہ دیکھتے ہی تعظیم کو کھڑے ہوئے یہ بیوی نہایت متعجب ہوئیں اور تعظیم کی کیفیت دریافت کی۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ تعظیم تیری نہ تھی بلکہ اُس لڑکے کی ہے جو میرے خاندان کا چراغ ہے۔ ایک روز شیخ بہا الدین چار پائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور دستار پائے پر رکھی تھی اور شیخ صدر الدین نیچے فرش پر بادیب بیٹھے تھے شیخ رکن الدین کہ عمر انکی چار برس کی تھی چار پائی کی پٹیاں بکڑے کھیل رہے تھے یکایک دستار اپنے دادا کی اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ شیخ صدر الدین نے یہ دیکھ کر کہا کہ بادیب رہو۔ شیخ بہا الدین نے فرمایا کہ منع نہ کرو یہ میری دستار کا حق دار ہے میں نے اسکو عطا کی۔ چنانچہ جب یہ صاحب سجادہ ہوئے تو وہی دستار اپنے دادا کی سر رکھی نقل ہے کہ شیخ رکن الدین فیض الہی کے ایک دریلے تھے جو شخص اپنی مراد حضرت کے پاس لاتا گوہر مراد سے دامن پر کرتا۔ اسوجہ سے آپکو قبلہ حجابات کہتے تھے۔ چنانچہ مخدوم جہانیاں اور شیخ عثمان ساج اور دیگر ہزاروں مشائخ آپ کی توجہ سے اولیا ہوئے حضرت سلطان علاء الدین کے عہد میں دوبار اور سلطان قطب الدین کے عہد میں تین بار رونق افروز دہلی ہوئے ہیں سلطان علاء الدین اگرچہ تکبر تھا مگر آپ کی پیشوائی کو ہمیشہ سوار ہوتا تھا اور دولاکھ آتے وقت اور پانچ لاکھ جاتے وقت پیش کرتا تھا۔ حضرت اسکو قبول کر کے مساکین کو تقسیم

کر دیتے تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو برادر نظام الدین کی محبت دہلی لاتی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء شیخ رکن الدین مسجد کیلو کہری میں جمع تھے اور شیخ علاؤ الدین اسماعیل برادر شیخ رکن الدین بھی حاضر تھے ان کے دلمیں گذرا کہ اس وقت اس جگہ پر قرآن السعدین واقع ہے۔ اگر ان دونوں بزرگوں میں کچھ نکتہ علم درمیان میں آجائے تو خالی از لطف نہ ہوگا۔ انہوں نے دونوں صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا حکمت الہی تھی کہ حضرت رسول مقبول نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بعضے کمالات باطنی حضرت شاہ رسالت کے موقوف اور ہجرت کے تھے کہ جب مکہ سے مدینہ میں آدیں تب انکی تعمیل ہو۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرا خیال اس کے خلاف ہے۔ یعنی بعض ناقصان اہل مدینہ بہ سبب نقصان ظاہری و باطنی اپنے کے استطاعت انکی نہ رکھتے تھے کہ مدینہ سے مکہ پہنچ کر حاصل کریں اللہ جل شانہ نے کمال فضل و کرم اپنے سے حضرت رسول خدا کو مکہ سے مدینہ میں بھیجا تاکہ وہ نقص کمال کو پہنچے اور دولت لازوال بے طلب و سوال ان کو حاصل ہو۔ الغرض ایسے کلام شیریں دونوں بزرگوں میں واقع ہوئے۔ نقل ہے کہ شیخ رکن الدین واسطے دیکھنے بادشاہ کے جب تشریف لے گئے اس وقت بادشاہ تخت رواں پر سوار باہر دیوان خاص کے کھڑا تھا اور خلعت عرض محروض کر رہی تھی کہ شیخ بادشاہ کے قریب پہنچے اور خادم سے اشارہ کیا کہ پہلے اہل حاجت کی عرضیاں پیش کر دو۔ بادشاہ نے انکو مطالعہ کر کے ہر ایک پر دستخط کیے۔ جب عرض پیش ہو چکے اس وقت بادشاہ دیوان خاص کو پھرے۔ فقط آپ کا تشریف لیجانا کار براری اہل حاجت کے لئے تھا کہ واسطے کہ دوستان خدا کی نیت ہر وقت کار خیر میں رہتی ہے۔ نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بفتح دکن کے دہلی آیا اس وقت شیخ رکن الدین بھی دہلی میں تشریف رکھتے تھے۔ بادشاہ کو شک سلطانی میں قیام پذیر ہوا۔ شیخ رکن الدین بھی تشریف لے گئے۔ سلطان اور شیخ اور دیگر امرا باہم کھانا کھا رہے تھے کہ شیخ نے سلطان سے فرمایا کہ یہ عمارت نئی ہے۔ صلاح یہ ہے کہ جلدی اس میں سے باہر ہو جاوے۔ سلطان نے کہا بعد تنازل طعام کے۔ اس طرح تین بار شیخ نے تکرار کی۔ بادشاہ نے وہی جواب دیا۔ آخر شیخ بغیر ہاتھ دھو کر وہاں سے اٹھ کر دہلیز میں آئے تھے کہ چھت اُس مکان کی گری اور بادشاہ اس صدمہ سے مر گیا۔ یہ ذکر ۲۵۷ھ

کا ہے۔ ایک روز سلطان غیاث الدین نے مولانا ظہیر الدین سے پوچھا کہ شیخ رکن الدین کی کوئی کرامت دیکھی۔ مولانا نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن میں نے دیکھا کہ خلق کثیر برائے قدمبوسی شیخ رکن الدین جمع ہے۔ میرے دلیس گذرا کہ شیخ کے پاس عمل تنجیر ہے حالانکہ میں مولوی ہوں مگر میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ استنشااق اور مضمنہ دریافت کروں گا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نے میرے منہ میں حلو دیا جب بیدار ہوا تو منہ میٹھا تھا سمجھا کہ شیطان نے شیخ کی شکل میں دھوکا دیا۔ جب شیخ کی خدمت میں صبح پہنچا فوراً شیخ نے فرمایا کہ: مولانا خوش آمدی منتظر شما بودم کہ کب مولانا آویں اور میں اُن کا مسئلہ کہوں۔ جان لو کہ جنابت دو نوع ہے ایک جنابت دل دوم جنابت تن۔ جنابت تن قریب عورت اور جنابت دل صحبت مردان بدکار و نالایق سے جیسا کہ بدن پانی سے پاک ہوتا ہے ایسا ہی دل زیارت مرد نیک سے پاک ہوتا ہے۔ اور کلی اور ناک میں پانی دینا سنت ہے۔ اسکی وجہ سے حدیث عضو دور ہوتی ہے اور جس طرح شیطان رسول خدا کی صورت نہیں بنا سکتا اسی طرح دوستانِ خدا کی بھی صورت نہیں بنا سکتا۔ اگرچہ تمام عالم ہو مگر وقالی کہ جان بکھالی ہو پس میں نے اپنے سوال کا جواب فی مکہ وجبت کی نقل ہے کہ جب دن وفات کے نزدیک پہنچے خلق سے گوشہ کیا۔ حجرہ میں سے باہر نہیں آتے تھے سوائے ادا سے نماز کے آخر تباریح ۱۶ رجب ۵۵۵ھ ہجری میں بعد نماز عصر کے مولانا ظہیر الدین کو حجرہ میں بلا کر فرمایا کہ تجھیز و تکفین کا بندوبست کر اور بعد نماز مغرب نوافل ادا بین پڑھ کر سرسجدہ میں رکھا۔ اور جان بحق تسلیم کی۔ بعد آپ کے فرزند محمد اسمعیل صاحب سجادہ ہوئے۔

آپ کا نسب نامہ

## ذکر حضرت شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی الہنکاری قدس سرہ

سلطان بہا الدین بن سلطان قطب الدین۔ بن سلطان رشید الدین بن سلطان ابوعلی بن شیخ موسیٰ ہنکاری بن شیخ ابوالطاہر بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شیخ عبدالوہاب بن ابوالسفیان بن حارث۔ لکھا ہے کہ حضرت ۱۲ ربيع الاول ۵۵۵ھ میں لطن بی بی حاج بنت شہزادہ بہا الدین بن سلطان قطب الدین سے تولد ہوئے تین برس کے تھے کہ ان کے دادا فوت ہوئے۔ ان کے

والد بادشاہ ہوئے۔ دس برس سلطنت کر کے فقیر ہو کر حرمین میں آئے اور تجرید و تفرید کے ساتھ چودہ برس یاد خدا میں مشغول رہے شیخ حمید الدین بادشاہ ہوئے۔ بعد ایک سال کے ترک لباس کر کے معہ اپنی بی بی کے لاہور میں آئے۔ اور سید احمد تختہ تریذی اپنے جد و مادری کے مرید ہو کر کار فقر کو پورا کر کے خرقہ خلافت طریقہ شطاریہ میں حاصل کیا۔ جب سید احمد کا وقت قریب آیا انہوں نے فرمایا کہ تیرا حصہ شیخ رکن الدین کے پاس ہے۔ انکی خدمت میں جا اور اپنا حصہ لے۔ یہ وہاں سے چل کر ملتان میں آئے اور شیخ رکن الدین کے مرید ہو کر کبکال ولایت پہنچے۔ نقل ہے کہ ایک دن وزیر سلطان غیاث الدین تغلق کا آپ کی خدمت میں آ کر ایک کونے میں بیٹھا اور اس کے دل میں گذرا کہ جو تعریف میں نے اس فقیر کی سنی تھی ویسا نہ پایا۔ یہ ایک مینوا ہے۔ اپنا خرقہ آپ سیتا ہے۔ حضرت نے نور باطن سے معلوم فرما کر اپنی ٹوپی کو ٹیڑھا کیا اُسی وقت وزیر اور اُس کے خدام کے چہرے ٹیڑھے ہو گئے۔ پس اُس نے عذر تقصیر چاہا اور پاؤں پر گرا۔ شیخ نے ازراہ رحم اپنی ٹوپی کو سیدھا کیا اُسی وقت اُن کے چہرے بھی سیدھے ہو گئے۔ شیخ جمال الدین ادچی رسالہ حمیدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز آپ کے خادموں میں سے ایک کو باؤ لے کتے نے کاٹا تھا۔ اس صدمہ سے وہ لب دم تھا۔ شیخ اس کو پوچھنے آئے۔ ایک فقیر کے دل میں خیال آیا باوجودیکہ شیخ ایسے بالکمال ہیں اور اُن کا خادم لب دم ہے۔ آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اپنا تھوک زخموں پر لگا۔ اور میں خدا سے جانتا ہوں کہ جس کتے کے کاٹے پر تیرا تھوک لگے اُس کو شفا ہو۔ اُس خادم نے بموجب ارشاد والا اپنا تھوک زخموں پر لگایا اور اچھا ہوا۔ وفات حضرت کی ۲۲ ربیع الاول ۷۷۷ھ میں بمصر ۱۶ برس ہوئی۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ وجیبہ الدین عثمان سیاح سامی قدس سرہ

آپ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح کے اور بیٹے قاضی حمید الدین منہاج کے تھے۔ سن ۸۰۰ھ میں دہلی میں آ کر دفتر سلطان میں نوکر ہوئے۔ ایک روز دریا کی طرف گذر ہوا۔ وہاں دیکھا کہ شیخ رکن الدین نماز پڑھ رہے ہیں دیکھتے ہی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ شیخ کی قد مبوسی کی اور مرید ہوئے۔ نوکری چھوڑ کر شیخ کے ہمراہ ملتان میں آئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے خرقہ خلافت حاصل



کر کے اولیائے وقت ہو کر تمام روئے زمین کی سیاحت کی۔ سوائے ایک تہہ بند کے دوسرے کپڑا نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ طواف کعبہ میں کہ موسم گرمی کا تھا آپ نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں اور خضرؑ نے آپ کو بمنت کپڑے پہنائے اور فرمایا کہ دہلی جا۔ نظام الدین اولیا تجھ کو امانت دیگے۔ آپ حسب الامر خضرؑ دہلی آکر سلطان جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضانِ چشتیہ بھی حاصل کر کے صاحبِ جد و سماع ہوئے۔ نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بعد قتل خسرو تخت دہلی برہنہ سماع کی اس نے مانت کی اور حکم دیا کہ کوئی گانے والا کسی صوفی کے رو برو نہ آئے۔ درنہ گدھی کے پیچے زبان کھنچوائی جائیگی اور ایک محضرہ اعتراض سماع برائے سلطان المشائخ تیار کروایا۔ اسوجہ سے سماع بند تھا۔ ایک روز امیر حسن قوال آپ کی خدمت میں آیا۔ شیخ نے فرمایا کچھ کہہ اُس نے آمیتہ آہستہ یہ بیت گائی شروع کی ۵

زاہد زو دیں برآمد ملاز اعتقاد : کافر محمدی شد صوفی چنانچہ ہمت

یہ بیت سنتے ہی شیخ کو جد ہوا اور کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور باواز بلند گاؤ۔ سماع سنکر ہزاروں اہل سماع آگئے اور ایک شور و فل ہونے لگا یہاں تک کہ بادشاہ کو بھی خبر ہوئی اور خواصوں نے یاد دلایا کہ خسرو خان نمکھرام نے بعد قتل سلطان قطب الدین خزانہ سلطانی صوفیوں کو تقسیم کر دیا تھا۔ کئی لاکھ روپے شیخ سیاح کو بھی دیئے تھے اب ان سے واپس لینا چاہیے۔ بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ شیخ سیاح نے کچھ نہیں لیا تھا۔ اسپر سلطان بہت خوش ہوا اور شیخ کی دعوت کی اور پہلے جو یہ جہت سماع اور غوغائے حلاوت برہمی پیدا ہوئی تھی اس کا عند چاہا اور اپنی دعوت میں قوالوں کو طلب کر کے شیخ کی دعوت میں محفل سماع گرم کی وفات حضرت کی ۷۳۵ھ میں ۱ فرار دہلی میں

آپ خلیفہ شیخ صد الدین کے تھے اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو بھی فیضانِ چشتیہ

## ذکر حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہ

حاصل کیا تھا سلطان محمود بن غیاث الدین تغلق کو جو فقیر کش تھا آپ اسکو کعبہ خیال میں نہ لائے تھے اور سختی سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک جوان گھوڑے پر سوار جاتا تھا اُس نے ایک تازیانہ گھوڑیکے مارا۔ شیخ نے تیز نظر سے اسکو دیکھا اسی وقت بیہوش ہو کر گھوڑا سو گر پڑا۔ یہ دیکھ کر لوگ دھڑکیا تو اسکو جوتڑوں پر تازیانہ کا نشان پایا۔ وفات حضرت کی ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے متصل درگاہ چراغ دہلی نالہ سے پار آپ کا مقبرہ عالی زیارت نگاہی وہاں جابا دی ہوا اسکو شیخ پورہ کہتے ہیں۔

ذکر حضرت شیخ علاء الدین ملتانی قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے علوم ظاہری اور باطنی اور کرامت میں مشہور تھے اور مخاطب بہ محبوب المدعو مخدوم جہانیا نامی ایک بہت محبت تھا۔ وفات حضرت کی ستم سن ۸۰۰

ذکر حضرت سید میراہ سہروردی بن سید نظام الدین قدس سرہ آپ مرید اپنے والد کے اور وہ بڑے

شیخ شہاب الدین سہروردی کو تھے اور سید اشرف جہانگیری سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ وفات حضرت کی ستم سن ۸۰۰ میں ہوئی۔ مزار بزرگ میں ہے۔  
 ذکر حضرت شیخ حاجی چراغ ہند قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ رکن الدین ملتانی کے تھے بعد عطاء خرقہ خلافت ظہر آباد میں محمود ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہے وفات حضرت کی ستم سن ۸۰۰ میں ہوئی۔ مزار ظہر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت میر سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری قدس سرہ

آپ پوتے سید جلال سرخ اوچی کے تھے اور بیٹے سید احمد کبیر کے تھے۔ یہ حضرت دلی مادر زاد تھے۔ لیکن سے آثار بزرگی کے جلوہ نما تھے۔ کہتے ہیں کہ انکی سات برس کی عمر تھی کہ ان کے والد کو شیخ جمال الدین خندان رو کے روبرو لے گئے اسوقت ان کے پاس ایک طباق کھجوروں کا بھرا رکھا تھا۔ فرمایا کہ حاضرین کو تقسیم کر دو۔ مخدوم جہانیاں نے اپنا حصہ مع گٹھلیوں کے کھانا شروع کیا۔ شیخ جمال نے دیکھ کر تبسم کناں فرمایا کہ سید مع گٹھلیوں کے کیوں کھاتے ہو۔ مخدوم نے باوجود خور و سالی کے جواب دیا کہ یہ کھجوریں آپ کے ہاتھ سے نصیب ہوئی ہیں ان کی گٹھلیاں بھی فیض سے خالی نہیں۔ اس واسطے نہیں پھینکتا۔ یہ سن کر شیخ جمال بہت خوش ہوئے۔ ادا ان کے حق میں دعا کی۔ لکھا ہے کہ مخدوم نے پہلے بیعت سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد سے کی۔ بعدہ اپنے چچا شیخ صدر الدین محمد غوث سے خرقہ بزرگ حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ رکن الدین ملتانی سے خرقہ خلافت پایا۔ بعد اس کے شیخ السلام شیخ عقیف الدین عبداللہ متھری سے مکہ معظمہ میں حاصل کیا اور دہرس انکی خدمت میں رہ کر عارف اور دوسری کتابیں سلوک میں پڑھیں۔ شیخ عقیف نے ان کو گارزون میں جانے کا حکم دیا۔ جب یہ گارزون میں پہنچے شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین گارزونی نے فرمایا کہ تمہارے دادا نے مجھ سے ملنے کا قصد کیا تھا مگر شیطان نے میرے مرنے کی خبر جھوٹی ان کو دی اور

وہ مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ اب تو میرا سجادہ ہے۔ اور مقرض ان کو دیکر فرمایا کہ یہ حق بتر ہے پس ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے چندے انکی خدمت میں رہ کر مصر اور شام، عراق بلخ اور خراسان وغیرہ ممالک کا سفر کرتے ہوئے چھ جگہ کر کے ہندوستان میں آئے اور بیت اللہ شریف میں امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں رہے اور بحکم امام دہلی میں آ کر حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہو کر چندے انکی خدمت میں رہے اور فیضانِ حبشتیہ حاصل کیا۔ جاننا چاہیے کہ مخدوم جہان چودہ خانوادہ کے خلیفہ ہیں اور تمام جہان کی سیر کی۔ تمام اولیائے وقت سے ملے۔ اور حضرت غوث پاک سے نہایت عقیدت تھی۔ سید اشرف جہانگیری تحریر فرماتے ہیں کہ جس قدر خوارق اور کرامت مخدوم جہانیاں سے صادر ہوئے۔ اولیائے متاخرین میں سے ایک کو بھی حاصل نہیں ہوئی چنانچہ جس روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اسی روز اطوار قطبیت و غوثیت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ شیخ علاء الدین چشتی قطب بنگالی نے وقت انتقال کے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کی نماز مخدوم جہانیاں پڑھائیں گے اور کوئی نہ پڑھائے۔ یہ سنکر تمام مرید حیران تھے کہ مخدوم اوج میں ہیں کیونکر آپ کے جنازہ کی نماز کے وقت حاضر ہوں گے۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں نے مخدوم جہانیاں کو وہاں حاضر دیکھا اور جنازہ کی نماز پڑھائی اور چند روز رہ کر خود قطب عالم کو ترسیت کیا اور سجادہ پر بٹھایا۔ وہاں پر بہت سے اکابر حضرت کے مرید ہوئے۔ انوارِ عالمیہ سے نقل ہے کہ ایک روز مخدوم اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ یکایک گھاس کی گھڑی میں آگ لگی اور اُس میں سے شعلہ اٹھا۔ مخدوم نے ایک ٹکڑی خاک کی اٹھا کر یا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی با دواز بلند پڑھ کر اس طرف پھینکی مگر آگ بجھ گئی۔ ایک وزیر خانبہاں مرزا وزیر سلطان فیروز شاہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اُس نے ایک منشی کے لٹکے کو قید کیا تھا۔ اُس لٹکے نے آپ کی طرف توجہ کی۔ آپ نے فوراً باطن سے معلوم فرما کر وزیر سے فرمایا کہ اس مظلوم کو چھوڑ دے اس میں تیری خیر ہوگی۔ وزیر نے بموجب حکم عالی رہا کیا۔

اخبار الاولیاء سے نقل ہے کہ شبِ عید کو مخدوم جہانیاں روضہ شیخ الاسلام بہار الدین پر جا کر مسدعی عیدی کہے ہوئے مزار سے آواز ہوئی کہ تیری عیدی یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تجھ کو مخدوم جہانیاں کیا۔ بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف کے مزار پر عیدی کی التجا کی۔ وہاں سے کبھی جواب باصواب پایا۔ خزینہ حبلالی میں لکھا ہے کہ ایک بار شیخ ابو الفتح ملتانی زینہ پری اترتے تھے

مخدوم نے دوڑ کر اپنے کو زیر زینہ ڈالا اس مراد سے کہ قدم میرے پیر کا سینہ پر پڑے۔ یہ دیکھ کر شیخ ڈکھایا سید مرتبہ ولایت تمہارا اپنے مرتبہ کو پہنچ چکا ہے۔ تم مخدوم جہانیاں ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے اٹھ کر سینہ سے لگایا اور بہت نعمتیں عطا کیں اُس روز سے مخاطب بخطاب مخدوم جہانیاں ہو ایک بار مخدوم جامع مسجد ادبچ میں مع چند علماء و درویشوں کے متکلف تھے۔ حاکم اوج واسطے زیارت حضرت کے آیا۔ حضرت کے گرد ہجوم درویشوں کا دیکھ کر کئی درویشوں کو جھٹک کر مسجد سے باہر نکالا۔ مخدوم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے بد بخت تو دیوانہ ہو اے کہ درویشوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ یہ فرماتے ہی حاکم دیوانہ ہو گیا۔ کپڑے پہاڑے مسجد سے نکل کر لوگوں کو پھیرتا ہوا باہر پھرنے لگا۔ آخر بمشکل اس کو پایہ زنجیر کر کے بعد بہت دنوں کے اُس کا بوڑھا باپ حضرت کی خدمت میں آیا اور اس کی شفاعت چاہی۔ آپ نے ازراہ رحم فرمایا کہ اس کو لا کر غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ۔ اور زیارت مزار شیخ جمال الدین خندہ رو کر اگر میرے پاس لاؤ۔ پس بعد زیارت مزار کے وہ حضرت کے پاس آئے ہی اچھا ہوا اور مرید ہو کر واصلان حق سے ہوا۔ مولانا شمس الدین ادبچی سے نقل ہے کہ آپ کے سفر آخری حرمین میں مخدوم کے ہمراہ میں بھی تھا جب جہاز پر سوار ہوئے درویشوں کے دل میں آیا کہ مچھلی ہاتھ آجائے تو اس کے کباب کھائیں۔ مخدوم نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ مچھلی انشاء اللہ تمہارے پاس آوے گی۔ اُسی وقت ایک مچھلی بہت بڑی کو درجہ جہاز میں آ پڑی۔ اُس کے کباب تیار ہوئے۔ سب کو تقسیم کیے گئے۔ پس جب جدہ میں آئے واسطے زیارت مزار حضرت حوا علیہا السلام کے تشریف لے گئے۔ فقہار اُسی روز ایک تابوت دفن کر نیکو لائے مخدوم نے بوجھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے لوگوں نے کہا کہ شیخ بدر الدین مینی جتیس برس سے کعبہ میں تھے اور اب جدہ میں آئے تھے بعد نماز عصر کے تلاوت قرآن میں انتقال کیا۔ یہ سن کر مخدوم نے فکر کیا اور فرمایا کہ ان بزرگ کو ابھی دفن نہ کر و شاید ابھی زندہ ہوں۔ پس اس جنازہ کو شہر میں لا کر کنارہ دریا کے ایک مسجد میں رکھا۔ نعش کو تابوت میں سے نکال کر بوریے پر لٹایا۔ مخدوم نے تمام آدمیوں کو لگا کر دروازہ مسجد کا بند کر کے پہلو دو گناہ ادا کیا بعد اُس کے تلاوت قرآن میں مصروف ہوئی جب آیت یٰٰھنّٰجِ الْحٰی مِنَ الْمَتِّیتِ وَ یٰٰھنّٰجِ الْمَتِّیتِ مِنَ الْحٰی پر پہنچے تو شیخ بدر الدین کی نعش کو حرکت ہوئی اور اٹھ کر مخدوم کے دست و پا چومے۔ مخدوم نے اپنے کپڑے اُن کو عطا کئے اور دروازہ مسجد کا کھول دیا۔ شیخ بدر الدین

ظہر کی نماز پڑھائی۔ یہ کرامت دیکھ کر تمام اہل جدہ مرید ہوئے وہاں سے آکر حج کیا۔ مدینہ میں جا کر روضہ رسول مقبول پر باواز بلند کہا۔ السلام علیکم یا جد امجد۔ روضہ منورہ سے آواز ہوئی علیکم السلام یا لدی قرۃ العینی۔ یہ سن کر تمام اہل مدینہ آپ کی شرافت اور کرامت کے معتقد ہوئے۔ اور کتب تواریخ صوفیہ سے ثابت ہے کہ حضرت مخدوم کو خسرۃ خلافت حضرت شاہ بدیع الدین مدراسی سے بھی پہنچا تھا ولادت حضرت کی ۷۳۷ھ میں اور وفات ۸۱۷ھ میں ہوئی۔ مزار اوج میں ہے۔

آپ مرید شیخ اسماعیل قریشی کے وہ مرید اپنے شیخ بہار الدین ذکر با

### ذکر حضرت شاہ کرک سہروردی قدس سرہ

لمتانی کے عالم متبحر و سالک مجذوب حسب الحکم مرشد کے قصبہ کڑہ میں متیم ہوئے۔ بوجہ جذبہ باطنی و طبعی ملائکہ کرلیا تھا ہزاروں کرامتیں آپ سے وقوع میں آئیں خلق آپ سے رجوع کرتی۔ آپ متفکر رہتی تھی کبھی شعر بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۷۵ اندر طلب دوست جو مردانہ شدم ۱۰ اول قدم اس بود کہ میگاہ شدم ۱۰ اور ملک علاء الدین آپ کی دعا سے بادشاہ دہلی ہوا تھا۔ وفات حضرت کی ۷۹۷ھ میں ہوئی۔ مزار قصبہ کڑہ میں ہے۔

آپ خلیفہ مخدوم جانیان کے تھے۔ یہ حضرت عین جوانی میں موضع زہر

### ذکر حضرت مخدوم شیخ اخئی جگری قدس سرہ

علاقہ دریا آباد سے آکر مخدوم کے مرید ہو کر سالہا سال پیر کی تربیت میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کر کے قنوج کے شاہ ولایت ہو کر رخصت ہوئے چندے قنوج میں رہ کر آذہام خلائق سے متفکر ہو کر موضع راجگیر کنارہ گنگا پر آکر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ لکھا ہے کہ پہلے بروز شنبہ تباریخ ۱۰ ارشوال ۱۱۷۷ھ میں وفات پائی۔ جب غسل و کفن مل چکا تو لوگ رونے لگے کسی نے کہا کہ اخئی جمشید ولی تھے اور نامبارک دن وفات کی۔ اُسی وقت آپ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر یہ دن محسوس ہے تو آج نہیں موتا۔ کل مرونگا۔ چنانچہ ایک روز اور جی کر گیا رہوئیں تاریخ کو وفات پائی۔

آپ امیری میں فقیری کرتے تھے اور مرید مخدوم جانیان کے اور محبت

### ذکر حضرت سید علم الدین بلا میں قدس سرہ

اخئی راجگیر کے اولاد سے سادات ترمذی کی تھے۔ حسب الحکم پیر کے جو پور میں آکر سلطان ابراہیم کے

لازم ہو کر پٹ پلاؤن جاگیر میں پا کر وہیں سکونت اختیار کی۔ وہاں ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ آپ نے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور دعا کی کہ الٰہی سادات پلاؤن قیامت تک اس جگہ رہیں اور سید اشرف جہانگیر سے بہت اتحاد رہا کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایک ہی علاقہ میں تھے۔ وفات حضرت کی مشیت میں ہوئی۔

پوتے اور مرید مخدوم جہانگیر

**ذکر حضرت شیخ کبیر الدین اسماعیل سہروردی قدس سرہ** کے تھے اور چند خدمت

مخدوم میں حاضر رہ کر ولایت اور کرامت میں مشہور ہوئے اور آدھی رات سے روضہ مخدوم پر صبح تک عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ وفات حضرت کی مشیت میں ہوئی۔

آپ مرید اپنے والد کے اور برادر خورد

**ذکر حضرت سید صدر الدین راجو قنطال قدس سرہ**

مخدوم جہانیاں کے اور اُنہی نے تعلیم یافتہ بھی تھے۔ یہ حضرت جو کچھ زبان سے فرماتے اُسی طرح اسکا ظہور ہوتا تھا۔ چنانچہ مخدوم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ساتھ خلق کے مشغول کیا۔ عزیز صدر الدین کو اپنے ساتھ مشغول فرمایا۔ ہمیشہ مستغرق بنجدا رہتے۔ دوسرے سے کام نہ رکھتے تھے۔ سلسلہ سہروردیہ مخدوم کا آپ سے اور سلسلہ قادریہ ناصر الدین محمود فرزند مخدوم سے جاری ہے۔ ایک بار ان کے فرزند نے اپنے خادم کی ڈاڑھی کسی جگہ میں منڈوا دی۔ خادم نے حضرت سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھ وہ اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے منڈے گا۔ آخر انہوں نے اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے منڈی۔ لکھا ہے کہ جب مخدوم مرض موت میں مبتلا ہوئے تحصیلدار اور مخدوم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔ آپ خاتم الاولیا میں مخدوم نے اپنے بھائی راجن قنطال سے کہا کہ تو نے سہنا یہ کیا کہتا ہے۔ اس وقت اقرار ختم رسالت کا کیا ہے پھر مرتد نہ ہو ورنہ واجب القتل ہو گا۔ راجن قنطال نے کہا کہ میں نے سنا اور تمام حاضرین گواہ ہیں اور اس تحصیلدار سے فرمایا کہ اب مسلمان ہونا تجھ پر لازم ہے کیونکہ تو نے اقرار کیا کہ رسول مقبول خاتم الانبیاء تھے اسی طرح قبول تیرے مخدوم خاتم الاولیا ہوئے۔ چونکہ اسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا اسی شب کو بھاگ کر سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان نے بھی اسکو ہدایت اسلام کی مگر وہ مسلمان نہ ہوا۔ بعد ازاں مخدوم کے شیخ صدر الدین دہلی میں آئے سلطان نے حضرت کی میثوائی کی اور

بہارِ دہلی میں رکھا۔ تمام عمائدِ دہلی حلقہٴ ارادت میں آئے۔ وفاتِ حضرت کی ۸۲ھ میں ۱۶ رجادی الآخر کو ہوئی۔ مزارِ دہلی میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ سراج الدین حافظ قدس سرہ** آپ خلیفہٴ مخدوم جانیان کے تھے اور عالمِ متبحر اور مفسرِ صاحب

کرامت اور کئی سال مرشد کی مسجد میں امامت کی۔ وفاتِ حضرت کی ۸۳ھ میں ہوئی۔ مزارِ کالجی میں ہے۔ صاحبِ اخبارِ الاخیار نے جو ایک نقلِ شاہِ مدار اور شیخِ سراج اور قادر شاہ کی لکھی ہے اُس کے دیکھنے سے تعجب ہوا کہ مدار صاحب ان کے دادا پیر تھے یہ اُن کے برخلاف کیونکر کر سکتے تھے۔ والدِ علم۔

**ذکر حضرت سید برہان الدین قطب عالم بن سید ناصر الدین محمود بن سید جہانیاں قدس سرہ**

ذکر سید ناصر الدین کا سلسلہٴ قادریہ میں ہو چکا ہے۔ سید برہان الدین علومِ ظاہری اور باطنی سے آراستہ و سیرتاً تھے جب گجرات میں پہنچے سلطان احمد دہلی گجرات آپکا مرید ہوا۔ وفاتِ حضرت کی ۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار احمد آباد میں

**ذکر حضرت شاہ موسیٰ سہاگ قدس سرہ**

آپ مرید شاہ سکندر بود کے اور وہ مرید شاہ جیوالا قلندر کے۔ وہ مرید شاہ جمال مجرد کے۔ وہ مرید شاہ ابراہیم گرم سہل کے۔ وہ مرید شیخ ابو نجیب سہروردی کے۔ شہر احمد آباد میں مقیم تھے۔ بیچڑوں کے ہمراہ کاتے بجاتے تھے۔ آپ مستورِ اولیاء اللہ سے ہیں۔ کل زمانہ لباس رکھتے تھے۔ نقل ہے کہ احمد آباد میں اسکا باراں ہوا۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ دعا کیجئے۔ قاضی روشن ضمیر تھا بادشاہ کو جواب دیا کہ میری دعا سے کچھ نفع نہ ہوگا اگر شاہ موسیٰ صاحب کو فلاں محلہ سے بلا کر عرض کرو گے تو ضرور پانی برے گا۔ الغرض بادشاہ اور قاضی دونوں بیچڑوں کے مکان پر پہنچے۔ آپ کو تلاش کیا۔ آپ مکان سے باہر آئے۔ بادشاہ اور قاضی نے عرض کیا کہ بارش کے واسطے دعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ گنگہ گار بندی ہے اس طاقت میں اپنا گذر کرتی ہے۔ شاہ موسیٰ کوئی اور ہونگے۔ جب بادشاہ اور قاضی نے بہت اصرار کیا آپ نے چشمِ نبرد آب کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرے خاوند تو اگر ابھی بانیِ پنجہ سلسلے گا تو میں ابھی اپنا سہاگ بھڑتی ہوں یہ کہہ کر قریب تھا کہ آپ جوڑیاں اپنی شکستہ کریں

کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور ایسا پانی برسا کہ لوگ بیزار ہو گئے۔ پس یہ کرامت دیکھ کر بادشاہ اور تمام خلایق متعقد ہوئی۔

نقل ہے کہ علمائے شہر نے آپ کو جامع مسجد میں بلا کر نماز کے واسطے کہا۔ حضرت اپنا معمولی لباس پہنے ہوئے تھے اُن صاحبوں نے وہ لباس اُتروا کر سفید لباس پہنوا یا۔ آپ نے وضو کیا اور نماز میں شامل ہوئے۔ جب التذاکیر کہا وہ تمام لباس سُرخ ہو گیا۔ بعد نماز کے فرمایا۔ میاں میرا کہتا ہے کہ تو سہاگن رہ اور یہ موئے مجھے کہتے ہیں کہ رانڈ ہو جا۔ تمام اہل اسلام یہ کرامت دیکھ کر متعقد ہوئے۔ علماء نے عفو قصور چاہا۔ وفات حضرت کی دسویں رجب ۸۵۳ھ مقام احمد آباد ہوئی۔ اس وقت شاہ عالم کہ احمد آباد میں مشہور مشائخ تھے انہوں نے اپنے کشف سے حضرت کی وفات کا حال معلوم کر کے اپنے خلیفہ قاضی میاں مخدوم سے کہا کہ تم جلد جا کر شاہ موسیٰ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو اور خبردار رہنا کوئی آپ کی جوڑی نہ اُتارے وہ جس رنگ میں ہیں اسی میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ اُسی طرح دفن ہوئے اور تمام مشائخ احمد آباد مثل مولانا سید عماد الدین جھڑت شاہ وجیہہ الدین گجراتی اور قاضی اور علماء سب شامل تھے۔ بھولوں کے روز تمام مشائخ جمع ہوئے اور شاہ موسیٰ کے بالکے کو سید عماد الدین نے اپنے ہاتھ سے جوڑی اور دیگر زانہ لباس دیا اور سُرخ اور ہنئی اڑھائی۔ اُس روز سے آپ کے سلسلہ میں جوڑی اور دیگر زانہ لباس جاری ہے۔ آپ کے فقیر سدا سہاگن کہلاتے ہیں اور مجالس فقر میں رقص کرتے ہیں اور زبان سے کہتے جاتے ہیں لا الہ اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکثر با کمال ہوتے ہیں۔

فرزند قطب عالم برہان الدین

## ذکر حضرت ابوالبرکات سید شاہ عالم قدس سرہ

کہ خلیفہ اپنے پدر کے تھے اور

حلیہ آپ مطابق حلیہ شریف رسول مقبول کے تھا اور اپنے باپ کے منجملے بیٹے تھے اسوجہ سے منجملے پیر مشہور ہیں۔ نہایت رحمدل اور مستجاب الدعوات اور عابد و زاہد تھے ولادت حضرت کی ۸۳۵ھ میں اور وفات بروز شنبہ ۸ جمادی الاول ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار احمد آباد میں زیارت گاہ خلایق ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبد اللطیف اور الملک بن محمود قریشی قدس سرہ  
آپ خلیفہ شاہ عالم احمد آبادی کے تھے کہتے ہیں کہ پہلے یہ امرائے سلاطین ہی تھے بعد ترک دنیا کر کے



شاہ عالم کے مرید ہوئے۔ جو مجذوم یا مبروص حضرت کے پاس آتا چند قطرہ آپ کے آب وضو کے پیتے ہی اچھا ہو جاتا تھا۔ آخر قصبہ موزنی علاقہ گجرات میں باہر ذیقعد ۸۸۹ھ میں شہادت پائی مزار مرجع خلایق ہے۔

آپ مرید خاندان مخدوم جہانیاں کے تھے۔

### ذکر حضرت سید کبیر الدین حسن قدس سرہ

آپ کی ۱۸ برس کی تھی اور صاحب خوارق اور کرامت تھے جو مرتد اور کافر آپ کے روپروا آنا مسلمان ہوتا وفات حضرت کی ۷۹۶ھ میں ہوئی۔ مزار اوج میں ہے۔

آپ اولاد سے شیخ بہار الدین

### ذکر حضرت شاہ عبداللہ قریشی ملتانی قدس سرہ

بزرگ دہلی میں آ رہے تھے۔ یہ حضرت قدم بقدم اپنے دادا کے تھے آخر سلطان سکندر لودھی نے اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کیا۔ اوائل میں ہزار نفل روز پڑھتے اند تین ختم کرتے تھے بعدہ کبھی جذب بھی ہو جاتا تھا۔ ایک روز حالت جذب میں بالاخانہ پر سے گرے مگر کچھ آسیب نہ پہنچا۔ اسی طرح ایک بکری کے بچہ کو حالت جذب میں زمین پر دے مارا وہ مر گیا ایک شخص نے کہا کہ یہ بچہ افسوس آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ اگر مارا ہے تو زندہ کرنا بھی مناسب تھا۔ یہ سنکر اٹھے اور اُس مردہ کو اٹھا کر فرمایا۔ کہ چل پھر بدنام نہ کر۔ وہ اُسی وقت چلنے پھرنے لگا۔ ایک روز خدام کو حکم دیا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہو سب کو باہر رکھو اس میں آگ دیدو۔ شاہ احمد آپ کے پسر کہ خور و سال تھے وہ بھی موجود تھے کہنے لگے کہ پدربیک ایک چیز باہر لا کر آگ لگانے میں تو بہت دیر ہوگی حکم دیجئے تو سارے گھر میں آگ لگا دیں کہ سب ایک بار جل جائے۔ یہ سنکر آپ خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعائے خیر کی ونا حضرت کی نصیحتیں سن رہی تھیں۔

آپ خلیفہ سید کبیر الدین اسماعیل

### ذکر حضرت شیخ سماء الدین سہروردی قدس سرہ

نبیرہ مخدوم جہانیاں کے علوم ظاہری و باطنی میں جامع تھے۔ نہایت متقی اور متوکل۔ آخر دہلی میں متمکن ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے منسلح الاسرار وغیرہ کتب ہیں اور حاشیہ لمعات عراقی لکھا۔ بعدہ نابینا ہو گئے تھے۔ لکھا ہے کہ شہادت الخاں فرمان نویس سلطان بہلول کا پسر شیخ محمد فسق و فجور میں مشہور تھا۔ ایک بار شیخ کی مجلس میں آیا۔ خدام نے اسکو نکالتا چاہا کہ یہ جگہ ایسے شخص کی نہیں ہے۔ آپ نے معلوم فرما کر کہا کہ

طالب دیدار چہ ہشیار چہ مست ہا ہمہ جاخانہ عشق چہ مسجد چہ کنشت : یہ سنتے ہی شیخ محمد کھلتا ہوئی اور مرید ہوا۔ بعد اس کے کوئی اور خلاف شرع عمل پھرنہ کیا۔ آپ کے بھائی سے روایت ہے کہ بارہ برس کی عمر سے کبھی نماز تہجد فوت نہ ہوئی اور ایک ستارہ کا اندازہ کر رکھا تھا۔ تمام شب تا وقت فجر روشن دان حجرے سے اُس تارہ کو شوق تہجد میں دیکھا کرتے تھے۔ ناگور کے علاقہ میں ایک نیک بی بی آپ کی مرید تھی۔ اُس کے یہاں ایک گائے تھی وہ اُسکا دودھ دہی شیخ کی نذر کیا کرتی تھی۔ اتفاقاً جب وہ گجرات کو چلی گائے بھی اُس کے ہمراہ تھی۔ راستے میں چوروں نے یلی۔ اس نے اگر شیخ سے عرض کی کہ میری گائے چوروں سے منگو کر مجھے دیکھئے۔ یہ کہہ کر نماز میں مشغول ہوئی کہ خادم شیخ نے آواز دی کہ بی بی تمہاری گائے حاضر ہے۔ بی بی نے نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو اپنی گائے پائی۔ بعد انتقال لودھی کے شیخ اُس کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعدہ مراقبہ کر کے لٹے اور فرمایا کہ اس مرد نے دنیا میں بھی عیش کیا اور اہل اللہ کی محبت کے تصدق سے بعد مرنے کے بھی رتبہ بلند پایا۔ ایک روز کسی مرد نے عین انقضا ہمدانی کا مکتوب شیخ کے نام پیشکش کیا۔ آپ نے دو تین ورق پڑھ کر فرمایا کہ عین انقضا مرو بزرگ صاحب کرامات تھا۔ ایک روز اسکی بیس جگہ دعوت تھی۔ ایک وقت میں بیس جگہ کھانا کھایا اور اپنی خانقاہ میں بھی فقیروں کے ساتھ کھایا یہ سن کر ایک فقیہ کے دلیس خطو گذرا کہ ایک تن واحد بیس جگہ کیونکر گیا ہوگا اور خانقاہ سے بھی باہر نہ نکلا اور سب جگہ جا کر باہر کھانا کھایا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فوجد باطن سے معلوم فرما کر بعد نماز مغرب حجرہ میں جا کر یا از بلند اسکو بکارا۔ اُس نے اندر جا کر دیکھا کہ شیخ بائیں تن سے حجرہ میں موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور سمجھا کہ میرے خطرہ کو معلوم کر کے مجھکو بائیں صورتیں دکھلائیں۔ معاً شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو ایسی قوت دی ہو کہ سوجھ جادویں اور گھڑی باہر قدم نہ رکھیں۔ وفات حضرت کی تاریخ، اجماعی الاول ۹۵۵ھ میں مزار دہلی میں

## ذکر حضرت شیخ عبد الجلیل قطب عالم جونپوری

فرزند شیخ ابو الفتح بن شیخ عبد العزیز بن شیخ شہاب الدین بن شیخ نور الدین

بن سلطان التارک بن حمید الدین حاکم صاحب کرامت اور قطب وقت تھے مرید اپنے والد کے بعد سیاحی بسیار قصبہ موکہ مزار شیخ حمید الدین حاکم پر چندے رکھ کر حکم الہی روانہ بطرف لاہور ہوئے راستہ میں خواب میں دیکھا کہ بابا فرید راتے ہیں کہ میرے مزار پر آنکر اپنا حصہ لے۔ بعد اسکے لاہور جایو

آپ نے اجماعاً پہنچ کر وہاں ایک چلہ کیا اور فیضان حاصل کر کے لاہور میں آکر مقیم ہوئے ایک روز سیر کرتے ہوئے کنارہ دریا کے پہنچے دیکھا کہ ایک عورت دہی بیچتی لاہور کو آتی ہے۔ آپ نے وہ دہی اُس سے مول لیا اور فرمایا کہ اس برتن کو زمین پر توڑ دے۔ جب اُس نے توڑا تو اُس دہی میں سے مرا ہوا سانپ نکلا وہ عورت متعجب ہو کر اپنے گھر آئی۔ راموں اپنے پسر اور انجو شوہر سے کہ جو گھاؤں کا نمبر دار تھا یہ کیفیت بیان کی۔ صبح دونوں باپ بیٹے حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے اور مرید ہو کر دیا ہوئے۔ راموں کا نام شیخ جلال رکھا۔ تذکرہ عبد الجلیل میں شیخ ابابکر لکھتے ہیں کہ ایک دہی میں شیخ کی خدمت میں حاضر تھا میرے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ میرے دلیں گذرا کہ اگر یہ سبز ہو جائے میں بھی حضرت کا مرید ہوں۔ شیخ نے لہو باطن سے معلوم فرما کر ہنسر کہا کہ اللہ قادر ہے جو ب کو دراز کر سکتا ہے۔ اُسی وقت وہ لکڑی کئی بالشت بڑھ گئی۔ میں قدموں پہ گرا اور مرید ہوا لکھا ہے کہ شیخ دلائل الخیرات بہت پڑھتے تھے اور جس پر مہربان ہوتے تھے دلائل الخیرات پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے لکھا ہے کہ غرہ رجب ۱۰۳۷ھ میں آپ کے یہاں ایک مجلس تھی اور شیخ یونس اور شیخ میٹھا سیہ پوش شیخ موسیٰ آہنگر ملا قرن شیخ جلال شائین العابدین۔ مولانا بخاری خلفائے عالی حضرت کے بھی حاضر تھے کہ یکا یک شیخ نے سر سجدہ میں رکھا اور انتقال کیا۔ وقت غسل کے سلطان سکندر کہ اس وقت لاہور میں تھا غسل میں شامل ہوا جب غسل سے فارغ ہوئے شیخ کی زبان سے اسمِ باری تین دفعہ سرزد ہوا۔ یہ سنکر بعض نے جانا کہ ابھی زندہ ہیں اور دو گھنٹی تک ہنٹ ہنٹ رہے۔ آخر شہر سے باہر لاکر دفن کیا۔ آپ مرید شاہ عالم گجراتی کے تھے۔

### ذکر حضرت قاضی نجم الدین گجراتی قدس سرہ

اور احکام شریعت کے جاری کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سنار کے پاس بادشاہ کا تلج ویکھ کر اسکو چھین کر لکڑے لکڑے کر ڈالا۔ یہ مقدمہ سلطان محمود والی گجرات کی حضوری میں پہنچا۔ بیاضیت صبر کیا اور کہا کہ قاضی شریعت میں راسخ ہے۔ شاہ عالم کو منرا میر سننے سے کیوں نہیں روکتا۔ قاضی نے شاہ سنکر چند مسائل حرمت نماز وغیرہ میں بروز جمعہ شاہ عالم کی خانقاہ میں لے آیا۔ شاہ عالم کو دیکھتے ہی اس کے دل پر رعب چھا گیا۔ بات کرتے ہی طاقت نہ رہی۔ شاہ عالم نے فرمایا کہ قاضی تیرے ہاتھ میں کیسا کاغذ ہے قاضی نے کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیا اُسی وقت وہ سفید ہو گیا کل حرف اُڑ گئے۔ شاہ عالم نے وہ کاغذ قاضی دیکر

کہا دیکھ یہ کاغذ اس میں کیا لکھا ہوا تھا۔ قاضی نے جو اپنا کاغذ لیکر دیکھا تو اس میں حرفوں کا نام بھی نہ مخفیہ کرامت دیکھ کر اس کےמוש جاتے رہے اور با اعتقاد تمام اسی وقت مرید ہوا۔ وفات ۱۱۹۷ھ میں ہوئی۔ مزار گجرات میں ہے۔

**ذکر حضرت سید عثمان شاہ جوہا بخاری لاہوری قدس سرہ** یہ حضرت سادات  
ادج کی اولاد سے

تھے۔ جب لاہور میں آئے مرجع خلافت ہوئے کو تمام علماء آپ کے متفقد رہے۔ آپ اولاد سے مخدوم خٹاں کی ہیں۔ وفات حضرت کی ۸ ربیع الاول ۹۱۲ھ میں ہوئی۔ مزار قلعہ لاہور میں ہے۔ جب اکبر اعظم نے قلعہ بنوایا مزار اندر آگیا۔ پنج پیر مشہور ہیں۔

**ذکر حضرت علیم الدین قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ عبد الجلیل جوہر قطب عالم لاہوری کے تھے۔ صاحب ذوق شوق اور صاحب باطن گذرے ہیں ہمیشہ

اپنے پیر کے کپڑے دھونے میں مصروف رہتے تھے اسوجہ سے حضرت علیم الدین گافر مشہور ہیں۔ بعد نکیل کار درویشی خرقہ خلافت باکر حبیبہ پٹیالہ کی طرف رخصت ہوئے اور ۱۰۶۶ھ میں وفات پائی۔ مزار موضع جوبی میں ہے۔ ہر سال عرس میں ہزاروں دہو بی جمع ہوتے ہیں۔

**ذکر حضرت قاضی محمود گجراتی قدس سرہ** آپ خلیفہ شاہ عالم گجراتی کے تھے خوب شعر فرماتے تھے۔ لکھا ہے کہ جب آپ انتقال

ہوا تو قبر میں لٹایا تو آپ کے والد نے آپ کا کفن اٹھا کر منہ دیکھنا چاہا۔ آپ نے آنکھ کھل کر دیکھ کر باپ کی طرف بسم کیا انہوں نے کہا کہ بابا محمود یہ کیا لڑکپن کی باتیں ہیں اسی وقت آنکھیں بند کر لیں وفات حضرت کی ۱۰۶۶ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ** آپ اولیائے نامدار و خلفاء باوقار شیخ عبد الجلیل کے تھے۔ پہلے شیخ بہار الدین کے صاحب کلام

ہوئے بعد شیخ شہر اللہ سے بیعت کی بعد ان کے انتقال کے شیخ عبد الجلیل کی خدمت میں کار فقر کی تکمیل کی تذکرہ عبد الجلیل میں لکھا ہے کہ شیخ شہر اللہ کا جب وقت آخیر پہنچا شیخ موسیٰ نے عرض کی کہ میری تکمیل پوری نہیں ہوئی میں کیا کروں۔ فرمایا کہ عبد الجلیل لاہوری کی خدمت میں جا اور اپنا نصیبہ لے لو۔ بعد وفات شیخ کے برہنہ خانقاہ عبد الجلیل گاموش فقیروں میں بیٹھ کر شیخ نے بعد باطن معلوم کر کے حجرہ میں سے فرمایا کہ ملتان سے جو

موسیٰ آیا ہے اسکو میرے پاس لاؤ۔ خدام نے دریافت کیا کہ شیخ موسیٰ کہاں ہیں۔ آخر ان کو لیکر شیخ کی خدمت میں گئے۔ شیخ نے دو بیگہ زمین فریب خانقاہ کے واسطے رہتی ہوئی دی۔ یہ وہاں مکان بنا کر انہار کا کام کرنے لگے۔ ایک روز ایک خوبصورت عورت نکلا درست کر دے آئی اور اسکی مزدوری بھڑا کر نکلا آپ کو دیا۔ آپ نے نکلا اہرن میں دیا۔ ایک ہاتھ سے کہلات دھونکنی شروع کی۔ ایک ہاتھ میں سہنی لی اور آپ اس کے حسن و جمال کے مشاہدہ میں صنعت کا ملہ پروردگار عالم کو دیکھنے لگے۔ کچھ دیر گزر گئی اس عورت نے خفا ہو کر کہا کہ یہ تیری کیا دوکانداری ہے کہ پرانی عورت کو دیکھتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا نکلا بنانا چھوڑ کر میرا ہی دیوانہ ہو گیا۔ یہ سنکر آپ کا دل بیدار ہوا اور اس نیکی کو آگ میں سے نکال کر اپنی آنکھ میں پھیرا اور کہا کہ اسے مادر اگر تجھے دیکھا ہو تو آنکھیں جل جاویں اور اگر تیرے بنانیوالے کو دیکھا ہو تو یہ سونا ہو جائے۔ اسوقت وہ نکلا سونے کا ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھکر اس کا دل بھر گیا مسانہ جام عشق ہو کر دیوانہ وار پھرنے لگی۔ اہل خانہ اسکو قید کرتے تھے مگر بہر صورت قید سے چھٹ کر دیوانہ وار پھرنے لگتی تھی آخر اسی حالت میں ایک روز مرگئی۔ شیخ موسیٰ نے اس کے مرنے کا حال معلوم فرما کر اس کے پاس جا کر اس کے گھروالوں سے کہا کہ جہیز و تکفین اس کشتہ عشق الہی کا ابھی نہ کر دیا یہ زندہ ہو۔ یہ کہتے ہی اس عورت نے حرکت کی اور زندہ ہو گئی اور تاحیات شیخ کی خدمت میں رہی بعد انتقال کے وہ بالکل اس حرکت کے باس میں نہ رہی نقل ہے کہ شیخ موسیٰ نے چاہا کہ اپنا مقبرہ تیار کر دیں۔ اتفاقاً تیاری میں چند معمار ہند بھی تھے انہوں نے گنگا کے نہان کی آپ سے رخصت چاہی۔ آپ نے رخصت نہ دی جب وہ بہت مصر ہوئے فرمایا کہ جب وہ دن آئے مجھے خبر دینا میں گنگا پر تمہیں پہنچا دوں گا۔ آخر جب وہ دن آیا ان لوگوں نے عرض کی کہ آج دن مخان کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خانقاہ کے باہر جو حوض ہو اس میں غوطہ لگاؤ گنگا میں نکلو گے جب تک کہ جا کر غوطہ مارا اور پھر جب سر نکالا تو اپنے آپ کو گنگا میں پایا بہت خوش ہوئے اور تمام رسوم اپنی ادا کر پھر دیا میں غوطہ مارا اور پھر جب سر نکالا تو اپنے آپ کو شیخ کے حوض میں پایا۔ وفات حضرت کی ۹۲۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید حاجی عبدالواہب قیس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف اللہ کی تھے اور ملتان میں رہتے تھے۔ دو بار

زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ سلطان سکندر لودھی کو آپ سے بہت محبت اور ارادہ تھی۔ آپ کی توجہ سے اسکو مرتبہ فنا فی الشیخ حاصل ہوا آپ صاحب تفسیر قرآن بھی ہیں۔ وفات

حضرت کی بمقام دہلی سلسلہ میں ہوئی۔

یہ حضرت صاحب

زہد اور تجرید

## ذکر حضرت شیخ عبد البیابانی قدس سرہ بن مولانا سماء الدین

تقریر تھے اور اپنی ہستی کو بالکل گم کر چکے تھے۔ اپنی بندت جو کلمہ فرماتے وہ صیغہ غائب کا ہوتا تھا۔ برائے ہر نادر غسل تازہ فرما کر دھوئے ہوئے کپڑے پہن کر نماز ادا کرتے اور جوار ردضہ حضرت سلطان المشائخ میں مشغول رہتے۔ حضرت ہمایوں بادشاہ نے کئی بار بہت کچھ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا بلکہ عدالت کے بارہ میں ہدایت فرماتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۳۷ھ میں ہوئی۔

آپ مرید مولانا سماء الدین کے اور شاعری میں استاد

## ذکر حضرت شیخ جمالی قدس سرہ

دقت تھے۔ نام جمال خاں اور خالص جمالی تھا دو بار زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور باہر دہالیوں دونوں بادشاہ آپ کی عزت کرتے تھے۔ مولانا جامی اور مولانا روم سے بھی ہم صحبت رہے ہیں۔ لغت میں آپ فرماتے ہیں سے موسیٰ زہوش رفت بیکت تو صفات با تو عین ذات مے مگری در تبسے یہ وفات حضرت کی دسویں ذیقعد ۹۳۷ھ میں ہوئی عہد ہمایوں بادشاہ میں مقبرہ عالی دہلی میں بمقام مہر دلی جوار ردضہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی جانب مشرق متصل باغ محمد شاہی کہ باغ ناظر مشہور ہے زیارت گاہ خلائق جمالی کمالی مشہور ہے ہمایوں بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

جد مادری شیخ عبد الحق

محدث دہلوی اور مرید

## ذکر حضرت شیخ اودھن بنین العابدین دہلوی قدس سرہ

مولانا سماء الدین کے صائم الدھر قائم اللیل کہ مزاج میں نہایت انکسار تھا۔ متواضع متوکل متقی اور مرجع خلائق تھے وفات حضرت کی ۹۳۷ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

آپ مرید قطب الاقطاب سید عبدالوہاب

دہلوی کے اولاد سید شریف اللہ کی تا آخر

## ذکر حضرت سید جمال الدین قدس سرہ

کشمر میں اگر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے اور سلسلہ بہر درویش میں شیخ ہزہ کشمیری کے مرید ہوئے بعد عطا نے خرقہ خلافت کے پھر دہلی میں آئے اور ۹۳۷ھ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت ملا فیروز مفتی کشمیری قدس سرہ** آپ عین جوانی میں زیارت حرمین

مشرق ہوئے بعد ہند میں اگر تحصیل علوم میں مصروف ہو کر حضرت علیہ السلام سے تعلیم پائی اور دہلی میں مرجع خلا ہوئے۔ اکبر اعظم نے ہر چند آپ کو دہلی میں رکھنا چاہا مگر واپس کشمیر میں تشریف لیا کر ستھہ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت مخدوم سلطان شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ** آپ سرعقلہ مشائخ انجمن کشمیر و مرجع خلا تھے

کہ عالم خود دسالی میں شہر کشمیر میں اگر عبادت مشاقہ میں مشغول ہوئے اور روحانیت حضرت سرور عالم کی تربیت پائی بعدہ حاجی عہدہ نواب بخاری دہلوی سے بیعت کر کے چھ ماہ میں مدارج درویشی طے کر کے فرقہ خلافت لیا۔ شبہ روز نالہ گریہ و زاری میں رہتے بسبب بیداری اور کثرت اذکار کے مغز سرگرداں ہو گیا تھا اور مریدوں کے عقد سے جلد صل فرماتے تھے۔ آپ کے خلیفہ شیخ بابا داؤد خاکی دروالمردین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کو کل سلسلوں میں اجازت تھی اور مرتبہ ابدالیت رکھتی تھے۔ مزار میر بالکل نہیں سنتے تھے جس قسم کا بیاں آپ کی خدمت میں آتا تھا شفا پاتا تھا۔ وفات حضرت کی ۹۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نور زبیدی کشمیری قدس سرہ** حضرت پہلے امراؤ کشمیر میں تھے۔ بڑی ظالم اور جابر مشہور تھے۔ ایک وزیر بڑے شکار شیر

جنگل میں پہنچا ناگاہ شیخ نیک زبیدی کہ اولیائے کبریہ سے تھے انکو دیکھ کر اپنے ملازمان سے جدا ہو کر ان درویش کے پاس آکر دیکھا کہ درویش کے آگے دسترخوان بچھا ہوا اور جانوران صحرائی کھا رہے ہیں۔ اتفاقاً ایک بچہ نے ایک گیدڑ کے حصّہ دست دراز کیا اس نے اس درویش سے استغاثہ کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اسی بچہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوروز ظالم کا سایہ تجھ پر پڑا کہ گیدڑ کے حصّہ پر تھامے دست دراز کیا۔ یہ سن کر بچہ ڈرا شیخ نوروز نے یہ سن کر اپنے کپڑے پہاڑ کر نہایت متوجّس آن درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر مقامات سلوک طے کئے۔ وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

**ذکر حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری قدس سرہ** آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے۔ مشہور اولیائے کشمیر سے گزرے ہیں۔ نہایت باکبر

تھے۔ دستورالسا لکین و قصیدہ حبلا لہ تالیف فرمایا۔ آخر فرقہ خلافت حاصل کر کے سید احمد کرمانی و مولانا شیخ محمد مخدوم قاری و میر سید اسماعیل شامی قادری سے فیضان حاصل کئے۔ جب بد مذہبی سلاطین چکان کی دیکھی ہندوستان میں آئے چندے لشکر اکبر اعظم میں رہے

بعد ہوا قاسم خان میزبانی کشمیر میں تشریف لائے اور ۹۹۳ھ میں انتقال فرمایا۔

**ذکر حضرت سید جھولن شاہ گھوڑی بخاری لاہوری بن سید شاہ محمد بن سید عثمان جھول بخاری لاہوری قدس سرہ**

آپ اولاد سے محذوم جہانیاں کے تھے۔ پانچ برس کی عمر سے نمود کرامت ہونے لگے تھے وفات حضرت کی دسویں ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید شاہ محمد والد سید جھولن شاہ گھوڑی قدس سرہ**

حضرت بعد انتقال اپنے پدر کے اوج میں آئے وہاں سے بہ اجتماع کثیر موضع چک سرودہ علاقہ کلاڑو میں آئے۔ وہاں کا زمیندار آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مرید ہوا اور ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کے فرزند یہ تھے: سید عبدالملک سید بہاء الدین جھولن شاہ مشہور گھوڑی شاہ سید شاہ عالم بہاء الدین شاہ۔ نونگ شاہ کہ مظہر کرامت تھے مزار موضع بلکھا علاقہ لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ حسن کنجدی لاہوری قدس سرہ** آپ خلیفہ شاہ جمال لاہوری کے تھے پہلے غلہ فروشی کرتے

تھے۔ جب شاہ جمال کے مرید ہوئے حسب الحکم ان کے اپنے ہاتھ سے ٹونٹا موقوف کیا۔ خریدار تو لکر خود لیجایا کرتے تھے جو زیادہ تول کر لیجایا کرتا تھا اس کے گھر جا کر کم ہو جایا کرتا تھا۔ جو پورا لیجانا تھا زیادہ ہوتا تھا چند سال اسی طرح گزرے یہاں تک دولت بڑھی کہ تولنے کا باٹ سنہری کروایا اور پیر کا شکرانہ ادا کیا آپ کی عنایت سے یہاں تک نوبت پہنچی۔ پیر نے فرمایا کہ اسکو دریا میں ڈال۔ آپ نے جا کر دریا میں ڈال دیا وہ ایک شخص کو ملا اس نے لا کر ان کو دیا۔ انہوں نے پھر پیر سے عرض کیا کہ میں نے دریا میں ڈال دیا تھا مگر پھر وہ میرے پاس آگیا۔ شیخ جمال نے فرمایا کہ تولنے جو کم ٹونٹا چھوڑا یہ اسکی برکت ہے جو مال جو حلال سے پیدا ہوتا ہے وہ منافع نہیں ہوتا میں نے تیری راستی کا امتحان کیا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ نے تمام مال و اسباب راہ خدا میں دیکر ریاضت اور عبادت میں مشغول ہو کر کار تکمیل پہنچایا۔ چنانچہ جب تک آپ کی کرامت با نرہ خلافت ہے۔ وفات حضرت کی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار پیر انوار لاہور میں ہے۔



## ذکر حضرت میران محمد شاہ موج دریا بخاری قدس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف تھے۔ سرخ بخاری اوجی کے تھے۔ اور اپنے وقت میں مقتدائے زمانہ ہوئے ہیں حسب الطلب اکبر اعظم عین معرکہ چٹوڑ میں پنچیکر بادشاہ کی فتح کے واسطے دعا کی اور چٹوڑ فتح ہوا۔ بادشاہ نے معتقد ہو کر بہت جاگیر علاقہ پر گرنہ پٹیاں عطا کی اور بعض گھاؤں علاقہ لاہور میں بھی ہیں۔ لاہور میں ہدایت خلق اور نفع رسانی مساکن میں مصروف رہتے تھے۔ لنگھانہ جاری تھا۔ ایک روز آپ کی مجلس میں کسی نے کہا کہ سید سندی نہیں جو سندی سید ہوتے ہیں آگ میں اُن کا بال تک نہیں جلتا۔ ایسے سید کہاں پیدا ہوتے ہیں یہ سنکر آپ کو جلال آیا اور کاٹ کی ایک ہانڈی منگو کر اس میں چاول بکرا کر اس منگر کو دکھائے اور فرمایا کہ تو نے دیکھا کہ سید سندی ہے یا نہیں۔ وفات حضرت کی سن ۱۳۸ھ میں ہوئی عمر آپ کی ۳۷ برس کی تھی

## ذکر حضرت سید سلطان جلال الدین حیدر بن سید صفی الدین بخاری برادر میران محمد شاہ موج قدس سرہ

حضرت کمال ظاہری اور باطنی اور ترک و تجرید میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ گویا مخزن الکرامات تھے بلکہ بوجہ جلال عطا اکبر اعظم اپنے بھائی سے بھی نہ ملتے تھے۔ وفات حضرت کی سن ۱۳۷ھ میں ہوئی مزار لاہور میں پاس مقبرہ بی بی تلخ تاج ہے عوام لوگ آپ کے منو کھا سنا حضرت بی بیان کہتے ہیں۔ اولاد آپ کی موضع بھوگی وال متصل لاہور کے سکونت پذیر ہے

## ذکر حضرت خواجہ مسعود کشمیری قدس سرہ

آپ اول پیشہ بخاری کا کرتے تھے۔ یکایک تمام تعلقات چھوڑ کر جنگل میں جا کر تین مہینے بے غور و خواب عبادت میں بسر کیے بعدہ باشارہ حضرت خضر بابا داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر کار درویشی تکمیل پہنچایا اور بان پور کہ جہاں زعفران پیدا ہوتی ہے وہاں تشریف رکھتے تھے اور بوجہ جلال ایام گذاری کر کے سن ۱۳۸ھ میں وفات پائی۔

## ذکر حضرت بابا ربی رشتی کشمیری قدس سرہ

آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے عمر آپ کی ۳۰ برس کی ہوئی سو برس صائم الدہر ہے سو ایک کپڑا

پیشینہ کے دوسرے رکھتے تھے ۳۲۴ھ میں حالت روزہ میں وفات پائی مزار کشمیر محلہ کدل میں ہے۔

آپ اولیاءِ اولیاء  
سے گزرے ہیں

## ذکر حضرت سید عادی الملک بن سید شاہ محمد جوہر لاہجاری

ایکے وز ایک شخص نے پارس آپ کی نذر کیا۔ فرمایا میرے سجادہ کے بچے رکھ دے چند سال کے بعد وہ شخص آیا کہ جس نے پارس دیا تھا اسکو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں تو نے رکھا تھا وہاں سے ہی لے لے اس نے معصلاً اٹھا کر دیکھا تو پارس موجود پایا اور حیران رہا۔ اور اس شکل کے اور بھی پتھر رکھے دیکھے حضرت نے خاص اس کا پتھر اٹھا کر اسکو دیدیا اور فرمایا کہ فقیر کو سوائے نام خدا کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اور خاصانِ خدا جس پتھر پر نظر ڈالتے ہیں وہ ہی پارس ہو جاتا ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ مرید ہوا۔ وفات حضرت کی ۳۲۹ھ میں ہوئی۔ پہلے مزار آپ کا سید جھولن شاہ گھوڑی کے مزار کے سامنے تھا۔ بعد اس کے آپ کی نقش متصل مزار شاہ بلادل کے علیحدہ جوہرے پر و فن کی گئی۔ کہتے ہیں کہ سکھوں کی عکداری میں آپ کا مقبرہ مسمار ہوا دیکھا تو نقش بدستور رکھی تھی کفن بھی میلانہ ہوا تھا۔

آپ مرید شیخ  
بہلول دریائی

## ذکر حضرت شاہ ازانانی قادری سہروردی مینوی قدس سرہ

کے تھے۔ بعد انتقال شیخ بہلول کے خاندان سہروردیہ سے فیضیاب ہوئے۔ گو یا ذاتِ بابرکات مجمع البحرین بھی مقتدائے قادریہ پیشوائے سہروردیہ گزرے ہیں۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ تمام بیٹہ کے جنگل میں بعبادت حق مصروف رہتے تھے۔ رات کو تمام مسجدوں میں پانی بھر کرتے تھے کہتے ہیں کہ کئی بار اچانک اموات حضرت سونگھار ہوئے۔ حضرت شاہجہاں کو عہد شہزادگی سے آپ سے بہت اعتقاد تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہو کر آپ کی خانقاہ تعمیر کرائی اس کے خرچ کے واسطے بہت کچھ معاف فرمایا۔ چنانچہ آج تک اس خانقاہ سے فیض عام اور مسافر نوازی جاری ہے۔ وفات حضرت کی ۸۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار شہر بیٹہ میں ہے۔

آپ مرید بابا داؤد کشمیری کے تھے۔ آپ کو  
لو کہیں سے عبادت کا شوق تھا سو آنکھ

## ذکر حضرت بابا نصیر الدین کشمیری قدس سرہ

روٹی جو کے دوسری چیز نہ کھاتے تھے۔ تمام مشائخین وقت آپ کا اعزاز کرتے تھے اور حضرت ہمیشہ مذمتِ مسافران و مسکینان میں کمر بستہ رہتے تھے۔ ایک بار آپ کا ایک مرید بت میں بہت قتل گرفتار ہو کر قریب تھا کہ

مارا جائے۔ شیخ نے نواباٹن سے معلوم فرما کر بزور کرامت بوقت نیم شب تبت میں پہنچ کر اسکو چھوڑ دیا اور فتنۃ العین میں کشمیر لائے۔ وفات حضرت کی مسکنہ اہ میں ہوئی۔ مزار قصبہ سہارہ علاقہ کشمیر میں ہے۔

## ذکر حضرت سید شہاب الدین نہر ابن میران محمد شاہ موج دریا قدس سرہ

آپ صاحب ولایت موردنی اور قطب الوقت صاحب فوق و شوق اور صاحب ہدایت و کرامت و خوارق تھے کلہا ہے کشمیر شاہ حاکم پنجاب سوائے اپنے دوسرے کو سید صبیح النہب نہیں جانتا تھا اور غرور سے برائے امتحان سادات ایک شیر کو بچہ میں بند کیا اور ایک تنوڑ آہنی اور ایک زنجیر آہنی بنوائی اور سادات پنجاب کو جمع کر کے کہا کہ جو کوئی اس گرم تنوڑ میں بیٹھے یا شیر کو زنجیر سے باندھے وہ سید ہے۔ ورنہ میں قید کر دوں گا۔ آخر بہت سیدوں کو قید کیا۔ جب یہ خبر سید شہاب الدین کو ہوئی بیٹا لہ سے معہ ایک خادم کے موضع چنڈ میں کہ جہاں شیر شاہ حاکم تھا پہنچ کر شیر کے بچہ سے کے آگے جا کر شیر کو باہر نکال کر اُس کے کان پکڑ کر فرمایا کہ تو اپنی جگہ جا بعد اس کے لکڑی کا تیر لیکر بروز کرامت زنجیر آہنی کو چھیدا یہ خبر شیر شاہ کو پہنچی اُسی وقت دوڑ آیا اور عرض کی کہ دو نشانیاں تو ظاہر ہوئیں ایک باقی ہے۔ آپ نے اپنا رد مال اپنے خادم محمد اشغی آہنگر کو دیکر ارشاد کیا کہ بسم اللہ کہہ کر تو تنوڑ میں جا کر بچہ آہ کرامت دیکھو شیر شاہ بے عجز تمام مرید ہوا اور تمام اپنا مال اُن سیدوں کو جن کو قید کیا تھا دیکر رخصت کیا اور خود ترک دنیا کی۔ وفات حضرت سید شہاب الدین کی مسکنہ اہ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید عبدالرزاق مکی قدس سرہ

آپ مرید میران شاہ موج دریا کے تھے تارک دنیا جامع الکملات ظاہری و باطنی یہ حضرت غنی سے اگر چندے پشاور میں قیام پذیر رہے۔ بعد اس کے دہلی آکر نزد کان راقم کی ملازمت میں رہے آخر دنیا اور اہل دنیا سے متفرق ہو کر شب و روز عبادت میں مصروف رہ کر مسکنہ اہ میں لاہور میں وفات پائی آبکانیہ انقبض ہوئے

## ذکر حضرت شاہ جمال قادری سہروردی قدس سرہ

آپ مرید شیخ گلرا بیگ کے تھے یعنی شاہ جمال مرید شیخ گلرا بیگ کے وہ مرید شاہ شرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید رفیع الدین سہروردی کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ بہاء الدین ملتانی کے یہ حضرت سادات صبیح

آپ کی اولاد تاحال سیالکوٹ میں موجود ہے۔ انہوں نے لاہور میں آکر سات منزلی خاتھاہ بنائی۔  
 نواب سلطان بیگم دختر اکبر اعظم کا باغ اور تالاب کہ نزدیک خاتھاہ کے تھا گنگنا گوار گذران کو کھلا بھیجا کہ  
 تم فقیر اور ہمارے دعا گو ہو حلاف ادب ہی کہ تمہارا مکان ہمارے مکان سے بلند ہو اگر بلعد خود اس دمہ کو  
 نیچا کر لو تو بہتر ہے ورنہ منہدم کروا دیا جاوے گا۔ یہ سنکر آپ نے ہنسر فرمایا کہ بہتر ہے یہ دمہ آجکی رات بیت  
 ہو جائے گا اور گھر فقیر کا قیامت تک رہے گا۔ باغ چند روزہ ہی جب رات ہوئی اپنے سماع (گانا) کرایا اور  
 حالت وجد میں کھڑے ہوئے اور زمین پر ایک لات ماری تمام منزلیں اسکی غرق زمین ہوئیں بالائے  
 زمین ہنوز موجود ہیں مشہور ہے کہ تعمیر دمہ کیواسطے معمار نہ ملتے تھے کیونکہ شاہجہانی عمارتیں تیار ہو رہی  
 تھیں چند معماروں کو آپ نے بلا کر فرمایا کہ ہمارا کام بھی کرو انہوں نے عذر کیا کہ دن کو فرصت نہیں۔ اپنے  
 فرمایا کہ رات کو ہمارا کام کرو اور دن کے برابر مزدوری لو۔ پس بہت سے معمار مشعل کی روشنی میں رات کو کام کیا  
 کرتے تھے۔ ایک دن تیل نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ چراغوں میں پانی ڈال کر روشن کرو تمام شب وہ پانی مثل تیل کے جلا  
 دو دل کھتری کہ لاؤ لہ تھا کبھی کبھی آپ کی خدمت میں آتا تھا دعا اس کا یہ تھا کہ میرے اولاد پیدا ہو۔ ایک دن  
 اس نے کئی خرپے لا کر بند کیے اپنے دو خرپے اسکو دیئے اور نماز عصر میں مشغول ہو کر وہ سمجھا کہ شاید بعد  
 نماز کے نوش کریں گے مجھکو تراشنے کو دیڑھی میں چنانچہ ایک خرپہ اُس نے تراشا تھا کہ اپنے نماز سے فارغ ہو کر  
 اس سے فرمایا کہ تو نے کیا کیا میں نے وہ خرپے اسواسطے دیئے تھے کہ تم دونوں میاں بیوی ملکر کھاؤ اور  
 تیرے واسطے اللہ سے دو فرزند مانگے تھے۔ اچھا ہوا کہ ایک ہی تراشا۔ ایک فرزند ہندو اور ایک مسلمان  
 ہو گا۔ مسلمان میرا میرا اور ہندو تیرا۔ پس وہ دونوں خرپے لیکر گھر آیا اور دونوں میاں بیوی نے  
 ملکر کھائے اُسی شب کو وہ حاملہ ہوئی۔ بعد نو مہینے کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک مخطون دوسرا  
 غیر مخطون۔ دو دل مخطون لڑکے کو اپنی خدمت میں لیکر آیا۔ اپنے فخر الدین اس کا نام رکھ کر اپنے پاس  
 رکھا اور بعد آپ کے وہی صاحب سجادہ ہوا۔ چنانچہ فخر الدین کی اولاد ہنوز موجود ہیں اور وہ مکان کہ  
 شاہ جہال نے محلہ چدی موڑی میں خرید لیا تھا فخر الدین کے واسطے اب تک وہ شاہ جہال کا مکان مشہور ہے  
 ایک روز شاہ جہال فخر الدین کے گھر میں آئے اور فخر الدین سے فرمایا کہ اپنے عیال و اہلعال اور سب  
 اسباب باہر لا چنانچہ فخر الدین نے تعمیل حکم کی۔ جب کچھ چیز اس میں نہ رہی وہ مکان گر پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ  
 میں صرف تیری جان و مال کی حفاظت کیواسطے آیا تھا الحمد للہ کہ تو نے اس بلا سے خلاصی پائی۔ ایک روز

آپ اپنے اس حجرہ میں کہ تاحال نزد مزار موجود ہے بجا و محفوظ۔ یہ حجرہ وہ ہے کہ آپ اس میں بند ہو کر جلہ کیا کرتے تھے۔ اور بعد چلہ کے خدام دروازہ حجرہ کا کھولا کرتے تھے۔ ابکی بار در حجرہ کھولا جاتے تھے کہ آپ کو باہر لائیں۔ حاضرین کے کان میں ایک آواز پہنچتی کہ اب تک جو ہوا تھا وہ ہوا۔ میری قبر اوپر اس حجرہ کے تعمیر کرو۔ یہ میری مدفن ہے۔ اس روز سے نشان قبر کا اوپر حجرہ کے بنوا دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ ہم سب نے سنا ہے۔ میں ہوا مگر جسم مبارک کو کسی نے نہ دیکھا کہ کیونکر زمین میں سمایا۔ کیا ہوا حجرہ خالی تھا کن لوگوں نے مدفون کیا۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے دفن کیا۔ آپ کی وفات کے تیس برس بعد بروز عرس بعد تقسیم کھانے کے ایک قلندر دریدہ دہن آیا۔ صاحب سجادہ نے دوروٹی اسکو دیں۔ اس نے کہا کہ مزار شاہ جمال کا عجیب جال ہے کہ روٹی بے کفن میسر ہوتی ہیں۔ صاحب سجادہ نے کہا کہ اگر تیری یہی مرضی ہے تو تجھ کو کفن اسی جگہ ملیگا۔ چنانچہ اُس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور مر گیا۔ قبر اس قلندر کی قریب خانقاہ کے عبرت گاہ خلق ہے۔

**ذکر حضرت سید محمد شاہ نورنگ بخاری قدس سرہ** آپ پستونجہ شاہ محمد بن عثمان لاہوری کے تھے اور فقر و تجرید میں شان عاقل و کھڑا

تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز طالبان حق سے متوجہ اور طالبان غیر حق سے متنفر تھے آپ کی دعا و درود مندوں کے حق میں مثل کسی نہ تھی۔ ایک مزار شاہ فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی خاک کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکو شفا دیگا۔ چنانچہ اہل لاہور آپ کے مزار سے سنگریزے لیکر بیماریوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ وفات حضرت کی میں ہوتی مزار موضع محمو بونی میں ہے کہ آپ کے نام پر مشہور ہے۔ آپ کو بعض فقیر خاندان قادر یہی تصور کرتے ہیں۔

**ذکر حضرت مولانا جید کشمیری نقشبندی سہروردی قدس سرہ** آپ مرید خواجہ عبدالعزیز اعزاری کے تھے

ایک مرید خواجہ سے عرض کی کہ میری چار لڑکیاں ہیں لڑکا نہیں ہے۔ مجھے بہت رنج ہے خواجہ نے ان کے حق میں دعا کی۔ بعد نو چھینے کے مولانا جید پیدا ہوئے یہ ولی مادر زاد تھے۔ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے گیارہ برس کی عمر میں حدیث و فقہ سے ماہر ہوئے۔ پابند سنت بہت تھے۔ پہلے خاندان نقشبندیہ میں اپنے والد کے مرید ہوئے اُن کے انتقال کے بعد دہلی میں تکمیل دین کی اور صاحب فتویٰ ہو کر کشمیر میں آکر سلسلہ سہروردیہ بابا تنقیب الدین کے مرید ہو کر تکمیل کی۔ تین بار حاکم کشمیر نے آپ کو چھانی بنانا چاہا۔ آپ نے منظور نہ کیا۔ وفات حضرت کی سلسلہ میں بمقام کشمیر ہوئی۔

## ذکر حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی پنجابی قدس سرہ

آپ مرید سید ناصر  
مست کے وہ

مرید شاہ مونگا کے وہ مرید شاہ کبیر کے وہ مرید شیخ شہر اللہ کے۔ وہ مرید شیخ یوسف کے وہ مرید پیر  
برہان الدین کے۔ وہ مرید صدر الدین کے وہ مرید بدر الدین کے۔ وہ مرید اسماعیل قریشی کے۔ وہ مرید  
شاہ صدر الدین راجن کے قتال کے۔ وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے۔ وہ مرید شیخ  
صدر الدین عارف کے۔ وہ مرید شیخ بہار الدین ملتانی کے۔ لکھا ہے کہ آپ اولاد سے بہلول ہو  
کے تھے۔ اور خاندان چشتیہ سے بھی فیضیاب تھے۔ جو در سالی میں ان کے مادر اور پدر نے انتقال  
کیا۔ بعض بد معاشوں نے آپ کو ایک ہندو کے ہاتھ بیچا۔ آپ ہمیشہ اپنے مالک کی خدمات بجالا کر  
اُس کو خوش رکھتے تھے۔ ایک روز اُس نے آپ کو آزاد کیا۔ اتفاقاً آپ سیالکوٹ میں آکر سید  
تائثر مست کے مرید ہو کر چند مدت اُن کی خدمت میں رہے۔ جب شیخ کا وقت قریب پہنچا۔ شیخ  
نے اپنے دوسرے مرید کو بلایا اُس کا نام بھی دولہ تھا۔ وہ موجود نہ تھا۔ آپ گئے۔ شیخ نے فرمایا کہ  
تیری ضرورت نہیں۔ آپ واپس آئے۔ شیخ نے پھر دولہ کہہ کر آواز دی وہ حاضر نہ تھا۔ شیخ دولہ  
ہی حاضر ہوئے۔ شیخ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ ہرگز مولا بدھ شاہ دولہ اگر وہ تمام نعمت معرفت الہی  
انکو دیکر انتقال کیا۔ بعد اس کے شاہ دولہ کو ایک مدت جذب اور سکر ہا۔ مست جام وحدت رہے  
جنگلوں میں شیر اور پلنگوں سے محبت رکھتے تھے بعد مدت کے جب ہوش میں آئے باب فتوح ظاہری  
اور باطنی کھلا۔ ہزاروں کرامت اور خوارق ظاہر ہوئے۔ ہزاروں آدمی آپ کی خدمت میں ملا  
لیکے جاتے اور حسب دلخواہ اپنی مرادیں پاتے اور ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے عطا کرتا آپ  
ہر روز مساکین کو تقسیم فرماتے اور اکثر جگہ عمارات عالی چاہ و مسافر خانہ پل و مسجد تیار کرائے کہ آج  
گجرات اور سیالکوٹ میں موجود ہیں اور جائے تعجب ہے کہ وحوش و طیور درندے اور گزندے کی  
خدمت میں حاضر ہوتے۔ سرکار حضرت کی مثل بادشاہوں کے تھی۔ ہر وقت شہود ذات میں متفرق رہتے تھے  
اور شادی نہ کی مجبور ہے۔ آپ کے زمانہ میں اس قدر فتوح ظاہری اور باطنی دوسرے کو نہ تھا اور کچھ  
زبان نہ نکلتا تھا تیر بہدف تھا۔ آپ کی مجلس کسی وقت سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ آپ کو وجد ہوتا  
تھا۔ اگر کسی کے واسطے دعائے فرزند کرتے اُس سے اقرار فرمالتے تھے کہ جو پہلا لڑکا ہو گا وہ

میری نذر کرنا۔ تجھ کو اللہ اور دنیا اور پہلا لڑکا جو ہوگا اسکی چند علامات ہو گئی۔ کوتاہ سر گنگ ملبوٹھ جس چنانچہ پہلا لڑکا اس قسم کا ہوتا اور اس کے والدین بخوشی نذر کرتے تھے یہی طرح سینکڑوں لڑکے آپ کی خدمت میں دولا شاہی جو ہے مشہور تھے۔ چنانچہ یہ کرامات ہنوز آج مزار سے جاری ہے۔ جو کوئی آپ کے مزار پر آتا ہے خواستگاری اولاد کرتا ہے اُس کے گھر پہلا جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ اس شکل کا ہوتا ہے۔ ایک بار پٹنمان درویشان نے آپ کی ایذا رسانی کے واسطے ایک محضر تیار کیا اور شاہجہاں بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ شاہجہاں محرم سر درویشان تھا اسپر کار بند نہ ہوا۔ حضرت کے ساتھ عقیدت بدستور رہی۔ وفات حضرت کی شہنشاہ میں ہوئی۔ مزار آپ کا گجرات پنجاب میں زیارت گاہ ہے۔

آپ فاضل اور جامع الکلمات تھے۔ لاہور سے باہر ایک

## ذکر حضرت شیخ جان سہروردی لاہوری قدس سرہ

مسجد میں اعظف فرمایا کرتے تھے اور مرید شیخ اسمعیل مدرس کے تھے مگر کسی سے کچھ نہ لیتے تھے۔ بوجہ حلال ایام گذاری کرتے تھے۔ ایک بار ان کے پیر نے لے پوچھا کہ گذر کیونکر ہوتی ہے۔ عرض کیا مہر حال شکر ہے بآرام تمام بسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معلوم کرایا ہے کہ واسطے قوت لایموت کے چلی پیسا کروں ان کے مرشد نے ازراہ عنایت ایک تعویذ عطا کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے گھر میں رکھ۔ جب نعمت دنیا سے سیر ہو جائے مجھ کو واپس دیجیو۔ انہوں نے اس تعویذ کو لیکر اپنے گھر میں رکھا۔ استفادہ ہو ا کہ تین روز میں بہت کچھ جمع ہو گیا۔ آپ نے شکر نعمت الہی بجا لا کر وہ تعویذ سیر کو دیا اور عرض کیا کہ میں مستغنی ہوا۔ مگر مجھ کو اس تعویذ کی اجازت ہوتا کہ اوروں کو نفع پہنچے۔ چنانچہ وہ تعویذ آج تک آپ کے صاحب سجادہ کے عمل میں ہے وہ یہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵۵۵۵ لے لے تھھھھ

۸۶  
۵۵۵۵  
۵۵۵۵

ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بوجہ تنگ دستی کے میں بہت پریشان ہوں

میرے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ بعد ہر نماز کے روبرو قبلہ کر کے سو بار سبحان اللہ پڑھا کر ایک ہفتہ کے بعد پھر مجھ سے ملنا چنانچہ اسی ہفتہ میں تنگ دستی اسکی دور ہوئی اُس نے عرض کیا کہ اب بہت خوش ہوں آپ نے فرمایا ایک ہفتہ اور پڑھ۔ پھر اُس نے آکر کہا کہ اب میں دنیا سے بالکل مستغنی ہوا۔ اب میں جانتا ہوں کہ مال عقبی جمع کروں۔ چنانچہ تارک الدنیا ہو کر مرید ہوا اور کمالات ظاہری و باطنی سے فائز ہوا۔

وفات حضرت کی سترہ سالہ میں ہوئی۔ مزار آپکا بیرون شہر لاہور متصل مسجد قصابخانہ قدیم کے ہے۔

**ذکر حضرت شیخ محمد اسماعیل دہلوی کا قدس سرہ** آپ مرید شیخ عبدالکریم کے وہ مرید

مخدوم طیب کے۔ وہ مرید مخدوم برہان کے۔ وہ مرید مخدوم حسین کے۔ وہ مرید شیخ سیلون کے۔ وہ مرید شیخ حسام الدین متقی ملتانی کے۔ وہ مرید سید شاہ عالم کے۔ وہ مرید سید برہان الدین کے۔ وہ مرید سید ناصر الدین محمد کے۔ وہ مرید مخدوم جہانیا کے کہ بیٹے عبداللہ قوم کہو کہر ساکن موضع چنبد لب دریا نے جناب کے تھے۔ لکھا ہے کہ ۹۹۹ھ میں پیدا ہوئے بعد سن تین مرید شیخ عبدالکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر اٹا پیسنے پر معذور ہوئے۔ ایک روز وقت پر آٹا نہ پہنچا دیا گیا تو معلوم ہوا کہ شیخ اسماعیل اپنے حجرہ میں مشغول بہ حق ہیں اور چکی خود بخود پھر رہی ہے۔ یہ حال ان کے پیر سے عرض کیا انہوں نے خود آکر دیکھا ان کو مطلق خبر نہ تھی۔ واپس چلے گئے۔ جب شیخ اسماعیل کو ہوش آیا آٹا جمع کر کے لنگر خانہ میں پہنچایا۔ ان کے پیر نے کہا کہ آج سے آٹا پینا تیرا موقوف کیا۔

نقل ہے کہ بعد حصول علم باطنی شیخ سے دس کوس کے فاصلہ پر کنارہ جناب پر درخت شیشم کے نیچے قیام کیا کئی مہینے میں کئی سو آدمی آپ کی خدمت میں آکر باکمال ہوئے بعد ۴۵ برس کی عمر میں لاہور میں بہ محلہ نیل پورہ آکر تعلیم و تلقین میں مصروف ہوئے۔ ایک جائے قیام مخدوم علی سحرری گنج بخش پر کیا۔ تمام اہل اسلام رجوع لائے۔ ایک مسجد پرانی اُس محلہ کے نزدیک تھی اور ایک ہندو فقیر کہ صاحب کشف تھا اُس مسجد میں رہتا تھا کوئی مسلمان اسکو نکال نہ سکتا تھا۔ ایک روز یہ اُس جوگی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ عبادت گاہ مسلمانان ہے تم کو یہاں رہنا حرام ہے۔ میں یہاں رہوں گا۔ تم یہاں سے چلے جاؤ اُس نے انکار کیا آپ نے جھڑکا اُس جوگی نے کہا اگر میں جاؤں گا تو مسجد میرے ساتھ جائے گی چنانچہ اُس نے قدم مسجد کے باہر رکھا کہ مسجد خدیش میں آئی۔ قریب تھا کہ جوگی کے پیچھے چلے کہ آپ نے ایک عصا دیوار مسجد پر مار کر فرمایا کہ ساکن یہ وہ اُسی وقت ٹھہر گئی۔ جوگی نے یہ کلمات دیکھ کر آپ سے غدر نصیحتیں جاری کر دیں طرف کو چلا گیا۔ آپ اُس مسجد میں درس قرآن فرمانے لگے۔ چنانچہ اُس مسجد میں اب تک درس قرآن ہوتا ہے۔ آپ ہمیشہ خود قرآن پڑھایا کرتے تھے اور شاگرد مہینوں میں حافظہ ہوتے تھے۔

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ بیوی میری حافظہ قرآن ہے اور میں امی ہوں۔ محض اس لئے مجھ کو اپنی قربت سے منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تیری حریت سے بے ادبی قرآن کی میرے دل میں تصور رہے۔



میں آپ سے ملتی ہوں کہ میرے واسطے دعا کیجئے کہ میں بھی حافظ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ مہینے میرے پاس رہو تو حافظ ہو جائیگا۔ یہ سنکر وہ رویا اور عرض کیا کہ مجھ کو اپنی زوجہ کی جدائی ایک دم کی بھی شاق ہے چھ مہینے کیونکر گزریں گے۔ یہ سنکر ازراہ رحم فرمایا کہ وقت سلام نماز صبح کے میری داہنی طرف آئیو۔ انشاء اللہ تیرا مقصد حاصل ہوگا چنانچہ وہ حسب فرمودہ جناب عمل میں لایا۔ اسی وقت نظر پڑتے ہی حافظ ہو گیا۔ بلکہ جتنے آدمی راست میں امی تھے سب حافظ ہوئے۔ یہ شخص مرید ہوا۔ آپ بار بار اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ فیض قرآن بعد مرنے کے میری قبر کی خاک سے جاری رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حافظ الہی بخش آپ کے خلیفہ کہ جسم سے بہت فربہ تھے اور پستان بہت کلاں تھیں جب مرید ہونے آئے آپ نے انکو دیکھ کر متسم فرمایا اور کہا کہ حافظ الہی بخش شیردار ہے۔ یہ فرماتے ہی انکی پستان شیردار ہو گئیں اور اسی خطاب سے منسوب رہو۔ چنانچہ ایک گاؤں حافظ صاحب کے نام پر موضع لوبرہ آباد ہے۔ لوبرہ پنجابی زبان میں شیردار کو کہتے ہیں۔ خلیفہ آپ کے یہ ہیں: شیخ محمد صالح برادر ہم جد حضرت میاں جان محمد لاہوری و جان محمد ثانی شیخ محمد ہاشم و شیخ عبد الحمید و عبد الکریم قصوری و اخوند محمد عثمان و محمد عمر دامت خال حافظ عبد اللہ حافظ محمد فاضل و حافظ الہی بخش لوبرہ و حافظ محمد حسین و حافظ فتح محمد و مولوی تیمور لاہوری وفات حضرت کی ۵ ر شوال ۸۵۰ سنہ میں ہوئی فرار لاہور میں مشہور و معروف ہے۔

**ذکر حضرت شیخ حسن لاہو کشمیری قدس سرہ**  
آپ مرید سید جمال الدین بخاری دہلوی کے تھے اور شیخ حمزہ کشمیری اور بابا نصیب الدین سے بھی فیض حاصل کیا۔ تفرید اور تجرید کے ساتھ ایام گزاری کی۔ تمام عمر عبادت حق میں مصروف رہ کر ۹۹۰ سنہ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت شیخ بہرام کشمیری قدس سرہ**  
آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے۔ ترک تجارت کر کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور بوجہ زہد کے اس قدر ضعیف تھے کہ سوائے پوست اور استخوان کے گوشت کا نام نہ تھا۔ انہار کرامات سے پہنچ کر تھے ہمیشہ سرد پانی سے وضو کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان میں ایسا چشمہ جاری فرمایا کہ جاؤ سے اس کا پانی گرم اور گرمی میں سرد ہا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ شیخ مرگد آپ سے ملنے آئے اندر اسنے میں خیال کیا کہ اگر حاجی بہرام میرے واسطے کھانا موجود کرے تو بہم دونوں ساتھ کھائیں

بعید انکی کرامات سے نہیں ہے۔ جب یہ پاس پہنچے آپ نے کھانا طلب کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ساتھ کھانا شروع کیا اسوقت آپ نے تبسم کناں فرمایا کہ آج کیا اچھا دن ہے کہ تمہاری حسب دلخواہ کھانا ہو اور میں بھی تمہارے شریک ہوں۔ وفات حضرت کی سال اللہ میں ہوئی۔ مزار خطہ کشمیر میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ یعقوب کشمیری قدس سرہ** آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے۔ چند عبادت میں رہے۔ بعدہ مست الفت ہو کر الیہ مستغرق ہوئے

کہ اپنے کو بھی بھول گئے۔ ایک بار آپ کسی پہاڑ کی کھوہ میں پڑے تھے۔ ڈیڑھ مہینے بے خور و خواب ہوئے۔ ایک شب کسی زمیندار کے ہاں تشریف لائے۔ رات زیادہ جا چکی تھی دروازہ کسی نے نہ کھولا صبح تک برف میں بیٹھے رہے۔ مگر جب آپ پر پڑتی تھی حرارتِ عشق سے وہ حضرت نہ کر سکتی تھی۔ مستی و مدہوشی یہاں تک ہو گئی تھی کہ پاؤں میں گونگہر باندھ کر سر پر مرغ رکھ کر ناچتے پھر کرتے تھے۔ وفات حضرت کی سال اللہ میں ہوئی۔ مزار اسلام آباد کے قریب ہے۔

**ذکر حضرت یسندہ علی بن سید**

آپ مرید اپنے والد کے تھے۔

اُس نواح کے رہنے

جہانگیر الیہ۔

ذکر

بہت شوق تھا، مساجد اور پل اور مسافر خانہ اکثر تعمیر کرائے وفات حضرت کی سال ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہ** آپ مرید شیخ اسماعیل میاں کلاں لاہوری کے تھے علوم ظاہری اور باطنی میں یکجا عصر اور لاہور میں یہ محلہ بردہ منکلا

کہ شہر سے باہر ہے قیم تھے۔ لڑکپن میں شیخ عبد الحمید خلیفہ شیخ اسماعیل سے تحصیل علوم ظاہری کیا تھا۔ اور بعد کے قیام گاہ پر دفن ہوئے۔ اسی شب کو خادم کو بشارت ہوئی کہ میری نعش کو یہاں سے نکال کر میاں کلاں کے مزار کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی سال ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ حامد قاری قدس سرہ** آپ عالم علم شریعت و طریقت و ماہر قراوت تھے۔ لاہور میں طلباء کو درس کراتے تھے۔ اور مرید مولوی تیمور

رکے تھے اور اپنے وقت میں استاد زمانہ اور مرجع خلافت تھے۔ وفات حضرت کی سال ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

ید شاہ ابو الفتح اپنے والد کے تھے۔ مثل اپنے

سکریات خلق میں مصروف رہی۔ آغاز

کے جد مادر می تھے ضد

کبار۔

وقال اور

نہ والد کے





